یہ رسالہ ہر انگریزی مہینے کی ۲۰ تاریخ کو قادیان ضلع گورداسپور سے شائع ہوتا ہے

بابت ماہ جنوری ۱۹۱۳ء

نمبر ۱ — جلد ۸

تشحیذ الاذہان

ایڈیٹر محمود احمد

فہرست مضامین

قیمت سالانہ

بہ اہتمام منیجر اسلامیہ سٹیم پریس لاہور میں چھپا اور منیجر رسالہ نے قادیان سے شائع کیا

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۶۴

جنگ بدر سے فتح عراق تک

چوالیس دلچسپ واقعات ابتدائی ۱۲ رسالوں میں شائع ہوئے ہیں

حجم ۶۰۵ صفحات قیمت ۸؎

لا ہر ماہ میں ایک رسالہ شائع ہوتی ہے اور سلسلہ برابر جاری ہے خریدار ہر وقت ہو سکتے ہیں

تاریخِ اسلام

فصیح صاحب مرحوم نے

رسالے بھیجے جاتے ہیں قیمت سالانہ معہ محصول ڈاک چار روپیہ ۴؎ مقرر ہے

نہایت محنت تحقیق اور دماغ سوزی سے نئے انداز اور جدید طرز پر لکھی ہے اسکے مطالعہ سے دماغ منور ہوتے ہیں سینے کھلتے ہیں اور صحابہ کرام سے سچا عشق پیدا ہوتا ہے مسلمانوں کا فرض ہے کہ منگا کر پڑھیں اور اولاد کو پڑھائیں اور اپنی شاندار تاریخ سے واقف ہوں

حضرت اقدس امیر المومنین کا خط

عزیز من السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ رسالہ پہنچا ہے اللہ تعالیٰ قریب ہے فصیح مرحوم کو بخشے جیسے قیمت ختم ہو اور رسالہ جاری ہے تو پہلا پرچہ وی پی بھیج دیں السلام

حلیمی مترجم حمائل شریف مجلد (۱) طول [illegible] عرض [illegible] (۲) نصف صفحہ پر عربی نصف اردو ترجمہ (۳) حاشیے پر فہرست آخر میں لغات القرآن بطور فرہنگ (۴) عربی اور اردو دونوں میں آیات کے نمبر دیئے گئے ہیں (۵) کاغذ چھپائی اعلیٰ ہر طرح کی ایسی حمائل شریف ایک بے مثل تحفہ ہے

ملنے کا پتہ

مفتی فیض علی مینیجر تاریخ اسلام فصیح منزل شہر سیالکوٹ

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

رسالہ

تشحیذ الاذہان

بابت ماہ جنوری ۱۹۱۳ء

مسیح موعود کے امتیازی نشانات

سلسلہ احمدیہ کی طرف متوجہ کرینگے یہ ضروری ہے کہ ہم اس امام کا مقام دکھلا
بتائیں جو اس زمانہ میں خدا کی طرف سے مبعوث ہو کر آیا کیونکہ جب تک آپ کی عظمت دلوں
میں جاگزین نہ ہوگی کوئی اس طرف متوجہ ہونا ضروری نہ سمجھیگا ہم نے اس غرض کے ادا
کرنے میں سستی کی ہے تو اس کا تجربہ ہے کہ ہم سے کہا جاتا ہے اللہ پر ایمان رکھتے ہیں
حضرت محمد رسول اللہ کو مانتے ہیں نماز روزہ کرتے ہیں پھر ہمیں مرزا کو ماننے کی کیا ضرورت
ہے زیادہ سے زیادہ یہی بات ہے کہ وہ ایک بزرگ تھے نیک آدمی تھے امت محمدیہ
میں اور بھی کئی اولیا گذر چکے ہیں اگرچہ ان کے اس قول پر کئی طرح سے جرح ہو سکتی ہے

لیکن میں یہاں اس تقاضے خیال سے بحث کروں گا کہ آپ کو بہت سی ایسی خصوصیتیں حاصل ہیں جو آپ کو دیگر اولیائے امت محمدیہ بلکہ بعض انبیاء بنی اسرائیل سے ممتاز کرتی ہیں اس بارے میں میں اپنی طرف سے کچھ نہیں لکھوں گا بلکہ صرف وہی الفاظ نقل کروں گا جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس خصوص میں فرمائے

پہلی خصوصیت: آپ ہی نبی اللہ ہیں اور امت محمدیہ میں یہ خطاب صرف آپ کو ہی ملا (اقوالہ) اگر کہو کہ صاحب الشریعۃ افترا کر کے ہلاک ہوتا ہے نہ ہر ایک مفتری تو اول تو یہ دعویٰ بے دلیل ہے خدا نے افترا کے ساتھ شریعت کی کوئی قید نہیں لگائی ماسوا اس کے یہ بھی تو سمجھو کہ شریعت کیا چیز ہے جس نے اپنی وحی کے ذریعہ سے چند امر اور نہی بیان کئے اور اپنی امت کے لئے ایک قانون مقرر کیا وہی صاحب الشریعۃ ہو گیا پس اس تعریف کی رو سے بھی ہمارے مخالف ملزم ہیں کیونکہ میری وحی میں امر بھی ہیں اور نہی بھی مثلاً یہ الہام قل للمؤمنین یغضوا من ابصارھم ویحفظوا فروجھم ذالک ازکی لھم یہ براہین احمدیہ میں درج ہے اور اس میں امر بھی ہے اور نہی بھی اور اس پر تئیس برس کی مدت بھی گزر گئی اور ایسا ہی اب تک میری وحی میں امر بھی ہوتے ہیں اور نہی بھی اور اگر کہو کہ شریعت سے مراد وہ شریعت مراد ہے جس میں نئے احکام ہوں تو یہ باطل ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان ھٰذا لفی الصحف الاولیٰ صحف ابراہیم وموسیٰ یعنی قرآنی تعلیم توریت میں بھی موجود ہے اور اگر یہ کہو کہ شریعت وہ ہے جس میں باستیفاء امر اور نہی کا ذکر ہو تو یہ بھی باطل ہے کیونکہ اگر توریت یا قرآن شریف میں باستیفاء احکام شریعت کا ذکر ہوتا تو پھر اجتہاد کی گنجائش نہ رہتی غرض یہ سب خیالات فضول اور کوتہ اندیشیاں ہیں ہمارا ایمان ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں اور قرآن ربانی کتابوں کا خاتم ہے تاہم خدا تعالیٰ نے اپنے نفس پر یہ حرام نہیں کیا کہ تجدید کے طور پر کسی اور مامور کے ذریعہ سے یہ احکام صادر کرے کہ جھوٹ نہ بولو جھوٹی گواہی

دو وہ زمانہ کر و توان ذکر اور ظاہر ہے کہ ایسا بیان کرنا بیان شریعت ہے جو مسیح موعود کا بھی کام ہے۔ (اربعین نمبر ۲ صفحہ ۹)

اُن لوگوں کے دلوں میں نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ہرگز عزت نہیں جو کہ حضرت مسیح کو آسمان پر زندہ مانتے ہیں اور افضل الانبیاء کو زمین میں مدفون اتنا نہیں سوچتے کہ اگر مسیح ہی آجاوے تو پھر تو وہ خاتم الانبیاء ہو گیا اور اگر کوئی کہے کہ تم بھی نبوت کے مدعی ہو تو اس کا جواب یہ ہے کہ میں ویسا نبی نہیں ہوں جیسے حضرت عیسٰے براہ راست خدا کے نبی تھے اور میری نبوت آنحضرت صلعم کے واسطہ اور فیوض سے ہے" (تقریر لاہور)

تو جس بنا پر میں اپنے تئیں نبی کہلاتا ہوں وہ صرف اسقدر ہے کہ میں خدا تعالےٰ کی ہمکلامی سے مشرف ہوں اور وہ میرے ساتھ بکثرت بولتا ہے اور کلام کرتا ہے اور میری باتوں کا جواب دیتا ہے اور بہت سی غیب کی باتیں میرے پر ظاہر کرتا ہے اور آئندہ زمانوں کے وہ راز میرے پر کھولتا ہے کہ جب تک انسان کو اس کے ساتھ خصوصیت کا قرب نہ ہو دوسرے پر وہ اسرار نہیں کھولتا اور انہیں امور کی کثرت کی وجہ سے اس نے میرا نام نبی رکھا سو میں خدا تعالےٰ کے حکم کے موافق نبی ہوں اور اگر میں اس سے انکار کروں تو میرا گناہ ہوگا اور جس حالت میں خدا میرا نام نبی رکھتا ہے تو میں کیونکر انکار کر سکتا ہوں میں اس پر قائم ہوں اس وقت تک کہ میں دنیا سے گزر جاؤں (اخبار عام ۲۳ مئی ۸ء)

اس حصہ کثیر وحی الٰہی اور امور غیبیہ میں اس امت میں سے میں ہی ایک فرد مخصوص ہوں اور جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء اور ابدال اور اقطاب اس امت میں سے گزر چکے ہیں ان کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا ہوں اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں کیونکہ کثرت وحی اور کثرت امور غیبیہ اس میں شرط ہے۔ اور وہ شرط ان میں پائی نہیں جاتی اور ضرور تھا کہ ایسا ہوتا تاکہ آنحضرت ﷺ کی

کی پیشگوئی صفائی سے پوری ہو جاتی کیونکہ گروہ دوسرے صلحا جو ہم سے پہلے گزر چکے ہیں وہ بھی اسی قدر مکالمہ و مخاطبہ الہیہ اور امور غیبیہ سے حصہ پالیتے تو وہ بھی نبی کہلانے کے مستحق ہو جاتے تو اس صورت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی میں ایک رخنہ واقع ہو جاتا اسلئے خدا تعالیٰ کی مصلحت نے ان بزرگوں کو اس نعمت کو پورے طور پر پانے سے روک دیا تا کہ جیسا کہ احادیث صحیحہ میں آیا ہے کہ ایسا شخص ایک ہی ہوگا وہ پیشگوئی پوری ہو جاوے ۔ . . . . حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۹۱

دوسری خصوصیت آپ بروز حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہیں

حوالہ نمبر ۲ مجھے رسول اور نبی کے لفظ سے پکارے جانا کوئی اعتراض کی بات نہیں اور نہ اس میں مہر ختمیت ٹوٹتی ہے کیونکہ میں بارہا بتلا چکا ہوں کہ میں بموجب آیت وَاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ بروزی طور پر وہی خاتم الانبیاء ہوں اور خدا نے میرا نام محمد اور احمد رکھا ہے اور مجھے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ہی وجود قرار دیا ہے پس اس طور سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے خاتم الانبیاء ہونے میں میری نبوت سے کوئی تزلزل نہیں آیا کیونکہ ظل اپنے اصل سے علیحدہ نہیں ہوتا۔

پھر فرمایا . . . . اللہ تعالیٰ نے اپنی پاک کلام میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے کسی کے باپ ہونے کی نفی کی ہے لیکن بروز کی خبر دی ہے اگر بروز صحیح نہ ہوتا تو پھر آیت وَاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ میں اس موعود کے رفیق آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کیوں ٹھہرتے اور نفی بروز سے اس آیت کی تکذیب لازم آتی ہے۔

پھر فرمایا جسمانی لوگوں نے کبھی اس موعود کو حسنؑ کی اولاد بنایا اور کبھی حسینؑ کی اور کبھی عباس کی لیکن آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا صرف یہ مقصود تھا کہ وہ فرزندوں کی طرح اسکا وارث ہوگا اسکے نام کا وارث اسکے خلق کا وارث اسکے علم کا وارث اسکی روحانیت کا وارث اور . . . . ایسا ہی اسکا نبی لقب بھی ہوگا کیونکہ بروزی تصویر پوری نہیں

ہوسکتی جب تک کہ تصویر ہر یک پہلو سے اپنے اصل کے کمال کو اپنے اندر نہ رکھتی ہو۔ پس چونکہ نبوت بھی نبی میں ایک کمال ہے اس لئے ضروری ہے کہ تصویر بروزی میں وہ کمال بھی نمودار ہو تمام نبی اس بات کو مانتے چلے آئے ہیں کہ وجود بروزی اپنے اصل کی پوری تصویر ہوتی ہے۔

پھر فرمایا۔ یہ بروز خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک قرار یافتہ عہد تھا جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وآخرین منہم لما یلحقوا بہم ...... اور وہ بروز محمدی جو قدیم سے موعود تھا وہ میں ہوں اس لئے بروزی رنگ کی نبوت مجھے عطا کی گئی اور اسی نبوت کے مقابل پر تمام دنیا بے دست و پا ہے کیونکہ نبوت پر مہر ہے ایک بروز محمدی جمیع کمالات محمدیہ کے ساتھ آخری زمانہ کے لئے مقدر تھا سو وہ ظاہر ہو گیا اب بجز اس کھڑکی کے اور کوئی کھڑکی نبوت کے چشمہ سے پانی لینے کے لئے باقی نہیں" (از اشتہار ایک غلطی کا ازالہ)

اور میری نسبت اس کی جناب کے ساتھ استاد اور شاگرد کی نسبت ہے اور خدا تعالیٰ کا یہ قول کہ وآخرین منہم لما یلحقوا بہم اسی بات کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ پس آخرین کے لفظ میں فکر کرو اور خدا سے ڈرو جو اس رسول کریم کا فیض نازل فرمایا ہے اور اس کو کامل بنایا اور اس نبی کریم کے لطف اور جود کو میری طرف کھینچا یہاں تک کہ میرا وجود اس کا وجود ہو گیا پس وہ جو میری جماعت میں داخل ہوا درحقیقت میرے سردار خیر المرسلین کے صحابہ میں داخل ہوا۔ اور یہی معنے آخرین منہم لما یلحقوا بہم کے لفظ کے بھی ہیں جیسا کہ سوچنے والوں پر پوشیدہ نہیں اور جو شخص مجھ میں اور مصطفیٰ میں فرق کرتا ہے اس نے مجھ کو نہیں دیکھا ہے اور نہیں پہچانا ہے (خطبہ الہامیہ)

پھر فرمایا میرا یہ بیان [illegible] وجود محمدی حقیقت [illegible] کے نزدیک

تیسری خصوصیت آپ خاتم الانبیاء و خاتم الخلفاء ہیں

تو میں ولایت کے سلسلہ کو ختم کرنے والا ہوں جیسا کہ ہمارے سید آنحضرت صلے اللہ

[illegible]

علیہ وسلم نبوت کے سلسلہ کو ختم کرنے والے تھے ویسا ہی ... وہ خاتم الانبیاء ہیں اور میں خاتم الاولیاء ہوں میرے بعد کوئی ولی نہیں مگر وہ جو مجھ سے ہوگا اور میرے عہد پر ہوگا۔ اور میں اپنے خدا کی طرف سے تمام تر قوت اور برکت اور عزت کے ساتھ بھیجا گیا ہوں اور یہ میرا قدم ایک ایسے منارہ پر ہے جس پر ہر ایک بلندی ختم کی گئی ہے۔"

(خطبہ الہامیہ ۳۰)

پھر فرمایا "اور چونکہ وہ بروز محمدی جو قدیم سے موعود تھا وہ میں ہوں اس لئے بروزی رنگ کی نبوت مجھے عطا کی گئی اور اس نبوت کے مقابل پر اب تمام دنیا بے دست و پا ہے کیونکہ نبوت پر مہر ہے ایک بروز محمدی جمیع کمالات محمدیہ کے ساتھ آخری زمانہ کے لئے مقدر تھا سو وہ ظاہر ہو گیا اب بجز اس کھڑکی کے اور کوئی کھڑکی نبوت کے چشمہ سے پانی لینے کے لئے باقی نہیں" (ایک غلطی کا ازالہ صفحہ ۹)

پھر فرمایا "خدا تعالیٰ نے اشارہ فرمایا ہے کہ اسلام اور غیر اسلام میں روحانی غذا کا قحط ڈالوں گا اور روحانی زندگی کے ڈھونڈنے والے بجز اس سلسلہ کے کسی جگہ آرام نہ پائینگے اور ہر ایک فرقہ سے آسمانی برکتیں چھین لی جائینگی اور اسی بندۂ درگاہ پر جو بول رہا ہے ہر ایک نشان کا انعام ہوگا پس وہ لوگ جو اس روحانی موت سے بچنا چاہینگے وہ اسی بندۂ حضرت عالی کی طرف رجوع کرینگے" (صفحہ ۹، براہین احمدیہ حصہ پنجم)

پھر فرمایا "خدا تعالیٰ نے میرا نام احمد و محمد بھی رکھا اور یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ جیسا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم خاتم نبوت ہیں ویسا ہی یہ عاجز خاتم ولایت ہے" +

(صفحہ ۹، براہین احمدیہ حصہ پنجم)

پھر فرمایا "پھر مجھکو خدائے عزوجل مذکورہ بالا ... میں (یعنی یہ الہام کہ وقت تو نزدیک ... الخ) مخاطب کر کے فرماتا ہے کہ تو خوشی کی چال سے زمین پر چل کہ اب تیرا وقت نزدیک آگیا ہے اور محمدیوں کا پاؤں ایک بہت بلند و محکم منارہ پر پڑ گیا ہے محمدیوں

کے الفاظ سے مراد اس سلسلہ کے مسلمان ہیں ورنہ بموجب خدا تعالے کی پیشگوئی زیر آیت
یٰعیسٰی انی متوفیک ورافعک ۔ ۔ ۔ (الخ) دوسرے فرقے جو مسلمان کہلاتے
ہیں روز بروز تنزل پذیر ہونگے اور ایسا ہی وہ فرقہ جو اسلام سے باہر ہے ۔ ۔ ۔ ۔
۔ ۔ اور مقدر یوں ہے کہ وہ لوگ جو اس جماعت سے باہر ہیں وہ دن بدن کم ہوتے جائینگے
اور تمام فرقے مسلمانوں کے جو اس سلسلہ سے باہر ہیں وہ دن بدن کم ہو کر اس سلسلہ میں
داخل ہوتے جائینگے یا نابود ہوتے جائینگے جیسا کہ یہودی گھٹتے گھٹتے یہاں تک کم ہوگئے
کہ بہت ہی تھوڑے رہ گئے ایسا ہی اس جماعت کے مخالفوں کا انجام ہوگا اور اس جماعت
کے لوگ اپنی تعداد اور قوت مذہب کے رو سے سب پر غالب ہو جائینگے (براہین احمدیہ
حصہ پنجم صفحہ ۷۳-۷۴)

پھر ایک جگہ فرمایا سو میں سچ سچ کہتا ہوں کہ قرآن شریف کی آیت وہ پیشگوئی کے مطابق
وہ ذوالقرنین میں ہوں جس نے ہر ایک قوم کی صدی کو پایا اور دھوپ میں جلنے
والے وہ لوگ ہیں جنھوں نے مسلمانوں میں سے مجھے قبول نہیں کیا اور کیچڑ کے چشمے
کے اندر تاریکی میں بیٹھنے والے عیسائی ہیں جنھوں نے آفتاب کو نظر اٹھا کر بھی نہ دیکھا
اور وہ قوم جن کی دیوار بنائی گئی وہ میری جماعت ہے میں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہی ہیں کہ
جنکا دین دشمنوں کے دست برد سے بچے گا ہر ایک بنیاد جو سست ہے اسکو شرک بربریت
کھاتی جاویگی مگر اس جماعت کی بڑی عمر ہوگی اور شیطان انپر غالب نہیں ہوئیگا اور شیطانی
گروہ ان پر غلبہ نہیں کریگا انکی حجت تلوار سے زیادہ تیز اور نیزہ سے زیادہ اندر گھسنے والی ہوگی
اور وہ قیامت تک ہر ایک مذہب پر غالب آتے رہینگے (صفحہ ۸۴ ضمیمہ براہین احمدیہ
حصہ پنجم)

پھر لیکچر سیالکوٹ میں فرمایا ہے
ششم ہزار کے لوگ کا نام آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فیج اعوج رکھا ہے

اور ساتواں ہزار ہدایت کا ہے جس میں ہم موجود ہیں چونکہ یہ آخری ہزار ہے اس لئے ضرور تھا کہ امام آخر الزمان اس کے سر پر پیدا ہو اور اس کے بعد کوئی امام نہیں اور نہ کوئی مسیح مگر وہ جو اس کے لئے بطور ظل کے ہو کیونکہ اس ہزار میں اب دنیا کا خاتمہ ہے اور یہ امام جو خدا تعالیٰ کی طرف سے مسیح موعود کہلاتا ہے وہ مجدد صدی بھی ہے اور مجدد الف آخر بھی ۔ ۔ ۔ ۔ "

پھر فرماتے ہیں

" ۔ ۔ ۔ ۔ آخری زمانہ میں تعصب و کینے ایسے حد اعتدال سے گزر جائیں گے کہ ایک قوم دوسری قوم کو نگل لینا چاہے گی تب انہیں دنوں میں آسمان سے ایک فرقہ کی بنیاد ڈالی جائے گی اور خدا اپنے منہ سے اس فرقہ کی حمایت کرے گا اس کے لئے ایک کرنا بجانے گا اور اس کرنا کی آواز سے ہر ایک سعید اسی فرقہ کی طرف کھینچا آئے گا بجز ان لوگوں کے جو شقی ازلی ہیں جو دوزخ کے بھرنے کے لئے پیدا کئے گئے ہیں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ "

(براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۸۴)

چوتھی خصوصیت۔ آپ جری اللہ فی حلل الانبیاء ہیں۔

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں۔

" وحی الٰہی جری اللہ فی حلل الانبیاء کا مطلب یہ ہے کہ آدم سے لے کر اخیر تک جس قدر انبیاء علیہم السلام خدا تعالیٰ کی طرف سے دنیا میں آئے ہیں خواہ وہ اسرائیلی ہیں یا غیر اسرائیلی ان سب کے خاص واقعات یا خاص صفات میں سے اس عاجز کو کچھ دیا گیا ہے اور ایک بھی نبی ایسا نہیں گذرا جس کے خاص واقعات یا خاص صفات میں سے اس عاجز کو کچھ حصہ نہ دیا گیا ہو ہر ایک نبی کی فطرت کا نقش میری فطرت میں ہے ۔ ۔ ۔ ۔ "

(براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۹۰)

پھر فرماتے ہیں۔

" اس زمانہ میں خدا نے چاہا کہ جس قدر نیک اور راستباز مقدس نبی گزر چکے ہیں ایک

ہی نفس کے وجود میں انکے نمونے ظاہر کرے سو وہ میں ہوں اسی لئے اس زمانہ میں حکم بعض کے نمونے بھی ظاہر ہوئے فرعون جیسے یا وہ یہود جیسے جنہوں نے حضرت مسیح کو صلیب پر چڑھانا چاہا یا ابوجہل جیسے سب کی مثالیں اس وقت موجود ہیں۔ ۔ ۔ ۔ (براہین احمدیہ حصہ پنجم ص) اور یہ تقریر کہ جری اللہ فی حلل الانبیاء بہت تفصیل کے لائق ہے جسکا یہ حصہ برداشت نہیں ہوسکتا۔

پانچویں خصوصیت۔ آپ ہی حدیث لوکان الایمان معلقاً بالثریا لناله رجل من فارس کے مصداق ہیں

حوالہ نمبر۱ تنکا کے کلام میں یہ امر قرار یافتہ تھا کہ دوسرا حصہ اس امت کا وہ ہوگا جو مسیح موعود کی جماعت ہوگی اسلئے خدا تعالےٰ نے اس جماعت کو دوسروں سے علیحدہ کرکے بیان کیا ہے جیسا کہ فرمایا ہے وآخرین منهم لما یلحقوا بهم یعنے امت محمدیہ سے ایک اور فرقہ بھی ہے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد میں آخری زمانہ میں آنیوالے ہیں اور حدیث صحیح میں ہے کہ اس آیت کے نزول کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ سلمان فارسی کی پشت پر مارا اور فرمایا لوکان الایمان معلقاً بالثریا لناله رجل من فارس۔ اور یہ میری نسبت پیشگوئی تھی جیسا کہ خدا تعالےٰ نے براہین احمدیہ میں اس پیشگوئی کی تصدیق کے لئے وہی حدیث بطور وحی میرے پر نازل کی اور وحی کے رو سے مجھ سے پہلے اسکا کوئی مصداق نہیں تھا اور خدا تعالےٰ کی وحی نے مجھے معین کردیا فالحمدللہ"

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۰۶)

پھر ایک جگہ لکھا ہے

"اور اگر کوئی یہ کہے کہ کس طرح معلوم ہو کہ حدیث لوکان الایمان معلقاً بالثریا لناله رجل من فارس اس عاجز کے حق میں ہے اور کیوں جائز نہیں کہ امت محمدیہ میں سے کسی اور کے حق میں ہو تو اسکا جواب یہ ہے کہ براہین احمدیہ میں بار بار اس حدیث

کا مصداق وہی ہی نے مجھے ٹھہرایا ہے اور بتصریح بیان فرمایا ہے کہ وہ میرے حق میں ہے اور میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یہ خدا تعالیٰ کا کلام ہے جو میرے پر نازل ہوا......" اور یہ وہ نعمت امت محمدیہ میں سے اس رنگ کسی اور نے ہرگز نہیں پایا اور خدا تعالیٰ نے میرا یہ نام رکھا ہے اور خدا کی وحی سے صرف میں ہی اس نام کا مستحق ہوں (حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۹۱)

چھٹی خصوصیت: آپ خدا تعالیٰ کی طرف سے کل داخلی و خارجی اختلافات کا فیصلہ کرنے کے لئے **حکم و عدل** مقرر ہوئے۔

"........ حدیثوں میں پیشگوئی موجود ہے کہ وہ مسیح موعود جو اسی امت میں سے ہوگا وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوگا یعنی جس قدر اختلاف داخلی و خارجی موجود ہیں ان کو دور کرنے کے لئے خدا سے آئے گا اور وہی عقیدہ سچا ہوگا جس پر وہ قائم کیا جائے گا کیونکہ خدا اسے راستی پر قائم کرے گا اور جو کچھ وہ دیکھے گا بصیرت سے دیکھے گا اور کسی فرقہ کا حامی نہ ہوگا بلکہ اپنے عقیدہ کے اختلاف کی وجہ سے اس کی کوشش کرے گا کیونکہ جس زمانہ میں مختلف علماء کے باعث منقولی مسائل جن کی قرآن شریف میں تصریح نہیں مشتبہ ہو جائیں گے اور بباعث کثرت اختلافات عام تمام منقولی طور پر جھگڑنے والے یا روحانی طور پر اختلاف کرنے والے ایک حکم کے محتاج ہوں گے جو آسمانی شہادت سے اپنی سچائی ظاہر کرے گا جیسا کہ حضرت عیسیٰ کے وقت میں ہوا اور پھر بعد اسکے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت میں ہوا سو آخری موعود کے وقت میں بھی ایسا ہی ہوگا (حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۰۳-۳۰۴)

پھر ایک جگہ فرمایا ہے

"اور جن لوگوں نے اس حقیقت کے سمجھنے میں غلطی کی وہ منشاء خدا تعالیٰ کے نزدیک درگزر کے لائق ہے اس امت میں بہت سے امر ایسے تھے کہ درمیانی زمانہ میں پوشیدہ ہو گئے تھے مگر مسیح موعود کے وقت میں ان غلطیوں کا کھلنا ضروری تھا کیونکہ وہ حکم ہو کر آیا اور درمیانی زمانہ میں وہ غلطیاں نہ پڑتیں تو پھر مسیح موعود کا آنا فضول اور انتظار کرنا ہی فضول ہے.."

...... جس کا نام جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حکم رکھا ہے وہ کس بات کا حکم ہے اگر کوئی اصلاح اسکے ہاتھ سے نہ ہو (نصرۃ الحق صفحہ ۱۹۹)

پھر ایک جگہ فرمایا ہے

"خدا تعالےٰ نے کسی اور کا نام حکم نہیں رکھا تا مسیح موعود کے مقابل پر اپنی بات کو ترجیح دے مگر مسیح موعود کا نام حکم رکھا ہے ...... مگر افسوس کہ یہ لوگ یہودیوں کے قدم پر قدم رکھتے ہیں اور محض جھوٹ کی حمایت کرتے ہیں میں تو خدا تعالےٰ کی طرف سے حکم ہو کر آیا ہوں مگر وہ میرے پر حکم بننا چاہتے ہیں"

ساتویں خصوصیت ۔ مسیح موعود و مہدی معہود ہونا

آٹھویں خصوصیت ۔ بعد الف آخر ہونا

نویں خصوصیت ۔ قرآن کی تمثیلی پیشگوئی کے مطابق ذوالقرنین ہونا

ان تینوں خصوصیتوں کے بارے میں علیحدہ حوالے دینے کی ضرورت نہیں امر اول کے بارے میں تو تمام کتب بھری پڑی ہیں اور دوم و سوم کا حوالہ نمبر ۲ میں ذکر ہو چکا ہے

دسویں خصوصیت حضرت مسیح ابن مریمؑ سے تمام شان میں بڑھکر ہونا

سوال تریاق القلوب کے صفحہ ۱۵۷ میں (جو میری کتاب ہے) لکھا ہے کہ اس جگہ کسی کو یہ وہم نہ گذرے کہ میں نے اس تقریر میں اپنے نفس کو حضرت مسیح پر فضیلت دی ہے کیونکہ یہ ایک جزئی فضیلت ہے جو غیر نبی کو نبی پر بھی ہو سکتی ہے پھر ریویو جلد اول نمبر ۶ صفحہ ۲۵۷ میں مذکور ہے خدا نے اس امت میں سے مسیح موعود بھیجا جو اس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھکر ہے پھر ریویو صفحہ ۴۷۸ میں لکھا ہے مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اگر مسیح ابن مریم میرے زمانہ میں ہوتا تو وہ کام جو میں کر سکتا ہوں وہ ہرگز نہ کر سکتا اور وہ نشان جو مجھ سے ظاہر ہو رہے ہیں وہ ہرگز دکھلا نہ سکتا خلاصہ اعتراض یہ کہ ان دونوں عبارتوں میں تناقض ہے ÷

الجواب اوائل میں میرا یہی عقیدہ تھا کہ مجھ کو مسیح ابن مریم سے کیا نسبت ہے وہ نبی ہے اور

خدا کے بزرگ مقربین میں سے ہے اور اگر کوئی امر میری فضیلت کی نسبت ظاہر ہوتا تو میں اسکو جزئی فضیلت قرار دیتا تھا مگر بعد میں جو خدا تعالےٰ کی وحی بارش کی طرح میرے پر نازل ہوئی اس نے مجھے اس عقیدہ پر قائم نہ رہنے دیا اور صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا مگر اس طرح سے کہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے امتی اور جیسا کہ میں نے نمونہ کے طور پر بعض عبارتیں خدا تعالےٰ کی وحی کی اس رسالہ میں بھی لکھی ہیں ان سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ مسیح ابن مریم کے مقابل پر خدا تعالےٰ نے میری نسبت کیا فرمایا ہے۔ میں خدا تعالےٰ کی تیئس برس کی متواتر وحی کو کیونکر رد کر سکتا ہوں۔ میں اُسکی اس پاک وحی پر ایسا ہی ایمان لاتا ہوں جیسا کہ ان تمام خدا کی وحیوں پر ایمان لاتا ہوں جو مجھ سے پہلے ہو چکی ہیں اور میں یہ بھی دیکھتا ہوں کہ مسیح ابن مریم آخری خلیفہ موسیٰ علیہ السلام کا ہے اور میں آخری خلیفہ اس نبی کا ہوں جو خیر الرسل ہے اسلئے خدا نے چاہا کہ مجھے اس سے کم نہ رکھے۔ میں خوب جانتا ہوں کہ یہ الفاظ میرے اُن لوگوں کو گوارا نہ ہونگے جنکے دلوں میں حضرت مسیح کی محبت پرستش کی حد تک پہنچ گئی ہے مگر میں انکی پرواہ نہیں کرتا۔

چونکہ میں ایک ایسے نبی کا تابع ہوں جو انسانیت کے تمام کمالات کا جامع تھا۔ اور اسکی شریعت اکمل اور اتم تھی اور تمام دنیا کی اصلاح کے لیے تھی اسلئے مجھے وہ قوتیں عنایت کی گئیں جو تمام دنیا کی اصلاح کے لئے ضروری تھیں تو پھر اس امر میں کیا شک ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کو وہ فطرتی طاقتیں نہیں دی گئیں جو مجھے دی گئیں کیونکہ وہ ایک خاص قوم کے لئے آئے تھے اور اگر وہ میری جگہ ہوتے تو اپنی اس فطرت کی وجہ سے وہ کام انجام نہ دے سکتے جو خدا کی عنایت نے مجھے انجام دینے کی قوت دی وھذا تحدیث نعمۃ اللہ ولا فخر جیسا کہ ظاہر ہے کہ اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی جگہ آتے تو اس کام کو انجام نہ دے سکتے اور اگر قرآن شریف کی جگہ توریت نازل ہوتی تو اس کام کو ہرگز انجام نہ دے سکتی جو قرآن شریف نے دیا انسانی مراتب پر دو غیب تھیں

اس بات میں بگڑ کر منہ بند کرنا اچھا نہیں کیا بس قادر مطلق نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پیدا کیا وہ ویسا ہی ایک اور انسان یا اس سے بہتر پیدا نہیں کر سکتا اگر قرآن شریف کی کسی آیت سے ثابت ہوتا ہے تو وہ آیت پیش کرنی چاہیئے ؞

حوالہ نمبر۲۔ یہودیوں کا عقیدہ ہے کہ دو مسیح ظاہر ہونگے اور آخری مسیح (جس سے اس زمانہ کا مسیح مراد ہے) پہلے مسیح سے افضل ہوگا۔ عیسائی ایک ہی مسیح کے قائل ہیں مگر کہتے ہیں کہ وہی مسیح ابن مریم جو پہلے ظاہر ہوا تھا نہایت بڑی قوت اور جلال کے ساتھ ظاہر ہوگا اور دنیا کے فرقوں کا فیصلہ کریگا اور کہتے ہیں کہ اس جلال کے ساتھ ظاہر ہوگا کہ آمد اول کو اس سے کچھ نسبت نہیں ؞

بہرحال یہ دونوں فرقے قائل ہیں کہ آخری مسیح جو آخری زمانہ میں آئے گا اپنے جلال اور قوی نشانوں کے لحاظ سے پہلے مسیح یا آمد اول سے افضل ہے اور اسلام نے بھی آخری مسیح کا نام حکم رکھا ہے اور تمام دنیا کے مذاہب کا فیصلہ کرنا اور بعض اپنے دم سے کفار کو مارنے والا قرار دیا ہے جس کے یہ معنی ہیں کہ خدا اسکے ساتھ ہوگا اور اسکی توجہ اور دعا بجلی کا کام کرے گی اور دجال بھی اتمام حجت کے بعد گویا ہلاک کر دیگا۔ غرض تینوں اہل کتاب یعنی اہل اسلام اس بات کے قائل ہیں کہ پہلا مسیح آئندہ آنے والے مسیح سے افضل ہے یہود تو دو مسیح قرار دیکر آخری مسیح کو نہایت افضل سمجھتے ہیں اور یہ لوگ بھی غلطی سے صرف ایک ہی مسیح مانتے ہیں وہ بھی اس دوسری آمد کو نہایت جلالی آمد قرار دیتے ہیں اور پہلی آمد کو اس کے مقابل پر کچھ بھی چیز نہیں سمجھتے ہم جب کہ خدا نے اور اسکے رسول نے اور تمام نبیوں نے آخری زمانہ کے مسیح کو اسکے کارناموں کی وجہ سے افضل قرار دیا ہے تو پھر یہ شیطانی وسوسہ ہے کہ یہ کہا جائے کہ کیوں تم مسیح ابن مریم سے اپنے تئیں افضل قرار دیتے ہو۔ عزیزو! جبکہ میں نے یہ ثابت کر دیا کہ مسیح ابن مریم فوت ہو گیا ہے اور آخری مسیح میں ہوں تو اس صورت میں جو شخص پہلے مسیح کو افضل سمجھتا ہے اسکو نصوص حدیثیہ اور قرآنیہ سے ثابت کرنا چاہیئے کہ آنیوالا مسیح کچھ چیز ہی نہیں نہ نبی کہلا سکتا ہے نہ حکم ہو کچھ ہے

پیدا ہے خدا نے اپنے وعدہ کے موافق مجھے بھیجا ہے اب خدا سے لڑو

گیارہویں خصوصیت آپ ہی کے عہد میں وہ خسوف و کسوف ہوا جو خلق زمین و آسمان سے اب تک کسی مدعی رسالت و امامت کے عہد میں نہ ہوا تھا

بارہویں خصوصیت آپ کے ہاتھ پر خدا تعالیٰ نے اتنے نشانات ظاہر کئے کہ اولیاء امت محمدیہ تو درکنار کئی انبیاء بنی اسرائیل کو بھی نہیں دئیے گئے جیسا کہ وحی تمام انبیاء علیہم السلام کی حضرت آدم سے لیکر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تک بہ تفصیل صفات مرسوم و حدیث منتقش نہیں ہے ایسا ہی وہ وحی بھی ان شبہات سے پاک اور منزہ ہے اور اگر کہو کہ اس وحی کے ساتھ جو اس سے پہلے انبیاء علیہم السلام کو ہوئی تھی معجزات اور پیشگوئیاں ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس جگہ اکثر گزشتہ نبیوں کی نسبت بہت زیادہ معجزات اور پیشگوئیاں موجود ہیں بلکہ بعض گزشتہ انبیاء علیہم السلام کے معجزات اور پیشگوئیوں کو ان معجزات اور پیشگوئیوں سے کچھ نسبت ہی نہیں اسی طرح ان کی پیشگوئیاں اور معجزات اس وقت محض بطور قصوں اور کہانیوں کے ہیں مگر یہ معجزات اور پیشگوئیاں ہزارہا لوگوں کے لئے واقعات چشم دید ہیں اور اس مرتبہ اور شان کے ہیں کہ اس سے بڑھ کر متصور نہیں ہو سکتی دنیا میں ہزارہا انسان اسکے گواہ ہیں مگر گزشتہ نبیوں کے معجزات اور پیشگوئیوں کا ایک بھی زندہ گواہ پیدا نہیں ہو سکتا باستثنا ہمارے **نبی** صلے اللہ علیہ وسلم کے آپ کے معجزات اور پیشگوئیوں کا میں زندہ گواہ موجود ہوں اور قرآن شریف زندہ گواہ موجود ہے *

ایک جلسہ کرو اور ہمارے معجزات اور پیشگوئیاں سنو اور ہمارے گواہوں کی شہادت رویت جو حلفی شہادت ہوگی قلمبند کرتے جاؤ اور پھر اگر آپ لوگوں کے لئے ممکن ہو تو باستثنا ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے دنیا میں کسی نبی یا ولی کے معجزات کو انکے مقابل پیش کرو لیکن نہ قصوں کے رنگ میں بلکہ رویت کے گواہ پیش کرو کیونکہ قصے تو ہندوؤں کے پاس بھی کچھ کم نہیں قصوں کو پیش کرنا تو ایسا ہے جیسا کہ ایک گوبر کا انبار مشک اور عنبر کے مقابل پر

گویا دیکھو کہ ان عجوبات اور پیشگوئیوں کی نظیر جو میرے پر ظاہر ہوئے اور ہو رہے ہیں کیفیت اور کیفیت اور ثبوت کے لحاظ سے ہرگز پیش نہ کر سکو گے خواہ تلاش کرتے کرتے مر ہی جاؤ

تیرہویں خصوصیت آپ نے کسر صلیب عین غلبہ صلیب کے وقت کی اور اسکے لئے ایسا علم کلام ایجاد کیا اور وہ اصول بتائے کہ ان کو ہاتھ میں لے کر ہم خواہ کتنی بڑی عالم و فاضل جماعت سے مقابلہ کریں خدا کے فضل سے ہم ہی مظفر و منصور ہونگے

چودہویں خصوصیت رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ کو سلام فرمایا اور یدفن معی فی قبری سے عالم برزخ میں ایک مقام پر ہونے کی اطلاع دی +

خلاصہ کلام یہ کہ کسی طرح سے خدا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے فرمودہ کے مطابق نبی اللہ ہونا یا بروز محمد صلعم کا ہونا یا رجل من فارس کا ہونا یا خاتم الخلفاء و خاتم الاولیاء کا ہونا یا مسیح موعود اور مہدی مسعود ہونا وغیرہ وغیرہ سوائے حضرت مرزا صاحب کے کسی اور فرد امت پر متحقق نہیں ہو سکتا جیسا خدا کی طرف سے حکم و عدل مقرر ہونا بھی اسی مسیح سے تمام تعلق رکھتا ہے اور ہونا بھی سوائے حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام کے کسی اور پر صادق نہیں آسکتا

گو مضمون بہت لمبا لکھا گیا مگر تو بھی یہ مشتے نمونہ از خروارے کا مصداق ہے کیونکہ جب حضرت اقدس مسیح موعود کے فرمودہ کے **"میں اپنے رب سے اس مقام** پر حاصل ہوا ہوں جسکو انسانوں میں سے کوئی نہیں جانتا اور میرا بھید اکثر اہل اللہ سے پوشیدہ اور دور تر ہے قطع نظر کہ عام لوگوں کو اس سے کچھ اطلاع ہو سکے اور میرا مقام کھوج لگانے والے کے ہاتھوں سے بہت دور ہے اور میرے اوپر چڑھنے کی بلندی قیاس میں نہیں آ سکتی اور میرا قدم میرے خدا تعالیٰ کی راہ میں تیز تر ہے پس مجھے کسی دوسرے کے ساتھ قیاس مت کرو اور نہ کسی دوسرے کو میرے ساتھ اور اپنے تئیں شک اور جنگ کے ساتھ ہلاک مت کرو اور میں مغز ہوں جس کے ساتھ چھلکا نہیں اور روح ہوں جس کے ساتھ جسم نہیں اور وہ سورج ہوں جس کو دشمنی اور کینہ کا دھواں چھپا نہیں سکتا اور کوئی شخص

نوش کرو کہ میری مانند ہو اور برگزیدہ پاؤ گے اگر چاہو لیا بھی پیو اور خوش رہو (خطبہ الہامیہ صفحہ)
اور میں نور کے پانی کے ساتھ غسل دیا گیا ہوں اور الٰہی پاکیزگی کے چشمہ میں پاکیزہ کیا گیا ہوں اور
صاف کیا گیا ہوں تمام میلوں اور کدورتوں سے اور میرے رب نے میرا نام احمد رکھا ہے
پس میری تعریف کرو اور جس نے میری تعریف کی اور کوئی قسم تعریف کی نہ چھوڑی تو اس نے
سچ بولا اور جھوٹ کا ارتکاب نہ کیا اور جس نے اس بیان کو جھٹلایا پس اس نے جھوٹ بولا اور
اپنے رحمن کے غصے کو بھڑکایا ہے (خطبہ الہامیہ صفحہ)

اور جب خدا تعالیٰ کی وحی "انت منی بمنزلۃ لا یعلمہا الخلق" کے بموجب
ہیں کہ حضرت مسیح موعود کی وہ شان جو کہ آپ کی خدا کے نزدیک ہے دنیا پر ظاہر کر سکیں۔

خدائی وحی جن سے مسیح موعود کی شان ظاہر ہے

(۱) یکلمہم یحمدون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ (۲) انت منی بمنزلۃ توحیدی وتفریدی (۳) یحمدک اللہ من عرشہ (۴) ظہورک ظہوری (۵) انت منی وانا منک (۶) انت منی بمنزلۃ ولدی (۷) انت منی بمنزلۃ عرشی (۸) انت منی و سرک سری (۹) انت منی بمنزلۃ لا یعلمہا الخلق (۱۰) انت وجیہ فی حضرتی اخترتک لنفسی (۱۱) جری اللہ فی حلل الانبیاء یعنی رسول خدا ہے تمام نبیوں کے پیرایوں میں یعنی ہر ایک نبی کی ایک خاص صفت اس میں موجود ہے (ترجمہ مسیح موعود) (۱۲) انت فیہم بمنزلۃ موسیٰ (۱۳) ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ ید اللہ فوق ایدیہم (۱۴) یا نبی اللہ اطعموا الجائع والمعتر (۱۵) لولاک لما خلقت الافلاک (۱۶) سبحانک و ما اتاک خدا نے تجھے ہر ایک عیب سے پاک کیا (۱۷) آسمان سے کئی تخت اترے پر تیرا تخت سب سے اوپر بچھایا گیا (۱۸) انی مع الرسول اقوم قل یا ایہا الکفار انی من الصادقین (۱۹) امن بجارک جالق (۲۰) یحمدک اللہ من عرشہ (۲۱) یٰس انک لمن المرسلین (۲۲) نحمدک و نصلی صعدنا العرش الی الفرش (۲۳) و ما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین

واقعات کربلا و عقاید شیعہ

رقم فرمودہ منشی غلام حسین خادم بھیروی

واقعات کربلا — موازنہ — عقاید اثنا عشریہ

واقعات کربلا

(۲) جناب امام حسینؑ کی نسبت واقعات سے ثابت نہیں ہوتا کہ انکو آیندہ حوادث کا علم تھا۔

کوفیوں نے بوقت صلح امام حسنؑ ہمراہ امیر معاویہ جب امام حسینؑ کی دلجوئی کی تو آپ نے فرمایا۔ جب تک معاویہ زندہ ہے اسکے بعد ہم تم دیکھ لیں گے (جنتقل ابو مخنف صتا)

کوفیوں نے امیر معاویہ کی زندگی ہی میں بار بار اصرار کرکے امام حسینؑ کو لکھا کہ ہم معاویہ کو خلافت سے معزول کرکے آپ سے بیعت کرتے ہیں۔ امام حسینؑ نے سوقت موافقت انکی صلح داری دیہاتی اور حکم بصبر فرمایا (جلاء العیون صتا۳۷۷ اردو)

کوفیوں کے بارہ ہزار خطوط طلبی کے آچکے تو مسلم کو بطرف کوفہ روانہ فرما کر ہدایت فرمائی "اگر اہل کوفہ میری بیعت پر اتفاق کریں بہت جلد حقیقت حال سے مجھے مطلع کرنا" (جلاء العیون اردو صتا۳۷۹) تو دستی خط مسلم کے ہاتھ آیا اس میں کوفیوں کو لکھا "اگر مسلم مجھے لکھیں

عقاید اثنا عشریہ

(۲) آیندہ حوادث کا علم۔ ائمہ کو دیا گیا تھا "ان الائمۃ یعلمون علم ما کان و ما یکون و انہ لا یخفیٰ علیہم شیئی" اصول کافی کتاب الحجۃ صفحہ ۱۵۹ ترجمہ تحقیق امام کو گذشتہ اور آیندہ حوادثات کا علم ہوتا ہے اور کوئی چیز ان سے مخفی نہیں ہوتی

اماموں کے پاس مصحف فاطمہؑ ہے جو جبرئیل کے املاء سے جناب علیؑ لکھتے تھے اور حجم میں قرآن مروجہ سے تین گنا ضخیم ہے اور جس میں اس قرآن مجید کا ایک حرف بھی نہیں لیا گیا اس میں آیندہ کے سب واقعات کا علم ہے اسی طرح لوح فاطمہؑ میں بھی آیندہ حوادث کا مفصل ذکر موجود ہے دیکھو اصول کافی کتاب الحجۃ و کامل الدین باب و کتاب کوثر مرتو ملا عبد الرزاق وغیرہ۔

اماموں کے پاس جفر جامعہ ہے جسکی بابت لکھا ہے "و ہو الکتاب المشتمل علی علم المنایا و البلایا و علم ما کان و ما یکون الی یوم القیامۃ الذی خص اللہ بہ محمد او الائمۃ من اہلہ علیہم السلام"

عقاید اثنا عشریہ	موازنہ	واقعات کربلا

واقعات کربلا

کربو کچھ تمنے مجھے خطوط میں لکھا ہے بشمول خطوط دونوں اشراف و بزرگان قوم لکھا ہے اس وقت انشاءاللہ میں بہت جلد تمہارے پاس چلا آؤنگا جلاء العیون ص۔۔

ابتدائے سفر میں ہی مسلم کے دو بچے ہی شدت پیاس سے فوت ہوگئے تو مسلم نے امام حسین کو عریضہ لکھا کہ اگر آپ مناسب جانیں مجھے اس سفر سے باز رکھیں لیکن امام حسین نے پھر بھی مسلم کو مجبور کیا کہ کوفہ کو چلے جاؤ

رؤسا بصرہ کو امداد کے لئے دعوت کی گئی یزید بن مسعود نہشلی رئیس بصرہ نے قبائل بنی تمیم و بنی حنظلہ و بنی سعد سے دعوت نصرت لیکر امام کو اطلاع دی۔ امام نے یزید کو دعا دی مگر یہ لوگ عشرہ محرم کے دن جب کربلا پہنچے تو امام جام شہادت پی چکے تھے جلاء العیون ص۔۔

امام کو جب مسلم نے اطلاع دی کہ کوفیوں نے آپکی بیعت کرلی ہے اور اسکے بعد مسلم کوفہ میں شہید بھی ہوگئے آپنے کوفیوں کو خط لکھا تمہاری جانب آتا ہوں کمر ہمت مضبوط باندھو اور اسباب کارزار آمادہ رکھو اور میری نصرت کے

عقاید اثنا عشریہ

کتاب اکمال الدین ص۔۔ مطبوعہ ایران و اصول کافی کتاب الحجۃ

جس امام کو یہ معلوم نہ ہو کہ مجھکو کسی مصیبت پیش آنیوالی ہے اور اسکا انجام کیا ہوگا۔ وہ مخلوق پر خدا کی طرف سے حجت نہیں ہو سکتا۔ عبارت اصل حدیث "ای امام لایعلم ما یصیبہ والی ما یصیر فلیس ذلک بحجۃ اللہ علی خلقہ" اصول کافی ص۔۔

امام جب کسی امر کے جاننے کا ارادہ کرے خدا تعالی اسکو اسکا علم دیتا ہے اذا اراد الامام ان یعلم شیئا اعلمہ اللہ ذلک اصول کافی

لیلۃ القدر کی رات میں ہر سال امام پر نازل ہوتا ہے اور تمام سال کے آئندہ واقعات سے اسکو باخبر کردیتا ہے اصول کافی وغیرہ

ہر شب جمعہ کو اماموں کے علوم زیادہ کئے جاتے ہیں و از جملہ افزودہ شدن علوم ائمہ در ہر شب جمعہ اصول کافی وغیرہ

واقعات کربلا	موازنہ	عقائد اثنا عشری
لئے تیار رہو کہیں اب بہت جلد تم تک پہنچتا ہوں جلاء العیون ص۴۲۲		
مسلم کی شہادت کی خبر مقام ثعلبیہ اور رضاعی بھائی عبداللہ بن یقطر و عروہ بن ہانی قیس کو تو مقام زبالہ پر معلوم ہوئی دوسرے لوگوں کی زبانی معلوم ہوا جلاء العیون ص۴۳۰ جس پر آپ کے دل کو سخت صدمہ ہوا اور فرمایا لا خیر فی الحیوٰۃ بعد ہولاء یعنی ان کے بعد زندگی بے لطف ہے ص۴۳۱		
(۳) امام بے خبر محمد بن حنفیہ نے امام کو بوقت روانگی بطرف کوفہ عرض کیا کہ مدینہ کو نہ چھوڑیے۔ امام نے فرمایا اے برادر میں کہاں جا کے توقف کروں جلاء العیون ص۴۰۹ یعنی عامل مدینہ یزید کے حکم سے مجھ کو مدینہ میں کب رہنے دیتا ہے گویا امام کے پیشگوئی نہیں ہو کر امام کے رہنے کا مقام نہ تھا		(۳) حضرت امام حسنؑ اور امام حسینؑ علیہما السلام کے خاص دو شہر ایک شہر انتہائے مشرق میں ہے اور دوسرا انتہائے مغرب میں جن کے نام جابلقا و جابلسا ہیں جن میں اس قدر مخلوق آباد ہیں ان دونوں میں سوائے حسین کے کوئی حجت امام نہیں ہے جلاء العیون ص۳۹۲ عین الحیات ذکر شہر جابلسا ناسخ التواریخ جلد ششم کتاب دوم ص۱۹۲
(۴) امام حسین علیہ السلام اپنے دوست دشمن مخلص و منافق کو پہلے سے نہ جانتے تھے۔ صلح امام حسنؑ و معاویہ کے وقت اہل کوفہ فسوس کے لئے جو کوفی آئے تھے امام حسین نے ان سے		(۴) امام پہلے سے اپنے دوست دشمن مخلص و منافق کو جانتے ہیں اس علم کا ذریعہ عرض اعمال ہے جو مومنوں کے اعمال ہر شب جمعہ اور ہر دو شنبہ بلکہ ہر صبح و شام

واقعات کربلا — موازنہ — عقائد اثنا عشریہ

واقعات کربلا

اپنے ولی نعمت کے القاب ایسے پیرایہ میں فرمایا کر
بغیر اپنے خاص محرم رازوں کے کوئی سمجھ نہیں
کرسکتا۔ مفصل ہو مختصر ہے
پھر ان کے جو خطوط بارہ ہزار کی تعداد میں آئے
ان پر ان کے نام بھی لکھے ہوئے تھے۔ انکو اپنا ہوا
خواہاں کر کے اپنے چچازاد بھائی مسلم کو بھیجا۔ دستی خط
میں کوفیوں کے وعدوں پر گویا اظہار تسلی فرمایا
مسلم نے لکھا اسی ہزار کوفیوں نے آپ کے
لئے میرے ہاتھ پر بیعت کی ہے آپ نے مسلم کی
تصدیق کو اپنی دلی تسلی کے لئے کافی سمجھا اور کوفہ کو
عازم کوفہ ہوگئے آخر انہی کوفیوں نے مسلم کو بھی
شہید کیا اور خود امام حسین کو بھی ہمراہ سارے
کو دشمنوں نے ہمراہ خط اپنے عرائض نیازمندانہ پر
نام بنام بھیجے تھے یہ ہیں
سلیمان بن صرد الخزاعی مسیب بن نجبہ رفاعہ
بن شداد بجلی عبد اللہ بن وال حبیب بن مظاہر
الاسدی جلاء العیون ص ناسخ التواریخ
ص
پس جمیع از بزرگان کوفہ مثل شبث بن ربعی
و حجار بن ابجر و یزید بن حارث و عروۃ بن قیس

عقائد اثنا عشریہ

کو اماموں کے پیش ہوتے ہیں اور اس وقت ہر مومن
آل محمد کا نام مع ولدیت و نسب و قبیلہ انکو بتلایا
جاتا ہے۔ اصول کافی باب لیلۃ القدر و حیات
القلوب باب ۲
دوسرا ذریعہ شناخت وہ صحیفہ جات ہیں جنکو خدا
نے شب معراج آنحضرت صلعم کے سپرد کیا تھا
یہ بطور رجسٹر کے سمجھنے چاہیئے ان میں تمام اہل
جہنم اہل بہشت اصحاب یمین اور اصحاب شمال
جو قیامت تک ہونگے انکے نام مع پدران و
قبیلہ ہائے ایشاں تا روز قیامت بے زیادہ
نہ کم مشرح و مرقوم ہیں اور وہ آنحضرت علی کو دیئے
گئے تھے اور پھر انکی اولاد ائمہ کو ورثہ میں
ملے ہیں۔ حیات القلوب باب ۱۳
حضرت علی علیہ السلام سے ایک شخص نے عرض
کیا اے امیر المومنین خدا کی قسم میں آپ کو دوست
رکھتا ہوں آپ نے فرمایا تو جھوٹ کہتا ہے اس
نے عرض کیا سبحان اللہ گویا آپ تو میرے
دل کی کیفیت سے بھی واقف ہیں جس پر
جناب علی نے فرمایا ان اللہ خلق الارواح
قبل الابدان بالفی عام ثم عرضھم علینا

واقعات | موازنہ | اقوال اثنا عشریہ

عمرو بن حجاج و محمد بن عمیر تمیمی ۔ ہمہ نوشتند ازیں مضمون (ذبح الاحزان ص۲۹ ناسخ التواریخ ص...) ڈیڑھ سو کوفہ کے معززین خاص مکہ میں بھی امام حسین کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کوفہ لے چلنے کے لئے اصرار کرتے تھے (ناسخ ص...) کربلا میں پہنچکر آپ نے قلم دوات منگا کر سلیمان بن صرد الخزاعی وغیرہ کو ملامت آمیز خط لکھا اور انکی بیعت شکنی پر لعن طعن فرمائی (ناسخ التواریخ ص...)

امام مظلوم شدت تشنگی سے بیتاب ہوکر فرماتے تھے اللہ اینہ پر سراب دوم کر کم از تشنگی کباب شدہ آنجماعت از بکار ساکت شدند و چیزے در جواب نگفتند آں امام مظلوم را ذکر و یا شبث بن ربعی و حجار بن ابجر و قیس ابن اشعث و یزید بن الحارث آیا شما ہمین نہ نوشتند کہ صحرا سبز شدہ و میوہ ہا رسیدہ شدہ و لشکرہا از برائے تو مہیا شدہ (ذبح الاحزان ص... ناسخ التواریخ ص...)

افسر لشکر ابن زیاد شبث بن ربعی عمر سعد کے ساتھ کربلا میں گیا تھا (مجالس المومنین ص...)

عمرو بن حجاج افسر میمنہ لشکر ابن سعد بروایت

یعنے خدا نے اجسام کے پیدا کرنے سے دو ہزار سال پہلے ارواح کو پیدا فرمایا تھا اور پھر ان ارواح کو دوستی (اقرار امامت) ہمارے پیروں کی تھا اس موقعہ پر جنہوں نے ہم کو دیکھا تھا جس کا وہ دی کرسن تر اور دم تم تجلیاں تھے۔ طراز مذہب مظفری ص۲۳

حضرت علی کے اصحاب جانتے تھے کہ امام حسین کے اصحاب کب درجہ شہادت پر فائز ہونگے بلکہ وہ خود بھی جانتے تھے اور آنحضرت نے بھی انکو بتلا دیا تھا۔ ترجمہ عبارت فارسی ذبح الاحزان ص۲۹

سلیمان ابن صرد الخزاعی مسیب بن نجبہ حبیب بن سعد عبداللہ بن سعد التیمی رفاعہ بن شداد رؤسائے کوفہ اور حضرت علی کے مشہور شیعوں میں سے تھے۔ از معارف اصحاب امیر المومنین بودند مجالس المومنین ص...

سلیمان تابعین کبار میں سے اور ان کے زہاد اور پرہیزگاروں میں سے ہے اور شاید وہی ہے جس نے بطلب انتقام خون امام حسین خروج کیا تھا منتہی المقال جلد ۵ ایران ص...

ابن شہر آشوب او راحمد سلمی سرگروہ چہار ہزار
نفر بودند کہ سر آب فرات موکل بودند کہ اصحاب
سید الشہداء را از آب منع نمودند و انکا عروہ بن
قیس سرگروہ سپر سوار و شبث بن ربعی سرگروہ
پیادگان بود کہ با آنحضرت جنگ مے کردند [illegible]

احمدیہ جنتری ۱۳۳۱ھ ۱۹۱۳ء

ناظرین آگاہ رہیں کہ تمام احمدی احباب میں خبر کر دیں کہ انکے لئے یہ نادر تحفہ ہے اس میں ہجری بکرمی عیسوی تاریخیں نہایت صحیح درج کی گئی ہیں اور پھر یہ صرف جنتری ہی نہیں بلکہ اسکے ساتھ حضرت مسیح ابن مریم علیہ السلام کی وفات اور نزول مسیح اور پھر نشانات قرب قیامت اور ان نشانات کا جو ظہور مسیح موعود کے ہاتھ پر ظاہر ہوگئے اور ان نشانات کا جو آنحضرت صلعم نے مسیح موعود کے لئے مقرر کئے ہیں کافی ذکر ہے گویا اسکے خریدنے سے ایک احمدی کے پاس حضور مسیح کے دعوی کا کافی ثبوت ہو جائیگا تبلیغ کے لئے یہ رسالہ بہت مفید ہوگا چونکہ جنتری ہے اسلئے مخالف اسے جلد تلف بھی نہیں کر دیگا بلکہ کم از کم ایک سال اپنے پاس رکھیگا

جو صاحب جنتری کی ضرورت رکھتے ہیں وہ دوسری جنتریوں سے اس جنتری کو ترجیح دیں کیونکہ یہ احمدیہ جنتری ہے جو صاحب سلسلہ احمدیہ کے دلائل سے آگاہ ہونا چاہتے ہیں وہ اسے ضرور منگوالیں جو صاحب احمدی ہیں اور اپنے جیب میں ایک حجت مخالفین کے لئے رکھنا چاہتے ہیں یا اپنے دوستوں میں یا اپنے قریب کے اخبار یا دوسرے شناساؤں میں تبلیغ کرنا چاہتے ہوں تو اس جنتری کو منگوالیں قیمت ایک آنہ ہے جنتریاں آدھ آنہ کے ٹکٹ میں چل سکتی ہیں ایک سو جنتریاں منگوانی ہوں تو [illegible] کے حساب سے قیمت کے ٹکٹ [illegible] ہو جائیگی۔ [illegible] کے خریدنے سے [illegible] جائینگے [illegible] کے خریدنے کا [illegible] بہت کم [illegible] ایک جلد منگوا لیں (منجانب [illegible] قادیان ضلع گورداسپور)

شہادۃ القرآن حصہ دوم

مولوی ابراہیم صاحب سیالکوٹی مصنّف پر ایک محققانہ نظر

جسکا دوسرا نام ہے

فتوحات ربانی بتائید حضرت امام احمد قادیانی ونصرت یزدانی

در ازالہ اوہام ووساوس شیطانی

ناظرین با تمکین کی خدمت میں گزارش ہے کہ

مولوی ابراہیم صاحب سیالکوٹی نے ایک کتاب شہادۃ القرآن باثبات حیات مسیح ؑ تصنیف کی ہے جس پر انہیں بہت کچھ ناز ہے مولوی صاحب موصوف نے کتاب مذکور کے دو باب قرار دئے ہیں اور حصہ اول جس میں باب اول ہے علیحدہ اور حصہ دوم جس میں باب دوم ہے علیحدہ شائع کیا ہے حصہ اول کا جواب اخی مکرمی قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل نے لکھدیا ہے جو شہادت القرآن کے نام سے شائع ہوچکا ہے حصہ دوم کا جواب لکھنے کے لئے قاضی صاحب موصوف نے مجھے ہدایت فرمائی ہے تاکہ میں بھی ثواب میں شریک ہوجاؤں اور قاضی صاحب کو بھی الدال علے الخیر کفاعلہ کے مطابق اس ثواب سے حصہ ملے لہٰذا میں خداوند علیم وحکیم ورحمٰن ورحیم کے رحم وکرم پر بھروسہ کرکے قاضی صاحب کے ارشاد کی تعمیل کے لئے کمربستہ ہوتا ہوں وباللہ التوفیق وعلیہ التکلان ؁

سیدنا و امامنا حضرت مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی کتاب ازالہ اوہام میں حضرت مسیح ناصری علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات پر عقلی و نقلی براہین قاطعہ و براہین ساطعہ کا اس قدر ذخیرہ پیش کیا ہے کہ انکو مجموعی نظر سے دیکھکر پھر کسی اہل عقل انصاف پسند کو مسیح کی وفات میں کوئی شبہ باقی نہیں رہتا مگر سخن پروری کورانہ تقلید تعصب و عناد ایسی بلائیں ہیں کہ ان کی وجہ سے انسان باوجود بینا ہونے کے نہیں دیکھتا اور باوجود شنوا ہونیکے نہیں سنتا اور باوجود اہل عقل ہونے کے کچھ سوچتا سمجھتا نہیں ایسے لوگ جس گڑھے میں پڑے ہوتے ہیں اسی میں پڑے رہتے ہیں اور آخر کار باطل کو حق اور حق کو باطل کہتے کہتے ہمیشہ کے لئے سو جاتے ہیں قرآن کریم میں ایسے لوگوں کا نقشہ آیت کریمہ ختم اللہ علیٰ قلوبہم وعلیٰ سمعہم وعلیٰ ابصارھم غشاوۃ میں کھینچا گیا ہے ان لوگوں کو عقلی دلائل کچھ فائدہ نہیں پہنچا سکتے ہیں نہ نقلی دلائل بلکہ ایسے انسان نشان پر نشان دیکھتے ہیں مگر پھر بھی ان سے کچھ فائدہ نہیں اٹھاتے بلکہ مخالفت و شقاوت و شوخی و شرارت میں پہلے سے زیادہ ترقی کر جاتے ہیں یہ ہے فی قلوبہم مرض فزادھم اللہ مرضا۔ مولوی ابراہیم صاحب بھی اسی طبقہ کے افراد میں سے ایک فرد معلوم ہوتے ہیں ایسی ہمارے مضمون سے کچھ انکو فائدہ پہنچنے کی امید تو موہوم ہے مگر ممکن ہے کہ کوئی سعید روح اس سے فائدہ اٹھائے اسلئے یہ مضمون ہدیہ ناظرین کیا جاتا ہے

واضح ہو کہ مولوی ابراہیم صاحب نے شہادۃ القرآن حصہ دوم میں ازالہ اوہام کی صرف تین آیات سے بحث کی ہے جن سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عبارت النص اور اشارۃ النص کے طور پر وفات مسیح علیہ السلام ثابت کی ہے مگر مولوی صاحب کا دماغی توازن اس قدر بگڑ گیا ہے کہ آپ نہ عبارت النص کو جانتے ہیں نہ اشارۃ النص کو مانتے ہیں بلکہ بو العجب استنباط جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اشارۃ النص کی بنا پر کیا ہے اسے حضرت اقدس کا اختراع قرار دیتے ہیں ۔ بریں عقل و دانش بباید گریست۔

حضرت مجدد الف ثانی نے یہ لکھا ہے کہ

"مسیح موعود جب دنیا میں آئیگا تو علماء وقت بمقابل اسکے مخالفت پر آمادہ ہو جائینگے کیونکہ جو باتیں وہ بذریعہ اپنے استنباط اور اجتہاد کے دریان کریگا وہ اکثر دقیق اور غامض ہونگی اور بوجہ دقت اور غموض ماخذ کے ان سب مولویوں کی نگاہوں میں کتاب و سنت کے برخلاف نظر آئینگی حالانکہ درحقیقت برخلاف نہیں ہونگی دیکھو صفحہ نمبر [illegible] مکتوبات امام ربانی مطبوعہ مطبع احمدی دہلی

بالآخر اگر کسی کو شک ہو تو ہم مولوی صاحب کی تحریرات کو معہ جوابات درج ذیل کرتے ہیں۔ ناظرین دونوں کو بغور ملاحظہ کریں اور انصاف کریں کہ موافق کتاب اللہ مطابق بیان رسول اللہ صلعم کس کی دلیل ہے اور قرآن شریف کی صحیح مراد کو کون پہنچا ہے فاقول بحول اللہ و قوتہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ازالہ اوہام حصہ دوم کے صفحہ ۵۹۸ میں تحریر فرمایا ہے (قرآن کریم کی وہ تیس آیتیں جن سے مسیح ابن مریم کا فوت ہونا ثابت ہوتا ہے)

(۱) پہلی آیت یا عیسیٰ انی متوفیک و رافعک الی و مطہرک من الذین کفروا و جاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیمۃ یعنی اے عیسیٰ میں تجھے وفات دینے والا ہوں اور پھر عزت کے ساتھ اپنی طرف اٹھانے والا اور کافروں کی تہمتوں سے پاک کرنے والا ہوں اور تیرے متبعین کو تیرے منکروں پر قیامت تک غلبہ دینے والا ہوں

مولوی ابراہیم صاحب نے حضرت اقدس کی تحریر شدہ بالا کے متعلق جو خامہ فرسائی کی ہے اسے ہم درج ذیل کر کے پھر اسکا جواب لکھینگے

مولوی صاحب شہادۃ القرآن حصہ دوم صفحات ۲-۵ میں تحریر فرماتے ہیں

"مرزا صاحب کا یہ ترجمہ اور اس سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت قبل النزول پر استدلال از روئے آیات قرآن شریف و لغت عرب کسی وجہ سے بالکل غلط ہے"

دیباقول اس آیت انی متوفیک کے متعلق پہلے باب میں صفحہ ۱ تا ۱۰۹ تک کافی تحریر ہو چکی ہے اور جس میں بدلائل ثابت کیا گیا ہے کہ توفی کا اصل وفا ہے اور اسکے اصلی اور حقیقی معنے اخذ الشئی وافیاً یعنے کسی چیز کو پورا پورا پکڑ لینا ہے اور رفع کے معنے اوپر کو اٹھانا اور نیند اور موت اور تعداد اور وصولی قرض سب اسکی انواع ہیں اور یہ امر مسلم ہے۔ کہ مختلف انواع میں سے ایک نوع متعین کرنیکے لئے قرینے کا ہونا ضروری ہے پس جہاں توفی کے ساتھ موت اور اسکے لوازمات کا ذکر ہوگا اس جگہ توفی سے مراد موت ہوگی اور جہاں نیند اور اسکے مقتضیات مذکور ہونگے وہاں نیند مراد ہوگی جیسے قل یتوفّٰکم ملک الموت الذی وکل بکم (الم سجدہ) اے پیغمبر ان سے کہدو کہ ملک الموت جو تم پر مقرر کیا گیا ہے پورا پورا پکڑ لیگا اور نیز آیت اللہ یتوفی الانفس حین موتھا والتی لم تمت فی منامھا (زمر) یعنے اللہ جانوں کو انکی موت کے وقت قبض کرتا ہے اور جن کی موت کا وقت ابھی نہیں آیا انکو انکی نیند میں قبض کرتا ہے اور نیز آیت وھو الذی یتوفّٰکم باللیل (انعام) یعنے اللہ تو وہ ہے جو تمکو رات کے وقت قبض کرلیتا ہے اور نیز شعر فلما توفاہ رسول الکری الخ یعنے جب اسکو نیند کے ایلچی نے پورا پورا پکڑ لیا

ان مثالوں میں ملک الموت اور موت توفی سے موت مراد لینے کے قرینے ہیں۔ اور منام اور لیل اور کری نیند اس سے نیند مراد لینے کے اسی طرح اس آیت مذکورہ زیر بحث میں اگر توفی کے متصل موت کا ذکر ہے تو اس سے مراد موت ہوگی اور اگر نیند کا ذکر ہے تو پھر نیند مراد ہوگی اور اگر رفع یعنے اوپر اٹھانیکا ذکر ہے تو پھر اس توفی سے مراد رفع یعنے اوپر کو اٹھانا ہوگی پس چونکہ اس آیت میں توفی کے ساتھ سوائے رفع کے ذکر کے اور کچھ مذکور نہیں لہذا یہاں توفی سے سوائے رفع کے اور کچھ مراد نہیں ہو سکتی جیسا کہ حصہ اول کے صفحہ ۸۰ میں بحوالہ تفسیر کبیر گزر چکا ہے مفسرین علیہم الرحمہ کا اس امر پر اتفاق و اجماع ہے کہ یہ آیت حضرت عیسےٰ کے آسمان پر اٹھائے جانیکی دلیل ہے۔

اسجگہ انواع توفی رفع، موت، نیند ہیں سے توفی کو خواہ کسی نوع میں معین کریں۔
رفع جسمی ثابت ہی رہیگا . . . . . اگر توفی کو نوع موت میں معین کریں تو موجب مذہب
حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ آیت میں تقدیم و تاخیر ہوگی جیسا کہ پہلے باب ہشتم
میں درمنثور سے گذر چکا ہے . . . . اور نیز تفسیر معالم میں ضحاک شاگرد ابن عباس سے اسکی
تصریح موجود ہے . . . . اور اگر اس آیت میں توفی کو اسکی دوسری نوع نیند میں معین
کیا جائے تو اس سے عیسے علیہ السلام کی موت قبل النزول ثابت نہیں ہو سکتی کیونکہ
پھر آیت کے معنے یہ ہونگے کہ اے عیسے میں تجھ کو سلا دونگا اور اس نیند کی حالت میں تجھ
کو اپنی طرف اوپر اٹھا لونگا جیسا کہ تفسیر خازن ابن کثیر درمنثور فتح البیان معالم کبیر وغیرہ میں
ہے . . . . اور اگر اس آیت میں توفی سے اسکی تیسری نوع رفع مراد لیجائے جو بالکل
حق اور مطابق واقع ہے اور جمہور مفسرین کا قول ہے تو اس سے رفع جسمی بالکل ظاہر ہے
غرض بجملہ توفی کو اسکی انواع رفع نیند موت میں سے جو قرآن مجید میں آچکی ہیں۔
جس نوع میں تعین کیا جائے حضرت عیسے کا رفع جسمی ثابت ہی رہتا ہے اور اس امر
پر علماء سلف وخلف مفسرین ومحدثین وفقہاء ومجتہدین سب کا اتفاق و اجماع ہے انتہی
بالفاظہ مختصراً

جواب از ریویو نگار حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آیت
زیر بحث کا جو ترجمہ کیا ہے وہ بالکل صحیح ہے اور اس سے حضرت عیسے کی وفات جو مستدل
کی گئی ہے وہ قرآن وحدیث ولغات ومحاورات عرب ودلائل عقلیہ ومشاہدات صحیحہ کے مطابق
بالکل سچا و درست ہے اسکے خلاف مولوی صاحب نے جو وجوہ تحریر فرمائے ہیں وہ بالکل
غلط فضول اور سراسر نامعقول ہیں۔

وجہ اول میں مولوی صاحب نے اسبات پر بہت زور لگایا ہے کہ لغت کی رو سے لفظ
توفی کے حقیقی معنے موت اور قبض روح نہیں ہیں بلکہ مجازی ہیں اصل معنے پورا پورا پکڑ

لیا ہے اس کا جواب رسالہ ازالہ اوہام حصہ دوم کے صفحہ ۹۰۰ میں حضرت اقدس نے نہایت صراحت کے ساتھ لکھ دیا ہے مگر افسوس کہ مولوی صاحب نے اس پر کچھ توجہ نہ فرمائی لہٰذا میں بغرض افادہ ناظرین اسے یہاں نقل کئے دیتا ہوں اور وہ یہ ہے۔

بعض جاہل کجی سے قرآن شریف کے کھلے کھلے ثبوت پر پردہ ڈالنا چاہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ توفی کا لفظ لغت کی کتابوں میں کئی معنوں پر آیا ہے حالانکہ اپنے دل میں خوب جانتے ہیں کہ جن لفظوں کو قرآن شریف اصطلاحی طور پر بعض معانی کے لئے خاص کر لیتا ہے اور اپنے متواتر بیان سے کھول کر سمجھا دیتا ہے کہ فلاں معنی کے لئے اسنے فلاں لفظ خاص کر رکھا ہے اس معنی سے اس لفظ کو صرف اس خیال سے پھیرنا کہ کسی لغت کی کتاب میں اسکے اور معنی بھی آئے ہیں صریح الحاد ہے مثلاً کتب لغت میں اندھیری رات کا نام بھی کافر ہے مگر تمام قرآن شریف میں کافر کا لفظ صرف کافر دین یا کافر نعمت پر بولا گیا ہے اب اگر کوئی شخص کافر کے لفظ کو جو قرآن میں ہے قرآن سے پھیر کر اندھیری رات اس سے مراد لے اور یہ ثبوت دے کہ لغت کی کتابوں میں یہ معنے بھی لکھے ہیں تو کیا یہ سچ ہوگا کہ اسکا یہ ملحدانہ طریق ہے یا نہیں اسی طرح کتب لغت میں صوم کا لفظ صرف روزہ میں محدود نہیں بلکہ عیسائیوں کے گرجا کا نام بھی صوم ہے اور شتر مرغ کے سرگین کو بھی صوم کہتے ہیں لیکن قرآن شریف کی اصطلاح میں صوم صرف روزہ کا نام ہے اور اسی طرح صلوٰۃ کے لفظ کے معنے بھی لغت میں کئی ہیں مگر قرآن شریف کی اصطلاح میں صرف نماز اور درود و دعا کا نام ہے یہ بات بچے بھی جانتے ہیں کہ ہر ایک فن ایک اصطلاح کا محتاج ہوتا ہے اور اہل اس فن کے حالات کے موافق بعض الفاظ کو متعدد معنوں سے مجرد کر کے کسی ایک معنے سے مخصوص کر لیتے ہیں مثلاً طبابت کے فن کو دیکھئے کہ بعض الفاظ جو کئی معنے رکھتے تھے صرف ایک معنے میں اصطلاحی طور پر محدود رکھے گئے ہیں اور سچ تو یہ ہے کہ کوئی علم بغیر اصطلاحی الفاظ کے چل ہی نہیں سکتا پس جو شخص الحاد کا ارادہ نہیں رکھتا اسکے لئے سیدھی راہ یہی ہے کہ قرآن کے معنے اسکے مراد اور مصطلح

الفاظ کے کما حقہٗ کرے وہ تفسیر بالرائے ہوگی"

اس جنرل رول کے بیان کرنیکے بعد حضرت اقدس مسیح ازالہ اوہام حصہ اول طبع ثانی کے صفحہ ۱۶۵-۱۶۶ میں خاص لفظ توفی کی نسبت لکھتے ہیں

"ناظرین پر واضح ہو کہ اس طرز سے اول سے آخر تک تمام وہ الفاظ جن میں توفی کا لفظ مختلف صیغوں میں آگیا ہے قرآن شریف میں غور سے دیکھئے تو صاف طور سے کھل گیا کہ قرآن کریم میں علاوہ متنازعہ فیہ کے یہ لفظ پچیس جگہ لکھا ہے اور ہر ایک جگہ موت اور قبض روح کے معنوں میں استعمال کیا گیا ہے اور ایک بھی ایسا مقام نہیں جن میں توفی کا لفظ کسی اور معنی پر استعمال کیا گیا ہو اور وہ یہ ہیں۔

نام سورہ	الجزو	آیت قرآن کریم
نساء	۴	ویتوفٰھن الموت
آل عمران	۰	وتوفنا مع الابرار
سجدہ	۲۱	قل یتوفّٰکم ملک الموت الذی وکّل بکم
نساء	۵	ان الذین توفّٰھم الملٰئکۃ ظالمی انفسھم
مومن	۲۴	واما نرینک بعض الذی نعدھم او نتوفینک فالینا یرجعون
نحل	۱۴	توفّٰھم الملٰئکۃ ظالمی انفسھم
"	۰	توفّٰھم الملٰئکۃ طیبین
بقرہ	۱	یتوفون منکم
"	۲	یتوفون منکم
انعام	۷	توفتہ رسلنا
اعراف	۸	رسلنا یتوفونھم
"	۹	توفنا مسلمین

نام سورہ	الجزو	آیت قرآن کریم
التوبہ	۱۰	یتوفیٰ
سورہ محمد صلعم	۲۶	فکیف اذا توفتہم الملٰئکۃ یضربون وجوہہم
یونس	۱۱	واما نرینک بعض الذی نعدہم او نتوفینک
یوسف	۱۳	توفنی مسلما والحقنی بالصالحین
رعد	۱۳	او نتوفینک
مومن	۲۴	ومنکم من یتوفیٰ
"	۲۴	او نتوفینک
نحل	۱۴	ثم یتوفیکم
حج	۱۷	ومنکم من یتوفیٰ
زمر	۲۴	اللہ یتوفی الانفس حین موتہا والتی لم تمت فی منامہا فیمسک التی قضیٰ علیہا الموت ویرسل الاخریٰ الی اجل مسمی
انعام	۷	ہو الذی یتوفٰکم باللیل ویعلم ما جرحتم بالنہار ثم یبعثکم فیہ لیقضیٰ اجل مسمی

اب ظاہر ہے کہ ان تمام مقامات قرآن کریم میں توفی کے لفظ سے موت اور قبض روح ہی مراد ہے اور دو موخر الذکر آیتیں اگرچہ بظاہر نیند سے متعلق ہیں مگر درحقیقت ان دونوں آیتوں میں بھی نیند ہی مراد نہیں لی گئی بلکہ اس جگہ بھی اصل مقصود ذکر موت ہے اور یہ ظاہر کرنا منظور ہے کہ نیند بھی ایک قسم کی موت ہی ہے اور جیسی موت میں قبض روح کیجاتی ہے نیند میں بھی قبض روح کیجاتی ہے سو ان دونوں مقامات میں نیند پر توفی کے لفظ کا اطلاق کرنا ایک استعارہ ہے جو بنصب قرینہ نوم استعمال کیا گیا ہے یعنی صاف لفظوں میں نیند کا ذکر کیا گیا ہے

کہ ہر ایک شخص سمجھ لیوے کہ اس جگہ توفی سے مراد حقیقی موت نہیں ہے بلکہ مجازی موت مراد ہے جو نیند ہے یہ بات ادنے ذی علم کو معلوم ہوگی کہ جب کوئی لفظ حقیقت مسلمہ کیلئے استعمال کیا جاتا ہے یعنی ایسے معنوں پر جن کے لئے وہ عام طور پر موضوع یا عام طور پر مستعمل ہو گیا ہے تو اس جگہ متکلم کے لئے کچھ ضروری نہیں ہوتا کہ اسکی شناخت کے لئے کوئی قرینہ قائم کرے کیونکہ وہ معنوں میں شائع متعارف اور متبادر الفہم ہے لیکن جب ایک متکلم کسی لفظ کے معانی حقیقت مسلمہ سے پھیر کر کسی مجازی معنی کی طرف لیجاتا ہے تو اس جگہ صراحتاً یا کنایتاً کسی دوسرے رنگ کے پیرایہ میں کوئی قرینہ اسکو قائم کرنا پڑتا ہے تا اسکا سمجھنا مشتبہ نہ ہو اور اس بات کے دریافت کے لئے کہ متکلم نے ایک لفظ بطور حقیقت مسلمہ استعمال کیا ہے یا بطور مجاز اور استعارہ نادرہ کے یہی کھلی علامت ہوتی ہے کہ وہ حقیقت مسلمہ کو ایک متبادر اور شائع و متعارف لفظ سمجھکر بغیر احتیاج قرائن کے یونہی مختصر بیان کر دیتا ہے مگر مجاز یا استعارہ نادرہ کیوقت ایسا اختصار پسند نہیں کرتا بلکہ اسکا فرض ہوتا ہے کہ کسی ایسی علامت سے جس کو ایک دانشمند سمجھ سکے اپنے اس مدعا کو ظاہر کر جائے کہ یہ لفظ اپنے اصل معنوں پر مستعمل نہیں ہوا۔

اب جبکہ یہ فرق حقیقت اور مجاز کا صاف طور پر بیان ہو چکا تو جس شخص نے قرآن کریم پر اول سے آخر تک نظر ڈالی ہوگی اور جہاں جہاں توفی کا لفظ موجود ہے بنظر غور دیکھا ہوگا وہ ایماناً ہمارے بیان کی تائید میں شہادت دے سکتا ہے چنانچہ بطور نمونہ دیکھنا چاہئے کہ آیات (۱) اما نرینک بعض الذی نعدھم او نتوفینک (۲) توفنی مسلماً (۳) ومنکم من یتوفی (۴) توفتھم الملئکۃ (۵) یتوفون منکم (۶) توفتہ رسلنا (۷) رسلنا یتوفونھم (۸) توفنا مسلمین (۹) و توفنا مع الابرار (۱۰) ثم یتوفیکم کیسی صریح اور صاف طور پر موت کے معنوں میں استعمال کی گئی ہیں مگر کیا قرآن شریف میں کوئی ایسی آیت بھی ہے کہ ان آیات کی طرح مجرد توفی کا لفظ لکھنے سے کوئی اور معنے مراد لئے گئے ہوں موت مراد نہ لی گئی ہو یا شبہ قطعی اور یقینی طور پر اول سے آخر

تک قرآنی محاورہ یہی ثابت ہے کہ ہر جگہ حقیقت توفی کے مقابلہ سے موت ہی مراد ہے تو پھر [illegible] آیتوں کی نسبت [illegible] اپنے دل سے کوئی معنے مخالف عام محاورہ قرآن کے گھڑ [illegible] سید صادق حسین مختار عدالت اٹاوہ

معارف قرآن

از افادات مجمع البرکات حضرت مولانا شہید

خیرات کے متعلق ہدایتیں

تمام کتب الٰہیہ سے زیادہ قرآن مجید میں خیرات کے متعلق ہدایات ہیں
اس میں بتلایا گیا ہے کیوں دے؟ اسلئے کہ جو شخص راہ میں دیتا ہے
اللہ تعالیٰ اسکو بہت بڑھا دیتا ہے اسکا مال کو بڑھاتا ہے۔ وَاللّٰهُ
يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ (ب) يُرْبِي الصَّدَقٰتِ کیا دے؟ عمدہ یعنی جو حاجت سے
سے زیادہ ہو حلال اور طیب مال سے ردی چیز نہ ہو اچھا ہو جو دے جیسا کہ فرمایا ہے (ا) اَنْفِقُوْا
مِنْ طَيِّبٰتِ مَا كَسَبْتُمْ (ب) وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيْثَ مِنْهُ (ج) وَيَسْـَٔلُوْنَكَ
مَاذَا يُنْفِقُوْنَ قُلِ الْعَفْوَ (د) وَمَا تُنْفِقُوْنَ اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْهِ
اللّٰهِ کس طرح دے؟ ایسی طرح کو دے کہ اس پر احسان نہ جتائے اسے دکھ نہ دے ظاہر دے
تو بھی اچھا اور اگر پوشیدہ دے تو یہ اسکے حق میں بہتر ارشاد ہوتا ہے (ا) لَا تُبْطِلُوْا
صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰى (۲) اِنْ تُبْدُوا الصَّدَقٰتِ فَنِعِمَّا هِيَ وَ
اِنْ تُخْفُوْهَا وَتُؤْتُوْهَا الْفُقَرَآءَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ یعنی اور غیر کم
کے فرق کو سے دیکھنا چاہیئے کس کس کو دے فقراء کو مساکین کو ان لوگوں کو جو اللہ
کی راہ میں روکے گئے ہوں یعنی طلباء علماء جو شغل دین کے کاموں میں مصروف ہوں اور
اسوجہ سے کوئی کسب نہ کرسکتے ہوں لِلْفُقَرَآءِ الَّذِيْنَ اُحْصِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ
لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ضَرْبًا فِي الْاَرْضِ

پھر خیرات کے متعلق ایک عام ہدایت ہے کہ قَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ وَّمَغْفِرَةٌ
سائل کے لئے قول معروف کی صورت یہ ہے کہ پاس کچھ نہیں دے نہیں سکتا تو کوئی بات
ہی کہہ دے اور اگر پاس ہے مگر ایسی چیز ہے کہ اسکو خود رکھنا چاہتا ہے دے نہیں سکتا۔

تو کوئی بات ہی کر دے اور اگر پاس ہے مگر ایسی چیز ہے کہ اس وقت جو دینا چاہتا ہے دے نہیں سکتا مثلاً پونڈ یا نوٹ جیب میں ہے اور دینا ہے ایک پیسہ تو اس صورت میں بھی نیک بات کر دے اور سائل کے قول معروف کی یہ صورت ہے کہ اگر باوجود موجود ہونے کے مانگتا ، محتاج ہے تو اپنے آپکو سمجھائے کہ کیوں سوال کرتا پھرتا ہے اور اگر واقعی احتیاج ہے تو بھی اپنے آپکو قول معروف کرے کہ کیوں عجز و کسل سے کام لیتا ہے کیوں نہیں کوئی محنت مزدوری کر لیتا اسی طرح مسئول کے لئے استغفار کی صورت یہ ہے کہ پاس تو ہے مگر دینے کو دل نہیں چاہتا اس وقت استغفار کرے کہ جو دوستی کی توفیق اور شرح صدر عطا ہو اور اگر پاس ہی کچھ نہیں یا جو کچھ پاس ہے وہ دینے کی استطاعت نہیں تو استغفار کرے کہ اللہ تعالیٰ مجھے کشائش دے تا کہ انکی ضرورتیں پوری کر سکوں اور سائل کے لئے بھی دو صورتوں میں استغفار ہے اگر باوجود مال کے مالک ہونے کے مانگتا ہے تو استغفار کرے کیوں خواہ مخواہ مانگتا پھرتا ہے اور اگر واقعی میں محتاج ہے تو استغفار کرے تا اس سوال کی ذلت سے محفوظ رہے اور پھر ان صورتوں میں مسئول سائل کے لئے اور سائل مسئول کے لئے استغفار کرے ✽

توکل کے کیا معنے

آجکل اہل اللہ اور خدا کا دل سے یہی سمجھا جاتا ہے جو اول درجہ کا سست ہو کاہل ہو اور اسباب کو مہیا کرے نہ مہیا شدہ سے کام لے حلال طیب رزق محنت سے کما کر کھانیکا عادی نہ ہو بلکہ اس بات کا امیدوار کہ کوئی آئے اور لقمہ منہ میں ڈال جائے بظاہر ترک کر دینا اور اصل طلب دنیا کے لئے ہمہ تن آرزو بنکے بیٹھ رہنا ہے

حضرت یعقوب نے اپنے قول و فعل سے توکل کے معنے خوب حل کئے ہیں چنانچہ بنیامین کے لئے انکے بھائیوں سے موثق لیا پختہ قسم عہد لئے پھر ایک تجویز بتانی کے بعد علیہ توکلت فرمایا چنانچہ آیات یوں ہیں قَالَ لَنْ اُرْسِلَهٗ مَعَكُمْ حَتّٰى تُؤْتُوْنِ مَوْثِقًا مِّنَ اللّٰهِ لَتَاْتُنَّنِيْ بِهٖٓ اِلَّآ اَنْ يُّحَاطَ بِكُمْ ۚ فَلَمَّآ اٰتَوْهُ

مَّوْثِقَهُمْ قَالَ اللّٰهُ عَلٰى مَا نَقُوْلُ وَكِيْلٌ ۔ وَقَالَ يٰبَنِيَّ لَا تَدْخُلُوْا مِنْۢ بَابٍ وَّاحِدٍ وَّادْخُلُوْا مِنْ اَبْوَابٍ مُّتَفَرِّقَةٍ ۭ وَمَآ اُغْنِيْ عَنْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ۭ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ۭ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ ۚ وَعَلَيْهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ

(ترجمہ) میں تمہارے ساتھ اسے نہیں بھیجوں گا جب تک مجھے اللہ کی طرف سے عہد نہ دو کہ اسے ضرور میرے پاس واپس لاؤ گے بجز اس صورت کے کہ کوئی مشکل پہنچ جائے جب انہوں نے اپنا عہد دیا تو یعقوب نے کہا اللہ اس پر جو ہم وعدہ کرتے ہیں نگہبان ہے پھر کہا بیٹو ایک دروازے سے داخل نہ ہونا بلکہ مختلف دروازوں سے داخل ہونا اور کہیں تم کو اللہ کی طرف سے کسی چیز سے نہیں بچا سکتا حکومت سب اللہ ہی کی ہے اسی پر میں نے توکل کیا اور اسی پر بھروسہ کرنے والے بھروسہ کرتے ہیں پھر حضرت نوح علیہ السلام کو طوفان کی خبر دی جاتی ہے اور یہ بھی کہ اللہ تمہیں ضرور بچائیگا مگر ساتھ ہی ارشاد ہوتا ہے کہ ایک کشتی بنا کر اس میں سوار ہو جاؤ وَاُوْحِيَ اِلٰى نُوْحٍ اَنَّهٗ لَنْ يُّؤْمِنَ مِنْ قَوْمِكَ اِلَّا مَنْ قَدْ اٰمَنَ فَلَا تَبْتَىِٕسْ بِمَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ۔ وَاصْنَعِ الْفُلْكَ بِاَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا وَلَا تُخَاطِبْنِيْ فِي الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ۚ اِنَّهُمْ مُّغْرَقُوْنَ (اور نوح کی طرف وحی کی گئی کہ تیری قوم سے ایمان نہیں لائیگا مگر جو ایمان لا چکے پس رنجیدہ خاطر نہ ہو کافروں کی کرتوتوں سے اور ہماری نگرانی میں ہمارے حکم کے مطابق کشتی بنا اور ظالموں کی نسبت کوئی سفارش نہ کر وہ ضرور ڈوبنے والے ہیں) اسی طرح حضرت لوط سے وعدہ کیا اور بشارت دی لَا تَخَفْ وَلَا تَحْزَنْ ۣ اِنَّا مُنَجُّوْكَ وَاَهْلَكَ (ڈرو نہیں غم نہ کھاؤ ہم تجھے نجات دینے والے ہیں اور تیرے اہل کو) مگر ساتھ ہی ارشاد ہوتا ہے کہ فَاَسْرِ بِاَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِّنَ الَّيْلِ (کہ اپنے اہل کو تھوڑی رات سے چپکے نکالجا)

پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے وعدہ ہے کہ وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ (اللہ تجھے لوگوں سے محفوظ رکھیگا) مگر باوجود اسکے آپ جنگوں میں زرہ پہن کر نکلے۔

میرا مقصود ان واقعات کے بیان سے یہ ہے کہ شریعت اسباب کی رعایت سے مستغنی نہیں کرتی چونکہ اللہ تعالیٰ کی ذات نہایت درجہ کے غنا میں ہے اور آدمی کمزور اسلئے ظاہری اسباب کو ترک کر دینے کا کہیں حکم نہیں (الا ان یشاء اللہ)

(حضرت موسیٰ کی ماں کو وحی بھیجی کہ اسے دودھ پلا اور جب تو اسپر ڈرے تو اسے سمندر میں ڈالدے اور کچھ خوف نہ کر اور نہ غم کھا: ہم اسے تیری طرف لوٹا کر دینگے اور اسے پیغمبروں میں سے بنائینگے) وَاَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اُمِّ مُوْسٰٓى اَنْ اَرْضِعِيْهِ فَاِذَا خِفْتِ عَلَيْهِ فَاَلْقِيْهِ فِى الْيَمِّ وَلَا تَخَافِيْ وَلَا تَحْزَنِيْ اِنَّا رَآدُّوْهُ اِلَيْكِ وَجَاعِلُوْهُ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ - باوجود اس قدر وعدے اور اس تسلی کے کہ خوف نہ کر اور غم نہ کر اور یہ کہ ہم اسے ضرور تیری طرف لوٹانے والے ہیں بلکہ اسے مرسل بنانیوالے ہیں آپ نے اسے یونہی دریا میں نہیں ڈالدیا بلکہ رعایت اسباب کو نہیں چھوڑا اور حکم الٰہی کے مطابق صندوق میں ڈال کر بہا دیا پھر اس کی بہن کو خبر گیری کے لئے ساتھ ساتھ روانہ کیا وَقَالَتْ لِاُخْتِهٖ قُصِّيْهِ فَبَصُرَتْ بِهٖ عَنْ جُنُبٍ وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ (اور اس نے کہا موسیٰ کی بہن کو اسکے پیچھے پیچھے چلی جا اور وہ موسیٰ م کو کنارے سے دیکھتی گئی بحالیکہ ان کو معلوم نہ تھا)

غرض توکل کے یہ معنے ہیں کہ پہلے اس مدعا کے جسقدر اسباب ممکن الحصول ہوں ان سے کام لیکر پھر نتیجہ کو خدا پر چھوڑ دے

دعا کا طریق دعا کرنا بھی ایک علم ہے اور یہ اللہ کے فضل ہی سے ملتا ہے ہمارے خلیفۃ المسیح فرمایا کرتے ہیں کہ پہلے میں جب دعا کرنی چاہی تو مجھے خیال گذرا کہ ممکن ہے ایک مطلب کے واسطے جس کا اسوقت میرے قلب میں بڑا جوش ہے دعا کروں اور وہ قبول ہو جائے مگر دوسرے وقت میں آخر انسان کمزور ہے کوئی اور مشکل پیش آجائے یا اس دعا کی ضرورت نہ رہے تو پھر یہ دعا کافی نہ ہوگی اسلئے کوئی جامع دعا کرنی چاہیئے

آپ نے اسکے لئے بھی خدا ہی سے استعانت کی تو آپ نے یوں دعا کی کہ الٰہی میں کمزور ہوں اور تیری جناب کا فقیر مجھے اپنی حاجتوں اور پیش آنیوالی ضرورتوں کا علم نہیں پس تو میری یہ دعا قبول کر کہ ضرورت کے وقت جو دعا مانگوں وہ قبول کر لینا چنانچہ اب خدا کا فضل شامل حال ہے جب کسی ایسے اڑے وقت میں دعا کی خدا نے قبول فرمائی ہے اور یہ اس جامع دعا کی قبولیت کا نشان ہے غرض دعائیں ہی دنیا پسندیدہ ہیں جو خود خدا تعالے سکھائے اور اسکے انبیاء اس سے مانگیں۔

دعا میں مسئول کی تعریف ہوتی ہے اور سائل کا حال اور پھر غرض مدعا چنانچہ حضرت نوح دعا فرماتے ہیں رَبِّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ أَنْ أَسْأَلَكَ مَا لَيْسَ لِي بِهِ عِلْمٌ وَإِلَّا تَغْفِرْ لِي وَتَرْحَمْنِي أَكُنْ مِنَ الْخَاسِرِينَ۔ اللہ تعالے کو غفور رحیم کہکر اپنے مسئول کی تعریف کی ہے اور أَكُنْ مِنَ الْخَاسِرِينَ عرض کر کے اپنی کمزوری کا اقرار کیا ہے اور پھر دعوے نہیں کیا کہ میں ایسے سوالات نہیں کرونگا بلکہ اسکے لئے بھی جناب الٰہی سے استعانت کی ہے یہ انبیاء کا غایت درجہ ادب ہے حضرت آدم علیہ السلام نے رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنْفُسَنَا وَإِنْ لَمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ میں اپنی کمزوری اور نقصان زدہ ہونیکا اقرار کیا اور خدا کی کمزوریوں سے محفوظ رکھنے والی اور نیک اعمال پر نیک نتائج مرتب کرنیوالی صفت سے استمداد کی ہے حضرت موسیٰ نے ایک دعا کی ہے جس میں اپنی کمزوری اور حاجت کا اظہار کر دیا ہے اور صفت ربوبیت سے استمداد کی ہے رَبِّ بِمَا أَنْزَلْتَ عَلَيَّ مِنْ خَيْرٍ فَقِيرٌ مگر تقرر مقصود نہیں کیا

یہ دعا بہت جامع ہے رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ

مگر حضرت مسیح کی دعا بھی اپنے اندر بہت سے اسرار رکھتی ہے وہ یہ ہے کہ

إِلَّآ أَنتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنتُ مِنَ الظَّالِمِينَ

پہلے تو اللہ اِلَّآ اَنْتَ سے مسئول کی تعریف کی ہے اور اسے سبحہ، تمام فیوضات کا اور اپنی ذات میں کامل اور صمد قبول کیا اور لَا اِلٰہ اِلَّا اَنْتَ سے اس پر بہت زور دیا۔ وَاِنْ یَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗۤ اِلَّا هُوَ دکھ جو اللہ کسی تکلیف میں ڈالے تو اس کا دور کرنے والا بھی اس کے سوا کوئی نہیں ہے۔ انت دکھ و درد کر نیوالا اللہ ہی کو مانا اور سے تمام نقصوں سے منزہ اور تمام عیبوں سے مبرا جانا دوسری طرف مَاۤ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ دیکھ کر جو تمہیں مصیبت پہنچے تو وہ تمہارے اپنے ہی ہاتھوں سے ہے کے ماتحت اس مصیبت کو اپنی کسی کمزوری کا نتیجہ قرار دیا پھر سبحانک سے تمسک کر کے اپنی مصیبت میں پڑنے اور اپنی کمزوری کا اقرار کیا کہ انی کنت من الظّٰلمین کو استغفار کیا لَآ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنْتَ توحید ہے اور توحید فاتح ابواب خیر ہے اور استغفار مغلق ابواب الشر ہے اور اس دعا میں سب کچھ ہے اور اس پر صادق آتا ہے وَيَدْعُوْنَنَا رَغَبًا وَّرَهَبًا ۖ وَكَانُوْا لَنَا خٰشِعِيْنَ ۝

دیو سماج ایک چھوٹا سا رسالہ جس میں دیو سماج کے عقائد اور مقاصد اور کام بتائے گئے ہیں بھیجو مجھ اس خدا کی منکر سوسائٹی کے حالات سے آگاہ ہونا چاہیں منگوالیں

یہ لوگ قومی طور سے ہندو ہیں اعتقادیہ میں خدا کوئی نہیں مادہ اور روح سے کائنات خود بخود پیدا ہو رہی ہے اوپر کی طرف لیجانیوالی طاقتوں کے ماتحت انسانی روح نشوونما پاتی ہے اور مرنے کے بعد بھی اپنی قابلیت کے موافق دوسرے اعلیٰ مقام میں شانتی پاتی ہے اور نیچے کی طرف لیجانیوالے سامانوں کے ماتحت اسکے برعکس اور سفلی طاقتوں کے تصرف سے نجات پانے کے لئے دیوآتما سے روحانی رشتہ پیدا کرنیکی ضرورت ہے اور دوسری دو گوروں بھگوان دیو سماج کے ممبروں کی کسی جماعت میں داخل ہونے کیلئے رشوت دھوکا بازی چوری بے ایمانی خیانت قماربازی بدچلنی منشیات ایک سے زیادہ

فیوضاتِ مسیحِ موعودؑ

حدثنا امیر المومنین

شیعوں سے مناظرہ ایک روز مجھے فرمانے لگے شیعوں سے روایات کی بنا پر مباحثہ کرنے سے فیصلہ نہیں ہو سکتا انکی مثال ڈوری کے ان دھاگوں کی سی ہے جو ہر دو طرف سے کھینچا جا سکتا ہے تو ان سے صرف یہ چاہیئے کہ قرآن مجید کی طرف بلانا چاہیئے اس اصل سے میں نے بڑا نفع اٹھایا ہے دیکھو قرآن مجید میں آیا ہے یٰاَیُّھَا النَّبِیُّ جَاھِدِ الْکُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِیْنَ وَاغْلُظْ عَلَیْھِمْ اے نبی کفار اور منافق سے جہاد کرو اور ان پر سختی کرو۔ کفار سے تو جہاد کیا لیکن اس حکم کی تعمیل میں ابوبکر و عمر سے بھی جہاد کیا جنہیں یہ لوگ منافق سمجھتے ہیں۔ ایسا ہی وَھَمُّوْا بِمَا لَمْ یَنَالُوْا منافقوں کا نشان ہے مگر یہ تو شیعہ بھی مانتے ہیں کہ ابوبکر و عمر نے جو ارادہ کیا اسکو پالیا۔

حاضر جوابی ایک شخص نے حضور سے کہا کہ انگریزی زبان بہت مختصر ہے اسلئے عربی سے بھی بہتر ہے آپ نے پوچھا میرے پانی کو انگریزی میں کیا کہتے ہیں اس نے کہا مائی واٹر آپ نے فرمایا عربی میں تو مائی ہی کافی ہے

حدثنا اصلاوی

رحم ایک ملازم کی نسبت بہت سی شکایتیں حضور میں کی گئیں کہ وہ ایسا ہے ویسا ہے سو موقوف کر دینا چاہیئے فرمایا اگر اسکی بجائے کوئی ایسا آدمی مہیا کر سکتے ہو جس میں کوئی نقص نہ ہو تو میں اسے موقوف کر دیتا ہوں ورنہ اسی کیلئے کیوں صلاح حال کی دعا اور نصیحت دیکھا نہ ہر ایک انسان میں کوئی نہ کوئی کمزوری ضرور ہوتی ہے عفو و درگذر سے کام لو

معاملہ کی صفائی آپ نے کسی شخص کے ہاتھ روپے بھیجے تو ایک روپیہ الگ کر کے دیا کہ

کہ اس میں عیب ہے یہ اسے دکھا کر بیچو اور ساتھ ایک آدمی دیا

مرنا کیوں ضروری ہے فرمایا لڑکی ماں باپ کو پیاری ہوتی ہے مگر اپنے ہاتھوں سے اسے رخصت کرتا ہے اسلئے کہ اس میں بعض ایسے جوہر ہیں جو سوائے انتقال کے ظاہر نہیں ہو سکتے اسی طرح مرنا بھی اگرچہ برا ہے مگر دوسرے جہان میں انسان بعض نعمتوں سے متمتع ہو یا دکھوں سے پاک ہے

حدثنا مرزا یعقوب بیگ

احمدیوں کی ترقی ایک دفعہ فرمانے لگے کہ اگر کوئی مر کر واپس آ سکتا تو وہ دو تین صدیوں کے بعد دیکھ لیتا کہ ساری دنیا احمدی قوم سے اس طرح بھری ہے جس طرح سمندر قطرات سے پر ہوتا ہے

حدثنا حامد علی

رزق ایکدن فرمانے لگے کہ رزق تو خدا تعالیٰ کے اختیار میں ہے جتنا کسی کو دیتا ہے نحن قسمنا بینہم معیشتہم لیکن اس رزق کو حلال یا حرام بنا لینا انسان کے اختیار میں ہے اسلئے اس سے بازپرس ہوگی

رزق تو جتنا مقرر ہو چکا ہے اتنا مل ہی رہیگا اب انسان خواہ اسے حلال ذریعے سے حاصل کرے یا حرام سے یہ اسکا اختیار ہے

مباحثہ جہانگیری ایک نہایت مفید و عجیب علمی مناظرہ کی کتاب عیسائیوں کے رد میں اسکے مؤلف صاحب بائبل سے بہت واقف معلوم ہوتے ہیں عقیدہ تثلیث و الوہیت مسیح کی بائبل ہی کی آیات سے تکذیب کر دی ہے حجم ۵۰ صفحے محصولڈاک ۱۰ ۳ر

سیف جہانگیری رسالہ دین قیم و صالح منصفطر عیسیٰ جو بنارس میں چھپا تھا اس کا جواب ہے اور عیسائیوں کے عقائد باطلہ کا رد قیمت مع محصولڈاک

ملنے کا پتہ محمد جہانگیر خان افضل المناظرین بری بازار جھانسی

تبدیل پتہ تبدیل پتہ کرتے وقت فوراً دفتر میں اطلاع دیں ورنہ رسالہ نہ پہنچنے کی شکایت فضول ہوگی۔ مینجر

نکات

از درس تفسیر

ہر نبی کا کلمہ | ہر زمانے میں ہر ایک نبی کا ایک کلمہ ہوتا ہے جو ان امراض و رسوم کی بیخکنی کے لئے ہوتا ہے جس میں اہل مذہب گرفتار ہوتے ہیں حضرت نبی کریم کے زمانہ میں بت پرستی کا زور تھا اسلئے آپکا کلمہ تھا لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہمارے حضرت صاحب کے زمانہ میں دنیا پرستی بہت تھی اسلئے آپ نے اسکا ترجمہ دیا کیا جو صرف وحی ہی کے ذریعے ہو سکتا ہے میں دین کو دنیا پر مقدم کرونگا"

فما کان لشرکاءھم فلا یصل الی اللہ | ایک شخص نے میری دعوت کی کچھ شاگرد بھی ساتھ تھے۔ اس نے کہا اس پلیٹ میں سے آپ شک کھائیے صرف اس امر کے پہنچ کو ترجیح ہے کہ سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے وہ تو اللہ تعالےٰ کے عاشق تھے جو عاشق کا ہے معشوق کا اس پر مصداق ہوگا اسکے کہا نہیں تھوڑی مدت کے بعد واہ سیلاب سب کچھ بہا لے گیا تب میں نے کہا آپ کو پلاؤ کیا تو بالخصوص وہ وقت جس میں خدا کا حصہ نہ تھا۔

تردید ابنیت | قرآن مجید برہان حق ہے جب وہ کوئی دعوے کرتا ہے تو ساتھ دلائل دیتا ہے بدیع السمٰوٰت والارض فرما کر بتا دیا کہ بیٹا قرار دینے کی ضرورت نہیں دوم ولم یکن له صاحبة فرما کر بتلا دیا بیٹا ہونے کے لئے تو صاحبہ کی ضرورت ہے اور صاحبہ کے نہ ہونے پر فریقین کا اتفاق ہے۔ سوم خالق کل شیء فرما کر سمجھا دیا کہ مسیح بھی اسکی مخلوق ہے چہارم لا تدرکه الابصار سے بتا دیا کہ مسیح اللہ نہیں ہو سکتا کیونکہ اسے بصارتوں نے پا لیا۔

قطع الید | ہاتھ کاٹنے سے انسان دو میں کمی ہوتی ہے، جو چوری کے لئے بہت محنت کرتا ہے یہ نسخہ عطاؤں ہر دو عضو کی بناوٹ کا اخلاق کے ساتھ تعلق ہے۔ ایک بزرگ نے تجربہ

کیا کہ دوسری سزائیں ایسی مفید نہیں ہاں ہاتھ کاٹنے سے چوری کم ہو جاتی ہے کیونکہ اس کو مادہ فاسدہ کا قلع قمع ہوتا ہے

دعا کا موقعہ | آجکل تقریباً تمام قومیں دعا کی قائل نہیں ہیں لیکن تمہارے لئے میدان خالی ہے دعاؤں میں لگی رہو اور قرب کے مقامات پاؤ

تیز زبانی کا نقصان | انصار سے بعض نوجوانوں نے کہدیا کہ خون ہماری تلواروں سے ٹپکتا ہے اور مال غنیمت کوئی اور لیجاتا ہے آپ نے انصار کو ایک جگہ میں جمع کر کے فرمایا جو احسان مجھ پر تمہارے ہیں انکا بدلہ حوض کوثر پر مانگیو اس میں یہ ارشاد تھا کہ اس بے ادبی کی سزا میں اب دنیا میں سے بادشاہت تم کو نہیں دی جائیگی

مسئلہ کلالہ | مسیح کے بعد کلالہ کا ذکر قرآن مجید میں یہ سمجھانے کے لئے آیا ہے کہ جیسے جس متوفی کی اصل نہ ہو نسل بھی نہ ہو تو اسکے وارث بھائی ہوتے ہیں ویسے ہی اسی طرح سمجھو کہ حضرت ابراہیمؑ کے دو بیٹے تھے جب حضرت اسحٰقؑ کی وراثت نبوت بنی اسرائیل سے لی گئی تو اب نبوت کے حقدار انکے بھائی بنی اسماعیل ہونے چاہئیں۔

اجتہادی غلطی | حضرت یعقوبؑ نے کشف میں دیکھا اور وحی الٰہی سے معلوم کیا کہ سب بیٹے بچنے والے ہیں مگر آپ یہ سمجھے کہ وہ سب میرے پاس آ نکلیں گے جیسا کہ فرماتے ہیں عَسَى اللّٰهُ أَنْ يَأْتِيَنِي بِهِمْ جَمِيعًا إِنَّهُ هُوَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ حالانکہ خود ان کو وہاں جانا پڑا پس انبیاء کو کسی وحی کے سمجھنے میں غلطی لگ سکتی ہے

نمک بنو | تم دنیا میں آٹے میں نمک کی مثال بنو ہر چیز بگڑ جائے تو نمک سے اصلاح ہو سکتی ہے لیکن اگر نمک ہی بگڑ جائے تو پھر کسی چیز کی اصلاح کیونکر ہو سکے گی اپنی اصلاح کی فکر میں رہو۔

شکریہ | برادر محمد سعید صاحب سعدی (ایک مخلص نوجوان احمدی ہیں) کا شکریہ ادا کرتا ہوں آپ نے تشحیذ جنوری کے لئے نو خریدار بہم پہنچائے

ریویوز

پیغمبر عالم | بلحاظ اس محبت کے جو مجھے اپنے سید و مولیٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات ستودہ صفات سے ہے میں نے اس مختصر کتاب کو لفظاً لفظاً بڑے غور سے پڑھا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ تقریباً تمام انگریزی عربی اور اردو کتابیں جو حضور انور کے حالات میں لکھی گئی ہیں مؤلف کے زیر نظر ہیں اس کی عبارت نہایت سلیس عام فہم اور شستہ ہے اور بچوں کے پڑھانے کے لائق ہے ابتدا میں عربوں کے خصوصیات اور آنحضرت صلعم کی بعثت سے پہلے جو مذاہب رائج تھے ان کے حالات کو نہایت جامع لکھا ہے اور صرف یہی ایک بات ہے جس سے کتاب کی قدر و قیمت میرے نزدیک دو چند ہو گئی پھر توراۃ اور انجیل سے ان بشارات کا ذکر کیا ہے جو وہ نبی کے بارے میں ہیں مگر اس حصہ میں یہ نقص ہے کہ عبرانی اور عربی کے ساتھ اردو وہی الفاظ نہیں جو ہندوستان میں آجکل بائبل شائع ہو رہی ہے۔ گو مفہوم میں فرق نہیں اسکے بعد ولادت سے وفات تک حالات قلمبند کئے گئے ہیں اور حق یہ ہے کہ رعایت اختصار کے ساتھ بہت خوبی سے لکھے گئے ہیں ہاں ایک دو جگہ مؤلف نے کمزوری دکھائی ہے مثلاً حضرت ابراہیم کے ھٰذا ربی کو جو استفہام انکاری کے طور پر ہے اور جو انھوں نے قوم کے سامنے بطور دلیل پیش کیا ہے ان کا ابتدائی خیال قرار دیا ہے جو صحیح نہیں خدا تو اس بیان کے آخر میں فرماتا ہے تلک حجتنا آتینا ھا ہمارے دلائل ہیں جو ہم نے ابراہیم کو سکھائی تھیں کثیر الازدواجی کے متعلق مؤلف صاحب آیت ان خفتم الا تعدلوا اور لن تستطیعوا ان تعدلوا بین النساء میں توفیق نہیں کر سکے اور اسے کچھ ناپسند سا امر ٹھہرایا ہے حالانکہ خلفاء راشدین کے تعامل سے ثابت ہے کہ ایک سے زیادہ بیبیاں کرنا بھی ایمان کے کمال کا نشان ہے ہاں بغیر ضرورت وعدم ادائے حقوق کے تو ایک بھی جائز نہیں ہے اس طرز کے متعلق میں چند کمزوریوں سے بہت

سے صحابہ کا سیر ہو جانا ایک معجزہ ہے آپ غیر مسلم مورخوں کے خیال کو بھی ماننے پر تیار ہیں میرے خیال میں یہ ایک کمزوری ہے (۴) معراج نبوی کے بارے میں آپ نے جسمانی اور روحانی کی بحث کو چھیڑا ہے اور اپنا رجحان روحانی کی طرف بتایا ہے اسوۂ حسنہ اور ریویو آف ریلیجنز کے حوالے سے تو معلوم ہوتا ہے کہ سلسلہ احمدیہ کی کتب بھی مؤلف کے زیر مطالعہ رہ چکی ہیں پھر حقیقت معراج سے یہ بے خبری کیسی معراج عین بیداری میں خواہ جسم کے ساتھ ہوا مگر اس بات کو ماسبق اہل کشف سمجھتے ہیں آپ کو اس میں اسلامی ترقیات کا نقشہ دکھلایا گیا چنانچہ ایک دنیا نے دیکھ لیا کہ مسجد حرام سے بیت المقدس تک تمام ملک آپ ہی کے متعلقات میں آگیا پھر زمانی لحاظ سے آپ کا نور ایک دور کی مسجد اقصیٰ (قادیان) سے ظاہر ہوا اسی طرح آسمانوں پر جانے کے معنے علم الرؤیا کی کتب سے دیکھئے (۵) شق صدر کے متعلق مؤلف نے بہت گفتگو کی ہے اور روایت کو پایۂ اعتبار سے ساقط ٹھہرایا ہے لیکن جب ان روایات میں ثم اتیت بطست من ذھب مملوّ ایمانا لکھا ہے تو صاف ظاہر ہے کہ یہ واقعہ عالم مثال کا ہے کیونکہ ایمان بھرنے کے لئے سینہ پر عمل جراحی کی ضرورت نہیں خیر یہ چند ایک باتیں ایسی نہیں جو کتاب کی قدر کم کردیں مجموعی رنگ میں یہ سوانح عمری بہت ہی قابل قدر ہے ۱۸×۲۲ تقطیع ۵۰۰ صفحے کاغذ اور لکھوائی بہت عمدہ قیمت عہ

ملنے کا پتہ **ہلال ٹریڈنگ کمپنی پیسہ اخبار سٹریٹ** لاہور

معارف یہ ایک رسالہ ہے ۸۰ صفحے حجم کا ماہوار جلالپور ضلع پٹنہ سے نکلتا ہے جس میں ہر قسم کے مذہبی اخلاقی تاریخی و دیگر معلومات سے صوفیانہ مذاق میں بحث کرتا ہے ہمیں اس کے دو نمبر دیکھنے میں آئے ایک مضمون میں چند اخلاقی باتیں ہیں باقی تصوف کی ابتدا کے بارے میں جو باتیں لکھی ہیں ان میں بعض تو ایسی ہیں کہ ان کو پڑھ کر صوفیاء کی نسبت وہ عقیدہ قائم نہیں رہتا جو کہ ہونی چاہئے ماہ محرم کے بارے میں اضعف ترین روایات کا ایسا مجموعہ ہے کہ مجھے گمان گذرا شاید شیعی رسالہ ہے اور پھر لطف یہ کہ آخر میں لکھتے ہیں بدعات وغیرہ سے بچئے

رہتا چاہئے خدا مسلمانوں کے حال پر رحم کرے۔ حجم ۸ صفحہ سالانہ عہ

مشیر صحت یہ رسالہ ماہواری صحت و منطع گجرات سے نکلنا شروع ہوا ہے نصف حصہ اپنی ڈاکٹر کے اشتہارات میں باقی نصف میں حفظان صحت کے متعلق اچھے مضمون ہیں جو غالب حصہ شہادسالہ میں چھپ چکے ہیں اگر ایڈیٹر مضامین کی طرف توجہ کرینگے تو رسالہ مفید ثابت ہوگا قیمت سالانہ عہ طلباء سے عہ

مرقع شیخ خواجہ حسن بخش صاحب تونسوی خلیفہ سلیمان ثانی کہتے ہیں۔ ان کے حالات میں یہ منظوم فارسی مثنوی ابن مولوی محمد اسحاق صاحب چشتی نظامی نے لکھی ہے خواجہ صاحب کی بہت سی کرامات و اخلاق حسنہ کا ذکر ہے اور خوش عقیدگی کی جھلک بھی ہے بہت اچھا ہو اگر یہ رسالہ اردو میں ہوتا کہ عوام بھی فائدہ اٹھا سکتے حجم ۷۰ صفحے

کچکول موسیلمانی میاں عبد الحمید صاحب نے اپنی اور اپنے والد صاحب کی نظمیں اردو فارسی پنجابی نعت و منقبت حضرات چشت میں جمع کی ہیں شرک و اطرا ہمارے مذہب میں جائز نہیں اسلئے ہم تعریف نہیں کرسکتے ہاں اس سلسلہ کے مریدوں کے لئے دلچسپ ہوگا قیمت ۲ حجم ۴۰ صفحے۔ ہر دو کے ملنے کا پتہ

شیخ مولا بخش تاجر کتب لدھیانہ

جواب شبہات المشہور البلیغ مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی نے ایک رسالہ لکھا تھا ان شبہات کا رد حضور مسیح موعود کے براہین احمدیہ حصہ پنجم میں دیا ہے۔ اسکو حاجی محمد حسین علی تاجر کتب قادیان نے الگ چھپوایا ہے حجم ۴۰ صفحے کیا اچھا ہے کہ وہ حقیقۃ الوحی کی جلد اور ایک رسالہ چھاپیں جس میں حضور نے مسیح کی وفات اور کشمیر میں دفن ہونیکا ثبوت دیا ہے تبلیغ کے لئے مفید رسالہ ہے

بڑی جنتری ۱۹۱۳ء جنتریاں تو بہت شائع ہوتی ہیں گر اس پرس کی کاغذ چھپائی کے علاوہ مفید مضامین کے لحاظ سے بہت ہی مفید و قابل قدر جنتری ہے اس سال کی جنتری میں سلطنت

دلی کی تاریخ کلکتہ کے حال گورنر جنرل اور دلی کے حال گورنر جنرل کی تصویریں دی ہیں پھر صوبہ دہلی کا نقشہ دیا ہے نجوم کے متعلق بہت سی واقفیت بہم پہنچائی ہے علاوہ اقسام کی مختلف تحریریں دی ہیں پھر تاریخ افغانستان کا نمبر دیا ہے جس میں ہمایوں اکبر جہانگیر شاہجہاں کی تصویریں بھی دی ہیں تقسیم اور الحاق بنگال کے عنوان سے موجودہ و سابق نقشہ دیا ہے والئے حیدرآباد دکن والیہ بھوپال نواب ساور جنگ کے حالات ادیب کے دئیے ہیں واقعات عالم کے عنوان سے واقعات دئیے ہوئے ہیں الغرض یہ جنتری مجموعہ معلومات ہے عمدہ قیمت ۸ محمد رحمت اللہ رعد الحق پریس شاہ کا ہو کے پتہ سے منگواؤ

احمدیہ ینگ مین ایسوسی ایشن لاہور نے ماہوار ٹریکٹ شائع کرنیکا انتظام کیا ہے جو صرف چار صفحہ کا ہوتا ہے اور اسکا مطالعہ گو خود بعد معلوم نہیں ہوتا حضرت خلیفۃ المسیح نے اسپر خاص پسندیدگی فرمائی ہے یہ ٹریکٹ سلسلہ احمدیہ کی خصوصیات پر خصوصاً اور عام اسلامی مسائل پر عموماً مشتمل ہوا کرینگے چنانچہ اسوقت تک چار نمبر شائع ہو چکے ہیں جو مندرجہ ذیل مضامین پر

۱- معیار الصادقین | صادقوں اور کاذبوں میں ما بہ الامتیاز - یہ دونوں زبردست مضامین ہیں
۲- معیار الصادقین | جو حضرت مولوی عبدالکریم صاحب کے دو خطبات سے ماخوذ ہیں
۳- کیا مسیح زندہ ہیں | از قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل اس میں قرآن کریم سے وفات مسیح کا ثبوت
۴- ... کی تعلیم دیا ہے - اس میں احادیث اور علمائے سلف کے اقوال درج ہیں جن سے وفات مسیح ثابت ہوتی ہے

آئندہ بھی ضروری مضامین پر سلسلہ کے مشہور اہل قلم اصحاب کی تحریریں شائع ہوا کرینگی ان کا ارادہ ہے کہ اس سلسلہ کو تمام ہندوستان میں ارزاں طور پر پھیلایا جاوے مگر یہ کام ایک آدمی کا نہیں اور اس میں آپ کی استعانت کی ضرورت ہے جس کی صورت یہ ہے کہ آپ یہ ٹریکٹ خرید کر اپنے اپنے شہروں میں تقسیم فرماویں جو اصل لاگت یعنی صرف ۲ آنہ فی سیکڑہ (علاوہ محصول ڈاک) پر دئے جاوینگے اور جس سے کم سے کم ایک سو آدمیوں میں تبلیغ ہو سکتی ہے

سکرٹری صاحبان انجمنہائے اسلامیہ سے درخواست ہے کہ وہ خاص توجہ سے کام لیکر اس معاملہ کو اپنی اپنی انجمن میں پیش کر کے بدرخواست مستقل خریداری کی درخواستیں بھیجکر عند اللہ ماجور ہوں خط و کتابت بنام

المشتہر

سید دلاور شاہ سیکرٹری احمدیہ ینگ مین ایسوسی ایشن مجمع اخوان لاہور

بدیکا مل | یہ ۱۰۰ صفحے کی کتاب مذہبی ناولوں کے سلسلہ میں دوسرا نمبر ہے جسے حامی اسلام جناب بابو محمد حسین صاحب کلرک نے لکھا ہے اور حق یہ ہے کہ خوب لکھا ہے ناول کا تو صرف اسی قدر حصہ ہے کہ مجلس منعقد ہوئی اور اس میں ایک آریہ کے مہیش سوالات پیش کئے گئے ہیں جن کا جواب ایک تعلیم یافتہ نوجوان نے دیا ہے جوابات میں کن سے فیکون ہونیکی بحث نماز روزہ حج زکوٰۃ کی بہا اور ہی کے اغراض و مقاصد یوم الجمعہ کی فضیلت دوزخ بہشت کی ضرورت استغفار کی حقیقت شیطان و ملائکہ کی ہستی معجزات و کرامات کی صداقت کا ذکر ہے دیانندیوں کے مقابل میں نہایت ہی مدلل کتاب ہے اور خوب جواب دیئے ہیں قابل مؤلف نے ایسے اعتراضات پر گفتگو کی ہے جو بالعموم مسلمانوں سے کئے جاتے ہیں اسلئے اس مجموعہ کو منگوا کر رکھ لینا چاہیئے رسول کریم صلعم کے سچے نبی ہونیکے ثبوت میں مؤلف کو غالباً حجم بڑھ جانے کے خیال نے روکا ہے ورنہ بہت سے دلائل وہ پیش کر سکتے تھے آخری حصہ نہایت تحقیقی معلومات سے پر ہے معترض نے قرآن مجید کو گھوڑ دوڑ کا گھوڑا کہا ہے مؤلف نے چند باتیں ستیارتھ پرکاش کی اور سوامی دیانند سے پیش کر کے پوچھا ہے اب بتاؤ گھوڑے اور حکومتے کے کہتے ہیں قیمت ۱۴ ہر سالہ کا پتہ منشی دوست محمد صاحب مینیجر کوچہ چابک سواراں لاہور

صغریٰ بی بی | یہ ایک ناول ہے جسے منشی افضل علی صاحب مینیجر تاریخ اسلام فصیح منزل

سیالکوٹ نے شائع کیا ہے حجم سو صفحے کے قریب ہے۔ اس میں خساست فرقے کی ایک عورت کی
کارستانیوں کا ذکر ہے کس طرح پر وہ ایک فوجی افسر کی ابی ابن منشی اور سینٹ پیٹرز برگ میں جا
پہنچی وہاں زار کی جان پر حملہ کرنے میں کامیاب ہو چکی تھی مگر یہ فوجی افسر نے بچا لیتا پھر اسکی
مختلف چالاکیوں اور وہاں سے خفیہ پولیس کے ہاتھوں پکڑ لئے جانے کا ذکر ہے یہ ناول کا
حصہ اول ہے ایسے ناول بھی مفید ہو سکتے ہیں کہ اس قسم کے لوگوں کا برا انجام بھی ساتھ ہی
دکھایا ہوے۔ ناول دلچسپ ہے مہر ایوب کے پتے سے ملیگا

کشمیری میگزین لاہور | منشی محمد الدین صاحب فوق ایک کہنہ مشق مگر جوان ہمت جوان عمر
ایڈیٹر ہیں کشمیری میگزین کو بہت باقاعدہ جاری کر رہے ہیں لوگ خواہ کچھ ہی خیال رکھیں وہ جانتے ہیں
کہ فوق کشمیری کے ذریعے اپنی قوم کی بلکہ تمام ملک کی بہت کچھ خدمت اور کر سکیگے کشمیریوں
کے قومی و ملکی حقوق اور کشمیریوں کی موجودہ بیداری آپ ہی کے مساعی جمیلہ سے ہے اب
تو بڑے بڑے لوگ بھی کشمیری کہلانے میں اپنی ہتک نہیں سمجھتے سالانہ چندہ تین روپے
حجم ۴۴ صفحے

فرقان | حضرت اقدس کی تقریر دلپذیر جس میں احمدی اور غیر احمدی میں فرق بتایا گیا ہے
مالاباریوں نے دوسری بار ۲۰۰۰ کی تعداد میں خوشخط و دستیاب کاغذ پر چھپوائی ہے قیمت ارباب
مشکور تبلیغ کے لئے تقسیم کریں ملنے کا پتہ فخرالدین و احمد مالاباریاں قادیان ضلع گورداسپور

مرقع شاہجہانپور | منشی ولی الحسن صاحب فاضل انصاری نے ۳۲ صفحے کے حجم پر ایک رسالہ
نکالنا شروع کیا ہے شعراء کا کلام اس میں درج ہوتا ہے ہمارے فاضل مختار شاہجہانپوری
کے مدرسہ نے اسکو چار چاند لگا دیئے ہیں جن لوگوں کو شعر و سخن اور غزلوں کا شوق ہے وہ
منگوائیں سالانہ چندہ عہ

حمیرا | ہمارے پاس حصہ دوم قاضی حمیرا تو لکھ کر گیا ہے اسلام غیرت دو میں
پانچ روپے دیتے ہیں مگر خاص صلاح سے تین روپے اور کے حساب سے

ایک سالہ رسالہ صفحے کا جس میں یہ دکھلایا ہے کہ ایک صاحب جو آریہ سماج کی شرن میں آنے سے پہلے آریہ تھے۔ اس کے بعد کیا ہو گئے بیٹھے بٹھائے نوبت یہ رسالہ پڑھا ہے۔ و خط و کتابت پر شروع کی گئی ہے۔ اس سے یہ حال پر نصیحت ملتی ہے کہ آدمی کو لکھنے میں کس قدر محتاط رہنا چاہیئے۔ ملی یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جو سماجیں اپنے ممبروں کے خطوط کا ریکارڈ محفوظ رکھتی ہیں۔ وہ ایک خاص طاقت کی مالک ہوتی ہے بہرحال میں تو ان خطوط سے اسی نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ اس ممبر کے اندر اپنی روح کو اعلیٰ بنانے کا شوق ضرور تھا مگر آریہ سماج کی طاقت اس روحانی جوش کو پیدا نہ کر سکی کیونکہ ایسی طاقت سے خالی تھی پہلے تو اس سے جدا ہو گیا اور جدا ہونے کے وقت سے پہلے سات بڑے بڑے سوال اس کے مؤلف صاحب نے بھیجے ہیں جن سے اس سوال کا جواب ملتا ہے کہ پہلے صاحب آریہ سماج میں کیا تھے سوا کے بعد وہ کیا سب بتائے ہیں وہ سوال انکے مجموعہ ہیں کہ وہ

آریہ سماج کے بانی یا اسکے ممبروں یا اسکے عقیدے کے خلاف لکھتے یا کہتے رہتے ہیں اعتقاد دے لیا ہو کر تقسیم کرتے ہیں اور باقی کتابیں ہیں جو میرے نزدیک ان پہلی باتوں سے مختلف ہیں جس مذہب کو برا سمجھ کر کوئی چھوڑتا ہے اس کے خلاف کہنا ہی پڑتا ہے تقریریں ہوئیں میں پنڈت صاحب کو اس رسالہ کے لکھنے میں کامیاب نہیں قرار دے سکتا بہتر ہے کہ انسان انتقامی سپرٹ سے بچے تیس صفحہ کے قیمت ۲

اطلاع ماہ فروری کا پرچہ کل خریداران تشحیذ کے نام سنہ کی ششماہی قیمت وصول کرنے کے لئے وی پی ہوگا جو صاحب طیار نہ ہوں وہ پہلے اطلاع دیں

ہمارے صاحبزادہ میرزا محمود احمد صاحب ۱۶ جنوری پانچ بجے شام بخیر و عافیت حج کعبہ سے فراغت پاکر اور میر العرب مصالح العرب کی اعانت کر کے واپس تشریف لائے

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
اربعین	[illegible]	النصح	[illegible]	جابات درباره معاملات	[illegible]	تیسیر القرآن	[illegible]
حضرت اقدس ؑ کی	[illegible]	تذکرۃ اولیٰ	[illegible]	حل یرمیاہ نبی کی پیشگوئی	[illegible]	ترجمۃ القرآن	[illegible]
یٰلی تحریریں	[illegible]	عمدۃ الاحکام	[illegible]	تیز اسلام	[illegible]	" "	[illegible]
اسماء الحسنیٰ	[illegible]	الطبیب الروحانی	[illegible]	اسلام کا گز	[illegible]	" "	[illegible]
تشحیذ احمدیہ	[illegible]	منہیات	[illegible]	حق کا پرچار	[illegible]		
موعظہ حسنہ	[illegible]	صادقوں کی روشنی	[illegible]	نور دل	[illegible]		
سلک مروارید	[illegible]	ظہور المسیح	[illegible]	بائبل کا پرچار	[illegible]		
مجربات نور و تحفہ اطفال	[illegible]	اقتدر الکمل	[illegible]	قائل تشحیذ	[illegible]		
"	[illegible]	ادویۃ الاحادیث	[illegible]	قرآن کی دو تفسیریں برکت علی صاحب جگہ رحسل			
"	[illegible]	البرق	[illegible]	... کو ملنے کا ... مجربات سے طلب کریں			
تفسیر ترجمۃ القرآن	[illegible]	رسالہ گوشت خوری	[illegible]	تحفۃ الالہیات قیمت ...			
"	[illegible]	اسلام کی پہلی کتاب	[illegible]	... [illegible]			
"	[illegible]	ضرورت زمانہ	[illegible]	... [illegible]			
تحفہ سالانہ جلسہ	[illegible]	معیار حق	[illegible]	... [illegible]			
حقیقت نماز	[illegible]	تاریخ انگلستان	[illegible]	... [illegible]			

کلکتہ کے نامی ڈاکٹر ایس کے برمن کی دوائیں مفید اثر ۲۸ برس سے ہندوستان میں جاری ہے، آزمائش کر لیجئے

دانت درد کی دوا

لگاتے ہی درد جاتا ہے روتے کو ہنساتی ہے کیسا ہی درد کیوں ہو اسکے لگاتے ہی درد دور ہوتی ہے قیمت [illegible] شیشی [illegible] شیشی تک [illegible]

سینی لائن

خون بند کرنیکی اکسیر دوا خونی بواسیر کے لئے نہایت مفید ہے ناک مسوڑے اور حلق سے گرتا ہو اسکو فوراً بند کرتی ہے قیمت [illegible] شیشی خرچ [illegible]

دمہ کی دوا

دمہ چاہے جسقدر پرانا ہو اس دوا کی ایک خوراک کے استعمال سے دب جاتا ہے اسلئے عارضہ کے وقت دوا استعمال کرائی جاوے تو دمہ بالکل اچھا ہوتا ہے پرانے دمہ کے مریض یا جنکا دمہ دم کا ساتھی ہو گیا ہو وہ بھی اس دوا سے صحت پاتے ہیں قیمت [illegible] شیشی خرچ [illegible] شیشی تک [illegible]

ای اوڈائڈ سارسا پریلا خون صاف کرنیکی اکسیر دوا

اس سارسا کو صاف کر کے اس میں پوٹاس آئیوڈائڈ [illegible] ایک نامی ہوئی دوا ملا کر یہ سارسا بنا ہے اسلئے عام سارسوں سے زیادہ مفید اثر ہے گرمی آتشک اور کسی سبب سے خون بگڑ گیا ہو تو اسکا استعمال جلد کرنا چاہیئے قیمت ۳۰ خوراک کی شیشی [illegible] خرچ [illegible]

چورن پلز

درد دور کرنیوالی دوا

ضعف ہاضمہ بدہضمی پیٹ مروڑ [illegible] وغیرہ [illegible] گھبراہٹ کے سبب [illegible] درد ہو اسکا استعمال سے فائدہ ہوتا ہے قیمت [illegible] شیشی خرچ [illegible]

کان بہنے کی دوا

کان کے زخم [illegible] ہو جاتا ہو اس دوا کے استعمال سے بہنا بند ہوتا ہے قیمت [illegible] صاف کرنیکی [illegible] خرچ [illegible]

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵ و ۶ تاراچند دت اسٹریٹ کلکتہ

یہ رسالہ ہر انگریزی مہینے کی ۲۰ تاریخ کو قادیان ضلع گورداسپور سے شائع ہوتا ہے

[illegible]

۱۳ ۱۹

بابت ماہ فروری ۶

تشحیذ الاذہان

فہرست مضامین

قیمت ۱ آنہ

[illegible]

[illegible]

سوانحعمری نبی کریم اس تشحیذ میں اول سے آخر تک نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے مقدس حالات دئے گئے ہیں جن کے مرتب کرتے وقت اگرچہ میرے زیر نظر بہت سی کتابیں تھیں مگر سیرت مؤثر کا لباب یہی ہے۔ امید ہے ناظرین انگلیں اسے دلچسپی سے پڑھینگے

ایک معرکۃ الآرا مضمون ماہ اپریل کے تشحیذ میں حضرت صاحبزادہ مرزا محمود احمد صاحب کا مضمون دلائل ہستی باری تعالےٰ پر شائع ہوگا جو انشاء اللہ منکرین پر ایک حجت ہوگا یہ مضمون ٹریکٹ کی صورت میں علیحدہ بھی چھپیگا جو صاحب اس کارخیر میں شریک ہونا چاہیں ہو سکتے ہیں لیکن صاحبزادہ صاحب اس بات کو پسند نہیں کرتے کہ ایسے مضامین خود ہی پڑھکر الماری میں رکھے جائیں بلکہ خدا تعالےٰ کے منکروں اور ان منکروں کے زیر اثر لوگوں میں تقسیم ہونے چاہئیں اسکے بعد انشاء اللہ علی الترتیب ذکر نبوت ختم نبوت یوم البعث پر مضامین لکھے جائینگے

رسید زر انشاء اللہ ماہ اپریل کے رسالہ میں چھاپی جائیگی

رسید کتب چند کتابیں ریویو کے لئے آئی ہیں بوجہ عدم گنجائش ریویو نہیں ہوسکا

میرا ہمارے پاس عمدہ اور خالص میرا آگیا ہے عام طور سے پانچ روپے تولہ دیا جاتا ہے لیکن کچھ مدت کے لئے تین روپے تولہ کر دیا ہے جو چاہے منگوا لے۔ مینیجر تشحیذ

اخبار ملت لاہور ہمارے احباب سلسلہ کے اخباروں کے سوا اگر کسی اخبار کو خریدنا چاہیں تو ملت کو خریدیں اسکا ایڈیٹر اکثر بے لاگ اور منصفانہ بلکہ اسلامی ملکی معاملہ پر رائے دیتا ہے اسی اخبار نے یہ لکھا کہ مسلمان ترقی نہیں کر سکتے جب تک ایک امام کے ماتحت نہ ہوں اسی اخبار نے ترکوں کو صاف صاف سنا دیں اور اخلاقی جرأت سے کہدیا کہ ترکوں کے مٹنے سے اسلام نہیں مٹ سکتا اسنے اس حقیقت کا اظہار کر دیا کہ اگر ترکوں میں غیرت کا احساس ہوتا تو وہ ملک کی کا وہ بھی پرواہ نہ کرتے وہ شہروں یا جزیرہ کو چھوڑ صلح نہ قرار دیتے چندہ سالانہ تین روپے

احمد گھڑی ساز جہلم گھڑی بنوانے یا نئی خریدنے کے متعلق اس بھائی کو میں نے نہایت معتبر پایا ہے احباب آزمودہ دیکھیں (کم از کم) امداد فرماویں

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

رسالہ

تشحیذ الاذہان

بابت ماہ فروری ۱۹۱۳ء

مقدس نبی کے مقدس حالات

نسب نامہ | سیدنا ابوالقاسم محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب

اسی نام پر آپ کی والدہ ماجدہ کا نسب ملتا ہے جو یوں ہے۔ محمد بن آمنہ بنت وہب بن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب

اس سے آگے نسب نامہ یوں ہے

کلاب بن مرہ بن کعب بن لوئی بن غالب بن فہر بن مالک بن النضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان

اس سے آگے مورخین کے کسی قدر اختلاف کیساتھ آپکا نسب حضرت اسمٰعیل بن ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام تک پہنچتا ہے۔

ولادت جب عبداللہ اٹھارہ سال کے ہوئے تو ان کے والد عبدالمطلب نے انکی شادی آمنہ وھب کی بیٹی سے کی جو حاملہ ہو گئیں۔ اسی اثنا میں اور ایک روایت سے وضع حمل کے دو ماہ بعد آپ کے والد کا انتقال ہو گیا۔

آپ کی پیدائش فارس کے مشہور عادل بادشاہ کسریٰ نوشیروان کے عہد میں عام الفیل کو جب حبش کے ایک بادشاہ نے خانہ کعبہ پر چڑھائی کی اور شکست کی کھائی۔ (ڈاروں کے ڈار پرندوں نے اسکی فوج کی لاشوں کا گوشت پتھروں سے مار مار کر کھایا) ۲۰ ربیع الاول سوموار کے دن صبح صادق کے وقت جو بڑی برکت کا وقت ہے ہوئی۔

ترکہ آپ کے والد کا ترکہ کچھ بھی نہ تھا بجز پانچ اونٹ چند بکریاں اور شاید ایک لونڈی

دودھ پلائی کا انتظام عرب کا یہ قاعدہ تھا کہ وہ اپنے بچوں کے لئے دودھ پلانے والیوں کا باہر سے کرتے تھے چنانچہ بنی سعد بن بکر کی عورتیں دودھ پلانے کے لئے بچے لینے کو آئیں تو سب سے اچھا بچہ حلیمہ بنت ابی ذویب السعدیہ کے حصہ میں آیا حلیمہ کے خاوند کا نام ابوکبشہ تھا آپ حلیمہ کے پاس چار برس رہے اس عرصہ میں اس گھر پر غیر معمولی برکات کا نزول ہوا۔

تربیت عمر کے چھٹے سال آپ کی ماں آپکو اپنے میکے لے گئی اور وہ ابواء میں جو مکہ اور مدینے کے درمیان ہے فوت ہو گئی

ماں کے انتقال کے بعد ام ایمن نے آپ کو گود میں لیا اور دادا عبدالمطلب آپ کے متکفل ہوئے جو دو سال کے بعد فوت ہو گئے۔ انکے بعد ابوطالب آپ کے چچا نے کفالت کی جو بڑے دل گردے کے آدمی تھے مگر فقر و فاقہ سے یہ حال تھا کہ بمشکل اپنے اہل وعیال کی پرورش کر سکتے تھے

نویں سال آپ نے اپنے چچا کے ساتھ شام کی طرف پہلا سفر کیا جب قافلہ

والے بصریٰ کے پاس پہنچے تو ایک راہب بحیری نام نے انہیں پوچھا کہ عرب سے ایک نبی کا ظہور ہونے والا ہے اس کی نسبت کچھ بتاؤ تو انہوں نے جواب دیا ابھی تک اسکا ظہور نہیں ہوا

عمر کا بیسواں سال ابھی عمر کے بیسویں سال آپ حرب فجار میں شریک تھے یہ لڑائی قریش اور اسکے حلفاء اور قیس کے درمیان ایک مقام نخلہ ... جو طائف اور مکہ کے درمیان واقع ہے قیس کو شکست ہونیوالی تھی مگر صلح ہوگئی

پچیسویں سال خدیجہ بنت خویلد جو ایک مالدار عورت تھی آپ کی امانت آپ کے صدق آپ کے صفات حمیدہ کا شہرہ سن کر آپ کو اپنے میسرہ غلام کے ساتھ مال دیکر تجارت کے لئے بھیجا یہ شام کی طرف آپ کا دوسرا سفر تھا اس دفعہ بہت زیادہ نفع ہوا خدیجہ نے شام کے سفر سے واپسی کے بعد آپ سے نکاح کر لیا اس وقت اسکی عمر چالیس برس کی تھی

پینتیسویں سال ایک بھاری سیلاب آیا جس سے کعبہ کی دیواریں گر گئیں چونکہ اس سے پہلے کچھ حصہ بیل بھی گر چکا تھا اسلئے قریش نے چاہا کہ دوسری دفعہ اسکی دیواریں اٹھائی جائیں حضور بھی اس تعمیر میں شریک تھے

قریش نے ایسا مال صرف لگایا جو اور ہر طرح سے پاک صاف ہو اور دوسرا قریش خود اپنے سروں پر پتھر اٹھا کر لا رہے تھے چنانچہ جناب رسول اور آپ کے چچا عباس بھی ان میں شامل تھے آپ تہبند باندھے ہوئے تھے عباس نے کہا میاں تہبند کھول کر کندھے پر رکھ لو جلد جلد کام کرو آپ نے اپنے چچا کے حکم کی تعمیل کی تو فوراً حیا سے غش کھا کر گر پڑے بچانے سنبھالا اور پوچھا کیا تو جواب دیا ایک سخت آواز مجھے آئی کہ تہبند باندھ لے۔

بناء کعبہ آپ کے مبارک ہاتھوں سے حجر اسود کے رکھنے کے بارے میں جب قریش میں جھگڑا ہوا تو اس مشکل کو رسول اللہ صلعم کی عقل خداداد نے یوں حل کیا کہ ایک چادر بچھا دی اور اسکے کونے ہر ایک قبیلے کے سردار کو پکڑوا دئے اور وہ اس موقع پہ آئے پھر آپ نے اٹھا کر اسے دیوار میں رکھدیا۔

چالیس سالہ زندگی پر نظر

آپ نے یتیمی کی حالت میں پرورش پائی جب کہ کوئی مربی تربیت کرنے والا تھا کوئی مؤدب ادب سکھلانے والا نہ تھا مگر خدا تعالے کا گروہ جس اہل قریش سے تھے درست ہم صحبت تھے تو مشرک اور بد ہو کے آپ نے ہوش سنبھالنے کی ابتدا سے پایا وہ لوگ ناقص رہ گئے آپ کامل ہوئے وہ لوگ [illegible] کی پوجا میں مصروف اور آپ اس رجہ کے دلدادہ ان میں فسق و فجور خونریزی بدستور اور آپ ان تمام افعال ناشائستہ و حرکات ناپاکیزہ سے دور ہر ایک امر جاہلیت سے نفور

آپ ابتدا میں اپنے رضاعی بھائیوں کے ساتھ بکریاں چرایا کرتے تھے پھر جب کہ آئے تو مکہ والوں کے لئے آپکو اگر دولت مقصود ہوتی تو آپ اس کو خوب کما سکتے تھے خصوصاً جب خدیجہؓ نے تجارت کے لئے بھیجا اور نکاح بھی کر لیا تو آپ کے لئے ایک اچھا موقع تھا مگر آپ دنیا اور اسکے زخارف کو اللہ تعالے کے مقابل میں نہایت حقیر سمجھتے تھے پس جوں جوں آپ کی عمر بڑھتی گئی خدا کی محبت اور روحانیت کی رغبت بھی بڑھتی گئی آپ خلق سے بالکل منقطع اور تبتل تام کے ساتھ استغناء [illegible] پر گراں قوم کو ان قیدوں سے رہائی دینا چاہتے تھے جن میں وہ گرفتار تھی آخر اللہ تعالے نے آپ کی دردمندانہ دعا کو سنا اور اشاعت توحید اسلام کے لئے آپ کو چنا

ابتدائے نبوت

اللہ سبحانہ نے پہلے پہلے آپکو رویائے صالحہ سے ممتاز فرمایا جو کچھ خواب میں دیکھتے بعینہٖ پورا ہوتا آپ نے گوشہ نشینی کے لئے غار حرا کو پسند کیا اور خلوت کا ذوق اپنے پر بند کر دیا دس دس راتیں آپ گھر سے باہر رہتے کچھ زاد لیجاتے جب ختم ہو جاتا پھر گھر آتے اور پھر اسی طرح رجوع فرماتے

چالیسویں سال

حجاب اٹھ گیا اور وہ نور قدسی آپ پر پوری تجلی کے ساتھ ظاہر ہوا خدا نے اپنے کلام سے ممتاز فرمایا اعلیٰ درجے کی وحی شروع فرمائی جو کچھ ارشاد ربانی ہوتا آپ چپکے چپکے اپنے ذھب کے لوگوں کو سنا دیتے

تبلیغ کا اثر اپنا نمونہ پیش کر کے پہلے بڑی عمر کے لوگوں میں سے ابو بکرؓ ایمان لائے تھے اور عورتوں میں سے خدیجہؓ آپ کی بیوی اور لڑکوں میں سے علی ابن ابی طالبؓ ایمان لائے

پھر بیعت سے مشرف اس سلسلہ حقہ میں داخل ہوئے مثلاً عثمانؓ بن عفان زبیر بن العوامؓ عبدالرحمن بن عوفؓ صہیب الرومیؓ عمار بن یاسرؓ العبسی عبداللہ بن مسعودؓ ابوذر الغفاریؓ عبیدہؓ بن الحارث بن عبدالمطلب رسول کے چچا کا بیٹا عثمان بن مظعون

کیا اسلام شمشیر سے پھیلا ان ناموں اور اس حالت پر نظر کر کے انصاف سے کہئے کہ اسلام بزور شمشیر پھیلا ہے تو وہ وقت ہے کہ آپ علانیہ دعوت بھی نہ فرماتے تھے ان لوگوں کو اسوقت کونسی طمع کونسی حرص تھی جو شریر معترض کہتے ہیں کہ غنیمت کے مال مسلمانوں کی تعداد بڑھا رہا تھا اس مقدس گروہ کو تو سوائے اپنی اہانت اور قسم قسم کی تکلیفوں میں پڑنے کے کچھ ملتا تھا بیچارے غلاموں کی یہ حالت تھی کہ فقر و فاقہ سے جان بلب ہیں سزا پر سزا مل رہی ہے کہیں گرم ریت پر دھوپ میں لٹائے گئے ہیں کہیں سینہ پر پتھر رکھوائے گئے ہیں مگر وہ احد احد پکارے جاتے ہیں اگر اپنے آقاؤں کا کہنا مان لیتے تو اس دنیا کا بہت سامال پاتے لیکن حق کی اتباع نے ہر مصیبت کو ان کے لئے ذریعہ راحت بنا دیا رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ

کچھ مدت نزول وحی بند مورخین کے کم و بیش اختلاف کے ساتھ یہ بات ثابت ہے کہ پھر چالیس دن تک وحی نہیں آئی تا ظاہر ہو کہ نزول وحی رسول کی اختیاری اور بناوٹی بات نہیں بعد میں جو ملے کہ پیاس بڑھ جائے اور اپنی استعداد و شوق کے مطابق اس آبحیات سے حصہ پائیں

سب سے پہلی وحی پھر اسکے بعد پے در پے وحی نازل ہوتی رہی اور سب سے پہلے جبرئیل فرشتہ یہ وحی لیکر آیا اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ اِقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ عَلَّمَ الْإِنْسَانَ

مالم یعلم۔ جبرئیل کا کہنا کہ پڑھو اور آپ کا فرمانا کہ ما انا بقاری صاف ظاہر کر رہا ہے کہ آپ نبی بننے کے شائق نہ تھے اور نہ یہ امر آپ کے وہم و گمان میں تھا۔ اور نہ یہ عبادت و زہد و ریاضت اسکے حصول کے لئے تھی۔ وہ محض اسی وحی سے۔ اللہ تعالیٰ نے بتا دیا کہ خدا تعالیٰ آپ کی ربوبیت فرمائیگا۔ اور آپ معزز و مکرم ہونگے اور آپ کو اپنی جناب سے وہ علوم پڑھائیگا کہ

کتب خانہ سلطنت بشریت — اللھم صل علی محمد وعلی آل محمد

کھلم کھلا دعوت فرماتے رہیں | پہلے تو تبلیغ کا کام چپکے چپکے ہوتا رہا مگر وقت آ گیا کہ آپ توحید کا پیغام اب کھلم کھلا سنائیں چنانچہ فاصدع بما تؤمر کی تعمیل میں آپ نے کھلم کھلا کہنا شروع کیا کہ باپ دادا کی تقلید میں بتوں کی پرستش چھوڑو۔ اللہ سے رشتہ عبودیت جوڑو۔ ناپسند امور سے بچو۔ خلقت کی زینت بنو۔ حلال کھاؤ حلال کماؤ اور صراط مستقیم پر آؤ۔ بعض نے مانا بعض نے جھوٹا بتایا اور اپنے محسن اپنے ناصح اپنے حقیقی خیر خواہ عارف حق آگاہ کو پتھر مارے اور جو ہو سکا کہہ ڈالا۔ ان کے سر پر کوڑا کرکٹ پھینک کر اپنی پلیدگی کا ثبوت دیا۔ غرض وہ وہ کرتوتیں کیں کہ انسانیت و شرافت کے چہرے پر مارے ندامت کے پسینہ آ جاتا ہے۔ آپ نماز کو قدم باہر نکالتے تو روث کی اوجھڑیاں آپ کے گلے میں ڈالتے

پانچویں سال | نبوت کے آپ نے اپنے رفیقوں کو نہایت محبت و کرم سے فرمایا کہ مجھ کو لوگ دکھ نہیں دے رہے ہیں مگر تمہاری تکلیف مجھ سے نہیں دیکھی جاتی تم حبش کی طرف ہجرت کر جاؤ۔ اسپر کچھ لوگ جن کا کوئی قبیلہ نہ تھا وہاں سے صرف اپنے دین سلامت رکھنے کے لئے چلے گئے دس مرد اور پانچ عورتیں تھیں جو تین ماہ بعد واپس آ گئے

اسی سال رسول اللہ صلعم کے چچا حمزہ اور عمر بن الخطاب ایمان لائے اسوقت چالیس سے زیادہ مرد اور گیارہ عورتیں مسلمان تھیں

ساتویں سال | آپ کو بنی ہاشم و بنی مطلب کے ساتھ شعب میں رہنا پڑا جن میں مسلم

ولادت رسول اور بنی المطلب سب شامل تھے۔ اسلئے کہ قریش آپ کے قتل پر تلے ہوئے تھے پس انہوں نے ان لوگوں سے کھانا پینا اور میل جول بند کردیا تا وقتیکہ وہ آپ کو قتل کے لئے نہ سونپ دیں۔ اسپر ایک قول و قرار لکھا گیا اور انھوں نے کعبہ کے اندر لٹکا دیا

اسوقت پھر آپ نے مسلمانوں سے کہا کہ حبشہ کی طرف چلے جاؤ یہ دوسری ہجرت ہے اسوقت ۸۳ مرد اور ۱۸ عورتیں حبشہ چلی گئیں

قریش نے جب دیکھا کہ حبشہ میں یہ لوگ امن و امان سے سکونت پذیر ہیں تو انھوں نے حبش کے بادشاہ نجاشی کے پاس عمرو بن العاص اور عبد اللہ بن ابی ربیعہ کو ہدیے اور تحفے دیکر بھیجا تا وہ اس سے ان مسلمانوں کی واپسی کی درخواست کریں مگر نجاشی نے صاف انکار کیا اور یہ خائب و خاسر واپس لوٹے

نجاشی پر ان مسلمانوں کے نیک نمونہ کا یہ اثر ہوا کہ وہ آخر میں ایمان لایا۔ اللہ نے ایسے ہی لوگوں کے حق میں یہ آیت نازل کی وَلَتَجِدَنَّ اَقْرَبَهُمْ مَّوَدَّةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰى ذٰلِكَ بِاَنَّ مِنْهُمْ قِسِّيْسِيْنَ وَرُهْبَانًا وَّاَنَّهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ

نجاشی جب مرا اور رسول اللہ کو اسکی وفات کی اطلاع ملی تو آپ نے اسپر نماز جنازہ غائب پڑھی

دسویں سال قریش میں سے چند لوگ اٹھے کہ اس قول و قرار کو منسوخ کردیں تین برس کے بعد آپ سخت مشقت اٹھا کر باہر آئے بعض اوقات بھوک کی وجہ سے پتے کھانے پڑتے تھے اس شعب سے نکلے رسول اللہ نے وحی سے خبر دی کہ اس کاغذ کو کیڑے نے چاٹ لیا ہے بس اللہ کا نام باقی ہے چنانچہ جیسا آپ نے فرمایا ویسا ہی اسے پایا گیا مگر باوجود اس معجزہ کے ان میں سے کوئی ایمان نہ لایا

اس سال اور بھی کئی واقعات ہوئے

(۱) نصاریٰ نجران کا وفد حلقہ بگوش اسلام ہوا (۲) خدیجہؓ کی وفات پھر اسکی وفات کے دو ماہ بعد چچا ابو طالب ۸۰ برس کی عمر میں مر گئے آپ اپنی حق و عمر دشمنوں سے مدافعت کرتے تھے جو آپکو ایذا دیتے تھے آپ کی ہر بات کی دل سے تصدیق کرتے مگر کلمۂ شہادت زبان پر لاتے کہ قوم طعنے دیگی جب مرنے لگے تو اشراف قریش کو وصیت کی کہ میرے بھتیجے سے نیک سلوک کریں اور اسکی نصرت و عون کا دم بھریں۔ اور کہا محمد ایسی بات لایا جس کو دل نے سچ جانا مگر زبان نے طعنے ملنے کے خوف سے دبایا۔

چچا کی وفات کے بعد قریش نے ان ایذاؤں کے پہنچانے میں ابھی کمی نہیں کی جو وہ ابو طالب کی حیات میں پہنچانے پر قادر نہ ہو سکتے تھے۔

سفر طائف رسول اللہ صلعم اس غرض سے طائف تشریف لے گئے اس امید پر کہ وہاں ثقیف آپ کی اس غرض میں کچھ امداد کرینگے

آپ کے ساتھ آپکا وفادار زید بن حارثہ تھا طائف میں ایک مہینہ قیام فرمایا۔ اور لوگوں کو اللہ رب العالمین کی طرف بلایا۔ مگر کوئی اس دعوت پر نہ آیا بلکہ اپنے ہادی سے بہت برا سلوک کیا اور اپنے شریر و بدمعاش نوجوانوں کو آپ کی ایذا پر اکسا دیا۔ انہوں نے پتھر مار مار کر آپ کی پنڈلیوں کو زخمی کر دیا یہاں تک کہ نعل مبارک خون سے رنگین ہو گئے زید نے اپنی طرف سے حفاظت کا حق ادا کیا مگر یہاں تک اس بیچارے کا سر کھل گیا اسے بھی بہت سے زخم آئے جب ان لوگوں میں کچھ خیر نہ دیکھی تو مکہ واپس آ گئے۔

گیارہویں سال اسی سال آپ کو اسرار معراج سے اسلام کی آئندہ فتوحات و ترقیات کا کشفی انکشاف اور حالت بیداری ایک نورانی جسم کے ساتھ دکھایا اور اسی میں پانچ نمازیں فرض ہوئیں۔

اشاعت دین حقہ حضور انور اہل عرب کے میلوں میں جاتے اور ان کو حق کی طرف بلاتے اس خالق کون و مکان کا پیغام سناتے اپنی نبوت و رسالت سے آگاہ فرماتے بعض

قبائل شرارت سے پیش آتے اور بعض سخت سست سناتے مسیلمہ کذاب کے قبیلہ بنو حنیفہ نے خصوصیت سے آپ کی بے ادبیاں کیں مگر آپ تبلیغ کئے جاتے چنانچہ اس کا اثر ہوا

بیعت عقبۃ الاولیٰ اہل یثرب (مدینہ منورہ) کے چند عرب قبیلہ اوس سے تھے جب آپ نے انکو دعوت دی تو خدا کی توفیق شامل حال ہوئی یہود جو نشان تورات کے نبی کے بتایا کرتے تھے جب انہوں نے آپ میں دیکھے تو صدق دل سے ایمان لائے چھ آدمی تھے پھر انکے ذریعہ مدینہ میں اسلام پھیلا۔ اسعد بن زرارہ بھی انہی میں سے تھے ان سب نے اگلے سال پھر آنیکا وعدہ کیا۔ چنانچہ جب دوسرے سال آئے تو بارہ مرد تھے دس ان میں سے اور دو خزرج سے ان بارہ میں سے پانچ پہلے چھ میں سے تھے ان سب نے عقبہ کے پاس بیعت کی یہ بیعت عقبۃ الاولیٰ کہلاتی ہے

بیعت کے الفاظ یہ صورت کئے گئے ہیں کہ ہم اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں بنائینگے چوری نہیں کرینگے زنا نہیں کرینگے اپنی اولاد کو قتل نہیں کرینگے اور کسی پر بہتان نہیں باندھینگے ہر معروف میں آپ کی نافرمانی نہیں کرینگے اور جہاں اور جس حالت میں ہونگے حق پر قائم رہینگے اور اللہ کی راہ میں کسی ملامت کرنیوالے کی ملامت کی پرواہ نہ کرینگے۔

بیعت عقبۂ ثانیہ پھر یہ لوگ مدینہ میں گئے تو اسلام کا اتنا چرچا ہوا کہ کوئی گھر اس سے خالی نہ رہا

جب تیرھواں سال نبوت کا شروع ہوا تو ۷۰ مرد اور دو عورتیں حاضر ہوئیں۔ ان سب نے بیعت کی یہ بیعت عقبۂ ثانیہ کہلاتی ہے

حضور نے ان لوگوں پر بارہ نقیب مقرر فرمائے ہر خاندان کا ایک نقیب تھا فرمایا تم لوگ اپنی اپنی قوم کے ذمہ دار ہو جیسے عیسیٰ بن مریم کے حواری تھے اور میں تمام قوم کا نگران حال ہوں جب یہ لوگ مدینہ گئے تو اسلام خوب پھیلا

ہجرت | اسکے بعد رسول اکرم صلعم نے تمام مسلمانوں کو ہجرت کرنیکا حکم فرمایا کیونکہ کفار کی ایذارسانی
حد سے بڑھ چلی تھیں اور آپکو تو منظور ہی تھا یہی اصحاب یکے بعد دیگرے کھسکنے لگے اور
چپکے چپکے نکل گئے تاکہ کسی کی مزاحمت نہ ہو

جب قریش نے یہ حال دیکھا تو انھوں نے کمیٹی کی کہ ہر قبیلہ کا ایک ایک شخص جمع ہو
اور محمد رسول اللہ کو قتل کردیں اسطرح سے روز کا جھگڑا نپٹ جائے اللہ نے اپنے نبی کو اس
ہرتی کی اطلاع فرمادی اور ایک قصہ کی تمثیل میں انکو سمجھا بھی دیا کہ تم ناکام رہنے والے
ہو۔ پہ سو وکان فی المدینۃ تسعۃ رھط (پ ۱۹ س نمل)

اسلئے آپ نے بھی اپنے رفیق مخلص جان نثار حضرت ابوبکر کے ساتھ اسباب سفر کا تہیہ
کیا ایک ہوشیار رستہ جاننے والے اسکو دو سواریاں دیں کہ تین رات گزرنے کے بعد غار ثور
کے پاس آجانا ادھر آپ کے نکلنے کی رات وہ تھی جب کہ کفار مشرکین گھر کا محاصرہ کرچکے
تھے ہر چند نوجوان منتظر تھے کہ آپ نکلیں گے اور ہم کام تمام کریں اللہ نے ان لوگوں کو غافل کردیا ان پر
اونگھ سی طاری ہوگئی اور یہ خدا کا نبی بے خوف و خطر انکے پاس سے ان کی آنکھوں میں خاک
ڈال کر نکل گیا حضرت اپنے ابن عم علی ابن ابی طالب کو اپنے مکان پر چھوڑ گئے تاکہ جو لین
دین کے معاملات ہیں انکو طے کردیں مکان سے نکلکر جناب ابوبکرؓ کو آپ نے ساتھ
لیا اسوقت حضور کا سن ۵۳ سال تھا

مشرکوں کو جب علم ہوا کہ ہمارا داؤں نہیں چلا تو بہت ست پٹائے بہت سے کھوج لگانے
والے ادھر ادھر دوڑائے اور اعلان کیا کہ جو انہیں پکڑ لائے سو اونٹنیاں انعام پائے بعض
ڈھونڈنے والے غار کے دہانہ تک بھی پہنچے مگر خدا جس کا محافظ ہو اسپر کون قابو پانے
سکے۔ ذکر ہے کہ رسول اللہ صلعم کے پاؤں زمین پر چلنے کے نہ تھا اسلئے ابوبکر صدیقؓ نے اپنے
کندھے پر اٹھالیا جب آپ نے غار میں داخل ہونا چاہا تو عرض کیا میری جان آپ پر فدا
آپکو قسم ہے اس ذات کی جس نے آپکو برحق نبی کرکے بھیجا پہلے مجھے ذرا دیکھ لینے دیجئے

پس حضرت ابوبکرؓ نے اندھیرے میں تمام غار کو ٹٹولا جب اطمینان ہو گیا کہ اس میں کوئی ایسی چیز نہیں جو حضور کے برگزیدہ کو ایذا دے۔ تو رسول اللہ صلعم کو اندر آنے کے واسطے عرض کیا

حضور علیہ السلام کے اطمینان قلبی اور توکل علی اللہ کی بات سنو کہ ایسے خطرناک پریشانی اور خوف کے وقت میں آپ نے سونے کا قصد کیا تو ابوبکرؓ نے اپنے زانوں پر آپ کا سر رکھ لیا جب حضور آرام فرما رہے تھے صدیقؓ نے دیکھا کہ ایک سوراخ ہے اس پر اپنی ایڑی رکھ دی پس اس پر سانپ نے ڈنگ چلایا مگر آپ نے اُف تک نہ کی کہ مبادا حضور کی آنکھ کھل جائے اور آرام میں خلل واقع ہو لیکن شدت درد سے آنسو نکل آئے ایک قطرہ سرور کائنات کے چہرہ مبارک پر پڑا جس سے آپ جاگ اٹھے پوچھا کیوں کیا تکلیف پہنچی عرض کیا کہ سانپ نے کاٹا ہے آپ نے اپنا تھوک مبارک لگا دیا تو فوراً درد جاتا رہا

حسب قرار داد تیسری رات کے بعد دو سواریاں آگئیں پس آپ نے مدینہ کا عزم کیا قبا میں سوموار کے دن ۸ ربیع الاول کو پہنچے غرض ۱۳ سال بعد نزول وحی کے مکہ میں گزار کر حسب سنت انبیاء آپ نے ہجرت کی اور خدا نے یہ بشارت دی کہ رادک الی معاد اور یہ کہ تو اس شہر میں پھر داخل ہوگا

حضور نے قبا میں ایک مسجد بنائی جس کی تعریف میں خداوند علیم بذات الصدور نے فرمایا لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَی التَّقْوٰی مِنْ اَوَّلِ یَوْمٍ ۔ اور اس میں مہاجرین و انصار نماز پڑھتے رہے

قبا میں ۲۲ راتیں قیام فرمانے کے بعد آپ قبا سے نکلے راہ میں جمعہ کا وقت آ گیا آپ نے ایک سو مہاجرین کے ساتھ پہلا جمعہ پڑھا پھر جمعہ کے بعد آپ سوار ہو کر مدینہ کی طرف متوجہ ہوئے سبحان اللہ کیا دلچسپ نظارہ تھا درمیان میں چودھویں کے چاند کی مانند خدا کا مرسل ہے اور گرد و پیش مہاجرین و انصار ستاروں کی مانند ایک دوسرے کے اوپر گرے پڑتے ہیں استقبال کے لئے عورتیں نوجوان اور چھوٹے چھوٹے بچے شہر سے باہر نکل آئے

اور یہ گیت گا رہے تھے۔ بائبل کی پیشگوئی پوری ہوئی کہ سلع کے رہنے والے گیت گائینگے

أَشْرَقَ الْبَدْرُ عَلَيْنَا ✧ مِنْ ثَنِيَّاتِ الْوَدَاعِ
وَجَبَ الشُّكْرُ عَلَيْنَا ✧ مَا دَعَا لِلّٰهِ دَاعِ
أَيُّهَا الْمَبْعُوثُ فِينَا ✧ جِئْتَ بِالْأَمْرِ الْمُطَاعِ

مدینہ میں پہنچکر آپ نے اپنے اہل کے واسطے مکہ آدمی بھیجا عبداللہ بن ابی بکر اپنے والد کا عیال لے کر آگئے مشرکوں نے ان مسلمانوں کو ایذا دینی شروع کی انہیں قید کر دیا اور طرح طرح کے عذاب دیئے جو بیچارے ہجرت نہ کر سکتے تھے

ہجرت کا پہلا سال اسی سال میں آپ نے مسجد بنائی جس میں بنفس نفیس کام فرماتے رہے۔ اور اسی سال اذان شروع ہوئی تاکہ لوگ نماز کے وقت جمع ہو سکیں۔

یہود نے جب دیکھا کہ اسلامیوں کے قدم جمتے جاتے ہیں تو ان کا حسد و عداوت ان کی پرورش پیدا ہوا اور وہ سخت مخالفت کرنے لگے حالانکہ اس سے پہلے مشرکوں کے مقابل میں آنحضرت کے ظہور کے ذریعے اپنی فتح پانے کی دعائیں مانگا کرتے تھے اور انہیں کھول کھول کر بتایا کرتے تھے کہ وہ نبی آنیوالا ہے۔ مدینہ کے منافق عرب جنکا سرغنہ عبد اللہ بن ابی ابن سلول خزرجی تھا یہودیوں کی امداد کرتے تھے اسلئے آپ نے یہودیوں سے ایک معاہدہ قیام امن کے لئے کیا۔

آغاز حرب باوجود اس بات کے کہ رسول اکرم مع صحابہ کرام مکہ سے ہجرت کر آئے تھے قریش نے آپ کا پیچھا نہ چھوڑا بلکہ عجیب عجیب طرح سے ریشہ دوانیاں شروع کیں ایک طرف مدینہ کے یہودیوں کو اکسایا دوسری طرف تجارت کے بہانے سے اردگرد کے بادشاہوں کو سکھلا پڑھایا الغرض جب انکے ظلم کی انتہا ہو گئی تو آیت أُذِنَ لِلَّذِينَ يُقَاتَلُونَ بِأَنَّهُمْ ظُلِمُوا وَإِنَّ اللّٰهَ عَلَىٰ نَصْرِهِمْ لَقَدِيرٌ نازل ہوئی پھر وَقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَكُمْ اور حَتَّىٰ لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الدِّينُ لِلّٰهِ سے ظاہر ہے کہ آپ نے تلوار جو

انسانی تو محض مظلوموں کی رہائی اور قیام امن اور مذہبی آزادی کے حصول کے لئے

پہلا سریہ چنانچہ اس سلسلہ میں آپ نے ایک سریہ حضرت حمزہؓ اپنے چچا کی سرداری میں ایک قافلہ کی خبر گیری کے لئے بھیجا جو شام سے آرہا تھا کوئی لڑائی نہیں ہوئی

دوسرا سریہ عبیدہ بن الحارث بن عبد المطلب کی سرکردگی میں روانہ کیا تاکہ ایک شامی قافلہ کی دیدبانی کرے چند ایک تیر چلے اور مشرک بھاگ گئے

دوسرے سال کے واقعات ۱۔ **غزوہ ودان** رسول اللہ ۶۰ آدمی لیکر قریش کے ایک قافلہ کو روکنے کے لئے نکلے لڑائی نہیں ہوئی کیونکہ قافلہ آگے نکل گیا تھا

۲۔ غزوہ بواط دو سو مہاجرین کے ساتھ آپ نے خروج فرمایا مگر لڑائی ہوتے ہوتے رہ گئی

۳۔ **غزوۃ العشیرہ** ایک سو پچاس مہاجروں کے ساتھ آپ قریش کے ایک بڑے قافلہ کی نگرانی کو نکلے جو **ابو سفیان** کی سرداری میں شام جا رہا تھا یہاں بھی لڑائی نہ ہوئی

۴۔ **غزوہ بدر اولیٰ** اس کا نام غزوہ سفوان بھی ہے اس کی وجہ یہ ہوئی کہ کرز بن جابر الفہری نے مسلمانان مدینہ کے مویشی لوٹ لئے رسول نے تعاقب فرمایا مگر وہ سلامت نکل گیا

۵۔ **آپ نے ایک سریہ** عبداللہ بن جحش کے ماتحت شام سے آنیوالے ایک قریشی قافلہ کے روکنے کے لئے بھیجا مقابلہ ہوا اور مال غنیمت مسلمانوں کے ہاتھ آیا

۶۔ بیت المقدس کی بجائے خانہ کعبہ قبلہ قرار پایا مسلمان سولہ مہینے بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے رہے

۷۔ اسی سال کے ماہ شعبان میں رمضان کے روزے فرض ہوئے اس سے پہلے حضور علیہ السلام ہر مہینے میں تین روزے رکھا کرتے تھے

روزوں کی فلاسفی ایک الگ مضمون ہے مختصر یہ کہ حصول تقویٰ اور مساکین کی حالت کا علم و احساس کی ترغیب اور اکل حلال کی تحریک کہ جب حلال چیزیں خدا کے حکم سے چھوڑی جا

سکتی ہیں تو حرام کیوں ہو جائیں

۸۔ اسی سال اللہ نے مال پر زکوٰۃ مقرر فرمائی جو ایک امیر پر بار گراں نہیں گزر سکتی یعنی چالیسواں حصہ۔ اور اس طرح پر قوم کے مساکین و فقراء کی ضروریات کا انتظام فرمایا اور عملی رنگ میں بخل کی عادت قبیحہ سے بچایا اور ایثار و فیاضی کا سبق پڑھایا اور اصول مساوات و اخوت کو ذہن نشین کرایا

۹۔ سب سے بڑا واقعہ اس سال کا غزوہ بدر الکبریٰ ہے اللہ کے رسول نے ۳۱۳ مردوں کے ساتھ خروج فرمایا کہ قریش کے اس قافلے سے مقابلہ کریں جو شام سے واپس لوٹا تھا جو پہلے سلامت نکل گیا تھا مگر چونکہ نیت بد تھی اور ان کا مقصد مسلمانوں سے چھیڑ چھاڑ اور اپنا فوجی مظاہرہ تھا۔ اسلئے یک ہزار آدمی اکٹھا ہو کر چڑھ آیا۔ پس میدان میں فریقین کی شکست جیسی ہوئی وہ بڑی خطرناک اور نازک موقعہ تھا گویا اسلام کی زندگی اور موت کا سوال تھا اسی لئے حضور نے بھی درد دل سے دعا فرمائی تھی کہ اے میرے رب اگر یہ گروہ ہلاک ہو گیا تو روئے زمین پر تیری پرستش کون کرے گا مگر الٰہی کا فضل ہوا۔ تھوڑی سی دیر میں قریش کو شکست ہوئی۔ جس میں ستر قریشی مارے گئے اور ستر پکڑے گئے اور مسلمانوں کو بہت سا مال غنیمت ملا اس دن کا نام **یوم الفرقان** قرار پایا اس جنگ میں قریش کے بڑے بڑے سرغنے قتل ہوئے اور حضور نے پہلے ہی ان کے مقتل اور مصرع بتا دئے تھے

مثلاً حنظلہ بن ابی سفیان ابو جہل بن ہشام مسلمانوں کے بھی ۱۴ مجاہد کام آئے اللہ تعالیٰ نے اسی جنگ کے بارے میں ولقد نصرکم اللہ ببدر و انتم اذلۃ فرمایا ہے

قیدیوں کو قریش نے زر فدیہ دے کر چھڑا لیا فدیہ کی رقم ایک ہزار سے چار ہزار درہم تک تھی جن سے مال میسر نہ ہو سکا ان سے فدیہ کا کام لگایا گیا کہ مدینے کے دس لڑکوں کو لکھنا پڑھنا سکھا دے

۱۰۔ **غزوہ قرقرۃ الکدر** رسول اللہ نے بنی سلیم پر خروج فرمایا مگر لڑائی نہ ہوئی چند

رات آپ پیشیوں سے غیر حاضر رہے۔

۱۰۔ **غزوہ قینقاع**:- مدینہ کی ایک یہودی قوم تھی جنہوں نے نقض عہد کیا اور کھلم کھلا مخالفت کرنے لگے۔ رسول اللہ نے انہیں تنبیہ فرمائی مگر وہ اور بھی تیز ہوئے آپ نے ان کا محاصرہ کر لیا۔ جب عاجز آگئے تو اس شرط پر چھوڑے گئے کہ وہ اپنا مال چھوڑ جائیں اور اہل و عیال ہمراہ لیکر جلا وطن ہوں۔ مسلمانوں کو انکے قلعے سے بہت سے ہتھیار ملے

۱۱۔ **غزوۃ السویق**:- غزوہ ستوؤں کی جنگ سے اسلئے مشہور ہے کہ ابوسفیان بدر کی شکست کا داغ مٹانے کیلئے دو سو سوار لیکر چڑھ دوڑا۔ چند پیاسوں کو جلا کر مدینے کی کھجوروں کو آگ لگوادی۔ دو آدمی مروائے حضور نے دو سو آدمیوں کے ساتھ تعاقب کیا مگر راستے میں ابوسفیان بھاگ گیا اور اپنے ساتھ کے ستوؤں کے تھیلے بوجھ ہلکا کرنے کیلئے اپنے ستو گراتے گئے جو مسلمانوں نے حاصل کئے

۱۲۔ اسی سال عید کی نماز مقرر ہوئی دو رکعتیں اور اسکے بعد خطبہ تاکہ مسلمانوں میں جذبہ پیدا ہو اور وہ خوشی کے موقعوں پر دوسری قوموں کی طرح خدا کو نہ بھولیں

۱۳۔ حضرت علی کا سیدۃ النساء حضرت فاطمۃ الزہرا سے نکاح ہوا دولہا کی عمر ۲۱ سال تھی اور دلہن کی ۱۵ برس اسی جوڑے سے حضور انور کی اولاد کا سلسلہ چلا۔

۱۴۔ اسی سال آپ عائشہ صدیقہ حضرت ابوبکرؓ کی بیٹی کو اپنے گھر میں لائے

تیسرے سال کے واقعات

۱۔ **غزوہ غطفان** رسول اللہ صلعم نے بنی ثعلبہ اور بنی محارب پر چڑھائی فرمائی کیونکہ لوگ مدینہ پر حملہ کرنا چاہتے تھے ان کا سرغنہ دعثور بن حارث محاربی تھا جس کے ساتھ ساڑھے چار سو سوار تھے مگر سب پہاڑوں میں چھپ گئے اور لڑائی نہ ہوئی

اس غزوہ میں یہ واقعہ مشہور ہے کہ رسول اکرم صلعم نے اپنے کپڑے سکھانے کے

لئے درخت پر لٹکا دی اور خود سایہ میں لیٹ گئے دعثور نے تلوار سونت کر کہا کیوں محمد اب مجھ سے تمہیں کون بچا سکتا ہے آپ نے توحید سے سرشار آواز میں نہایت طمانیت سے جواب دیا اللہ۔ سنتے ہی اس پر ایسی دہشت طاری ہوئی کہ تلوار کے ہاتھ سے گر پڑی رسول اللہ نے وہی تلوار اپنے ہاتھ میں لے کر فرمایا اب تو بتا تیرا کیا حال دعثور نے کہا مجھے کوئی نہیں بچا سکتا۔ یہ خلق حسنہ مروت اس پر اثر کر گیا اور وہ اسلام لایا۔

۲- **غزوہ بحران**۔ رسول نے تین سو اصحاب کے ساتھ بنی سلیم پر چڑھائی کی جو مدینہ پر غارت کا ارادہ رکھتے تھے مگر وہ بھاگ گئے اور لڑائی نہ ہوئی

۳- اس سال کا سب سے مشہور واقعہ غزوہ احد ہے بدر کے میدان میں قریش کے عمائد جو قتل ہوئے تھے ان کا بدلہ لینے کے لئے ابوسفیان کی سرداری میں تین ہزار عرب چڑھ کر آئے رسول اللہ کو جب اپنے چچا عباس کی چٹھی سے یہ اطلاع ہوئی تو آپ بھی ایک ہزار آدمی کے ساتھ انکے مقابلہ کے لئے بڑھے۔ رستہ میں تین سو آدمی عبد اللہ بن ابی کے ساتھ الگ ہو گئے باقی سات سو رہے جب فوجیں آمنے سامنے ہوئیں تو رسول اللہ نے پچاس تیر انداز عبد اللہ بن جبیر کے ماتحت ایک ٹیلے پر متعین فرمائے کہ ہمیں شکست ہو یا فتح تم نے یہاں سے نہ ہٹنا مسلمانوں کو خدا نے فتح دی تو یہ لوگ بھی مال غنیمت کے خیال سے وہاں سے اتر آئے صرف عبد اللہ اور چند ساتھی وہاں جمے رہے

خالد بن ولید (جو ان دنوں ابھی اسلام نہیں لائے تھے) نے جب دیکھا کہ مورچہ خالی ہے تو وہ پیچھے سے فوج کے عقب پر آگرے عکرمہ بن ابوجہل بھی آگیا۔ دونوں نے عبد اللہ بن جبیر اور انکے چند ساتھیوں کو قتل کر دیا پھر مسلمانوں پر حملہ کر دیا اور خوب تلوار چلائی جس سے لشکر اسلام کو فتح کے بعد ہزیمت ہوئی

اس نازک وقت میں رسول کے ساتھ چند صحابہ ثابت قدم رہے جن میں حضرت ابوبکر حضرت عمر حضرت علی بھی تھے جو مجروح ہوئے حضور علیہ السلام کی پیشانی پر ایک پتھر لگا۔

عثمان بن عبداللہ بن المغیرہ نے آپ کے قتل کا قصد کیا اسکو تو حارث بن صمہ نے قتل کر دیا اور اُبی بن خلف نے جب وار کرنا چاہا تو آپ نے ایک ہتھیار پھینک دیا جس سے وہ جانبر نہ ہو سکا اسکے سوا رسول اللہ نے کسی کو قتل نہیں کیا غرض اسی طرح کئی صحابیوں کو رسول اللہ کی مدافعت کرتے ہوئے زخم آئے۔

غرض ۷۰ مسلمان شہید ہوئے ۴ مہاجر باقی انصار اور مشرکوں کے ۲۳ مارے گئے اور قریش نے بعض مسلمانوں کی لاشوں کو مثلہ کر دیا یعنی ناک کان کاٹ ڈالے اس لڑائی میں رسول کے چچا حمزہ بھی جبیر بن مطعم کے غلام وحشی نام کے ہاتھ سے شہید ہوئے جبیر نے وحشی کو اپنے چچا طعیمہ کا انتقام لینے کے لیے بھیجا تھا جسے حضرت حمزہ نے بدر میں مار دیا تھا۔ وہ اسی تاک میں تھا ایک وقت پر غافل پاکر آپ پر وار کر دیا۔

اس پسپائی میں مسلمانوں کو دو سبق حاصل ہوئے ایک تو یہ کہ حکمت معلوم ہو یا نہ ہو مسلمانوں کو اپنے رسول مقبول کے حکم کی جان و دل سے تعمیل کرنی چاہیئے دوم۔ صرف دنیا کی طرف ایسا انہماک نہ ہو جس سے دین کو ضرر پہنچے یعنی دین کو دنیا پر مقدم رکھیں

اس جنگ میں ایک طرف خلاف حکم رسول تیر اندازوں نے اس جگہ کے مورچے کو چھوڑ دیا دوسری طرف بعض مسلمانوں نے جہاد اور مدافعت سے دنیا کے مال کو ترجیح دی تو فتح کے بعد ہزیمت پائی

۴۔ غزوہ حمراء الاسد یہ مقام مدینہ سے ۸ میل ہے جب مشرکوں نے یہ طعنہ سنا کہ تم مدینہ میں کیا کر آئے۔ نہ محمد کو مارا نہ مسلمانوں کی جان اور نہ تم کو کچھ چھڑ حاصل ہوئے تو جوش میں آکر انہوں نے کہا اچھا جو ہو سو ہو ایک دفعہ مسلمانوں کا استیصال کر کے لوٹیں تو رسول اللہ صلعم نے خروج فرمایا اور ارشاد کیا میرے ساتھ وہی شامل ہو جو کل احد کی لڑائی میں شامل تھا مشرکوں کو بھی خبر ہو گئی انہوں نے سیدھے مکہ کا راستہ لیا

۵۔ حضرت عثمان بن عفان نے رسول علیہ الصلوۃ والسلام کی لڑکی ام کلثوم سے اس کی

بہن رقیہ کی فوتیدگی کے بعد نکاح کیا۔ آپکا لقب ذوالنورین ہوا۔

۶۔ رسول اللہ صلعم نے حفصہ بنت عمر بن الخطاب سے اور زینب بنت خزیمہ سے نکاح کیا

۷۔ حضرت علیؓ کے ہاں حسنؓ پیدا ہوئے رضی اللہ عنہما

۸۔ شراب کی نسبت پہلے حکم نازل ہوا تھا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوۃَ وَ اَنْتُمْ سُکَارٰی پھر اس سال رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّیْطَانِ فَاجْتَنِبُوْہُ فرما کر قطعی طور سے حرام کر دیا اور یہ تدریجی اصلاح غایت مصلحت اور حکمت عملی پر مبنی تھی اور رسول اللہ کے برگزیدہ صحابہؓ نے تو ابتداء سے کبھی نہیں چکھی۔ آج جو کام ٹمپرنس سوسائٹیاں زور شور سے کر رہی ہیں اور ڈاکٹر اپنی علمی تحقیقات سے شراب کو ام الخبائث کہہ رہے ہیں۔ اسلام تیرہ سو سال اس سے پہلے کر چکا ہے۔

چوتھے سال کے واقعات

۱۔ غزوہ بنی نضیر یہود کے ایک بڑے قبیلہ کا نام ہے مسلمانوں اور ان کے درمیان معاہدہ تھا کہ لڑائی کے وقت ایک دوسرے کی مدد کریں گے۔ ان کے علاقہ میں ایک جھگڑا ہو گیا۔ رسول کریم چند صحابہ کے ساتھ وہاں گئے تاکہ تصفیہ ہو جائے ان میں سے ایک شریر نے چکی کا پاٹ گرا کر آپکو مار دینا چاہا لیکن اعلام الٰہی سے آپ نکل کر چلے گئے پیچھے سے صحابہ بھی آ گئے آپ نے انکو جلاوطنی کا آرڈر سنا دیا پہلے تو مان لیا پھر مقابلہ پر تل گئے۔ مسلمانوں نے محاصرہ کر لیا تو وہ اپنا مال و اسباب اور سامان کچھ لیکر نکل گئے

۲۔ غزوہ ذات الرقاع۔ حضورؐ نے سات سو لڑنے والوں کے ساتھ خروج فرمایا۔ محارب و بنو ثعلبہ کو جو مسلمانوں پر حملہ کرنے کی تیاریاں کر رہے تھے۔ روک دیں کفار اپنی عورتیں چھوڑ کر بھاگ نکلے پھر ایک گروہ ان میں سے لڑائی پر بھی آمادہ ہوا مگر کچھ ایسا رعب پڑا کہ وہ ڈر گئے

اسی غزوہ میں ابتیر میں صلوٰۃ الخوف اور تیمم کا حکم ہوا

۳۔غزوہ بدر الآخرہ۔ ابوسفیان احد کے دن کہہ گیا تھا کہ اب اگلے سال میدان بدر میں پھر تمہاری ہماری ٹھیرے گی اسلئے آپ ... مع اپنا ساتھ مدینہ سے باہر نکلے۔ ابوسفیان نے ایک شخص بھیجا کہ کفار بڑے زور شور سے حملہ کرنیوالے ہیں۔ اسکا مطلب تھا مسلمان ڈر جائینگے اور ہماری عزت رہ جائیگی مگر مسلمان یہ سن کر بہت خوش ہوئے اور انکے ایمان میں اور بھی زیادتی ہوئی کہ وعدہ نصرت پورا ہونیوالا ہے۔ غرض اسکا داؤ نہ چلا اور نہ آیا

۴۔ امام حسین ابن علیؓ پیدا ہوئے اور زینب بنت خزیمہ رسول اللہ کی حرم محترم فوت ہوئی (۶) ام سلمہؓ سے آپ نے نکاح کیا اور زید بن ثابت کو آپ نے حکم دیا کہ عبرانی لکھنا پڑھنا سیکھے تاکہ یہود سے خط و کتابت میں مشکل درپیش نہ ہو

پانچویں سال کے واقعات

۱۔غزوہ دومۃ الجندل۔ یہ ایک مقام ہے مدینہ سے ۱۵ دن رات کے فاصلہ پر یہاں دشمنان اسلام نے جمع ہوکر رہگذریوں کے لوٹنے شروع کئے اور ارادہ بھی تھا کہ مدینہ پر حملہ کردیں بطور پیش بندی ایک ہزار سپاہ کے ساتھ رسول اللہ صلعم نے خود خروج فرمایا جب قریب پہنچے تو وہ پراگندہ ہوگئے اور اپنے مویشی چھوڑ گئے اور مسلمان سالم غانم واپس آئے

۲۔غزوہ بنی مصطلق۔ اسکا نام مریسیع بھی ہے (بنی خزاعہ کے) ہیں شاخ تھا یہ لوگ بھی مسلمانوں پر حملہ کرنیکے لئے لشکر ترتیب دے رہے تھے نیز انہوں نے احد کی جنگ میں قریش کی مدد کی تھی رسول اللہ کی چڑھائی کی خبر سے یہ سخت ڈرے عرب قوم سے جدا ہو گئے پھر بھی مریسیع پر قبیلہ میں کچھ لڑائی ہوئی مسلمانوں نے یکدم حملہ کیا اور انکو شکست کردیا دس قتل بھی کئے اور مسلمانوں کا ایک شخص کام آیا قیدیوں میں اس قوم کے سردار حارث کی بیٹی جویریہ بھی تھی آپ نے اس قوم کا مال ہاتھ میں لیتے ہی انکو معاف کردینے کے لئے اس سے نکاح کرلیا

جویریہ اسکا نام رکھا۔ اسکی قوم کے دو سو قیدی مسلمانوں میں تقسیم ہو چکے تھے نکاح کے بعد سب مسلمانوں نے انہیں چھوڑ دیا کہ ہم رسول اللہ کے سسرال کے آدمیوں کو قید میں نہیں رکھنا چاہتے۔ اس کرم فرمائی اور رسول کی گہری سیاسی حکمت عملی اور نقطہ پاک معنوں میں اپنایا جائے کا نتیجہ ہوا کہ بنی مصطلق نے اسلام لا کر مسلمانوں کے معاون بنے

۳۔ غزوہ خندق جسے غزوہ احزاب بھی کہتے ہیں مشرکین قریش کے کئی گروہ جمع ہوئے بنو نضیر یہودی بھی ان میں شامل تھے۔ انکی تعداد دس ہزار تک پہنچ گئی۔ ابو سفیان ان کی کمانڈر رہا تھا مسلمان مدینے سے باہر نہیں نکلے بلکہ سلمان الفارسی کے اشارہ سے ایک خندق کھودلی مشرکوں اور یہودیوں نے مل کر مدینہ کا محاصرہ کرلیا جو دس روز تک رہا یہ وقت ایسا تنگی اور امتحان کا تھا کہ بنو قریظہ نے بھی اپنا عہد توڑ دیا۔ اور منافق جو کچھ اپنے سینوں میں چھپائے بیٹھے تھے انکی زبان پر آگیا قرآن شریف میں اس حالت کی تصویر ان الفاظ میں کھینچی گئی ہے زَاغَتِ الْاَبْصَارُ وَبَلَغَتِ الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ وَتَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ الظُّنُوْنَا اسنے اپنے رسول کی دعا اَللّٰهُمَّ مُنْزِلَ الْكِتَابِ سَرِيْعَ الْحِسَابِ اِهْزِمِ الْاَحْزَابَ اَللّٰهُمَّ اهْزِمْهُمْ وَزَلْزِلْهُمْ اور مومنوں کے نعرے مَتٰى نَصْرُ اللّٰهِ کو سن لیا

ایک زناٹے کی آندھی چلی انکی بنائی بکھر گئی اور لشکریوں اور ریت سے ان کی آنکھیں بھر گئیں خیمے اکھڑ گئے اور ان میں بھگدڑ پڑ گئی۔ انکا سردار ابو سفیان ایسا حواس باختہ ہو کر اپنی سواری کا گھٹنا کھولنا یاد نہ رہا اور وہ پیشگوئی پوری ہوئی جُنْدٌ مَّا هُنَالِكَ مَهْزُوْمٌ مِّنَ الْاَحْزَابِ

۴۔ چونکہ بنو قریظہ نے نقض عہد کیا اور احزاب میں دشمن کو مدد دی اسلئے رسول اللہ نے تین ہزار فوج کے ساتھ انکا محاصرہ کرلیا۔ انہوں نے خود سعد بن معاذ کو اپنا حکم مانا اسی نے فیصلہ کیا کہ ان کے جوان جو لڑنے کے قابل ہیں قتل کر دئے جائیں چنانچہ اس پر عمل کیا گیا

۵- زید بن حارث باوجود امسک علیک زوجک کی تاکید کے جب زینب بیوی کو نہ رکھ سکا کیونکہ اسے اپنے حسب و نسب عظمت جلال حسن و جمال پر بہت غرہ تھا تو اسے طلاق دیدیا رسول اللہ نے اسکی دلدہی اور متبنّے کی رسم کو اڑانے کے لئے حکم الٰہی سے اس سے نکاح کر لیا تاکہ آئندہ متبنّے حقیقی بیٹا نہ سمجھا جائے چونکہ آپ ہی نے یہ نکاح کروایا تھا۔ اس واسطے لوگوں کے ابتلاء سے آپ اندیشہ فرماتے تھے لیکن خدا نے فرمایا اسکی کچھ پروا نہیں چاہیئے واللہ احق ان تخشٰہ

اسی سال وہ آیت نازل ہوئی جس پر امت محمدیہ کے ایمان کا مدار ہے

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ

یعنے آپ کا جسمانی بیٹا تو کوئی نہیں نہ ہوگا لیکن آپ نبیوں کی مہر ہیں جسکی مہر سے کئی روحانی فرزند ہونگے

نادان بکواس کرتے ہیں کہ آپ نے زینب کو عریاں دیکھ لیا اسلئے اسکے نکاح میں رغبت ہوئی اول اسوقت آیت حجاب نازل نہ ہوئی تھی دوم اگر آپ نکاح چاہتے تو پہلے ہی کر لیتے کیونکہ آپ نے خود ہی زید سے نکاح کروایا تھا مگر خدا تعالیٰ نے ایک رسم کا عملی طور سے مٹانا اور متبنّے کا مسئلہ سمجھانا منظور تھا

۶- آیت حجاب نازل ہوئی جو ایسی ضروری ہے کہ اب تمام مہذب قومیں آہستہ آہستہ اس پر عمل پیرا ہونا چاہتی ہیں

۷- اسی سال بشرط استطاعت حج فرض ہوا

حج ایک عاشقانہ عبادت ہے جس میں شریف و وضیع امیر فقیر ایک وردی میں ایک پلیٹ فارم پر جمع ہوتے ہیں تاکہ دور دراز علاقوں کے مسلمان تبادلۂ خیالات و تجدید عہد اخوت کرسکیں اسکے لئے عرفات جیسے بڑے اور کھلے میدان سے بہتر کوئی میدان نہیں ہو سکتا

چھٹے سال کے واقعات

۱۔ غزوہ بنی لحیان۔ ان لوگوں نے عاصم بن ثابت اور انکے ساتھیوں کو دھوکہ سے قتل کر دیا تھا وجہ یوں کہ رسول اللہ صلعم نے عضل اور قارہ عرب کے دو قبیلوں کی درخواست پر اپنے دس آدمی انکو انکی ہدایت کے لئے بھیجے تاکہ انھیں دین سکھائیں مگر انھوں نے بنی ہذیل کو سکھا کر ۸ مروا دیئے ۲ مکہ والوں کے آگے بیچ دیئے وہ بھی شہید ہوئے پس اسلئے رسول اللہ صلعم نے دو سو سوار کے ساتھ چڑھائی کی مگر کوئی مقابل پر نہ آیا۔

۲۔ غزوۃ الغابہ۔ جب عیینہ بن حصن نے چالیس سواروں کے ساتھ رسول اللہ صلعم کی اونٹنیوں پر چھاپا مارا اور ابوذر کے بیٹے کو جان سے مار ڈالا اور بیوی کو باندھ کر لے گئے مگر وہ آپ کی تیز رفتار اونٹنی پر چڑھ کر قید سے بھاگ آئی تو آپ نے پانچسو آدمیوں کے ساتھ اس لوٹ مار کے انسداد کے لئے چڑھائی کی فریقین کی دو تین جھڑپیں ہوئیں ایک مسلمان اور دو مشرک مارے گئے تھے دس اونٹنیاں ان سے چھڑائی گئیں عیینہ [illegible] کی لنگڑی کی کچھ اپنے مویشیاں چرانے کے لئے زمین بھی دی تھی مگر اس نے کفران نعمت کیا۔ اور خندق کی لڑائی میں احزاب کی ہمراہی کی اور پھر اونٹنیوں پر چھاپا مارا ایسے محسن کش کو کوئی علامت بری نہیں کرتی۔

۳۔ غزوہ حدیبیہ۔ رسول اللہ صلعم ایک خواب کی بنا پر عمرہ کے ارادہ سے چودہ سو آدمیوں کے ساتھ مکہ روانہ ہوئے کوئی جنگی ہتھیار ساتھ نہ لیا صرف تلواریں نیام میں تھیں قریش نے جب یہ سنا تو انکے ہمارا رستہ روکا۔

مکہ سے ایک منزل کے نصف حصہ پر ایک گھاٹ ہے اشطاط نام وہاں رسول اللہ کو بھی یہ خبر پہنچی تو آپ نے اصحاب سے مشورہ کیا کہ کیا واپس لوٹ جائیں یا آگے بڑھیں کفار تو بیت الحرام سے روکنے کے لئے جمع ہو رہے تھے ابوبکر صدیق نے عرض کیا آپ عمرہ کے

اور وہ سے نکلے ہیں آپ کسی سے لڑنے کا قصد نہیں رکھتے آپ کی نیت بخیر ہے پس آپ چلے
جو ہمیں روکے گا وہ دیکھا جائیگا فرمایا بہتر ہے بسم اللہ جب ثنیۃ المرار کے پاس پہنچے تو رسول
پاک کی اونٹنی بیٹھ گئی بہت کوشش کی گئی مگر وہ نہ اٹھی۔ تو لوگوں نے کہا کہ قصوا اونٹنی اڑ گئی فرمایا
یہ تو اسکی عادت نہیں ہے اس ذات پاک نے کسی مصلحت سے روکا ہے جس نے ہاتھی کو
روک لیا تھا۔ اور میں تو ان کی سب ایسی باتیں ماننے کو تیار ہوں جو بھی تعظیمات پر مشتمل ہیں
پھر آپ نے اونٹنی کو چلایا تو وہ چل پڑی اور آپ حدیبیہ میں جا اترے وہاں بہت سی گفتگو
اور رد و قدح کے بعد فریقین میں صلح ہو گئی گر لڑائی ہوتی تو یقیناً مسلمان فتح پاتے
لیکن بیت اللہ کی حرمت کی وجہ سے آپ نے لڑائی نہ کی صلح کے مشہور شرائط یہ ہیں کہ
(۱) دس سال تک آپس میں لڑائی نہ ہو (۲) ایک دوسرے کو امن دیں (۳) اس سال مسلمان
واپس چلے جائیں (۴) کفار سے اگر کوئی آدمی خود مسلمان ہو کر مسلمانوں کے پاس چلا جائے
تو اسے واپس کیا جائے اور اگر ان مشرکوں کے پاس مسلمانوں کا کوئی آدمی آجائے تو اسے واپس
نہیں دیا جائیگا جو محمدؐ کے ساتھ ملنا چاہے انکے ساتھ مل جائے

اسی غزوہ میں بیعۃ الرضوان لی گئی اسکی تفصیل یہ ہے کہ حضور نے عثمان بن عفان
کو حدیبیہ سے مکہ میں پیغام دیکر بھیجا کہ ہم لڑنے کے ارادہ سے نہیں آئے مشرکوں نے انکو روک
لیا اور یہ افواہ اڑ گئی کہ عثمانؓ قتل کر دئے گئے اسپر رسول اللہ نے لوگوں سے ایک درخت
کے نیچے بیعت لی کہ ہم بھاگینگے نہیں لڑتے مرتے رہیں راضی ہیں قریش نے یہ سن کر حضرت
عثمان اور انکے رفقاء کو رہا کر دیا

اسی بیعت میں یہ آیت نازل ہوئی لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ
اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ جو رفض کی جڑ کاٹتی
ہے

صلح کی شرائط پر بعض مسلمان گھبرائے مگر اللہ تعالٰے نے اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا

مبینگائے انکی تسلی کردی کہ یہی صلح فتح مکہ کا پیش خیمہ ہونے والی ہے اور اتنے عرصہ میں مسلمانوں کو اپنی ترقی اور ساز و سامان درست کرنیکا موقعہ مل گیا

۴۔ اس سال حضور علیہ السلام نے بادشاہوں کو دعوتی خطوط لکھے۔ اور مہر کے لئے ایک انگوٹھی چاندی کی بنوائی جس پر **محمد رسول اللہ** لکھا ہوا تھا

ایک چٹھی روم کے بادشاہ کی طرف ایک امیر بصری کے نام ایک امیر دمشق کی جانب مقوقس امیر مصر کو بھی لکھا اور نجاشی کو بھی اور فارس کے بادشاہ کسریٰ کو بھی جس نے مکتوب کو پھاڑ دیا اور آپ نے یہ واقعہ سن کر فرمایا خدا اسکے ملک کو بھی پارہ پارہ کریگا چنانچہ ایسا ہی ہوا اور منذر بن ساوی ملک بحرین کو بھی تبلیغی خط لکھا وہ مسلمان ہو گیا جلندی کے بیٹے جیفر اور عبد عمان کے دونوں بادشاہ بھی خط پڑھ کر مسلمان ہو گئے

ملک یمامہ ہوذہ بن علی کو بھی ہدایت نامہ گیا

قیصر عظیم کو جو خط لکھا تھا اسکی نقل بعینہٖ موجود ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

من محمد بن عبد اللہ الی ھرقل عظیم الروم سلام علی من اتبع الھدیٰ

اما بعد میں تمہیں اسلام کی دعوت دیتا ہوں۔ اسلام لاؤ سلامتی پاؤ گے خدا تعالیٰ تجھے دوہرا اجر دے گا اور اگر تو منہ پھیریگا تو اریسیوں کا گناہ بھی تیرے ہی سر ہوگا۔ اے اہل کتاب آؤ اس بات کی طرف جو ہمارے اور تمہارے درمیان یکساں ہے کہ خدا کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں خدا کے سوا کسی کو حرام حلال غرض خداوندی میں رب نہ بنائیں اپنے آپکا ساختہ پرداختہ پیشوا وغیرہ کسی کو نہیں اگر تم یہ نہیں مانتے تو گواہ رہو ہم فرمانبردار ہیں۔

قیصر کو جب یہ خط ملا تو اسنے کہا محمد (صلعم) کی قوم کا کوئی شخص ہو تو لاؤ ابو سفیان بن حرب شام ہی میں تھا اور سخت مشرک تھا اس سے حضور کے بارے میں بہت سے سوال کئے جس کے جواب سن کر کہنے لگا اگر یہ سب کچھ صحیح ہے جو تم کہتے ہو تو وہ عنقریب میرے

دار الخلافہ کو بھی فتح کریگا تو مجھے پہلے ہی معلوم تھا کہ وہ نبی ظاہر ہونے والا ہے مگر مجھے یہ خبر نہ تھی کہ وہ تم میں سے ہے اگر میں حاضر ہو سکتا تو ضرور ہوتا اور اگر آپ کے پاس ہوتا تو آپ کے قدم دھوتا

ساتویں سال کے واقعات

۱۔ غزوہ خیبر یہ ایک شہر تھا جس کی زمین زرخیز تھی اور جس میں کئی قلعے بھی تھے مدینے سے شام کی طرف ۱۰۰ میل کے فاصلہ پر واقع ہے

اس میں بنو نضیر رہتے تھے جنہوں نے جنگ احزاب میں بڑے جوش و خروش سے حصہ لیا تھا۔ رسول اللہ صلعم نے ماہ محرم میں ۱۴۰۰ آدمیوں کے ساتھ ان پر فوج کشی کی رات کو وہاں پہنچے آپ کی عادت مبارک تھی کہ رات کو کسی پر حملہ نہ کرتے صبح کو لڑائی فرماتے مسلمانوں نے ان کا محاصرہ کر لیا۔ چھ راتیں گذر گئیں ساتویں رات حضور نے فرمایا میں جھنڈا کل صبح اس شخص کے حوالے کرونگا جسے اللہ اور اسکا رسول پسند کرتا ہے صبح کو آپ نے علی ابن ابی طالب کو دیا۔ حضرت علی علیہ السلام کو آشوب چشم کی شکایت تھی آپ نے اپنے تھوک مبارک سے برکت دی اور دعا کی اسی وقت اللہ کے اذن سے اچھے ہوگئے حضرت علی اور آپ کے ہمراہیوں نے داد شجاعت دی اور بڑی سختی سے حملہ کیا آخر کار فتح ہوئی اور مسلمانوں کو بڑا مال غنیمت ملا روایت کی گئی ہے کہ حضرت علی نے جلال میں آکر خیبر کا دروازہ اکھیڑ کر اسے ڈھال بنا لیا

۲۔ اس سال خیبر کی فتح کے بعد حبشہ کے مہاجر جناب ابو موسیٰ اور انکی قوم کے لوگ تھے دس برس کی اقامت کے بعد واپس آگئے

۳۔ فدک فتح ہوا جو خیبر کے قریب ہی ایک گاؤں تھی۔ مدینے سے چھ ساتوں کے فاصلہ پر یہ غنیمت میں حاصل ہوا کیونکہ جنگ نہیں ہوئی بلکہ یہود سے اس شرط پر صلح ہوئی کہ اپنا مال چھوڑ جائیں اور انکو قتل نہ کیا جاوے مال فے کا حکم سورۃ الحشر میں مرقوم ہے جیسے

خدا بھی قرآن مجید سے آگاہی ہے وہ کہہ سکتا ہے کہ یہ مال ورثہ میں نہیں مل سکتا۔ خلافت عمر نے ایک استحقاقی منفعت جناب ابوبکر کی خلافت میں وارث صدیق نے وہی فیصلہ کیا جو قرآنیہ میں مطلوب ہے اور جس کی جناب خلیفہ ثانی افضل سے توثیق کیا جا سکتی تھی سیدۃ النساء اس فیصلہ پر مطمئن ہو گئیں کیونکہ آگے جا کر اتنی کتاب و سنت پر پورے ثبات کے ساتھ قائم رہیں اسلئے عمر بھر خاموش رہیں۔ اور حضرت علیؓ نے اپنی خلافت کے زمانے میں اس فیصلہ کو منسوخ نہیں کیا حالانکہ غلطی کی اصلاح فرض ہے

۴۔ اہل تیما اور مدینہ سے ۷ منزل کے فاصلہ پر گاؤں ہے جس میں یہودی تھی ان سے جزیہ پر مصالحت ہوئی

۵۔ غزوہ وادی القریٰ (خیبر اور شام کے درمیان ہے) اللہ کے رسول نے انہیں امن و آشتی کی ہدایت کی وہ مسلمانوں سے برسرِ پرخاش ہوئے تو مسلمانوں نے بھی ہتھیار سنبھالے اور بہت سی غنیمت حاصل کی۔

۶۔ مدینہ کے اردگرد کے یہود مطیع ہو گئے اسلئے مسلمانوں کو قرب و جوار کے دشمنوں پر جو ادھم لگائی بجھائی کرتے پھرتے تھے تو بے فکری ہو گئی

۷۔ جب ذی القعدہ کا چاند چڑھا تو رسول اللہ نے فرمایا کہ ہم حدیبیہ کے عمرہ کو قضا کرنا چاہتے ہیں چونکہ سب مسلمان سوا ان معدودے چند کے جو فوت ہو چکے تھے۔ روانہ ہوئے جب مرالظہران پہنچے (مکہ سے ایک منزل کے فاصلہ پر ایک موضع کا نام) تو قریش ڈر گئے اور انہوں نے اپنا قاصد بھیجا کہ محمد ہم نے کوئی ایسی بات نہیں کی جس سے آپ ناراض ہوئے ہوں۔ اور ہم نے کبھی بچپن سے عہد شکن نہیں پایا۔ آپ نے جواب دیا کہ ہم لڑنے کے لئے نہیں آئے عمرہ کرنے آئے ہیں جب مسلمان مکہ میں پہنچے تو مشرکین پہاڑ پر چڑھ گئے تاکہ مسلمانوں کو بیت اللہ کا طواف کرتے دیکھیں تین روز ٹھہرنے کے بعد حضور واپس چلے آئے۔

۸۔ خالد بن الولید مشہور اسلامی سپہ سالار عمرو بن العاص عثمان بن ابی طلحہ اسلام لائے

۹ حضور نے حیی بن اخطب بنی النضیر کے سردار کی بیٹی کے ساتھ نکاح کیا اور
یہ خیبر کے قیدیوں میں آئی۔ اسلام لائی دینی صفت تھی جو پہلے بیان ہو چکی

۱۰ میمونہ بنت الحارث سے نکاح کیا جو آپ کے چچا حمزہ احدی شہید کی بیوہ تھی یہ
آخری بی بی ہے جسے آپ نکاح میں لائے

آٹھویں سال کے واقعات

۱ جنگ موتہ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنا قاصد شرحبیل حیلی کے پاس بصریٰ کو
بھیجا تھا وہ قتل کر دیا گیا پس ماہ جمادی الاول میں آپ نے ایک لشکر تیار کیا جس کی تعداد
تین ہزار تھی تاکہ اس کا قصاص لیا جائے زید بن حارثہ کو ان کا امیر بنایا اور فرمایا زید شہید ہو گیا
تو جعفر کو امیر بنانا جعفر شہید ہو تو عبد اللہ بن رواحہ اور یہ بھی وصیت کی کہ رہبانوں سے
کچھ تعرض نہ کریں نہ کسی عورت یا بچے کو قتل کریں نہ بڈھے مرد کو اور نہ درخت کاٹیں جب
موتہ میں پہنچا تو رومی لشکر ایک لاکھ کی تعداد میں جمع تھا اور ان کے پاس بے حد سامان جنگ
کا کچھ شمار نہیں لڑائی شروع ہوئی زید مارا گیا تو جعفر بن ابی طالب نے جھنڈا اٹھا لیا۔ اس کا دایاں
بازو کٹا تو اس شیر مرد نے جھنڈا بائیں ہاتھ میں پکڑ لیا دونو ہاتھ کٹ گئے تو سینہ سے لگا لیا
آخر وہ بھی شہید ہوا۔ تو عبد اللہ نے جھنڈا لے لیا آخر وہ بھی شہید ہو گیا مسلمان شاید پسپا
ہو جاتے مگر خالد بن ولید بڑھا اور اس قدر تندی سے سخت حملہ کیا کہ کشتوں کے پشتے
لگ گئے اور مسلمان بہت مال غنیمت لے مدینہ آئے تو حضرت نبی نے خالد کو شاباش دی

یعلیٰ بن امیہ موتہ کی خبر پہنچانے کے لئے آگے بڑھ آئے تھے رسول اللہ نے
اسے دیکھ کر فرمایا چاہو تو تم بیان کرو اور چاہو تو میں بیان کروں اس نے عرض کیا حضور
ہی فرماویں جب آپ نے واقعات جنگ کا ذکر کیا تو وہ کہنے لگا قسم اس ذات پاک کی
جس نے آپ کو برحق مبعوث کیا آپ نے کوئی بات قابل ذکر ایسی نہیں چھوڑی جس میں حال

کردوں۔

۳- صلح حدیبیہ کے وقت بکری قریش کے حلیف تھے اور خزاعی رسول کریم کے۔ ایک روز ایک بکری شخص رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کچھ گوہ اس کر رہا تھا خزاعی نے اسے ڈانٹا اسپر بنو بکر بگڑ گئے اور خزاعیوں سے طرح جنگ ڈالدی اور قریش نے درپردہ ان کی مدد کی خزاعیوں کے دس سے زیادہ آدمی مقتول ہوئے خزاعی رسول اللہ کے حضور پہنچے اور اپنا ماجرا اشعار میں سنایا حضور نے فرمایا ہم انشاء اللہ تمہاری فریاد رسی کرینگے اور قریش نے دیکھا کہ کام بگڑ گیا تو ابو سفیان بن حرب کو مدینہ بھیجا کہ عہد نامہ کی تجدید ہو جائے اور مدت بھی بڑھا دی جائے حضور نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تجدید کے کیوں طلبگار ہو کیا ادھر سے کوئی عہد شکنی کا وقوع ہو گیا ہے اسنے کہا نہیں حضور ہم شرائط کی پابندی کر رہے ہیں اور پھر مکہ سے چلا آیا رسول اللہ نے سفر کی تیاری شروع کر دی اور ارد گرد کے عرب اسلم غفار مزینہ جہینہ اشجع سلیم جمع کئے اور چڑھائی کی طرف مخفی رکھی جبکہ خبر پھیلجانے آٹھ دس ہزار مجاہد ہو گئے۔ رمضان کا مہینہ تھا رستے میں آپکو آپ کے چچا عباس ملے جو مسلمان ہوکر اپنے اہل کے ساتھ آرہے تھے پھر ابو سفیان بن الحارث بن عبد المطلب رسول اللہ کے چچا کا بیٹا اور آپ کا رضاعی بھائی ملا اسکے ساتھ جعفر بھی تھے دونو اسلام لائے ابو سفیان بن حرب بھی رسول اللہ کی ٹوہ لگانے نکلا تھا مگر خود مسلمان ہو گیا واقعہ یوں ہوا کہ ابو سفیان حکیم بن حزام بدیل بن ورقا رسول اللہ کی ٹوہ لگانے کے لئے نکلے جب مر الظہران کے پاس آئے تو انہیں آگ کے الاؤ دکھائی دئے ابو سفیان نے حیرت ظاہر کی کہ اتنے آدمی کہاں سے آگئے اتنے میں رسول اللہ کے چوکی پہرہ والوں نے اسے گرفتار کر لیا اور رسول اللہ صلعم کے حضور پیش کیا ابو سفیان اسلام لے آیا حضور نے اپنے چچا عباس کو فرمایا کہ اسے ایک تنگ جگہ کے قریب کھڑا کر کے ہماری شان و شوکت دکھاؤ تاکہ مسلمانوں کی طاقت کا اسے علم ہو جائے اور جنگ کر کے ہلاک نہ ہوں چنانچہ جب یہ انتظام ہو گیا تو لشکر اسلام

قبیلے قبیلے ہو کر گزرنے۔ ایک دستہ گزرا۔ ابوسفیان نے پوچھا یا عباسؓ یہ کون ہیں جواب دیا گیا غفار۔ ابوسفیان نے کہا غفار۔ غرض اسی طرح جہینہ سعد بن ہذیم سلیم گزرے ابوسفیان مرعوب ہو گیا آخر ایک زبردست دستہ جو گذرا تو حیرت سے کہا یہ کون ہیں جواب میں حضرت عباس نے فرمایا یہ انصار ہیں سعد بن عبادہ کے جھنڈے تلے آنے مرنے کو تیار۔ سعد بن عبادہ نے جوش میں آکر کہا آج بڑے معرکہ کا دن ہے۔ کعبہ کی حرمت حلال ہوگا پھر ایک اور گروہ گزرا جس میں حضور رسول کریم اور آپ کے صحابہ زبیر بن عوام کے ساتھ تھے ابوسفیان نے کہا آپ کو معلوم ہے سعد بن عبادہ نے کہا کیا فرمایا کیا کہلوایا کریں کہا تو فرمایا سعد نے غلط کہا آج اللہ تعالیٰ نے کعبہ کی اور بھی حرمت بڑھائیگا۔

اسکے بعد رسول اللہ صلعم نے خالد بن ولید اور اسکے ہمراہیوں کو حکم دیا کہ مکہ کے اوپر کی طرف سے داخل ہوں اور زبیر اسکے جو لڑائی میں پیش دستی کرے کسی سے نہ لڑیں اور آپ نیچے کی طرف سے داخل ہوئے قریش کے چند مردوں نے خالد کو روکا مگر خالد سیف اللہ کب رکنے والے تھے۔ انکو شکست دیکر شہر داخل ہو گئے۔ اسکے بعد رسول اللہ نے اہل مکہ کو امن دیا اور اعلان کر دیا گیا جو مسجد الحرام میں داخل ہو جاوے وہ مامون ہے جو ابوسفیان کے گھر میں داخل ہو جائے وہ بھی مامون ہے جو اپنے دروازے کو بند کرے وہ بھی مامون۔ البتہ چند آدمی ایسے ہیں جو بوجہ اپنے جرائم قبیحہ کے گردن زدنی ہیں۔

مثلاً کعب بن زہیر عکرمہ بن ابی جہل صفوان بن امیہ عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کہ جب وحی لکھتا مرتد ہو گیا تھا وحشی حضرت حمزہ کا قاتل اور ہند بنت عتبہ ابوسفیان کی بی بی۔ جب آپ خانہ کعبہ میں پہنچے تو اسوقت ۳۶۰ بت تھے پس آپ اپنی چھڑی سے ہر ایک کو ٹھوکتے جاتے اور فرماتے جاتے جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا حضرت ابراہیم و حضرت اسمٰعیل کی تصویریں جو تھیں وہ بھی مٹا دی گئیں۔ الغرض کعبہ معبودات باطلہ سے پاک صاف کیا گیا اور اس میں اللہ اکبر کی صدا گونج اٹھی آپ مقام ابراہیم پر پہنچے

اور زمزم کا پانی پیا۔ پھر آپ مسجد میں بیٹھ گئے سب گردنیں اوپر سے جھکی ہوئی تھیں۔ اور لوگ سوچ رہے تھے کہ آپ ان مشرکین کے ساتھ کیا سلوک فرماتے ہیں جنھوں نے آپ کو ایسی ایسی ایذائیں دی ہیں اور شہر سے نکالا اور آپ کے قتل کر دینے کا ارادہ کیا۔ اور پھر آپ کے اصحاب سے جنگ کی آپ نے خطبہ پڑھنے کے بعد کھڑے ہوئے حمد و ثنا کے بعد فرمایا

سنو! اللہ تعالے نے مکہ معظمہ کو جس دن آسمان و زمین پیدا کئے شرف بخشا اور اس کی تکریم و تحریم قیامت تک قائم رہنے والی ہے کسی شخص کے لئے جو اللہ اور روز آخرت پر ایمان لانے والا ہے جائز نہیں کہ یہاں خونریزی کرے یا درخت کاٹے

اگر یہ کہو کہ رسول اللہ نے ایسا کیا تو کہدو کہ اللہ نے اپنے رسول کو اذن دیا مگر تمہیں اجازت نہیں دی اور میرے لئے صرف ایک گھڑی کی اجازت ہوئی اب اسکی حرمت ویسی ہی ہے جیسے کل تک تھی سننے والے دوسروں تک پہنچا دیں حاضرین غیر حاضروں کو سنا دیں

قریشیو! تم کیا گمان کرتے ہو میں تم سے کیا سلوک کرنیوالا ہوں۔ انہوں نے عرض کیا۔ آپ بیٹے کریم النفس بھائی کریم النفس کے بیٹے ہیں اچھا ہی سلوک کرو گے فرمایا جاؤ تم سب آزاد ہو پھر لوگ بیعت اسلام کے لئے آئے معاویہ بن ابو سفیان بھی یہاں آئے ابو قحافہ بھی یعنی صدیق کے والد ایک شخص آیا جو خوف سے کانپ رہا تھا فرمایا کیوں ڈرتے ہو مطمئن رہو میں بادشاہ نہیں ایک قریش کا بیٹا ہوں جو سوکھا گوشت کھایا کرتی تھی

مردوں کی بیعت ہو چکی تو عورتوں کی بیعت شروع ہوئی اور اسکے الفاظ وہی تھے جو بیعت عقبہ میں ذکر ہو چکے پھر آپ نے بلال کو حکم دیا کہ کعبہ کی چھت پر اذان دے

پھر آپ نے اپنے آدمی بھیجے کہ بتوں کو ڈھا دیں عزیٰ کو بھی گرا دیا گیا جو قریش کا نخلہ میں بڑا بت تھا سواع کو مسمار کیا جو مکہ سے تین میل کے فاصلہ پر ہذیل کا بت تھا۔ پھر منات کو ڈھایا گیا جو کلب و خزاعہ کا بت تھا۔

جنکے خون کا اعلان ہوچکا تھا ان میں سے بعض تو قتل ہو گئے اور بعض کے لئے خدا نے نجات کے سامان پیدا کر دیئے

عکرمہ بن ابی جہل مسلمان ہو گیا ہبار بن الاسود صفوان بن امیہ اور حارث بن امیہ اور حارث بن ہشام اور زہیر بن ابی امیہ المخزومی کو ام ہانی نے پناہ دی تو آپ نے قبول فرمائی عبداللہ بن سعد بھی ایمان لایا مگر حضور نے اس سے منہ پھیر لیا۔ ابوسفیان کی بیوی ہندنے بھی اسلام قبول کر لیا کعب بن زہیر ایک قصیدہ لکھ لایا جو بانت سعاد کے نام سے مشہور ہے

جب ان الرسول لسیف یستضاء بہ مہند من سیوف اللہ مسلول

پڑھا تو حضور نے اپنی چادر اسے انعام بخشدی

اور **وحشی** کے بارے میں صحیح بخاری میں یوں لکھا ہے وہ بیان کرتا ہے میں طائف کی طرف چلا گیا جب انہوں نے اپنے قاصد رسول اللہ کی طرف بھیجے تو چونکہ قاصدوں کو نہیں تنگ کرتے اسلئے میں انکے ساتھ رسول اللہ کے حضور حاضر ہوا مجھے دیکھکر فرمایا تو ہی وحشی ہے عرض کیا ہاں۔ پوچھا کیا تم ہی نے حمزہ کو مارا تھا وحشی نے کہا حضور کو صحیح خبر ملی ہے فرمایا کیا تم یہاں سے چلے نہیں جاتے بس میں نکل آیا پھر جب مسیلمہ الکذاب نے خروج کیا تو میں نے کہا میں اسے مارونگا تا اس شر الناس کے قتل سے اس خیر الناس کے قتل کا داغ کم ہو چنانچہ میں نے مسیلمہ کو دیکھکر اس پر ایک ہتھیار پھینکا جو سینہ میں بیٹھکر کندھوں سے نکل آیا اتنے میں ایک انصاری اچھل کر بڑھا اور اسنے تلوار سے گردن اڑا دی

۳۰۔ واقعہ حنین۔ فتح مکہ سے لوٹنے کے قبل رسول کریم نے دس ہزار اہالیان مدینہ اور دو ہزار فتح کے دن مسلمان ہونیوالوں کے ساتھ قبیلہ ہوازن اور ثقیف پر چڑھائی کی جو لڑائیوں کی تیاریاں کر چکے تھے آپ کے ساتھ اسی کے قریب مشرک بھی تھے جب حنین میں پہنچے تو رسول اللہ صلعم نے ایک شخص کا قول سنا کہ ہم کم تعداد ہونے کی وجہ سے مغلوب نہیں ہونگے یعنی ہم بہت ہیں اور اسپر تعجب کا اظہار کیا۔ رسول اللہ صلعم پر یہ کلمہ بہت شاق گذرا۔ خیر

پھر لڑائی ہوئی تو وہ بڑا ہولناک منظر تھا۔ مسلمانوں میں باوجود اپنی کثرت کے شکست کے آثار پیدا ہو گئے مسلمان بھاگ نکلے مگر رسول اکرم ایک چھوٹی سی جماعت کے ساتھ جن میں حضرت ابوبکر عمر علی عباس ابو سفیان بن الحارث رضی اللہ عنہم تھے۔ ڈٹے رہے اس گھمسان کی جنگ میں اور اس ہنگامہ محشر خیز میں رسول اللہ بڑے جوش اور صدق اثبات و استقلال و طمینان قلب و جرأت کے ساتھ فرما رہے تھے۔

انا النبی لا کذب انا ابن عبد المطلب

میں نبی ہوں میں جھوٹا نہیں میں عبد المطلب کا بیٹا ہوں پھر رسول اللہ کے حکم سے حضرت عباس نے انصار کو بلایا کیونکہ آپ کی آواز بہت بلند تھی تو مسلمانوں کو اپنی غلطی پر آگاہی ہوتی اور وہ واپس لوٹے اور ایسا بھر کر مقابلہ کیا۔ اور گھمسان ہو کر طے کر دیا کہ کفار کو شکست ہو۔ مشرکین کے ستر سے زیادہ قتل ہوئے اور بہت سے قید کئے گئے۔ اور مسلمانوں نے جن میں سے صرف چار شہید ہوئے ان کے اموال پر قبضہ کیا اور ان کے اہل و عیال کو اپنی حفاظت میں لے لیا شریک جنگ مشرکوں میں بہت سے مسلمان ہو گئے

اس واقعہ حنین سے دو امر ثابت ہوئے

ایک تو یہ کہ کبھی اپنی کثرت پر غرور نہیں کرنا چاہیئے۔ اور نا صرحقیقی کی نصرت سے کبھی بے پرواہ نہیں ہونا چاہیئے جنگ میں ایمان و ثبات صبر و استقامت کام آتے ہیں۔ ویوم حنین اذ اعجبتکم کثرتکم فلم تغن عنکم شیئا

دوسری وجہ شکست کی یہ تھی کہ لشکر میں مشرکین و اعراب بھی شامل تھے اور بھرتو مسلمین جو اسلام سے واقفیت کا حق ادا نہیں کر سکتے تھے کیونکہ وہ ان لوگوں کی طرح کیونکر ہو سکتے تھے جو انصار و مہاجرین تھے

۴۔ غزوہ طائف۔ حنین میں جن لوگوں نے حضور کا ساتھ دیا۔ انکے ساتھ آپ نے ان بھگوڑوں کا تعاقب فرمایا اتنے میں وہ ثقیف قوم کے لوگ طائف میں قلعہ بند ہو کر

ایکسال کا سامان خورد و نوش بھی ذخیرہ کر چکے تھے جب انہوں نے مسلمانوں کو دیکھا تو شدت کے ساتھ تیروں کی بوچھاڑ کی جس سے بہت سے مسلمان زخمی ہوئے اور بعض تو شہید بھی ہو گئے ۱۵ دن تک محاصرہ رہا مگر کچھ نتیجہ نہ نکلا اسلئے آپ جعرانہ کی طرف لوٹ گئے جہاں حنین کے قیدی رکھے گئے تھے

۵- وفود ہوازن کچھ دن کے بعد ہوازن کے وفد مسلمان ہو کر رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ نے انکو اختیار دیا خواہ اپنے قیدی لے جاؤ خواہ مال غنیمت میں لے لو

رسول اللہ صلعم نے جعرانہ میں ۱۳ رات قیام فرمایا عمرہ کے ارادے سے احرام باندھکر نویں رات کے وقت داخل ہوئے طواف کیا حجر اسود کو چوما اور اسی رات لشکر کے ساتھ مدینہ کی طرف روانہ ہوئے اور آپ دو ماہ سولہ دن مدینہ سے باہر رہے

فتح مکہ کے بعد یہ اثر ہوا کہ تمام مشرک قبائل اسلام کے حلقہ بگوش ہونے لگے اور یوں وہ شرک کی ظلمات سے نکل کر آفتاب صداقت کے نور سے منور ہونے اور وحشی سے مہذب اور مہذب سے با خدا انسان بننے لگے

نویں سال کے واقعات

۱- اس سال حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے علی بن ابی طالبؓ کو ڈیڑھ سو سوار کے ساتھ فلس کی طرف بھیجا جو قبیلہ طے کا بت تھا اسکے پجاریوں نے مقابلہ کیا مگر کچھ پیش نہ گئی حضرت علیؓ نے اسکو گرا کر جلا دیا اور مال بہت سے قیدی اور بھیڑ بکریاں غنیمت میں ملیں قیدیوں میں حاتم طائی مشہور سخی عرب کی بیٹی سفانہ نام بھی تھی جب مدینہ پہنچے تو رسول اللہ صلعم نے سفانہ پر احسان کیا اور اسے رہا کر دیا سفانہ نے دعا دی کہ اے خدا تیرے شکر گزار ہیں جو اقربا ت زمانے غنی کے بعد محتاج ہوا اور تجھ پر کوئی ایسا ہاتھ مالک نہ ہو جو فقر کے بعد غنا کو پائے تیرے لطف و احسانات اپنے محل پر قدر پیش رہیں

ہوتے رہیں، اور تجھ پر کوئی ایسا وقت نہ آئے کہ کسی لئیم کے پاس اپنی حاجت لیجائے۔ کسی شریف کی نعمت چھینی جائے تو مدتیں تیرے ذریعے سے اسے واپس دلادے

۲۔ سفانہ کا بھائی عدی شام کی طرف بھاگ کر چلا گیا تھا بہن نے رہا ہو کر بھائی کو رسول اللہ صلعم کے حسن خلق و نیک سلوک کی خبر دی اور کہا بھائی جان فرمانبردار بنجاؤ اگر وہ فی الواقع نبی ہے تو نجات پاؤ گے اور اگر وہ بادشاہ ہے تو پھر بھی تمہارے مرتبہ میں کچھ کمی نہ ہوگی پس وہ مدینہ گیا اور رسول اللہ صلعم سے ملا آپکو بتایا میں حاتم کا بیٹا ہوں۔ رسول اللہ اسے اپنے گھر لے گئے رستے میں حضور کو کسی بڑھیا نے بہت دیر ٹھہرائے رکھا اور کچھ عرض معروض کرتی رہی عدی نے یہ نظارہ دیکھکر کہا واللہ یہ بادشاہ تو نہیں (اہل اللہ ہے) گھر آکر رسول اللہ نے عدی کو اسلام کی تبلیغ کی اور تین بار اسلام تسلیم فرمایا اس نے پہلے تو کہا کہ میں ایک دین پر قائم ہوں (نصرانی تھا) لیکن جب آپ نے فرمایا کہ میں تیرے دین کا تجھ سے زیادہ واقف ہوں اور نجات اسی میں ہے کہ اس افضل الادیان میں آجاؤ تو وہ اسلام لایا۔

۳۔ مدینہ اور دمشق کے درمیان ایک مقام ہے تبوک وہاں رسول کریم صلعم کو فوج کشی کرنی پڑی اسکا نام غزوہ تبوک غزوۂ عسرہ ہے کیونکہ اسکی تیاری ان ایام میں کرنی پڑی تھی جبکہ قحط تھا اور جو کچھ فصل تھے وہ پکے ہوئے ڈیکنے کے قریب تھی شدت گرما کا یہ حال تھا کہ ہر ایک طبیعت آرام و سکون کی طلبگار تھی اور یہ بڑا لمبا سفر تھا جسے اختیار کرنا تھا جو گھوڑوں کا کام تھا سواری کے لئے جانور ملتے ہی نہ تھے اور جو ملے ان میں سے بہت سے اونٹ صرف اسلئے ذبح کرنے پڑے کہ انکے خزانے میں جو پانی ہے وہ پینے کے کام آئے۔ غرض ہر قسم کی تنگی تھی۔ پانی کی اخراجات سفر کی، سواری کی

اس لشکر کشی کا سبب یہ تھا کہ سرحد پر بہت سی فوج مسلمانوں پر حملہ کرنیکے لئے جمع ہو رہی تھی حضور نے مناسب سمجھا کہ اس حملہ آور دشمن کو وہیں روکا جائے اسلئے آپ نے مکہ مدینہ اور قبائل عرب سے لشکر جمع کیا اور اغنیاء کو تنگدستوں کے لئے سامان سفر مہیا کرنیکا ارشاد فرمایا

حضرت عثمان بن عفانؓ نے دس ہزار دینار تین سو اونٹ مع ساز و سامان اور پچاس گھوڑے پیش کئے رسول اللہ صلعم نے آپ کے لئے دعائے خیر فرمائی

حضرت ابو بکرؓ اپنا تمام کل مال و اسباب لے آئے جو چار ہزار درہم کی مالیت کا تھا حضرت عمر بن الخطاب آدھا مال لائے اور عبد الرحمن بن عوفؓ نے دو سو اوقیے دیئے اور عباسؓ و طلحہؓ بھی بہت سا مال لائے اور عاصم بن عدی نے ۹۰ وسق (وسق ۶۰ صاع) کھجور مستورات نے بھی اس چندے میں حصہ لیا اور جو زیور کسی سے بن آیا دے دیا۔ بن عمرو اور کچھ اور لوگ رسول اللہ کے حضور آئے ہمیں سواری دلائیے تو حضور نے فرمایا میرے پاس موجود نہیں تو وہ روتے ہوئے لوٹ گئے انہیں کی شان میں یہ آیت آئی ہے تولوا واعینهم تفیض من الدمع حزنا الا یجدوا ما ینفقون

جوش مخلصین کا تو یہ حال تھا مگر پست منافقین ایسے بھی تھے جنہوں نے کہا کہ اس شدت کی گرمی میں جانا ہلاکت میں پڑنا ہے اس پر آیت نازل ہوئی نَارُ جَهَنَّمَ اَشَدُّ حَرًّا لَوْ كَانُوْا يَفْقَهُوْنَ (دوزخ کی آگ اس سے بھی زیادہ گرم ہے)

چند اعرابی جن کی تعداد ۸۲ تک پہنچتی ہے ضعف یا قلت اسباب کا عذر کر کے پیچھے رہ جانیکا اذن چاہا حضور نے انہیں اجازت دیدی کچھ منافق بغیر عذر کے رہ گئے ان کا سردار عبد اللہ بن ابی تھا چند مسلمان بھی رہ گئے لیکن انہیں کوئی شک و ارتیاب نہ تھا بلکہ محض سستی سے ساتھ نہ جا سکے ایک جماعت ایسی بھی تھی جنہیں رسول اللہ نے گھروں میں رہنے کا اذن دیدیا تھا مگر اس پر عتاب نازل ہوا عفا اللہ عنک لم اذنت لهم حتى يتبين لك الذين صدقوا وتعلم الكاذبين

اس سفر میں حضور نے جناب علی کو اپنے اہل کی محافظت کے لئے پیچھے چھوڑا حضرت علی نے عرض کیا کیا آپ مجھے بچوں اور عورتوں میں چھوڑے جاتے ہیں آپ نے فرمایا کیا تم راضی نہیں کہ میرے بعد تم اس پوزیشن میں ہو جس میں ہارون موسیٰ کے ہاں تھے ہاں اتنا فرق ہے کہ ہارون

نبی تھے اور قرشی نہیں

الغرض رسول اللہ صلعم تیس ہزار لشکر کے ساتھ روانہ ہوئے رستہ میں رسول اللہ کی اونٹنی گم ہو گئی بعض منافقوں نے کہا نبوت کا دعوے اور یہ بھی معلوم نہیں کہ اونٹنی کہاں ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا تم نبوت کی حقیقت سے بے خبر ہو

میں صرف غیب جانتا ہوں جس پر اللہ آگاہ کرے اس اونٹنی کا پتہ بھی مجھے اس نے دیا ہے وہ فلاں وادی میں ہے اس کی مہار ایک درخت سے الجھ گئی ہے اسلئے وہاں رک گئی پڑی ہے جب تبوک پہنچے تو وہاں مخالفین کا وہ جتھا (جیسا کہ سنا تھا) نہ تھا

لڑنے سے پہلے ایلہ کا والی یحنا ابن روبہ اور اذرح مینا (جو شام کے شہر ہیں) کے ساتھ حاضر ہوا اور جزیہ دینا قبول کیا اور فوراً ہی عہد لکھ دیا جب تک کہ وہ اس عہد مصالحت پر قائم رہیں

پھر رسول اللہ صلعم نے اپنے اصحاب سے مشورہ کیا کہ آیا ہمیں اس تبوک سے آگے بڑھنا چاہئے یا نہیں حضرت عمر نے کہا اگر آپ کو اس کا حکم ہے تو چلئے حضور نے فرمایا اگر میں آگے بڑھنے میں مامور ہوتا تو مشورہ کی ضرورت نہ تھی۔ بیس روز قیام کے بعد آپ تبوک سے واپس ہوئے آپ نے راستہ میں ایک مسجد بھی بنائی مدینہ کے قریب پہنچ کر حضور نے فرمایا مدینہ میں ایسے لوگ بھی ہیں جو تمہارے ساتھ سفر میں عذر کے سبب نہیں گئے مگر ثواب میں تمہارے شریک ہیں

مدینہ میں داخل ہوئے تو حضرت عباس نے عرض کیا کچھ مدحیہ اشعار عرض کروں (فرمایا) لا یفضض اللہ فاک۔ اس قصیدہ کے دو شعر یہ ہیں

وانت لما ولدت اشرقت الارض وضاءت بنورک الافق

فنحن فی ذلک الضیاء وفی النور وسبل الرشاد نخترق

جب تو پیدا ہوا تو زمین روشن ہو گئی اور تیرے نور سے زمین کے کنارے چمک اٹھے اور ہم

اس کوشش نا کام رہیں ہدایت کی راہیں بند کر رہے ہیں

۴۔ ایک وفد ثقیف کا دربار رسالت میں حاضر ہو اسلام لایا اور اپنی قوم اہل طائف کو بھی دعوت اسلام دی جو قبول ہوئی

ذیقعدہ کے مہینے میں رسول کریم نے ابو بکر صدیقؓ کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کے ساتھ حج کریں اور یوم النحر کو اعلان کر دیں کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک حج کو نہ آئے اور کوئی ننگا طواف کرے وہ روانہ ہو چکے تھے کہ بعد میں آپ پر سورۃ براءۃ کی ابتدائی آیات نازل ہوئیں اپنے آپ نے حضرت علی کو بھیجا کہ یہ آیات لوگوں کو حج اکبر کے دن سنا دیں اور فرمایا کہ ان کی تبلیغ کسی میرے قریبی ہی کو کرنی چاہیئے ان آیات کا خلاصہ یہ ہے کہ جو مشرک عہد شکن ثابت ہوئے ہیں اب ان سے کوئی معاہدہ نہیں رہا وہ اپنی حالت دیکھ لیں اور اپنی بہتری و بہبودی کے لئے جو کچھ مناسب سمجھیں کریں اور جن مشرکوں نے مسلمانوں کے خلاف کوئی کاروائی نہیں کی انکے عہدوں کی مدت پوری کی جائے۔ اس سفر میں حضرت علی حضرت ابو بکر کے پیچھے نماز پڑھتے رہے

۵۔ عبد اللہ بن ابی بن سلول اس سال مر گیا اور مسلمان اسکی شرارتوں سے امن میں ہوئے۔ (۶) ام کلثوم بنت رسول نے انتقال کیا

دسواں سال

۱۔ اس سال رسول کریم صلعم نے تین سو سواروں کے ساتھ حضرت علی کو اہل یمن کی تبلیغ بنی مذحج کی طرف بھیجا اور ایک جھنڈا تیار کر کے دیا اور دستار بندی فرمائی اور فرمایا کہ پہلے انہیں کلمہ لا الہ الا اللہ کی دعوت دو جب مان لیں تو پھر نماز کا حکم دو بعد میں اموال ان سے اور کچھ مطالبہ نہ کرو اور ایک شخص بھی تمہارے ذریعہ سے ہدایت پا گیا تو یہ تمہارے لئے ان تمام اشیاء سے زیادہ قیمتی ہے جن پر سورج چڑھتا ہے اور ان سے مقابلہ نہ کرو جب تک وہ پیش دستی نہ کریں اور جب دو شخص تیرے پاس کوئی مقدمہ لائیں تو جب تک دوسرے

کی بات بھی دشمن سے ان میں فیصلہ دے۔

پس حضرت علیؓ روانہ ہوئے جب انکے پاس پہنچے اور انکو اسلام کی طرف بلایا تو انہوں نے انکار کیا اور لڑائی پر تل گئے اور اس آویزش میں انکے بیس آدمی کام آئے۔ اور وہ شکست یاب ہوئے حضرت علی نے اسوقت انکا تعاقب کیا لیکن بعد میں پھر اسلام کی دعوت دی تو انہوں نے قبول کر لی اور انکے سرداروں نے اس شرط پر بیعت کر لی کہ ہم زکوٰۃ دینگے لیکن انکی ریاست ہمارے ہی سپرد رہیگی

حضرت علیؓ اپنے ہمراہیوں کے ساتھ واپس لوٹے اور مکہ میں حجۃ الوداع کے موقعہ پر رسول اللہ صلعم کو آملے

اسکے بعد حضور نے اہل یمن کی طرف اسلام کے مسائل سکھانیکے لئے دو معلم حضرت معاذ اور حضرت موسیٰ الاشعری بھیجے اور انکو ہدایت دی کہ نرمی اور آسانی اور سہولت سے کام لو تنگی نہ کرو اور انکو بشارت دو اور کوئی ایسی بات ذکر نہ کرو جس سے انکو نفرت پیدا ہو۔ اور معاذ سے کہا کہ تمہارا سابقہ ایک قوم اہل کتاب سے پڑنے والا ہے پس جب ایسا ہو تو اول انہیں کا الٰہ الا اللہ۔ محمد رسول اللہ سناؤ جب یہ مان لیں تو پھر انکو خبردو کہ اللہ نے ان پر پانچ نمازیں فرض کی ہیں جب یہ بھی مان لیں تو پھر انہیں زکوٰۃ کا حکم سناؤ جس سے یہ غرض ہے کہ تمہارے اغنیاء سے انکے مال کا کچھ حصہ لیکر تمہارے ہی فقراء کو دیا جائے خبردار انکے عمدہ اور عمدہ مالوں پر تصرف نہ کرنا اور مظلوم کی فریاد سے ڈرنا کیونکہ اسکے اور خدا کے درمیان کوئی حجاب نہیں

حضرت معاذ تو وہیں یمن میں رہے یہانتک کہ رسول اللہ صلعم فوت ہوگئے اور ابو موسیٰ نے حجۃ الوداع میں نبی کریم کی قدمبوسی کا شرف حاصل کیا

۳۔ اس سال رسول اللہ صلعم نے وہ حج کیا جسے حجۃ الوداع کہتے ہیں۔ آپ ہفتہ کے دن ۲۵۔ ذی القعدہ کو روانہ ہوئے اور ۴۔ ذو الحجہ کو منیٰ میں گئے۔ عرفات وہیں گزاری۔ اور

اور نویں کو عرفات میں گئے اور وہاں ایک نہایت فصیح و بلیغ خطبہ پڑھا جس میں دین کے اصول و فروع کا ذکر تھا۔ اسی دن اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا نازل ہوئی جس کے بارے میں بیان حضرت عمرؓ بخاری میں ایک یہودی کا قول مندرج ہے کہ اس نے کہا اے امیر المومنین ایک آیت تمہاری کتاب میں ایسی ہے کہ اگر ہم پر نازل ہوتی تو ہم اس روز کو عید قرار دیتے اسکے بعد آپ مدینہ میں واپس تشریف لے گئے

۳- یہ وہ سال تھا کہ یدخلون فی دین اللہ افواجا کا نظارہ پیش نظر تھا۔ دور دور سے لوگ آتے اور خوشدلی کے ساتھ اسلام قبول کر کے واپس لوٹ جاتے

۴- منجملہ دیگر وفود کے بنو حنیفہ کا وفد بھی آیا۔ ان میں مسیلمہ الکذاب بھی تھا۔ بخاری میں حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ مسیلمہ الکذاب آیا اور یہ کہنے لگا کہ اگر محمد صلے اللہ علیہ وسلم اپنے بعد مجھے خلیفہ بنائیں تو میں انکی بیعت کر لیتا ہوں۔ رسول اللہ صلعم اسکی طرف بڑھے اور آپ کے ساتھ ثابت بن قیس بن شماس تھا اور آگے مسیلمہ اپنے لوگوں میں بیٹھا تھا فرمایا اگر تو کھجور کی شاخ جو میرے ہاتھ میں ہے مجھ سے طلب کرے تو وہ بھی تجھے میں نہ دوں کیونکہ میں تیری نسبت دیکھ چکا ہوں جو کچھ میں نے دیکھا ہے تیرا انجام اچھا نہیں ابن عباسؓ کہتے ہیں حضور کے اس ارشاد کی تشریح ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے مجھے بتائی کہ آپ نے دیکھا تھا میرے ہاتھ میں سونے کے دو کنگن ہیں جو مجھے برے معلوم ہوتے ہیں پھر خواب میں مجھے وحی ہوئی کہ ان پر پھونک مارو۔ جب میں نے پھونک ماری۔ تو وہ دونو اڑ گئے۔ اس سے مراد وہ کذاب ہیں جو میرے بعد ظاہر ہونگے ایک عنسی صنعاء کا دوسرا مسیلمہ یمامہ کا

۵- اسی سال ابراہیم ابن الرسول فوت ہوئے

۶- رسول اللہ کو ہجرت کئے دو ماہ دس دن کم دس سال ہو گئے

گیارہواں سال

آپ نے ایک لشکر ترتیب دیا اور اسے اسامہ بن زید بن حارثہ کی سپہ سالاری میں موتہ کے قریب بھیجنے کا ارادہ ظاہر فرمایا جہاں اسامہ کا والد قتل کیا گیا تھا
اس لشکر میں بڑے بڑے مہاجرین و انصار مثل ابوبکرؓ عمرؓ ابوعبیدہ و سعد کے شامل تھے اور اسامہؓ کی عمر قریباً سترہ سال تھی لیکن یہ لشکر رسول اللہ صلعم کے بیمار ہو جانے کی وجہ سے روانہ نہ ہو سکا۔

جب حضور کا مرض بڑھ گیا۔ تو آپ نے بیبیوں سے ایک ہی گھر میں ایام مرض گزارنے کی اجازت چاہی سب نے عائشہؓ کا گھر تجویز کیا جب نماز کے لئے بھی باہر تشریف لانے سے معذور ہو گئے تو فرمایا ابوبکرؓ سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھاویں۔ رسول اکرم علیؓ اور فضل کے کندھوں پر ٹیک لگائے مسجد میں تشریف لائے عباسؓ آگے آگے آ رہے تھے اور حضور اپنے سر پر رومال باندھے ہوئے تھے آپ کے پاؤں ضعف کے سبب زمین پر گھسٹتے جاتے تھے آپ منبر کے نیچے کی سیڑھی پر بیٹھ گئے اور حمد و ثنا کے بعد فرمایا

"لوگو! مجھے خبر ملی ہے کہ تم اپنے نبی کی موت سے ڈرتے ہو کیا کوئی نبی مجھ سے پہلے اپنی امت میں ہمیشہ زندہ رہا ہے جو میری نسبت ہمیشہ زندہ رہنے کی امید رکھتے ہو۔ دیکھو میں اپنے رب کے پاس جانے والا ہوں اور تم بھی آخر میں آنے والے ہو میں تمہیں مہاجرین اولین کے ساتھ نیک سلوک کی وصیت کرتا ہوں اور مہاجرین سے کہتا ہوں کہ وہ باہم تعلقات درست رکھیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے والعصر ان الانسان لفی خسر الا الذین امنوا وعملوا الصلحت وتواصوا بالحق وتواصوا بالصبر
زمانہ گواہ ہے کہ انسان بجز ایمانداروں اور اعمال صالحہ کے گھاٹے میں ہے ایک دوسرے کو حق پہنچاتے رہو اور صبر پر قائم رہو اور رکھو۔

تمام امور حضرت کے قانون قدرت سے وابستہ ہیں۔ اور جو امور ایسے ہیں جو خود انسان سے تعلق بھی رکھتا ہے پہ کہ خدا تعالیٰ نے تمہارے ماتحت نہیں تمہاری جلد بازی سے وہ جلدی نہیں کرتا جو حشر پر غالب آنے کی کوشش کرتا ہے وہ خود مغلوب ہوتا ہے جو اللہ کو چھوڑ دیتا ہے۔ اللہ اسے چھوڑ دیتا ہے دیکھو ایسا نہ ہو کہ تم ملک میں فساد پھیلاؤ اور قرابتوں کو قطع کرو انصار کے بارے میں حسن سلوک و مدارات کی تاکید کرتا ہوں انکے تم پر بڑے احسان ہیں انھوں نے اسلام کو جگہ دی اور … سے کام لیا کہ اپنے پھلوں سے بھی تمہیں حصہ دیا اور تمہارے مکانات کا بندوبست کیا حالانکہ وہ خود محتاج تھے اور تمہیں کھلایا خود فقر و فاقہ سے گزارہ کیا اور تمہارے لئے سامان مہیا کئے

سنو! جو قوم میں حاکم بنایا جائے وہ اس قوم کے نیکوکاروں کی عزت و تکریم کرے اور انکے بدکاروں کے بارے میں درگزر سے کام لے میں تمہارا میر سامان ہوں تم مجھ سے آکر ملنے والے میری تمہاری ملاقات کا وعدہ حوض پر ہے وہاں آنا ہے جو چاہے کہ اپنے ہاتھ کو اور زبان کو سوائے مناسب بات کے روکے رکھے

وفات النبیؐ: جب اتوار کا دن ہوا تو رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تکلیف بڑھ گئی اور سوموار کے دن ۱۲ ربیع الاول کو اپنے رفیق اعلیٰ سے جا ملے

آپ نے دنیا کی … کے گوشے سے نکال کر اہم مراد پر پہنچانے کے لئے کیا کیا دکھ اٹھائے اور کیا کیا کوششیں کیں۔ … بھٹکوں کو صراط مستقیم پر لانے کے لئے کس قدر مشکلات کے پہاڑ اٹھانے پڑے اور … جہان کہیں بھی ہے سب آپ کا ہی احسان ہیں نتیجہ ہے … امت محمدیہ کا ایک ایک فرد … زندہ و موجود ہے فسق و فجور کی زندگی چھوڑ کر پاکباز انسان بنا دینا کوئی معمولی کام نہیں انکو … بنا دینا اور تمام عالم میں توحید و وحدانیت کی روح پھونک دینا … کے سوا اور کسی سے … نہیں ہو سکتا

۳۔ وفات رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وقت ابوبکر صدیقؓ بنی الحارث بن الخزرج کے محل

سُنح میں تھے۔ اور جب عمر بن الخطاب نے سنا تو تلوار برہنہ کرکے لئے گھومتے تھے اور کہتے جاتے تھے جو کہیگا رسول اللہ صلعم فوت ہو گئے یا ذکر کیگا تو حضرت موسیٰ بھی بہت مدت اپنی قوم سے غائب ہی رہے تھے اتنے میں حضرت ابوبکر آگئے اور اپنی دختر کے گھر میں داخل ہو رسول اللہ کے منہ سے کپڑا اٹھا کر بوسہ دیا اور روئے پھر باہر نکل کر خطبہ پڑھا۔

سنو جو محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کی عبادت کرتا تھا وہ سن لے کہ محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) تو فوت ہو گئے ہاں جو اللہ کی عبادت کرتا تھا اسے بشارت ہو کہ اللہ زندہ ہے اسپر موت نہیں آتی پھر پڑھا اِنَّكَ مَيِّتٌ وَاِنَّهُمْ مَيِّتُوْنَ تو بھی اے نبی مرنے والا ہے اور وہ بھی مرنے والے ہیں وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اَفَائِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْئًا وَسَيَجْزِى اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ ۔ محمد صرف اللہ کے رسول ہیں اس سے پہلے تمام رسول فوت ہو چکے (پس وہ بھی فوت ہو گئے) کیا اگر وہ فوت ہو گئے یا قتل کئے گئے تو تم مرتد ہو جاؤ گے جو ایسا کریگا وہ اللہ کا کچھ نقصان نہیں کر سکتا اور اللہ شکر گزاروں کو اجر دیگا۔ حضرت عمرؓ یہ سن کر کہنے لگے گویا یہ آیات میں نے اس سے پہلے کبھی پڑھی ہی نہیں

۳۔ سوموار کا باقی حصہ منگل کی رات منگل کا دن اور بدھ کی رات رسول اللہ صلعم کا جنازہ گھر میں رہا جب مسلمان ایک خلیفہ پر جمع ہو چکے پھر آپ کو غسل دیا گیا اور تین کپڑوں کا کفن پہنایا گیا جس میں قمیص اور عمامہ نہیں تھا بلا کسی امام کے سب مسلمانوں نے جنازہ پڑھا مرد پھر عورتیں پھر بچے پھر عائشہ صدیقہ ہی کے گھر میں لحد نکالی گئی اور وہیں آپ بدھ کی رات کو دفن کئے گئے قبر میں آپکو حضرت علیؓ عباسؓ اور انکے دونوں لڑکوں فضل و قثم نے اُتارا اور انہیں لوگوں نے غسل و تکفین کا انصرام کیا کیونکہ گھر والے یہی تھے اور انہیں کا فرض تھا اور آپ کی قبر پر بلالؓ نے پانی چھڑکا اور آپ کی قبر زمین سے ایک بالشت بلند تھی

۴۔ آپ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کے لئے دو باتیں اپنی جگہ چھوڑیں ایک کتاب اللہ جس

میں ایسی صداقتیں ہیں کہ قیامت تک کوئی انہیں جھٹلا نہیں سکتا۔ دوم سنت جو تعامل کی صورت میں محفوظ ہے اور آپ کی شریعت کی تشریح کرتی اور اسے عملی صورت میں دکھاتی ہے

حضور نے ارادہ فرمایا تھا جیسا کہ بخاری میں ہے کہ آپ نے فرمایا لاؤ میں تمہیں ایک تحریر لکھوا دوں تاکہ تم میرے بعد گمراہ نہ ہو جاؤ چونکہ آپ کو تکلیف بہت تھی اسلئے حضرت عمرؓ نے ان بارگاہ نبوی نے عندنا کتاب اللہ حسبنا (کتاب اللہ ہمارے پاس ہے اور وہ کافی ہے) عرض کر کے حضور کو یقین دلایا کہ آپ کے منشاء مبارک کو ہم سمجھتے ہیں تکلیف فرمانے کی حاجت نہیں بعض لوگ آپ کا یہ مطلب نہ سمجھے انہوں نے اعتراض کیا مگر مجلس برخاست کر دی گئی

۵۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ۶۳ سال کی عمر پائی ۴۰ سال نبوت سے پہلے ۱۳ سال مکہ میں اور دس سال مدینہ میں۔

آپ کی ولادت اور وفات کا ایک ہی دن ہے سوموار ۱۲ ربیع الاول۔ اللہ تعالیٰ ہمیں آپ کی کامل پیروی کی توفیق بخشے

۶۔ لوگوں نے حضرت علیؓ سے پوچھا کہ جناب رسالتمآب کی کیسی طبیعت ہے آپ نے کہا الحمد للہ اچھے ہیں عباس ابن عبد المطلبؓ نے ابوالحسن کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ تین دن کے بعد وہ ساتھ پیش آنے والا ہے جو تیری زندگی پر انقلاب ڈالیگا سنو! بنی عبد المطلب کے چہرہ کی کیفیت بوقت الموت ہوتی ہے میں خوب پہچانتا ہوں اسلئے میرا خیال ہے کہ رسول اللہ صلعم اسی مرض میں فوت ہو جانے والے ہیں آؤ ہم امر خلافت کے متعلق حضور سے دریافت کر لیں حضرت علیؓ نے کہا میں نہیں پوچھتا اس مسئلہ کو خدا پر چھوڑ دو۔

وفات کے بعد صحابہؓ میں بہت بحث ہوئی انصار اپنا حق سمجھتے تھے حضرت ابوبکرؓ نے کہا ہم مہاجرین سب سے پہلے اسلام لائے حسب کے رو سے بھی ہم ہی اکرم ہیں ہم عرب کے مرکز میں بسنے والے بڑے خوبصورت وجاہت والے بہت اولاد والے اور رسول اللہ سے رشتہ داری میں قریب قرآن مجید میں بھی ہمارا ہی ذکر پہلے ہے جیسا کہ فرمایا والسابقون

لَا وَنَحْنُ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَار۔ اور تم اے گروہ انصار ہمارے دینی بھائی ہو دین میں ہمارے شریک اور دشمنوں کے مقابلہ میں ہمارے مددگار تم نے ہمیں جگہ دی ہماری غمخواری کی جزاکم اللہ خیرا پس امارت ہمارا حق وزارت تمہارا

یہ یاد رکھو کہ عرب سوا قریش کے اس قبیلہ کے کسی کے تابع نہیں ہوں گے پس تم اپنے مہاجر بھائیوں پر برتری نہ چاہو جیسا کہ امید تھی اس تقریر کا کافی اثر ہوا۔ حضرت عمرؓ نے کہا آپ اپنا ہاتھ بڑھایئے۔ بڑھایا جانے پر آپ نے بیعت کی اور پھر دوسرے مسلمانوں نے

اولاد آپ کے تین بیٹے تھے قاسم (بڑا بیٹا) جو نبوت سے پہلے پیدا ہوا۔ اور طاہر [illegible] ابراہیم (وفات سنہ [illegible]) کم عمری میں فوت ہوئے عبد اللہ جس کو طیب و طاہر بھی کہتے ہیں)

اور چار لڑکیاں زینبؓ یہ سب سے بڑی لڑکی ہے جو اسلام لائی اور اس کا خاوند ابو العاص ابھی اسلام نہ لایا تھا، رقیہؓ (آپ عثمان بن عفان کی بیوی تھیں) ام کلثومؓ (رقیہ کی وفات کے بعد آپ عثمان ابن عفان کے نکاح میں آئیں) فاطمۃ البتولؓ (علی ابن طالب کی زوجہ محترمہ)

یہ تمام اولاد بی بی خدیجہ بنت خویلد کے بطن سے تھیں ہاں ابراہیم ماریہ قبطیہ کے بطن سے پیدا ہوئے اور یہ سب نبوت سے پہلے پیدا ہوئے صرف فاطمۃ الزہرا نبوت سے ایک سال پہلے ہوئیں اور ابراہیم کی پیدائش ۸ ہجری کی ہے یہ سب آپ کی وفات سے پہلے ہی فوت ہو گئے صرف فاطمۃ الزہرا چھ ماہ بعد فوت ہوئیں

آپ کی بیبیاں متفق علیہ بات یہ ہے کہ تعداد میں گیارہ تھیں چھ قریشیہ تھیں خدیجہ (بنت خویلد) ان کی زندگی میں حضور نے دوسرا نکاح نہیں کیا۔ عائشہؓ بنت ابوبکر صدیق (تاریخ وفات سنہ [illegible] بعہد معاویہ) حفصہؓ بنت عمر (وفات سنہ [illegible]) ام حبیبہؓ بنت ابی سفیان (وفات سنہ [illegible]) ام سلمہؓ ہند بنت ابی امیہ (وفات سنہ [illegible]) سودہؓ بنت زمعہ (وفات سنہ [illegible])

اور چار عربیات زینب بنت جحش بنی اسد بن خزیمہ سے (وفات سنہ ۲۰ھ) میمونہ بنت الحارث الہلالیہ (وفات سنہ ۵۱ھ) ام المساکین زینب بنت خزیمہ (وفات ۴ھ) جویریہ بنت الحارث بنی المصطلق سے (۵۰ھ)

(اور ایک بنی اسرائیل سے صفیہ بنت حیی بن اخطب۔ بنی النضیر سے (وفات ۵۰ھ)

ان میں سے دو خدیجہ اور ام المساکین تو رسول اللہ کی حیات میں فوت ہوگئیں اور باقی نو بعد میں)

لونڈیاں حضور کی چار تھیں (۱) ماریہ القبطیہ جو والی اسکندریہ مقوقس نے ہدیۃً بھیجی تھی (وفات ۱۶ھ) (۲) ریحانہ القرظیہ (وفات سنہ ۱۰ ہجری بحیات رسول اللہ) ان کے سوا دو اور (۱) آپ کے چچوں میں سے دو اسلام لائے ایک حمزہ جو ہجرت کے تیسرے سال جنگ احد میں شہید ہوکر دوسرے عباس جو ۸۸ سال کی عمر میں بخلافت عثمان فوت ہوئے (۲) پھوپھیوں میں سے صفیہ (زبیر کی والدہ) کی ماں اسلام لائیں (۳) آپ کی رضاعی ماں حلیمہ بنت ابی ذوئب السعدیہ تھیں اور ثویبہ ابولہب کی لونڈی نے بھی آپ کو دودھ پلایا تھا (۴) آپ کے گھوڑوں میں سے مشہور نام یہ ہیں سکب، مرتجز، لزاز، ظرب، لحیف۔ یعسوب خچر کا نام دلدل حمار کا نام یعفور اونٹنی کا قصواء ... اونٹنیاں ... بکریاں سات رکھتے تھے۔ انگشتری چاندی کی تھی اس پر تین سطروں میں محمد رسول اللہ نقش تھا مشہور زرہ کا نام ذات الفضول مشہور تلوار ذوالفقار مشہور خادم انس بن مالک۔

شمائل

حضور کے چہرے سے ہیبت و وقار ٹپکتا تھا اور نہایت خوبصورت شگفتہ رنگ تھے دہن مبارک بھی نہایت موزوں اور خوش زیب تھا آپ اس سے نہایت فصیح

اور شیریں کلام فرمایا کرتے تھے اور بات چیت روانی کے ہر کلمہ علیحدہ علیحدہ ایسا کہ گننے والا گن
بھی سکتا ہوتے تھے بلکہ دہرا بھی دیتے تھے اور قبائل عرب سے انکی بولی میں گفتگو فرماتے
تھے آپ کا سر بہت بڑا تھا پیشانی نرم اور روشن اور کشادہ تھی اور اونچی ناک رخسارے ابھرے
ہوئے نہ تھے ریش مبارک گھنی کھلا سینہ اور ابھرے ہوئے اعضاء درمیانہ قد۔ مائل
بحلقات بال گھنگریالے نہیں تھے مگر سیدھے بھی نہ تھے کانوں کی لو تک رکھتے اور بغیر
حج یا عمرہ کے کبھی آپنے سر منڈایا نہیں آپ اپنے بالوں میں مانگ نکالتے تھے مگر
(اس سے مراد اہتمام سے کنگھی پٹی نہیں) کبھی یوں ہی چھوڑ دیتے یا پیچھے الٹا دیتے آپ
کے سر اور داڑھی میں بیس بال سفید تھے

آواز نہایت رسیلی خوش آئیند اور علیحدہ دور تک پہنچنے والی تھی آپ قہقہہ نہیں فرماتے
زیادہ سے زیادہ ہنسی یہ تھی کہ باچھیں کھل جائیں اور اکثر تبسم فرماتے

آپ چلتے ہوئے ایسے معلوم ہوتے تھے گویا اوپر سے نیچے کی طرف ڈھلوان پر ہیں
اور آپ اپنا پاؤں جما کر چلتے

جب آپ کسی کی طرف التفات فرماتے تو تمام بدن کے ساتھ مڑ کر آپ کے بدن مبارک
سے خوشبو آتی تھی آپنے کبھی جمائی اور ڈکار نہیں لیا

۲۔ آپ کے اخلاق نہایت اعلیٰ تھے ذات برکات انسانی کمالات کی جامع اور آئینہ خوبیاں
بے داغ نہ تو تنہا داری کی مصداق تھی غفورہ کے محب اور لوگوں پر نہایت مہربان تھے یہی
جی چاہتا تھا کہ آپ کی خدمت میں بیٹھے رہیں تکلف آپ میں بالکل نہ تھا مجلس میں جب
تشریف لاتے بس جہاں جگہ دیکھتے بیٹھ جاتے آپ اپنی تعظیم کے لئے اصحاب کا اٹھنا
پسند نہ فرماتے تھے آپ اپنے ذاتی بات کے لئے کسی پر ناراض نہ ہوتے تھے بلکہ عفو
اور درگذر سے کام لیتے مگر جب حرمات اللہ کی ہتک کی جاتی تو پھر آپ غضب میں آجاتے
حضرت عائشہ صدیقہ کی گواہی ہے کہ آپ نے کسی خادم اور بی بی کو کبھی نہیں مارا۔ اور

جہاد فی سبیل اللہ کے سوا کسی پر آپکا ہاتھ نہیں اٹھا انس بن مالک خاص غلام کہتا ہے کہ حضور درشت زبان نہ تھے نہ کبھی کوئی فحش کلام زبان پر لاتے اور نہ لعنت بھیجتے زیادہ سے زیادہ ترب جبینہ کہدیتے

اللہ کی خشیت آپکے رونگٹے رونگٹے میں تھی اور باوجود علو منصب و رفعت رتبہ اور بشارات عصمت کے آپ اللہ کی بے نیازی سے ڈرتے تھے آپ بڑے شجاع بڑے قوی بڑے سخی اور بڑے کریم تھے غرض آپکی اخلاق حمیدہ و صفات ستودہ میں سے کس کس کا بیان ہو (لباب الخیار)

"معجزات"

عرب والوں کی اس حالت پر نظر ڈالو جو بعثت سے پہلے تھی اور پھر وہ حالت دیکھو جو حضور کی وفات کے وقت تھی یہ کامیابی یہ کایا پلٹ دینا اسکی نظیر تمام عالم کی تاریخ میں نہیں ملتی پھر قرآن مجید جو آپ پر نازل ہوا وہ قیامت تک ایک زندہ معجزہ ہے فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِّن مِّثْلِهِ کا دعویٰ اور اسکے ساتھ ہی وَلَن تَفْعَلُوا کا اعلان تمام مذاہب عالم پر حجت قائم کر رہا ہے اور پھر اسکی تعلیم پر چل کر ترقیات جسمانی و روحانی پر پہنچے ہوئے انسان ہر زمانہ میں موجود رہے ہیں جو ان کمالات کے وارث ہوتے ہیں جو حضور کو اللہ تعالے نے عطا فرمائے اور وہ زمانہ کے حال کے مطابق معجزات سے اسلام کا غلبہ دوسرے مذاہب عالم پر کرتے ہیں

اسکے علاوہ ہزارہا پیشگوئیاں ہیں جو اب تک پوری ہو رہی ہیں اور سینکڑوں معجزات ہیں جنکا ذکر معتبر و مستند احادیث میں موجود ہے مثلاً انشقاق قمر تھوڑی خوراک سے بہت سے لوگوں کا سیر ہو جانا انگلیوں میں سے پانی بہنا اور امت کا سیراب ہونا

زمزمی

کو معظمہ جاتے ہوئے بیگم صاحبہ مولوی احمد [illegible] صاحب نے لکھی

دور کے جاتے ہو میں دیکھا سوئے آب — شاید آیا ہے نظر رشتۂ دل بے تاب
خاطر خواہ کیوں ہوئے ہے عاشق بے تاب — آسمان پہ جس سے ہے مری رات [illegible]
مست ہو کیوں اسقدر دنیا کے احوال پر — اس شور و غوغا کی کیوں [illegible]
کیا ہوا کیوں گھل رہی سب کی [illegible] — چھوڑ کر دیں عاشق دنیا [illegible]
اپنے پیچھے چھوڑ جاتے ہو مری [illegible] — ہے لکھا جاتے ہیں [illegible] خوب ہے
امر بالمعروف کا پیغام لانے میں آپ — ہو گئی دنیا ہے میں [illegible]
پر جو مولا کی رضا کے لیے کرتے ہیں کام — اور یہی ہوتی ہے اُن کی عزت و شان [illegible]
وہ بجھیں سنگ [illegible] — ساری دنیا سے نرالا [illegible]
لوگ [illegible] دشمن [illegible] — [illegible]
اٹھ آپ ہی [illegible] — [illegible]
کیا بتاؤں اسقدر [illegible] — سب [illegible]
میرا [illegible] مجھکو نبی [illegible] — شاد ہو کر آپ [illegible]
تشنگی [illegible] کیا دنیا سے پیار — پانی کے [illegible]
میری خواہش ہے [illegible] — جس [illegible]
ابن ابراہیم آئے تھے جہاں [illegible] — اگر [illegible]
میرے والد کو بھی [illegible] — [illegible]
ابن ابراہیم [illegible] — [illegible]
کہ [illegible] — [illegible]
اسقدر بھی [illegible] — [illegible]

فہرست کتب

نام کتاب	قیمت	کتاب	قیمت	کتاب	قیمت
اربعین	[illegible]	تفسیر ترجمۃ القرآن پ ۱	[illegible]	ظہور المسیح	[illegible]
حضرت اقدس کی پیاری	[illegible]	پ ۲	[illegible]	نغمۂ اکمل	[illegible]
تحریریں		پ ۳	[illegible]	ادعیۃ الاحادیث	[illegible]
الاسماء الحسنی	[illegible]	پ ۴	[illegible]	البرق	[illegible]
مکتوبات احمدیہ	[illegible]	پ ۵	[illegible]	رسالہ گوشت خوری	[illegible]
الموعظۃ الحسنۃ	[illegible]	پ ۶	[illegible]	اسلام کی پہلی کتاب	[illegible]
سلک مروارید	[illegible]	النصح	[illegible]	ضرورت زمانہ	[illegible]
مجربات نور الدین حصہ اول	[illegible]	رد چکڑالوی	[illegible]	معیار حق	[illegible]
دوم	[illegible]	عمدۃ الاحکام	[illegible]	تاریخ انگلستان	[illegible]
سوم	[illegible]	طبیب روحانی	[illegible]	ہدایات دربارہ معاملات	[illegible]
تحفہ سالانہ جلسہ ۱۹۱۰ء	[illegible]	نجات	[illegible]	پیر سیاہ مہی کی پیشگوئی	[illegible]
حقیقت نماز	[illegible]	صادقوں کی روشنی	[illegible]	غیر اسلام	[illegible]
اسلام کا گُر	[illegible]	حق کا پرچار	[illegible]	نور دل	[illegible]
بائبل کا پرچار	[illegible]	فائل تشحیذ	[illegible]	یسرنا القرآن	[illegible]

ملنے کا پتہ دفتر تشحیذ الاذہان قادیان ضلع گورداسپور پنجاب

(۱) [illegible] صاحب [illegible] ضلع گجرات سے طلب کریں

[illegible]

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۶۴

کلکتہ کے نامی ڈاکٹر ایس کے برمن کی دوائیں مفید اثر ۲۸ برس سے ہندوستان میں جاری ہے آزمائش کر لیجئے

دانت درد کی دوا

لگاتے ہی درد مٹاتی ہے۔ روتے کو ہنساتی ہے
کیسا ہی درد کیوں نہ ہو لگاتے ہی درد دور
ہوتی ہے قیمت ۴ر شیشی محصول ۱ شیشی تک ۵ر

سینی لائن

خون بند کرنے کی اکسیر دوا خونی بواسیر کے لئے
نہایت مفید ہے ناک منہ سے وہ خون جاری
ہے گرتا ہو اسکو فوراً بند کرتی ہے قیمت ۸ر شیشی محصول ۴ر

دمہ کی دوا

دمہ چاہے جتنا زور سے چڑھا ہو اس دوا کی ایک
خوراک کے استعمال سے دب جاتا ہے۔ بہتر ہے دمہ
سے اگر یہ دوا استعمال کرائی جاوے تو دمہ ایک دم
چلا جاتا ہے پرانے دمہ کے مریض جنکو دمہ کی شکایت
ہو گیا ہے وہ بھی اس دوا سے صحت پاتے ہیں قیمت
۱ شیشی محصول ۱ شیشی تک ۵ر

ای او ڈائیڈ سالسے پیریلا خون صاف کرنے کی اکسیر دوا

اس اکسیر کو صاف کرکے اس میں پوٹاس ای او ڈائیڈ
ملایا گیا ہے ایک لاثانی ہوئی ہے دوا عقاریہ سالسے پیریلا
ہے جسے عام سالسوں سے زیادہ مفید اثر ہے گرمی
آتشک اور کسی سبب سے خون بگڑ گیا ہو تو
اسکا استعمال جلد کرنا چاہیئے
قیمت ۱۲ خوراک کی شیشی ۱ محصول چھ آنہ

پین پلز

درد دور کرنے والی دوا
ان سے فی الفور چیش پیٹ درد اور ہر طرح کے درد سر
ورم اور گنٹھیا کے سبب جوڑوں میں درد ہو اسکے
استعمال سے فوراً دور ہوتی ہے قیمت ۱ شیشی محصول ۵ر

کان بہنے کی دوا

کان کے اندر سے ریم آتا ہو پرانا ہو یا نیا ہو تین
مرتبہ کے استعمال سے بہنا بند ہوتا ہے قیمت ۸ر
پچکاری کان صاف کرنے کی ۸ر محصول ہر دو چیز کا
۵ر

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵/۶ تاراچند دت اسٹریٹ کلکتہ

یہ رسالہ ہر انگریزی مہینہ کی ۲۰ تاریخ کو قادیان ضلع گورداسپور سے شائع ہوتا ہے

۱۹۱۳

بابت ماہ مارچ

تشحیذ الاذہان

فہرست مضامین

قیمت سالانہ

دلائل ہستی باری تعالیٰ یہ مضمون دو ہزار کی تعداد میں چھاپا گیا ہے خدا کے منکروں کے زیر اثر لوگوں میں تقسیم کرنے کے لئے احباب حسب ضرورت منگا سکتے ہیں مینیجر تشحیذ کے پتہ پر خط و کتابت سے سہولت ہوگی

۲۱ صفحے زیادہ اس مہینے ابھی ریویو کا وعدہ ہے گو بجائے ۲۰ صفحے کر دئے ہیں اب ماہ جون کا رسالہ ۷۴ صفحے کا روانہ ہوتا ہے [illegible] مضمون [illegible] تشحیذ کے پاس [illegible] اصل پہنچ جائے

وی پی واپس کرنے والے فروری کے رسالہ میں حضرت نبی کریم صلعم کے سال [illegible] جامع مختصر حالات چھاپے گئے ہیں جن صاحبوں نے وی پی واپس کر دئے ہیں وہ اس سورج [illegible] دیکھ سکے [illegible] وی پی [illegible] وی پی کی اجازت دیں [illegible]

فتوحات ربانی سید صادق حسین صاحب نے مولوی ابراہیم سیالکوٹی کی کتاب شہادۃ القرآن حصہ دوم کا جواب لکھنا شروع کیا ہے [illegible] سے چھاپا [illegible] کتاب [illegible] کے احباب اوراق [illegible] اس رسالہ میں [illegible] صفحے دے گئے ہیں [illegible] پہلے چھپ چکے ہیں [illegible] چھاپ دیئے جائینگے

انجمن احمدیہ پشاور [illegible] وقت میرے سامنے دو ضخیم [illegible] پڑی ہیں [illegible] رسالہ میں [illegible] [illegible] حضرت محمد رسول اللہ صلعم [illegible] حضرت موسیٰ [illegible] خلافت موسوی و خلافت محمدیہ [illegible] ذکر کیا [illegible] خوب روشنی ڈالی ہے [illegible] مسیح محمدی [illegible] مسیح موسوی سے [illegible] [illegible] حضرت اقدس [illegible] [illegible] مصنف [illegible] کتابیں [illegible] [illegible] صاحب [illegible] [illegible] کے متعلق [illegible] [illegible] پیشگوئیوں [illegible] [illegible] [illegible] انجمن [illegible] [illegible] انجمن احمدیہ پشاور

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

افی اللہ شک فاطر السموات والارض

دلائل ہستی باری تعالیٰ

اس زمانہ میں عقائد ایمانیات پر جو مادی دنیا نے اعتراضات کئے ہیں ان میں سے سب سے بڑا مسئلہ انکار ذات باری ہے۔ مشرک گو خدا کا شریک ان کو بناتا ہے لیکن کم سے کم خدا تعالیٰ کے وجود کا تو قائل ہے دہریہ بالکل ہی انکاری ہے موجودہ سائنسدانوں نے ہر چیز کی بنیاد مشاہدات پر رکھی ہے۔ اسلئے دہریہ سوال کرتے ہیں کہ اگر کوئی خدا ہے تو ہمیں دکھا دو ہم بغیر دیکھے کے اسے کیونکر مان لیں۔ چونکہ اس وقت دہریت کی ہوا نے اکثر نوجوانوں کے دلوں سے اس پاک ذات کے نقش کو مٹا دیا ہے اور کالجوں کے سینکڑوں طالب علم اور بیرسٹر وغیرہ وجود باری کے منکر ہوتے ہیں اور انکی تعداد روز افزوں ہے اور ہزاروں آدمی ایسے پائے جاتے ہیں جو بظاہر قوم و ملک کے خوف سے اظہار تو نہیں کرتے لیکن فی الحقیقت اپنے دلوں میں وہ خدا پر کچھ یقین نہیں رکھتے۔ اسلئے میں نے ارادہ کیا کہ اگر اللہ تعالیٰ مجھے توفیق دے تو میں اس پر ایک چھوٹا سا ٹریکٹ لکھ کر شائع کروں شاید کسی سعید روح کو اس سے فائدہ پہنچ جائے۔

۱۔ دہریوں کا پہلا سوال یہ ہے کہ اگر خدا ہمیں دکھا دو تو ہم مان لیتے ہیں۔

مجھے اس سوال کے سننے کا کئی بار موقعہ ملا ہے لیکن ہمیشہ اسکے سننے سے حیرت ہوتی ہے
انسان مختلف چیزوں کو مختلف حواس سے پہچانتا ہے کسی چیز کو دیکھکر کسی کو چھوکر کسی کو
سونگھکر کسی کو سنکر کسی کو چکھکر رنگ کا علم دیکھنے سے ہو سکتا ہے سونگھنے یا چھونے یا
چکھنے سے نہیں پھر اگر کوئی شخص کہے کہ میں تو رنگ کو تب مانونگا کہ اگر مجھے اسکی آواز سناؤ
تو کیا وہ شخص بیوقوف ہے یا نہیں اسی طرح آواز کا علم سننے سے ہوتا ہے لیکن اگر کوئی شخص
کہے کہ مجھے فلاں شخص کی آواز دکھا دو پھر میں دیکھکر مانونگا کہ وہ بولتا ہے تو کیا ایسا شخص
جاہل ہوگا یا نہیں ایسا ہی خوشبو سونگھکر معلوم ہوتی ہے لیکن کوئی شخص طلب
کرے کہ اگر تم مجھے گلاب کی خوشبو چکھا دو تو تب میں مانونگا تو کیا ایسے شخص کو دانا
کہ سکینگے اسکے خلاف چکھکر معلوم کرنیوالی چیزوں یعنی ترشی شیرینی کڑواہٹ نمکینی کو
اگر کوئی سونگھکر معلوم کرنا چاہے تو کبھی نہیں کرسکتا پس یہ کچھ ضروری نہیں کہ جو چیز ہمیں
نظر آتی ہے تو ہم مانتے ہیں اور جو چیز سامنے نظر نہ آئے اسے نہ مانیں ورنہ اس طرح تو گلاب
کی خوشبو لیمو کی ترشی شہد کی مٹھاس صبر کی کڑواہٹ لوہے کی سختی آواز کی خوبی سب
کا انکار کرنا پڑیگا کیونکہ یہ چیزیں تو نظر نہیں آتیں بلکہ سونگھنے چکھنے چھونے اور سننے سے
معلوم ہوتی ہیں پس یہ اعتراض کیسا غلط ہے کہ خدا کو ہمیں دکھاؤ تب ہم مانیں گے
کیا یہ معترض گلاب کی خوشبو کو دیکھ پاتے ہیں یا شہد کی شیرینی کو پھر کیا وجہ ہے کہ
اللہ تعالیٰ کی ذات کے متعلق یہ شرط پیش کی جاتی ہے کہ دکھا دو تب مانینگے ✤

علاوہ ازیں انسان کے وجود میں خود ایسی چیزیں موجود ہیں کہ جنکو بغیر دیکھے کے یہ
مانتا ہے اور اسے ماننا پڑتا ہے کیا سب انسان اپنے دل جگر دماغ انتڑیاں پھیپھڑے اور
تلی کو دیکھکر مانتے ہیں وہ بغیر دیکھے کے اگر ان چیزوں کو اسکے دکھانیکے لئے نکالا جائے
تو انسان اسی وقت مرجائے اور دیکھنے کی نوبت ہی نہ آئے ✤

یہ مثالیں تو میں نے اس بات کی دی ہیں کہ سب چیزیں صرف دیکھنے سے ہی

معلوم نہیں ہوتیں بلکہ پانچ مختلف حواس سے انکا علم ہوتا ہے اب میں بتاتا ہوں کہ بہت سی چیزیں ایسی ہیں کہ جنکا علم بواسطہ ان پانچوں حواس سے بھی نہیں ہوتا بلکہ انکے معلوم کرنیکا ذریعہ ہی اور ہے مثلاً عقل یا حافظہ یا ذہن ایسی چیزیں ہیں کہ جنکا انکار دنیا میں کوئی بھی نہیں کرتا۔ لیکن کیا کسی نے عقل کو دیکھا ہے یا سنا یا چکھا سونگھا یا چھوا ہے پھر کیونکر معلوم ہوا کہ عقل کوئی چیز ہے یا حافظہ کا کوئی وجود ہے پھر قوت ہی کو لے لو ہر انسان میں تھوڑی بہت قوت موجود ہے کوئی کمزور ہو یا طاقتور مگر کچھ نہ کچھ قوت ضرور رکھتا ہے مگر کیا قوت کو آجتک کسی نے دیکھا یا سنا چھوا یا چکھا ہے پھر کیونکر معلوم ہوا کہ قوت بھی کوئی چیز ہے اسبات کو ایک جاہل سے جاہل انسان بھی سمجھ سکتا ہے کہ ان چیزوں کو ہم نے اپنے حواس سے معلوم نہیں کیا بلکہ انکے اثرات کو معلوم کرکے انکا پتہ لگایا ہے مثلاً جب ہمنے دیکھا کہ انسان مختلف مشکلات میں گھر کر کچھ دیر غور کرتا ہے اور کوئی ایسی تدبیر نکالتا ہے جس سے وہ اپنی مشکلات کو دور کر لیتا ہے جب اس طرح مشکلات کو حل ہوتے ہوئے ہمنے دیکھا تو یقین کر لیا کہ کوئی چیز ایسی انسان میں موجود ہے جو ان موقعوں پر اسکے کام آتی ہے اور اس چیز کا نام ہمنے عقل رکھا پس عقل کو بلاواسطہ ہمنے پانچوں حواس میں سے کسی سے بھی دریافت نہیں کیا بلکہ اسکے کرشموں کو دیکھکر اسکا علم حاصل کیا۔ اسی طرح جب ہم نے انسان کو بڑے بڑے بوجھ اٹھاتے دیکھا تو معلوم کیا کہ اس میں کچھ ایسا مادہ ہے کہ جس کی وجہ سے یہ بوجھ اٹھا سکتا ہے اور خصوصاً انسانوں کی طاقتوں میں فرق دیکھکر ہمیں اور بھی یقین ہو گیا اور ہمنے معلوم کیا کہ یہ مادہ کسی میں کم ہوتا ہے اور کسی میں زیادہ پس قوت و طاقت کو ہم نے نہیں دیکھا بلکہ قوت و طاقت کے کاموں کو ہم نے دیکھا ہے اور معلوم کیا کہ انسان میں کوئی ایسی چیز ہے کہ جس کی وجہ سے یہ بوجھ اٹھا سکتا ہے اپنے کمزور چیزوں کو قابو کر لیتا ہے اور اسکا نام قوت یا طاقت رکھدیا ÷

اسی طرح جس قدر لطیف سے لطیف اشیاء کو لیتے جاؤ گے انکے وجود انسان کی نظروں سے غائب ہی نظر آئینگے اور ہمیشہ ان کے وجود کا پتہ انکے اثر سے معلوم ہوگا نہ کہ خود انہیں دیکھکر یا سونگھکر یا چکھ اور چھو کر

پس اللہ کی ذات جو الطف سے الطف ہے اسکے علم حاصل کرنیکے لئے ایسی ویسی قیدیں لگانی کس طرح جائز ہو سکتی ہیں کہ آنکھوں کے دیکھے بغیر اسے نہیں مانیںگے کیا بجلی کو کبھی کسی نے دیکھا پھر کیا الیکٹرسٹی کی مدد سے جو تار برقی کھنچتی ہیں یا مشینیں چلتی ہیں یا روشنی کی جاتی ہے اسکا انکار کیا جا سکتا ہے ایتھر کی تحقیقات نے فزیکل علوم کی دنیا میں . . . . ایک عظیم الشان تہلکہ پیدا کر دیا لیکن کیا اب تک سائنس کے ماہرین اسکے دیکھنے سننے سونگھنے چھونے یا چکھنے کا کوئی ذریعہ نکال سکے لیکن اس کا وجود مانا نہیں تو پھر یہ بات حل ہی نہیں ہو سکتی کہ سورج کی روشنی دنیا تک پہنچتی کیونکر ہے پس کیسا ظلم ہے کہ ان شواہد کے ہوتے ہوئے کہا جاتا ہے کہ خدا کو دکھاؤ تو ہم مانینگے اللہ تعالے نظر تو آتا ہے لیکن انہیں آنکھوں سے جو اسکے دیکھنے کے قابل ہیں ہاں اگر کوئی اسکے دیکھنے کا خواہشمند ہو تو وہ اپنی قدرتوں اور طاقتوں سے دنیا کے سامنے ہے اور باوجود پوشیدہ ہونے کے سب سے زیادہ ظاہر ہے

قرآن شریف میں اس مضمون کو نہایت مختصر لیکن بے نظیر پیرایہ میں اللہ تعالے نے یوں بیان فرمایا ہے کہ لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ یعنی اللہ تعالے کی ذات ایسی ہے کہ نظریں اس تک نہیں پہنچ سکتیں بلکہ وہ نظروں تک پہنچتا ہے اور وہ لطیف اور خبردار ہے۔ اس میں اللہ تعالے نے انسان کو اس طرف متوجہ کیا ہے کہ تیری نظر اس قابل نہیں کہ خدا کی ذات کو دیکھ سکے کیونکہ وہ تو لطیف ذات ہے اور لطیف اشیاء تو نظر نہیں آتیں جیسا کہ قوت بے عقل ہے روح ہے بجلی ہے ایتھر ہے یہ چیزیں کبھی کسی کو نظر نہیں آئیں پھر خدا کی

لطیف ذات تک انسان کی نظریں کب پہنچ سکتی ہیں۔ ہاں پھر خدا کو لوگ کیونکر دیکھ سکتے ہیں اور اسکی معرفت کے حاصل کرنیکا کیا طریق ہے اسکا جواب یہ ہے کہ وھو یدرک الابصار یعنی خود وہ نظروں تک پہنچتا ہے اور باوجود اسکے کہ نظر انسانی اپنی کمزوری کی وجہ سے اسکی کنہ تک نہیں پہنچ سکتی۔ وہ اپنی طاقت اور قوت کے اظہار سے اور اپنی صفات کے جلوہ سے اپنا وجود آپ انسان کو دکھاتا ہے اور گو نظر انسانی اسکے دیکھنے سے قاصر ہے مگر وہ خود اپنا وجود اپنی لا انتہا قوتوں اور قدرتوں سے مختلف پیرایوں میں ظاہر کرتا ہے کبھی قہری نشانوں سے کبھی انبیاء کے ذریعہ سے کبھی آثار رحمت سے اور کبھی قبولیت دعا سے

اب اس بات کے ثابت کر چکنے کے بعد کہ اگر اللہ تعالے کو ماننا اس بات پر منحصر کیا جائے کہ ہم اسے دکھا دیں اور سوائے دیکھنے کے کسی چیز کو مانا ہی نہ جائے تو دنیا کی قریباً سب اشیاء کا انکار کرنا پڑیگا اور بعض فلاسفروں کے قول کے مطابق تو کل اشیاء کا کیونکہ انکا مذہب ہے کہ دنیا میں کوئی چیز نظر نہیں آتی بلکہ صرف صفات ہی صفات نظر آتی ہیں۔ میں اسطرف متوجہ ہوتا ہوں کہ وہ کون سے دلائل ہیں جن سے وجود باری کا پتہ لگتا ہے اور انسان کو یقین ہوتا ہے کہ میرا خالق کوئی اور ہے اور میں آپ ہی اپنا خالق نہیں

دلیل اوّل میں پہلے اس عقیدہ کے ثبوت کہ قرآن شریف نے کمالات روحانی کے حصول کے تمام ذرائع بیان فرمائے ہیں۔ ہستی باری کے کل دلائل قرآن شریف سے ہی پیش کرونگا و من اللہ التوفیق اور چونکہ سب سے پہلا علم جو انسان کو اس دنیا میں آکر ہوتا ہے وہ کانوں سے ہوتا ہے اسلئے میں بھی سب سے پہلے سماعی دلیل ہی لیتا ہوں۔

اللہ تعالے قرآن شریف میں ایک جگہ فرماتا ہے کہ قد افلح من تزکّٰی و ذکر اسم ربّہ فصلّٰی بل تؤثرون الحیٰوۃ الدنیا والاٰخرۃ

خیر و ابقیٰ ان ھذا لفی الصحف الاولیٰ صحف ابراھیم و موسیٰ
یعنی مظفر و منصور ہو گیا وہ شخص کہ جو پاک ہوا۔ اور اس نے اپنے رب کا زبان سے اقرار کیا
اور پھر زبان سے ہی نہیں بلکہ عملی طور سے عبادت کر کے اپنے اقرار کا ثبوت دیا۔ لیکن تم
لوگ تو دنیا کی زندگی کو اختیار کرتے ہو حالانکہ آخرت کی بہتری ہی اصل بہتری اور
دیرپا ہے اور یہ بات صرف قرآن شریف ہی پیش نہیں کرتا بلکہ سب پہلی کتابوں میں
یہ دعوے موجود ہے چنانچہ ابراہیمؑ و موسیٰؑ نے جو تعلیم دنیا کے سامنے پیش کی۔ اس
میں بھی یہ احکام موجود ہیں۔ اس آیت میں اللہ تعالے نے مخالفین قرآن پر حجت
پیش کی ہے کہ اپنی نفسانی خواہشوں سے بچنے والے خدا کی ذات کا۔۔۔۔ اقرار
کرنیوالے اور پھر اسکا سچا فرمانبردار بننے والے ہمیشہ کامیاب و مظفر ہوتے ہیں۔ اور
اس تعلیم کی سچائی کا ثبوت یہ ہے کہ یہ بات پہلے تمام مذاہب میں مشترک ہے چنانچہ
اسوقت کے بڑے مذاہب مسیحی یہودی اور کفار مکہ پر حجت کے لئے حضرت ابراہیم
اور موسیٰ کی مثال دیتا ہے کہ ان کو تو تم مانتے ہو انہوں نے بھی یہ تعلیم دی ہے۔ پس
قرآن شریف نے ہستی باری کا ایک بہت بڑا ثبوت یہ بھی پیش فرمایا ہے کہ کل مذاہب
اسپر متفق ہیں اور سب اقوام کا یہ مشترک مسئلہ ہے چنانچہ جس قدر اس دلیل پر غور کیا جائے
نہایت صاف اور سچی معلوم ہوتی ہے۔ حقیقت میں کل دنیا کے مذاہب اس بات پر متفق
ہیں کہ کوئی ہستی ہے جس نے کل جہان کو پیدا کیا۔ مختلف ممالک اور احوال کے تغیر کی
وجہ سے خیالات و عقائد میں بھی فرق پڑتا ہے لیکن باوجود اسکے جس قدر بھی مذہب
ہیں سب اللہ تعالے کے وجود پر متفق اللسان ہیں گو اسکی صفات کے متعلق ان میں
اختلاف ہو موجودہ مذاہب یعنے اسلام مسیحیت یہودیت بودھ ازم سکھ ازم ہندو
ازم اور مذہب زرتشتی تو سب کے سب ایک اللہ خدا ایلوہیم پرم ایشور پرم آتما یا
یزدان کے قائل ہی ہیں مگر جو مذاہب کہ دنیا کے پردہ سے مٹ چکے ہیں۔ ان کے

متعلق بھی آثار قدیمہ سے یہ پتہ چلتا ہے کہ سب کے سب ایک خدا کے قائل اور معتقد تھے خواہ وہ مذاہب امریکہ کے جدید شدہ ملک میں پیدا ہوئے ہوں یا افریقہ کے جنگلوں میں خواہ روما میں خواہ انگلستان میں خواہ جاوا و سماٹرا میں خواہ جاپان و چین میں خواہ سائیبریا و تبت میں یہ اتفاق مذاہب کیونکر ہوا اور کون تھا جس نے امریکہ کے رہنے والے باشندوں کو ہندوستان کے عقائد سے یا چین کے باشندوں کو اہل افریقہ کے عقائد سے آگاہ کیا پہلے زمانہ میں ریل تار اور ڈاک کا یہ انتظام تو تھا نہیں جو اب ہے نہ اسطرح جہازوں کی آمد و رفت کی کثرت تھی گھوڑوں اور خچروں کی سواری تھی اور بادبان جہاز آجکل کے دنوں کا سفر مہینوں میں کرتے تھے اور بہت سے علاقے تو اسوقت دریافت بھی نہ ہوئے تھے پھر ان سب مختلف المذاق اور مختلف الرسوم اور ایک دوسرے سے ناآشنا ممالک میں اس ایک عقیدہ پر کیونکر اتفاق ہو گیا۔ بس گھر تو ایک نسلوں میں تو دو آدمیوں کا اتفاق ہونا مشکل ہوتا ہے پھر کیا اسقدر قوموں اور ملکوں کا اتفاق جو آپس میں کوئی تبادلہ خیالات کے ذرائع نہ رکھتی تھیں۔ اس بات کی دلیل نہیں کہ یہ عقیدہ ایک امر واقعہ ہے اور کسی نامعلوم ذریعہ سے جسے اسلام نے کھولدیا ہے ہر قوم پر اور ہر ملک میں اسکا اظہار کیا گیا ہے اہل تاریخ کا اس امر پر اتفاق ہے کہ جس مسئلہ پر مختلف اقوام کے مورخ متفق ہو جائیں اسکی راستی میں شک نہیں کرتے پس جب اس مسئلہ پر ہزاروں لاکھوں قوموں نے اتفاق کیا ہے تو کیوں نہ یقین کیا جائے کہ کسی جلوہ کو دیکھکر ہی اب دنیا اس خیال کی قائل ہوئی ہے ٭

دلیل دوم دوسری دلیل جو قرآن شریف میں ہستی باریتعالیٰ کے متعلق دی ہے ان آیات سے معلوم ہوتی ہے وَتِلْكَ حُجَّتُنَآ اٰتَيْنٰهَآ اِبْرٰهِيْمَ عَلٰى قَوْمِهٖ نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَآءُ اِنَّ رَبَّكَ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ وَوَهَبْنَا لَهٗٓ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ كُلًّا هَدَيْنَا وَنُوْحًا هَدَيْنَا مِنْ قَبْلُ وَمِنْ

ذُرِّيَّتِهٖ دَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ وَاَيُّوْبَ وَيُوْسُفَ وَهٰرُوْنَ وَكَذٰلِكَ نَجْزِى الْمُحْسِنِيْنَ وَزَكَرِيَّا وَيَحْيٰى وَعِيْسٰى وَاِلْيَاسَ كُلٌّ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَالْيَسَعَ وَيُوْنُسَ وَلُوْطًا وَكُلًّا فَضَّلْنَا عَلَى الْعٰلَمِيْنَ پھر کچھ آیات کے بعد فرمایا ہے کہ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ یعنی وہ ایک دلیل ہے جو ہم نے ابراہیم کو انکی قوم کے مقابل میں دی اور ہم جس کے درجات چاہتے ہیں بلند کرتے ہیں تحقیق تیرا رب بڑا حکمت والا اور علم والا ہے اور ہم نے اسے اسحاق و یعقوب دیئے۔ ہر ایک کو ہم نے سچا راستہ دکھایا اور نوح کو بھی ہم نے سچا راستہ دکھایا۔ ان سے پہلے اور اُسکی اولاد میں سے داؤدؑ اور سلیمانؑ ایوب یوسف موسیٰ اور ہارون کو بھی اور ہم نیک اعمال میں کمال کرنیوالوں کے ساتھ اسی طرح سلوک کیا کرتے ہیں اور زکریا یحییٰ عیسیٰ اور الیاسؑ کو بھی راہ دکھایا۔ اور یہ سب لوگ نیک تھے اور اسمٰعیل الیسع یونسؑ اور لوطؑ کو بھی راستہ دکھایا۔ اور ان سب کو ہم نے اپنے زمانہ کے لوگوں پر فضیلت دی تھی اور پھر فرماتا ہے کہ یہ وہ لوگ تھے کہ جنکو خدا نے ہدایت دی پس تو انکے طریق کی پیروی کر ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے کہ اس قدر نیک اور پاک لوگ جس بات کی گواہی دیتے ہیں وہ مانی جانے یا وہ بات جو دوسرے ناواقف لوگ کہتے ہیں اور اپنے چال چلن سے انکے چال چلن کا مقابلہ نہیں کر سکتے سیدھی بات ہے کہ انہیں لوگوں کی بات کو وقعت دیجائیگی جو اپنے چال چلن اور اپنے عمل سے دنیا پر اپنی نیکی اور پاکیزگی اور گناہوں سے بچنا اور جھوٹ سے پرہیز کرنا ثابت کر چکے ہیں پس ہر ایک شخص کا فرض ہے کہ وہ انہیں کا متبع کرے اور انکے مقابل میں دوسرے لوگوں کی بات کا انکار کر دے چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ جس قدر نیکی اور اخلاق کے پھیلانے والے گذرے ہیں اور جنھوں نے اپنے عمل سے دنیا پر اپنی راستی کا سکہ بٹھا دیا تھا وہ سب کے سب اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ ایک ایسی ہستی ہے جسے مختلف زمانوں میں

اللہ یا گاڈ اور پرمیشور کہا گیا ہے ہندوستان کے راستباز رامچندر کرشن ایران کا راستباز زرتشت مصر کا راستباز موسیٰ ناصرہ کا راستباز مسیح پنجاب کا ایک راستباز نانک پھر سب راستبازوں کا سرتاج عرب کا نور محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم جس کو اسکی قوم نے بچپن سے صادق کا خطاب دیا اور جو کہتا ہے کہ فقد لبثت فیکم عمرًا میں نے تو تم میں اپنی عمر گزاری ہے کیا تم میرا کوئی جھوٹ ثابت کر سکتے ہو اور اسکی قوم کوئی اعتراض نہیں کر سکتی۔ اور ان کے علاوہ اور ہزاروں راستباز جو وقتاً فوقتاً دنیا میں ہوتے ہیں یک زبان ہو کر پکارتے ہیں کہ ایک خدا ہے اور یہی نہیں بلکہ کہتے ہیں کہ ہم نے اس سے ملاقات کی اور اس سے ہمکلام ہوئے بڑے سے بڑے فلاسفر جنھوں نے دنیا میں کوئی کام کیا ہو وہ ان میں سے ایک کے کام کا ہزارواں حصہ بھی پیش نہیں کر سکتے۔ بلکہ اگر ان لوگوں اور فلاسفروں کی زندگی کا مقابلہ کیا جائے تو فلاسفروں کی زندگی میں اقوال سے بڑھکر افعال کے باب بہت ہی کم نظر آئینگے وہ صدق و راستی جو انھوں نے دکھائی وہ فلاسفر کہاں دکھا سکے وہ لوگوں کو راستی کی تعلیم دیتے ہیں مگر خود جھوٹ سے پرہیز نہیں کرتے لیکن انکے مقابلہ میں وہ لوگ جن کا میں نام اوپر لے چکا ہوں صرف راستی کی خاطر ہزاروں تکلیفیں برداشت کرتے رہے لیکن کبھی انکا قدم اپنی جگہ سے نہیں ہلا۔ انکے قتل کرنیکے منصوبے کئے گئے۔ انکو وطنوں سے خارج کیا گیا۔ انکو گلیوں اور بازاروں میں ذلیل کرنے کی کوشش کی گئی ان سے کل دنیا نے قطع تعلق کر لیا مگر انھوں نے اپنی بات نہ چھوڑی اور کبھی دنیا کے لوگوں کی خاطر جھوٹ بول کر اپنے آپکو عذاب سے نہ بچا لیتے اور انکے عمل نے انکی دنیا سے نفرت نے نمائش سے علیحدگی نے اسبات کو ثابت کر دیا ہے۔ کہ وہ بے غرض تھے اور کسی نفسانی غرض سے کوئی کام نہ کرتے تھے پھر ایسے صادق القول لوگ یک زبان ہو کر کہتے ہیں کہ ہم نے اللہ تعالیٰ سے ملاقات کی۔ اسکی آواز سنی اور اسکے جلوہ کا مشاہدہ کیا تو انکے قول کا انکار کرنیکی کسی کے پاس کیا وجہ ہے۔ جن لوگوں کو ہم روز

جھوٹ بولتے سنتے ہیں وہ بھی جب چند ملکر ایک بات کی گواہی دیتے ہیں تو ماننا ہی پڑتا ہے جن کے احوال سے ہم بالکل ناواقف ہوتے ہیں۔ وہ اخباروں میں اپنی تحقیقاتیں شائع کرتے ہیں تو ہم تسلیم کرلیتے مگر نہیں مانتے تو ان راستبازوں کا کلام نہیں مانتے دنیا کہتی ہے کہ لنڈن ایک شہر ہے اور ہم اسے تسلیم کرتے ہیں جغرافیوں والے لکھتے ہیں کہ امریکہ ایک براعظم ہے اور ہم اسکی تصدیق کرتے ہیں سیاح کہتے ہیں کہ سائیبیریا ایک وسیع اور غیر آباد علاقہ ہے اور ہم اسکا انکار نہیں کرتے کیوں؟ اسی لئے کہ بہت سے لوگوں کی گواہی اسپر ہو گئی ہے حالانکہ ہم ان گواہوں کے حالات سے واقف نہیں کہ وہ جھوٹے ہیں یا سچے مگر اللہ تعالے کے وجود پر جن گواہی دینے والے وہ لوگ ہیں کہ جن کی سچائی روز روشن کی طرح عیاں ہے۔ انہوں نے اپنے مال وجان وطن عزت وآبرو کو تباہ کرکے راستی کو دنیا میں قائم کیا پھر ان سیاحوں اور جغرافیہ والوں کی بات کو ماننا اور ان راستبازوں کی بات کا انکار کرنا کہاں کی راستبازی ہے اگر لنڈن کا وجود چند لوگوں سے سن کر ثابت ہو سکتا ہے تو اللہ تعالے کا وجود ہزاروں راستبازوں کی گواہی پر کیوں ثابت نہیں ہو سکتا۔

غرضیکہ ہزاروں راستبازوں کی شہادت جو اپنے عینی مشاہدہ پر خدا تعالے کے وجود کی گواہی دیتے ہیں کسی صورت میں بھی رد کے قابل نہیں ہو سکتی تعجب ہے کہ جو اس کوچہ میں پڑے ہیں وہ تو سب بالاتفاق کہتے ہیں کہ خدا ہے لیکن جو اس کے کوچہ سے بالکل بے بہرہ ہیں وہ کہتے ہیں کہ انکی بات نہ مانو ہماری مانو کہ خدا نہیں ہے حالانکہ اصول شہادت کے لحاظ سے اگر دو برابر کے راستباز آدمی بھی ایک معاملہ کے متعلق گواہی دیں تو جو کہتا ہے کہ میں نے فلاں چیز کو دیکھا اسکی گواہی کو اسکی گواہی پر جو کہتا ہے میں نے اس چیز کو نہیں دیکھا ترجیح دیجائیگی کیونکہ یہ ممکن ہے کہ ان میں سے ایک کی نظر اس چیز پر نہ پڑی ہو لیکن یہ ناممکن ہے کہ ایک نے وہ دیکھا ہو اور جھوٹ کہے کہ میں نے دیکھا

ہے پس خدا کے دیکھنے والوں کی گواہی اسکے منکروں پر بہرحال حجت ہوگی ۔

دلیل سوم تیسری دلیل جو قرآن شریف سے معلوم ہوتی ہے یہ ہے کہ انسان کی فطرت خود خدا تعالےٰ کی ہستی پر ایک دلیل ہے کیونکہ بعض ایسے گناہ ہیں کہ جنکو فطرت انسانی قطعی طور پر ناپسند کرتی ہے مثلاً ماں بہن اور لڑکی کے ساتھ زنا ہے پاخانہ و پیشاب اور اس قسم کی نجاستوں سے تعلق ہے جھوٹ ہے یہ سب ایسی چیزیں ہیں کہ جن سے ایک دہریہ بھی پرہیز کرتا ہے مگر کیوں؟ اگر کوئی خدا نہیں تو کیوں وہ اپنی ماں اور بہن اور دوسری عورتوں میں کچھ فرق جانتا ہے۔ جھوٹ کو کیوں برا جانتا ہے کیا دلائل ہیں کہ جنھوں نے مذکورہ بالا چیزوں کو اسکی نظر میں بدنما قرار دیا ہے اگر کسی بالائی طاقت کا رعب اسکے دل پر نہیں تو وہ کیوں ان سے احتراز کرتا ہے اسکے لئے تو جھوٹ اور سچ ظلم اور انصاف سب ایک ہی ہونا چاہیئے جو دل کی خوشی ہوئی کرلیا وہ کونسی شریعت ہے جو اسکے جذبات پر حکومت کرتی ہے وہ خدا کی حکومت ہے جس نے دل پر اپنا تخت رکھا ہے اور گو ایک دہریہ زبان سے اسکی حکومت سے نکل گئے لیکن وہ اس کی بنائی ہوئی فطرت سے باہر نہیں نکل سکتا اور گناہوں سے اجتناب یا اسکے اظہار سے اجتناب اسکے لئے ایک دلیل ہے کہ کسی بادشاہ کی جوابدہی کا خوف ہے جو اسکے دل پر طاری ہے گو وہ اس کی بادشاہت کا انکار ہی کرتا ہے۔ قرآن شریف میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ لا اقسم بیوم القیامۃ ولا اقسم بالنفس اللوامۃ یعنی جیسا کہ لوگ سمجھے ہیں کہ نہ خدا ہے نہ کوئی جزا سزا ہے ایسا نہیں بلکہ ہم ان دو امور کی شہادت کے لئے دو چیزیں پیش کرتے ہیں۔ ایک تو ساعت کو کہ بربادی کے لئے ایک قیامت کا دن مقرر ہے جس میں کہ اسکا فیصلہ ہوتا ہے اور نیکی کا بدلہ نیک اور بدی کا بدلہ بد ملجاتا ہے۔ اگر خدا نہیں تو یہ جزا سزا کیونکر مل رہی ہے اور جو لوگ قیامت کبریٰ کے منکر ہیں وہ دیکھ لیں کہ قیامت تو اسی دنیا سے شروع ہے زانی کو آتشک و سوزاک ہوتا ہے

شادی شدہ کو تو نہیں ہوتا حالانکہ دونوں ایک ہی کام کر رہے ہوتے ہیں۔ دوسری شہادت نفس لوّامہ ہے یعنی انسان کا نفس خود ہی گناہ پر ملامت کرتا ہے کہ یہ بات بری ہے۔ اور گندی ہے در یہ بھی زنا اور جھوٹ کو برا جانینگے تکبر اور حسد کو اچھا نہ سمجھینگے مگر کیوں؟ ان کے پاس تو کوئی شریعت نہیں اسی لئے کہ انکا دل برا مناتا ہے اور دل اسی لئے برا مناتا ہے کہ مجھے اس فعل کی ایک حاکم اعلیٰ کی طرف سے سزا ملیگی گو وہ لفظوں میں اسے ادا نہیں کر سکتا اسی کی تائید میں ایک اور جگہ قرآن شریف میں ہے کہ فالھمھا فجورھا وتقوٰھا اللہ تعالیٰ نے ہر نفس میں نیکی اور بدی کا الہام کر دیا ہے پس نیکی بدی کا احساس خود خدا کی ایک زبردست دلیل ہے اگر خدا نہیں تو کوئی وجہ نہیں کہ ایک چیز کو نیک اور ایک کو بد سمجھا جاوے جو دل میں آئے لوگ کر لیا کریں۔

دلیل چہارم چوتھی دلیل جو قرآن شریف سے ذات باری کے متعلق معلوم ہوتی ہے یہ ہے کہ وَاَنَّ اِلٰی رَبِّكَ الْمُنْتَهٰی وَاَنَّهٗ هُوَ اَضْحَكَ وَاَبْكٰی وَاَنَّهٗ هُوَ اَمَاتَ وَاَحْیَا وَاَنَّهٗ خَلَقَ الزَّوْجَیْنِ الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰی مِنْ نُّطْفَةٍ اِذَا تُمْنٰی یعنی یہ بات ہر ایک نبی کی معرفت ہم نے پہنچا دی ہے کہ ہر ایک چیز کا انتہا اللہ تعالیٰ کی ذات پر ہی جا کر ہوتا ہے اور خواہ خوشی کے واقعات ہوں یا رنج کے وہ خدا ہی کی طرف سے ہیں اور موت و حیات سب اسی کے ہاتھ میں ہیں۔ اور اسنے مرد و عورت دونوں کو پیدا کیا ہے ایک چھوٹی سی چیز سے جس وقت وہ ڈالی گئی۔

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے انسان کو اسطرف متوجہ کیا ہے کہ ہر ایک فعل کا ایک فاعل ہوتا ہے اور ضرور ہے کہ ہر کام کا کوئی کرنے والا بھی ہو پس اس تمام کائنات پر اگر غور کرو گے تو ضرور تمہاری رہنمائی اسطرف ہوگی کہ سب اشیاء آخر جا کر ذات باری پر ختم ہوتی ہیں اور وہی انتہاء ہے تمام اشیاء کی اور اسی کے اشارہ سے یہ سب کچھ ہو رہا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اسکی ابتدائی حالت کی طرف متوجہ کر کے فرمایا ہے کہ تمہاری پیدائش تو ایک

نطفہ سے ہے اور تم آج جوں جوں آگے جاتے ہو کمزور ہی ہوتے جاتے ہو پھر تم کیونکر اپنے خالق ہو سکتے ہو جب خالق کے بغیر کوئی مخلوق ہو نہیں سکتی۔ اور انسان اپنا آپ خالق نہیں ہے کیونکہ اسکی حالت پر جس قدر غور کریں۔ وہ نہایت چھوٹی اور ادنیٰ حالت سے ترقی کرکے اس حالت کو پہنچا ہے اور جب وہ موجودہ حالت میں خالق نہیں تو اس کمزور حالت میں کیونکر خالق ہو سکتا تھا تو ماننا پڑیگا کہ اسکا خالق کوئی اور ہے جس کی طاقتیں غیر محدود اور قدرتیں لاانتہا ہیں۔ غرضیکہ جس قدر انسان کی وجہ بوجہ ترقی پر غور کرتے جائیں۔ اسکے اسباب باریک سے باریک تر ہوتے جاتے ہیں اور آخر ایک جگہ جاکر تمام دنیاوی علوم کہہ دیتے ہیں کہ یہاں اب ہمارا دخل نہیں اور ہم نہیں جانتے کہ یہ کیوں ہو گیا۔ اور وہی مقام ہے کہ جہاں اللہ تعالےٰ کا ہاتھ کام کر رہا ہوتا ہے اور ہر ایک سائنس دان کو آخر ماننا پڑتا ہے کہ الیٰ ربک المنتھیٰ یعنے ہر ایک چیز کی انتہا آخر ایک ایسی ہستی پر ہوتی ہے جسکو وہ اپنی عقل کے دائرہ میں نہیں لا سکتے اور وہی خدا ہے یہ ایک ایسی موٹی دلیل ہے کہ جسے ایک جاہل سے جاہل انسان بھی سمجھ سکتا ہے ÷

کہتے ہیں کسی نے کسی بدوی سے پوچھا تھا کہ تیرے پاس خدا کی کیا دلیل ہے۔ اسنے جواب دیا کہ جنگل میں ایک اونٹ کی مینگنی پڑی ہوئی ہو تو میں دیکھکر بتا دیتا ہوں کہ یہاں کوئی اونٹ گزرا ہے پھر اتنی بڑی مخلوقات کو دیکھکر کیا میں معلوم نہیں کر سکتا کہ اسکا کوئی خالق ہے واقعی یہ جواب بالکل فطرت کے مطابق جواب ہے اور اس مخلوقات کی پیدائش کی طرف اگر انسان تدبر کرے تو آخر ایک ہستی کو ماننا پڑتا ہے کہ جس نے یہ سب پیدا کیا ÷

پانچویں دلیل پانچویں دلیل ہستی باری کی جو قرآن شریف نے دی ہے گو اسی رنگ کی ہے لیکن اس سے زیادہ زبردست ہے اور وہاں استدلال بالاولیٰ سے کام لیا گیا ہے چنانچہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے تبارک الذی بیدہ الملک وھو علیٰ کل

لفظ البعرۃ تدل علی البعیر واثر القدم علی المسیر فالسماوات ذات ابراج والارض ذات فجاج اما تدل علی

شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝ الَّذِي خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ لِيَبْلُوَكُمْ أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا ۚ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْغَفُورُ ۝ الَّذِي خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ۖ مَا تَرٰى فِي خَلْقِ الرَّحْمٰنِ مِنْ تَفٰوُتٍ ۖ فَارْجِعِ الْبَصَرَ هَلْ تَرٰى مِنْ فُطُورٍ ۝ ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ كَرَّتَيْنِ يَنْقَلِبْ إِلَيْكَ الْبَصَرُ خَاسِئًا وَهُوَ حَسِيرٌ ۝

یعنی بہت برکت والا ہے۔ وہ جس کے ہاتھ میں ملک ہے۔ وہ ہر ایک چیز پر قادر ہے اسنے موت اور زندگی کو پیدا کیا ہے۔ تا کہ دیکھے۔ کہ تم میں سے کون زیادہ نیک عمل کرتا ہے اور وہ غالب ہے بخشنے والا ہے اسنے ساتوں آسمان بھی پیدا کئے ہیں۔ اور ان میں آپس میں موافقت اور مطابقت رکھی ہے۔ تو کبھی کوئی اختلاف اللہ تعالے کی پیدائش میں نہیں دیکھے گا پس اپنی آنکھ کو اٹھا کیا تجھے کوئی شگاف نظر آتا ہے دوبارہ اپنی نظر کو دوڑا کر دیکھ تیری نظر تیری طرف تھک کر اور ماندہ ہو کر لوٹے گی ۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ تمام کائنات اتفاقاً پیدا ہو گئی اور اتفاقی طور سے مادہ کے ملنے سے یہ سب کچھ بن گیا۔ اور سائنس سے ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ ہو سکتا ہے کہ دنیا خود بخود حرکت کر کے آپ ہی چلتی جائے اور اسکی کل پھرانے والا کوئی نہ ہو لیکن ان کا جواب اللہ تعالے نے ان آیات میں دیا ہے کہ اتفاقی طور سے جڑنے والی چیزوں میں کبھی ایک سلسلہ اور انتظام نہیں ہوتا۔ بلکہ بے جوڑی ہوتی ہے مختلف رنگوں سے ملکر تصویر بنتی ہے لیکن کیا اگر مختلف رنگ ایک کاغذ پر پھینکدیں۔ تو اس سے تصویر بن جائیگی اینٹوں سے مکان بنتا ہے لیکن کیا اینٹیں ایک دوسرے پر پھینکدینے سے مکان بن جائیگا۔ بغرض محال اگر مان لیا جائے کہ بعض واقعات اتفاقاً بھی ہو جاتے ہیں لیکن نظام عالم کو دیکھ کر کبھی کوئی انسان نہیں کہہ سکتا کہ یہ سب کچھ آپ ہی ہو گیا۔ مانا کہ خود بخود مادہ پیدا ہو گیا۔ مانا کہ خود بخود ہی مادہ سے زمین پیدا ہو گئی اور یہ بھی مان لیا کہ اتفاقاً ہی

انسان پیدا ہو گیا لیکن انسان کی خلقت پر نظر تو کرو کیا ایسی کامل پیدائش کبھی خود بخود ہو سکتی ہے

عام طور سے دنیا میں ایک صنعت کی خوبی سے اسکے صناع کا پتہ لگتا ہے ایک عمدہ تصویر کو دیکھکر فوراً خیال ہوتا ہے کہ کسی بڑے مصور نے بنائی ہے ایک عمدہ تحریر کو دیکھکر سمجھا جاتا ہے کہ کسی بڑے کاتب نے لکھی ہے۔ اور جس قدر ربط بڑھتا جائے اسی قدر اسکے بنانے یا لکھنے والے کی خوبی اور بڑائی ذہن نشین ہوتی جاتی ہے پھر کیونکر تصور کیا جا سکتا ہے کہ ایسی منتظم دنیا خود بخود اور یونہی پیدا ہو گئی ؂

فندو اس بات پر تو غور کرو کہ جہاں انسان میں ترقی کرنیکے قوے ہیں وہاں اسے اپنے خیالات کو عملی صورت میں لانیکے لئے عقل دی گئی ہے۔ اور اسکا جسم بھی اسکے مطابق بنایا گیا ہے چونکہ اسکو محنت سے رزق کرنا تھا۔ اسلئے اُسے ہاتھ دیا کہ چل پھر کر اپنا رزق پیدا کرے درخت کا رزق اگر زمین میں رکھا ہے تو اُسے جڑیں دیں کہ وہ اس کے ذریعہ اپنا پیٹ بھرے۔ اگر شیر کی خوراک گوشت رکھی تو اُسے شکار مارنے کے لئے ناخن دئے اور اگر گھوڑے اور بیل کے لئے گھاس کھانا مقدر کیا تو انکو ایسی گردن دی جو جھک کر گھاس پکڑ سکے۔ اور اگر اونٹ کے لئے درختوں کے پتے اور کانٹے مقرر کئے تو اسکی گردن بھی اونچی بنائی کیا یہ سب کارخانہ اتفاق سے ہوا کیا اتفاق نے اس بات کو معلوم کر لیا تھا کہ اونٹ کو گردن لمبی دوں اور شیر کو پنجے اور درخت کو جڑیں اور انسان کو ہاتھ ہاں کیا یہ سمجھ میں آ سکتا ہے کہ جو کام خود بخود ہو گیا اس میں اس قدر انتظام رکھا گیا ہو پھر اگر انسان کے لئے پھیپھڑا بنایا تو اسکے لئے ہوا بھی پیدا کی اگر پانی پر اسکی زندگی رکھی تو سورج کے ذریعہ اور بادلوں کی معرفت اُسے پانی پہنچایا اور اگر آنکھیں دیں تو انکے کارآمد بنانے کے لئے سورج کی روشنی بھی دی تا کہ وہ اس میں دیکھ بھی سکے کان دئے تو ساتھ اُسکے خوبصورت آوازیں بھی پیدا کیں۔ زبان کیساتھ ذائقہ دار

چیزیں بھی عطا فرمائیں۔ ناک پیدا کیا تو خوشبو بھی مہیا کر دی ممکن تھا کہ اتفاق انسان میں پھیپھڑا پیدا کر دیتا لیکن اُسکے لئے ہوا کا سامان کیونکر پیدا ہو گیا۔ اور ممکن تھا کہ آنکھیں انسان کی پیدا ہو جاتیں لیکن وہ عجیب اتفاق تھا کہ جس نے کروڑوں میلوں پر جا کر ایک سورج بھی پیدا کر دیا۔ کہ وہ اپنا کام کر سکیں۔ اگر ایک طرف اتفاق نے کان پیدا کر دئے تھے۔ تو یہ کونسی طاقت تھی جس نے دوسری طرف آواز بھی پیدا کر دی برفانی ممالک میں مان لیا کہ کتے اور ریچھ تو اتفاق نے پیدا کر دئے لیکن کیا سبب کہ ان کتوں اور ریچھوں کے بال اتنے لمبے بن گئے کہ وہ سردی سے محفوظ رہ سکیں اتفاق ہی نے ہزاروں بیماریاں پیدا کیں۔ . . . . اور

اتفاق ہی نے انکے علاج بنا دئے اتفاق ہی نے بچھو بوٹی جس کے چھونے سے خارش ہونے لگتی ہے پیدا کی اور اس نے اسکے ساتھ پالک کا پودا اگا دیا کہ اسکا علاج ہو جائے دہریوں کا اتفاق بھی عجیب ہے کہ جن چیزوں کے لئے موت تجویز کی انکے ساتھ توالد کا سلسلہ بھی قائم کر دیا اور جن چیزوں کے ساتھ موت نہ تھی وہاں یہ سلسلہ ہی نہیں رکھا انسان اگر پیدا ہوتا۔ اور مرتا نہیں تو کچھ سالوں میں ہی دنیا کا خاتمہ ہو جاتا۔ اسلئے اس کے لئے فنا لگا دی لیکن سورج اور چاند اور زمین نہ تھے پیدا ہوتے ہیں نہ ان کے فنا ہوتے ہیں کیا یہ انتظام کچھ کم تعجب انگیز ہے کہ زمین اور سورج میں چونکہ کشش رکھی ہے اس لئے انکو ایک دوسرے سے اتنی دور رکھا ہے کہ آپس میں ٹکرا نہ جائیں کیا یہ سب باتیں اس بات پر دلالت نہیں کرتیں کہ ان سب چیزوں کا خالق وہ ہے جو نہ صرف علیم ہے بلکہ غیر محدود علم والا ہے اسکے قواعد ایسے منضبط ہیں کہ ان میں کچھ اختلاف نہیں۔ اور نہ کچھ کمی ہے مجھے تو اپنی انگلیاں بھی اسکی ہستی کا ایک ثبوت معلوم ہوتی ہیں مجھے جہاں علم دیا تھا اگر شیر کا پنجہ مل جائے تو کیا میں اس سے لکھ سکتا تھا۔ شیر کو علم نہیں دیا اسے پنجہ دئے مجھے علم دیا ... لکھنے کے لئے انگلیاں بھی دیں ✣

سلطنتوں میں ہزاروں مدبر اُنکی درستی کے لئے رات دن لگے رہتے ہیں لیکن پھر بھی دیکھتے ہیں کہ اُن سے ایسی ایسی غلطیاں سرزد ہوتی ہیں کہ جن سے سلطنتوں کو خطرناک نقصان پہنچ جاتا ہے بلکہ بعض اوقات بالکل تباہ ہو جاتی ہیں لیکن گر اس دنیا کا مدار صرف اتفاق پر ہے تو تعجب ہے کہ ہزاروں دماغ تو غلطی کرتے ہیں لیکن یہ اتفاق تو غلطی نہیں کرتا لیکن سچی بات یہی ہے کہ اس کائنات کا ایک خالق ہے جو بڑے وسیع عالم کا مالک اور عزیز ہے اور اگر نہ ہوتا تو یہ انتظام نظر نہ آتا۔ اب جس طرف نظر دوڑا کر دیکھو تمہاری نظر قرآن شریف کے ارشاد کے مطابق خائب وخاسر واپس آئیگی اور ہر ایک چیز میں ایک انتظام معلوم ہوگا نیک جزا اور بدکار سزا پا رہے ہیں ہر ایک چیز اپنا منصفانہ کام کر رہی ہے اور ایک دم کے لئے سست نہیں ہوتی یہ ایک بہت وسیع مضمون ہے لیکن میں اسے یہیں ختم کرتا ہوں عاقل را اشارہ کافی است

دلیل ششم | قرآن شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالےٰ کے منکر ہمیشہ ذلیل وخوار ہوتے رہتے ہیں اور یہ بھی ایک ثبوت ہے اسکے بالکل برعکس اللہ تعالےٰ نے اپنے ماننے والوں کو ہمیشہ فتوحات دیتا ہے اور وہ اپنے مخالفوں پر غالب رہتے ہیں اگر کوئی خدا نہیں تو یہ نصرت و تائید کہاں سے آتی ہے چنانچہ اللہ تعالےٰ فرعون موسیٰ کی نسبت فرماتا ہے

کہ قال انا ربکم الاعلیٰ فاخذہ اللہ نکال الاخرۃ والاولیٰ

یعنی جب حضرت موسیٰ نے اسے الوہیت الٰہی کی نسبت کہا تو اس نے تکبر سے جواب دیا کہ خدا کیسا خدا تو میں ہوں پس اللہ تعالےٰ نے اسے اس جہان میں بھی اور اگلے جہان میں بھی ذلیل کر دیا چنانچہ فرعون کا واقعہ ایک بیّن دلیل ہے کہ کس طرح خدا کے منکر ذلیل وخوار ہوتے رہتے ہیں علاوہ ازیں دنیا میں کبھی کوئی سلطنت دہریوں نے قائم نہیں کی بلکہ دنیا کے فاتح اور ملکوں کے مصلح اور تاریخ کے بنانے والے وہی لوگ ہیں کہ جو خدا کے قائل رہیں کیا اُنکی ذلت ونکبت اور ایک قوم کی صورت میں کبھی دنیا کے سامنے نہ آنا کچھ معنی

نہیں رکھتا*

ساتویں دلیل اللہ تعالیٰ کی ہستی کی یہ ہے کہ اس کی ذات کے ماننے والے اور اس پر حقیقی ایمان رکھنے والے ہمیشہ کامیاب ہوتے ہیں۔ اور باوجود لوگوں کی مخالفت کے ان پر کوئی مصیبت نہیں آتی خدا تعالیٰ کی ہستی کے منوانے والے ہر ملک میں پیدا ہوئے ہیں۔ اور جس قدر انکی مخالفت ہوئی ہے آج تک کسی کی نہیں ہوئی لیکن پھر دنیا انکے خلاف کیا کر سکی۔ رامچندر کو راون اس کے والوں نے کیا سکھ دیا۔ اور راون نے کونسی عشرت حاصل کر لی کیا رامچندر کا نام ہزاروں سال کے لئے زندہ نہیں ہوگیا۔ اور کیا راون کا نام ہمیشہ کے لئے بدنام نہیں ہوا۔ اور کرشن کی بات کو رد کر کے کوروں نے کیا فائدہ حاصل کیا کیا وہ کروکھیتر کے میدان میں تباہ نہ ہوئے فرعون کا بادشاہ جو بنی اسرائیل سے اینٹیں پتھواتا تھا۔ اس نے موسیٰ سے سرکش انسان کی مخالفت کی مگر کیا موسیٰ کا کچھ بگاڑ سکا وہ غرق ہوگیا اور موسیٰ بادشاہ ہوگئے حضرت مسیح کی یہودیوں نے جو کچھ مخالفت کی وہ بھی ظاہر ہے اور انکی ترقی بھی کچھ پوشیدہ نہیں انکے دشمن تو تباہ ہوئے اور انکے غلام ملکوں کے بادشاہ ہوگئے۔ ہمارے آقا بھی دنیا میں سب سے زیادہ اس پاک ذات کے نام کے پھیلانے والے تھے یہانتک کہ ایک یورپ کا مصنف کہتا ہے کہ انکو خدا کا جنون تھا (نعوذ باللہ) ہر وقت خدا خدا ہی کہتے رہتے تھے۔ انکی ساری قوموں نے مخالفت کی اپنے پرائے سب دشمن ہوگئے مگر کیا جھوٹ کے ہاتھ پر دنیا کے خزانے فتح نہیں ہوئے اگر خدا نہیں تو تائید کس نے کی اگر یہ سب کچھ اتفاق تھا تو کوئی جھوٹا تو ایسا ہوتا جو خدا کی خدائی ثابت کرنے آتا اور دنیا اسے ذلیل کر دیتی مگر جو کوئی خدا کے نام کو بلند کرے ضرور معزز و ممتاز ہی ہوا چنانچہ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے کہ ومن یتول اللہ ورسولہ و الذین امنوا فان حزب اللہ ھم الغالبون۔ اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول اور مومنوں سے دوستی کرتا ہے پس یاد رکھنا چاہئے کہ یہی لوگ خدا کے ماننے والے

ہی غالب رہتے ہیں ۔

دلیل ہشتم | آٹھویں دلیل جو قرآن شریف سے اللہ تعالےٰ کی ہستی کے ثبوت میں ملتی ہے یہ ہے کہ وہ دعاؤں کو قبول کرتا ہے یعنے جب کوئی انسان گھبرا کر آپ کے حضور میں دعا کرتا ہے تو وہ اسے قبول کرتا ہے اور یہ بات کسی خاص زمانہ کے متعلق نہیں بلکہ ہر زمانہ میں اسکے نظارے موجود ہوتے ہیں چنانچہ اللہ تعالےٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے کہ اذا سألک عبادی عنی فانی قریب اجیب دعوة الداع اذا دعان فلیستجیبوا لی ولیؤمنوا بی لعلهم یرشدون یعنی جب میرے بندے میری نسبت سوال کریں تو انہیں کہدو کہ میں ہوں اور پھر قریب ہوں پکارنے والے کی دعا کو سنتا ہوں جب وہ مجھے پکارتا ہے پس چاہئے کہ وہ بھی میری بات مانیں اور مجھ پر ایمان لائیں تاکہ وہ ہدایت پائیں۔ ایک کوئی شخص کہے کہ کیونکر معلوم ہو کہ خدا دعا سنتا ہے کیوں نہ کہا جائے کہ اتفاقاً بعض دعا کرنے والوں کے کام ہو جاتے ہیں جیسے بعض کے نہیں بھی ہوتے اگر سب دعائیں قبول ہو جائیں تب تو یہ بات بھی اچھی لیکن بعض کے قبول ہونے سے کیونکر معلوم ہو کہ اتفاق نہ تھا بلکہ کسی ہستی نے انہیں قبول کر لیا تو اسکا جواب یہ ہے کہ دعا کی قبولیت اپنے ساتھ نشان رکھتی ہے چنانچہ ہمارے آقا حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰة والسلام نے ثبوت باری کی دلیل میں یہ پیش کیا تھا کہ چند بیمار جو خطرناک طور سے بیمار ہوں چنے جائیں اور قرعہ سے بانٹ لئے جائیں اور ایک گروہ کا ڈاکٹر علاج کریں اور ایک طرف میں اپنے حصہ والوں کے لئے دعا کروں پھر دیکھو کہ کس کے بیمار اچھے ہوتے ہیں اب اس طریق امتحان میں کیا شک ہو سکتا ہے چنانچہ ایک سگ گزیدہ جسے دیوانگی ہو گئی تھی اور جس کے علاج سے کسولی کے ڈاکٹروں نے قطعاً انکار کر دیا تھا اور لکھ دیا تھا کہ اسکا کوئی علاج نہیں ہو سکتا آپ نے دعا کی اللہ اچھا ہو گیا حالانکہ دیوانے کتے کے کاٹے ہوئے دیوانہ ہو کر کبھی اچھے نہیں ہوتے۔ پس

دعاؤں کی قبولیت اس بات کا ثبوت ہے کہ کوئی ایسی ہستی موجود ہے جو انہیں قبول کرتی ہے اور دعاؤں کی قبولیت کسی خاص زمانہ سے تعلق نہیں رکھتی بلکہ ہر زمانہ میں اسکے نمونے دیکھے جا سکتے ہیں جیسے پہلے زمانہ میں دعائیں قبول ہوتی تھیں ویسی ہی اب بھی ہوتی ہیں ۔

دلیل نہم نویں دلیل قرآن شریف سے وجود باری کی الہام معلوم ہوتی ہے یہ دلیل گو بیشک نویں نمبر پر رکھی ہے لیکن درحقیقت نہایت عظیم الشان دلیل ہے جو خدا تعالے کے وجود کو یقینی طور سے ثابت کر دیتی ہے چنانچہ اللہ تعالے فرماتا ہے کہ يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ یعنے اللہ تعالے اپنے مومن بندوں کو اس دنیا اور اگلی دنیا میں پکی باتیں سنا سنا کر مضبوط کرتا رہتا ہے پس جب کہ ہر زمانہ میں اللہ تعالے ایک بڑی تعداد کے ساتھ ہمکلام ہوتا رہتا ہے تو پھر اسکا انکار کیونکر درست ہو سکتا ہے اور نہ صرف انبیاء اور رسولوں سے ہی ہمکلام ہوتا ہے بلکہ اولیاء سے بھی بات کرتا ہے اور بعض دفعہ اپنے کسی غریب بندہ پر بھی رحم کر کے اسکی تسلی کے لئے کلام کرتا ہے چنانچہ اس عاجز سے بھی اس نے کلام کیا اور اپنے وجود کو دلائل سے ثابت کیا پھر یہی نہیں بعض دفعہ نہایت گندہ اور بد باطن آدمیوں سے بھی ان پر حجت قائم کرنیکے لئے بول دیتا ہے چنانچہ بعض دفعہ چوروں چماروں کنجنیوں تک کو خوابیں اور الہام ہو جاتے ہیں ۔ اور اس بات کا ثبوت کہ وہ کسی زبردست ہستی کی طرف سے ہیں یہ ہوتا ہے کہ بعض دفعہ ان میں غیب کی خبریں ہوتی ہیں جو اپنے وقت پر پوری ہو کر ثابت کر دیتی ہیں کہ یہ انسانی دماغ کا کام نہ تھا اور نہ کسی جن بھوت کا نتیجہ تھا اور بعض دفعہ سینکڑوں سال آگے کی خبریں بتائی جاتی ہیں تا کہ کوئی یہ نہ کہے کہ موجودہ واقعات خواب میں سامنے آگئے اور وہ اتفاقاً پورے بھی ہو گئے چنانچہ توریت اور قرآن شریف میں سینکڑوں ان ترقیوں کا جنکو دیکھ کر اب دنیا حیران ہے پہلے سے ذکر موجود تھا اور پھر صریح لفظوں میں تفصیل کے ساتھ بلکہ ان واقعات کا بھی ذکر ہے جو آئندہ پیش آنے والے ہیں مثلاً وَاِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ یعنے ایک وقت آتا ہو

کہ اونٹنیاں بیکار ہو جائینگی اور حدیث مسلم میں اس کی تفسیر ہے ولیترکن القلاص فلا
یسعی علیہا یعنی اونٹنیوں سے کام نہ لیا جائیگا چنانچہ اس زمانہ میں ریل کے اجراء
سے یہ پیشگوئی پوری ہو گئی ریل کے متعلق نبی کریم صلعم کے کلام میں ایسے ایسے صاف اشارے
پائے جاتے ہیں جن سے ریل کا نقشہ آنکھوں میں پھر جاتا ہے اور یقین ہو جاتا ہے کہ کلام نبوت
میں ایک سواری ہے جو جس ماء سے چلے گی اور اپنے آگے دھوئیں کا ایک پہاڑ کھینچیگی اور
سواری یا باربرداری کے لحاظ سے حمار کی جا بجا ہوگی اور چلتے وقت ایک آواز کریگی وغیرہ
وذلک

دوم اذا الصحف نشرت یعنی کتابوں اور نوشتوں کا بکثرت شائع ہونا
آجکل بباعث چھاپہ کی کلوں کے جس قدر اس زمانے میں کثرت اشاعت کتابوں کی ہوئی اسکے
بیان کی ضرورت نہیں

سوم اذا النفوس زوجت نوع انسان کی باہمی تعلقات کا بڑھنا اور ملاقاتوں
کا طریق سہل ہو جانا کہ موجودہ زمانے سے بڑھکر متصور نہیں

چہارم ترجف الراجفۃ تتبعہا الرادفۃ متواتر اور غیر معمولی زلزلوں کا آنا
یہاں تک کہ زمین کانپنے والی بنجائے سو یہ زمانہ اسکے لئے بھی خصوصیت سے مشہور ہے

پنجم وَاِنْ مِّنْ قَرْیَۃٍ اِلَّا نَحْنُ مُھْلِکُوْھَا قَبْلَ یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ اَوْ مُعَذِّبُوْھَا
کہ کوئی ایسی بستی نہیں جس کو ہم قیامت سے کچھ مدت پہلے ہلاک نہ کریں گے یا کسی حد تک
اسپر عذاب وارد نہیں کرینگے چنانچہ اسی زمانہ میں طاعون اور زلزلوں اور طوفان اور آتش
فشاں پہاڑوں کے صدمات اور باہمی جنگوں سے لوگ ہلاک ہو رہے ہیں اور متعدد
اسباب موت کے اس زمانہ میں جمع ہوئے ہیں اور اس شدت سے وقوع میں آئے ہیں
کہ اس مجموعی حالت کی نظیر کسی پہلے زمانہ میں پائی نہیں جاتی پھر اسلام تو ایسا مذہب ہے کہ
ہر صدی میں اسکے ماننے والوں میں سے ایسے لوگ پیدا ہوتے رہتے ہیں جو مامور الہی سے سرفراز

ہوتے رہتے ہیں۔ اور خارق عادت نشانات سے ظاہر کرتے
ہیں کہ ایک قادر و توانا ہستی بالا ہے جو عالم الغیب ہستی ہے چنانچہ اس زمانے کے مامور پر
نہایت بے کسی و گمنامی کی حالت میں خدا نے وحی نازل کی
يَأْتِيكَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيقٍ يَنْصُرُكَ رِجَالٌ نُوحِي إِلَيْهِمْ مِنَ السَّمَاءِ
وَلَا تُصَعِّرْ لِخَلْقِ اللّٰهِ وَلَا تَسْئَمْ مِنَ النَّاسِ (دیکھو براہین احمدیہ مطبوعہ ۱۸۸۴ء
صفحہ ۲۴۱) کہ ہر ایک راہ سے لوگ تیرے پاس آئیں گے اور ایسی کثرت سے آئیں گے کہ وہ راہیں جن
پر وہ چلیں گے عمیق ہو جائیں گی تیری مدد وہ لوگ کریں گے جن کے دلوں میں ہم آپ الہام کریں گے چاہیئے
تو خدا کے بندوں سے جو تیرے پاس آئیں گے بد خلقی نہ کرے اور چاہیئے کہ تو ان کی کثرت دیکھ کر ان لوگوں
سے تھک نہ جائے۔ ایک شخص ایک ایسے گاؤں میں بیٹھا ہوا جس کے نام سے بھی مہذب دنیا
میں سے کوئی آگاہ نہیں یہ اعلان کرتا ہے پھر باوجود سخت مخالفتوں اور روکوں کے ایک دنیا
دیکھتی ہے کہ ہر ملک و فرقہ سے بلکہ تمام علاقوں کے لوگ وہاں حاضر رہتے ہیں۔ اور ان کی
کثرت کا یہ عالم ہے کہ ان سب سے مصافحہ و ملاقات کرنا کسی معمولی آدمی کا کام نہیں ہو سکتا
پھر ایک مقتدر جماعت اپنے پیارے وطن کو چھوڑ کر یہاں سکونت اختیار کرتی ہے اور قادیان کا
نام تمام دنیا میں مشہور ہو جاتا ہے۔ کیا یہ معمولی سی بات ہے اور کیا یہ نشان ہے جسے معمولی نظر
سے ٹال دیا جاوے۔

دوم عیسائیوں میں سے ڈوئی نے امریکہ میں نبوت کا دعویٰ کیا اور اپنے پرچہ لیوز
آف ہیلنگ میں شائع کیا کہ میں خدا سے دعا کرتا ہوں وہ دن جلد آئے کہ اسلام دنیا سے نابود
ہو جائے اے خدا تو ایسا ہی کر اے خدا اسلام کو ہلاک کر۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام
علیہ السلام تھے جنہوں نے اس کے مقابلہ میں اشتہار دیا کہ اے شخص جو مدعی نبوت ہے آ اور میرے
ساتھ مباہلہ کر ہمارا مقابلہ دعا سے ہوگا۔ اور ہم دونوں خدا تعالیٰ سے دعا کریں گے کہ ہم سے
جو شخص کذاب ہے وہ پہلے ہلاک ہو (ڈیلی ٹیلیگراف ۵ جولائی ۱۹۰۳ء) لیکن اس نے

روت سے کہا کیا تم خیال کرتے ہو کہ میں ان مچھروں اور مکھیوں کا جواب دونگا اگر میں اپنا پاؤں
ان پر رکھوں تو انکو کچل کر مار ڈالوں (ڈوئی کا پرچہ ۲۷ ستمبر ۱۹۰۳ء) مگر حضور مہدی نے فرمایا
تھا اور اسی اشتہار ۲۳ اگست ۱۹۰۳ء میں شائع کیا تھا کہ اگر ڈوئی مقابلہ سے بھاگ
گیا تب بھی یقیناً سمجھو کہ اسکے صیحون پر جلد تر آفت آنیوالی ہے۔ خدا اور کامل خدا یہ فیصلہ
جلد کرے گا اور ڈوئی کا جھوٹ دنیا پر ظاہر کر دے گا۔

پھر اسکے بعد معجزانہ طور پر صیحون سنسان ہو گیا۔ خود ڈوئی جو شاہزادوں کی زندگی بسر کرتا تھا جس کے
پاس سات کروڑ روپیہ نقد تھا اسکی بیوی اور اسکا بیٹا دشمن ہو گئے اور باپ نے اشتہار دیا کہ وہ
ولدالزنا ہے آخر اس پر فالج گرا پھر غموں کے مارے پاگل ہو گیا آخر مارچ ۱۹۰۷ء میں بڑی
حسرت اور دکھ کے ساتھ مر گیا [illegible] حضرت
اقدس نے ۲۰ فروری ۱۹۰۷ء کے اشتہار میں شائع فرمایا تھا خدا فرماتا ہے کہ میں ایک
تازہ نشان ظاہر کرونگا جس میں فتح عظیم ہوگی وہ تمام دنیا کے لئے ایک نشان ہوگا اور ہلاک
ہو کر خدا کی ہستی پر گواہی دے گا یہ عیسائی دنیا پرانی دنیا اور نئی دنیا والوں پر حضور کی فتح تھی

سوم۔ اس ملک میں آریوں کا زور ہے انکا زعیم لیکھرام تھا اور کرامات الصادقین مطبوعہ
صفر ۱۳۱۱ھ میں پیشگوئی شائع کی کہ لیکھرام کی نسبت خدا نے میری دعا قبول کر کے مجھے خبر
دی ہے کہ وہ چھ سال کے اندر ہلاک ہوگا۔ اور اسکا جرم یہ ہے کہ وہ خدا کے نبی صلے اللہ علیہ
وسلم کو گالیاں دیتا تھا اور برے لفظوں کے ساتھ توہین کرتا تھا پھر ۲۲ فروری ۱۸۹۳ء کے
اشتہار میں اسکے مرنے کی صورت بھی بتا دی عجل جسد له خوار له نصب وعذاب
یعنے لیکھرام گوسالہ سامری ہے جو بیجان ہے اور اس میں محض ایک آواز ہے جس میں شرارت
ہیں اسلئے اسکو عذاب دیا جائیگا جو گوسالہ سامری کو دیا گیا تھا ہر ایک شخص جانتا ہے کہ گوسالہ
سامری کو ٹکڑے ٹکڑے کیا گیا تھا اور پھر جلا دیا گیا اور دریا میں ڈالا گیا تھا پھر ۲ اپریل ۱۸۹۳ء
کو آپنے ایک کشف دیکھا (دیکھو برکات الدعا حاشیہ) کہ ایک قوی ہیکل مہیب شکل گویا انسان نہیں

ملک شداد و فلاں شاہ ہے وہ پوچھتا ہے کہ لیکھرام کہاں ہے پھر کرامات الصادقین کے اس شعر سے دن بھی بتا دیا ہے وبشرنی ربی وقال مبشرا ستعرف یوم العید والعید اقرب یعنی عید سے دوسرے دن ہفتہ والے دن اور ساتھ ہی ساتھ دشمن کو دن دیہاڑے تیز تیغ بران تم پانچسال پہلے شائع کر کے قتل کی صورت بھی بتا دی آخر لیکھرام ۶ مارچ ۱۸۹۷ء کو قتل کیا گیا اور سب نے متفق اللسان کہا کہ یہ پیشگوئی بڑی صفائی کے ساتھ پوری ہو کر اللہ کی ہستی کے لئے حجت قائم ٹھہری پس اب ہم اسی ایک ایسی چیز ہے کہ اس کے ہوتے ہوئے خدا کا انکار کرنا نہایت بے حیائی اور بے شرمی ہوگی

دلیل دہم | دسویں دلیل ہر ایک نزاع کے فیصلہ کے لئے قرآن شریف نے بیان فرمائی ہے اس آیت سے نکلتی ہے کہ والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا یعنی جو لوگ ہمارے متعلق کوشش کرتے ہیں ہم انکو اپنی راہ دکھا دیتے ہیں اور اس آیت پر جن لوگوں نے عمل کیا ہے وہ ہمیشہ نفع میں رہے ہیں وہ شخص جو خدا تعالیٰ کا منکر ہو اسے تو ضرور خیال کرنا چاہیئے کہ اگر خدا ہے تو اسکے لئے بہت مشکل ہوگی پس اس خیال سے اگر سچائی کے دریافت کرنے کی اسکے دل میں تڑپ ہو تو اسے چاہیئے کہ گڑگڑا کر اور بہت تضرع کر کے اس رنگ میں دعا کرے کہ اے خدا اگر تو ہے اور جس طرح تیرے ماننے والے کہتے ہیں تو فی الواقعہ موجود ہے تو مجھ پر رحم کر اور مجھے اپنی طرف ہدایت کر اور میرے دل میں بھی یقین اور ایمان ڈالدے تاکہ میں محروم نہ رہ جاؤں اگر اس طرح سچے دل سے کوئی شخص دعا کریگا اور کم سے کم چالیس دن تک اس پر عمل کریگا تو خواہ اس کی پیدائش کسی مذہب میں ہوئی ہو اور وہ کسی ملک کا باشندہ ہو رب العالمین اس کی ضرور ہدایت کریگا اور وہ جلد دیکھ لے گا کہ خدا تعالیٰ ایسے رنگ میں اس پر اپنی ہستی ثابت کر دیگا کہ اس کے دل سے شک و شبہ کی نجاست بالکل دور ہو جائیگی اور یہ تو ظاہر ہے کہ اس طریق فیصلہ میں کسی قسم کا دھوکہ نہیں ہو سکتا پس سچائی کے طالبوں کے لئے اس پر عمل کرنا کیا مشکل ہے فی الحال ان دس دلائل پر کفایت کرتا ہوں اپنے مضمون کو ختم کرتا ہوں اور گو قرآن شریف میں اور دلائل بھی ہیں لیکن میں سردست انہیں پر اکتفا کرتا ہوں اگر کوئی اس پر غور کریگا تو انہیں دلائل میں سے اسکے لئے اور دلائل بھی نکل آئینگے والسلام آخر میں ان احباب سے کہ جن کے ہاتھوں میں یہ مضمون پہنچے استدعا کرتا ہوں کہ اسکے پڑھنے کے بعد کسی دوسرے

شہادۃ القرآن حصہ دوم

مصنفہ مولوی ابراہیم سیالکوٹی پر ایک محققانہ نظر

(گذشتہ سے پیوستہ)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ازالہ اوہام حصہ اول کے صفحہ ۳۰۹-۳۱۰ میں تحریر فرماتے ہیں

سمجھنا چاہیئے کہ قرآن شریف میں اول سے آخر تک توفّی کے معنی روح کو قبض کرنے اور جسم کو بیکار چھوڑ دینے کے کئے گئے ہیں اور انسان کی موت کی حقیقت بھی صرف اسی قدر ہے کہ روح کو خدا تعالیٰ قبض کر لیتا ہے اور جسم کو الگ کر کے چھوڑ دیتا ہے اور چونکہ نیند کی حالت بھی کسی قدر اس حقیقت میں اشتراک رکھتی ہے اسی وجہ سے مذکورہ بالا دو آیتوں میں نیند کو بھی بطور استعارہ توفّی کی حالت سے تعبیر کیا ہے کیونکہ کچھ شک نہیں کہ نیند میں بھی ایک خاص حد تک روح قبض کی جاتی ہے اور جسم کو بیکار اور معطل کیا جاتا ہے لیکن توفّی کی کامل حالت جس کو کامل طور پر روح قبض کی جائے اور کامل طور پر جسم بیکار کر دیا جائے وہ انسان کی موت ہے اسی وجہ سے توفّی کا لفظ عام طور پر قرآن شریف میں انسان کی موت کے بارے ہی میں استعمال کیا گیا ہے اور اول سے آخر تک قرآن شریف اسی استعمال سے بھرا پڑا ہے اور نیند کے محل پر توفّی کا لفظ صرف دو جگہ قرآن شریف میں آیا ہے اور وہ بھی قرینہ قائم کرنے کے ساتھ اور ان آیتوں میں صاف طور پر بیان کر دیا گیا ہے کہ اس جگہ بھی توفّی کے لفظ سے نیند مراد نہیں ہے بلکہ موت

ہی مراد ہے اور اس بات کا اظہار مقصود ہے کہ نیند بھی ایک موت ہی کی قسم ہے جس میں روح
قبض کی جاتی ہے اور جسم معطل کیا جاتا ہے صرف اتنا فرق ہے کہ نیند ایک ناقص موت ہے
اور موت حقیقی ایک کامل موت ہے"

حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے ازالہ اوہام حصہ دوم طبع اول کے صفحات ۹۱۶-۹۲۱
میں لفظ توفی کی نسبت ایک انعامی اشتہار بھی دیا تھا جو شروع زمانہ طبع ازالہ اوہام
سے برابر اب تک مشتہر چلا آتا ہے اور اسی طرح قیامت تک رہیگا افادۃً للناظرین وہ اشتہار
ذیل میں منتقل کیا جاتا ہے

لفظ توفی کی نسبت ہزار ۱۰۰۰ روپیہ کا اشتہار

تمام مسلمانوں پر واضح ہو کہ کمال صفائی سے قرآن کریم اور احادیث رسول اللہ
سے ثابت ہو گیا ہے کہ درحقیقت حضرت مسیح ابن مریم بمطابق آیت فیہا تحیون
وفیہا تموتون زمین پر ہی اپنی جسمانی زندگی بسر کر کے فوت ہو چکے ہیں اور قرآن کریم
کی سولہ آیتوں اور بہت سی حدیثوں بخاری اور مسلم اور دیگر صحاح سے ثابت ہے کہ فوت
شدہ لوگ پھر آباد ہونے اور بسنے کے لئے دنیا میں بھیجے نہیں جاتے اور نہ حقیقی اور واقعی
طور پر دو موتیں کسی پر واقع ہوتی ہیں اور نہ قرآن کریم میں واپس آنے والوں کے لئے کوئی قانون
وراثت موجود ہے با ایں ہمہ بعض علماء وقت کو اس بات پر سخت غلو ہے کہ مسیح ابن مریم فوت
نہیں ہوا بلکہ زندہ ہی آسمان کی طرف اٹھایا گیا اور حیات جسمانی دنیوی کے ساتھ آسمان
پر موجود ہے اور نہایت بیباکی اور شوخی کی راہ سے کہتے ہیں کہ توفی کا لفظ جو قرآن کریم میں
مسیح کی نسبت آیا ہے اس کے معنی وفات دینا نہیں ہے بلکہ پورا لینا ہے یعنی یہ کہ روح
کے ساتھ جسم کو بھی لے لینا مگر ایسے معنی کرنا ان کا سراسر افترا ہے قرآن کریم کا عموماً التزام

جیسا کہ اس لفظ کے بارے میں یہ محاورہ ہے کہ وہ لفظ قبض روح اور وفات دینے کے معنوں پر ہر یک جگہ اسکو استعمال کرتا ہے یہی محاورہ تمام حدیثوں اور جمیع اقوال رسول اللہ صلعم میں پایا جاتا ہے جب سے دنیا میں عرب کا جزیرہ آباد ہوا ہے اور زبان عربی جاری ہوئی ہے کسی قول قدیم یا جدید سے ثابت نہیں ہوتا کہ توفی کا لفظ کبھی قبض جسم کی نسبت استعمال کیا گیا ہو بلکہ جہاں کہیں توفی کے لفظ کو خدا تعالے کا فعل ٹھہرا کر انسان کی نسبت استعمال کیا گیا ہے وہ صرف وفات دینے اور قبض روح کے معنے پر آیا ہے نہ قبض جسم کے معنوں میں کوئی کتاب لغت کی اسکے مخالف نہیں کوئی مثل اور قول اہل زبان کا اسکے مغایر نہیں غرض ایک ذرہ احتمال مخالف کی گنجائش نہیں اگر کوئی شخص قرآن کریم سے یا کسی حدیث رسول اللہ صلعم سے یا اشعار و قصائد و نظم و نثر قدیم و جدید عرب سے یہ ثبوت پیش کرے کہ کسی جگہ توفی کا لفظ خدا تعالے کا فعل ہونے کی حالت میں جو ذوی الروح کی نسبت استعمال کیا گیا ہو وہ بجز قبض روح اور وفات دینے کے کسی اور معنے پر بھی اطلاق پا گیا ہے یعنی قبض جسم کے معنوں میں بھی مستعمل ہوا ہے تو میں اللہ جل شانہ کی قسم کھا کر اقرار صحیح شرعی کرتا ہوں کہ ایسے شخص کو اپنا کوئی حصہ ملکیت کا فروخت کر کے مبلغ ہزار روپیہ نقد دونگا اور آئندہ اسکی کمالات حدیث دانی اور قرآن دانی کا اقرار کر لونگا"

اب حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی ان عبارات [illegible] کی تحریرات کو [illegible] لینے اور بخوبی سمجھ لینے کے بعد امور تنقیح طلب حسب ذیل قرار پاتے ہیں

(۱) لفظ توفی باب تفعیل کا فاعل جب اللہ تعالے ہو اور انسان اسکا مفعول ہو جیسا کہ آیت انی متوفیک میں ہے تو لغت کی رو سے لفظ توفی کے معنے صرف قبض روح کے ہوتے ہیں نہ قبض روح مع جسم؟

(۲) کیا لفظ توفی کے معانی مختلفہ مندرجہ لغت میں سے کسی خاص معنی کو قرآن کریم

نے اپنی اصطلاح میں معین اور مخصوص کیا ہے تو ایسے مصطلح یا منقول شرعی معنی کیا ہیں؟
(۲) اگر کسی لفظ کے مختلف لغوی معنوں سے مجرد کر کے کتاب قرآنی اصطلاح اس لفظ کو ایک خاص معنی میں معین اور مخصوص کر دے تو آیا ایسی صورت میں مومن بالقرآن کو اس لفظ کے اصطلاحی معنے لینے چاہئیں یا بدستور لغوی معنی؟

پہلی تنقیح کی بابت مولوی ابراہیم صاحب نے شہادۃ القرآن حصہ اول صفحہ ۱۰ لغایت ۳۰ کا حوالہ دیکر حصہ دوم میں جو خلاصہ دلائل تحریر فرمایا ہے اُسے ہم اوپر نقل کر آئے ہیں مولوی صاحب نے شہادۃ القرآن حصہ اول کے صفحات ۱۷-۳۰ پر لفظ توفی کے معنی پر جو بحث کی ہے اس کا مسکت جواب اخویم قاضی اکمل صاحب نے شہادۃ الفرقان کے صفحات ۴۰-۶۰ میں لکھا ہے اس مباحثہ کو یہاں نقل کرنا غیر ضروری معلوم ہوتا ہے ناظرین دونوں کتابوں کو خود ملاحظہ فرما سکتے ہیں مگر چونکہ مجھے اس موقعہ پر ایک دوسرے نقطۂ خیال کو مد نظر رکھ کر بحث کرنا ہے اس لئے گزارش ہے کہ لفظ توفی باب تفعل کا فاعل جب اللہ ہو اور انسان مفعول تو اس لفظ کے معنے لغت کی رو سے قبض روح کے ہی آتے ہیں قبض روح مع الجسم کے ہرگز نہیں آتے یہ بحث کہ لفظ توفی کے معنی قبض روح کے لینا وضعی اور حقیقی معنی کی تعریف میں داخل ہیں یا مجازی اس میرے نزدیک کچھ اہمیت نہیں رکھتے جب ہم لغت کی کتابوں کی ورق گردانی کرتے ہیں تو لفظ توفی کے معنی بحالت مذکورہ قبض روح کے ہی پاتے ہیں کسی دوسرے معنوں کا کہیں نشان نہیں پایا جاتا تب بس اہل انصاف کو یہ بات مجبوراً تسلیم کرنا پڑیگی کہ واضع لفظ توفی کو بحالت مذکورہ قبض روح کے معنے کے لئے ہی وضع کیا ہے یا بطریق تنزل یہ ماننا پڑیگا کہ اہل لغت کے عرف میں اس لفظ کے معنے بحالت مذکورہ قبض روح کے لئے معین اور مخصوص ہو چکے ہیں پس لفظ توفی کے معنے جو قبض روح کے لئے جاتے ہیں وہ پہلی صورت میں تو صراحتاً وضعی اور حقیقی کے حکم میں داخل ہونگے چنانچہ ذیل کے لغوی حوالجات سے جو تائید اہم یہاں

نقل کرتے ہیں جو قرین پر یہ امر بخوبی واضح ہوجائیگا

لفظ توفی کے معنی لغت عرب

(۱) منتہی الارب جلد ۴ صفحہ ۳۲۹ توفی مر اینہن اقال توفی اللہ تعالیٰ ای قبض روحہ یعنی توفی کے معنی ایسے ہیں جیسے توفی اللہ کے معنی ہیں یعنے اللہ تعالیٰ نے اس کی روح کو قبض کرلیا

(۲) اقرب الموارد جلد ۲ صفحہ ۱۴۷۰ توفی المدۃ بلغہا واستکملہا التوفی اللہ زیداً قبض روحہ توفی فلان مجہولاً قبضت روحہ ومات فاللہ المتوفی والعبد المتوفی توفی کے معنی مدت کا پورا ہوجانا اور کامل ہوجانا اللہ تعالیٰ نے زید کو متوفی کردیا یعنے اس کی روح کو قبض کرلیا فلاں شخص متوفی کہا گیا یعنی روح اسکی قبض کی گئی اور مر گیا جہاں خدا فاعل اور بندہ مفعول ہو تو وہاں بجز قبض روح اور موت کے اور کوئی معنی نہیں ہوتے

(۳) قاموس جلد ۴ صفحہ ۱۳۰ توفاہ اللہ قبض روحہ یعنے اللہ تعالیٰ نے اس کی روحکو قبض کرلیا

(۴) تاج العروس جلد ۱۰ صفحہ ۳۹۴ توفی فلان اذا مات یعنی توفی فلاں کا اس وقت استعمال ہوتا ہے جب آدمی مرجاتا ہے جب اللہ تعالیٰ نے اسکے نفس یعنی جان کو قبض کرلیا وفی الصحاح قبض روحہ صحاح میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسکی روح کو قبض کرلیا

(۵) لسان العرب جلد ۲۰ صفحہ ۲۸۰ وتوفی فلان وتوفاہ اللہ اذا قبض نفسہ وفی الصحاح اذا قبض روحہ

(۶) صراح جلد ۴ صفحہ ۵۲۰ توفاہ اللہ ای قبض روحہ

(۱) صحاح جوہری جلد ۲ صفحہ ۳۰۵ توفاہ و بمعنی توفاہ اللہ ای قبض روحہ
یعنی توفاہ اللہ کے معنے اللہ نے اسکو وفات دی یعنی اسکی روح کو قبض کر لیا

(۲) مفردات امام راغب اصفہانی جو قرآن کریم کے مفرد الفاظ کی لغت ہے اس میں یوں لکھا ہے قد عبر عن النوم والموت بالتوفی وقال اللہ تعالیٰ توفتہ رسلنا و توفنا مع الابرار یا عیسیٰ انی متوفیک ورافعک الی قال ابن عباس توفی موت لانہ اماتہ یعنی توفی کے معنے نیند اور موت کے ہیں جیسے اللہ تعالیٰ نے کہا ہمارے فرشتے اسکو مارتے ہیں یا قبض روح کرتے ہیں ہمیں نیکوں کے ساتھ مار۔ اے عیسیٰ میں تجھے مارنے والا ہوں اور اپنے قرب میں جگہ دینے والا ہوں۔ اور ابن عباس نے بھی کہا ہے توفی کے معنے موت کے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اسکو مار دیا تھا
(مسل مصطفے)

معزز ناظرین! لغت عرب کی ان مشہور و مستند کتابوں سے روز روشن کی طرح ظاہر ہے کہ لفظ توفی جب انسان کے لئے بولا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ اسکا فاعل ہوتا ہے تو اس لفظ کے معنے قبض روح کے سوائے اور کچھ نہیں ہوتے بلکہ اقرب الموارد میں فاللہ المتوفی والعبد المتوفی لکھکر عربی محاورہ کو ایک مستقل رسالہ میں کر دیا ہے پس توفی زیر بحث کے معنی قبض روح کے حقیقی معنی نہیں بلکہ بقول مولوی ابراہیم صاحب مجازی معنے ہیں تو پھر مولوی صاحب کا فرض ہے کہ وہ لفظ زیر بحث کے کوئی اور معنی جو حقیقی معنی ہوں لغت عرب سے ثابت کر دکھائیں کیونکہ مجازی معنی کیلئے حقیقی معنی کا وجود ضروری اور لازمی ہے مگر جب لفظ توفی کے معنی بحالات مذکورہ بالا لغت عرب میں قطعاً صرف قبض روح کے ہی کئے جاتے ہیں تو آپ حقیقت و مجاز کا علاقہ قائم رکھنے اور مولوی صاحب کی بات بنانے کے لئے دوسرے معنے کہاں سے تراشے جا سکتے ہیں اور جب دوسرے معنی نہیں تراشے جا سکتے تو لفظ توفی زیر بحث کے معنی قبض روح کو حقیقی شمار کرنے میں کوئی امر مانع نہیں مولوی صاحب

نے شہادۃ القرآن حصہ اول کے صفحہ ۵۰ میں لکھا ہے کہ جس لفظ کے کئی معنے یا کئی استعمالات ہوں اسکو ایک معنی میں معین کرنیکے لئے ضرور ضرور کوئی قرینہ موجود ہونا چاہیئے کیونکہ متکلم کی مراد ایک وقت میں اس لفظ سے ایک ہی ہے۔ مگر جب لفظ توفی بحالت مذکورہ کے معنی لغت میں صرف موت کے لکھے ہیں تو متکلم کی مراد جس وقت اسکے استعمال سے موت کے معنی ہوں تو صاف ظاہر ہے کہ اس معنی کے معین کرنیکے لئے کسی قرینہ کے قائم کرنے کی کچھ ضرورت نہیں کیونکہ یہ معنی لغت کی رو سے خود معین ہیں۔ اور جس لفظ کے معنی معین کرنیکے لئے قرینہ قائم کرنیکی ضرورت ہو وہ حقیقی اپنے حقیقی معنوں میں مستعمل سمجھا جاتا ہے اسلئے نتیجہ یہ نکلا کہ لفظ توفی کے معنے موت حقیقی معنی ہیں

علاوہ بریں ہم قرآن کریم سے یہ دکھلانا چاہتے ہیں کہ لفظ توفی موت کے معنے میں بلا نصب قرینہ استعمال کیا گیا ہے۔ اور یہ امر حسب ارشاد حضرت مولوی صاحب اس بات پر قطعی دلیل ہے کہ توفی کے معنے موت بلا شبہ حقیقی معنی ہیں وہ آیتیں جو ہمارے بیان کی تائید کرتی ہیں حسب ذیل ہیں

(۱) رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّئَاتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْأَبْرَارِ آل عمران ۲۰ اے پروردگار ہمارے بخش گناہ اور اتار ہماری برائیاں اور موت دے ہم کو نیک لوگوں کے ساتھ

(۲) رَبَّنَا أَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَتَوَفَّنَا مُسْلِمِينَ (الاعراف رکوع ۱۴) اے رب ہمارے ڈال دے ہم پر صبر کے اور ہمکو مار مسلمان

(۳) أَنْتَ وَلِيِّي فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ تَوَفَّنِي مُسْلِمًا وَأَلْحِقْنِي بِالصَّالِحِينَ سورہ یوسف رکوع ۱۱

تو ہی میرا کارساز ہے دنیا میں اور آخرت میں موت دے مجھکو اسلام پر اور ملا مجھکو نیکبختوں میں

موعود کو نوٹ کیا تھا ؞

(۲) جب قرآن اور سنت سے اس خفگی کی بنا کا خفیف اور بے حقیقت ہونا ثابت ہو گیا اور پھر کتب معتبرہ شیعہ سے بھی بجائے خفگی سیدہؓ کے رضامندی سیدہؓ پائی گئی تو پھر بھی خفگی سیدہؓ کا اعتراض کرتے جانا معترضین کی کمال ضد پروری اور ہٹ دھرمی ہے ؞

(۳) بالفرض اگر بقول معترضین حضرت سیدہؓ کی خفگی سے ابوبکر صدیقؓ پر کفر لازم آجاتا ہے تو میں کتب معتبرہ شیعہ سے دکھلا سکتا ہوں کہ آپ حضرت علیؓ پر بھی کئی دفعہ خفا ہوئی ہیں۔ چنانچہ ایک دفعہ جب کہ سیدہؓ نے حضرت علیؓ کو اپنی منزل میں حبشہ سے آئی ہوئی ایک لونڈی کی گود میں سر رکھے ہوئے دیکھ لیا تھا اور دوسری دفعہ بعد وفات رسول صلعم جب حضرت علیؓ نے انکی مدد نہ فرمائی اور گھر میں چھپکر بیٹھ رہے مراد روایات کے لئے دیکھو بحار الانوار جلد ہشتم مطبوعہ ایران صفحہ ۳۲ و ۴۲

دوسرے سوال کا جواب

معترض نے اس قلم دوات نہ دینے والے اعتراض کو بھی کمال ابوبکرؓ و عمرؓ کے ذمے ڈال دیا ہے نہ اس کا ماخذ بتایا نہ اسکی تشریح کی معترض اگر اسکی مراد بخاری کی اس روایت سے ہے جس کے راوی فقط ابن عباسؓ ہیں تو اسکو معلوم ہو جانا چاہئے کہ بخاری کی اس روایت میں قلم دوات نہ دینے والوں میں نہ ابوبکرؓ کا نام مروی ہے نہ عمرؓ کا بلکہ بعض کا لفظ ہے فقال بعضهم ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قد غلب علیه الوجع وعندکم القرآن حسبنا کتاب الله فاختلف اهل البیت واختصموا فمنهم من یقول قربوا یکتب لکم کتابا لا تضلوا بعده ومنهم من یقول غیر ذلك (بخاری کتاب النبی صلی الله علیه وسلم الی کسری وقیصر باب مرض النبی صلی الله علیه وسلم جلد ۳ صفحہ ۸۰) پھر اس روایت میں اس مقصد کا پتہ بھی نہیں ہے جسکو معترضین مد نظر رکھتے ہیں یعنی یہ معلوم نہیں ہو سکتا کہ آنحضرت صلعم قلم دوات منگوا کر کیا لکھنا چاہتے تھے اگر اس سے مراد

جواب اعتراضات شیعہ

[illegible]

ہمارے دوست منشی غلام حسین صاحب نے شیعہ کے چند معترضانہ سوالات کا جواب مدلل مسکت مختصر جواب دیا ہے جزاہ اللہ احسن الجزاء

پہلے سوال کا جواب

معترض نے حضرت فاطمہؓ کے ابوبکرؓ پر خفا ہونے اور تا حین حیات کلام ترک کرنے کا اعتراض تو کر دیا ہے مگر نہ تو کسی کتاب کا حوالہ دیا ہے اور نہ خود ہی اس خفگی کی وجہ ظاہر کی ہے اور نہ ہی اس خفگی کے نتیجہ کا جو اس نے اپنے زعم میں قرار دیا اظہار کیا ہے بلکہ ویسے ہی یہ اعتراض کر دیا ہے گو اہل سنت کے ہاں بھی یہ امر حد تواتر کو پہنچا ہے اور سوائے تسلیم کے کسی سنی کو اس سے چارہ نہیں لیکن اسکا ایسا زعم بہت حد تک درست نہیں بوجوہ ذیل

(۱) اگر یہ خفگی ابوبکر کے ترک فدک کی بنا پر ہے تو معترض اور اسکے ہم مشربوں کو معلوم ہو آنحضرت صلعم کو فدک بطور فے کے ہاتھ آیا تھا اور فے کی تقسیم آیات سورہ حشر میں خود خدا نے فرما دی ہے باقی رہا اسکا متولی ہونا سو یہ ظاہر ہے کہ آنحضرت صلعم کس طرح اسکی آمدنی کو خرچ فرماتے تھے اسکے لئے اسی بارہ میں جو فیصلہ ناطق حضرت عمرؓ نے حضرت عباسؓ اور حضرت علیؓ کے تنازعہ کے وقت صادر فرمایا ہے تسلی کے لئے وہی کافی ہے دیکھو بخاری کتاب التفسیر سورہ حشر باب ما افاء اللہ علی رسولہ جلد ۳ صفحہ ۳۳ المطبوعہ مصر

...... وبخاری کتاب النفقات [illegible] صفحہ [illegible] جلد ۳ مطبوعہ مصر اور بخاری کتاب المغازی باب [illegible] صفحہ [illegible] ومدارج النبوۃ جلد ۲ فصل تقسیم میراث مطبوعہ نولکشور [illegible]

علاوہ ازیں ابوبکر کے فیصلہ فدک پر خود کتب معتبرہ شیعہ میں حضرت سیدہ کی رضامندی بھی صاف الفاظ میں منقول ہے چنانچہ لکھا ہے "فرضیت بذلک" دیکھو شرح ابن میثم بحرانی جلد [illegible] کلکتہ کی امپیریل لائبریری میں اصل کتاب سے بچشم خود خاکسار نے اس

مرگئے کو نوٹ کیا تھا ۔

(۳) جب قرآن و سنت سے اس خفگی کی بنا کا خفیف اور بے حقیقت ہونا ثابت ہو گیا اور پھر کتب معتبرہ شیعہ سے بھی بجائے خفگی سیدہؓ کے رضامندی سیدہؓ پائی گئی تو پھر بھی خفگی سیدہؓ کا اعتراض کئے جانا معترضین کی کمال ضد پروری اور ہٹ دھرمی ہے ۔

(۴) بالفرض اگر بقول معترضین حضرت سیدہؓ کی خفگی سے ابوبکر صدیقؓ پر کفر لازم آجاتا ہے تو میں کتب معتبرہ شیعہ سے دکھا سکتا ہوں کہ آپ حضرت علیؓ پر بھی کئی دفعہ خفا ہوئی ہیں چنانچہ ایک دفعہ جبکہ سیدہؓ نے حضرت علیؓ کو اپنی منزل میں حبشہ سے آئی ہوئی ایک لونڈی کی گود میں سر رکھے ہوئے دیکھ لیا تھا اور دوسری دفعہ بعد وفات رسول صلعم جب حضرت علیؓ نے انکی مدد نہ فرمائی اور گھر میں چپکے بیٹھ رہے ہر دو روایات کے لئے دیکھو بحار الانوار جلد عاشر مطبوعہ ایران صفحہ ۴۳ و ۴۴ و ۴۹

دوسرے سوال کا جواب

معترض نے اس قلم و دوات نہ دینے والے اعتراض کو بھی گول ابوبکر و عمرؓ کے ذمے ڈال دیا ہے نہ اس کا ماخذ بتایا نہ اسکی تشریح کی حضرت اگر اسکی مراد بخاری کی اس روایت سے ہے جس کے راوی فقط ابن عباسؓ ہیں تو اسکو معلوم ہونا چاہئے کہ بخاری کی اس روایت میں قلم دوات نہ دینے والوں میں نہ ابوبکر کا نام مروی ہے نہ عمرؓ کا بلکہ بعض کا لفظ ہے۔ فقال بعضهم ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قد غلب عليه الوجع وعندكم القرآن حسبنا كتاب الله فاختلف اهل البيت واختصموا فمنهم من يقول قربوا يكتب لكم كتابا لا تضلوا بعده ومنهم من يقول غير ذلك (بخاری کتاب النبی صلے اللہ علیہ وسلم الی کسریٰ وقیصر و باب مرض النبی صلے اللہ علیہ وسلم جلد [illegible] صفحہ [illegible]) پھر اس روایت میں اس مقصد کا پتہ بھی نہیں ہے جسکو معترضین مدنظر رکھتے ہیں یعنی یہ معلوم نہیں ہو سکتا کہ آنحضرت صلعم قلم دوات منگوا کر کیا لکھوانا چاہتے تھے اگر اس سے خواہ

تو خلافت بلا فصل جناب علیؓ کے مقصد پر نہ دیا جائے تو کیسی، روایات بھی کتب اہل سنت میں موجود ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ بیعت در اصل جناب صدیقؓ کے بارے میں لکھی جاتی تھی دیکھو مدارج جلد ۲ فصل وقائع کہ در ایام مرض واقع شدہ مطبوعہ نولکشور صفحہ ۷۰۵ تو اہل سنت و جماعت را ایں دلیل است بر تخصیص بخلافت ابی بکر از قول شاہ عبدالحق دہلوی محدث مصنف مدارج النبوۃ صفحہ ۷۰۵ اس غلطی کی تائید میں وجوہ ذیل بھی قابل غور ہیں۔

(۱) حضرت عباسؓ نے جناب علیؓ سے فرمایا تھا کہ آنحضرتؐ بیمار ہیں اور آثار وفات آشکار بہتر ہوگا کہ آپ سے دریافت کر لیا جائے کہ آپ کے بعد خلیفہ کون ہوگا لیکن حضرت علیؓ نے فرمایا اس بارے میں سکوت ہی بہتر ہے فقال علی انا واللہ لئن سألناها رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فمنعناها لا یعطیناها الناس بعده وانی واللہ لا اسألها رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بخاری جلد ۲ باب مرض النبی صلی اللہ علیہ وسلم ووفاتہ صفحہ قریب قریب اسی روایت کا مفہوم ایک اور روایت سے بھی ہوتا ہے جو علامہ مجلسی نے بروایت شیخ مفید نقل کی ہے دیکھو حیات القلوب جلد ۲ صفحہ ۶۵۰

(۲) حضرت نے خلافت کے بارے میں مہاجرین و انصار کے روبرو وصیت فرمائی لیکن کسی کو نامزد نہیں فرمایا چنانچہ فرمایا ہر کسے کہ والی امر شود در میان مسلمانان [illegible] کہ انصار نیکو کار انصار را [illegible] گرد و از ایشان [illegible] آخر کلمہ [illegible] حضرت [illegible] تا آنکہ حق تعالیٰ ملاقات کرد حیات القلوب جلد ۲ [illegible]

(۳) خدا نے پہلے ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مطلع فرما دیا تھا کہ آپ کے بعد پہلے ابوبکرؓ خلیفہ ہوں گے پھر عمرؓ پھر عثمانؓ دیکھو تفسیر قمی و تفسیر صافی و تفسیر عباس و مجمع البیان زیر آیۃ فلما نبأها به قالت من انبأك هذا قال نبأني العليم الخبير وتفسير منهج الصادقين سورہ تحریم مطبوعہ ایران صفحہ ۴۷۶

تیسرے سوال کا جواب اعتراض نمبر ۳ دراصل اعتراض نمبر دوم کا ہی جزو ہے اس میں معترض نے حضرت عمرؓ کو متہم قرار دیا ہے کہ بوقت وفات آنحضرت صلعم آپ کے ارشاد کو ہذیان سے تعبیر کیا اول تو جب جواب نمبر ۲ میں اصل روایت کی ہی تضعیف کی گئی ہے اور یہ اعتراض بھی اسی کی فرع ہے تو اسکی بھی خود بخود تضعیف ہو گئی دوم اصل روایت بخاری میں ہذیان کہنے والے کا نام ہی مروی نہیں ہے معترض نے ناحق حضرت عمرؓ سے اسکو منسوب کر دیا کیونکہ اصل عبارت روایت مذکورہ کے اس محل میں یہ ہے فتنازعوا ولا ینبغی عندی تنازع فقالوا ما شانہ اھجر استفہموہ (بخاری مصری باب مرض النبی صفحہ ...) کیا معترض کس طرح بھی ثابت کر سکتا ہے کہ تنازعوا کہنا انہوں نے ہذیان کے معنے میں کہا ہو سوم بعض متکلمین لکھتے ہیں کہ ہجر کے معنے یہاں ہذیان کے نہیں ہیں بلکہ جدائی کے معنے میں ہے چہارم اگر آنحضرت صلعم بشر تھے اور آیت انما انا بشر مثلکم میں صاف طور پر آپ کی بشریت کا اعتراف ثابت ہے اور دوسرے انسانوں کی طرح روایات بخاری و رسالہ اعتقادیہ شیخ صدوق خیبر کی یہودیہ عورت کی دعوت میں زہر آلودہ گوشت کھا لینا آپ کی وفات کا باعث ہو اور زہر کی وجہ سے آپ کو یوں محسوس ہوتا تھا کہ گویا میرے جگر کے ٹکڑے ٹکڑے ہو رہے ہیں۔ اگر مرض کے دوسرے تمام عوارض آپ پر بھی طاری ہونے تو کیا عجب ہے کہ حالت غشی میں آپ کی زبان مبارک سے یہ ارشاد بھی سہواً نکل گیا ہو اور اگر شیعہ کہیں کہ آنحضرت صلعم تو سید المعصومین تھے آپ کی نسبت سہو کا اطلاق کس دلیل سے تسلیم کیا جائے تو انکی تسلی کے لئے ایک معصوم کی حدیث ہی عرض کرتا ہوں۔ دیکھو عیون اخبار الرضا و تفسیر صافی میں لکھا ہے کہ امام موصوف علیہ السلام سے کہا گیا کہ سواد کوفہ میں ایک قوم ہے جو اپنا شیعہ ہونا ظاہر کرتی ہے کہ آنحضرت صلعم کو کبھی سہو نہیں ہوا تو امام نے جواب دیا لعنھم اللہ ان الذی لا یسھو ھو اللہ لا الہ الا ھو (تفسیر صافی مطبوعہ بمبئی زیر آیت ولن یجعل اللہ للکافرین علی المؤمنین

ہسبیانہ یعنی جھوٹ کہتے ہیں وہ لوگ اس بارہ میں تحقیق وہ ذات جس کو کبھی سہو نہیں ہو گا۔ وہ اللہ کی ہی ذات ہے اس سہو کی تائید ایک روایت مندرجہ صافی سے ہوتی ہے جس میں لکھا ہے کہ آنحضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم حضرت علیؓ کی خلافت کے لئے بڑے حریص تھے لیکن خداوند کریم آپ کے اس ارادہ کے مخالف تھا پس خدا نے فرمایا اے محمد تجھے اس امر میں کوئی دخل نہیں ہے تفسیر صافی زیر آیت لیس لک من الامر شیئا سورہ آل عمران

مخالفت کی وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ خدا نے آپ کو بتلا دیا تھا کہ آپ کے بعد خلافت ابوبکرؓ کو ملے گی پھر جب کہ آیت الیوم اکملت لکم دینکم نازل ہو چکا تھا اور قرآن بھی تمام نازل ہو چکا تھا تو پھر آپ کو کس ہدایت نامہ کی ضرورت باقی رہ گئی تھی جس کی کتابت کے بغیر امت کی گمراہی کا اندیشہ آپ کو دامنگیر ہوا تھا اور جس طرح حضرت علیؓ کی طرفداری میں شیعہ کو خلط مبحث کا شبہ ہے ممکن ہے ابوبکرؓ کے حق میں ہی وصیت لکھنے لکھانے کا آپ نے ارادہ کیا ہو اور آپ پر اس لفظ کا اطلاق کیا گیا ہو کما مر اور پھر اس روایت کے آخر میں جیسا کہ ظاہر ہے راوی کو تیسری وصیت یاد نہیں وسکت عن الثالثۃ او قال نسیتہا ممکن ہے اصل لفظ کو راوی بھول گیا ہو اور اس نے روایت بالمعنی کے طور پر لفظ ہجر بمعنی ہذیان اپنی طرف سے ظاہر کیا ہو اور یہ بھی اصل روایت سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہذیان کی نسبت لگانے والوں نے کہا تھا استفہموہ یعنی نزدیک ہو کر قریب سے اس کلام کو سمجھو تو سہی کہ آنحضرت صلعم کیا فرما رہے ہیں اس جملہ سے ہذیان کی نسبت لگانے والوں کی حسن نیت کا پتہ بھی لگ سکتا ہے اگر روایت میں یہ جملہ استفہموہ نہ ہوتا تو پھر البتہ ان کی بدنیتی کا گمان ہو سکتا تھا۔ اسکی تائید شاہ عبدالحق محدث دہلوی مرحوم نے بھی کی ہے چنانچہ لکھتے ہیں ۔ مبادا بعضے مردم را منافقان بخیر غرض آن سخن پیدا شود و گویند در خیال گذشتہ کہ ہذیان میگوید چنانچہ بیماراں در وقت سختی بیماری میگویند۔ مدارج النبوت جلد ۲ صفحہ ۴۲۳ در ذکر وقائع ایام مرض

چوتھے سوال کا جواب جنازہ آنحضرت پر اصحاب ثلاثہ کا نہ آنا یہ اعتراض بھی خدا جانے

معترض نے کس کتاب سے لکھا ہے اور کہاں سے سنا ہے اگر اسکو کم از کم شیعوں کی کتابوں پر ہی عبور ہوتا تو وہ ایسا بے اصل اعتراض نہ کرتا ذیل میں چند روایات عرض کرتا ہوں جس سے کیفیت جنازہ آنحضرت صلعم بخوبی واضح ہو سکتی ہے۔

اوّل شیخ طبرسی از حضرت امام محمد باقرؑ روایت کردہ است کہ چون فارغ شد از غسل و تجہیز حضرت رسالت پناہ چنین بود آنحضرت نماز میکردند بے امامے در روز دوشنبہ و شب سہ شنبہ تا صبح و روز سہ شنبہ تا شام کہ اکثر خورد و بزرگ و مرد و زن از اہل مدینہ ہمہ برآنجناب چنین نماز کردند (حیات القلوب جلد ۲ صفحہ ۷۰۰)

دوم وفی الکافی عن الصادقؑ لما قبض النبی صلی اللہ علیہ وسلم صلت علیہ الملائکۃ والمہاجرون والانصار فوجا فوجا تفسیر صافی صفحہ ۔۔۔ مطبوعہ بمبئی زیر آیت ان اللہ وملٰئکتہ یصلون علی النبی ہر دو روایات مذکورہ ظاہر کرتی ہیں کہ دو دو آدمیوں نے باری باری بے امام کے دوشنبہ سے لیکر سہ شنبہ کی شام تک آنحضرت کا جنازہ پڑھا اور اسی طرح پر تمام مہاجرینؓ و انصارؓ نے مرد اہل مدینہ بلکہ ازواج مطہرات کے لوگوں نے بھی پڑھا اور کوئی شخص باقی نہ رہا اس سے ہم نتیجہ نکال سکتے ہیں کہ اصحاب ثلاثہ رضی اللہ عنہم نے بھی جنازہ پڑھا اگر کوئی کہے کہ خاص ابوبکرؓ و عمرؓ وغیرہ کا نام ہماری کتابوں سے دکھلا دو تو اس کے لئے بھی ہم حاضر ہیں دیکھو حیات القلوب میں اس روایت کے آخر میں لکھا ہے و بسند معتبر از حضرت صادقؑ روایت کردہ اند کہ عباسؓ بخدمت امیر المومنین آمد و گفت کہ مردم اتفاق کردہ اند کہ حضرت رسول را در بقیع دفن کنند و ابوبکرؓ پیش ایستد و برآنحضرت نماز کند الخ حیات القلوب جلد ۲ صفحہ ۷۰۲

روایات مذکورہ سے یہ تو ثابت ہو گیا کہ اصحاب ثلاثہؓ نے نماز جنازہ پڑھی تھی۔ اور ضرور پڑھی تھی باقی رہا یہ کہ وہ کیوں لئے جنازہ کو چھوڑ کر چلے گئے تھے یہ بھی آنحضرت صلعم کے جان نثار و برگزیدہ اصحاب ثلاثہؓ پر محض بہتان ہے اور تعصب پر دال ہے اور اسی سے بھی سخت خیال

کا نتیجہ ہے جس کے رو سے ناحق شناس عیسائی اور دیگر لوگ حضرت رسول کریم کی نسبت الزام لگاتے
کرتے ہیں کہ آپ نعوذ باللہ مذہب کے پردہ میں دراصل اپنی حکومت و ریاست کے طالب تھے
سائل کو سوچنا چاہیے تھا کہ وقت وفات آنحضرت کا کوئی ملک اور خزانہ خالی نہ ہوا تھا جس کے لالچ
میں اصحاب نعوذ باللہ رسول صلعم کو بے کفن و بے دفن چھوڑ کر بھاگ گئے تھے اگر اس سے مراد ریاست
حاصل کرنا تھا تو واقعہ ہے کہ حضرت علی بھی اس ہوس سے خالی نہ تھے چنانچہ لکھا ہے کہ آپ کے
گھر میں بھی عباس ابن عبد المطلب و فرزندان عباس و زبیر بن العوام و ابوسفیان بن حرث
بن عبد المطلب اور تمام بنی ہاشم اور خالد بن العاص بن امیہ بن عبد شمس وغیرہ جمع ہو کر
آپ کی خلافت کے منصوبے کر رہے تھے دیکھو ناسخ التواریخ جلد دوم کتاب ۲ صفحہ ۸۴

صحیح بخاری میں حضرت عمرؓ سے ایک روایت ہے وقد کان من خبرنا حین
توفی نبیہ صلی اللہ علیہ وسلم ان الانصار خالفونا واجتمعوا
باسرھم فی سقیفۃ بنی ساعدۃ وخالف عنا علیؓ والزبیر ومن
معہما واجتمع المہاجرون الی ابی بکرؓ بخاری جلد ۴ کتاب الحدود
باب رجم الحبلی من الزنا اذا احصنت صفحہ ۱۱ (ترجمہ) ہماری سرگذشت یہ ہے کہ جب خدا نے اپنے
پیغمبر کو اٹھا لیا تو سب انصار نے ہماری مخالفت کی اور سقیفہ بنی ساعدہ میں جمع ہوئے اور علی
و زبیر اور ان کے ساتھیوں نے ہماری مخالفت کی اور مہاجرین ابوبکرؓ کے پاس جمع ہوئے

اس روایت سے جو خود حضرت عمرؓ سے مروی ہے صاف طور پر ثابت ہو سکتا ہے
کہ ملک گیری و خلافت کا شوق سب سے پہلے سقیفہ بنی ساعدہ میں انصار کو پیدا ہوا اور اصحاب
ثلاثہ انصار کی شورش کو مٹانے کے لئے سقیفہ میں جمع ہو گئے اور انکے ساتھ ہی یہ بھی ثابت ہو
کہ اسی وقت بنی ہاشم حضرت علی کو خلیفہ بنانے کے لئے منصوبہ کر رہے تھے

جناب شیخین کا سقیفہ میں جانا اس عالمگیر فتنہ کو مٹانے کی غرض سے تھا اور وہ غرض
بھی بفضلہ تعالیٰ پوری ہو کر رہی جس فتنہ کو شیعہ اہل بیت نے [illegible]

فرمایا ہے "عن ابی جعفر علیہ السلام فی قولہ عز و جل ظہر الفساد فی البر والبحر
بما کسبت ایدی الناس قال ذاک واللہ حین قالت الانصار منا امیر
و منکم امیر" فروع کافی کتاب الروضہ مطبوعہ لکھنؤ صفحہ ۹۰ تعجب تو یہ ہے کہ ائمہ
اہلبیت اس فتنہ کو انصار سے منسوب کریں اور انکے شیعہ ان بزرگان دین کو جو اس فساد کو دور
کرنیکا باعث ہوئے اسکو انکی ملک گیری اور حب ریاست پر محمول کریں۔ ببیں تفاوت رہ
از کجاست تا بکجا

پانچویں سوال کا جواب | ابوبکر صدیق نرے اجماع سے خلیفہ نہیں بنائے گئے بلکہ تحت منشاء
الٰہی تقلید ہے جس کی تکمیل بظاہر اسباب اجماع صحابہ سے بھی ہوگئی دیکھو آیت استخلاف
میں حق تعالٰی نے پہلے ہی حتمی وعدہ فرمایا تھا "لیستخلفنھم فی الارض" اور خود
رسول صلعم نے بھی امر خلافت کو صحابہ کی مرضی پر چھوڑ دیا تھا چنانچہ آپ نے قبل از وفات
جو مسائل صحابہ کے عام مجمع میں فرمائی ہیں ان میں کھلے طور پر فرمایا ہے کہ جو کوئی میرے بعد خلیفہ
بنے اسکے یہ فرائض ہونے چاہئیں دیکھو حیات القلوب جلد ۲ "پس کسے کہ والی امر شود
در میان مسلمانان باید کہ نیکو کند با انصار را بنوازد و از بد کردار ایشان عفو نماید" پھر جیسا کہ سائل اور
اسکے ہم مشربوں کا خیال ہے مہاجرین و انصار کا اجماع معمولی اجماع نہیں ہے۔ بلکہ وہ
قطعی اور قابل تسلیم ہے جیسا کہ خود جناب مرتضوی سے منقول ہے کہ آپ نے امیر معاویہ
کو ایک خط میں لکھا "انما الشوریٰ للمہاجرین والانصار فان اجتمعوا علیٰ
رجل وسموہ اماما کان ذالک رضی" دیکھو نہج البلاغہ حصہ دوم صفحہ ۸ مطبوعہ بیروت
یعنی شوریٰ اور اجماع کا حق مہاجرین و انصار کے لئے مخصوص ہے پس اگر انہوں نے کسی
شخص کی خلافت پر اجماع کر لیا اور اسکو امام سے موسوم کیا تو یہی پسندیدہ ہے تعجب ہے
کہ حضرت علی تو اجماع صحابہ کو حجت قرار دیکر پسندیدہ فرماویں اور انکے شیعہ اسکو غیر مستند اور
مکروہ قرار دیں۔ ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

کہ یہ بر سر مطلب۔ تو ابوبکرؓ کا خلیفہ ہونا جیسا کہ سائل کتاب ہے بموجب حدیث سفینہ اجماع
سے نہیں ہوا بلکہ منشائے الٰہی سے یا دوسرے لفظوں میں اجماع ملائکہ سے ہوا۔ اور انکا خلیفہ
ہونا اجماع امت کا محتاج نہیں تھا بلکہ اجماع امت اس کا محتاج تھا۔ اور رسول
صلعم بھی پہلے ہی اپنے ازواج مطہرات کو یہ خبر سنا چکے تھے کہ خدا نے مجھکو مطلع کیا
ہے کہ میرے بعد ابوبکرؓ خلیفہ ہونگے۔ انکے بعد عمرؓ ان کے بعد عثمانؓ دیکھو تفسیر قمی و تفسیر
صافی و تفسیر منہج الصادقین سورہ تحریم یہی وجہ ہے کہ مخالفین خلافت اصحاب ثلاثہؓ کی
کسی وقت بھی کچھ پیش نہیں گئی اور ہمیشہ منافقوں کو ناکامی ہوئی۔ باقی رہا عمرؓ اور عثمانؓ کی
نوعیت خلافت یعنے بلا اختلاف اجماع کا سوال سو چونکہ تینوں کے زمانے تک مہاجرین اور انصار
کا وجود ثابت ہے اور انکی خلافتوں کیساتھ اتفاق جن میں جناب علیؓ بھی داخل ہیں
اور مخالفت کسی گروہ کی بوقت انعقاد خلافت ثابت نہیں تو ان خلافتوں پر بھی حکم اور
اطلاق صورت اجماع حاوی ہے اور جب وہ صورت ماتحت منشائے خدا و رسول ہے کہ تم
تو تو بھی اسکا انعقاد بذریعہ اجماع مانا جائے خواہ بطور نص ہر صورت وہ مستحسن ہے۔ نہ
قابل قدح۔ اس بیان کی تصدیق مجموعی طور پر ایک اور روایت سے بھی ہو سکتی ہے
جو اصول کافی میں میری نظر سے گزری لکھا ہے کہ جب جناب علیؓ فوت ہوئے تو اہل بیت
میں سے ایک شخص جتنے پہلے موجود ہوئے اور انہوں نے فرمایا "الیوم انقطعت خلافۃ
النبوۃ" یعنے آج نبوت کی خلافت منقطع ہوگئی دیکھو اصول کافی صفحہ ۲۰۰
اس سے ثابت ہوا کہ جو سلسلہ خلافت ابوبکر صدیق سے چلکر حضرت علیؓ تک جاری
رہا وہ اصل خلافت نبوت کا مصداق تھا۔ اگر شیعہ احباب ناراض نہ ہوں تو میں حضرت
علیؓ کو چھوڑ کر باقی اماموں کے متعلق دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ انکی خلافت و امامت
کس قسم کی تھی۔ روایت مذکورہ سے تو ثابت ہوا ہے کہ بعد جناب علیؓ کے نبوت کی خلافت
ہی منقطع ہو چکی تھی پھر انکے امام مفترض الطاعۃ اور امام منصوص ہونیکے دعوے کے

نے کونسی دلیل ہے جب نص نہیں تو اجماع ماننا پڑیگا پھر تم بھی کہہ سکتے ہیں یاد کر
گیارہ باقی کے امام بحدیث اجماع شیعیان خلیفہ ہوئے مگر افسوس ہے کہ شیعوں کو ان کے
لئے اجماع بھی ثابت کرنا مشکل ہے ۵

چھٹے سوال کا جواب بیشک حضرت علیؓ نے حضرت سیدہؓ کو رات کے وقت دفن کیا باقی یا حضرت
سیدہ کا منع کرنا اول تو اس ممانعت کی کیفیت معلوم نہیں اگر کہا جائے
کہ فدک کی وجہ سے تو اسکا جواب نمبر اول میں ہو چکا ہے کہ حضرت سیدہ آخر ابوبکرؓ سے راضی
ہوگئی تھیں اور اسکی عملی دلیل یہ ہے کہ حضرت سیدہؓ کی تیمار دار اور تجہیز و تکفین کرنے والی
وہ حضرت سیدہؓ کے لئے سب سے پہلے نعش پوشنے تابوت تجویز کرنیوالی ... اسماء بنت عمیس
رضی اللہ عنہا حضرت ابوبکرؓ کی بیوی تھیں تاریخ التواریخ جلد ۲ کتاب ۲ صفحہ ۳۰ ممکن ہے
حضرت سیدہؓ نے کمال ستر کے لحاظ سے وصیت فرمائی ہو کہ رات کو دفن کی جاؤں اور ابوبکرؓ
اور دوسرے تمام مہاجرین و انصار کے ہجوم کو ناپسند فرمایا ہو اور خاص بخیال فرض کفایہ
صرف اسماء بنت عمیس کی موجودگی کافی خیال فرما کر رات کے وقت ابوبکرؓ کو جنازہ
کے لئے حاضر ہونیکی تکلیف دینا گوارا نہ فرمایا ہو اور ضرور ہے کہ کتب اہل سنت
میں ایسی روایات بھی ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ بوقت وفات حضرت سیدہؓ نے ابوبکرؓ
کو فدک کے بارہ میں معذور فرما دیا تھا اور کہ ابوبکرؓ نے خود حضرت سیدہ کا جنازہ پڑھایا چنانچہ
مدارج النبوۃ بحوالہ روضۃ الاحباب تو روایات در خبر وارد شدہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ
و عمر و عثمان و عبد الرحمن بن عوف و زبیر بن
العوام نیز آمدہ صفحہ ۱۰۵ جلد ۲ پس آمد ابوبکرؓ و گذارد نماز برفاطمہ و برآورد چہار تکبیر
و دفن کردہ شد در شب مدارج جلد ۲ صفحہ ۳ ۵۰

ساتویں سوال کا جواب آیت وقرن فی بیوتکن کے مطابق بیشک عورتوں کو حکم تھا کہ
اپنے گھروں میں ٹھہری رہیں لیکن اسکا یہ مطلب نہیں کہ اوقات ضرورت

شیعہ میں ابھی گھروں میں سے باہر نہ نکلیں لکھا ہے کہ بوقت جنگ احد آنحضرت صلعم کی شہادت
کی خبر سنکر حضرت سیدہ بھی میدان جنگ میں تشریف لے گئی تھیں۔ مدارج النبوۃ میں لکھا
ہے وفاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا چوں بشنید آواز ان ان محمدا قد قتل شنیدہ دست بر سر زنان از خانہ بیروں
دوید (مدارج النبوۃ جلد ۲ صفحہ ۱۴۹) اور آنحضرت کے زخموں کی مرہم پٹی فرماتی تھیں (تاریخ
خمیس جلد ۲ صفحہ ۱۰) بعض دفعہ طلب سلطنت کا خیال بھی انسان کو گھر سے نکلنے پر
مجبور کرتا ہے جیسا کہ حضرت سیدہ فدک کے مطالبہ کے لئے گھر سے نکلیں اور سب
صحابہ کے روبرو جاکر ابوبکر کا گریبان پکڑ لیا۔ اور اپنی طرف کھینچا رکانی برخلاف انکے
عائشہ کا بارادہ جنگ جمل گھر سے نکلنا ثابت نہیں وہ تو شہادت عثمانؓ سے پہلے ہی حج
کرنیکو گئی ہوئی تھیں۔ اور انکی واپسی پر یہ واقعہ چند مفسدوں کی جلد بازی سے پیش
آگیا تھا۔

قرآن مجید میں ایک آیت ہے جس میں خدا نے فرمایا ہے وان طائفتان من
المؤمنین اقتتلوا الخ اگر مسلمانوں کے دو گروہ آپس میں لڑ پڑیں تو ان میں صلح
کرادو اور انصاف کو ملحوظ رکھو بیشک خدا انصاف کرنیوالوں کو دوست رکھتا ہے مسلمان
تو بس آپس میں بھائی بھائی ہیں تو اپنے دو بھائیوں میں میل جول کرادیا کرو اور خدا کے غضب
سے ڈرتے رہو تاکہ تم پر رحم کیا جائے الی آخرہ

صحابہ کرام جو حضرت رحمۃ للعالمین کے فیض صحبت سے آپس میں بھائی بھائی بنے
ہوئے تھے اور جن کی شمشیر ہائے خون آشام کفار و مشرکین پر ہمیشہ اٹھا کرتی تھیں اس
آیت کی تاویل سے انکے ادراک عاجز تھے وہ خیال کرتے ہونگے کہ کیا ایسا بھی ممکن ہے
کہ ایک مومن گروہ کی دوسرے مومن گروہ سے یہاں تک مخالفت بڑھ جائے کہ باہم
آمادہ پیکار ہو جائیں۔ اور ایک دوسرے سے مقاتلہ کی نوبت آئے چنانچہ حضرت صادقؑ
سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا۔ اس آیت کی تاویل یوم بصرہ (جنگ جمل) کے دن

ہی ظاہر ہوئی اور اصحاب جمل ہی کے مصداق تھے جنہوں نے حضرت علیؓ پر بغاوت کی تھی پس آپ پر انکا قتال واجب تھا جب تک کہ وہ رجوع الی امر اللہ کرتے۔ اس روایت کے آخر میں لکھا ہے کہ آنحضرت نے انپر احسان ہی کیا اور معاف کر دیا۔ انما ھو من علیھم و عفا عنھم کما قال بعد قرح کافی صفحہ ۱۱۹ یہ ہے جنگ جمل کی کیفیت جمل اور انجام جمل جسکو معترض نے مجمل طور پر پیش کیا مگر انما ھو من علیھم و عفا کے ایک جملے میں ہی سارا مسئلہ صاف ہو گیا۔ اس مقام پر حضرت عبد اللہ ابن عمرؓ کا ایک مقولہ بھی یاد رکھنے کے قابل ہے جو آپ نے ایک معترض کے جواب میں فرمایا جس نے یہی آیت و ان طائفتان من المومنین اقتتلوا سنا کر آپکو عبد اللہ ابن زبیرؓ کے فتنے کے ایام میں خروج کرنے کی ترغیب دی تھی۔ اور اسی ضمن میں حضرت عثمانؓ پر بھی اعتراض کیا تھا۔ آپ نے فرمایا اما عثمان فکان اللہ عفا عنہ و اما انتم فکرھتم ان تعفوا عنہ یعنے خدا نے تو عثمانؓ کا قصور (فرار یوم احد کے متعلق) معاف فرما دیا تھا لیکن تم کو یہ عمل پسند نہ آیا اور عثمانؓ کا تم کو گوارا نہ ہوا (بخاری جلد ۲ کتاب التفسیر سورۃ بقرہ باب قولہ تعالیٰ و قاتلوھم حتی لا تکون فتنۃ) اب میں بھی عرض کرتا ہوں کہ حضرت عائشہؓ کو حضرت علیؓ نے تو احسان کر کے معاف بھی فرما دیا لیکن شیعیان علیؓ کو معاف کرنا کیوں دوبھر و ناگوار ہو رہا ہے؟

آٹھویں سوال کا جواب

جہاں پر رسول صلعم کے پہلو میں ابوبکرؓ و عمرؓ دفن ہیں بیشک وہ زمین پہلے رسول صلعم کی ملکیت میں تھی لیکن بعد کو آنحضرت صلعم نے حضرت عائشہؓ کو دیدی تھی اور وہی ان کا حجرہ تھا وہیں انکی نوبت پر آنحضرت تشریف لے جاتے تھے۔ اور آخر میں وہیں وفات بھی پائی۔ اور وہیں مدفون بھی ہوئے اسی طرح دوسرے حجرے دوسری ازواج مطہرات کو بھی آنحضرت صلعم نے دئے ہوئے تھے جبھی تو خدا نے بھی فرمایا "و قرن فی بیوتکن" ذکر فی بیوت الرسول حضرت عائشہؓ فخریہ فرمایا کرتی تھیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم در بیت من مرض یافت و در روز نوبت من وفات یافت و ... مطہر

آنحضرت را قبض کرد در حالیکہ سر آن حضرت میان سینہ و شش من بود و در حجرۂ من مدفون گشت مدارج النبوۃ باب دوم ذکر ازواج مطہرات صفحہ ۷۰۰ وکان فی بیت عائشۃ حتی مات عندھا
قالت عائشۃ فمات فی الیوم الذی کان یدور علیّ فی بیتی فقبضہ اللہ
وان رأسہ لبین نحری وسحری بخاری جلد ۲ کتاب النبی الی کسری وقیصر
مرض النبی صفحہ ۷۰۰ فلما کان یومی قبضہ اللہ بین سحری ونحری ودفن
فی بیتی بخاری جلد اول کتاب الجنائز باب ما جاء فی قبر النبی صلے اللہ علیہ وسلم
وابی بکر وعمر صفحہ ۱۸۶ ان سب عبارات منقولہ کا خلاصہ مطلب یہ ہے کہ عائشہ فرماتی ہیں)
آنحضرت میرے گھر میں بیمار ہوئے اور دفن بھی وہیں ہوئے

اس سے صاف طور پر معلوم ہو سکتا ہے کہ وہ حجرہ بوقت وفات حضرت رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم خاص طور پر مخصوص حضرت عائشہ کا تھا اور رسول صلعم کا اسی واسطے شیخین نے حضرت عائشہ سے ہی اجازت حاصل کرنی تھی اور رسول صلعم سے استیجازہ کا ذکر بھی بخاری میں ہے دیکھو جلد اول صفحہ ۱۸۶ اگر یہ حجرہ خاص عائشہ کی ملکیت نہ ہوتا تو منتفع نظر شیخین کے سب روایت شیعہ امام حسن اپنی تدفین کے لئے وصیت کرتے ہوئے کیوں یہ فرماتے کہ عائشہ سے استرضا کرو کہ اگر راضی ہو گئیں تو روضہ رسول میں مجھکو دفن کرنا ورنہ پھر جنت البقیع میں کر دینا ملکیت بنا کی آئینہ میں ایک اور روایت بھی قابل غور ہے لکھا ہے کہ جب حضرت علیؓ غسل و کفن رسول صلعم سے فارغ ہوئے اور جنازہ پڑھنے کے لئے سلمانؓ ابوذرؓ مقدادؓ حضرت فاطمۃ الزہراؓ و حسنینؓ کو اس حجرہ میں داخل کیا تو اس وقت بھی جماعت پر حضرت عائشہؓ کا اس قدر رعب چھا گیا کہ انکے سامنے نماز نہیں پڑھ سکتے تھے آخر جبرئیل کی کمک کی ضرورت ہوئی جس نے آکر حضرت عائشہ کی نظر بند کر دی اور اس طرح تھوڑے وقت کے لئے نماز ادا کرنے کا موقع حاصل ہوا آخری فقرہ روایت مذکورہ کا قابل دید ہے
موعائشہ ستانقفقہ (خاک بدہن مجلسی) ابصار او گردیدہ و مطلع نہ شد بر نماز کردن ایشاں

اگرچہ جبرئیل چشم ہائے او گرفتہ بود دحیات القلوب باقر مجلسی جلد ۲ صفحہ ۲۲

اب رہا اعتراض نمبر ۱۵ کا دوسرا فقرہ کہ "اگر بموجب حدیث سنیان پیغمبر کا ورثہ نہیں تو یہ دن کیسے ہوئے" اسکا درست جواب تو ہے کہ خود پیغمبر کا ورثہ بقول شیعیان ثابت بھی ہو تو بھی ہم جواب سے سبکدوش ہیں کیونکہ بحث تو اس خاص زمین حجرہ کے متعلق تھی۔ جو حضرت عائشہ کا مملوکہ ثابت ہو چکا لیکن معترض کی تسلی کے لئے میں ثابت کرنے کی کوشش کرتا ہوں کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد کوئی قابل ذکر اثاثہ از قسم منقولہ وغیر منقولہ میں کسی کو حق ارث پہنچ سکے نہیں رہی تھی بخاری میں لکھا ہے ماترک رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم دینارا ولا درھما ولا عبدا ولا امۃ الا بغلتہ البیضاء التی کان یرکبھا وسلاحہ وارضا جعلھا لابن السبیل صدقۃ بخاری جلد ۲ باب مرض النبی صلے اللہ علیہ وسلم صفحہ ۱۰ یعنے آنحضرت صلعم نے نہ درہم و دینار دنیا میں چھوڑے نہ کوئی غلام اور نہ کوئی لونڈی سوئے ایک سفید استر سواری کے اور ہتھیاروں کے اور اس زمین کے جس کی آمدنی آپ مسافروں کے زاد راہ پر خرچ فرماتے تھے یہ تو ہوئی بقول معترض حدیث سنیاں لیجئے اب حدیث شیعیان بھی عرض کرتا ہوں۔ عن ابی عبد اللہ قال ان العلماء ورثۃ الانبیاء لم یرثوا درھما ولا دینارا وانما اورثوا احادیث من احادیثھم" اصول کافی کتاب علم مطبوعہ نول کشور صفحہ ۱۸ (ترجمہ) روایت ہے امام صادق سے کہ فرمایا آپ نے کہ انبیاء کے وارث علماء ہیں اور یہ اسلئے کہ انبیاء نے میراث نہیں دی درہم اور دینار میں اور نہیں میراث دی انہوں نے مگر احادیث

حضرت علی علیہ السلام سے فرزند جہنمی ہے معلوم نہیں ہو سکتا کہ کسی آیت قرآنی کا ترجمہ ہے یا کسی حدیث کا نیز اسکو بھی جناب نے درمعترض کہا اسکو کیا قرار دیکر عائشہ اور امیر معاویہ کو بوجہ جنگ جمل اور صفین کے جہنمی کہہ بیٹھا ہے تو یہ اسکی قلت نظری اور

اور کم فہمی پر دلالت کرتا ہے کیونکہ ہم جواب نمبر ۲ میں ثابت کیا گیا ہے کہ خداوند کریم نے مخالف و موافق اولی الامر اور باغی دونوں گروہ کو مومنین کے لفظ سے ذکر کیا ہے بحکم آیت وان طائفتان من المومنین اقتتلوا اور کتاب الروضہ کے حوالے سے بھی دکھلایا ہے کہ خود جناب علیؑ نے اہل جمل کو اس آیت کا مصداق ٹھہرایا باقی رہا امیر معاویہؓ سے صلح کا معاملہ بھی ویسا ہی ہے جناب علیؑ نے بمقابلہ کے تحکیم کو منظور رکھا اور امام حسنؑ نے خلع خلافت سے عملی طور پر ثابت کر دیا کہ امیر معاویہؓ اور حضرت علیؓ کے جنگ کی ایک خاص نوعیت تھی ورنہ امام کی شان سے بعید ہے کہ امر خلافت میں ایسے کے مقابلہ میں ایک امام تو ثالثی منظور فرماتا ہے اور دوسرا امام اپنے امام کے بعد فرائض امامت کو پھر اسی کے ہاتھ میں سونپ دے فتدبر

اور پھر اس طرح اگر غور کیا جائے تو ہر مسلمان جو دوسرے مسلمان پر دست تطاول دراز کرے اسکو کم و بیش سنی ہونا پڑیگا حضرت علی کی خاص خصوصیت کیا ہے

آمدیم برسر مطلب تو معترض کو نظر ہو جو باالامام المومنینؓ اور خال المومنین کو تو اس کلیہ سے مستثنٰی کرنا پڑیگا البتہ اگر نہروان پر حضرت علی کے ساتھ لڑنیوالوں کو جو کسی زمانہ میں شیعیان علی بھی رہ چکے تھے اور بعد خارجی ہوگئے رافضی اس وجہ سے کہ کیوں جناب علی نے امیر معاویہ کیساتھ ثالثی کے ذریعہ خلافت کے فیصلہ کو منظور فرمایا) یہ کلیہ جاری کریں تو ہم انکو معذور سمجھینگے

دسویں سوال کا جواب

معترض لکھتا ہے کہ صلح حدیبیہ کے موقعہ پر حضرت عمرؓ نے نبوت رسول صلعم میں شک کیا بحوالہ مدارج النبوۃ۔ اول تو یہ امر تحقیق طلب ہے کہ آیا اسکے اعتراض کی بنا صرف اس مدارج النبوت والی روایت پر ہے کہ وہ اس موقعہ پر حضرت عمرؓ کے شک کو امر واقعہ اور اہل سنت کا معتقد علیہ مسئلہ سمجھتا ہے۔ ذیل میں چند ایسے حوالے عرض کرتا ہوں جن کے مطالعہ سے بروایت مذکورہ کی توضیح ہو جاویگی

(۱) منجملہ شرائط مجوزہ مشرکین جنکو آنحضرت صلعم نے منظور فرمایا ایک شرط یہ تھی کہ نہیں

اجابتہ مشرکین مکہ جو شخص آنحضرت صلعم کی خدمت میں آجائے خواہ وہ مسلمان ہی کیوں نہ ہو گیا ہو اسکو واپس مکہ بھیجا جاویگا اور انکے ساتھ ہی یہ کہ جو شخص مدینہ سے مکہ چلا جائے مشرکین مکہ اسکو ہرگز واپس نہ کرینگے یہ شرط مومنین کو بہت ناگوار تھی اور وہ غمگین تھے اور اسکو اسلام کی حقارت و ذلت پر محمول کرکے اس پر معترض تھے بخاری شریف میں خاص غزوہ حدیبیہ کے باب میں صلح کی شرائط کے ذکر کے بعد یہ الفاظ ہیں فکرہ المومنون ذلک وامتعضوا فتکلموا فیہ بخاری جلد ۲ صفحہ ۹۹ و اس حدیث میں تمام مومنوں کا شریک ہونا مذکور ہے نہ خاص حضرت عمرؓ کا اور شک کرنے کا بھی کوئی ذکر نہیں ہے اور اگر اسکو شک سے تعبیر کیا جائے تو سب صحابہ یا اکثر صحابہ کو بھی مشکک ماننا پڑیگا

(۲) دوسری روایت کتاب التفسیر سورہ فتح زیر بخاری میں مروی ہے جس میں آنحضرت صلعم اور خاص عمرؓ کا اس بارہ میں مکالمہ بھی مذکور ہے حضرت صلعم نے اس صلح کی فلاسفی و حکمت سے انکو مطلع کر دیا قبل از وقت خیال فرمایا اور جس پر لکھا ہے کہ عمرؓ مارے غم و غصہ کے آنحضرت صلعم کی خدمت سے لوٹ آئے اصل الفاظ اس موقعہ پر یہ ہیں فرجع متغیظا جلد ۲ صفحہ ۷۱۷ تغیظا کو بھی شک سے تعبیر نہیں کیا جا سکتا اور حضرت عمرؓ کا یہ غیظ بھی اس کراہت کا مترادف ہے جس میں سب مومنین شریک تھے جیسا کہ اوپر والی روایت میں گزرا

(۳) مدارج النبوت میں لکھا ہے کہ جب آنحضرت نے اس شرط کو منظور فرما لیا مسلمانوں نے تعجب کیا مسلمانان ازیں شرط تعجب کردند و گفتند سبحان اللہ چگونہ باز فرستیم کسے را کہ مسلمان آمدہ باشد جلد ۲ صفحہ ۲۰۴ مطبوعہ نولکشور ذکر صلح حدیبیہ

(۴) روایت مذکورہ کے بعد مصنف مدارج لکھتے ہیں کہ ایک روایت میں آیا ہے کہ جب لوگوں نے آنحضرت صلعم سے عرض کیا کہ کیا آپ اس شرط پر راضی ہو گئے ہیں تو آنحضرتؐ نے تبسم فرمایا اور اس شرط کی حکمت کو بیان فرمایا و عمر گفت یا رسول اللہ بایں معنی راضی می شوی آنحضرت تبسم فرمود و گفت یا عمر الخ اس روایت میں بھی آنحضرت کہیں عمرؓ کے شک کا

ذکر نہیں۔ مدارج جلد ۲ صفحہ ۲۸۲

(۵) اب ہم اس خاص روایت کی طرف رجوع کرتے ہیں جس پہ معترض نے
غلبۂ خاص طور پر اعتراض اٹھایا ہے اور جو بیشک مدارج النبوۃ مطبوعہ نولکشور کے جلد ۲
صفحہ ۲۰۰ میں ہے۔ اسکے الفاظ یہ ہیں نقل است از عمر بن الخطاب کہ گفت درآمد در آں روز
در دل من امر عظیم و مراجعت کردم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم را ہرگز مثل آں نکردہ بودم
اسکے آخر میں خود مصنف کی اپنی ہی کہانی ہے وہ تحریر فرماتے ہیں و ایں قول عمر بر سبیل انکسار
و استغفار بود نہ بر سبیل شک و انکار حاشا با وجود یکہ گفتہ است رضی اللہ عنہ عمرے است
کہ از وسوسۂ شیطان و کید نفس کہ در آں روز بخاطر من گذشتہ بود استغفار مے کنم و
باعمال صالح از صوم و صلوۃ و اعتاق و صدقات توسل مے جویم۔ مدارج جلد ۲ صفحہ ۲۰۰

اس معترض علیہ روایت میں بھی امر عظیم کا لفظ ہے ذکر شک کا حالانکہ دوسرے
متعدد روایات جو اسی واقعہ کے متعلق ہیں ان میں عمر کا شک کرنا ثابت نہیں ہوتا دیگر
لفظوں میں یوں کہنا چاہیئے کہ حضرت عمر کا شک کرنا امر واقعہ نہیں ہو سکتا البتہ روایات
کا تضاد واقع ہو جاتا ہے اس مشکل کے لئے ہم ائمہ اہل بیت علیہم السلام کا ایک معیار
عرض کرتے ہیں وہ یہ ہے کہ ایک حدیث دوسری حدیث کو منسوخ کر دیتی ہے۔ ان
الحدیث ینسخ کما ینسخ القرآن فنسخت الاحادیث بعضہا بعضا
اصول کافی اختلاف الحدیث صفحہ ۰ جب احادیث میں ناسخ و منسوخ ممکن ہے خواہ وہ
ائمہ معصومین سے مروی ہوں تو روایات غیر معصومین میں تو یہ معیار بوجہ اولیٰ قابل
لحاظ ہوگا پس اس معیار کی بنا پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ ایک شک والی روایت دوسری روایات
معارضہ بالا سے منسوخ ہو گئی پھر اگر حضرت عمر نے جو غیر معصوم اور بشریت کے قدرتی
تقاضاؤں سے مبرا و منزہ نہیں تھے ایک دفعہ عمر بھر میں شک بھی کیا تو کچھ مضائقہ کی
بات نہیں ہے بوجوہ ذیل

اوّل تو آپ جلدی پشیمان ہوئے اور اس پر اصرار نہیں کیا۔ اور تمام عمر اسکے ارتکاب پر استغفار اور صدقہ دیتے رہے جیسا کہ مدارج النبوۃ سے ہی اوپر عرض ہو چکا

دوم۔ ہم کو تعجب اور نکتہ چینی کی گنجائش نہیں ہو سکتی کیونکہ حضرت ابراہیم جیسے اولوالعزم پیغمبر کے بارہ میں بھی خود قرآن مجید میں ایک شک کا ذکر پایا جاتا ہے قال اولم تؤمن قال بلی ولکن لیطمئن قلبی پس عمرؓ کا یہ شک بھی بقول شاہ عبدالحق صاحب مرحوم محدث دہلوی استکشاف و استفسار حقیقت امر مصالحت حدیبیہ پر مبنی تھا نہ کہ مبنی بر انکار و جحود۔ بخاری میں مذکور ہے کہ آنحضرت صلعم نے ابراہیم علیہ السلام کے مذکورہ قصہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا نحن احق بالشک من ابراھیم اذ قال رب ارنی کیف تحی الموتی قال اولم تؤمن قال بلی ولکن لیطمئن قلبی بخاری کتاب التفسیر سورہ بقرہ باب وقوموا للّٰہ قانتین جلد ۳ صفحہ ۹۹

سب باتوں سے قطع نظر کرکے قابل غور بات ہے کہ اس شک کے بعد حضرت عمرؓ کے ساتھ آنحضرتؐ کا کیسا سلوک رہا ہم کو تو آنحضرت صلعم کے طرز عمل کو مدنظر رکھنا چاہیئے لقد کان لکم فی رسول اللّٰہ اسوۃ حسنۃ اور شائد یہ بات کہ مشکل ہی سے آپ عمرؓ پر اس شک کے ارتکاب پر آزردہ خاطر ہوئے۔ سب سے پہلے بخاری ہی میں دیکھیں لکھا ہے کہ حضرت صلعم کے ساتھ شرائط صلح پر بات چیت کرکے حضرت عمرؓ ابوبکر صدیق کے پاس گئے جب انہوں نے تسلی دلائی۔ تو خدا نے بھی آسمان سے نازل فرمائی یعنی سورہ فتح کا نزول ہوا۔ "فنزلت سورۃ الفتح" بخاری جلد ۲ صفحہ ۱۲۵ شکر ہے کہ حضرت عمرؓ کی دل سوزی جو دراصل تمام مومنوں کی طرف سے دلسوزی تھی وہ بیکار نہ رہی۔ اور جس قدر وسیع فتوحات مسلمانوں کو آئندہ نصیب ہوئیں تاریخ اسلام شاہد ہے کہ حضرت عمرؓ کی عالی ہمتی اور جوش اسلامی کو ان میں کہاں تک دخل ہے

لطیفہ آیت وعدکم اللّٰہ مغانم کثیرۃ جو اسی سورہ فتح میں ہے اسکی تفسیر

میں علامہ مجلسی نے لکھا ہے وعدہ دادہ است شمارا خدا غنیمت ہائے بسیار کہ خواہید گرفت
آنہارا داد شما غنیمت ہائے فارس و روم وغیر آنہا کہ بدست عساکر مسلمانان آمد (حیات القلوب
جلد ۲ صفحہ ۴۰۴) پس شیعوں کو معلوم ہے کہ فارس و روم کی موجودہ فتوحات اسی شخص کے دم قدم
سے حاصل ہوئیں جس کو وہ جھوٹ میں شک انداز جانتے ہیں۔ اس اعتراض کا (۴) ایک
حصہ آتی ہے معترض کہتا ہے کہ ابوبکرؓ نے عروہ کو گالی دی (بحوالہ مدارج النبوۃ وغیرہ) سو
سب سے پہلے یہ معلوم کرنا ضروری ہے کہ عروہ کون شخص ہے صاحب مدارج النبوۃ فرماتے
ہیں کہ یہ خیال نہ کرنا کہ یہ عروہ بن مسعود برادر عبداللہ بن مسعود ہو بلکہ ایں عروہ بن مسعود ثقفی است
و عبداللہ بن مسعود ہذلی۔ و عروہ بن مسعود دریں وقت مسلمان نبود و آخر وقت مسلمان شد
مدارج جلد ۲ ذکر صلح حدیبیہ صفحہ ۲۰۰ و مفسر تفسیر صافی لکھتے ہیں کہ ولید بن مغیرہ رؤسائے
مکہ سے تھا اور عروہ بن مسعود ثقفی رؤسائے طائف سے دیکھو تفسیر صافی زیر آیت علی رجل
من القریتین عظیم اور یہ عروہ ابوبکر صدیق کا ممنونِ احسان اور رہین منت تھا۔
صلح حدیبیہ کے وقت مشرکین مکہ کی طرف سے وکیل بنکر آیا تھا اور آنحضرت صلعم سے
ایسے پیرایہ میں بات چیت کی جو بقول صاحب مدارج ارباب دولت دنیاوی و طالبان
دنیاوی کے حسب حال ہوتی ہے۔ اسی نے لکھا ہے کہ ہنوز ظلمت کفر و رسم جاہلیت در
حال عروہ بود (مدارج صفحہ ۲۰۷) اس پیرایہ و لب ولہجہ کو دیکھ کر ابوبکرؓ کو غصہ آیا اور آپ نے
اسکی ذلت کی غرض سے اسکو فحش گالی دی خدا جانے معترض نے اس فحش گالی کو کیوں
اسقدر بڑا بنایا ہے شیعوں کی منطق بھی عجیب ہے ایک طرف اصحاب ثلاثہ کو فرار جنگ کے
مطاعن کا نشانہ بنا کر انکی بزدلی کو مشہور کرتے ہیں اور دوسری طرف اگر کہیں انکی ذات سے
غیرت و حمیت کا کوئی امر سرزد ہو جیسے کہ اس موقعہ پر ہوا تو انکی شدت اور غلظت پر اعتراض کر
دیتے ہیں قطع نظر اسکے روایت منقولہ بالا کے بعد ہی ایک دوسری روایت بھی ہے جس میں
لکھا ہے کہ عروہ نے گفتگو میں آنحضرت صلعم کی ریش مبارک کی طرف حسب عادت اجلاف

باہم لڑ رہا تھا جس پر مغیرہ بن شعبہ مشہور صحابی آنحضرت پر اقربر دست ہو ہو جاتے تھے یہاں تک کہ لکھا ہے فنقل شمشیر خود را بر دست عروہ زدہ میگفت دست خود را نگہ دار و از حد ادب تجاوز مکن (مدارج النبوۃ جلد ۲ ص ٢٤٨) ممکن ہے کہ مغیرہ بن شعبہ نے ہی عروہ کو فرش گالی دی ہو لیکن دونوں صاحبوں کے بارے میں اصل قابل غور بات ہے کہ ابھی اس تادیب و تنبیہ یا بخیال معترض اس بد تہذیبی پر آنحضرت صلعم نے بھی اعتراض فرمایا تھا یا نہ اگر آپ کی پاک ذات سے اپنے دو صحابیوں کے فعل پر کوئی مخالفت مروی نہیں ہے تو اسکے یہ معنے ہیں کہ آنحضرت صلعم نے بھی سکو روا اور جائز خیال فرمایا تھا پھر آج شیعوں کا کوئی حق نہیں کہ تیرہ سو برس کے بعد صحابہ کرام کے ایک ایسے فعل پر جو اس موصوف "لعلیٰ خلق عظیم" صلعم الٰہی کے حضور میں سرزد ہوا اور اسکو جائز رکھا گیا۔ نکتہ چینی کریں۔ والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ

خاکسار غلام حسین ملتم بھیروی ہمدی شکارپور

احادیث تشیع

شیعہ کی ایمانداری کا یہ نقشہ ہے جس سے احادیث امامیہ کی صحت اور عظمت کی حقیقت معلوم ہوتی ہے

(۱) قال سئلت الرضاء علیہ السلام فقلت انی لا القاك فی کل وقت فممن اخذ معالم دینی قال خذ عن یونس بن عبد الرحمٰن (ص ٣٠٣ رجال) ترجمہ راوی جو حضرت امام رضا علیہ السلام کا مرید اور انکا گرویدہ تھا انسے سوال کرتا ہے کہ میں ہر وقت آپ سے نہیں مل سکتا ہوں پس اپنے دینی علوم کس سے دریافت کروں فرمایا امام نے کہ یونس بن عبد الرحمٰن سے دریافت کیا کرو

(۲) محمد بن یونس ان الرضاء علیہ السلام ضمن لیونس الجنۃ ثلث مرات (ص ٣٠٣ رجال) ترجمہ محمد بن یونس سے روایت ہے کہ تحقیق امام رضا علیہ السلام یونس

بن عبدالرحمٰن کے لئے جنت کے ضامن ہوئے تھے اور تین مرتبہ انہوں نے ایسا فرمایا تھا کہ میں یونس کے لئے جنت کا ضامن ہوں

(۳) قال سمعت الفضل بن شاذان یقول ما نشأ فی الاسلام رجل من سائر الناس کان افقہ من سلمان الفارسی ولا نشأ رجل بعدہ افقہ من یونس بن عبدالرحمٰن صلا۳ رجال) ترجمہ راوی کہتا ہے کہ میں نے فضل بن شاذان کو کہتے سنا ہے کہ اسلام میں تمام لوگوں سے ایسا کوئی آدمی نہیں پیدا ہوا جو افقہ ہو سلمان فارسی سے اور بعد انکے تمام لوگوں سے افقہ یونس بن عبدالرحمٰن تھا اسکے مساوی کا کوئی فقیہ لوگوں میں نہیں گذرا ہے

(۴) سمعت الفضل بن شاذان یقول حج یونس بن عبدالرحمٰن اربعا و خمسین حجۃ واعتمر اربعا وخمسین عمرۃ والف الف جلد ردا علی المخالفین ویقال انتہی علم الائمۃ علیہ السلام الی اربعۃ نفر اولہم سلمان الفارسی والثانی جابر والثالث السید والرابع یونس بن عبدالرحمٰن الخ صلا۳ رجال)

ترجمہ۔ راوی کہتا ہے جو خود بھی ثقہ ہے کہ میں نے فضل بن شاذان کو کہتے سنا کہ یونس بن عبدالرحمٰن نے چار اوپر پچاس حج کئے تھے۔ اور اسقدر عمرہ بجالایا ہوا تھا اور ہزار ہزار جلد کتابیں مخالفین ائمہ کے رد میں لکھی تھیں اور ائمہ اہلبیت کا علم ان چار شخصوں پر منتہی ہوگیا ہے سلمان فارسی، جابر، سید۔ اور چوتھا یونس ابن عبدالرحمٰن ہے

(۵) قال سئلت ابا جعفر علیہ السلام عن یونس قال رحمہ اللہ (الخ)

ترجمہ حضرت امام جعفر علیہ السلام سے یونس کے بارے میں سوال کیا گیا۔ فرمایا خدا اسپر رحم کرے

(۶) قال قلت لابی الحسن الرضا علیہم السلام جعلت فداک انی لا اکاد اصل الیک اسألک عن کل ما احتاج الیہ من معالم دینی افیونس بن

عبدالرحمٰن ثقة آخذ عنه ما احتاج الیه من معالم دینی فقال نعم
(ص۳۰۲ رجال کشی) راوی کہتا ہے کہ میں نے ابی الحسن الرضا علیہم السلام سے کہا کہ میں تمہارے
فدا ہو جاؤں میں ہر وقت آپ کی خدمت میں حاضر نہیں ہو سکتا ہوں کہ اپنی دینی مسائل کو
جنکا میں محتاج ہوتا ہوں آپ سے دریافت کروں پس آپ اجازت دیتے ہیں کہ میں
یونس ابن عبدالرحمٰن سے اپنی احتیاج علوم دین کو پوچھ لیا کروں اور آیا وہ ثقہ ہے امام ع
نے فرمایا کہ ہاں اس سے پوچھ لیا کر

(۵) قال اخبرنی یونس ان ابا الحسن علیہ السلام ضمن لی الجنة من النار
(ص۳۰ رجال) ترجمہ۔ راوی کہتا ہے کہ مجھکو خود یونس نے خبر دی ہے کہ تحقیق ابا الحسن ع
میرے لئے جنت کے ضامن ہو چکے ہیں۔ اور دوزخ سے نجات دلانے کے بھی ضامن
ہو چکے ہیں

(۶) اسی یونس بن عبدالرحمٰن صاحب کا حال سنیئے کہ کیسے بزرگ ہیں عن محمد بن عیسیٰ
القمی قال توجهت الی ابی الحسن الرضا علیہ السلام قال اسئله عن هذه
المسئلة قال دخلقت الجنة بعد فانی ازعم انها لم تخلق قال فدخلت علی
ابی الحسن فجلست عنده فقلت له ان یونس اودعنی الیک رسالة قال وما هی
قلت قال اخبرنی عن الجنة خلقت بعد فانی ازعم انها لم تخلق فقال
کذب فاین جنة آدم (ص۳۰۴ رجال کشی) ترجمہ محمد بن عیسیٰ قمی کہتا ہے کہ میں ابی الحسن
رضا علیہم السلام کی طرف جانیوالا تھا۔ راستہ میں یونس بن عبدالرحمٰن ملا مجھکو کہا کہ امام
صاحب سے یہ مسئلہ بھی پوچھنا کہ آیا جنت بعد میں پیدا کی جاویگی کیونکہ میرا خیال ہے کہ ادھر
نے جنت کو ابھی تک نہیں پیدا کیا ہے پھر قمی کہتا ہے کہ میں امام صاحب کے پاس جاکر
بیٹھ گیا اور حقیقت عرض کی امام علیہ السلام نے فرمایا کہ یونس بن عبدالرحمٰن جھوٹ کہتا
ہے یہ جو آدم کی جنت ہے یہ کہاں ہے یہی تو جنت ہے جو مخلوق ہو چکی ہے

(۹) عن ابن سنان قال قلت لابی الحسنؑ ان یونس یقول ان الجنت والنار لم یخلقا فقال ما لہ لعنہ اللہ و این جنت آدم ؑ (رجال کشی) ترجمہ۔ ابن سنان راوی کہتا ہے کہ میں نے ابی الحسن علیہ السلام کو کہا کہ یونس کہتا ہے۔ دوزخ اور جنت ابھی پیدا نہیں کئے گئے ہیں امام نے فرمایا اسکو کیا ہو گیا لعنت ہو اللہ تعالے کی اس پر تو آدم کی جنت ہے اور یہ تو پیدا شدہ ہے

(۱۰) قال حدثنی محمد بن احمد عن بعض اصحابنا عن عبد اللہ بن محمد الحجال قال کنت عند الرضاؑ و معہ کتاب یقرؤہ فی بابہ حتی ضرب بہ الارض فقال کتاب ولد الزنا للزانیۃ فکان کتاب یونس (رجال کشی) ترجمہ۔ راوی کہتا ہے ہم امام رضا علیہ السلام کے پاس بیٹھے ہوئے تھے اور انکے پاس کتاب تھی اسکے ایک باب کو پڑھا پھر اسکے ساتھ زمین کو ٹھوکر دینے لگے اور کہا کہ یہ ولد الزنا حرامی کی کتاب ہے جس کی ماں بھی زناکار تھی۔ اور وہ یونس کی کتاب تھی

(۱۱) قال یونس بن عبد الرحمن کتبت الی ابی الحسن الرضا علیہ السلام سالتہ عن آدم ھل فیہ من جوھریۃ الرب شیء قال فکتب الیٰ جواب کتابی لیس صاحب ھذہ المسئلۃ علی شیء من السنۃ زندیق (رجال کشی) ترجمہ۔ کہا یونس بن عبد الرحمن نے کہ میں نے ابی الحسن رضا علیہ السلام کی طرف خط لکھا اور میں نے اس سے یہ مسئلہ دریافت کیا کہ کیا آدم میں خدا اور رب کی جوہریت سے کچھ چیز ہے اور امام صاحب نے میرے خط کا جواب لکھا کہ اس مسئلہ کا دریافت کرنیوالا سنت نبوی سے کسی چیز پر نہیں بلکہ وہ زندیق ہے۔ حدیث نمبر ۹ سے معلوم ہوتا ہے کہ یونس کا خیال ہے کہ جنت ابھی موجود نہیں ہے اور امام صاحب کہتے ہیں کہ جنت موجود ہے۔ اور مخلوق شدہ ہے اور وہی آدم والا جنت ہے حال کی تحقیقات سے حضرت امامنا حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود علیہ السلام نے قرآن کریم سے ثابت کر دیا ہے کہ فی الحقیقت

جنت موجود نہیں اور جنت ہر ایک مومن کی اسکے اعمال سے بنیگی اور آدم کا جنت (دی) جو شام میں عدن کے قریب تھا اور وہ ایک باغ تھا۔ اس صورت میں تو [illegible] زیادہ عقلمند اور سلیم الرائے پایا جاتا ہے بہ نسبت شیعین کے امام صاحب کے (راقم کی رائے میں)

(محمد علی از پشاور)

یاد حبیب

حضرت صاحبزادہ مرزا محمود احمد صاحب

اے شمع علم وہدا اے صاحب فہم وذکا | اے نیک دل اے باصفا اے پاک طینت باحیا
اے مقتدا اے پیشوا اے میر ما اے رہنما | اے مجتبیٰ اے مصطفیٰ اے نائب [illegible]

پھر یاد تو کیجئے ذرا۔ ہم سے کوئی اقرار ہے

دیتے تھے تم ہر دم خبر [illegible] | [illegible] شور و شر [illegible]
پاؤ گے تم فتح و ظفر۔ ہونگے [illegible] | آرام سے ہوگی بسر۔ ہوگا خدا مد نظر

واں تھے یہ وعدے خیر۔ یاں حالت ادبار ہے

ہر دل میں ہے بغض و کیں [illegible] | جو ہو خدا سے خوف میں کوئی نہیں کوئی نہیں
ہر ایک کے سر میں [illegible] | [illegible] رب العالمین

دیکھا ہے جو حال حزیں۔ حالت ہماری زار ہے

جتنے کہ سب تیار ہیں [illegible] | [illegible]
[illegible] | [illegible]

حالت پر اسرار ہے کیں۔ دل [illegible] انکار ہے

چھپتے گئے [illegible] | [illegible]
ہم ہو رہے [illegible] | [illegible]

پیالہ بھرا ہے لب بلب تھوڑی ہی کسر درکار ہے

کیا آپ پر الزام ہے۔ یہ خود ہمارا کام ہے | غفلت کا یہ انجام ہے سستی کا یہ ثمرہ ہے
قسمت پر بھی یہ تہمت ہے دل خود ہی بیزار ہے | اب کے جگہ اسلام ہے باقی فقط نام ہے
مستی انہیں سے حرام ہے بس کہ یہی کام ہے

دین کو دنیا پر مقدم کرو یہ اس نبی کا کلمہ ہے جو ہم لوگوں میں چودہویں صدی کے سر پر مبعوث ہوا۔ ہو رہ گیا سلسلہ احمدیہ کی تمام تعلیمات کا نچوڑ اور یہ ہماری قوم کا نصب العین اور یہی ہمارا کام کا ڈھب ہے۔ پر کتنا تنگ جنہوں نے عمل کیا۔ تاریخ بتا رہی ہے کہ کس طرح ہم ستائے گئے دکھ دیئے گئے ہمارے جان و مال عزت و آبرو پر حملے کئے گئے۔ اور پھر کس ہمت و استقلال و جوش کے ساتھ مخلصین ان مشکلات کا مقابلہ کر کے دین کو دنیا پر مقدم کیا۔ جتنی کرم ہیں سے وہ بھی ہیں جنہوں نے اپنے پیارے وطن اپنے خویش و اقارب اپنے محلہ اپنے ہمسایوں پھر اپنی عالیشان اپنی سینوں اپنے مکانوں اپنی خواہشوں اپنی ترقی کی سیڑھیوں کو خیر باد کہکر ایک وادی غیر ذی زرع میں قیام کیا جہاں کی زبان جہاں کا لباس جہاں کے عادات جہاں کے سامان رہائش ہرگز ان کی طرف کھینچنے والے نہ تھے سوا اسکے کہ اس پاک و مطہر سرزمین میں خدا کا ایک برگزیدہ پیدا ہوا اور اسکی محبت نے پاک دلوں کو اپنی طرف کھینچ لیا۔ حضرت نور الدین کے اعلیٰ تحمل اور قرآن مجید کے عاشقانہ قول اور انکے اخلاص انکے خیالات و حالات کو دیکھ کر حیرت ہوتی ہے تو ساتھ ہی اس پاک شخصیت و بے نظیر روحانیت کے سر تاج پر درود پڑھنے کو جی چاہتا ہے جس کی کشش ایسی زبردست تھی کہ اس نے نور الدین جیسا انسان اپنی طرف کھینچ لیا اور پھر ایسا کھینچا کہ یہیں کا کر دیا حضرت امیر فرمایا کرتے ہیں کہ مرزا (علیہ السلام) ایک سنگ پارس تھا۔ جسکے چھونے سے میں بادشاہ بن گیا اور کیوں نہ پیدا ہوتا جبکہ الہام میں یہ بھی موجود ہے کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈینگے۔ اللہ اللہ وہ پاک انسان جس کی صحبت میں گھڑی دو گھڑی بیٹھ جانیوالوں نے دین کو دنیا پر مقدم کر کے وہ نمونہ دکھایا کہ اسکی نظیر صحابہ کرام رض کی زندگیوں کے سوا کہیں نہیں مل سکتی پھر تو اسکے جگر گوشے

ہیں اسکے نور نظر ہیں اسکے جسم مطہر کا ایک حصہ ہیں اور واقع میں حضور کی گود میں پلے ہیں۔
ان سے ہماری امیدیں کس قدر وسیع ہونی چاہئیں سو الحمدللہ ہماری امیدیں
خالی نہیں اور ہمارے خیالات و امتحانات کا لباس پہنتے جاتے ہیں

اسوقت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب کے ایثار کا ایک واقعہ میرے پیش نظر ہے جسکے
لئے میں اپنے دل محبت منزل میں غیر معمولی مسرت کا جوش پاتا ہوں۔ آپ نہایت کامیابی کے
ساتھ گورنمنٹ کالج میں تعلیم پاتے تھے ایف اے پچھلے سال بہت تعریف کے ساتھ پاس کیا
اب بی اے میں پڑھتے تھے کہ یک آپ پر وہ جذبہ غالب آیا جو اس خاندان کا اصلی ورثہ ہے
اور جو اس دین کو دنیا پر مقدم کرنیوالے نوزدہ سالہ عزیز نوجوان نے دکھلا دیا کہ تمام ان ترقیات
کی امیدوں اور آسودگیوں پر جو اس کالج کی تعلیم کیساتھ وابستہ ہو سکتی ہیں سن رشد کو پہنچتے ہی لات
مار کر دین کو دنیا پر مقدم کر لیا۔ اور کالج سے نام کٹا کر قرآن و حدیث پڑھنے میں مشغول ہو گئے میں
کہ ابتداء سے نیازمندانہ تعلقات رکھنے والا ہوں۔ اور اصلی حالات و خیالات سے بوجہ بے تکلفی
یقینی طور پر اطلاع پا سکتا ہوں۔ اس تغیر کی لذت رشک اپنے اندر پاتا ہوں کہ قاضی ...
کالج تو پھر بھی مل جائیگا مگر زندگی کا کچھ اعتبار نہیں ممکن ہے کہ قرآن مجید و حدیث پڑھنے کا اور
پھر وہ بھی نور الدین جیسے پاک انسان سے پھر موقعہ مل سکے اسلئے یہی بہتر جانا (جزاہ اللہ
احسن الجزاء) اب دیکھنا یہ ہے کہ اس پڑھائی چھوڑنے کی وجہ کیا ہے کہ خدانخواستہ صاحبزادہ صاحب
پڑھنے میں کمزور تھے یا وہاں کچھ مشکلات تھیں ہرگز نہیں بشیر احمد نے لیاقت اور اعلیٰ قابل
رشک کیریکٹر کا وہ سکہ جمایا تھا کہ اسکی آخری رپورٹ جو شہزادہ محمود کے پاس پہنچی ہے اس میں
لکھا ہے An excellent student; his leaving is a Loss to the College. G.A.W. بہت عمدہ
طالبعلم اور اسکا کالج کو چھوڑ جانا کالج کے لئے ایک نقصان ہے۔ بس یہ ایثار کا ایک
نمونہ ہے جو میں نے اپنے احباب کرام کے سامنے پیش کیا اور ہمیں ایسی ہی مثالوں کی ضرورت
ہے اور ایسے ہی نوجوانوں کی ضرورت ہے جو بوجہ شباب سے اپنے اندر دین سیکھنے دین

پھیلانیکی تڑپ رکھتے ہوں اور صاحبزادگان والا تبار سے تو ہمیں بڑی بڑی امیدیں ہیں حضرت اقدس تریاق القلوب میں فرماتے ہیں کہ میرا دوسرا لڑکا بشیر احمد ہے اسکے پیدا ہونیکی پیشگوئی آئینہ کمالات کے صفحہ ۲۶۶ میں کی گئی ہے اور پیشگوئی کے الفاظ یہ ہیں یاتی

قمر الانبياء وامرك يتأتى. يسر الله وجهك وينير برهانك سيولد لك الولد ويدنى منك الفضل ان نورى قريب. یعنے نبیوں کا چاند آئیگا اور تیرا کام بنجائیگا تیرے لئے ایک لڑکا پیدا کیا جائیگا اور فضل تجھ سے نزدیک کیا جائیگا. ... ... یعنے خدا کے فضل کا موجب ہوگا. سوہم اس نبیوں کے چاند کو بہت جلد بدر منور میں نور پھیلاتے ہوئے دیکھنا چاہتے ہیں بجائے اسکے کہ پنجاب یونیورسٹی کے بی اے ہوں امید ہے کہ بشیر احمد بی اے آکسن بھی ہوں اور وہیں حضور منظور کو وہ کشف پورا ہو جس میں آپ انگلستان میں ایک منبر پر چڑھ کر اسلام کی تبلیغ کر رہے ہیں اور قسم قسم کے جانور آپ نے پکڑے ہیں یہی وہ آئندگی بخش ایام ہو کر تمام قدرتو انکا سرچشمہ تو ہے تیرے اموں نے جو دعائیں کیں ہیں میں یقین رکھتا ہوں وہ ضائع جانیوالی نہیں ہیں۔

یہ تینوں تیرا جگر ہوویں اک کا ہر ٭ یہ ہادی جہاں ہوں یہ ہوویں نیر اکبر
یہ مرجع شہاں ہوں یہ ہوویں ماہ انور ٭ یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی

صاحبزادہ صاحب آجکل اپنی دینی تعلیم کے علاوہ ہیڈ ماسٹر ہائی سکول کے شیر صاحب پڑھنے والے بچوں کے شفیق و مہربان مصلح اور بہت سے دینی کام اپنے متعلق رکھتے ہیں اور انگریزی سٹڈی بھی جاری ہے احباب اپنے امام کے بیٹے کے لئے دعا فرماویں کہ وہ اپنے مقاصد میں کامیاب ہوں

مختصر المیزان بکلام السبحان اس کتاب کے نام نے مجھے اپنی طرف متوجہ کیا مگر خود غلط ہوا آخر کئی سن بعد ختم مؤلف نے ابتداء میں کلام الٰہی کی طرف لوگوں کو متوجہ کیا ہے اور اس میں اپنا شاندار بنانے میں اول فصاحت و بلاغت لیکن افسوس کہ زیر صفحہ میں سے ختم کر دیا ہے میرا خیال تھا کہ آپ چند آیات کو لیکر ان میں جو فصاحت ہے وہ دکھا کر دیگر اہل مذاہب

پر حجت تمام کر لیگے مگر یہ کام تو کسی بڑے متقی عالم فاضل کا ہے نہ کہ اس شخص کا جس کا وظیفہ
ما وجدنا علیہ آباءنا ہو الحمد للہ کہ قرآن مجید کے اس معجزے کو ہمارے امام نے اس صدی میں
از سر نو زندہ کیا اور اعلان فرمایا کہ وہ تو کلام اللہ الرحمٰن ہے میں تو اسی مہبط روح الامین کے
غلاموں میں سے ہوں میرے ساتھ علماء خصوصاً نذیر معارضہ کریں چنانچہ آپ نے حقیقۃ الوحی
سے بعض کتابیں لکھیں اور دس دس ہزار انعام مقرر کیا مگر کسے ہمت نہ ہوئی کہ مقابلہ کرے
کہ مقابلہ کرسکے سیدان محمدیہ وہ تو قبولیت خوب و تاثیر اسپر کوئی ایسی بات مولف نے نہیں بتائی
جو غیر مسلم پر حجت ہو سکے۔ ہمارے امام نے بتایا کہ قرآن مجید کی تعلیم پر چل کر میں نے ان انعامات سے
حصہ پایا ہے جو انبیاء علیہم السلام پر ہوئے۔ اور ان انعامات سے سب سے بڑا انعام **وحی
ربانی** ہے جو مجھ پر نازل ہوتی ہے اور میرے صدق کا ثبوت وہی ہے جو دیگر انبیاء کے صدق
کا ثبوت ہے قبل ان مباحث سو چاہئے مسائل میرا خیال تھا مولف تمدنی و قومی ترقی
ملکی و دینی و دنیوی مسائل بطور مثال پیش کر کے اہل مذاہب پر حجت تمام کر لیگے مگر انہیں تو اپنے مطلب
کو سیدھا کرنے سے غرض تھی اسلئے اول تو بعض علماء کو دہشت کی ہے جو بعض کلمات جنہیں
یہ مولف کفر سمجھتے ہیں کو اس کو کافر نہیں کہتے اور اس کلمہ کے کہنے والے کی عورت کو اس سے
جدا نہیں کر دیتے بلکہ گردن زدنی نہیں کہتے پھر اولی الامر کی اطاعت سے مراد مقلد علماء لی
ہے اور انکے سوا سب کو خارجی قرار دیا ہے آپ جو حدیثیں لائے ہیں وہ ہرگز آپکے مفید مطلب
نہیں مگر آپنے فرض کر لیا ہے کہ جہاں سواد اعظم یا جماعت کا نام آئے اس سے مراد حنفی
ہیں یا زیادہ سے زیادہ مقلد علماء مگر اعظم کے معنے اکثر کے نہیں۔ اور خدا نے اپنے کلام پاک
میں اکثر کے تابع ہونیکا حکم دیا ہے بلکہ اس میں تو فرمایا وما یؤمن اکثرھم باللہ الا
وھم مشرکون اور ارشاد کیا وان تطع اکثر من فی الارض یضلوک عن سبیل اللہ یعنی اکثر لوگ
انہوں نے مشرک ہیں۔ اور اگر تو اکثر کے پیچھے لگیگا تو وہ تجھے گمراہ کر دیں مگر آپ لکھتے ہیں۔ کہ
حنفیوں کی تعداد زیادہ ہے اسلئے حنفی ہی حق پر ہیں۔ اور اپنے بیان پر بار بار سیدنا عمر کی بھی

اور انکے سلسلہ عالیہ پر زبان طعن دراز کی ہے بلکہ سید حافظ جماعت علیہ پیر سراج الحق صاحب اور حضرت
مرزا احمد جان صاحب لدھیانوی کا بھی حقارت سے ذکر کیا ہے کوئی اس شخص سے دریافت
کرے کہ صفحہ ۹۹ پر تم خود ہی لکھتے ہو۔ والجماعت مجامعت اهل الحق وان قلوا۔ کہ
جماعت اہل حق کے مجمع کا نام ہے اگرچہ وہ قلیل ہوں تو پھر ہمارے کیوں کہتے ہو کہ تم زیادہ
نہیں پھر حقیقی طور پر جماعت کا اطلاق تو اس زمانے میں صرف احمدیوں پر ہو سکتا ہے کیونکہ
وہ کلی طور پر ایک امام کے ماتحت ہیں اور اسوقت اور کوئی فرقہ اسلامی ایسا نہیں جس پر
جماعت کا اطلاق ہو سکے اور حدیث میں ہے جو مؤلف نے صفحہ ۹۰ پر نقل کی ہے کہ دعاۃ
الی ابواب جہنم کا زور ہوگا۔ اسوقت فلزم جماعۃ المسلمین و امامہم ہے
مخاطب تو جماعت مسلمین اور انکے امام کو وہ ہم پکڑے میں کہتا ہوں۔ اسوقت ایک ہی سلسلہ
کی جماعت ہے جن کا امام ہے فھل انتم مسلمون پھر جہاں جماعت اور سواد اعظم
کا ذکر آیا ہے وہاں ما انا علیہ و اصحابی ساتھ ہے جس سے سواد اعظم کی تعریف ظاہر ہے
ہم تو وہ ہیں جنہیں خدا نے اپنے کلام میں وآخرین منھم لما یلحقوا بھم فرمایا اور ہم
میں ایک نبی مبعوث کیا لیکن تم لوگ تو اپنے اعمال کو اپنی شادی غمی کے مراسم کو اپنے نقشبندی
ہو گیا وہ حرکات نفعی و تصور شیخ و استغراق قلب کو نبی کریم صلعم اور انکے اصحاب کے طرز
عمل پر عرض کر کے دیکھو پھر بھی مطابقت ہے الیس منکم رجل رشید هدنا و
ایاکم الی سواء السبیل تحیت مؤلف مولوی محمد دیدار علی صاحب الوری

نذر علی یہ ۶۰ صفحے کا رسالہ سلسلہ اشاعت انجمن احمدیہ پشاور بہاء کرم مرزا محمد عیسیٰ
ہوا نقش تو نیس محلہ جر کوہاٹ شہر پشاور کی ان چند تصانیف میں سے ایک ہے جو وہ
شیعہ کے خلاف لکھتے رہتے ہیں۔ اس رسالہ میں شیعوں پر کئی طرح سے حجت قائم کی گئی
ہے اول تو اس طرح کہ اگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے گرد و پیش سب منافق کافر بد عہد
مرتد ملعون ہی تھے تو پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا ومن ذریتنا امۃ مسلمۃ

تک کا کیا حشر ہوا پھر اس دین اور قرآن مجید کا کیا اعتبار جس پر شیعہ کو بھی اعتماد ہے نہج البلاغہ سے تین خطوط نقل کئے ہیں ایک میں حضرت علی المرتضیٰ تسلیم کرتے ہیں کہ شوریٰ مہاجرین و انصار کا حق ہے جب وہ کسی کو امام مقرر کر دیں تو اس میں اللہ کی رضا ہوتی ہے پھر اگر کوئی اس امام کا انکار کرے تو اس سے لڑائی کرنی چاہیئے (انما الشوریٰ للمہاجرین و الانصار اذا اجتمعوا وسموا اماما کان ذلک للہ رضا ۔ ۔ ۔ فان ابی قاتلوہ علی اتباعہ غیر سبیل المومنین) مولف نے اپنی ذہانت سے ایک قوی استدلال اس حق بیعت خلافت کی تردید میں کیا ہے کہ جیسا کہ شیعہ کا خیال ہے اگر یہ بات سچ ہے کہ اس بیعت میں پالیٹیکل جبر ہوتا تھا تو پھر حضرت علی کے ارشاد کے مطابق ایسے مجاہدانہ اجماع سے دھمکی دیکر اور کنارہ کشی ضروری تھا نیز اسی قول مذکورہ بالا سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ حضرت صدیق فاروق رض کی بیعت جب مہاجرین و انصار نے کر لی اور ان کو امام مان لیا تو حضرت علی نے کبھی تخلف روا نہیں کیا ہوگا غرض ان خطوط سے بہت عمدہ نتائج نکالے ہیں اسکے بعد حضرت اقدس کی کتاب تحفہ اثنا عشریہ سے بہت عمدہ اقتباس دیا ہے۔ پھر شیعوں کی دعا جو بعد اذان (جیسا انکے ہاں التزام ہے) ہے واجعل لی عند قبر نبیک محمد المصطفیٰ مستقرا و قرارا پر جرح پیش کر کے پوچھا ہے کہ یہ مستقر و قرار تم میں سے تو کسی کو بھی نہ ملا۔ مگر حضرت ابوبکر و حضرت عمر کو حاصل ہے اگر ایک منافق بھی یہ قرب پا سکتا ہے تو پھر دعا کیسی اور دعا انعمت علیہم کے بارے میں دریافت کیا ہے کہ انعام منعم علیہ گروہ تمہارے پیش نظر ہوتا ہے پھر شیعی رواۃ کا حال انہی کی کتابوں سے بیان کیا ہے کہ ایک وقت میں انکی تعریف ہو رہی ہے دوسرے وقت میں لعنت رسائی جاری ہے پھر لطف یہ کہ بہت کم روایتیں حضرت رسول کریم تک پہنچتی ہیں اسی سے عصمت ائمہ کا مسئلہ گھڑ لیا اور کیا خوب کہا ہے کہ ۲۳ سال تک زندہ معجزات و خوارق و بینات دیکھنے والے مسلمان نہ بنے تو پھر بعد اسکے کس طرح بگڑے آخر میں دین کی ترقی و حفاظت و اشاعت کے لئے

مجددین کی طرف توجہ دلائی ہے بالخصوص اس صدی کے مجدد اعظم کی طرف جو مسیح و مہدی
کے نام سے آیا جس نے اسلام کو [illegible] صاحب کو بتایا۔ دیباچے محمدیاں [illegible] طبیعت محکم تر [illegible]
خدا جزائے خیر دے قیمت ۱؎ احباب منگوا کر تبلیغ و اشاعت کریں

رد تناسخ | دھرمپال نے دسمبر جنوری فروری تین مہینے کے نمبروں میں تناسخ کا رد کیا ہے دسمبر
کے پرچہ میں اپنے تلازفت [illegible] پیدا ہونے میں اواگون کے مسئلہ کو باطل ثابت کیا ہے
اور اس عقیدہ سے جو قابل شرم مفاسد لازم آتے ہیں انکو بتایا ہے اور جنوری فروری میں
سوامی دیانند کی سوانحعمری اور ان کی ستیارتھ پرکاش سے آریہ [illegible] تعلیم کی ہے اور
دیانند کے دوبارہ جنم پانے کی خبر سن کر اپنے عجیب و غریب سفر کے حالات دئے ہیں پھر حیات
بعد الممات اور روح کے ایک لطیف جسم میں رہنے کا ثبوت آجکل کے فلاسفروں کے تجربات
و مشاہدات سے دیا ہے اور آخیر میں لکھا ہے کہ روح کی آئندہ زندگی کے بارے میں
قرآن مجید چھٹی صدی عیسوی سے تفصیل درستہ چلا آرہا ہے آج یورپ اور امریکہ اپنے تمام علم و عقل
تجربات و مشاہدات کے زور سے اسی نتیجہ پر پہنچ رہا ہے دھرمپال نے اس مسئلہ پر بلحاظ ایک
آزاد خیال کے غور کیا ہے لیکن جب وہ قرآن مجید کی روشنی میں اسکو دیکھے گا تو اس سے
بھی زیادہ حق کو پائیگا قیمت [illegible] سالانہ قیمت اس رسالہ کی تین روپے [illegible]
البشیر ہے۔ مجموعہ الہامات مسیح موعود کی جلد اول قیمت ۱۲؎ دفتر تشحیذ سے طلب کرو

قدیم ہندوستان کی تہذیب | ہندوستان کے مشہور فاضل مسٹر آر سی دت کی سوشل ہسٹری
آف اینشنٹ انڈیا کا اردو ترجمہ مولوی [illegible] احمد صاحب نے قدیم
ہندوستان کی تہذیب کے نام سے کیا ہے مصنف و مترجم کی نہایت اعلیٰ تصاویر ہیں انکے
بعد ایک مقدمہ ہے جس میں لائق مترجم نے ان کی تصویر سے پرانی وضع کی سادگی [illegible]
عیاں ہے ہندوؤں کی ترقی علوم و فنون و مذہبی معتقدات کو دکھایا ہے پھر اصل کتاب
کا ترجمہ ہے جس میں پانچ دور ہیں (۱) وید کا زمانہ جو ۲۰۰۰ تا ۱۴۰۰ قبل مسیح ہے پھر

(۱) قومی تاریخ کا زمانہ جب گنگا کی وادی میں آریہ قوم کا قیام ہوتا ہے اور وہ وید کی تدوین کرتی ہے
(۲) پھر برہمنی عہد ہے جب تمام ہندوستان پر آریوں کا تسلط ہوتا ہے (۳) پھر بدھ کا عہد ہے
(۴) پھر پرانوں کا عصر جب کہ ہندو مذہب از سر نو نشوونما پاتا ہے ان پانچوں ادوار کے متعلق
سردست اس کتاب زیر ریویو میں وید کے زمانہ کا مفصل حال ہے جس کے پڑھنے سے معلوم
ہوتا ہے کہ یہ لوگ کاشتکاری اور مویشی چرانے اور چراگاہ پر رہنے کی طرف بڑی رغبت رکھتے
اور یہی آرزوئیں وہ اپنے معبودوں سے گیتوں میں ظاہر کرتے تھے۔ گھوڑے اور گائے بیل کی
قربانیاں بھی کرتے تھے پھر رگوید سے ان لڑائیوں کا بیان بھی ہے جو انہیں قدیم باشندگان
ہند سے لڑنی پڑیں سوما کے عرق (جو ایک نشئی شربت ہے) کے پینے کا ان میں بہت شوق پایا
جاتا ہے۔ انکے معاشرتی تعلقات وخانگی زندگی کا حال بھی ہے جس سے واضح ہے۔ کہ وہ
لڑکی کو محروم الارث قرار دیتے۔ انہوں نے عورتوں کو آزادی بھی دے رکھی تھی لڑکیاں
اپنے شوہر کے انتخاب کی مجاز تھیں لیکن (اکثر) ازدواجی بھی (جنگوں اور امیروں) میں پائی جاتی
تھی وہ اپنے مردوں کو دفن بھی کرتے تھے اور تناسخ کے قائل نہ تھے جیسا کہ اس منتر سے ظاہر
ہے کہ اجازت دے اس میت کو جو ایک پشت کی انتہا سپرد ہوئی ہے کہ نکلی چلی ہے
(۲) اور تم (۱) اس مقام کو ترک کرو یہاں سے رخصت ہو نقل مکان کر جاؤ کیونکہ متوفی
لوگوں کے والے بزرگوں نے ایک جگہ تیار کر رکھی ہے (۱۴/۱۰)
ستی کی رسم کی کوئی اجازت نہیں بلکہ حکم تھا کہ بغیر آنسو بہائے اور بے کسی
رنج وغم کے قیمتی زیور پہنکر اصل گھر کی طرف قدم بڑھائیں (یعنی بعد استقلال سے بقیہ
زندگی پوری کریں)
یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ قدرت پرستی کے ذریعہ خدا پرستی تک پہنچانیوالے
تھے۔ غرض اس قسم کے سات باب ہیں جن میں ویدوں رشیوں وید کے عہد ب
معاشرتی زندگی کے لڑائی جھگڑے وغیرہ کے متعلق معلومات بہم پہنچائی گئی ہے علی ح

فہرست کتب

ملنے کا پتہ۔ دفتر تشحیذ الاذہان قادیان ضلع گورداسپور پنجاب

(۱) ذیل کی دوائیں [illegible] صاحب [illegible] ضلع گجرات سے طلب کریں

[illegible]

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۶۴

کلکتہ کے نامی ڈاکٹر ایس کے برمن کی دوائیں مفید اثر ۲۸ برس سے ہندوستان میں جاری ہے آزمائش کر لیجئے

دانت درد کی دوا

لگاتے ہی درد مستانی ہے۔ روتے کو ہنسانی ہے
کیسا ہی درد کیوں نہ ہو لگاتے ہی درد دور
ہوتی ہے قیمت فی شیشی ۸ شیشی ...

سیتی لائن

خون بند کرنے کی اکسیر دوا اکثر ... کے لئے
نہایت مفید ہے ناک سے ... اور خون جہاں
سے گرتا ہو اسکو فوراً بند کرتی ہے قیمت فی شیشی ...

دمہ کی دوا

دم چاہے جتنے زور سے ہو ... اس دوا کی ایک
خوراک کے استعمال سے دب جاتا ہے ...
ہے اگر یہ دوا استعمال کرائی جاوے تو ...
چلا جاتا ہے ... کے مریض ...
ہوگیا ہے وہ بھی ... صحت پاتے ہیں قیمت
فی شیشی ... شیشی ...

اس دوا کے استعمال سے خون صاف کرنیکی اکسیر دوا

اس سے خون کو صاف کرکے ...
... ایک ... ہوتی ہے ...
ہے ... زیادہ مفید اثر ہے گرمی
آتشک اور کسی سبب سے خون بگڑ گیا ہو۔ تو
اسکا استعمال ضرور کرنا چاہیئے
قیمت ... خوراک کی شیشی ...

پین پلز

درد دور کرنیوالی دوا

... درد ... پیٹ ... درد ...
اور ... گنٹھیا کے سبب جوڑوں میں درد ہو اسکے
استعمال سے فوراً ... ہوتی ہے قیمت فی شیشی ...

کان بہنے کی دوا

کان کے اندر سے ... آتا ہو یا بہتا ہو تین
مرتبہ کے استعمال سے بہنا بند ہوتا ہے قیمت ...
پچکاری کان صاف کرنیکی ... ...

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵ تارا چند دت اسٹریٹ کلکتہ

یہ رسالہ ہر انگریزی مہینے کی ۱۰ تاریخ کو قادیان ضلع گورداسپور سے شائع ہوتا ہے

۱۹ ۱۳

بابت ماہ اپریل

تشحیذ الاذہان

فہرست مضامین

قیمت سالانہ

چیست یاران طریقت بعد ازیں تدبیر ما

خریداران تشحیذ مجھے بہت پیارے ہیں محبوب کی شکایت میں بھی ایک لطف آتا ہے اور ضبط کی بھی ایک حد ہوتی ہے۔ آخر ت

آج ہم ان سے بپریشانی خاطر ایں ٭ کہنے جاتے تو ہیں پر دیکھئے کیا کہیں

دسمبر کی اپوسٹ میں بتا چکا ہوں کہ قریباً ہر روپیہ ہمارا احباب کی جیبوں میں محفوظ ہے اور انھوں نے ہمیں اسکے حساب کتاب اور حفاظت کے فرض سے تا حال سبکدوش رکھا ہے لیکن خوش قسمتی میں احباب کی کہ اب یہ رقم دی جائے مگر صبر آزما بے حسابی اور حوصلہ شکن لاپروائی کا یہ حال ہے کہ [illegible] رسالے [illegible] چلتے تھے کہ اخبار و رسالے ہمیں سب وعدہ و [illegible] کے ساتھ وقت پر نہیں ملتے لیکن تشحیذ کے متعلق تو یہ شکایت بھی نہیں ہوسکتی کیونکہ وہ [illegible] صفحے سے زیادہ ہر مہینے تاریخ اشاعت سے بھی پہلے ناظرین کو پہنچا دیا جاتا ہے اور [illegible] سارا [illegible] چھپوانا پڑتا ہے پھر بھی خدا کے فضل سے کبھی دیر نہیں ہوتے [illegible] پسند کی [illegible] عام [illegible] چھپوانیکی [illegible] آتی ہیں پھر [illegible] وی پی آتے ہیں [illegible] ہم نے [illegible] اور [illegible] کارڈ بھیجنے کا [illegible] حساب تفصیل کے ساتھ سمجھا دیا تھا ہے لیکن [illegible] کوشش کچھ بھی وی پی واپس آتے ہیں۔ اور اس واپسی سے ہمیں [illegible] [illegible] [illegible] سب سمجھ لیں کہ صرف ایک پیسے کا کارڈ نہ لکھنے کی وجہ سے ہمارا [illegible] کے قریب نقصان ہوتا تھا اسلئے سمجھنے ان بقایا داران کو [illegible] سال [illegible] چندہ ادا نہیں [illegible]

جوابی کارڈ بھجوائے

لیکن [illegible] جوابی کارڈوں میں سے [illegible] کے جواب بھیجے اب فرمائیے اور کیا تدبیر ہو کہ [illegible] بند کرو تو دوسرے تیسرے مہینے شکایت آجاتی ہے کہ آپ نے رسالہ کیوں بند کیا اگر وی پی

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

رسالہ

تشحیذ الاذہان

بابت ماہ اپریل ۱۹۱۳ء

عظمتِ مسیح از روئے قرآن

تمہید پادری غلام مسیح صاحب نے مذکورہ الا ہیڈنگ پر ایک لیکچر دیا ہے جو کہ ۵ دسمبر ۱۹۰۹ء کو فورمن کرسچن کالج لاہور کے کمپونڈ میں پڑھا ہے یہ مسئلہ ایک دلچسپ مسئلہ ہے اور ممکن ہے کہ بہتوں کی ہدایت یا گمراہی کا موجب ہو اسلئے میں مختصراً اسکا جواب دیتا ہوں شاید کسی سعید روح کو خدا تعالےٰ کے فضل سے فائدہ پہنچے اور وہ یا تو گمراہی میں پڑنے سے بچ جائے اور یا گمراہی کے گڑھے

بالفعل آئے پادری صاحب کی اصل غرض اس مضمون سے حضرت عیسیٰ ابن مریمؑ کی
عظمت ازروئے قرآن ثابت کرکے مسلمانوں میں انکو نبی مشہور کرنا نہیں۔ کیونکہ
مسلمان تو پہلے ہی سے آپکو نبی مانتے ہیں۔ اور آپکو معزز و مکرم یقین کرتے ہیں۔ بلکہ
آپکی غرض اس سے صرف اسقدر ہے کہ آپ کے وجود میں وہ برائیاں ثابت کر
دکھلائیں جو کہ سوائے آپ کے اور کسی نبی کو حاصل نہیں۔ اور جن میں سے بعض
صرف خدا تعالےٰ کے ہی متعلق ہیں۔ تاکہ اس طرح آپ کو آنحضرت صلے اللہ علیہ
وسلم پر فضیلت دیں۔ اور گو کھلے بندوں نہیں مگر اشارتاً قدوس خدا اور ابن اللہ
کا خلعت پہنائیں۔ اور چونکہ آپ نے مضمون میں صرف کلام اللہ سے ہی اقتباس
کئے ہیں۔ اس سے مسلمانوں کے لئے جو کچھ مشکلات پیش آسکتی تھیں وہ ظاہر
ہی ہیں۔ مگر وہ کلام جو کہ بڑے زور سے یہ فرماتا ہے کہ وَقَالُوا اتَّخَذَ
الرَّحْمٰنُ وَلَدًا ۝ لَقَدْ جِئْتُمْ شَيْئًا اِدًّا ۝ تَكَادُ السَّمٰوٰتُ
يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَتَنْشَقُّ الْاَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ
هَدًّا ۝ اَنْ دَعَوْا لِلرَّحْمٰنِ وَلَدًا ۝ وَمَا يَنْبَغِيْ لِلرَّحْمٰنِ اَنْ
يَّتَّخِذَ وَلَدًا ۝ اِنْ كُلُّ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِلَّا
اٰتِي الرَّحْمٰنِ عَبْدًا (سورہ مریم رکوع ۶) کیا اس میں کوئی بھی اس قسم
کی تعلیم ہو سکتی ہے ہرگز نہیں اب میں اصل مضمون کو شروع کرتا ہوں *

عظمت کیا ہے؟

اس سے پہلے کہ مضمون کو شروع کیا جائے۔ عظمت کے معنی دیکھنے
ضروری ہیں اور یہ معلوم کرنا لازمی ہے کہ عظمت کہتے کسے ہیں سو
یاد رہے کہ عظمت بڑائی یا کثرت یا علو کے معنوں میں استعمال کیا جاتا ہے۔ لیکن
اس بات کا خیال میں رکھنا از حد ضروری ہے کہ ہر ایک چیز کی عظمت اس کی
اپنی ہی جماعت میں اور اپنے ہی فن میں ہوتی ہے یعنی ایک شخص جو لوہار کا کام

کرتا ہو اسکی عظمت یا بڑائی جو ہوگی تو اسی کام سے ہوگی جو اُسکے پیشہ کے مناسب حال
ہو یعنے اگر وہ اپنے کام میں کمال رکھتا ہو۔ اور اُس میں اُسے خوب مہارت ہو۔ اور ہر
قسم کی باریک سے باریک طرزوں اور راہوں سے لوہے کے کاموں پر واقف ہو
جو کہ اسکے فن کے متعلق ہوں تو ایسا شخص اپنے گروہ میں عظمت والا ہوگا۔ لیکن وہی
شخص بڑھئی کے کام میں بڑا مشاق ہو اور خاص تجربہ رکھتا ہو۔ لیکن اپنے اصل
فن میں یعنی لوہاری کے کام میں اسے کامل مہارت حاصل نہ ہو تو اسکی لوہاری
میں اسے کوئی عظمت حاصل نہیں ہوگی یا یہ کہ ایک شخص علم زراعت سے خوب
واقف ہو لیکن تجارت کے فن سے بالکل ناآشنا تو ایسا شخص گو اہل زراعت
میں کیسا ہی جلیل و عظیم ہو مگر فن تجارت کے ماہرین میں اُسے کوئی عظمت نہ ہوگی
اسی طرح ایک ڈاکٹر یا وکیل ایم اے یا جامع ازہر کا اعلیٰ سند یافتہ اگر [illegible] کے
فن میں دخل در معقول دینا شروع کرے حالانکہ اُس میں اسے کوئی درک حاصل
نہ ہو تو وہ بجائے عظمت حاصل کرنیکے اور بھی ذلیل ہوگا۔ انتظام مملکت پر ہی
غور کرو۔ انجینیرنگ کے متعلق انجنیروں سے ہی مشورہ کیا جاتا ہے۔ اور ڈاکٹری
کے متعلق ڈاکٹروں سے ہی رائے طلب کی جاتی ہے۔ فوجی معاملات پر جرنیل ہی رائے
دینے کے مستحق ہوتے ہیں۔ اور مالی تشکیل کاموں میں خزانے کے کاموں میں مہارت
رکھنے والے لوگ ہی اپنے خیالات ظاہر کرنیکے لئے بلائے جاتے ہیں۔ جوڈیشل نظم
کے لئے جوڈیشل افسروں کی رائے ہی صائب سمجھی جاتی ہے۔ اور اگر کشور امور میں
اگر کشور افسروں کے خیالات کو ہی فوقیت دیجاتی ہے یا دوسرے الفاظ میں یوں
ہو کہ اگر ایک جگہ کسی ایک ایسے شخص کی ضرورت ہو جو بڑھئی کا کام جانتا ہو تو
بجائے کسی لوہار کو پیش کر دینا کہ یہ آہنگری کے فن میں ایسا کامل ہے۔ اور ایسے ایسے
باریک پرزے تیار کرسکتا ہے۔ سخت غلطی ہے۔ اور اسموقعہ پر گو وہ آہنگر اپنے فن

میں کیسا ہی کامل ہو مگر کوئی عظمت نہیں رکھیگا اور اگر ایک جگہ پر ایک لائق ماسٹر کی ضرورت ہو اور ایک لائق جرنیل درخواست کرے تو وہاں اُسکی عزت نہ ہوگی چنانچہ اسی لئے جب ایک شخص کے علم کا بیان کرنا مد نظر ہوتا ہے۔ تو اسوقت اُس کے ماں باپ کی فضیلت بیان نہیں کیجاتی بلکہ خود اسکا اپنا علم بتلایا جاتا ہے۔ اور یہ ایک ایسا قاعدہ کلیہ ہے۔ کہ ہر جگہ اُسکا لحاظ کرنا ضروری ہے چنانچہ اسی وجہ سے جب خدا تعالے کسی نبی کا ذکر کرتا ہے۔ تو اُسکی نسبت یہ نہیں بتاتا کہ یہ فلسفہ طبعیات حساب یا سائنس سے اسقدر واقف ہے کیونکہ نبوت ان چیزوں کی خواہاں نہیں۔ ہاں اس موقعہ پر جو ذکر کیا جاتا ہے۔ وہ اُنکے اخلاق اُنکے احسانات اُنکی شفقت اُنکی محبت الہی اُنکی خشیت اللہ کے متعلق ہوتا ہے اور یا اُنکے ان کارناموں کا بیان ہوتا ہے۔ جو اُس نے خدا تعالےٰ کے ماتحت کئے ہوں۔ اور جو کچھ لوگوں نے اُس سے اُس راہ میں سلوک کیا ہو چنانچہ میں ایک دو مثالیں بھی اسجگہ دیتا ہوں۔ داؤد علیہ السلام کی نسبت فرمایا ہے۔ کہ واذکر عبدنا داؤد ذالاید انہ اواب اور پھر حضرت سلیمان کی نسبت ہے کہ ووھبنا لداؤد سلیمان نعم العبد انہ اواب یعنے یہ دونو خدا تعالیٰ کی محبت میں ایسے سرشار ہو رہے تھے کہ سب طرفوں کو چھوڑ کر اسی کی طرف جھک گئے تھے چنانچہ انکا کمال ظاہر کرنیکے لئے انکی بادشاہت کا بھی ذکر کیا ہے اور بتایا ہے کہ باوجود بادشاہ ہونے کے پھر بھی آسمانی بادشاہت کو انہوں نے نہیں چھوڑا۔ اور تمام راہوں کو ترک کر دیا اور محض خدا کے ہی ہو رہے پھر حضرت ابراہیم کے لئے ہے۔ کہ ان ابراھیم لحلیم اواہ منیب سورہ ہود میں اور ان ابراھیم لاواہ حلیم یعنی حضرت ابراہیم بُردبار درد مند دل والے اور رجوع الی اللہ کرنے والے بندہ

تھے۔ اسی طرح اولیاء و انبیاء کو مخلصین محسنین صالحین قانتین ریو خطابوں کر یاد فرمایا ہے۔ غرض کہ ہر ایک شخص کی عظمت اُسکے منصب کے متعلق کاموں کی وجہ سے ہوتی ہے۔ اور اکثر یوں ہوتا ہے کہ ایک امر ایک کے لئے عظمت کا باعث ہوتا ہے وہ دوسرے کے لئے کمزوری اور نقص سمجھا جاتا ہے پس جب کہ یہ بات ثابت ہو گئی تو ہمارے لئے لازمی ہے کہ حضرت مسیح کی عظمت ثابت کرنے کے لئے ہم جن باتوں کو لیں۔ وہ انبیاء کے لئے باعث عظمت ہوں ✤

ولادت مسیح پادری صاحب نے چار باتیں لی ہیں۔ کہ جن پر حضرت مسیح کی زندگی کو پرکھ کر یہ فیصلہ دیا ہے۔ کہ کسی نبی کو ان سے مشابہت حاصل نہیں۔ اسلئے وہ سب سے افضل ہیں۔ اول تو آپ کی بالائے فطرت ولادت دوم آپکی شخصیت سوم آپکے بالائے فطرت کام چہارم آپکا بالائے فطرت صعود الی السماء میں سب سے اول آپ کی ولادت کے مسئلہ کو لیتا ہوں پادری صاحب فرماتے ہیں کہ یہ مسئلہ تمام مسلمانوں کا متفقہ مسئلہ ہے۔ اور سوائے سرسید کے جنھوں نے صرف عقلی دلائل سے اسکو رد کیا ہے۔ اور کسی نے قرآن شریف سے اسکا انکار نہیں کیا۔ مگر میں آگے چل کر بتاؤنگا کہ یہ بات غلط ہے کہ کسی نے قرآن شریف سے اس مسئلہ کا انکار نہیں کیا بلکہ ثابت کرونگا کہ لوگوں نے اس مسئلہ پر قرآن شریف سے ہی روشنی ڈالی ہے۔ اور ثابت کیا ہے کہ مسیح بن باپ کے نہیں بلکہ باپ سے پیدا ہوا۔ مگر میں سب سے پہلے اس بات کو مانتے ہوئے کہ حضرت مسیح بن باپ کے پیدا ہوئے آپکو جواب دیتا ہوں یاد رہے کہ قرآن شریف نے عظمت انبیاء میں کہیں اور کسی موقعہ پر بھی بن باپ کی پیدائش کو موجب فضیلت اور عظمت قرار نہیں دیا۔ اور نہ ہی جیسے کہ میں پہلے لکھ آیا ہوں اس سے عقلی طور پر نبوت سے کچھ جوڑ معلوم ہوتا ہے کیونکہ انبیاء کے جس قدر کام ہوتے ہیں

اور جو جو باتیں اُنکی خبر میں لکھی جاتی ہیں۔ اُن میں بن باپ کی ولادت کا کوئی دخل نہیں انبیاء کا کام سوائے اسکے کیا ہوتا ہے۔ کہ وہ بنی نوع انسان میں آپس میں اخوت اور ہمدردی پیدا کریں۔ اور پھر اسکا خدا تعالےٰ سے تعلق مضبوط کریں۔ جس کے لئے انکو علاوہ دعاؤں کے اپنے نمونہ سے اور اپنے اقوال و نصائح سے کام لینا پڑتا ہے اور انکی تائید میں خدا تعالےٰ کی طرف سے بہت سے نشانات دکھائے جاتے ہیں جس سے انکی عظمت اور بھی بڑھ جاتی ہے مگر ان نشانات میں ایک تائیدی رنگ ہوتا ہے لغو نہیں ہوتے یعنے یا تو انکے مخالفین کی ہلاکت کے لئے ہوتے ہیں۔ یا انکی مدد کے لئے ہوتے ہیں یا کسی آئندہ کے واقعہ کی طرف اشارہ کرنے کے لئے ہوتے ہیں چنانچہ کل انبیاء کے کاموں اور نشانات کو دیکھو۔ وہ اسی قسم کے ہونگے پس جبکہ ہم حضرت مسیح کی ولادت کو دیکھتے ہیں۔ تو اسکو نبوت سے کوئی تعلق نہیں معلوم ہوتا۔ نہ تو اس ولادت سے آپکے معتقدین کے لئے پر کچھ حجت تھی کیونکہ آپکی ولادت کے وقت تو آپکی نبوت پر کوئی بحث نہ تھی۔ اور نہ آپ کے مخالفین پر یہ بات کوئی حجت ہوسکتی تھی۔ کیونکہ وہ تو آپکو نعوذ باللہ نعوذ باللہ جو سمجھتے تھے اور صدیقہ مریم پر الزام لگاتے تھے پس یہ ولادت آپ کے مخالفین پر تو کچھ حجت نہ ہوسکتی تھی اب ہے موافق سو اس بات کو دیکھکر وہ کچھ فائدہ نہ اُٹھا سکتے تھے اور اس سے انکو کچھ مدد نہیں مل سکتی تھی۔ بلکہ اپنے مخالفین کے سامنے وہ اس بات کا ذکر بھی نہیں کرسکتے تھے۔ اسلئے انجیل میں اسکی بہت لمبی بحث نہیں کی گئی اور نہ یہود کے بہت جواب دئے

اب رہی تیسری بات سو اسکا ذکر ہم آگے چل کر کرینگے۔ غرض کہ اس بات سے نہ تو مخالفین پر کچھ حجت تھی۔ اور نہ موافقین کی تائید نہ اسکا اخلاق پر کچھ اثر نہ شریعت میں اس سے کچھ فائدہ تھا پس اس بات کو حضرت مسیح کی علامت کے ثبت

کیلئے پیش کرنا سراسر غلط ہے کیونکہ اس سے بحیثیت آپ کے نبی ہونے کے آپکی
کوئی فضیلت ثابت نہیں ہوتی جیسے کہ ایک شخص جو طلباء میں اپنے آپکو معزز ثابت کرنا
چاہے اپنی قوت اور طاقت کے کارنامے سنا کر عظمت حاصل نہیں کر سکتا یا ایک
کالج کا پروفیسر بننے کے لئے کوئی فن خیالی کا کمال ظاہر کر کے کامیاب نہیں ہو
سکتا۔ اسی طرح حضرت مسیح کے بلا فطرت ولادت کے ثابت ہونے پر آپ
کو نبیوں پر کوئی فضیلت نہیں مل سکتی کیونکہ نہ تو اس ولادت کی وجہ سے مخالفین
پر کوئی ہلاکت آتی ہے۔ اور نہ موافقین کی تائید ہوتی ہے نہ شریعت کے ساتھ اسکا
کچھ تعلق ہے پس ایک مسیح نہیں۔ ہزار آدمی بھی اس رنگ میں پیدا ہوئے ہوں
تو وہ کسی نبی پر اپنی فضیلت نہیں ظاہر کر سکتے۔ چنانچہ اسکا ایک یہ بھی ثبوت
ہے کہ حضرت مسیح جب اپنی زندگی بیان فرماتے ہیں یا خدا تعالےٰ آپکی عظمت
بیان فرماتا ہے تو کہیں بھی آپکی بلا فطرت پیدائش کا ذکر نہیں کرتا۔ چنانچہ
خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكِ
بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ اسْمُهُ الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ وَجِيْهًا فِي الدُّنْيَا
وَالْاٰخِرَةِ پ رکوع اور پھر فرماتا ہے کہ اٰتَيْنَا عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ
الْبَيِّنٰتِ وَاَيَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ پ ع۔ اسی طرح فرمایا
ہے کہ وَاُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْيِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ پ ع
اور پھر اِنَّمَا الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَكَلِمَتُهٗ اَلْقٰهَا
اِلٰى مَرْيَمَ پ ع مگر ان تمام آیات میں کہیں بھی حضرت مسیح کی کوئی فضیلت
بیان نہیں فرمائی کہ جو آپ کی ولادت کے متعلق ہو۔ اگر اس قسم کی ولادت
کوئی فضیلت ہوتی تو کہیں تو خدا تعالےٰ قرآن شریف میں اس کو فضیلت و
عظمت کے رنگ میں بھی بیان فرماتا پھر ہم خود حضرت مسیح کا اپنا قول دیکھتے

ہیں تو آپ فرماتے ہیں کہ قَالَ اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰہِ اٰتٰنِیَ الْکِتٰبَ وَجَعَلَنِیْ
نَبِیًّا ہ وَّجَعَلَنِیْ مُبٰرَکًا اَیْنَ مَا کُنْتُ وَاَوْصٰنِیْ بِالصَّلٰوۃِ
وَالزَّکٰوۃِ مَا دُمْتُ حَیًّا ہ وَّبَرًّا بِوَالِدَتِیْ وَلَمْ یَجْعَلْنِیْ جَبَّارًا
شَقِیًّا وَالسَّلٰمُ عَلَیَّ یَوْمَ وُلِدْتُّ وَیَوْمَ اَمُوْتُ وَیَوْمَ
اُبْعَثُ حَیًّا ہ مگر آپ نے کہیں بھی اپنی خلاف فطرت پیدائش کا ذکر نہیں
کیا۔ پس جب کہ خدا تعالےٰ نے بھی نہیں اسے فضیلت کے رنگ میں بیان
نہیں کیا۔ اور نہ خود حضرت مسیح ہی اپنی اس عظمت کو لوگوں کے سامنے بیان کرتے
ہیں تو پھر مئی سمت اور گوڈسپت کا مصداق بنکر عیسائی صاحبان کا کیا حق
ہے کہ اس ولادت کو آپ کی عظمت کے لئے پیش کریں۔ نہ تو خدا تعالےٰ ہی
اسے عظمت کے رنگ میں بیان کرتا ہے۔ اور نہ عقل اس بات کو ایک مدعی نبوت
کے حق میں عظمت مانتی ہے۔ پس اگر مسیح بغیر باپ کے پیدا ہو۔ تو اس میں کونسی
عظمت ہے علاوہ ازیں قرآن شریف میں کہیں یہ ذکر نہیں کیا گیا کہ مسیح کی
پیدائش کے سوا اس رنگ میں کوئی اور پیدائش نہیں ہوئی۔ بلکہ خود مسیح کی پیدائش
بھی صریح نہیں۔ بلکہ دلالت النص کے طور پر بیان ہے۔ پس یہ کہیں سے بھی ثابت
نہیں ہو سکتا کہ مسیح کو چھوڑ کر اور کوئی بھی اس رنگ سے پیدا نہیں ہوا۔ ہم دنیا میں
ہزاروں بچے بن باپ کے پیدا ہوتے دیکھتے ہیں۔ اور بعض عورتیں جن کے اس قسم
کے بچے ہوتے ہیں۔ بڑی بڑی نیک اور پارسا بھی ہوتی ہیں۔ اور ہم ان پر کسی
طرح بھی شک نہیں کر سکتے۔ کہ وہ زانیہ ہیں۔ ہاں یہ مسیحی صاحبان کا فرض
ہے۔ کہ انکو زانیہ ثابت کریں۔ کیا دنیا کی ہر ایک ایسی عورت کو وہ زانیہ ثابت
کر سکتے ہیں۔ اگر نہیں تو انکی ہم پر کوئی حجت نہیں۔ یہ بار ثبوت انپر ہے۔ کہ وہ
ثابت کریں۔ کہ سوائے مرد و عورت کے باہم ملنے کے کبھی اولاد نہیں ہوتی۔ ہم

دنیا میں بہت سی ایسی وارداتیں دیکھتے ہیں۔ اور گو زمانہ میں بہت سی نازیبا بھی ثابت ہوتی ہیں۔ لیکن کل پر ایسا فتویٰ دینا ہماری طاقت سے تو باہر ہے ہاں مسیحی صاحبان حضرت مسیح کی خاص فضیلت ثابت کرنے کے لئے اگر کوشش کرکے یہ بات ثابت کردیں۔ تو ہم کو اسکے ماننے میں کوئی عذر نہیں لیکن جب تک وہ ایسا ذکریں ہم یہ بات قطعاً نہیں مان سکتے۔ کہ سوائے مسیح کے کبھی اور کوئی اس طرز پر نہیں پیدا ہوا۔ چنانچہ ہم اس بات کے ایک سے زیادہ مدعی دیکھتے ہیں۔ اور کوئی وجہ نہیں پاتے۔ کہ انکو جھوٹا ٹھہرائیں۔ چنانچہ چنگیز خان کی نسبت بھی اسکی ماں کا دعویٰ تھا کہ یہ بغیر باپ کے پیدا ہوا ہے۔ اور اسکا بیان تھا۔ کہ ایک نور سے میں حاملہ ہوئی۔ اور اس سے مجھے یہ بچہ پیدا ہوا۔ اور اسکی قوم نے جو اسکے اخلاق اور چال چلن سے خوب واقف تھے۔ اسکا کوئی انکار نہیں کیا۔ اسی طرح سیچو خاندان کے مورث اعلیٰ کی نسبت بھی تاریخوں سے معلوم ہوتا ہے کہ اسکی پیدائش بھی اسی قسم کی تھی چنانچہ لکھا ہے کہ اس خاندان کی ایک عورت نے دعویٰ کیا کہ میں دوشیزہ تھی۔ اور وہاں میں ایک نور سے حاملہ ہوئی۔ اور اس بات کا ثبوت یہ ہے کہ میں قبل از وقت تم کو بتا دیتی ہوں۔ کہ میرے ہاں بیٹا پیدا ہوگا۔ اور اس کا بیٹا بیس سال کی عمر کو پہنچنے سے پہلے موجودہ بادشاہت کو تباہ کرکے خود بادشاہ بنیگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اسی طرح اسی قسم کی اور بہت سی نظیریں ہیں جن کے ہوتے ہوئے ہم اس معاملہ میں مسیح کی کوئی خصوصیت نہیں مان سکتے۔ اور نہ اس سے اسکی کوئی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔

علاوہ ازیں اگر ثابت کربھی دیا جائے کہ مسیح کے سوا اور کوئی بن باپ پیدا نہیں ہوا۔ تو قرآن شریف تو خود مسیح کی اس پیدائش کا بھی منکر ہو جائیگا کیونکہ فرماتا ہے کہ لن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا سورہ احزاب یعنے تو ہرگز

خدا تعالیٰ کی سنت میں تبدیلی نہ پاؤ گے۔ پس یا تو یہ ماننا پڑیگا کہ مسیح کے سوا اور بھی کچھ ایسی ہوئی ہیں جو گن سے زیادہ ہیں۔ مگر سنت اللہ میں تبدیلی لازم نہ آئے یا تو مسیح کی بالائے فطرت کا انکار لازمی ہوگا۔ پس۔ کی صاحبان کا اختیار ہے کہ جس کو چاہیں قبول فرمائیں۔ دونوں صورتوں میں حضرت مسیح کی باقی انبیاء پر کوئی فضیلت ثابت نہیں ہوتی۔ اس موقعہ پر میں یہ بھی کہہ دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ بالائے فطرت کا لفظ میں نے صرف مسیحی صاحبان کے خیال کے موافق بولا ہے۔ ورنہ ہم تو اسے بالکل مطابق فطرت مانتے ہیں ؁

مسیح بن باپ نہ تھے

اب میں ان لوگوں کا خیال بتاتا ہوں جو کہتے ہیں کہ حضرت مسیح بن باپ کے پیدا ہوئے تھے۔ بلکہ جس طرح سب دنیا پیدا ہو رہی ہے اسی طرح آپ کی بھی پیدائش تھی۔ اور میری اس سے غرض ہے کہ یہ ایک اختلافی مسئلہ ہے۔ اور یہ کہ بعض لوگ آپ کے باپ کے قائل ہیں جس سے یہ سب بحث ہی باطل ہو جاتی ہے چنانچہ اول تو وہ کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے بار بار فرمایا ہے کہ تم ہماری سنت میں تبدیلی نہ پاؤ گے چنانچہ سورہ احزاب اور فتح میں ہے کہ لَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيلًا ۔ پھر سورہ مائدہ میں ہے کہ لَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَحْوِيلًا ۔ پھر سورہ بنی اسرائیل میں ہے کہ لَا تَجِدُ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَحْوِيلًا ۔ پس جب کہ صریح علم ہے کہ سنت اللہ میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی۔ تو مسیح کی پیدائش کو ہم اسی طریق پر مانینگے جس طرح کہ روزمرہ دیکھتے ہیں چنانچہ وہ لوگ اسی کی تائید میں یہ پیش کرتے ہیں کہ قرآن شریف میں ہے کہ سُبْحٰنَ الَّذِي خَلَقَ الْأَزْوَاجَ كُلَّهَا مِمَّا تُنْبِتُ الْأَرْضُ وَمِنْ أَنْفُسِهِمْ وَمِمَّا لَا يَعْلَمُونَ ۔ (سورہ یٰس) یعنی پاک ذات ہے وہ کہ جس نے ہر ایک چیز کا جوڑا پیدا کیا نباتات کا اور حیوانات کا بھی اور ان چیزوں کا بھی جن کو تم جانتے نہیں

اور انکا بھی جن کو تم نہیں جانتے۔ پس اس صریح حکم کے برخلاف حضرت مریم کے ہاں بغیر جوڑے کے بچہ کس طرح پیدا ہو۔ اور علاوہ ازیں وہ یہ بھی دلیل دیتے ہیں کہ قرآن شریف میں ہے کہ فَلْيَنْظُرِ الْإِنْسَانُ مِمَّ خُلِقَ ۝ خُلِقَ مِنْ مَّاءٍ دَافِقٍ ۝ يَخْرُجُ مِنْ بَيْنِ الصُّلْبِ وَالتَّرَائِبِ (سورہ طارق) یعنی انسان دیکھے تو سہی کہ کس چیز سے پیدا کیا گیا ہے ایک اچھلتے ہوئے پانی سے پیدا کیا گیا ہے کہ جو صلب و ترائب میں سے نکلتا ہے پس چونکہ عورت کی منی اتنی بے اچھلنے والی نہیں ہوتی۔ اسلئے حضرت مسیح کی پیدائش خلاف اس قاعدہ کے بغیر مرد کے نہیں ہو سکتی پھر وہ کہتے ہیں کہ مسیح نے قرآن شریف میں اپنی بہت سی خوبیاں بتائی ہیں۔ لیکن یہ نہیں بتایا کہ میں بن باپ کے پیدا ہوا ہوں۔ اور نہ خدا تعالےٰ نے انکی فضیلتیں بیان فرماتے ہوئے انکی نسبت بن باپ کی پیدائش کو منسوب کیا ہے اور پھر آیت لِأَهَبَ لَكِ غُلَامًا زَكِيًّا سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ آدمی ہونگے پاس جو جب الہام گیا ہے۔ اسی سے حضرت مریم حاملہ ہوئی ہیں وہ ایک اور خطرناک اعتراض یہ لوگ کرتے ہیں۔ کہ بائبل میں ہے کہ وہ مسیح داؤد کی نسل میں سے ہو گا۔ اور اگر آپ کو یوسف نجار کا بیٹا نہ مانیں۔ تو آپ داؤد کی نسل میں سے نہیں ٹھہرتے۔ اور نہ ہی نبی ثابت ہوتے ہیں۔ پس انکی نبوت کے ثابت کرنے کیلئے ضروری ہے کہ انکو یوسف نجار کا بیٹا مانا جائے ؛

غرض کہ یہ پہلو لو یا وہ پہلو لو جو میں نے بیان کیا ہے۔ کسی پہلو سے مسیح کی ولادت انکی عظمت ظاہر نہیں کرتی۔ اور اصل بات یہ ہے کہ یہودی لوگ آپ پر نعوذ باللہ یہ اعتراض کرتے تھے کہ آپ حرامی ہیں۔ اسکا جواب خدا تعالےٰ نے یوں دیا ہے کہ حضرت مریم کو عفیفہ قرار دیا ہے۔ ورنہ بن کی پیدائش پر کسی کا کوئی اعتراض ہی نہ پڑتا ہو۔ اسکا جواب خدا تعالےٰ دیتا ہی کیوں ؟ لیکن افسوس ہے کہ مسیحی

مسلمان پر جنہوں نے اسلام کا احسان ماننے کی بجائے الٹا مسلمانوں کو دھوکہ دینا شروع کر دیا اب اس احسان فراموشی پر سوائے اسکے کہ انا للہ پڑھا جائے اور کیا ہو سکتا ہے۔

۲- مسیح کی جلالی شخصیت

اعتراض کا رد دوسری بات جو قرآن شریف سے مسیح کی فضیلت دوسرے انبیاء پر ثابت کرنے کیلئے بیان کی جاتی ہے وہ انکی جلالی شخصیت ہے۔ مگر ہم کو جلالی شخصیت سے ہی انکار ہے حضرت مسیح جلالی نبی نہ تھے بلکہ جمالی تھے مگر یہ بات مانکر بھی ہم دیکھتے ہیں کہ قرآن شریف کا دعویٰ ہے کہ میں پہلے کل انبیاء کی تائید کرتا ہوں کوئی نئی بات بیان نہیں کرتا جس سے پہلے انبیاء کا رد کروں بلکہ انکی تصدیق کرتا ہوں چنانچہ قرآن شریف میں متقیوں کی نسبت ہے کہ متقی وہ لوگ ہیں جو کہ يُؤْمِنُونَ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ (سورہ بقرہ) یعنے وہ لوگ تیرے الہامات اور وحی کے علاوہ پہلے انبیاء کی وحی کا بھی انکار نہیں کرتے چنانچہ اسی کی تائید میں فرمایا ہے کہ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ بِالْحَقِّ بَشِيرًا وَنَذِيرًا وَإِنْ مِنْ أُمَّةٍ إِلَّا خَلَا فِيهَا نَذِيرٌ (سورہ فاطر) یعنے ہمنے تجھکو حق کے ساتھ بشیر و نذیر بناکر بھیجا ہے اور دنیا میں کوئی امت نہیں کہ جس میں ہم نے ایک نذیر بھیجا ہو اس میں بتلایا کہ ہر ایک قوم میں انبیاء مبعوث ہوئے ہیں پھر فرمایا کہ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلًا مِنْ قَبْلِكَ مِنْهُمْ مَنْ قَصَصْنَا عَلَيْكَ وَمِنْهُمْ مَنْ لَمْ نَقْصُصْ عَلَيْكَ ۔ وَمَا كَانَ لِرَسُولٍ أَنْ يَأْتِيَ بِآيَةٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ فَإِذَا جَاءَ أَمْرُ اللَّهِ قُضِيَ بِالْحَقِّ وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْمُبْطِلُونَ اور چونکہ قرآن شریف کی نسبت خدا تعالے فرماتا ہے کہ هُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِّمَا

لما معقول تھا اسلئے ضروری تھا کہ یہود و نصاریٰ کے درمیان جو اختلاف ہوں انکو دور کرکے دونوں کی تصدیق کرے چنانچہ اسی لئے خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح کی ذات پر جو اعتراض یہودی کرتے تھے انکو قرآن شریف نے دور کردیا کہ یہ سب غلط ہیں۔ اور اس طرح حضرت مسیح کو نبی قرار دیکر توریت و انجیل کی تصدیق کی۔ پس دیکھنا چاہیئے کہ یہودیوں نے مسیح پر کئی قسم کے اعتراض تھے۔ ایک تو یہ کہ نعوذ باللہ انکی ولادت ناجائز تھی اور دوسرے یہ کہ آپ جھوٹے تھے۔ اور آپ کو کوئی الہام نہ ہوتا تھا۔ تیسرے یہ کہ آپ نعوذ باللہ صلیب پر مرکر لعنتی موت مرے۔ اور چوتھے یہ کہ آپ بہت ذلیل آدمی تھے۔ اور آوارہ تھے۔ پس خدا تعالیٰ نے ان سب اعتراضوں کا رد کیا ہے۔ اور جن باتوں کو مسیحی صاحبان حضرت مسیح کی عظمت تمام انبیاء پر ثابت کرنے کے لئے پیش کرتے ہیں۔ وہ اصل میں ان اعتراضوں کے جواب میں ہیں۔ اور پھر یہ کہنا کہ جو باتیں مسیح کی نسبت بیان کی گئی ہیں۔ وہ اور کسی نبی کی نسبت نہیں ہیں۔ غلط ہے کیونکہ اسکا ثبوت کوئی نہیں دیا جاتا۔ ہم کہتے ہیں کہ جا بجا آنحضرت کی نسبت اُن سے بڑھکر الفاظ لکھے گئے ہیں۔ اور دوسرا جواب اسکا یہ ہے۔ کہ الزام اُسپر سے ہٹایا جاتا ہے کہ جس پر الزام لگا ہو۔ جب کسی اور نبی کی ولادت پر کوئی اس قسم کا اعتراض تھا ہی نہیں تو خدا تعالیٰ نے دور کیوں کرنا۔ غرض کہ کسی طرح بھی اُن کلمات سے جو مسیح کے حق میں قرآن شریف میں آئے ہیں مسیح کی عظمت دوسرے انبیاء پر ثابت نہیں ہوتی ✦

کلمۃ اللہ سب سے اول جو بات پیش کی گئی ہے وہ یہ ہے کہ قرآن شریف میں حضرت مسیح کو کلمۃ اللہ کہا گیا ہے۔ اور کسی اور نبی کے حق میں یہ بات بیان نہیں کی گئی اسلئے حضرت مسیح کو دوسروں پر فضیلت ہے۔ سو اسکا جواب یہ

یہ ہے کہ یہودیوں نے شرارت سے حضرت مسیح کی نسبت بہت بجواس کی اور گندے الفاظ انکی نسبت استعمال کئے تو قرآن کریم نے آپ کی اور آپ کی والدہ کی طرف سے ذب کیا ہے۔ نہ کسی اور نبی کو اتنا برا کہا گیا۔ نہ کسی کی ذب میں یہ ضرورت پیش آئی۔ اسی لئے خدا تعالےٰ نے آپ کی بریت فرمائی اور کہا کہ وَمَرْيَمَ ابْنَتَ عِمْرَانَ الَّتِي أَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيهِ مِن رُّوحِنَا وَصَدَّقَتْ بِكَلِمَاتِ رَبِّهَا وَكُتُبِهِ وَكَانَتْ مِنَ الْقَانِتِينَ ﴿پ ۲۸ ع ۲۰﴾ یعنی حضرت مسیح کی والدہ مریم نے ہرگز ہرگز کوئی زنا کا ارتکاب نہیں کیا۔ بلکہ وہ پاکباز عورت تھیں۔ اور اس سے اس قسم کا گناہ بالکل سرزد نہیں ہوا۔ بلکہ انہوں نے اپنے سوراخ کی حفاظت کی۔ اور اسلئے ہم نے اس میں اپنی روح نازل کی (روح کے معنے آگے لکھے جائینگے) اور اس نے ہمارے انبیاء اور کتب کو سچ مانا۔ اور احکام الٰہی کی پابند ہوگئی۔ پس ایسی حالت میں کسطرح ممکن تھا کہ وہ گناہوں میں پڑ جاتی۔ دوسری آیت جو اس بارہ میں آئی ہے وہ یہ ہے کہ إِنَّمَا الْمَسِيحُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَسُولُ اللَّهِ وَكَلِمَتُهُ أَلْقَاهَا إِلَىٰ مَرْيَمَ ﴿پ ۶ ع ۳﴾ اور تیسری آیت یہ ہے إِذْ قَالَتِ الْمَلَائِكَةُ يَا مَرْيَمُ إِنَّ اللَّهَ يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ اسْمُهُ الْمَسِيحُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ وَجِيهًا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَمِنَ الْمُقَرَّبِينَ ﴿پ ۳ ع ۱۳﴾

ان آیات سے استدلال کیا جاتا ہے کہ حضرت مسیح کلمۃ اللہ تھے۔ اسلئے وہ سب نبیوں سے افضل ہوئے اور ازلی ابدی ٹھہرے مگر یہ معنے سراسر غلط ہیں کیونکہ اول تو باقی انبیاء کو اس بات کی کوئی ضرورت اور حاجت نہ تھی کہ ان کی نسبت یہ کہا جاتا کہ وہ کلمۃ اللہ تھے۔ کیونکہ انکے والدین موجود تھے۔ اور ان پر کسی قسم کا اعتراض نہ تھا کہ اسکو دور کیا جاتا۔ مگر چونکہ حضرت مسیح کے والد نہ تھے اور وہ بن باپ کے پیدا ہوئے۔ اور انپر بدبخت یہودیوں نے طرح طرح کے الزام

لگتے اور کہا کہ نعوذ باللہ وہ ولد الزنا ہیں۔ اور اسی نے انکے اعتقاد کے موجب لعنتی اولاد ہیں۔ اسلئے خدا تعالےٰ نے اس الزام کا دفعیہ کیا اور کہا کہ اگر وہ نعوذ باللہ ولدالزنا ہوتے تو شیطانی فعل سے ہوتے مگر تو خاص میرا فعل تھا اور میرا کلمہ یعنی حکم تھا کہ جس سے وہ پیدا ہوئے پس یہ الزام اُنپر لگانا بالکل غلط ہے۔ اب بتائیے کہ اس صورت میں کیا وجہ تھی کہ خدا تعالےٰ کل انبیاء کے حق میں کلمۃ اللہ کہتا کیونکہ انکی ولادت پر تو کوئی اعتراض نہ تھا۔ کہ جس کو رد کیا جاتا۔ ہاں حضرت مسیح کی پیدائش پر اُن ظاہر بین یہودیوں کو ابتلا آیا۔ اور انھوں نے اسے رجس عمل الشیطان کہا۔ جیسا کہ خدا تعالےٰ نے بھی بدی کو عمل الشیطان کہتا ہے اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۔ پس اسی وجہ سے خدا تعالےٰ نے فرمایا کہ مسیح تو میرے کلمہ یعنی حکم سے ہوا شیطان کا میرے کام میں کیونکر دخل ہو سکتا ہے۔ پس اس آیت میں خدا تعالےٰ نے مسیح کی ولادت کی برئیت کی ہے اس سے اسکو کل انبیاء پر فضیلت کیسے نکل آئی۔ علاوہ اسکے یہ بھی یاد ہے کہ کلمہ یا کلمات کا لفظ قرآن شریف میں خدا تعالےٰ کی طرف صرف تین معنوں منسوب ہوا ہے۔ اور مختلف معانی کے لئے استعمال ہوا ہے۔ ہم ہر ایک رنگ کو لیکر دیکھ لیتے ہیں کہ مسیح کو جو کلمہ کہا گیا ہے وہ کسی معنے میں بھی مسیح کو دوسرے انبیاء پر فضیلت دیتا ہے یا اسکی ازلیت اور ابدیت ثابت کرتے ہے چنانچہ قرآن شریف میں کلمہ کا لفظ آیت کے معنوں میں بھی آیا ہے۔ جیسا کہ فرماتا ہے کہ فَلَمَّا جَآءَ السَّحَرَةُ قَالَ لَهُمْ مُّوْسٰۤى اَلْقُوْا مَاۤ اَنْتُمْ مُّلْقُوْنَ ۔ فَلَمَّاۤ اَلْقَوْا قَالَ مُوْسٰى مَا جِئْتُمْ بِهِ السِّحْرُ اِنَّ اللّٰهَ سَيُبْطِلُهٗ ۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِيْنَ ۔ وَيُحِقُّ اللّٰهُ

فَحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ ۔ پ ۱۱ ع ۱۳ یعنی جب ساحر آئے۔ تو
حضرت موسیٰ نے انہیں کہا کہ پھینکو جو کچھ پھینکنا ہے پس جب انہوں نے
دکھایا جو کچھ دکھانا تھا۔ موسیٰ نے فرمایا جو کچھ تم نے دکھایا یہ تو صرف دھوکا ہی
ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اسے ابھی جھوٹا ثابت کر دیگا کیونکہ خداوند تعالیٰ مفسدین
کے اعمال کو نیک نتائج کا مرتب کرنیوالا نہیں بناتا۔ اور وہ حق کو اپنے نشانوں
سے ظاہر کر دیگا چنانچہ اس جگہ عصاء کے نشان کو کلمہ سے تعبیر کیا گیا ہے
چنانچہ دوسری جگہ اس عصاء کے نشان کو آیت کہا گیا ہے جیسا کہ فرمایا قَالَ
اَلْقِهَا يٰمُوْسٰى ۔ فَاَلْقٰهَا فَاِذَا هِيَ حَيَّةٌ تَسْعٰى ۔ قَالَ خُذْهَا وَلَا
تَخَفْ سَنُعِيْدُهَا سِيْرَتَهَا الْاُوْلٰى ۔ وَاضْمُمْ يَدَكَ اِلٰى جَنَاحِكَ
تَخْرُجْ بَيْضَآءَ مِنْ غَيْرِ سُوْٓءٍ اٰيَةً اُخْرٰى ۔ لِنُرِيَكَ مِنْ اٰيٰتِنَا
الْكُبْرٰى ۔ یعنی اے موسیٰ اپنے عصاء کو زمین پر ڈالدے۔ پس اس نے
ڈالدیا۔ تو وہ ایک سانپ بنگیا جو کہ دوڑتا تھا پھر فرمایا کہ اسے پکڑ لے اور ڈر نہیں
ہم ابھی اسکو اصلی حالت پر لے آئینگے اور تو اپنے ہاتھ کو اپنے پہلو کے ساتھ چھپا
کر وہ سفید ہو کر نکلیگا۔ مگر یہ سفیدی بری نہ ہوگی یعنی برص وغیرہ سے نہ ہوگی۔ یہ
تیرے لئے دوسری آیت ہوگی یعنی عصا کے بعد اور یہ ہم نے اسلئے کہا کہ تجھے
اپنی بڑی بڑی آیات دکھاتے ہیں پس اسی جگہ اسی فعل کو جسے کلمہ کہا تھا آیت
سے تعبیر کیا ہے پس کلمہ کے ایک معنی آیت کے ہیں۔ تو اس صورت میں اس
آیت کے معنے یہ ہونگے۔ کہ مسیح عیسیٰ ابن مریم اللہ کا ایک رسول ہے اور ایک
آیت ہے جسے اس نے مریم کی طرف ڈالا یعنی مریم کے بطن سے پیدا کیا لیکن
اس صورت میں بھی مسیح کی کوئی فضیلت نہیں نکلتی کیونکہ اللہ کے کل ہی
آیات ہوتے ہیں۔ اور نہ صرف انسان بلکہ حیوان اور بیجان چیزیں بھی آیات قرار

دکھی ہیں چنانچہ قرآن شریف میں ہے کہ لَقَدْ كَانَ فِي يُوسُفَ وَإِخْوَتِهِ آيَاتٌ لِلسَّائِلِينَ (سورہ یوسف ع ۱) پس اس آیت میں خدا تعالیٰ نے حضرت یوسف اور اُن کے بھائیوں کو آیت قرار دیا ہے۔ پھر سورہ کہف رکوع ۲ میں ہے کہ اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحٰبَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيمِ كَانُوا مِنْ آيَاتِنَا عَجَبًا اس میں اصحاب کہف اور رقیم کو آیات قرار دیا گیا ہے۔ اسی طرح کفار کو بھی آیت کہا ہے گو کہ بری آیت ہی ہوں۔ چنانچہ فرماتا ہے کہ وَقَوْمَ نُوحٍ لَمَّا كَذَّبُوا الرُّسُلَ أَغْرَقْنَاهُمْ وَجَعَلْنَاهُمْ لِلنَّاسِ آيَةً وَأَعْتَدْنَا لِلظَّالِمِينَ عَذَابًا أَلِيمًا (سورہ فرقان ع ۴) اسی طرح فرعون کو بھی آیت کہا ہے چنانچہ سورہ یونس ع ۹ میں ہے فَالْيَوْمَ نُنَجِّيكَ بِبَدَنِكَ لِتَكُونَ لِمَنْ خَلْفَكَ آيَةً اور وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَكُمْ مِنْ تُرَابٍ کہکر سب دنیا کو آیت قرار دیا ہے۔ پھر جانوروں کو بھی آیت کہا ہے چنانچہ حضرت صالح کی اونٹنی کی نسبت ہے کہ هٰذِهِ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ آيَةً فَذَرُوهَا تَأْكُلْ فِي أَرْضِ اللّٰهِ وَلَا تَمَسُّوهَا بِسُوءٍ فَيَأْخُذَكُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ (اعراف ع ۱۰) اور پھر زمین و آسمان کو بھی آیت قرار دیا ہے چنانچہ فرمایا ہے کہ إِنَّ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ لَآيَاتٍ لِلْمُؤْمِنِينَ (سورہ جاثیہ ع ۱) اور اسی طرح دن رات اور شہروں اور جہازوں کو بھی آیات قرار دیا ہے۔ پس کیا اس طرح یہ سب چیزیں ازلی ابدی ہیں اور سب نبیوں پر فضیلت رکھتی ہیں پس آیۃ سے قطعاً یہ مراد نہیں کہ مسیح ازلی ابدی تھے یا یہ کہ وہ سب نبیوں پر فضیلت رکھتے تھے۔ بلکہ صرف یہ بتایا گیا ہے کہ خدا تعالیٰ نے آپکو بھی اپنی آیات میں سے ایک آیت مقرر فرمایا تھا پس ہرگز ولد الزنا نہ تھے اور خدا کے برگزیدہ تھے آیۃ ان معنوں میں قرآن میں بہت جگہ استعمال کیا گیا ہے

چنانچہ فرمایا ہے کہ لَا مُبَدِّلَ لِکَلِمَاتِ اللّٰہِ یعنی آیات اللہ کو کوئی ٹال نہیں سکتا اور پھر پ ۱۵ میں ہے کہ وَاتْلُ مَا اُوْحِیَ اِلَیْكَ مِنْ كِتَابِ رَبِّكَ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ یعنی لا یاتہٖ وَیَمْحُ اللّٰهُ الْبَاطِلَ وَيُحِقُّ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ پ ۲۵ ع ۴ اور اسی طرح وَیُرِیْدُ اللّٰهُ اَنْ یُّحِقَّ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَيَقْطَعَ دَابِرَ الْكٰفِرِيْنَ پ ۹ ع ۱۵

پھر کلمہ کے معنی بشارت بھی آئے ہیں چنانچہ خدا تعالےٰ فرماتا ہے کہ لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ لَا تَبْدِيْلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ پ ۱۱ ع ۱۲ یعنی ان لوگوں کے لئے دنیا و آخرة میں بشارتیں ہیں اور خدا تعالےٰ کی بشارتیں ٹلا نہیں کرتیں۔ اور اللہ کی بشارت حاصل کرنا تو ایک بڑی کامیابی ہے

پس اس صورت میں اس آیت کے یہ معنے ہونگے کہ مسیح عیسیٰ ابن مریم اللہ تعالےٰ کا ایک رسول ہے۔ اور ایک بشارت ہے۔ جو اس نے مریم کو دی پس اس صورت میں بھی حضرت مسیح کو دوسرے انبیاء پر کوئی فضیلت نہیں ملتی کیونکہ اللہ تعالیٰ کی بشارتیں تو ہر ایک نبی کو ملتی ہیں۔ اور وہ بشیر ہو کر دنیا میں آتے ہیں حضرت مسیح کی اس میں کچھ خصوصیت نہیں اور نہ آپ کی ازلیت و ابدیت ثابت ہوتی ہے یہ محاورہ بھی قرآن شریف میں کئی جگہ استعمال ہوا ہے۔ چنانچہ فرمایا ہے کہ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ الَّذِيْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَكَلِمٰتِهٖ وَاتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ یعنی یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَبِشَارَاتِهٖ آگے بشارتیں کئی قسم کی ہوتی ہیں۔ انعامات کی بھی اور عذابات کی بھی جیسے کہ فرمایا ہے کہ بَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ غرض کہ ایک اور جگہ عذاب کی نسبت فرمایا کہ كَذٰلِكَ حَقَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ عَلَى الَّذِيْنَ فَسَقُوْا

أَنَّهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ؏ اور پھر فرمایا کہ تَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ لَأَمْلَأَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ ؏ ۔ پھر فرمایا کہ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَبِّكَ إِلَىٰ أَجَلٍ مُسَمًّى لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ ؏ ۲ ۔ غرض کہ بہر حال حضرت مسیح بشیر یا نذیر ثابت ہوتے ہیں اور یہ کوئی ایسی بات نہیں کہ جس کی وجہ سے آپکو کل نبیاء پر فضیلت دی جائے کیونکہ خداتعالےٰ فرماتا ہے کہ وَإِنْ مِنْ أُمَّةٍ إِلَّا خَلَا فِيهَا نَذِيرٌ ۔ اور پھر سورہ کہف میں ہے کہ وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِينَ إِلَّا مُبَشِّرِينَ وَمُنْذِرِينَ ۔ رکوع ۸ ۔ پس خداتعالےٰ نے سب نبیاء کو مبشر و منذر کہا ہے اگر حضرت مسیح کو بھی کہا ۔ تو کچھ بڑی بات نہ تھی ؂

پھر مکر کے معنے تدبیر کے بھی آتے ہیں چنانچہ خداتعالےٰ فرماتا ہے کہ إِلَّا تَنْصُرُوهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللَّهُ إِذْ أَخْرَجَهُ الَّذِينَ كَفَرُوا ثَانِيَ اثْنَيْنِ إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ إِذْ يَقُولُ لِصَاحِبِهِ لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا ۖ فَأَنْزَلَ اللَّهُ سَكِينَتَهُ عَلَيْهِ وَأَيَّدَهُ بِجُنُودٍ لَمْ تَرَوْهَا وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِينَ كَفَرُوا السُّفْلَىٰ ۗ وَكَلِمَةُ اللَّهِ هِيَ الْعُلْيَا ۗ وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ (سورہ توبہ) یعنی اگر تم رسول کی مدد نہ کرو ۔ تو اللہ نے تو اسکی اسوقت بھی مدد کی تھی جب کفار نے اسے اس حالت میں نکالدیا تھا کہ وہ صرف دو ہی تھے ۔ اور جب کہ وہ دونوں غار میں تھے تو وہ (آنحضرت) اپنے ساتھی (حضرت ابوبکر) سے کہتا تھا کہ تم مت ڈرو اللہ ہمارے ساتھ ہے پس اللہ نے اُسپر اپنی سکونت اتاری اور ایسے لشکروں سے مدد دی ۔ جنکو وہ نہیں دیکھتے تھے ۔ اور کفار کی تدبیر کو ناکام کر دیا ۔ اور اللہ کی تدبیر ہی اونچی ہوتی ہے اور اللہ غالب اور حکمت والا ہے پس اگر آیت زیر بحث میں مکر کے معنے تدبیر کے لئے جائیں ۔ تو بھی مسیحیوں کو ناتھ تیر مارنے کی

کوئی گنجائش نہیں رہتی کیونکہ ہر ایک نبی خدا تعالےٰ کی خاص تدبیر کی وجہ سے ظاہر ہوتا ہے چنانچہ خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ اَفَاَمِنُوْا مَكْرَ اللّٰهِ فَلَا يَاْمَنُ مَكْرَ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْخٰسِرُوْنَ (سورہ اعراف ۱۲) یعنی کیا یہ لوگ اللہ کی تدابیر سے مطمئن ہو گئے ہیں۔ مگر کوئی بھی اللہ کی تدابیر سے بےخوف نہیں ہوتا مگر وہ قوم جو ٹوٹے میں ہو۔ پس معلوم ہوا کہ ہر ایک نبی خدا تعالےٰ کی تدابیر میں سے ایک تدبیر ہوتا ہے جو گمراہ لوگوں کو راہ راست پر لانے کے لئے آتا ہے پس حضرت مسیح کی کیا خصوصیت ہوئی جیسے اور انبیاء ویسے ہی آپ بھی ہوئے ہیں۔ پھر کلمہ سے مراد کلمہ کُن بھی ہو سکتا ہے کہ حضرت مسیح کلمہ کُن سے پیدا ہوئے ہیں۔ اور اس میں یہ مناسبت بھی ہے کہ خدا تعالےٰ نے حضرت آدم سے حضرت مسیح کو مشابہت دی ہے۔ اور انکے لئے بھی کلمہ کن کو استعمال کیا ہے۔ اور حضرت مسیح کی ولادت کے ساتھ ہی لکھا ہے کہ اِذَا اَرَادَ شَيْئًا اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ۔ پس معلوم ہوا۔ کہ اس جگہ کلمہ سے مراد ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے کلمہ کن فرمایا۔ اور آپ کی ولادت ہو گئی۔ اور یہ اسلئے کہا کہ عام طور کی ولادت سے آپ کی ولادت ذرہ مختلف تھی چنانچہ ابن جریر اور امام فخر رازیؒ اور نواب صدیق حسن خاں نے اپنی اپنی تفسیر جامع البیان تفسیر کبیر اور فتح البیان میں یہ بات لکھی ہے۔ اور یہ قول حضرت قتادہ کا ہے جو کہ بڑے تابعی گزرے ہیں پھر لفظ کلمہ سے مراد اہل کلمہ بھی ہو سکتا ہے کہ جس کے معنے یہ بنینگے کہ مسیح عیسےٰ ابن مریم خدا کا رسول تھا۔ اور اسکے کلام سے مشرف تھا جسے اس نے بطن مریم سے پیدا کیا۔ چنانچہ قرآن شریف میں اسکی مثال مل سکتی ہے جیسا کہ سورہ یوسف میں خدا تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ وَاسْئَلِ الْقَرْيَةَ الَّتِيْ كُنَّا فِيْهَا یعنے اہل قریہ سے پوچھ اور عرب کا

محاورہ ہے کہ وہ اس طرح کلام کر لیتے ہیں پس اس طرح بھی مسیح کی کچھ فضیلت ثابت نہیں ہوتی پھر کلمہ کے معنے اس کل عالم کا ذرہ ذرہ بھی ہے چنانچہ خدا تعالےٰ فرماتا ہے کہ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ وَلَوْ اَنَّ مَا فِي الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ اَقْلَامٌ وَّالْبَحْرُ يَمُدُّهٗ مِنْ بَعْدِهٖ سَبْعَةُ اَبْحُرٍ مَّا نَفِدَتْ كَلِمٰتُ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ (سورہ لقمان ۳)

اب اسجگہ خدا تعالےٰ نے مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کو ہی کلمہ کہا ہے پس کوئی معنے بھی لو حضرت مسیح کی ازلیت اور ابدیت ہرگز ثابت نہیں ہوتی اور نہ انکی دوسرے انبیاء پر فضیلت ہی ثابت ہوتی ہے باقی رہا کلام کا مجسم ہوجانا سو ہمارے اسلام میں تو اسکو جائز ہی نہیں رکھا گیا۔ ہاں پادری صاحبان کی کتب میں ہی لکھا ہے کہ کلام مجسم ہو جاتا ہے مگر وہاں صرف مسیح کی خصوصیت نہیں بلکہ سب دنیا جہاں کو خدا کا مجسم کلام ہی لکھا ہے چنانچہ یوحنا باب ۱۔ آیت ۱۔ ۳ "ابتدا میں کلام تھا اور کلام خدا کے ساتھ تھا اور کلام خدا تھا یہی ابتدا میں خدا کے ساتھ تھا سب چیزیں اُس سے موجود ہوئیں۔ اور کوئی چیز موجود نہ تھی جو بغیر اُسکے ہوئی" پس نہ صرف مسیح ہی بلکہ ہم بھی اور پادری صاحب بھی اور دیگر مخلوقات ازلی ابدی ٹھہری۔ غرض کلمہ کے لفظ سے ہرگز مسیحی صاحبان کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔ اب ہم لفظ روح کو لیتے ہیں ٭

روح دوسرا لفظ جس سے مسیح کو دیگر انبیاء پر فضیلت دی جاتی ہے وہ روح کا ہے خدا تعالےٰ نے حضرت مسیح کی نسبت روح منہ کا لفظ فرمایا ہے مگر یاد رہے کہ یہ لفظ قرآن شریف میں تین رنگ میں استعمال ہوا ہے اور کسی معنے کے لحاظ سے بھی مسیح کی کوئی فضیلت ظاہر نہیں کرتا

اول معنے کلام الٰہی کے ہیں جیسے کہ فرمایا یُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ بِالرُّوْحِ مِنْ اَمْرِهٖ
عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖٓ ۔ یعنے ملائکہ خدا تعالےٰ کے حکم سے جس بندہ پر
وہ چاہتا ہے کلام الٰہی لیکر اُترتے ہیں۔ سب اس جگہ سے دو باتیں ثابت ہوئیں
ایک تو یہ کہ روح سے مراد کلام الٰہی ہے۔ ورنہ اگر دوسری روح ہوتی تو علیٰ من
یشاء من عبادہ نہ آتا۔ کیونکہ زندہ تو ہر ایک انسان ہے۔ کوئی بھی بغیر روح کے
زندہ نہیں۔ دوسری یہ بات ثابت ہوئی کہ حضرت مریم اور مسیح کی خصوصیت
نہیں بلکہ بہت سے بندے اس میں شامل ہیں۔ دوسری آیت یہ ہے۔ کہ
رَفِيْعُ الدَّرَجٰتِ ذُو الْعَرْشِ يُلْقِى الرُّوْحَ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰى
مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ۝ یہاں وہی دو باتیں ثابت ہوئیں ایک
تو یہ کہ روح یہاں کلام کے معنی میں آیا ہے۔ اور دوسرے یہ کہ مسیح کے ساتھ
اور لوگ بھی شامل ہیں۔ تیسری آیت یہ ہے کہ وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ
رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا ؕ مَا كُنْتَ تَدْرِىْ مَا الْكِتٰبُ وَلَا الْاِيْمَانُ ۝ ۔
اس جگہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو صاحب روح قرار دیا ہے چنانچہ اسکی
تصدیق میں حضرت ابن عباس کا قول ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ وَقَوْلُهٗ عَزَّ وَجَلَّ
يُلْقِى الرُّوْحَ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَيُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ
بِالرُّوْحِ مِنْ اَمْرِهٖ هٰذَا كُلُّهٗ مَعْنَاهُ الْوَحْىُ يُسَمّٰى رُوْحًا لِاَنَّهٗ
حَيَاةٌ مِّنْ مَّوْتِ الْكُفْرِ فَصَارَ بِحَيَاتِهٖ لِلنَّاسِ كَرُوْحِ
الَّذِىْ يُحْيَا بِهٖ جَسَدُ الْاِنْسَانِ ۔ لسان العرب جلد۳۔ دوسرے کلام
الٰہی کے لانیوالے فرشتہ کے لئے بھی بولا گیا ہے۔ جیسے کہ فرمایا وَاِنَّهٗ
لَتَنْزِيْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِيْنُ ۝ عَلٰى قَلْبِكَ لِتَكُوْنَ مِنَ
الْمُنْذِرِيْنَ ۝ ۔ اور پھر قُلْ نَزَّلَهٗ رُوْحُ الْقُدُسِ مِنْ رَّبِّكَ

بِالْحَقِّ لِيُثَبِّتَ الَّذِينَ آمَنُوا وَهُدًى وَبُشْرَىٰ لِلْمُسْلِمِينَ پ۱۴ ع۲۰ اور
پھر آتَيْنَا عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنَاتِ وَأَيَّدْنَاهُ بِرُوحِ الْقُدُسِ
پ۱۔ اور پھر یہی آیت دوبارہ پ۳ میں فرمائی ہے۔ اور اسی طرح فرمایا کہ
فَاتَّخَذَتْ مِنْ دُونِهِمْ حِجَابًا فَأَرْسَلْنَا إِلَيْهَا رُوحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا
بَشَرًا سَوِيًّا ۔ قَالَتْ إِنِّي أَعُوذُ بِالرَّحْمَٰنِ مِنْكَ إِنْ كُنْتَ تَقِيًّا ۔ قَالَ
إِنَّمَا أَنَا رَسُولُ رَبِّكِ لِأَهَبَ لَكِ غُلَامًا زَكِيًّا ۔ پ۱۶ ع۵ تیسرے معنے
نفس انسانی کے ہیں جیسا کہ آیا ہے ثُمَّ جَعَلَ نَسْلَهُ مِنْ سُلَالَةٍ مِنْ مَاءٍ
مَهِينٍ ۔ ثُمَّ سَوَّاهُ وَنَفَخَ فِيهِ مِنْ رُوحِهِ پ۲۱ ع۱۴۔ اور پھر فرمایا۔ کہ
فَإِذَا سَوَّيْتُهُ وَنَفَخْتُ فِيهِ مِنْ رُوحِي فَقَعُوا لَهُ سَاجِدِينَ پ۱۴ ع۳
اور پ۲۳ ع۱۴۔ پس ان تینوں صورتوں میں کسی صورت میں بھی مسیح دوسرے انبیا
پر فضیلت نہیں رکھتا۔ کیونکہ اگر کلام کے معنے لئے جائیں۔ تو سب نبیوں سے
کلام ہوا ہے۔ اور سب کو کلام وحی کیا گیا ہے۔ اور اگر جبرئیل کے معنے لیں۔ تو بھی
کوئی تعجب نہیں۔ کہ حضرت مسیح کو خدا تعالیٰ نے بسبب صاحب وحی ہونیکے
روح بھیجدیا ہو اور اگر معمولی نفس کے معنے کریں۔ تو سب دنیا اس میں شریک ہو
پس حضرت مسیح کسی رنگ میں بھی شرکت سے خالی نہیں رہتے پس آپ کو ان
الفاظ سے دوسرے انبیاء پر کچھ فضیلت نہیں حاصل ہوتی۔ اور ان الفاظ سے
کوئی فضیلت نکالنا مسیحی صاحبان کی دھینگا دھانگی ہے۔ اور قرآن شریف سے
کہیں ثابت نہیں ہوتا۔ کہ حضرت مسیح کل انبیاء پر بغیر کسی استثنٰی کے فضیلت
رکھتے تھے۔ ہاں آپ ایک اولوالعزم نبی تھے اور خدا تعالیٰ کے نیک بندوں
میں سے تھے گو یہ ہم کبھی نہیں مان سکتے۔ اور سخت کفران نعمت ہے۔ اگر ہم
مان لیں کہ آپ کل انبیاء سے اعلیٰ رتبہ رکھتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ

وسلم بہرحال آپ سے فضیلت رکھتے تھے۔ اور ہر رنگ میں کامل تھے اور کوئی
نبی آپ کی برابری کسی بات میں بھی نہیں کرسکتا نہ علوم الہیہ میں نہ تقویٰ اللہ
میں نہ معرفت کاملہ میں نہ شریعت مستقلہ میں نہ شفقت اشاعیہ میں نہ اخلاق جمیلہ
میں نہ صفات حمیدہ میں نہ حسن الصورت میں نہ جلائے سیرت میں نہ صفائی قلب
میں نہ شیرینی لسان میں نہ ادائے بیان میں نہ شجاعت میں نہ سخاوت میں۔ نہ
بندہ پروری میں نہ غم گستری میں انکے ذرہ ذرہ نے وہ جلا پائی کہ ہزار ہزار
سورج کی روشنی سے بڑھکر روشن ہوگیا۔ آپ خداتعالےٰ کی محبت میں ایسے محو
ہونے کہ خداتعالےٰ کے محبوب بنگئے جو طالب تھا۔ وہ مطلوب ہوگیا جو عاشق
تھا۔ اس نے معشوق کا درجہ پایا۔ پس ہم کسی طرح بھی یہ برداشت نہیں کرسکتے
کہ آپ کے دامن پاک پر کوئی دھبا لگانے کی کوشش کرے۔ اگرچہ چاند پر خاک
ڈالنے والے کے ہی منہ پر خاک پڑتی ہے اور سورج پر تھوکنے والا گویا اپنے منہ
پر ہی تھوکتا ہے۔ مگر پھر بھی حکم وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّ
يَكُوْنَ الدِّيْنُ لِلّٰهِ فَاِنِ انْتَهَوْا فَلَا عُدْوَانَ اِلَّا عَلَى الظّٰلِمِيْنَ
سورہ بقرہ ۲۴ ع

اُن اعتراضات رذیلہ کا جو آنحضرت کی ذات اور اسلام پر کئے جاتے ہیں
جواب دینا ضروری ہوتا ہے۔ اور یہ اعتراض عظمت مسیح از روئے قرآن کا مسئلہ
تو ایسا ہے کہ آنحضرت کی ذات اور اسلام دونوں پر حملہ ہے اور سخت حملہ ہے
کیونکہ اگر قرآن شریف میں سے حضرت مسیح کی فضیلت آنحضرت پر ثابت
کردیجائے۔ تو یہ آنحضرت کی ذات پر تو یوں حملہ ہے کہ آپ کی کل فضیلتیں
جنکے ہم مدعی ہیں باطل ہوجاتی ہیں۔ اور اسلام پر اسلئے کہ قرآن شریف میں گویا
کہ اختلاف ہے کہ ایک جگہ کسی کو افضل قرار دیتا ہے۔ اور دوسری جگہ کسی اور کو

مگر اس سے بھی زیادہ ہم خدا تعالیٰ کی ذات پر کوئی حملہ برداشت نہیں کر سکتے۔ اور ایک مومن کی روح کبھی برداشت نہیں کر سکتی۔ کہ وہ خدا تعالیٰ کے حضور میں کوئی گستاخی کا لفظ سنے فیصلہ کرنیوالا تو وہ آپ ہی ہے۔ مگر محبت کے بھی کچھ تقاضے ہوتے ہیں۔ اسلئے ہم مشرک کی بات کھلی نہیں سن سکتے اور کوئی برائی جس سے شرک لازم آئے کسی فرد بشر کی نسبت منسوب نہیں کر سکتے اسی لئے ہمکو مجبوراً حضرت مسیح کے اُن معجزات کا جو شرک کی حد تک پہنچے ہوئے ہیں انکار کرنا پڑتا ہے۔ اور قرآن شریف ہماری تائید کرتا ہے۔ اور اگر مان بھی لیا جائے کہ روح منہ سے کوئی ایسے معنے بھی نکلتے ہیں۔ کہ جن سے حضرت مسیح کو کوئی ایسی فضیلت ملتی ہے۔ کہ جس سے اس میں خدائی کا رنگ ماننا پڑے۔ تو یاد رکھو کہ اس آیت میں مسیح کو روح کہکر ساتھ ہی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَلَا تَقُوْلُوْا ثَلٰثَةٌ پس روح کے کوئی ایسے معنے لینے جو خلاف تفسیر قائل ہوں کسی طرح جائز نہیں ہو سکتے

مسیح کے معجزات

قرآن شریف کی اس آیت سے کہ اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ اذْكُرْ نِعْمَتِيْ عَلَيْكَ وَعَلٰى وَالِدَتِكَ اِذْ اَيَّدْتُّكَ بِرُوْحِ الْقُدُسِ تُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا وَاِذْ عَلَّمْتُكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ وَاِذْ تَخْلُقُ مِنَ الطِّيْنِ كَهَيْـَٔةِ الطَّيْرِ بِاِذْنِيْ فَتَنْفُخُ فِيْهَا فَتَكُوْنُ طَيْرًا بِاِذْنِيْ وَتُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ بِاِذْنِيْ وَاِذْ تُخْرِجُ الْمَوْتٰى بِاِذْنِيْ وَاِذْ كَفَفْتُ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ عَنْكَ اِذْ جِئْتَهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ پ ۵ یعنی جب کہا اللہ نے اے عیسیٰ ابن

یاد کر میری نعمتوں کو جو تجھ پر اور تیری والدہ پر ہیں جبکہ میں نے تجھے روح القدس
سے مدد دی اور تو لوگوں سے جھولے میں اور ادھیڑ عمر میں باتیں کرتا۔ اور جب
کہ تو تجویز کرتا کہ طین سے ہیئۃ الطیر کی طرح بناوے۔ میرے اذن سے پھر پھونکے
اُس میں پس وہ اُڑنے لگتا تھا میرے حکم سے۔ اور تو بری کرتا تھا اکمہ کو اور
ابرص کو میرے حکم سے اور جب کہ تو مردوں کو میرے حکم سے نکالتا تھا۔ اور جبکہ
میں نے بنی اسرائیل کو تجھ سے روک دیا جبکہ تو اُنکے پاس بینات لیکر آیا پس اُن
لوگوں نے جو کافر ہوئے ان میں سے کہا کہ یہ تو ایک دلربا بات ہے۔ جو
جدائی ڈالنے والی ہے اب اس آیت سے مسیح کی طرف ایسے معجزے منسوب
کئے جاتے ہیں کہ جو بالکل اس آیت سے نکلتے ہی نہیں حتیٰ کہ بعض شرک
کی حد تک بڑھ گئے ہیں۔ پہلا معجزہ جو بیان کیا گیا ہے یہ ہے کہ آپ مہد میں
بولے مگر میں نہیں سمجھتا کہ اس میں کیا بات ہے۔ اور کونسا کمال ہے۔ ایک
دوسری جگہ پر قرآن شریف میں حضرت مسیح کی نسبت آیا ہے فی المہد صبیًا
اب ہم دیکھتے ہیں۔ تو صبیا۔ کا لفظ اول تو کل چھوٹے بچوں پر جو چار پانچ سال کے
ہوں۔ بولا جا سکتا ہے۔ لیکن اگر اسکو محدود بھی کر دیں۔ تو کم سے کم اسکی مدت دودھ
چھڑانے تک کی ہے یعنے اڑھائی سال تک سو ہم دیکھتے ہیں کہ بعض بچے سال
تک ڈیڑھ سال تک اور بعض بعض بچے اڑھائی سال تک خوب بول سکتے ہیں
اور اچھی طرح باتیں کر سکتے ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ عجوبہ پسند طبیعتیں سیدھی
بات کو کھینچ کھانچ کر کہیں سے کہیں لے جاتی ہیں۔ مگر یاد رہے کہ یہ کوئی ایسی خصوصیت
نہیں جس سے حضرت مسیح کو دوسرے انبیاء پر کوئی خاص فضیلت ہے
کیونکہ بات حافظہ کے متعلق ہے ہوشیار بچے صبا کی عمر میں خوب اچھی طرح بولنے
لگ جاتے ہیں۔ سفیان بن عیینہ اور ایک لڑکا پانچ سال کا حافظ ہارون رشید

کے پیش کیا گیا تھا۔ اور بہت سی ایسی نظیریں ملتی ہیں کہ جنکو دیکھکر حضرت مسیح کا
بچپن میں ایک دو فقرے بولنا کوئی بڑی بات نہیں۔ بعض لوگ اعتراض کرتے
ہیں۔ کہ پھر اس میں معجزہ کیا ہوا۔ سو یاد رہے کہ قرآن شریف مفصل بیان کرتا ہے
معجزہ بیان نہیں فرمایا۔ دیکھو ساتھ ہی کہل کا لفظ بھی ہے۔ جس سے معلوم ہوتا
ہے۔ کہ کوئی خلاف سنت اللہ بات بیان نہیں کی گئی۔ کہ جس دن آپ پیدا
ہوئے اُسی دن بولنے لگے اور اگر ایسا ہوتا۔ تو پھر ادھیڑ عمر میں بولنے کا لفظ
خدا تعالے ساتھ نہ لگاتا۔ علاوہ ازیں اس بات میں کچھ مسیح کیلئے نہیں۔ حضرت
یحیٰی کے لئے بھی آیا ہے کہ آتیناہ الحکم صبیا۔ اور پھر انہیں دو پر حصر
نہیں کیا۔ خدا جانے کتنے لوگ اس فضل سے متمتع ہوئے ہیں۔ حدیثوں میں
ایک جریج نامی اور ایک عورت کے بچے کا ذکر ہے۔ اسکا اصل باعث یہ کیوں نہ
ہو کہ عورتوں کو بچوں کی زندگی اور گونگا ہونیکا فکر رہتا ہے۔ اس بشارت سے
صدیقہ مریم کے دونوں فکروں کا ازالہ کر دیا۔ اسکے بعد خلق طیر کا مسئلہ ہے۔ سو یاد
رہے کہ قرآن شریف صریح اس بات کا انکار کرتا ہے۔ کہ کوئی مخلوق اس قسم
کی خلق کر سکے۔ جس طرح کہ خدا تعالے کرتا ہے۔ اور کوئی نبی خواہ کتنا بڑا ہو اس
بات کو نہیں کر سکتا۔ اس صفت کا کسی اور کی طرف منسوب کرنا بالکل غلط
ہے اور شرک ہے۔ اور قرآن شریف کے صحیح اصول کے برخلاف ہے۔ خدا تعالے
فرماتا ہے کہ اَمْ جَعَلُوْا لِلّٰہِ شُرَکَآءَ خَلَقُوْا کَخَلْقِہٖ فَتَشَابَہَ
الْخَلْقُ عَلَیْہِمْ قُلِ اللّٰہُ خَالِقُ کُلِّ شَیْءٍ وَّھُوَ الْوَاحِدُ الْقَھَّارُ
سورہ رعد ۲ پ۔ کیا بناتے ہیں اللہ کے لئے شریک جنہوں نے خلق کیا
جسطرح اللہ نے خلق کیا۔ اور دونوں خلقتیں انکے لئے ایک سی ہی ہو گئیں
کہہ اللہ ہی خالق ہر ایک شئے کا ہے اور وہ ایک ہے اور قہار ہے سو یاد رہے کہ

اس آیت سے صاف نکلتا ہے کہ ایسی خلق جو خلق خدا سے مشابہ ہو کوئی انسان
نہیں کر سکتا۔ اسی طرح سورہ حج کے آخری رکوع میں فرماتا ہے اِنَّ الَّذِیْنَ
تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ لَنْ یَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّلَوِ اجْتَمَعُوْا
لَہٗ یعنی جن لوگوں کو تم خدا کے سوا معبود کہتے ہو۔ وہ تو ایک مکھی بھی پیدا نہیں کر
سکتے گو سب کے سب اکٹھے ہو جائیں اب ہم دیکھتے ہیں۔ کہ حضرت مسیح بھی
ان لوگوں میں شامل ہیں جنہیں صفات الوہیت دیگئی ہیں۔ اور اس آیت
میں لکھا ہے۔ کہ وہ مکھی بھی نہیں پیدا کر سکتے پھر جانور کیونکر پیدا کئے *
پس ہم دیکھتے ہیں کہ خدا تعالےٰ کے ہی ہاتھ میں ہے کہ ایک جانور کو زندہ کرے
اور اسکو طاقت پرواز دے۔ اسلئے ہم کسی صورت میں بھی یہ نہیں کہہ سکتے کہ کوئی
اور شخص اس قسم کی خلق کر سکتا ہے۔ خواہ بلا اذن یا باذن کیونکہ خدا تعالےٰ اپنی
صفات کسی اور کے سپرد نہیں کرتا۔ اور اگر اذن کا دروازہ کھلا تو شرک کچھ
چیز ہی نہیں رہتا مشرک بھی اپنے بتوں کو بذات خود طاقتور نہیں مانتے بلکہ یہی
یقین کرتے ہیں۔ کہ وہ خدا کے اذن سے سب کام کرتے ہیں۔ پس مسیح کے بارہ
میں اذن سے خلق کو منسوب کرنے سے قرآن شریف کی شرک کے متعلق جس
قدر تعلیم ہے سب کو باطل کرنا پڑتا ہے۔ اسلئے کوئی راہ نہیں کہ ہم حضرت مسیح
کی طرف اس صفت کو منسوب کر سکیں۔ اور باذن اللہ سے ہرگز یہ نہیں نکلتا
کہ یہ کوئی عجیب بات تھی کیونکہ نیک لوگوں کا ہر ایک کام اذن اللہ کے ماتحت ہی
ہوتا ہے جیسے کہ فرمایا لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ
بِاِذْنِ رَبِّہِمْ اور اسی طرح نبات کی نسبت فرمایا یَخْرُجُ نَبَاتُہٗ بِاِذْنِ
رَبِّہٖ پس اس سے پیغمبر اور اور انبیاء کے خلاف فضیلت ثابت نہیں ہوتی
اور اسجگہ مسیح کے معجزات کے ساتھ اذن کا لفظ تو اسلئے لگایا ہے کہ تا مسیح کی

صنعت الوہیت نہ سمجھو تھیں غرض کہ جب اصل خلق قرآن شریف کے اصول کے برخلاف ہے تو اسکے ایسے معنے کرنے ہونگے جو اصول شریعت اور فطرت کے مناسب ہوں۔ اور قرآن کریم نے تو اسکے معنوں کے اصل کو بہت ہی کھولدیا ہے۔ پس دیکھنا چاہیئے کہ یہاں لفظ یہ ہیں۔ کہ اَنِّیْ اَخْلُقُ مِنَ الطِّیْنِ کَهَیْـَٔةِ الطَّیْرِ فَاَنْفُخُ فِیْهِ فَیَكُوْنُ طَیْرًا یعنے جیسے اور اولوالعزم نبی کیا کرتے ہیں۔ حضرت مسیح نے بھی ایک جماعت زمینی لوگوں میں سے چنی۔ اور انکو علم الہی سے بہرہ مند کرکے طیر بنا دیا یعنے وہ اعلیٰ علوم الٰہیہ سے واقف ہوکر آسمان کی طرف اور اللہ تعالے کے قرب کی طرف پہنچے۔ ورنہ ایک جگہ سے دوسری جگہ تک ایک مورت کو اڑا دینا تو کچھ معجزہ نہیں غرض کہ اصل خلق طیر جو کسی رنگ میں بھی خدا تعالے کی خلق کے مشابہ ہو۔ قرآن شریف سے ناممکن ہے۔ اور دوسری خلق مسمریزم والی ہے اس سے ایک نبی کی کوئی ایسی عظمت نہیں۔ ہاں تیسری طرز سے وہ خالق طیر باذن اللہ ہو سکتے ہیں۔ اور وہ سب نبیوں کا کام ہے۔ اُن میں کوئی خصوصیت نہیں اور بہرحال مسیح کی خصوصیت کچھ نہیں حضرت موسیٰ نے تو عصا کا سانپ بنا دیا اور حضرت مسیح نے جو طیر بنائے اُس میں تو ہیئتہ الطیر بنانی پڑی حضرت موسیٰ نے بغیر ہیئتہ حیتہ بنانے کے اُسے سانپ بنا دیا تو وہ بہر حال افضل ہے۔ سو اس طرح بھی مسیح کی فضیلت کل انبیاء پر صادق نہ آئی تیسری بات آپ کی نسبت برائت اکمہ ابرص منسوب کی جاتی ہے۔ سو دیکھنا چاہیئے کہ اکمہ کے دو تین معنے ہیں۔ ایک یہ کہ مادر زاد اندھا ہو دوسرے یہ کہ بعد عمر کے اندھا ہو تیسرے شب کو اندھا ہو جائے کی مرض ہو گئی ہو سو یاد رہے کہ اسجگہ پہلے دونوں معنے کسی صورت میں جائز نہیں ہو سکتے کیونکہ بری کے معنے ہیں پاک کرنا

یا بیماری سے شفا دیتا مگر آنکھ کا پھوٹ جانا تو کوئی بیماری نہیں۔ اندھا کبھی نہیں کہتا کہ میں بیمار ہو گیا ہوں کیونکہ بیماری کہتے ہیں کسی عضو میں فتور آجانے کو مگر جب وہ عضو ہی نہ ہو تو پھر اسکا نام بیماری نہ ہوگا۔ پس اس آیت کے یہ معنے تو ہو ہی نہیں سکتے۔ کہ آنکھیں پھوٹ گئی ہوں۔ تو وہ پھر بنا دیتے تھے کیونکہ انکے لئے بری کا لفظ استعمال نہیں ہو سکتا۔

باقی رہی بیماری آنکھ کی سینکڑوں بیماریاں ہیں سے اندھراتے کی بیماری کو بھی اکمہ کہتے ہیں سو ہم کو اکمہ کے معنے یہی کرنے پڑینگے۔ کہ اندھراتے کے مریض کو اور ابرص کو شفا دیتے تھے سو یہ کچھ ایسی بات نہیں کہ جس سے ان کی تمام انبیاء پر فضیلت ثابت ہو جائے۔ کیونکہ ان مرضوں کے علاج دنیا میں دوسرے حکیم بھی کرتے ہی ہیں۔ اور ہم نے تو اپنی آنکھوں سے آنحضرت کے ایک غلام کی ہی دعا سے ایک ابرص کو ہوا انسان اچھا ہوتے دیکھا ہے کہ جسکا اچھا ہونا آجتک ناممکن سمجھا جاتا تھا کیونکہ وہ کسولی سے علاج کرکے جب واپس آیا تب بیمار پڑا۔ اسکا نام عبدالکریم ہے آجکل حیدرآباد میں موجود ہے۔ پس ہم پر اس معجزہ سے کیا رعب پڑ سکتا ہے۔ اس آیت کے ایک اور بھی معنے ہیں۔ اور وہی یہاں زیادہ مناسب معلوم ہوتے ہیں کیونکہ مرض کے مقابلہ میں قرآن کریم نے شفا کا لفظ فرمایا ہے خلیل الرحمن علیہ الصلوٰۃ و السلام کا قول ہے۔ اذا مرضت فھو یشفین اور بری کا لفظ زیادہ تر الزام کے دور کرنے میں استعمال ہوتا ہے پس اس آیت کے یہ معنے ہوئے کہ حضرت مسیح نے اکمہ اور ابرص کو بری قرار دیا۔ بنی اسرائیل میں اکمہ اور ابرص ناپاک اور گندے سمجھے جاتے تھے۔ اور عبادت خانوں میں اور شہروں میں انکا داخل ہونا ممنوع تھا۔ سو حضرت مسیح نے آکر انکو اس دکھ سے بچایا۔ اور انکو بری کر دیا چنانچہ

توریت کی کتاب احبار باب ۲۱ آیت ۱۹-۲۰ میں لکھا ہے کہ کیونکہ وہ مرد جس میں
کچھ عیب ہے نزدیک نہ آوے جیسے اندھا یا لنگڑا یا وہ جس کی ناک چپٹی ہو
یا اسکے عضووں میں کچھ کمی بیشی ہو یا وہ جس کا پاؤں یا ہاتھ ٹوٹا ہو یا کبڑا ہو
یا بونا یا جس کی آنکھ میں نقص ہو یا داد یا کھجلی بھرا یا خصیا اسکا پچکا ہو اور پھر
مبروص کی نسبت کتاب گنتی باب ۵ آیت ۱-۳ "پھر خداوند نے موسیٰ کو خطاب
کرکے فرمایا۔ کہ بنی اسرائیل کو حکم کر کہ ہر ایک مبروص اور ہر ایک جریان والا اور
جو مردہ کے سبب ناپاک ہے انکو خیمہ گاہ سے باہر کردیں کیا مرد اور کیا عورت
دونوں کو نکالو۔ تم انہیں خیمہ گاہ سے باہر کرو تاکہ وے اپنے خیمہ گاہ جہاں کو میں
کے درمیان میں رہتا ہوں۔ ناپاک نہ کریں پس توریت نے آنکھ کے مریضوں اور
مبروصوں کو بہت ناپاک قرار دیا تھا۔ سو مسیح نے آکر انکو بری کردیا چنانچہ اسکی
تصدیق قرآن شریف کی یہ آیت بھی کرتی ہے جو حضرت مسیح کی نسبت آئی
ہے کہ ولاحل لکم بعض الذی حرم علیکم کیونکہ سوائے قرآن مجید
کے سوا کمہ اور مبروص کے حکم کے اور کوئی بات ایسی نہیں ملتی جو انکے لئے توریت میں
حرام ہوئی ہو اور پھر حضرت عیسیٰ نے انکے لئے جائز کردیا ہو پس اس صورت میں
اس آیت کے یہ معنے ہونگے کہ حضرت مسیح کو خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ تو نے بری
کردیا آنکھ کے مریضوں کو اور مبروص کو چنانچہ مَآ اُبَرِّئُ نَفْسِيْ کی آیت کریمہ
اسکی تصدیق کرتی ہے اور تیسرے معنے ایک اور بھی ہوسکتے ہیں کہ روحانی
اندھوں اور مبروصوں کو وہ اچھا کرتے تھے سو اسکی بھی قرآن شریف میں
بہت سی نظیریں مل سکتی ہیں۔ اور قرآن شریف میں اندھے کا لفظ روحانی
اندھوں پر بھی بولا گیا ہے جیسے کہ فرماتا ہے کہ وَحَسِبُوٓا اَلَّا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ
فَعَمُوْا وَصَمُّوْا ثُمَّ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ثُمَّ عَمُوْا وَصَمُّوْا كَثِيْرٌ مِّنْهُمْ

وَاللّٰهُ بَصِيْرٌ بِمَا يَعْمَلُوْنَ ۃ پ ۱۴۔ اور پھر آیا ہے کہ بَلِ ادّٰرَكَ عِلْمُهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ بَلْ هُمْ فِيْ شَكٍّ مِّنْهَا بَلْ هُمْ مِّنْهَا عَمُوْنَ ۃ پ ۱۰۔ اور پھر سورہ فصلت رکوع ۲ میں بھی الٹا ہدایت کے مقابل رکھا گیا ہے۔ جیسے فرمایا کہ واما الثمود فهدينا هم فاستحبوا العمى على الهدى چنانچہ قرآن شریف کو بھی بصائر کہا گیا ہے جیسا فرمایا هٰذَا بَصَائِرُ مِنْ رَّبِّكُمْ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ پ ۱۴ اور پھر سورہ یوسف میں آنحضرت فرماتے ہیں کہ قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْ اَدْعُوْا اِلَى اللّٰهِ عَلٰى بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ رکوع ۱۲۔ غرض کہ اندھے سے مراد روحانی اندھے ہیں جیسا کہ قرآن شریف سے محاورہ سے ثابت ہے۔ اور یہ کام سب انبیاء کرتے ہیں حضرت مسیح سے خصوصیت نہیں ہے۔

آخری بات جو حضرت مسیح کی طرف منسوب کی جاتی ہے۔ وہ مردوں کا زندہ کرنا ہے۔ اور وہ ان دو آیات سے لیا جاتا ہے۔ کہ حضرت مسیح کی نسبت آیا ہے کہ تخرج الموتى اور پھر احی الموتى باذن اللہ مگر یاد رہے کہ ان آیات سے ہرگز یہ مطلب نہیں لیا جا سکتا۔ کہ حضرت مسیح مردوں کو زندہ کرتے تھے کیونکہ ایسا سمجھنا اسلامی اصولوں کے مطابق ایک بڑا بھاری شرک ہے۔ اور حضرت احدیت کی سخت گستاخی ہے اور شریعت اسلام اسے ہرگز جائز قرار نہیں دیتی کیونکہ قرآن شریف اسکا بالکل انکار کرتا ہے پس یاد رہے۔ کہ اس قسم کے مسئلہ کو قرآن شریف کی طرف منسوب کرنا بالکل نادانی اور غلطی ہے اور واقعات صریحہ کو چھپانا ہے۔ اور سورج پر پردہ ڈالنا ہے مگر کیا کبھی سورج کسی کے چھپائے سے چھپتا ہے یہ ممکن ہے کہ آدمی خود اپنے سامنے پردہ ڈال لے۔ مگر سورج نہیں چھپ سکتا۔ دیکھو قرآن شریف میں صاف لکھا ہوا آیا ہے

کہ حَرَامٌ عَلٰی قَرْیَةٍ اَهْلَكْنٰهَآ اَنَّهُمْ لَا یَرْجِعُوْنَ ۔ یعنی جو لوگ مرجاتے ہیں اُن پر یہ بات واجب ہوجاتی ہے کہ واپس نہیں لوٹتے اور فرماتا ہے وَ مِنْ وَّرَآئِهِمْ بَرْزَخٌ اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ پھر یہ کس طرح ممکن ہے کہ کوئی شخص کسی کو زندہ کر سکے پھر اور دیکھو کہ خدا تعالےٰ اس صفت کو قرآن شریف میں صرف اپنی طرف ہی منسوب کرتا ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَ اَنَّهٗ یُحْیِ الْمَوْتٰی وَ اَنَّهٗ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۔ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّیَ الَّذِیْ یُحْیٖ وَ یُمِیْتُ پس باوجود اس ثبوت کے اول تو اس دنیا میں مردہ نکلو واپس آنا ممکن ہی نہیں ہے۔ اور دوسرے خدا تعالےٰ نے صفت احیاء موتیٰ کو اپنی طرف خاص کرتا ہے حضرت مسیح کی طرف اس صفت کو منسوب کرنا بالکل غلط اور اسلامی اصولوں کے برخلاف ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ قرآن شریف نے اس لفظ کو انسانوں کے لئے استعمال کیا ہے۔ سو مختلف آیات سے جو معنے نکلیں۔ وہی ہمکو لینے پڑینگے کیونکہ تفسیر راصنف نیکو کند بیان کے مطابق قرآن شریف جو آپ کسی لفظ کے معنے بتاتے ہیں وہی ماننے کے قابل ہیں۔ اور باقی سب معنے باطل ٹھہرینگے سو دیکھنا ہے کہ لفظ احیاء قرآن شریف میں بنی اسرائیل کے لئے آتا ہے جیسا کہ فرمایا۔ وَ كَتَبْنَا عَلٰی بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ اَنَّهٗ مَنْ قَتَلَ نَفْسًۢا بِغَیْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِی الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِیْعًا ؕ وَ مَنْ اَحْیَاهَا فَكَاَنَّمَاۤ اَحْیَا النَّاسَ جَمِیْعًا ۔ سو اگر اسکے معنے زندہ کرنیکے لئے جائیں گے تو ثابت ہوگا کہ کل بنی اسرائیل مارنے اور جلانے کی طاقت رکھتے ہیں حالانکہ قرآن شریف کا قطعاً یہ منشاء نہیں اور نہ واقعات اسکی تصدیق کرتے ہیں۔ اور نہ آنحضرت نے یا صحابہ نے یا کسی اور مسلمان نے کبھی اسکے یہ معنی

کئے۔ اور اگر یہودیوں میں یہ طاقت ہوتی تو وہ آج اس طرح ذلیل کیوں ہوتے ساری دنیا کو ہلاک کرکے آپ بادشاہ نہ بن بیٹھتے۔ غرض اس آیت میں احیاء کے معنے نفس مردہ میں جان ڈالنے کے ایک بیوقوف سے بیوقوف آدمی نہیں کرسکتا۔ پس معلوم ہوا کہ بمطابق محاورہ قرآن شریف کے جب احیاء کا لفظ بندوں کے لئے آئے تو اور ہی معنی ہوتے ہیں یعنے امن دینا یا روحانی زندگی یعنے معرفت عطا کرنی چنانچہ جہاں جہاں یہ لفظ بندوں کے لئے آیا ہے اسکے یہی معنے کئے گئے ہیں۔ اور میرے کئے ہوئے معنوں کے مطابق ہی یہ لفظ استعمال کیا گیا ہے پھر حضرت مسیح کے لئے یہ لفظ جب استعمال ہو۔ تو اسکے ایک نئے معنے کیوں بنائے جائیں وہ کونسی خصوصیت ہے۔ کہ جس کی وجہ سے ایسا کیا جائے۔ آخر کچھ تو ثبوت چاہیئے کہ جو ہمکو مجبور کرے کہ جب احیاء کا لفظ اور وں کے لئے آئے تب تو اسکے معنے علم و معرفت یا امن بخشنا یا تکلیف سے بچانے کے لئے آئیں لیکن جب حضرت مسیح کے لئے آئے تب اسکے معنے مردہ زندہ کرنے کے ہوں۔ اور یہ تو عقل سے بھی بعید ہے کہ حضرت مسیح نے مردہ زندہ کئے ہوں اور پھر بھی لوگ اس پر ایمان نہ لائے ہوں پھر تو چاہیئے تھا کہ سب دنیا آپ پر ایمان لے آتی۔ اور چونکہ موت و حیات کا سلسلہ لگا ہوا ہے اسلئے کوئی خاندان نہ رہتا کہ جو آپ کے قدموں میں آکر نہ گرتا۔ اور آپ کے طفیل اپنے مردوں کو زندہ کروا اور آئندہ کے لئے چاہیئے تھا کہ موت کا سلسلہ ہی بند ہو جاتا۔ مگر ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت مسیح کی اس زمانہ کے لوگوں نے سخت مخالفت کی۔ یہانتک کہ آپکو سولی پر لٹکا دیا۔ کافر کا تو دل ہی بہت تھوڑا ہوتا ہے چاہیئے تو یہ تھا کہ آپ کے برخلاف ایک لفظ بولنا بھی کفر سمجھا جاتا۔ نہ کہ یہ شوخ چشمی دکھائی جاتی۔ صاف معلوم ہوتا ہے کہ مردہ زندہ کرنیکا کام انہوں نے کبھی نہیں کیا

چنانچہ قرآن شریف کی اور آیات بھی اسکی مد میں جیسا کہ قرآن شریف میں آنحضرت
کی نسبت ہے کہ اِنَّمَا تُنْذِرُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ وَ
اَقَامُوا الصَّلٰوةَ ۔ وَمَنْ تَزَكّٰى فَاِنَّمَا يَتَزَكّٰى لِنَفْسِهٖ ۔ وَاِلَى اللّٰهِ
الْمَصِيْرُ ۔ وَمَا يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ۔ وَلَا الظُّلُمٰتُ وَلَا
النُّوْرُ ۔ وَلَا الظِّلُّ وَلَا الْحَرُوْرُ ۔ وَمَا يَسْتَوِي الْاَحْيَآءُ وَلَا الْاَمْوَاتُ ۔
اِنَّ اللّٰهَ يُسْمِعُ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَمَآ اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِي الْقُبُوْرِ ۔ اِنْ
اَنْتَ اِلَّا نَذِيْرٌ ۔ پ ۲۲ ع ۱۵ - اب اس آیت میں خدا تعالے نے پاک لوگوں
کو آنکھوں والا اور نور اور سایہ اور زندہ قرار دیا ہے اور اسکے مقابل میں کفار
کو اندھا اور اندھیرا اور دھوپ اور مردہ قرار دیا ہے۔ تو اب فرمایئے کیا یہاں
بھی زندہ کے معنے زندہ کئے جائینگے۔ تو اسکے یہ معنے بنینگے کہ جس قدر لوگ دنیا
میں زندہ ہیں وہ تو سب مومن ہیں۔ اور جس قدر مردہ ہیں سب کافر۔ افسوس
اور تعجب ہے کہ آخر کونسی خصوصیت ہے۔ کہ اس لفظ کے معنے مسیح کے بارہ
میں مردہ زندہ کرنیوالے کے کئے جائیں جب کہ وہی لفظ آنحضرت کی نسبت
بھی آیا ہے اور وہاں اسکے معنے روحانی زندوں کے کئے جاتے ہیں غرض حق
یہ ہے کہ انسان کی نسبت جب یہ لفظ استعمال کیا جاتا ہے تو ہمیشہ اس کے
معنے اور ہی ہوتے ہیں کبھی بھی مردہ زندہ کرنیکے نہیں ہوتے۔ اسجگہ یہ بھی یاد
ہے کہ یہ سمجھا جائے کہ آنحضرت اس قسم کے احیاء سے قاصر تھے قرآن شریف
میں آیا ہے کہ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا
دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيْكُمْ ۔ یعنے اے مومنو جب خدا اور اسکا رسول تم
کو زندہ کرنے کے لئے بلائے تو تم انہیں فوراً جواب دیا کرو۔ پس اس آیت
سے علاوہ اسکے کہ آنحضرت میں بھی اس قسم کے مردے زندہ کرنے کی صفت

ثابت ہوتی ہے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ احیاء کے معنے علم عطا کرنے کے ہیں چنانچہ ہمارے آنحضرت نے تو ہزاروں ہزار لوگوں کو زندہ کیا حضرت مسیح نے تو صرف معدودے چند آدمیوں کو زندہ کیا تھا پھر ایک اور آیت ہے جس میں احیاء کے معنے عطاء علم کئے گئے ہیں یعنی اَوَمَنْ كَانَ مَيْتًا فَأَحْيَيْنَاهُ وَجَعَلْنَا لَهُ نُورًا يَمْشِي بِهِ فِي النَّاسِ كَمَنْ مَّثَلُهُ فِي الظُّلُمَاتِ لَيْسَ بِخَارِجٍ مِّنْهَا كَذَٰلِكَ زُيِّنَ لِلْكَافِرِينَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ پ ۸ ع ۲ اس جگہ مومنوں کو زندہ کہا گیا ہے اور کافروں کو اندھیرے میں پڑے ہوئے تو معلوم ہوا کہ جس قدر زندہ لوگ ہیں۔ وہ سب تو مومن ہیں۔ اور جس قدر مردہ ہیں یا دخانوں یا اندھیرے گھروں میں رہتے ہیں وہ سب کافر ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ اس جگہ احیاء کے معنے علم کے ہیں چنانچہ اس آیت کے یہ معنے ہوئے کہ کیا جسے خدا نے بے علمی سے علم کے درجہ پر ترقی دی۔ اور نور بخشا۔ وہ بے علمی کے اندھیرے میں پڑے ہوئے کے برابر ہو سکتے ہیں پھر ایک اور آیت ہے۔ وہ اس لفظ کے معنے خود ہی کر دیتی ہے اور اب تک تو ہم نے دیگر آیات سے اقتباس کیا ہے اب وہ آیت لکھتے ہیں۔ جس میں خدا تعالےٰ نے صاف لکھدیا ہے کہ احیاء کے معنے ہیں علم دینا چنانچہ قرآن شریف میں ہے کہ لِيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْ بَيِّنَةٍ وَيَحْيَىٰ مَنْ حَيَّ عَنْ بَيِّنَةٍ پ ۱۰ ع ۲ تاکہ ہلاک ہو جائے جو ہلاک ہوا بینات سے اور زندہ ہو جائے جو زندہ ہوا بینات سے۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ احیاء کے معنے ہیں بینات سے مستفید ہونا اور علم حاصل کرنا پس جب کہ حضرت مسیح کی نسبت جو احیاء کا لفظ آیا ہے اسکے معنے بموجب قرآن شریف کی نصوص صریحہ کے اعطاء علم ہیں اور یہ سب نبی کرتے ہیں تو آپ کی خصوصیت کل انبیاء پر ثابت نہ ہوئی اور یہی منشا تھا۔ کہ جو حملہ قرآن

شریف پر در پردہ کئے گئے ہیں۔ انکو دور کیا جائے۔ اب اِس جگہ میں ایک دو مثالیں خود بائبل سے بھی دیتا ہوں تاکہ یہ بات بھی معلوم ہو جائے کہ احیاء کے معنی بائبل نے بھی اعطاء علم کے کئے ہیں۔ لوقا باب آیت ۲۰ میں ہے کہ "تو خدا کو سارے دل ساری جان سارے زور سے ساری سمجھ سے پیار کر اور پڑوسی کو جیسا اپنے ساتھ تو تو جئیگا" پس اس آیت میں یا تو احیا کے معنے یہی کرنے پڑینگے کہ تو خدا کی معرفت حاصل کریگا ورنہ یہ ماننا پڑیگا کہ جو اپنے پڑوسی کو پیار نہیں کرتے۔ وہ مرے ہوئے ہیں۔ اور کل دہریہ جو خدا کو پیار تو کجا اسکے وجود سے ہی منکر ہیں سب مرے ہوئے ہیں اور پھر لکھا ہے کہ ایک شخص کا بیٹا باپ سے علیحدہ ہو گیا۔ اور دور چلا گیا۔ جب نادم ہو کر واپس آیا۔ باپ نے خوشی کی اور کہا یہ مر گیا تھا اب جیا ہے یہ بیٹے کھو گیا تھا اب ملا ہے

پھر رومی کے خط میں باب آیت ۱۰ میں ہے کہ جو موا سو گناہ کی نسبت ایکبار موا پر جو جیتا ہے خدا کی نسبت جیتا ہے

قرنتیون ۱ باب آیت ۳۱ میں پولوس کہتا ہے کہ میں ہر روز مرتا ہوں یوحنا باب آیت ۵۰ اور باب آیت ۵۱ میں ہے اگر کوئی شخص میرے کلام پر عمل کرے۔ تو وہ ابد تک موت ہرگز نہ دیکھیگا" اس سے معلوم ہوا کہ سوائے عیسائیوں کے سب مردہ ہیں اور عیسائی کبھی مرتے ہی نہیں یا سب بے ایمان ہیں سو اصل بات ہے کہ علم الٰہی کا نام بھی حیات ہے۔ اور انبیاء اسی طرح مردوں کو زندہ کرتے ہیں کہ انکو علم الٰہی عطا کرتے ہیں۔ اور اگر اصل بھی لیں تو اس میں بھی کوئی خصوصیت ثابت نہیں۔ کیونکہ سلاطین باب آیت ۲۲ میں ہے۔ کہ ایلیاس نے بھی مردہ کو زندہ کیا سلاطین ۲ باب ۴ آیت ۳۵ میں ہے کہ الیسع نے بھی مردہ کو زندہ کیا۔ اور پھر باب ۱۳ آیت ۲۱ میں

ہے۔ کہ المسیح کی مردہ لاش نے بھی مردہ کو زندہ کیا پس کسی رنگ میں حضرت مسیح کی خصوصیت نہیں رہتی۔ اب میں کافی طور سے اس بات کو ثابت کرتا ہوں۔ کہ قرآن شریف میں جہاں کہیں احیاء کا لفظ انسانوں کیلئے استعمال ہوا ہے۔ وہاں امن دینے یا علم عطا کرنیکے معنوں میں استعمال ہوا ہے اور یہ کہ خود بائبل میں بھی اسکے یہی معنے لئے گئے ہیں۔ اور آخر میں مینے یہ ثابت کیا ہے کہ اگر بطریق تنزل کے مان بھی لیا جائے۔ گو ایسا خیال کرنا بھی ہمارے مذہب میں شرک ہے تو بھی حضرت مسیح کیلئے نہیں اور لوگوں نے بھی مردہ زندہ کئے۔ اور اسوجہ سے مسیح کو باقی نبیوں پر کوئی فضیلت نہیں رہتی۔

ادب

ہمارے کرمفرما مولوی عبداللہ خان صاحب کے لال گلشن احمد کے نونہال مصطفٰے خان بی اے کا کمال ایک ماہواری رسالہ ادب نام کے ذریعہ سے ظاہر ہوا ہے جو کیا بلحاظ مضامین نثر و نظم و کیا باعتبار چھپوائی لکھوائی و کاغذ کی نفاست کے قابل قدر ہے۔ ادب بہت جلد ادیب لے ہم رنگ و ہمپایہ ہو جاتا ہے ہمارے احباب جو لٹریری مذاق رکھتے ہیں وہ اس رسالہ کے ضرور خریدار ہوں۔ اگر آپ والئے ریاست یا کوئی جاگیردار امیر اور بڑے تاجر ہیں تو تین روپے سالانہ پڑیگا۔ اور اگر آپ طالبعلم ہیں تو صرف دو روپے منگوا کر بنام محمد مرتضٰی خاں تبر مینیجر ادب ایجنسی پٹیالہ۔ اس رسالہ کے مضامین پر فرداً فرداً ہم کسی اشاعت میں ریویو کرینگے

مسلم مارک

مسلم پہچانا جاتا تھا اپنے کیریکٹر سے اپنے اعلیٰ اخلاق سے اپنی پیشانی کے نور سے جس سے اسلام کی فرمانبرداری کے نشان ہویدا ہوں۔ اپنی غیرت و شجاعت و راستبازی سے اپنی پنجگانہ نماز سے مگر اب تو ایک طبقہ کی یہ حالت ہے کہ دیکھو تو کرسٹان ہو پوچھو تو مسلمان اور ایک

ہنود و یہود کے خوانچ رسوم سے زلر رہا ہے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون غالباً اس خلط سے محفوظ رکھنے اور پہچان کے لئے ایک صاحب نے یہ نشان بنایا ہے جو بہت خوبصورت اور موزون اور کوٹ یا واسکٹ کی زینت ہوسکتا ہے اسپر نہایت خوشخط یا حی یا قیوم سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا ہے اور شیشہ لگا ہے پیچھے پن ہے۔ جس سے کوٹ میں اڑ سکتا ہے قیمت بہت کم ہے ۳ر اور دو جن عہ کو ملنے کا پتہ۔ ایس۔ ایف۔ ایم عظیم اینڈ ولی محمد سوداگران۔ ڈی ڈبلیو۔ لدھیانہ

اشتہار برائے ملاحظہ مبایعین ذی اقتدار

وہ سوچیں کر کیا لکھ گیا پیشوا ۔ وصیت میں کیا کہہ گیا برملا

حضرت اقدس مغفور مرحوم مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام رضی اللہ تعالےٰ عنہ ومن اتباعہ المخلصین آمین نے ضمیمہ متعلقہ رسالہ الوصیت صفحہ ۲۰ و ۲۱ میں بیعت کرنیوالوں کو وصیت کے لئے نہایت ہی تاکیدی حکم ارقام فرمایا ہے کہ ہر بیعت کرنیوالا جو کچھ نہ کچھ جائداد منقولہ یا غیر منقولہ رکھتا ہے کم سے کم اسکے دسویں حصہ کی وصیت ضرور ہی تحریر کرکے حوالہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرے لہذا ذیل میں اصل حکم بغرض تعمیل درج کیا جاتا ہے بغور پڑھ لیں۔ اور تعمیل کریں ومن یطع الرسول فقد اطاع اللہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الٓمّٓ احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا اٰمنا وھم لا یفتنون۔ یاد رہے کہ خدا تعالیٰ کے کام ہیں جو وہ چاہتا ہے کرتا ہے بلاشبہ اُسنے ارادہ کیا ہے کہ اس انتظام سے منافق اور مومن میں تمیز کرے۔ اور ہم خود محسوس کرتے ہیں کہ جو لوگ اس انتظام پر اطلاع پاکر بلا توقف اس فکر میں پڑے ہیں کہ دسواں حصہ کل جائداد کا خدا کی راہ میں دیں بلکہ

اس سے بھی زیادہ وہ اپنا جوش دکھلاتے ہیں۔ وہ اپنی ایمانداری پر مہر لگا دیتے ہیں اور یہ
امتحان تو کچھ بھی چیز نہیں صحابہؓ کا امتحان جانوں کے مطالبہ پر کیا گیا۔ اور انہوں نے
اپنے سر خدا کی راہ میں دیئے۔ خدا تعالیٰ نے ہر ایک زمانہ میں امتحان کی بنا ڈالی ہے تا خبیث
و طیب میں فرق کرکے دکھلاوے اسلئے اب بھی ایسا ہی کیا۔ سو وقت کے امتحان
سے بھی اعلیٰ درجہ کے مخلص جنہوں نے درحقیقت دین کو دنیا پر مقدم کیا ہے دوسرے
لوگوں سے ممتاز ہو جائینگے اور ثابت ہو جائیگا کہ بیعت کا اقرار انہوں نے سچا کرکے
دکھا دیا ہے اور صدق ظاہر کر دیا ہے بیشک یہ انتظام منافقوں پر بہت گراں گزریگا
اور اس سے انکی پردہ دری ہوگی اور بعد موت وہ مرد ہوں یا عورت اس قبرستان میں
ہرگز دفن نہیں ہو سکینگے فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا۔ لیکن اس کام میں
سبقت دکھلانے والے راستبازوں میں شمار کئے جائینگے اور ابد تک خدا تعالیٰ کی نعمتیں
رحمتیں ہونگی۔ میں سچ سچ کہتا ہوں جنہوں نے میرے حکم کی تعمیل کی۔ خدا کے نزدیک
حقیقی مومن وہی ہیں۔ اور انکے دفتر میں سابقین اولین لکھے جائیں گے۔ وہ زمانہ
قریب ہے کہ ایک منافق جس نے دنیا سے محبت کرکے اس حکم کو ٹال دیا۔ وہ آہ مار کر کہیگا
کہ کاش میں تمام جائداد کیا منقولہ اور کیا غیر منقولہ خدا کی راہ میں دیدیتا اور عذاب سے بچ جاتا
میں بہت قریب عذاب کی تمہیں اطلاع دیتا ہوں اپنے لئے وہ زاد جلد تر جمع کرو کہ کام آوے
میں یہ نہیں چاہتا کہ تم سے کوئی مال لوں اور اپنے قبضہ میں کر لوں بلکہ تم اشاعت دین
کے لئے ایک انجمن کے حوالہ اپنا مال کرو گے اور بہشتی زندگی پاؤ گے بہتیرے ایسے
ہیں کہ وہ دنیا سے محبت کرکے میرے حکم کو ٹال دینگے مگر بہت جلد دنیا سے جدا کئے جائینگے تب
آخری دم میں کہینگے هٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمٰنُ وَصَدَقَ الْمُرْسَلُوْنَ والسلام علی من اتبع الهدیٰ

چو کار حیات است کار نہاں ٭ ہماں بہ کہ دل بگسلی زیں مکاں

نوٹ: جو صاحب وصیت کرنا چاہیں وہ دفتر مقبرہ بہشتی سے فارم مطبوعہ وصیت طلب
کرکے پشت فارم پر جو نسا مضمون وصیت مرتب شدہ قانونی بنا کر دیں وہ فارم میں حسب ہدایت
مقبرہ لکھ کر دفتر مقبرہ بہشتی میں بھیجیں اور چندہ شرط اول دفتر محاسب میں حسب توفیق جمع کرائیں۔

[illegible]

"مقدس نبی کے مقدس حالات"

فروری کا تشحیذ الاذہان خدا کے فضل سے بہت مقبول ہوا مگر اس میں چند ایک فرو گذاشتیں ہوئی ہیں جن کی اصلاح کیجاتی ہے

(۱) صفحہ ۱۵ ایک راہب بحیرہ نامی نے انھیں پہچانا بحیرا اس کا نام ہے۔ راہب کا نام معلوم نہیں ہوا

۲۔ پینتیسویں سال بنائے کعبہ کے ذیل میں تہمد اتارنے سے غش جانے کا ذکر چھوڑ گیا مورخوں نے ایسا ہی لکھا ہے اور عجب انگیز نہیں بعض کہتے ہیں بچپن کا ذکر ہے۔

۳۔ صفحہ ۳۵ تبلیغ کے اثر کے زیر عنوان یہ نام رہ گئے آزاد غلاموں میں زید۔ غلاموں میں بلالؓ انصار کی میں سے ورقہ

۴۔ سب سے پہلی وحی اقرء وربک الاکرم تک ہے

۵۔ صفحہ ۴۵ سطر ۱۴ اونٹ کی اوجھڑیاں۔ نہیں بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ اونٹنی جس نے بچہ جنا ہوا اس کی نال وخون وغیرہ وغیرہ تھے۔

۶۔ صفحہ ۵۵ سطر ۲۰ ان میں سے کوئی ایمان نہ لایا کی بجائے یہ فقرہ چاہیے " وہ سیدھے ہو گئے "

۷۔ صفحہ ۶۵ سطر ۱۔ انصار بنی نجران کا وفد۔ یہ مدینہ میں آیا نہ کہ مکہ میں

۸۔ صفحہ ۶۵ " ۱۰ " آپ کی اس امر میں کچھ امداد کریں " کی بجائے " بات سنیں اور مانیں "

۹ صفحہ " سطر ۱۶ ۔ ان لوگوں میں سے دنت کچھ غیرت زندگی پڑھنا چاہیے

۱۰۔ صفحہ ۶۰ " ۲ " اشرق البدر " کی بجائے " الطلع البدر "

۱۱۔ آغاز حرب کے بارے میں مندرجہ ذیل بات بھی قابل غور ہے وهم بدءوکم اول مرة کافروں نے خود ہی پہل کی۔ اور ضعیف عورتوں اور بچوں کا ظلم کفار سے

تنگ آکر یہ دعائیں کرنا ربنا اخرجنا من ھذہ القریۃ الظالم اھلھا۔ و اجعل لنا من لدنک ولیا واجعل لنا من لدنک نصیرا

۱۲۔ صفحہ ۳۰۔ سطر ۸۔ مکہ کی کھجوروں کو آگ لگوادی۔ مکہ نہیں بلکہ مدینہ کی کھجوروں کو

۱۳۔ ۔۔ سطر ۱۲۔ ورقہ کی عمر ۱۱ سال غلط لکھی گئی ۲۲ سال تھی

۱۴۔ صفحہ ۱۰۔ چوتھے سال کے واقعات کے تحت میں یہ بتا دینا ضروری ہے کہ انہوں نے جب مدینہ طیبہ کی کھجوروں میں آگ لگائی اور دو آدمی قتل ہوئے تو اس وقت بنو نظیر کے گھروں میں ان کی امانت سے اس کا یہ کام نکلا تھا اس لئے ان سے اس غداری کی بازپرس دستور ضروری تھی

۱۵۔ صفحہ ۹۔ زید بن حارث کی بیوی کو اپنے حسب و نسب پر غرہ تھا عظمت جلال حسن وجمال زائد ہے۔
روم زینب کو احیانا دیکھ لینے کی بجواس اس واسطے بھی غلط ہے کہ وہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی پھوپی کی بیٹی اور آپ کی دیکھی بھالی تھی

۱۶۔ صفحہ ۱۔ سطر ۹۔ تثنیۃ المرار نہیں۔ ثنیۃ المرار

۱۷۔ صفحہ ۹۔ سطر ۸۔ جنگ خندق میں حصہ لینے والے اور دغابازی و بغاوت کے مرتکب قریظہ تھے جو اپنے ملنے ہوئے سعد کے فیصلہ کے مطابق قتل کئے گئے تھے

۱۸۔ صفحہ ۹۔ سطر ۹۔ جنگ موتہ اس چڑھائی کی یہ وجہ سب سے زیادہ قوی تھی کہ شاہ روم کا ارادہ مدینہ پر چڑھائی کا تھا

۱۹۔ صفحہ ۹۔ سطر ۹۔ ۱۰۔ حضور نے خالد بن الولید کو حکم دیا کہ مکہ کی نیچے کی طرف سے داخل ہو اور آپ اوپر کی طرف سے داخل ہوئے۔

۲۰۔ صفحہ ۹۔ سطر ۲۔ تم یہاں سے چلے نہیں جاتے کی صحیح یہ ہے کہ آپ کچھ زیادہ آگے کے سامنے مت بیٹھو، و پیچھے ہو گیا۔ ۲۱۔ صفحہ ۹۔ سطر ۱۔ صلح سہو کتابت صحیح صلح ہے ۹ھ

البشریٰ

یعنی

مجموعہ الہامات مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ

حصہ اول

اللہ تعالیٰ قرآن شریف کے ابتداء ہی میں فرماتا ہے کہ ہدایت اُن لوگوں کا حصہ ہے جو غیب پر ایمان لاتے اور گرہ سے کچھ دینے کے عادی ہوں اور پھر یہ کہ وہ نبی کریم صلعم کو پہلی وحی اور آپ پر جو کچھ نازل ہوا اور پیچھے آنیوالی وحی پر ایمان لانے کے لئے تیار ہوں پس کون مسلمان ہے جو خدا کی اس وحی کو سننے کا مشتاق نہ ہوگا جو جہاں میں فتن کو پاش پاش کرنے والے آخری زمانے کے مصلح پر خدا تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوئی ہ

خدا جزائے خیر دے میرے کرم معظم بھائی راجہ محمد منظور الٰہی صاحب رانصار اللہ) کو کہ اُنھوں نے حضرت اقدس علیہ السلام کی تمام کتابوں اور اشتہاروں اور تحریروں اور ڈائریوں اور مکتوبات کو رجوان کو میسّر ہیں ا غور کے ساتھ لفظ لفظ پڑھ کر الہامات اور کشوف اور رؤیا کو الگ ایک مجموعہ میں جمع کیا۔ جہانتک میں اپنے پیارے بھائی کے حالات سے واقف ہوں میں شرح صدر کے ساتھ کہ سکتا ہوں کہ وہ کیا بہ لحاظ اپنے تقویٰ و اخلاص کے اور کیا باعتبار غیر معمولی محنت کے عادی ہونے اور قابل توفیق مستعدی کے ہر طرح پر اس کے اہل تھے۔ ہاں صرف ایک ہی کمی تھی جس کا نتیجہ ظاہر ہو گیا یعنی ابواب صحیح نہ لگ سکے۔ سو اس میں بھی ان کا اتنا قصور نہیں جتنا ہمارا۔ لیکن خیر اس کی تلافی اب میں نے ایک صحت نامہ ساتھ لگا کر دی ہے۔

اس اسّی صفحہ کے مجموعہ زیر ریویو میں ۷۷ الہامات ہیں اور ۵۵ سے زیادہ کشوف و رؤیا ہیں۔ اس حصہ کو آپ نے الگ کر دیا ہے مگر براہین احمدیہ کے الہامات

جو اس زمانہ کے ہیں جبکہ میرا ابھی کھلا دعویٰ تھا کہ خدا تعالیٰ اس عاجز کو مسیح موعود و مہدی معہود بنانے والا ہے نمایاں ہیں ان کا مطالعہ جہاں مخالفین پر ایک حجت تامہ قائم کرےگا وہاں تقویت کے مزید ایمان کا موجب ہے۔ کیونکہ اس میں ہزاروں نشان ہیں۔ ایک چھوٹے سے گاؤں میں رہنے والے کو اللہ تعالیٰ اپنی رحمت خاصہ سے ذکر فرماتا ہے کہ میں تجھے اسلام کی ایک بڑی جماعت دونگا اور پھر ان کو منکروں پر قیامت تک غالب رکھونگا تیری مخالفت میں سب ناکام رہینگے۔ پھر اس کے بعد جو کچھ ہوتا ہے وہ ایک زمانہ دیکھتا ہے۔

میرا خیال تھا کہ راجہ صاحب نے ہمارے اخلاص و شوق کا اندازہ لگانے میں غلطی کی ہو یا شاید ان سے کام لیا ہے۔ بھلا وہ کون کمبخت احمدی ہوگا جو اپنے امام ہمام علیہ السلام پر نازل شدہ وحی کا مجموعہ دیکھنے کا خواستگار نہ ہو۔ پھر چار پانچ لاکھ کی جماعت میں کیا دس ہزار بھی ایسے احباب نہیں۔ اب ان کے لئے ایک ہزار کتاب "ایک انار صد بیمار" کی مصداق ہے۔ مگر دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ یہ ہر دو جلدیں شائع ہوکر نکل جانے پر پھر نہایت خوبصورت ٹائپ پر بھی چھپوائینگے۔ اللہ تعالیٰ ان کو توفیق بخشے۔ اس جلد اول کی قیمت ساڑھے چار آنے ہے۔ اور دفتر تشحیذ قادیان سے مل سکتی ہے۔

افتتاح الحق انجمن معین الاسلام دہلی نے ٹریکٹوں کا ایک سلسلہ شروع کیا ہے جس کا نمبر اول حدوث روح و مادہ پر ہے۔ بہت اچھے پیرائے میں عقائد آریہ کی تردید کی ہے۔ لیکن جب تک ہمارے مناظر اس علم کلام سے کام نہ لینگے جو ہمارے مہدی اور مسیح نے جاری فرمایا کامیابی محال ہے۔ نیستی سے ہستی کے معنی خوب سمجھائے ہیں کہ یہ محال کیونکر ہے۔ نیستی کے معنی نہیں تھا پس دنیا میں کئی چیزیں ہیں جو نہیں تھیں اور پھر ہو جاتی ہیں۔ پھر جب اللہ تعالیٰ بغیر آنکھوں کے دیکھتا بغیر کانوں کے سنتا ہے تو خلق میں مادہ و روح کا محتاج کیوں ہو۔ باقی رہا اعتراض کہ روح حادث ہے تو پھر ابدی کیوں ہے۔ اس کے جواب میں بتایا ہے کہ ممکن اپنی ذات کے اعتبار سے تو عدم چاہتا ہے

نہ موجود اگر اس کی حالت اپنے تعلق و جوری کو غیر محدود زمانے تک رکھے تو اس کو انکار نہیں۔ اور اگر ایک ہی منٹ رکھے تو اس کو اصرار نہیں۔ حضرت اقدس نے روح کو خالق فرما کر اور بھی اس مسئلہ کو کھول دیا ہے۔ پھر اس اعتراض کہ روح و مادہ حادث ہیں تو صفت خالقیت ایک وقت ضرور بیکار ماننی پڑیگی کا جواب الزامی دیا ہے کہ فاعل اپنے مفعول سے مقدم ہوتا ہے اور یہ تو آپ بھی مانتے ہیں کہ پرمیشور نے روح و مادہ کو جوڑا اس کے بعد سرشٹی مخلوق ہوئی۔ اب فرمائیے کہ اس جوڑنے اور مرکب کرنے سے پہلے پرمیشور کس کا خالق تھا۔ جو تعطل کا الزام ہمارے عقیدے پر پہنچے وہ تم پر بھی لازم آگیا۔ اس کے متعلق ہمارے سید و مولی نے خوب فرمایا ہے کہ دنیا باعتبار اپنی نوع کے قدیم ہے اور باعتبار اشخاص کے حادث۔ مولف صاحب نے خوب لکھا ہے کہ اگر روح و مادہ کے صفات خدا کی جانب سے نہیں تو پھر آریہ سماج خدا کی ہستی کا بھی ثابت نہیں کر سکتے۔ اور اس کی عبادت بھی پھر غیر ضروری ہے۔ کیونکہ اس نے یہ عقیدہ و آریہ سماج پیدا کیا نہ ہماری روح کو پاک و صاف کر سکتا ہے کیونکہ اس کے صفات ازلی ہیں نہ یہ ہم اس کے احسانات ہیں۔ اگر کہیں ہے تو ایسا ہی جیسا سورج چاند سے فائدہ پہنچتا ہے۔ ملنے کا پتہ سید ممتاز علی ہاشمی مہتمم انجمن

دعوت الاسلام کھجور چلا پہاڑی (دہلی)

ڈاکٹر برمن کی دوائیاں

ا۔ دانت کے درد کی جو لگاتے ہی درد شافی ہے فی شیشی چار آنے اور پیکنگ ایک سے آٹھ شیشی تک کے لیے تین آنے

۲۔ ستوی یا گولیاں جو پہلے استعمال کے بعد بھی دی جا سکتی ہیں محصولڈاک اور دس روسا کے نام لکھ بھیجے اور منگوا لیجئے دو ہفتہ کی خوراک۔ گولیاں ایک روپیہ

۳۔ درد سر کی دوا یعنی انگلیوں کی ایک شیشی مرکو ملیں۔ سر پر لگانے سے ایک منٹ میں چلے اور آرام پا لیجئے

۴۔ عرق پودینہ ولایتی پودینہ کی ہری پتیوں سے یہ عرق بنتا ہے پیٹ میں درد ہضمی کی اشتہا دور ہو جاتی ہے فی شیشی مع محصولڈاک ۸ر

ڈاکٹر صاحب کا اشتہار تشحیذ کے آخری صفحہ پر ہر مہینے چھپتا ہے۔ ڈاکٹر صاحب ایک خوش معاملہ اشتہار دینے والے طبیب ہیں احباب ان کی دواؤں سے بلا خوف فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ جنتری ادویات ملنے کا پتہ ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵ و ۶ تارا چند دت سٹریٹ کلکتہ

دیسی کلنڈر

بازار میں پایئنر کے سائز کے لٹکانے کے لیے یہ کلنڈر نہایت مفید ہے۔ دھاگا بھی ساتھ ہے اس میں ہجری۔ عیسوی بکرمی تاریخیں نہایت صاف اور صحیح درج ہیں کتابوں کا اشتہار بھی ساتھ ہے۔ ۱۰ ایسے صفحے ہیں قیمت ۱ر پتہ نیاز علی خاں اینڈ سنز تاجران کتب بازار دہلی شہر امرتسر

حقیقت کا عکسی شیشہ

سیتا نند اگنی ہوتری بانی جو برہمو سماج کے بانی ہیں ان کے متعلق پنڈت گرو مہر سنگھ بٹواسی فوٹوگرافر لاہور نے بہت سے کا رسالہ لکھا ہے۔ اس میں بتایا گیا ہے کہ یہ صاحب پہلے خدا کے قائل تھے اور ملہم ہونے کے مدعی تھے پھر یکا یک گر کے کر

کہ بعض رسالوں آیہ کو نہ سمجھتے تھے اس ارحم الراحمین کو معاذ اللہ ظالم کہنے لگے
بلکہ ان راستبازوں کو جو اس کے پیغامبر تھے چالاک کہنے لگے پھر یکا اور مذاہب
کیطرح وید شاستر میں ایسی باتیں منسوب کیں جن کے فی الحقیقت وہ قائل نہیں مثلاً
مسلمانوں کی تعلیم کو کچھ یہ ہے کہ کوئی شخص خواہ کتنے ہی پاپ کیوں نہ کرے لیکن ان
کے آخری پیغمبر کی سفارش سے خدا اس کے سارے گناہوں کو بخشدیگا۔ آخر میں
یہ معنی خیز بات لکھی ہے کہ یہ میں جانتا ہوں کہ تمہاری پہلی غلطکاریوں کی تحریریں
خود تمہارے ہاتھوں سے لکھو کر اس چالاک شخص نے قابو کی ہوئی ہیں۔ اگر تم میں
سے کسی کو اس کے برخلاف ہونے اور دم مارنے کی جرات نصیحت و پائی۔

دیوسماج کے بانی کا اصلی جیون چرتر

یہ ایک ایسے چیلے کی لکھی ہوئی کتاب ہے جو
اب ان سے منحرف ہوگیا ہے۔ باب اول سے جس میں
پنڈت صاحب مصنف کتاب نے دیوسماج کے
بانی کے باپ دادا پر بھی کچھ الزام لگایا ہے یہ شبہ
پڑتا ہے کہ یہ کتاب انتقام وغیظ وغضب کی سپرٹ میں لکھی گئی ہو لیکن اس سے
آگے چل کر بہت سی مفید باتیں لکھی ہیں۔ اگنی ہوتری صاحب بالغ ہوکے پیچھے بعد
دیگرے تین شادیاں کرنے کو بھی بری نگاہ سے دیکھا ہے۔ میرے خیال میں تو
اچھی بات ہے البتہ ان کے دوسرے عقائد سخت قابل اعتراض ہیں پہلے ایشور
سے الہام پانے کا مدعی ہونا اور پھر یہ کہنا کہ یہ میری اپنی ہی شکتیوں کا ظہور تھا۔ اگر
یہ سچ ہے تو اس پر یہ اعتراض بہت قوی ہے کہ آپ جو پرلوک باسی آپ کو اپنی مہما کرتے
نظر آتے ہیں کیا وجہ ہے کہ وہ بھی توہمات ہی ہیں جن کو تم نظر آتے ہوں۔ دوم یہ کہ خدا کی عبادت
و پرستش سے چھڑا کر اپنی پوجا کی طرف اپنے چیلوں کو لگا رہا ہے۔ سوم یہ کہ اگر جسم میں
نطفہ آپ اپنا خالق ہے تو پھر انسان اپنی ماہیت سے ناواقف کیوں ہے۔ اور ایک

لئے نقص اور معصیت کیوں مہیا کرتا ہے۔ اس کے علاوہ مصنف نے اپنے سابق پیشوا کے کچھ عیوب بھی گنوائے ہیں۔ جن سے زیادہ ضروری میرے خیال میں ان کے عقائد کی معقول رنگ میں پڑتال ہے۔ فی جلد ۳ پتہ اوپر لکھا گیا

نشترِ عشق یہ تازہ سلسلہ میں ایک پنجابی سی حرفی اور بارہ ماہ ہے قادیان کے قدیمی خاکسار محمد علی اشرف کا جس پر قبل از طبع ہمارے ملک الشعراء و لیڈر پر بھیروی نے نظر ثانی فرمائی ہے۔ اشرف صاحب نے عاشقانہ مزاج پایا ہے اس لئے ان کے کلام میں درد و سوز ہے اور یہ تو سب کو معلوم ہے کہ بعض وقت دل سے نکلا ہوا سوز سے بھرا ہوا شعر عمدہ کام کر جاتا ہے جو ایک صوفی کی کتاب نہیں کر سکتی اس لئے ایسی تالیفوں کو ہم تبلیغ کے لئے مفید سمجھتے ہیں۔ لکھائی چھپائی کاغذ عمدہ قیمت ۱ر ملنے کا پتہ تشحیذ قادیان

بینڈ بل نمبر ۵ جنوری کے تشحیذ میں حضرت بیگ میں البوس علی لاہور کی کارگزاری کی اطلاع دی جاچکی ہے۔ یہ اس سلسلہ میں پانچواں ہینڈ بل ہے جس میں واقعہ صلیب و فات مسیح اور قبر ان ماجیل پر نہایت قابلیت سے روشنی ڈالی گئی ہے اور بتایا گیا ہے کہ مسیح صلیب پر نہیں مرا بلکہ اس کے بعد ہجرت کر کے اپنی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے پاس کشمیر پہنچا اور سرینگر میں مدفون ہوا۔ محصول کا ٹکٹ بھیجنے پر مفت مل سکتا ہے اور تبلیغ کیلئے مہینہ کچھ زیادہ نہیں دس روپیہ چھپوا لیا

آگیا قاضی فضل کریم صاحب احمدی اشاعت اسلام کے ایک نہایت سرگرم خادم کے ولولہ گر پر جوش ممبر سلسلہ احمدیہ ہیں۔ آپ نے انجمن حمایت الاسلام کے جلسہ کی تقریب پر نظم سکیپ تقطیع کا ایک ٹریکٹ ۳ ورق نہایت ہی خوشخط اور چکنے کاغذ پر چھپوا کر شائع کیا ہے جس میں وفات مسیح و مہدی کے آنے کی خبر اور اس کی صداقت کے زبردست دلائل دیئے گئے ہیں اس کی اشاعت جہاں تک بھی ہمارے بھائی کریں انشاء اللہ بہت ہی مفید و بابرکت ہوگی مصولڈاک بھیجکر قاضی صاحب موصوف سے احباب طلب کریں ۰

دولتمند ہونیکی آسان ترکیب

چونکہ ہماری دلی آرزو ہے کہ ہمارے ہندوستانی بھائی امیر ہو کر یورپ والوں کی طرح آرام و آسائش سے زندگی بسر کریں اسلئے یہ [illegible] کی مشتہر کرتے ہیں جو ہر ایک شخص مفت منگا سکتا ہے جو کتاب مفت دیجاتی ہیں انکے نام مع قیمت کے حسب ذیل ہیں تعلیم نمبر فیس پانچ [illegible] جس میں انگلینڈ کی جیسی ہر قسم کے صابون بنانیکی نہایت آسان طریقہ ظاہر کیا ہے سکھائے گئے ہیں [illegible] کے مصالحہ سے [illegible] صابون بنانیکی قیمتی ترکیب بیان ہے [illegible] قابل دید ہے تعلیم نمبر جس میں مشک [illegible] اصلی موتی [illegible] اور [illegible] کے مصالحہ سے [illegible] کی ایک سی [illegible] کارخانہ بنا [illegible] شہد زعفران صابون وغیرہ فیس [illegible] تعلیم نمبر جس میں ایک حیرت انگیز [illegible] ہے جس کے ذریعہ سے ایک [illegible] گاؤں میں [illegible] ہندوستان کا [illegible] بغیر [illegible] آٹھ [illegible] کی اس فہرست میں سے جو نسخہ اپنے پسند ہوں [illegible] طلب فرمائیں یہ بھی مفت ملا کرتی ہیں [illegible] صحت [illegible] ہوئی [illegible] اور [illegible] صحت [illegible] گلستان [illegible] جو [illegible] اخبار [illegible] کے لئے خریدار ہو جاتے [illegible] تمام اخبار [illegible] ایڈیٹر [illegible] دو سال [illegible] پبلک کی خدمت کر رہا ہے [illegible] ہماری خواہش ہے کہ ہندوستان کے ہر ایک [illegible] شخص کے ہاتھ میں [illegible] پہنچ جائے اسلئے [illegible] سالانہ [illegible] کتابیں بھی مفت دی جاتی ہیں گویا [illegible] کتابیں لے لیجئے اور سال بھر اخبار بھی مفت حاصل کیجئے اور اخبار [illegible] تمام ہندوستان میں ایسا شفیق اخبار ہے جو ہندوستانیوں کو امریکہ و جاپان کی دستکاریاں سکھا کر [illegible] کی تلاش میں [illegible] خوشخبری [illegible] شائقین تمام [illegible] دلچسپ کہانیاں [illegible] تصویر [illegible]

ہماری کاوری رجسٹری کا سٹاک [illegible] کی جس میں پوری فہرست اور سارٹیفکیٹ درج ہے بلا قیمت
وصول کی جاتی ہے

بچوں کیلیے لال شربت بچوں کیلیے لال شربت بچوں کیلیے لال شربت بچوں کیلیے لال شربت بچوں کیلیے لال شربت	ڈاکٹر ایس کے برمن کا بنایا ہوا **لال شربت ۔ لال شربت** ماں درتا میٹھا میٹھا لال شربت بچے لڑکے اور پرسوتی کی طاقت بڑھنے کے واسطے مفید ہے ہیں نئے گوشت [illegible] اور بڑھتے ہیں اور نئے خون سے طاقت ہوتی ہے اگر خون کم اور رقیق ہو جاوے تو بچے کو کئی بیماریاں ہوتی ہیں پرسوتی کی بھی ایسی ہی حالت ہوتی ہے بچوں کو ماں کے دودھ سے پرورش [illegible] اسکے ماں کے بدن میں اچھے طور پر خون ہونا چاہیئے اگر کمی ہو تو بچہ اور پرسوتی دونوں ہی مریض ہو جاتے ہیں شیر خوار بچے کو اکثر [illegible] رہتی ہے [illegible] کر دیتے ہیں [illegible] ہو جاتا ہے [illegible] [illegible] لال شربت کے استعمال [illegible] شکایت نہیں [illegible] دانت جلد نکلتے ہیں اور نکلتے وقت کوئی تکلیف نہیں ہوتی [illegible] کرتا ہے سستی نہیں [illegible] [illegible] ہضم ہوتی [illegible] کر سکتا ہے اگر [illegible] تو لال شربت [illegible] قیمت [illegible]	بچوں کیلیے لال شربت بچوں کیلیے لال شربت بچوں کیلیے لال شربت بچوں کیلیے لال شربت بچوں کیلیے لال شربت

ڈاکٹر ایس کے برمن [illegible] تارا چند دت سٹریٹ کلکتہ

۱۹ ۱۳

بابت ماہ مئی

تشحیذ الاذہان

فہرست مضامین

قیمت ۱ آنہ

وی پی آتے ہیں

ماہ جون کا پرچہ ان خاص مہربانوں کی خدمت میں وی پی ہوگا جنھوں نے باوجود باقاعدہ نوٹس پڑھ لینے ایک پیسہ کا کارڈ لکھنا پسند نہ کیا۔ اور دفتر کو ۲ فی پرچہ کے حساب سے پچاس روپے کا نقصان پہنچایا۔ اب تو چھ ماہ گذر چکے اسلئے بہت مہربانی ہوگی اگر [illegible] کی قیمت ادا فرما دیجئے اور اگر کوئی مانع ہو تو یہ خاص عنایت ہوگی۔ اگر ایک کارڈ پر لکھ دیجئے۔ کہ ہمیں وی پی نہ بھیجو۔ ان بزرگان قوم کے نام سے رسالہ بند کر دیا گیا۔ جنھوں نے [illegible] کا چندہ ادا نہیں فرمایا۔ اور پھر ہمیں جوابی کارڈوں کا جواب دینا بھی پسند نہ کیا۔ بہرحال [illegible] بلکہ [illegible] کا چندہ جو ان کے ذمے ہے۔ وہ تو ادا فرمائیں۔

بشرطیکہ میری آواز ان تک پہنچ سکے

شرح اجرت اشتہارات

	سال	چھ ماہ	تین ماہ
فی صفحہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]
نصف	[illegible]	[illegible]	[illegible]
چہارم	[illegible]	[illegible]	[illegible]

ورنہ جو رسالہ کی تقطیع پر مطابق قواعد ڈاکخانہ وغیرہ جو دو ورق تک اسکی تقسیم کر دی [illegible] ہوگی [illegible] نوٹ اشتہار کا مضمون پہلے [illegible] کوئی اشتہار [illegible] واپس [illegible]

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

رسالہ

تشحیذ الاذہان

بابت ماہ مئی ۱۹۱۳ء

[illegible]

مرزا احمد بیگ والی پیشگوئی

اس پیشگوئی کے متعلق بہت سے اعتراضات شائع ہو رہے ہیں۔ اس لئے میں نے چاہا کہ سلیم الفطرت منصف مزاجوں خدا ترس مومنوں کے لئے میں بھی اپنے فہم کے مطابق کچھ لکھ سکوں ؛

اس پیشگوئی کا منشا سیدنا مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے ایک خط بنام مولوی محمد حسین بٹالوی میں رقمطراز ہیں کہ

"اس پیشگوئی کی یہ بنیاد نہیں تھی۔ کہ خواہ مخواہ مرزا احمد بیگ کی بیٹی کی درخواست کی گئی تھی۔ بلکہ بنیاد یہ تھی۔ کہ یہ فریق مخالف جن میں مرزا احمد بیگ بھی ایک تھا۔ اس عاجز کے قریبی رشتہ دار

گمراہین کے سخت مخالف تھے۔ اور ایک ان میں سے عداوت میں اس
قدر بڑھا ہوا تھا کہ اللہ جل شانہ کو، رسول اللہ صلعم کو علانیہ گالیاں دیتا
تھا۔ اور اپنا مذہب دہریہ رکھتا تھا۔ اور نشان کے طلب کے لئے
ایک اشتہار بھی جاری کر چکا تھا۔ اور یہ سب مجھکو مکار خیال کرتے تھے
اور نشان مانگتے تھے۔ اور صوم و صلوٰۃ اور عقائد اسلام پر ٹھٹھا کیا کرتے
تھے۔ خدا تعالےٰ نے چاہا کہ ان پر اپنی حجت پوری کرے۔ سو اس نے
نشان دکھلانے میں وہ پہلو اختیار کیا۔ جس کا ان تمام بیدین قرابتیوں
پر اثر پڑتا تھا۔ خدا ترس آدمی سمجھ سکتا ہے۔ کہ موت اور حیات انسان
کے اختیار میں نہیں۔ اور ایسی پیشگوئی جس میں ایک شخص کی موت کو
اسکی بیٹی کے نکاح کے ساتھ جو طرح سے ہو وابستہ کر دیا گیا۔ اور مدت
کی حد مقرر کر دی گئی۔ انسان کا کام نہیں

اور اس سے پہلے دس جولائی ۱۸۸۸ء کے اشتہار میں زیر رقم فرمایا
۱۔ اور یہ نکاح تمہارے لئے موجب برکت اور ایک رحمت کا نشان ہوگا۔
اور ان تمام برکتوں اور رحمتوں سے پاؤ گے۔ جو اشتہار ۲۰۔ فروری ۱۸۸۸ء
میں درج ہیں
۲۔ لیکن اگر نکاح سے انحراف کیا۔ تو اس لڑکی کا انجام نہایت ہی بُرا ہوگا
اور جس کسی دوسرے شخص سے بیاہی جائے گی۔ وہ روز نکاح سے اڑھائی
سال تک اور ایسا ہی والد اس دختر کا تین سال تک فوت ہو جائے گا
اور انکے گھر پر تفرقہ اور تنگی اور مصیبت پڑیگی۔ اور درمیانی زمانہ میں بھی
اس دختر کے لئے کئی کراہت اور غم کے امر پیش آئینگے
۳۔ اور تتمہ اشتہار ۱۰ جولائی ۱۸۸۸ء میں فرماتے ہیں

ایک عرصہ سے یہ لوگ جو میرے کنبے سے اور میرے اقارب میں کیا مرد اور کیا عورت مجھے میرے الہامی دعاوی میں مکار اور دوکاندار خیال کرتے ہیں۔ اور بعض نشانوں کو بھی دیکھ کر قائل نہیں ہوتے اور انکا اپنا حال یہ ہے کہ دین اسلام کی ایک ذرہ محبت ان میں باقی نہیں رہی اور قرآنی حکموں کو ایسا ہلکا سا سمجھ کر ٹال دیتے ہیں۔ جیسا کوئی ایک تنکے کو اٹھا کر پھینک دے۔ وہ اپنی بدعتوں اور رسموں اور ننگ و ناموس کو خدا اور رسول کے فرمودہ سے ہزار درجہ بہتر سمجھتے ہیں پس خدا تعالے نے انہیں انکی بھلائی کے لئے انہی کے تقاضا سے انہیں کی درخواست سے اس الہامی پیشگوئی کو جو اشتہار میں درج ہے ظاہر فرما دیا ہے۔ تا وہ سمجھیں کہ وہ درحقیقت موجود ہے اور اسکے سوا سب کچھ ہیچ ہے

برکت یا موت

الغرض اس پیشگوئی کا مقصد ہرگز ہرگز لڑکی کا نکاح میں لانا نہ تھا۔ بلکہ اپنے رشتہ داروں پر حجت الٰہی تمام کرنا اور انکو خدا کی ہستی اور اپنی صداقت کا ثبوت دینا جیسا کہ اقتباس مندرجہ بالا میں گزرا۔ اور ذیل کی سطور سے (جو ۱۰ مئی ۱۸۸۸ء کے نور افشاں میں چھپ چکی تھیں) واضح ہوتا ہے

۱۔ "خدا تعالے نے اپنے الہام پاک سے میرے پر ظاہر کیا ہے کہ اگر آپ اپنی دختر کلاں کا رشتہ میرے ساتھ منظور کریں۔ تو وہ تمام نحوستیں آپ کی اس رشتہ سے دور کر دیگا۔ اور آپکو آفات سے محفوظ رکھکر برکت پر برکت دیگا"

۲۔ اگر یہ رشتہ وقوع میں نہ آیا تو آپ کے لئے دوسری جگہ رشتہ کرنا ہرگز

مبارک نہ ہوگا۔ اور اس کا انجام درد اور تکلیف اور موت ہوگی"

۳۔ یہ دونوں طرف برکت اور موت کے ایسے ہیں۔ کہ جن کو آزمانے کے بعد میرا صدق اور کذب معلوم ہو سکتا ہے۔ اب جس طرح چاہو آزما لو"

۴۔ تیری برادری کے لوگ مجھ سے ناواقف ہیں۔ اور خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ میرے کاموں کو ان پر بھی ظاہر کرے"

یہ پیشگوئی نفسانی خواہش پر مبنی تھی

ان ہر سہ اقتباسات سے یہ امر روز روشن کی طرح ظاہر ہے۔ کہ پیشگوئی کرنیوالے کا مقصد خدا کا جلال ظاہر کرنا ہے نہ کہ لڑکی کا نکاح میں لانا کیونکہ جیسا کہ حضور مغفور تحریر فرماتے ہیں۔ لڑکی تو اس وقت آٹھ یا نو برس کی تھی۔ اور آپ کے ادنیٰ سے اشارہ پر مریدین مخلصین ذات الدین بہ صفت موصوف کئی آپ کے حبالۂ عقد میں لانا اپنی سعادت دارین کا موجب سمجھتے پس اس نفسانی امر کا گمان کرنا اول درجہ کی حماقت یا انتہا درجہ کی شرارت ہے۔

آپ کے وہ پرائیویٹ خطوط جو علماء کشمیری کی نے بڑے فخر سے شائع کئے ہیں انکے مطالعہ سے میرا ایمان اتنا بڑھا ہے۔ کہ میں پاک فطرت ناظرین سے سفارش کرونگا۔ کہ وہ ضرور انہیں مطالعہ فرمادیں۔ کہ یہ شخص اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول مقبول کی محبت میں کس قدر گداز ہے۔ وہ اسکے نام کا جلال ظاہر کرنے کے لئے اپنے آپکو ہر تکلیف اور مصیبت میں ڈالنے کے لئے تیار ہے۔ ان خطوط کے کسی ایک فقرہ سے بھی اپنی ذاتی خواہش یا مجبوری نہیں ٹپکتی۔ بلکہ محض اللہ کے لئے اپنے قبیلہ کی ہدایت اور کمال فراخدلی سے انہیں ان انعامات و برکات سے حصہ دینا منظور ہے۔ جو خدا نے آپ پر فرمائے۔ آپ ازراہ ہمدردی و سخاوت قلبی چاہتے ہیں۔ کہ حق سبحانہ کا وہ فضل و کرم اور غریب نوازی جو میرے شامل

حامل ہے اس سے میرے رشتہ دار بھی حصہ پائیں۔ اور اگر انکار کریں۔ تو پھر حسب سنت اللہ مستوجب سزا ٹھہرا کر اللہ اور اسکے کلمات پر ایمان لائیں

مندرجہ ذیل فقرات میرے دعوے کی صداقت پر گواہ ہیں

(۱) "میں محض للہ ان لوگوں سے تعلق چھوڑنا چاہتا ہوں۔ جو مجھے نا چیز بتاتے ہیں اور دین کی پروا نہیں رکھتے"

(۲) "یوں تو مجھے کسی کی لڑکی سے کیا غرض کہیں جائے مگر یہ تو آزمایا گیا کہ جن کو میں خویش سمجھتا تھا۔ اور جن کی لڑکی کے لئے چاہتا تھا کہ اسکی اولاد ہو۔ وہ میری وارث ہووے میرے خون کے پیاسے میری عزت کے پیاسے ہیں"

(۳) آپ انحراف نہ فرماویں کہ یہ آپ کی لڑکی کے لئے نہایت درجہ موجب برکت ہوگا۔ اور خدا تعالیٰ ان برکتوں کا دروازہ کھول دیگا۔ جو آپ کے خیال میں نہیں کوئی غم اور فکر کی بات نہیں ہوگی"

(۴) "آپ اپنے ہاتھ سے اس پیشگوئی کے پورا ہونیکے لئے معاون بنیں۔ تا کہ خدا تعالےٰ کی برکتیں آپ پر نازل ہوں خدا تعالےٰ سے کوئی بندہ لڑائی نہیں کر سکتا"

(۵) تتمہ اشتہار ۱۰ جولائی ۱۸۸۸ء کی مندرجہ ذیل عبارت ملاحظہ ہو "ہمیں اس رشتہ کی درخواست کی ضرورت نہیں تھی سب ضرورتوں کو خدا تعالےٰ نے پورا کر دیا تھا۔ اولاد بھی عطا کی۔ اور ان میں سے وہ لڑکا بھی جو دین کا چراغ ہوگا بلکہ ایک اور لڑکا ہونے کے قریب مدت تک وعدہ دیا جس کا نام محمود احمد ہوگا۔ اور اپنے کاموں میں اولوالعزم نکلیگا پس یہ رشتہ جس کی درخواست کی گئی ہے۔ محض بطور نشان

ک ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کنبہ کے منکرین کو عجوبہ قدرت دکھلا دے۔ اگر وہ قبول کریں تو برکت اور رحمت کے نشان ان پر نازل کرے۔ اور ان بلاؤں کو دفع کر دیوے، جو نزدیک چلی آتی ہیں۔ لیکن اگر وہ رد کریں تو ان پر قہری نشان نازل کر کے ان کو متنبہ کرے۔

ان خطوط کے متعلق جو یہ اعتراض ہے کہ جب وعدہ ہو چکا تھا تو پھر اس قدر کوشش کیوں کی منہاج نبوت سے پرے درجہ کی ناواقفیت پر مبنی ہے۔ تمام رسل سے کتب اللہ لاغلبن انا ورسلی کا وعدہ ہے۔ مگر پھر بھی واقعات سے ظاہر ہے کہ انبیاء کرام اپنے غلبہ کے لئے تمام اسباب سے کام لیتے۔ باقی نہ تو ازدواج ثانی کی شریعت میں ممانعت ہے۔ اور نہ کسی کے نکاح کی درخواست اور اس میں سعی بلیغ کرنا ممنوع ہے بالخصوص اس صورت میں کہ نکاح کسی نفسانی خواہش پر مبنی نہ ہو۔ بلکہ محض اللہ کے نام کو بجلال ظاہر کرنے کے لئے

مقصد پورا ہوا یا نہیں؟

حضور مغفور کا جو مقصد اس پیشگوئی سے تھا۔ وہ رحمت و عذاب دونوں صورتوں میں پورا ہو چکا۔ اور جو رہا ہے عذاب کی صورت تو یہ ہے۔ کہ ۷۔ اپریل ۱۸۹۲ء میں احمد بیگ نے اس لڑکی کا ایک جگہ نکاح کر دیا۔ اور بموجب پیشگوئی تین برس کے اندر یعنی نکاح سے چوتھے مہینہ میں ۳۰ ستمبر ۱۸۹۲ء کو خود فوت ہو گیا اس موت کا اثر تمام کنبے پر یہ ہوا کہ وہ آخر کار اس شوخی و استہزاء و علانیہ تکذیب و مخالفت سے باز آتے گئے جس کی بنا پر یہ پیشگوئی تھی۔ اور وعید کی پیشگوئیوں میں اگر کوئی شرط ظاہری طور پر نہ بھی ہو تو بھی یہ امر مسلمہ فریقین ہے کہ وہ صدقہ اور استغفار اور انابت اور خشوع و خضوع و ترک تکذیب علانیہ سے ٹل جاتی ہیں جیسا کہ قرآن شریف میں مشرکوں کی نسبت ہے وما کان اللہ

مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ (الانفال پ۹) ۔ اور فرعونیوں کا طرز عمل حضرت موسیٰ کے مقابلہ میں وَقَالُوْا يٰاَيُّهَ السّٰحِرُ ادْعُ لَنَا رَبَّكَ بِمَا عَهِدَ عِنْدَكَ اِنَّنَا لَمُهْتَدُوْنَ ۔ فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُمُ الْعَذَابَ اِذَا هُمْ يَنْكُثُوْنَ (الزخرف) ۔ دیکھئے وہ نبی کو "ساحر" کہہ رہے ہیں مگر تھوڑے سے رجوع کے بدلے ان کی عذاب ہٹا لیا جاتا ہے حضرت شاہ عبدالقادر حاشیہ پر لکھتے ہیں کہ بلا آئی مضطر ہوتے حضرت موسیٰ کی خوشامد کرتے انکی دعا سے دفع ہوتی پھر منکر ہو جاتے

غرض یہ ایک مسلمہ ہے کہ ندامت سے عذاب الٰہی میں تاخیر ہو جاتی ہے پس جب ایک خطرناک موت سے ان لوگوں نے حق کی طرف رجوع کیا ۔ تو بقدر رجوع الی الحق کے ان موعودہ مصیبتوں اور تباہیوں میں کمی آ گئی جیسا کہ الہام مندرجہ تتمہ اشتہار ۱۰ جولائی ۱۸۸۸ء میں لکھا ہے کہ رَأَیْتُ هٰذِهِ الْمَرْأَةَ وَاَثَرُ الْبُكَاءِ عَلٰی وَجْهِهَا فَقُلْتُ اَيَّتُهَا الْمَرْأَةُ تُوْبِیْ فَاِنَّ الْبَلَاءَ عَلٰی عَقِبِكِ وَالْمُصِیْبَةُ نَازِلَةٌ عَلَیْكِ یَمُوْتُ وَ یَبْقٰی مِنْهُ كِلَابٌ مُتَعَدِّدَةٌ یعنے اس عورت کو دیکھی کہ رونے کا اثر اسکے چہرہ پر ہے اے عورت توبہ کر کہ بلا تیرے پیچھے ہے اور مصیبت تم پر نازل ہونیوالی ہے وہ مرگیا اور یہاں تک کہ کئی ان میں سے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہو کر ان برکات سے حصہ پانے لگے جو خاندان نبوت کے لئے مخصوص و موعود تھیں ۔ اور بعض جن کے لئے یہ مقدر نہ تھا وہ فوت ہوئے مثلاً احمد بیگ کا لڑکا اسکی دو بہنیں اور ساس ۔ میں جب اس پیشگوئی کے بارے میں شور و شر یہ سنتا ہوں ۔ اور پھر دیکھتا ہوں کہ جس خاندان کے بارے میں یہ پیشگوئی ہے وہ تو ایمان سے زیادہ قریب ہے ۔ تو حیران ہوتا ہوں کہ یہ دنی

لوگ یہ پیشگوئی پوری نہیں ہوئی کہہ کہہ کر کفر کر رہے ہیں مگر یہ احمدی لوگ دن بدن بڑھ رہے ہیں حالانکہ پوری نہ ہونے کی صورت میں برا اثر اس خاندان پر پڑنا چاہئے تھا۔ جن کے بارے میں یہ پیشگوئی تھی۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ نشان اپنے پورے زور کے ساتھ پورا ہو چکا ہے۔ اور ان کے دل گواہی دے اٹھے ہیں۔ کہ جو کچھ خدا کے مامور نے فرمایا وہ حق تھا اور ہے۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ مرزا احمد بیگ مرزا امام الدین مرزا نظام الدین فوت ہو چکے ہیں۔ اور مرزا احمد بیگ کے خاندان کے اکثر آدمی سلسلہ احمدیہ میں داخل ہیں۔

اس خاندان کا سردار محمود بیگ نہایت اخلاص سے بیعت میں داخل ہوا۔ اور مرزا احمد بیگ کی لڑکی جو مرزا احسن بیگ کے نکاح میں ہے۔ وہ احمدی ہو گئی۔ بلکہ مرزا احسن جو مرزا احمد بیگ کی بیوی کی بہن کے لڑکے ہیں۔ بیعت میں داخل ہیں۔ اور دوسری دو لڑکیاں ہرگز مخالف نہیں بلکہ ایک تو سلسلہ سے بہت عقیدہ رکھتی ہے۔ اور درس قرآن اور مرزا احمد بیگ کی بیوی لڑکا اور پوتا بھی ہرگز مخالف نہیں۔ نہ کبھی مخالفت میں حصہ لیا بلکہ احمدیوں کے ساتھ اچھے تعلقات ہیں

مرزا امام الدین کی لڑکی بھی بیعت میں داخل ہے۔ یہی لوگ تھے۔ جو اس نشر کے بانی تھے

غرض اس خاندان میں وہ زور مخالفت ہرگز نہیں۔ بلکہ عقیدہ سے قریب ہوتے جاتے ہیں پس جس حد تک پیشگوئی کے مقاصد کا سوال تھا۔ وہ قریباً پورا ہو چکا۔ باقی رہا لڑکی کا نکاح میں آنا سو وہ کوئی اصل نہ تھا۔ بلکہ وہ ذریعہ نشاء ایزدی تھا۔ اللہ نے بکمال حکمت بالغہ دوسرے طور پر اسکو پورا کر دیا۔ اور ایک منصف مزاج خدا ترس انسان کے لئے اسقدر کافی ہے ۔

ایک نہیں کئی نشان پورے ہونگے

مگر ہم مکذب کو اسکے گھر تک پہنچانے کے تئے اور بھی غور کرنے کو تیار ہیں۔ اس پیشگوئی میں بہت سی پیشگوئیاں تھیں چنانچہ آپ اسی دس جولائی ۱۸۸۸ء میں فرماتے ہیں الہام اس بارے میں یہ ہے۔ كَذَّبُوا بِاٰيٰتِنَا وَكَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ه فَسَيَكْفِيْكَهُمُ اللّٰهُ وَيَرُدُّهَا اِلَيْكَ لَا تَبْدِيْلَ لِكَلِمَاتِ اللّٰهِ اِنَّ رَبَّكَ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ اَنْتَ مَعِیْ وَاَنَا مَعَكَ عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

پہلا نشان یہ کہ نکاح سے انحراف ضرور ہوگا۔ جیسا کہ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا اور يَرُدُّهَا اِلَيْكَ سے ظاہر ہے۔ چنانچہ ایسا ہوا۔ کہ انہوں نے خود سے درخواست نکاح کو نہ مانا

دوسرا نشان یہ کہ جبتک نکاح غیرے نہ ہو۔ والد دختر کا زندہ رہنا۔ چنانچہ ۵ سال بعد یعنی جب تک اس لڑکی کا نکاح کسی دوسری جگہ نہ کیا گیا زندہ رہا

تیسرا نشان یہ کہ نکاح کرنے کے بعد تین سال کے اندر یعنی چھ مہینے بھی نہ گزرنے پائے کہ حسب پیشگوئی فوت ہوگیا

چوتھا نشان اس لڑکی کا ان واقعات کے ہونے تک زندہ رہنا

پانچواں نشان۔ خود حضرت اقدس مسیح موعود کا ان وقوعوں تک زندہ رہنا

چھٹا نشان۔ اگر نکاح کردے تو پھر تین سال کے اندر نہیں فوت ہوگا جیسا کہ آسکے خلاف نکاح کردینے کی وجہ سے تین سال کے اندر مرجانا۔ اس دعوے کے صدق پر دلیل ہے۔

ساتواں نشان۔ اس پیشگوئی کے بارہ میں ایسے امور پیش آئینگے کہ دشمنوں کو

جنسی اور اشتہار کا موقع ملیگا۔ اور وہ ایذا رسانی کی مختلف تجویزیں کرینگے۔ مگر اللہ انکے شر سے محفوظ رکھنے کے لئے تجھے کافی ہوگا۔ یہ بات بھی اظہر من الشمس ہے کہ ان مخالفوں کی مخالفت کوئی ضرر بھی نہ پہنچا سکی۔ اور ان سب کے لئے رسوائی ہوگیا کہ حجر و شجر اور در و دیوار بھی اپنی زبان میں شہادت دے رہے ہیں جسکو یقین نہ آئے وہ قادیان میں اب موجودہ صورت حالات و نقشہ مکانات و گذشتہ واقعات و سوانحات سے دیکھ لے کیونکہ وہ جو مٹانا چاہتے تھے خود مٹ گئے۔ اور آپ کی اور اپنی زندگی ہی میں ایسے بیدست و پا ہوئے کہ نامراد رہ گئے

آٹھواں نشان کہ لڑکی کا نکاح غیر سے ضرور ہوگا۔ جیسی تو یردها الیک فرمایا۔ جیسا کہ حضرت موسیٰ کی ماں کو فرمایا رادوہ الیک یعنی حضرت موسیٰ پہلے کسی کے قبضے میں آئینگے پھر تجھے واپس دئے جائینگے

نواں نشان لا تبدیل لکلمٰت اللّٰہ نے بتایا کہ یہ سب باتیں ضرور ہونے والی ہیں۔ اور کسی روکنے والے کی روک انکے وقوع میں آڑے نہیں آئیگی۔ چنانچہ جو وعدے ہوئے۔ وہ سب پورے ہوئے

دسواں نشان۔ ان ربک فعال لما یرید نے بتادیا۔ کہ خود ملہم بھی اپنی اجتہادی رائے سے کسی وعدہ کا ایفا سوائے اس صورت کے جو علم الٰہی میں ہے سمجھ لیگا۔ تو وہ نہیں ہوگا

گیارھواں نشان جیسا کہ ابتدائی اقتباس مندرجہ صفحہ ۲۱۴ سے واضح ہے یہ پیشگوئی کی کہ اس خاندان کے وہ ممبر جو نکاح کے معاون اور اس سلسلہ میں داخل ہونیوالے ہونگے وہ تمام برکتوں اور رحمتوں سے حصہ پائینگے چنانچہ جو بیعت کرچکے ہیں۔ آپ ان سے شہادت لے سکتے ہیں کہ وہ انواع و اقسام

کی برکات سے متمتع ہوئے۔ اور جو لوگ ان کے مخالف اور اس سلسلہ کے حق میں بدگو تھے وہ تنگی اور مصیبت پائیں گے چنانچہ یہ امر بھی ایسے لوگوں کے انجام اور حالات سے ظاہر ہے جن کے بارے میں شک یا انکار ہو۔ ہم مفصل اس ایک حد تک کھول کر بیان کر سکیں گے۔

بارہواں نشان انت منی و انا منک فرما کر حضور مغفور کے انجام کا حال بھی بتا دیا۔ آپ نے اللہ کے ساتھ جو اپنی معیت کا ثبوت دیا وہ آپ کی تحریرات تقریرات اور اعمال سے ظاہر ہے۔ کیونکہ آپ ہر ابتلا میں ثابت قدم رہے۔ اور اپنا قول و ارادہ حق ایسی شان کے ساتھ خدا تعالیٰ سے قائم رکھا۔ کسی شخص کے بارے میں اسکے یوم الوفات تک یہ پیشگوئی بجز اعلام الٰہی نہیں ہو سکتی۔ کہ وہ اخیر وقت تک اپنے صدق پر قائم رہیگا۔ اور اللہ نے آپ کے ساتھ ہونیکا ثبوت یہ دیا کہ آپ کے جملہ مقاصد کو پورا کر دیا۔ آپ نے ایک جماعت خدا پرستوں کی جو قرآن کے متبع نبی کریم کی سنت پر فدا ہونے والے ہوں۔ اور اسلام کا درد اپنے دل میں رکھتے ہوں بنانی چاہی وہ بن گئی۔ اور ایسے گاؤں میں انکا اعلیٰ و اخص حصہ پیدا ہوا ہے جیسا کہ اس زمانہ معاشرت کسی پہلو سے بظاہر فوقیت نہیں دی جا سکتی۔ پھر وہ دن دگنی رات چوگنی ترقی کر رہی ہے۔ اور آپ کے انفاس قدسیہ کی طفیل ہر میدان میں مظفر و منصور ہے۔ پھر آپ کی اولاد کو بڑھایا۔ انکے اموال و افعال و اعمال میں برکت دی انکو دیندار بنایا۔ جس نے آپ کی ہلاکت کا بیڑا اٹھایا۔ وہ خود ہلاک ہوا۔ جس نے آپکو ذلیل کرنا چاہا۔ وہ خود ذلیل ہوا۔ جو آپ کے قدموں پر گرا۔ وہ اونچا ہوا۔ اور جس نے آپ کے مقابل میں برتری چاہی وہ گرایا گیا۔ اس سے زیادہ انا منک کا ثبوت کیا ہو سکتا ہے۔

این سعادت بزور بازو نیست ٭ تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

تیرہواں نشان

عسیٰ ان یبعثک ربک مقاما محمودا میں فرمایا کہ وہ وقت آتا ہے کہ خدا تجھے مقام ستائش میں اٹھائیگا۔ ایک دنیا جانتی ہے۔ کہ [illegible] میں مرزا صاحب تھے وہ اب [illegible] میں نہیں اسوقت اور اسکے بعد بدگوؤں کا ہجوم تھا۔ مگر اب مدح و ستائش کرنیوالوں کا ہجوم ہے ہر ایک گاؤں میں جہاں احمدی ہیں۔ دیکھا جا سکتا ہے۔ جو لوگ پہلے ذم کرتے تھے۔ اب مدح کرتے ہیں۔ اور وہ مانتے ہیں کہ آپ اسلام کے سچے خدمتگذار اور مقبول بارگاہ صمدی تھے جن انجمنوں اور جلسوں میں آپ پر کفر کے فتوے لگائے جاتے اور تبرے بولے جاتے تھے۔ وہیں سے آپ کے ادنیٰ خدام کی طلبی کی درخواستیں آتی ہیں کہ آکر ہمارے جلسے کی رونق بڑھایئے اور ہدایت دیتے جایئے۔ کہنے والوں نے آپکو مشورہ دیا کہ آپ تمام مذاہب باطلہ اور فرقہائے اسلامیہ کا رد نہ کیجئے کسی سے میل بھی رکھئے۔ تاکہ نفرت پیدا نہ ہو۔ مگر آپ نے فرمایا میں حق کہنے سے باز نہیں آؤنگا۔ دنیا کے فرزندوں کی نظر میں آپکا یہ طرز عمل نفرت پھیلانیوالا گالیاں دلوانے والا تھا۔ مگر آپ پچیس سال قبل از وقت موجودہ کی پیشگوئی کے مطابق مقام ستائش میں اٹھائے گئے ٭

پورے تیرہ نشان صداقت کے ثبوت میں

یہ مسلم مسئلہ ہے کہ نبوت کا دعویٰ کرکے کوئی بھی پیشگوئی پر قادر نہیں ہو سکتا بلکہ پیشگوئی کا پورا ہونا نشان صدق ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے وان یک صادقا یصبکم بعض الذی یعدکم اگر یہ سچا ہے تو جو وعدہ کرتا ہے اسکا بعض ضرور پہنچیگا اور ثبوت ہے پیشگوئی کرنیوالے کے نبی ہونیکا چنانچہ قرآن مجید میں آیا ہے فلا

یُظْہِرُ عَلٰی غَیْبِہٖٓ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ اپنے غیب پر بکثرت و غلبہ مطلع نہیں کرتا مگر اپنے برگزیدہ رسول کو۔ پس خدا تعالیٰ ایک مفتری کی پیشگوئی کو جو ایک جھوٹے دعوے کے لئے بطور شاہد صدق بیان کی گئی ہرگز کبھی نہیں کرسکتا وجہ یہ کہ اس میں خلق اللہ کو دھوکہ لگتا ہے۔ پس میں ان تیرہ نشانوں کو پیش کر کے مخالف علماء کو چیلنج کرتا ہوں کہ وہ ان میں سے ایک نشان کی نظیر بھی کسی جھوٹے مدعی نبوت میں دکھلائے اور مجھے بتلائے کہ اس نے ان تیرہ زبردست نشانوں سے کیا فائدہ اٹھایا۔ جو وہ چودہویں نشان پر اپنی کم فہمی و نادانی سے اعتراض کرتا ہے حالانکہ میری نگاہ میں تو وہ بھی چودہویں کے چاند کی مانند اپنی نور ریزی سے ضیا بخش دیدۂ ایمان ہے مگر ع آنکھ کے اندھوں کو حائل ہو گئے سو سو حجاب

چودہواں نشان

قوم کے اعمال ایفاء وعدہ میں آڑے جاتے ہیں

ابتدا میں بیان ہو چکا ہے کہ اس نکاح کی درخواست انکو برکات خاندان نبوت سے متمتع کرنے کے لئے تھی۔ مگر ان لوگوں نے اپنی نادانی سے ان برکتوں کو نہ چاہا تو خدا نے دینا دے بدل دیا اور ان برکات سے انکو محروم کر دیا جیسا کہ حضرت موسیٰ کی قوم کو کر دیا۔ آیت وہ یہ ہے یٰقَوْمِ ادْخُلُوا الْاَرْضَ الْمُقَدَّسَۃَ الَّتِیْ کَتَبَ اللّٰہُ لَکُمْ وَلَا تَرْتَدُّوْا عَلٰٓی اَدْبَارِکُمْ فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِیْنَ۔ المائدہ ع ۴ اے قوم اس مقدس سرزمین میں داخل ہو۔ جو خدا نے تمہارے لئے لکھ دیا ہے اور مقابلہ میں پیٹھ نہ پھیرو۔ ورنہ نقصان اٹھاؤ گے۔ اس کتب اللہ لکم سے ظاہر ہے کہ وہ سرزمین انکے لئے وعدہ ہو چکی ہے۔ مگر وہ اس سے محروم رہے چنانچہ آگے آتا ہے فَاِنَّہَا مُحَرَّمَۃٌ عَلَیْہِمْ اَرْبَعِیْنَ سَنَۃً

يَتِيهُونَ فِي الْاَرْضِ فَلَا تَاْسَ عَلَى الْقَوْمِ الْفٰسِقِينَ - یہ ملک چالیس سال تک نصیب نہیں ہوگا جنگلوں میں ٹکرے مارے پھریں گے۔ ان نافرمانوں پر غم نہ کھا۔

اس بات کو اچھی طرح سمجھ لینا چاہیے۔ کہ لڑکی کے نکاح میں خود حضرت اقدس کا کوئی ذاتی فائدہ نہ تھا۔ کہ نکاح نہ ہونے کی صورت میں آپکو کوئی شرم لازم آتا جیسا کہ پیشگوئی کے الفاظ اور خطوط کی عبارات اور اشتہار آمدہ رسالت سے واضح ہے بلکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت بالغہ سے ایک نشان بنا دیا۔ اور اس نشان کا رحمت یا عذاب ہونا نکاح کرنے والوں کے طرز عمل پر موقوف رکھا۔ اگر رضامندی سے کردیں۔ تو برکتوں سے حصہ لیں۔ اور اگر نہ کریں۔ تو برکتوں سے محروم رہیں۔ اور موت و تنگی و مصیبت و تفرقہ کی سزا پائیں۔ اور اس قسم کی شرطی پیشگوئیاں سوا نبی کے کوئی نہیں کرسکتا۔ نجومی نہ کاہن۔ مثل بالا حضرت صالح کی اونٹنی ایک معمولی اونٹنی تھی۔ لیکن خدا نے اس قوم کو نشان دینے کے لئے اسی کو آیۃ اللہ بنا دیا۔ اور فرمایا کہ اب تم اسکو ایذا دوگے تو سزا پاؤگے۔ غرض کہ قوم کے اعمال کسی وعدے کے پورا ہونے میں آڑے آجاتے ہیں۔

وعدہ میں تغیر و تبدل ہو سکتا ہے

پھر سنت اللہ میں تدبر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جو وعدہ کسی نبی سے ہو اس میں تغیر و تبدل بھی ہو سکتا ہے۔ اور اسکی عدم ایفا وعدہ خلافی نہیں کہتے۔ پارہ ۹ سورہ اعراف رکوع ۱۷ میں ذکر ہے۔ وَوٰعَدْنَا مُوسٰى ثَلٰثِينَ لَيْلَةً وَّاَتْمَمْنٰهَا بِعَشْرٍ فَتَمَّ مِيْقَاتُ رَبِّهٖٓ اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً ۔ اور موسیٰ سے ہم نے تیس رات کا وعدہ کیا۔ پھر دس رات بڑھا کر تیس کو چالیس کردیا۔ مگر ان دس راتوں کے بڑھنے سے قوم کو ایسا

نتہ اتممناها میں اس بات کا اقرار ہے کہ تیس رات کا وعدہ پورا نہیں ہوا

ابتلا پیش آیا۔ کہ وہ اس خدائے حی و قیوم کو چھوڑ کر ایک بچھڑے کی پوجا کرنے لگے مگر کسی مسلمان کا عقیدہ نہیں۔ کہ خدا نے اپنے وعدہ کو پورا نہیں کیا۔ بلکہ قرآن مجید میں امتحان فرمایا۔ اور ہم عام دنیا کے دستور عمل میں بھی یہ بات دیکھتے ہیں۔ کہ استاد اپنے شاگرد سے ایک انعام کا وعدہ کرتا ہے۔ لیکن اگر شاگرد امتحان میں اچھا نکلے اور استاد اس انعام میں تبدیلی کردے۔ یعنی اس موعودہ شے کی بجائے اس سے اچھی کوئی چیز دے تو کوئی نہیں کہتا۔ کہ استاد نے اپنا وعدہ پورا نہیں کیا۔ بلکہ کہیں گے کہ وعدہ کو بطور احسن پورا کر دیا۔ اسی طرح جب ان لوگوں نے ان برکات سے متمتع نہ ہونا چاہا تو ایک طرف خدا نے ان لوگوں کو محروم رکھا اور دوسری طرف اپنے خاص بندے اور پیارے عبد کو اس سے بڑھکر انعامات سے سرفراز فرمایا کہ جس کے سامنے اس انعام زیر بحث کی کچھ حقیقت نہیں رہتی نکاح سے جو جو انعام متصور ہو سکتے ہیں۔ سکینت، رحمت، مودۃ، نیک اور رشید لائق، خوبصورت اولاد اپنے باپ کے مقاصد کو پورا کرنے کی صلاحیت رکھنے والی وغیرہ ذالک وہ سب بغیر نکاح ہی کے ذریعے دیدئے

وعدے کے سمجھنے میں مامور غلطی کھا سکتا ہے

خدا تعالیٰ اپنے وعدے کو ضرور پورا کرتا ہے۔ مگر ضروری نہیں کہ جس رنگ میں عاجز انسان سمجھے اسی رنگ میں پورا ہو۔ بلکہ جس رنگ میں اور جس طرح پر۔ اور جس وقت وہ اپنے کامل علم کی رو سے مناسب سمجھے اور چاہے اس وعدہ کا ظہور کر دیتا ہے۔ حضرت نوح سے ایک وعدہ ہوتا ہے کہ تو اور تیرے اہل بچائے جائیں گے۔ لیکن اس اہل کا مفہوم سمجھنے میں حضرت نوح غلطی کرتے ہیں۔ جیسا کہ اس آیت سے واضح ہے۔ وَنَادٰی نُوْحٌ رَّبَّهٗ فَقَالَ رَبِّ اِنَّ ابْنِیْ مِنْ اَهْلِیْ وَاِنَّ وَعْدَكَ الْحَقُّ وَاَنْتَ اَحْكَمُ الْحٰكِمِیْنَ ۔ قَالَ یٰنُوْحُ اِنَّهٗ لَیْسَ مِنْ اَهْلِكَ

دیکھئے حضرت نوح کس دعویٰ اور ثبات اور زور کے ساتھ اپنے رب کو پکارتے ہیں۔ کہ میرا بیٹا یقیناً میرے اہل سے ہے۔ اور اس میں بھی کچھ شک نہیں کہ تیرا وعدہ حق ہے۔ اور تو احکم الحاکمین ہے۔ اللہ تعالےٰ جواب میں فرماتا ہے۔ یہ تیرے اہل سے ہیں۔ اس نکتہ کو سمجھنے سے بہت سے اعتراضات کا جواب ہو سکتا ہے جو حضرت اقدس کے بعض تشریحی الفاظ کا اصل مطلب نہ سمجھتے ہوئے کئے جاتے ہیں پھر ایک آیت ہے سَاُورِیْکُمْ اٰیٰتِہٖ فَتَعْرِفُوْنَھَا (ہم تمہیں اپنے نشان دکھائینگے اور تم انہیں اس وقت پہچانوگے) اس سے ظاہر ہے کہ پیشگوئی کے ظہور پر الہام کے اصل معنے کھلتے ہیں۔ اس سے پہلے جو تشریحات کی جائیں۔ ان میں غلطی ہو سکتی ہے۔ حضرت اقدس نے اگر نظر بحالات موجودہ اوقت اگر کوئی کلمہ لکھا ہے۔ تو وہ اس ذیل میں رکھا جائے گا

وعدے میں بعض مخفی شرائط ہو سکتی ہیں

پھر یہ بھی ممکن ہے بلکہ غلب کہ اللہ تعالےٰ کوئی وعدہ فرمائے اور اس کی کوئی مخفی شرائط ہوں۔ جن سے دنیا اخیر تک خود مامور کو بھی اطلاع نہ ہو۔ اور ان شرائط کیوجہ سے وہ وعدہ اس رنگ میں پورا نہ ہو جس میں وہ سمجھا گیا۔ اللہ تعالےٰ نے بدر میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فتح کا وعدہ فرمایا ہے جیسا کہ وَاِذْ یَعِدُکُمُ اللّٰہُ اِحْدَی الطَّآئِفَتَیْنِ اَنَّھَا لَکُمْ (الانفال) سے ظاہر ہے۔ اور مولوی فیروز الدین صاحب پیارے نبی کے پیارے حالات میں لکھتے ہیں قبل اسکے کہ آپ مدینہ سے روانہ ہوں۔ ایک سماوی الہام کے موافق آپ نے اپنے جاں نثار صحابہ کو اطلاع دی۔ کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر منکشف کر دیا ہے کہ دونوں گروہوں میں سے ایک نہ ایک پر تم ضرور فتح و نصرت حاصل کروگے باوجود اس وعدہ حتمی کے آپ رو رو کر دعا فرماتے تھے اِنْ اَھْلَکْتَ ھٰذِہِ الْعِصَابَۃَ لَنْ تُعْبَدَ فِی الْاَرْضِ اَبَدًا

کیونکہ آپ اس سے ڈرتے تھے کہ شاید اس وعدے کے اندر کوئی مخفی شرائط ہوں۔ جو پوری نہ ہو سکیں۔

اسی طرح ہم دیکھتے ہیں کہ ”پرد ھا ایک“ اور اس الہامی عبارت سے کہ ”جس کسی دوسرے شخص سے بیاہی جائے گی۔ وہ روز نکاح سے اڑھائی سال تک فوت ہو جائیگا“

موجودہ الوقت صورت حالات میں یہی سمجھا گیا کہ اڑھائی سال کے اندر موت واقع ہوگی۔ اور پھر پرد ھا ایک کی بات پوری ہوگی۔ لیکن جیسا کہ وعید کی پیشگوئی میں مسلم بات ہے کہ توبہ استغفار خشوع وخضوع انابت سے عذاب ٹل جاتے ہیں جب اڑھائی سال کی مدت نہ رہی بلکہ یہ عذاب پھر خوشی و مسرت دکھانے تک ملتوی رہا۔ تو ساتھ ہی یہ بھی لازم ہو گیا کہ پرد ھا ایک کا وعدہ کسی اور رنگ میں پورا ہو۔ چنانچہ حضور مصنف نے حاشیہ انجام آتھم صفحہ ۳۱ سطر ۲۰ لغایت ۲۲ میں بڑے زور سے لکھا ہے کہ

”فیصلہ تو آسان ہے احمد بیگ کے داماد سلطان محمد کو کہو کہ تکذیب کا اشتہار دے پھر اسکے بعد جو میعاد خدا تعالیٰ مقرر کرے اگر اس سے اسکی موت تجاوز کرے تو میں جھوٹا ہوں“

اور سطر ۲۰ تا ۲۲ میں ہے کہ

”ضرور ہے کہ یہ وعید کی موت اس سے تھمی رہے جب تک کہ وہ گھڑی آجائے کہ اسکو بیباک کر دے سو اگر جلدی کرنا ہے تو اٹھو اور اسکو بیباک اور مکذب بناؤ اور اس سے اشتہار دلاؤ اور خدا کی قدرت کا تماشا دیکھو“

باوجود ان غیرت دلانے والے الفاظ کے پیشگوئی کو جھوٹا سمجھنے والوں کے لئے ایک تازیانہ کا کام دے سکتے ہیں جب اس خاندان کے لوگوں نے روز بروز خاموشی

اختیار کی اور مخالفت چھوڑ دی۔ اور خود داماد احمد بیگ غیر معمولی طور پر صلاحیت حال کی طرف متوجہ ہوا۔ اور اقرب الی الایمان ہو گیا۔ تو پھر یہ وعید کی موت رک گئی۔ ہاں اگرچہ پورا ایمان نہ لانے کی وجہ سے ان برکات موعودہ سے حصہ نہ پایا۔ مگر سلطان محمد اپنے رجوع کے سبب بچا رہا۔ دوسری طرف اللہ کا اپنے مامور سے جو وعدہ تھا چونکہ وہ مشروط بہ شرائط تھا جن میں سے بعض مخفی شرائط و اقعات سے ظاہر ہو گئیں اسلئے وہ دوسرے رنگ میں بدل دیا گیا۔

مرزا سلطان محمد صاحب کا عقیدہ — نے لکھا ہے کہ سلطان محمد صاحب نے اس پیشگوئی کے بعد شوخی سے کام نہیں لیا۔ بلکہ وہ حضور مسیح موعود سے غایت درجہ کا حسن ظن رکھتے رہے۔ اور اپنے حال میں انہوں نے بہت کچھ تغیر کر لیا ہے جب اوتی سے رجوع سے وعید ٹل جاتا ہے۔ تو اس درجہ صلاحِ حال کی صورت میں تو ضروری ہو جاتا ہے کہ وہ عذاب رک جائے میرا یہ لکھنا بغیر ثبوت کے نہیں۔ میں مرزا سلطان محمد صاحب داماد مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری کا تازہ خط نقل کرتا ہوں اسکو پڑھکر ہر ایک منصف مزاج اس نتیجہ پر پہنچ سکتا ہے

السلام علیکم۔ نوازش نامہ آپکا پہنچا۔ یاد آوری کا مشکور ہوں۔ میں جناب مرزا جی صاحب مرحوم کو نیک بزرگ

اس خط کے لئے دیکھو اگلا صفحہ ۲۲۷

اسلام کا خدمت گزار، شریف النفس خدا یاد۔ پہلے بھی اور اب بھی خیال کر رہا ہوں مجھے انکے مریدوں سے کسی قسم کی مخالفت نہیں ہے۔ بلکہ افسوس کر رہا ہوں کہ چند ایک امورات کی وجہ سے انکی زندگی میں انکا شرف حاصل نہ کر سکا

نیازمند سلطان محمد

السلام علیکم ۔ نوازش نامہ پہنچا ہو گا ۔ یاد دہانی کا شکریہ

میں جناب مرزا جی صاحب مرحوم کو ۔ نیک ۔ بزرگ

اسلام کا خدمتگزار ۔ شریف النفس ۔ خدا یاد ۔

پہلے بھی اور اب بھی خیال کرتا ہوں ۔ مجھے ان کے

مریدوں سے کسی قسم کی مخالفت نہیں ہے ۔ بلکہ ان کی

کرتا ہوں ۔ کہ خدا ایسا موقعہ دے کہ وجہی اپنی زندگی

میں دو دل کا شرف حاصل کر سکے ۔

خاکسار ظفر سلطان

البشریٰ مجموعہ الہامات ۔ وکشوف ورؤیا حضرت مسیح

موعود علیہ السلام ساڑھے چار آنہ میں جلد منگائیے اور

رعایتی کتب سے فائدہ اٹھائیے

وعدے کے بہت سے حصوں کا پورا ہونا دلیل صدق ہے

وَاِنْ يَّكُ صَادِقًا يُّصِبْكُمْ بَعْضُ الَّذِيْ يَعِدُكُمْ سے ظاہر ہے کہ کسی صادق کے صدق کے لئے اتنا کافی ہے کہ جو وعدہ اس نے دیا ہے۔ اسکا بہت سا حصہ پورا ہو جائے۔ یہ نشان زیر بحث اپنے اندر چودہ نشان رکھتا ہے۔ جس میں تیرہ نہایت صفائی سے پوری شوکت کے ساتھ خارق عادت طور پر پورے ہو گئے۔ پس اسکے چودہویں حصہ کی بنا پر کسی کو تکذیب کا حق نہیں پہنچتا۔

ضروری نہیں کہ تمام وعدہ نبی کی زندگی میں پورا ہو

قرآن مجید میں نبی کریم صلعم سے کئی وعدے ہیں۔ جن کے ظاہری منطوق سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی زندگی میں پورے ہونگے مگر وہ بعد میں پورے ہوئے۔ چنانچہ جناب باری کا ارشاد ہوتا ہے فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَاِمَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِيْ نَعِدُهُمْ اَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَاِلَيْنَا يُرْجَعُوْنَ تُو صبر کر اللہ کا وعدہ برحق ہے۔ پس جو وعدے ہم انکے بارے میں کرتے ہیں۔ یا تو تجھے دکھادیں یا تجھے وفات دیدیں۔ ہماری طرف ہی لوٹ کر آنا ہے پارہ ۱۱ رکوع ۱۰۔ ایسا ہی یہی آیت ہے جس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ مَا كَانَ لِرَسُوْلٍ اَنْ يَّاْتِيَ بِاٰيَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ کہ نشان دکھلانا رسول کے اختیار میں نہیں۔ اور مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ کے جواب میں لَا اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ میں اپنے نفع و نقصان کا بھی کچھ اختیار نہیں رکھتا۔ ایسا ہی اس پیشگوئی کے الفاظ میں فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ لکھا ہے جس سے اسی بات کی طرف اشارہ نکلتا ہے۔ کہ اللہ جب چاہیگا۔ اور جس رنگ میں چاہیگا یردھا الیک کو پورا کریگا۔ چنانچہ آخری فقرہ پیشگوئی سے بھی بتا دیا ہے۔ کہ آپکی زندگی میں ایسا نہیں ہوگا۔ بلکہ وہ کسی اور کا حصہ ہے۔ جیسے

آپ مقام محمود میں مبعوث ہونگے۔

ضروری نہیں کہ جس سے وعدہ کیا جائے اسی کو ملے

اعتراض کہ ہذا البلد کا وعدہ آپ سے تھا اور آپ تو فوت ہو چکے یہ صحیح نہیں کیونکہ اس وعدہ کی بنا میں ایک شرط تھی۔ وہ یہ کہ اقوام وحشی صفت کی حرکت سے فوت ہو۔ کیونکہ اصل اس پیشگوئی کا تو وعید ہی ہے۔ جس میں توبہ و تابی کی شرط لگی ہوئی ہے چنانچہ حضرت اقدس تحریر فرماتے ہیں۔

"پیشگوئی اس قوم کے فنا کے لئے ہے جن کی نسبت قول میں بجا لاؤ اللہ و غضب گویا الہامی الہامات اتفاقات کی پیشگوئی کے پہلے کلمات میں یہ فقرہ ہے کہ یہ لوگ میری تحریرات کی تکذیب کرتے اور میرے نشانوں کو نقض کرتے ہیں۔ پس جب کہ پیشگوئی اندر وعید پر مشتمل تھی اور موت کے وعدہ سے محض عذاب کے طور پر تھے ضروری تھا کہ خدا تعالیٰ عذاب اور تاخیر عذاب میں اپنی سنت اور عادت کا لحاظ بھی پابند ہو"

پس بعد ہذا البلد بھی ایک قسم سکتا ہے۔ دوم یٰقوم ادخلوا الارض المقدسۃ التی کتب اللہ لکم کا پکا فرمان اور اس میں موسیٰ علیہ السلام اور انکے ساتھیوں کے لئے اس سرزمین کو لکھا ہوا فرمایا اور پھر یہ بھی امر واقع کہ وہ ساتھی اور خود حضرت موسیٰ وعدے کی زمین سے پہلے فوت ہو گئے یہ ظاہر کرتا ہے کہ جس سے وعدہ کیا جائے اسی کو ملنا ضروری نہیں بلکہ

تابع متبوعین کے حکم میں

تابعین جو ہوتے ہیں وہ ایسے وعدوں کے لئے متبوع کے حکم میں ہوا کرتے ہیں۔ اور میں اپنے قیاس سے نہیں کہتا بلکہ مندرجہ ذیل حدیث بھی اس پر شاہد ہے کنز العمال۔ کتاب الغزوات جزو ۵ صفحہ ۲۷۸

عن البراء بن عازب قال لما کان حین امرنا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم بحفر الخندق عرضت لنا فی بعض الخندق
صخرۃ عظیمۃ شدیدۃ لا تاخذ منها المعاول فاشتکینا
ذلک الی رسول اللہ صلعم فجاء رسول اللہ صلعم فلما رای
القی ثوبہ واخذ المعول فقال بسم اللہ ثم ضرب ضربۃ
فکسر ثلثها وقال اللہ اکبر اعطیت مفاتیح الشام واللہ
انی لابصر قصورها الحمر الساعۃ ثم ضرب الثانیۃ
فقطع الثلث الاخر فقال اللہ اکبر اعطیت مفاتیح
فارس واللہ انی لابصر قصور المدائن الابیض ثم ضرب
الثالثۃ فقال بسم اللہ فقطع بقیۃ الحجر وقال اللہ اکبر
اعطیت مفاتیح الیمن واللہ انی لابصر ابواب صنعاء من
مکانی ھذہ الساعۃ۔

یہ حدیث فتح الباری میں بھی باسناد حسن مروی ہے۔ اسکا ترجمہ یہ ہے۔ کہ
براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ رسول اللہ صلعم نے ہمیں خندق
کھودنیکا حکم دیا۔ ایک مضبوط و سخت چٹان سی اس میں آگئی جس میں ہتھیار کام
نہیں کرسکتا تھا۔ اسلئے رسول اللہ کے حضور شکایت عرض کی گئی۔ آپ تشریف
لائے اور اپنا کپڑا رکھکر کدال کو ہاتھ میں لیا اور فرمایا بسم اللہ پھر ایک ضرب
لگائی اور اسکا تیسرا حصہ کاٹ دیا اور فرمایا اللہ اکبر

مجھے شام کے خزانے اور چابیاں دیگئیں

اور میں اسکے سرخ سرخ محل اسوقت اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں پھر دوسری
ضرب لگائی تو ایک تہائی اور وہ پتھر کٹ گیا فرمایا اللہ اکبر

فارس کے خزانے اور چابیاں مجھے دیگئیں

اور میں مدائن کے محل دیکھ رہا ہوں پھر تیسری چوٹ لگائی۔ تو تمام صخرہ کا گیا
فرمایا اللہ اکبر مجھے یمن کے خزانے اور چابیاں عطا کی گئیں
اور میں صنعاء کے دروازے یہیں سے اسوقت دیکھ رہا ہوں۔

دیکھئے اس حدیث میں اعطیت کا لفظ ہے جو تمام پیشگوئی کی جان ہے مگر تمام تاریخی دنیا جانتی ہے کہ شہر مدائن جو دار الخلافہ خاندان کسریٰ تھا۔ عہد حضرت عمرؓ میں سعد بن ابی وقاص جرنیل کے ہاتھ پر فتح ہوا۔ اور یزد جرد شہر چھوڑ کر بھاگ گیا۔ تو قلعہ ابیض کا سب خزانہ اہل اسلام کے قبضہ میں آیا۔ اور شام کو حضرت عبیدہ بن الجراح نے فتح کیا۔ جس سے یہ بات کھلجاتی ہے کہ تابع متبوع کے حکم میں ہوتا ہے۔ اور جانشین کے ہاتھ پر کسی پیشگوئی کا پورا ہونا۔ در اصل اس اصل امام کی پیشگوئی کا پورا ہونا اور جانشین کے قبضے میں کسی چیز کا آنا در اصل اس امام کے قبضے میں آنا ہے۔

ایسا ہی ایک حدیث ان الفاظ میں بھی ہے ان اللہ وعدنی فارس والروم نساءھم وابناءھم اور دوسری حدیث میں ہے ان اللہ اعطانی فارس ونساءھم یعنے اللہ نے مجھ سے وعدہ کیا اور مجھے بخشے فارس۔ روم اور ان ملکوں کی عورتیں (کنز العمال جلد ۶) حالانکہ فارس اور اسکی عورتیں صحابہ کے قبضے اور ازدواج میں آئیں۔

مخاطب سے کبھی اسکا جانشین بھی مراد ہوتا ہے

پھر قرآن مجید کا بہ تدبر مطالعہ کرنے سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ مخاطب سے گاہے اسکا جانشین اور اسکی اولاد و اس کا قبیل مراد ہوتا ہے۔ جیسا کہ بنی اسرائیل کو عہد نبوی میں فرمایا جعلکم ملوکاً (تمہیں بادشاہ بنایا) حالانکہ اس خطاب کے وقت وہ بادشاہ

نہ تھے۔

(۲) اِذْ نَجَّیْنٰکُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ میں بتایا کہ تمہیں آل فرعون سے نجات دی۔ حالانکہ نجات پانیوالے اور تھے

(۳) یذبحون ابناءکم میں ان سے خطاب ہے کہ بیٹے ذبح نہیں ہوئے تھے

(۴) اِتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ اور وَاِذْ قُلْتُمْ یٰمُوْسٰی لَنْ نَّصْبِرَ عَلٰی طَعَامٍ وَّاحِدٍ میں بچھڑا پوجنے والے اور موسیٰ سے طعام واحد پر صبر کرنے کی شکایت کرنیوالے اور تھے۔ اور وَمَا یُعَمَّرُ مِنْ مُّعَمَّرٍ وَّلَا یُنْقَصُ مِنْ عُمُرِہٖ میں عمرہ کی ضمیر کا مرجع معمر نہیں ہو سکتا۔ پس بقول حضرت خلیفۃ المسیح جب مخاطبت میں مخاطب کی اولاد۔ مخاطب کے جانشین اور اُسکے مماثل داخل ہو سکتے ہیں تو احمد بیگ کی لڑکی اور اس لڑکی کی لڑکی کیا داخل نہیں ہو سکتی۔ اور کیا آپ کے علم فرائض میں بنات البنات کو حکم بنات نہیں مل سکتا۔

وعدہ منسوخ بھی ہوجاتا ہے۔	اگر آپ یوں نہیں سمجھ سکتے۔ تو میں پارہ ۱۳ سورہ رعد رکوع ۲ کی طرف آپکی توجہ منعطف کرتا ہوں جس میں وَمَا کَانَ

لِرَسُوْلٍ اَنْ یَّاْتِیَ بِاٰیَۃٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰہِ لِکُلِّ اَجَلٍ کِتَابٌ۔ یَمْحُوا اللّٰہُ مَا یَشَآءُ وَیُثْبِتُ وَعِنْدَہٗٓ اُمُّ الْکِتٰبِ فرماکر نشانات کے ظہور کی فلسفی بتادی ہے۔ رسول کا نشان لانے میں کوئی اختیار نہیں ہوتا۔ ہر وقت موعود کے لئے ایک تحریر ہوتی ہے۔ اللہ جس نشان کو بالکل یا جتنے حصے کو چاہے محو کردے یا جس کو یا جتنے حصے کو چاہے قائم رکھے۔ ام الکتاب اسی کے پاس ہے

پس اس آیت کی بنا پر ہم کہتے ہیں۔ کہ خدا نے اس نشان کے تیرہ حصوں کو

ثابت رکھا۔ اور جو چاہا کو محو کر دیا۔ وَاللّٰہُ غَالِبٌ عَلٰٓی اَمْرِہٖ۔ وہ اپنے امر
دیئے ہوئے حکم کے بدلنے پر بھی قادر ہے۔

چنانچہ دوسری آیت میں اس سے بھی زیادہ وضاحت کے ساتھ بتایا ہے
کہ بعض نشان منسوخ ہو جاتے ہیں یا ان میں تاخیر ڈالدی جاتی ہے۔ وہ پھر اس
سے بہتر یا اس کی مثل دیا جاتا ہے مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰیَۃٍ اَوْ نُنْسِھَا نَاْتِ
بِخَیْرٍ مِّنْھَآ اَوْ مِثْلِھَا اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ
البقرۃ [illegible]

ہم جو کوئی نشان منسوخ کر دیں یا ترک کر دیں تو اس سے اچھا یا اس کی مثل
دیتے ہیں کیا تو نہیں جانتا کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

پس جب میرے خدا نے اس نشان کو ایک حکمت کے لئے پیچھے تاخیر
میں ڈالدیا اور پھر ترک کر دیا تو اس سے بہتر اور زبردست ایک نہیں بیسیوں
نشان دکھائے جو مخالف رجعت منزرہ قائم کرتے ہیں۔ حقیقۃ الوحی ہی پڑھ کر
دیکھ لو۔ کہ اس نشان کے بعد کس قدر زبردست نشان دکھلائے گئے

شارح جیلان کی شہادت حضرت سید عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اسی بنا پر لکھتے ہیں لعد
یہ نشان کا منسوخ ہونا عین منہاج نبوت کے مطابق ہے بلکہ
اَنْ یَّعِدَ اللّٰہُ الْوَعْدَ وَلَا یُظْھِرَ لِلْعَبْدِ وَفَاءً بِذَالِکَ جائز
ہے کہ خدا کوئی وعدہ اپنے بندے سے کرے اور اس کی وفا ظاہر نہ کرے) اور اسکی وجہ
یہ لکھی ہے کہ لان الغیرۃ فی قدر زالت بزوال الھوی۔ کہ غیرت تو
خواہش دور ہونے سے دور ہو گی۔ پس وہ وعدہ اسکے حق میں ایسا ہے جیسا
کوئی شخص کسی فعل کا ارادہ کرے اور پھر اس نیت سے کسی دوسرے کام میں
لگ جاوے رفیصیر الوعد حالئذ فی حقہ مع اللہ کرجل

عَزَمَ علیٰ فِعلِ شَیئٍ فِی نَفْسِہٖ وَنَوَاہُ ثُمَّ صَرَفَہٗ اِلیٰ غَیْرِہٖ اِنَا لکم
بحرعرفان کے شارح حضرت غوث نے لکھا ہے کا لنَّاسِخِ وَالْمَنْسُوخِ
فِیْمَا اَوحَی اللّٰہُ اِلیٰ نَبِیِّنَا مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا نُسْخَۃٌ مِن
اٰیَۃِ النُّور جیسی ہمارے نبی کریم صلعم کو ناسخ کی وحی فرمائی۔

پس اس بنا پر میں کہتا ہوں کہ جہاں تک اس نشان کا تعلق ابنیا سے تھا۔ اسے پورا کیا۔ باقی جو حصہ رہ گیا۔ وہ اللہ کا اپنے پیارے بندے سے ایک معاملہ تھا۔ اللہ نے جس طرح چاہا اسے کیا۔ آپکو اس پر بحث بیجا کرنیکا کوئی حق حاصل نہیں

ایک اور شہادت

وعدہ کے متعلق جو کچھ میں نے لکھا ہے۔ اسکے متعلق مندرجہ ذیل اقتباس کتاب ارشاد الفحول الافادۃ الناظرین نقل کیا جاتا ہے

قال للشافعی لا یجب الوفاء بالوعد وانما یسمی من لم یف بالوعد مخلفا لا کاذبا وھذا التفصیل جزم بہ سلیم وجری علیہ البیضاوی فی المنہاج وسبقہما الیہ ابو الحسین بن القطان

شافعی نے کہا کہ وعدہ کی وفا واجب نہیں کیونکہ جو وعدہ کی وفا نہ کرے۔ اسے مخلف کہتے ہیں کاذب نہیں کہتے۔ اس تفصیل پر سلیم نے بھی یقین کیا۔ اور بیضاوی نے بھی منہاج میں یہی بیان کیا۔ اور ان دونوں سے پہلے ابوالحسین ابن القطان نے بھی فیصلہ دیا ہے

اسکے بعد شارح اہتر واکثر علماء کا اتفاق بیان کرتا ہے کہ وعید جس میں وعدہ ضرور ہوتا ہے کیونکہ ان دونوں میں عموم وخصوص کی نسبت ہے۔ کے ٹلجانے سے پیشگوئی کا کذب لازم نہیں ہوتا۔ چنانچہ وہ لکھتا ہے

واما بالوعید فلکونہ عفوا لا یمتنع من اللہ سبحانہ

اور وعید کا ٹلجانا اللہ تعالےٰ سے ممتنع نہیں کیوں کہ یہ عفو ہے بلکہ

بل هو حسن یمدح فاعلہ
من غیرہ و یمدح بہ فی نفسہ
زرکشی جو وعدہ کے ٹلنے کا قائل نہیں
اما فی الوعید فنسخہ جائز
کما قال ابن السمعانی۔ قال
ولا یعد ذالک خلفاً بل عفواً
و کرماً

یہ اچھی بات ہے۔ اور عذاب ٹلا دینے
والیکی مدح کی جاتی ہے
وہ بھی وعید کے بارے میں کہتا ہے کہ
کہ وعید کا نسخ جائز ہے۔ جیسا کہ ابن السمعانی
نے بھی کہا۔ اور یہ خلف وعدہ نہیں کہلائیگا
بلکہ اسے عفو و کرم پر محمول کیا جائیگا

غرض وعید کے متعلق تو محققین کا اتفاق ہے۔ کہ وہ توبہ استغفار صدقہ رجوع الی الحق سے ٹلجاتی ہے۔ اور یہ پیشگوئی زیر بحث بھی زیادہ تر بلکہ دراصل ایک وعید پر مشتمل ہے۔ اور نکاح تو اسکی فرع ہے جو بصورت ایمان لانے کے ان لوگوں کے لئے برکات کا موجب ہوتا۔ لیکن جب انہوں نے روگردانی کی تو عذاب سے حصہ پایا۔ لیکن پھر جب ایک حد تک توبہ کی۔ تو عذاب ملتوی کر دیا گیا۔ لیکن اس شوخی کی سزا میں نکاح کی برکات سے حصہ نہ پاسکے۔ اللہ نے اپنے مامور کو تو دوسرے رنگ میں اسکا اجر دیدیا۔ لیکن ان لوگوں کو محروم رکھا۔ اور یہ خلف وعدہ نہیں۔

چند مثالیں مثلاً ایک شخص سے وعدہ کیا جائے کہ تم قرآن مجید یاد کرو۔ میں اپنی لڑکی تم سے نکاح کر دونگا۔ اب وہ قرآن شریف یاد کرے۔ لیکن اس میں کوئی اور نقص پیدا ہو۔ مثلاً بد چلنی۔ تو اب وہ اگر لڑکی نہ دے تو ہرگز نہیں کہینگے کہ اسنے اپنے وعدے کا خلاف کیا۔ اسی طرح خدا تعالےٰ نے اپنے مامور کے رشتہ داروں پر ایک انعام کرنا چاہا۔ انعام ایک فضل ہے۔ اس فضل کی جاذب جو حالت چاہیئے تھی جب ان میں نہ پائی گئی۔ تو یہ انعام ان سے چھین لیا گیا۔

دوسری مثال۔ حنین کے روز مسلمانوں کو باوجود وعدہ نصرت وظفر (انھم لھم المنصورون و ان جندنا لھم الغالبون) شکست ہوئی۔ اور وعدہ فتح وظفر اور کیوں پورا نہ ہوا۔ اس کی وجہ اللہ تعالیٰ نے خود ہی فرمائی ہے وَیَوْمَ حُنَیْنٍ اِذْ اَعْجَبَتْکُمْ کَثْرَتُکُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنْکُمْ شَیْئًا وَّضَاقَتْ عَلَیْکُمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ثُمَّ وَلَّیْتُمْ مُّدْبِرِیْنَ (پ ۱۰ ع ۱۰) اور حنین کے دن جب تمہاری کثرت نے تمہیں عجب میں ڈالا تو پھر وہ تمہاری کثرت کچھ بھی کام نہ آئی۔ اور زمین باوجود فراخی کے تم پر تنگ ہو گئی۔ اور تم پیٹھ پھیر کر بھاگے دیکھئے عجب اور اپنی کثرت پر غرور ایک وعدہ کے ایفا میں آڑے آگیا۔ جس سے صاف ثابت ہوتا ہے۔ کہ بعض اسباب سے وعدہ میں تخلف ہو جاتا ہے

خاتمہ معزز ناظرین! میں نکاح والی پیشگوئی پر کافی بحث کر چکا ہوں۔ یہ نشان جو اپنے اندر دو نشانات رکھتا ہے بڑی آب وتاب سے پورا ہوا۔ مگر شپرہ چشم نہ دیکھ سکے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ یٰقَوْمِ اَرَءَیْتُمْ اِنْ کُنْتُ عَلٰی بَیِّنَۃٍ مِّنْ رَّبِّیْ وَاٰتٰنِیْ رَحْمَۃً مِّنْ عِنْدِہٖ فَعُمِّیَتْ عَلَیْکُمْ اَنُلْزِمُکُمُوْھَا وَاَنْتُمْ لَھَا کٰرِھُوْنَ۔ اے میری قوم کیا تم نے دیکھا کہ میں اپنے رب کی طرف سے ایک کھلی بات پر ہوں۔ اور اس نے مجھے اپنی جناب سے رحمت کے ساتھ سرفراز فرمایا ہے۔ پس وہ بات تم پر مخفی کر دی گئی۔ تو کیا زبردستی قبول کرا دوں۔ حالانکہ تم اس سے کراہت کرتے ہو۔

اس سے ظاہر ہے کہ نشانات تو پورے ہوتے ہیں۔ مگر منکرین کا گروہ عداوت میں ایسا اندھا ہو جاتا ہے کہ انہیں دیکھ نہیں سکتا۔ اور کہتا ہے کہ یہ وعدہ پورا نہیں ہوا۔ حالانکہ وعدہ ضرور پورا ہوتا ہے۔ مگر اکثر لوگ نہیں جانتے

[illegible] (۲) پھر وعدہ پورا ہونے میں کئی باتیں آڑے آجاتی ہیں۔ جو اس اصل کی

کی تحت میں لاینال عہدی الظالمین۔ جب وہ لوگ ظلم سے کام لے رہے تھے تو خدا نے اپنی سنت کے مطابق انہیں ان کا وارث بنانا چاہا۔ اور پھر اس پیشگوئی کا اصل حصہ گو حصہ تو وعید پر مشتمل ہے اور وعید کی پیشگوئیوں کی اصل غایت تو تقویٰ اور نصیحت ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں آیا ہے۔ وَصَرَّفْنَا فِيهِ مِنَ الْوَعِيدِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ أَوْ يُحْدِثُ لَهُمْ ذِكْرًا اور ہم وعید اسلئے بار بار دیتے ہیں۔ تا یہ تقویٰ کریں۔ اور یہ ان کے لئے نصیحت اور یاد دہانی کا موجب ہو۔ پس جب وعید سے اصل غرض جو ان رشتہ داروں پر خدا تعالیٰ کی ہستی اور اسکے جلال کا اظہار تھا پوری ہو گئی۔ اور ان میں سے بہت سلسلہ کی طرف رجوع کرنے لگے۔ بلکہ داخل بھی ہو گئے۔ تو اللہ نے وعید کو ملتوی کر دیا۔ اس وقت تک کہ شوخی و شرارت سے کام لیں۔ باقی رہا نکاح سو وہ تو موقوف تھا ایک موت پر اور وعید کی موت موقوف ہے شوخی و شرارت کرنے پر۔ لیکن جب ایسا نہ ہوا۔ تو اللہ نے صرف اتنا ہی کیا کہ اس انعام کو اس قوم سے ہٹا لیا۔ اور اپنے مامور کو کسی اور رنگ میں اسکا اجر دیا۔ اور اسکی تو اپنے بھی کوئی اپنی نفسانی خواہش نہ تھی۔ بلکہ اللہ کے حکم سے ایک امر کے لئے اعلان کیا تھا۔ اللہ کے لوگ اسکے ساتھ ایسے تعلقات تھے جیسے سید عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب میں لکھتے ہیں۔ کہ انکے ساتھ خدا کا وعدہ ایسا ہی ہوتا ہے جیسے کوئی اپنے ساتھ کوئی قرار داد کرے۔ پھر ہر وقت اسکے بدلنے پر اختیار رکھتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ میں نے اس مسئلہ پر خدا کے فضل اور محض اسکی غریب نوازی سے کافی بحث کر دی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس مضمون کو نافع للناس بنائے۔ اللہم آمین اور مضمون میری بہت سی صلوٰۃ دعاؤں کا نتیجہ ہے۔ فالحمد للہ رب العالمین

(الفضل)

لہ اسکے لئے ضرور دیکھو صفحہ ۲۱۳

کلنگوں کی ڈار اور الحمل بے حال زار

"وطن میں دیارِ محبوب کی یاد"

ہاں ٹھہر جا او کلنگِ دل فگار
زیر و بم رقت بھری آواز میں
انتہا کا سوز پایا جاتا ہے
یاس و حسرت سے قریں تیرا بیاں

بولنا اس درد سے پھر ایک بار
نغمۂ دلکش ہے تیرے ساز میں
یہ کلیجہ منہ کو آیا جاتا ہے
میرے دل میں لے رہا ہے چٹکیاں

تجھ پہ کیا بیتا پڑی مجھ کو سنا
رنج و فرقت سہتی ہو کس کے لئے
خانماں برباد ہے کس کے لئے
شوق میں کس کے یہ ہجرت کی ہے
آشیانہ چھوڑ کر نکلی ہے کیوں
لوٹ کر جائیگی ہے کب تک خیال
تو مسافر کیوں ہوئی بتلا مجھے
تو مری مانند پردیسی ہے کیوں
کہتے ہیں حبِ وطن ایمان ہے
خوشتر از ملک سلیماں کہتے ہیں
سن کے میری بات اک انداز کی
اصدا پی لے کہیں سارا سمجھ گئی

کیوں ہوئی اپنے وطن سے تو جدا
کس نے بدلے تجھ سے گن گن کے لئے
یا دلِ ناشاد ہے کس کے لئے
کس لئے دن رات آہیں بھرتی ہے
منہ وطن سے موڑ کر نکلی ہے کیوں
میرا یہ یعنی نہیں کوئی سوال
اس سفر میں کیا نظر آیا تجھے
اپنے سر پر بلا لیتی ہے کیوں
بلکہ یہ ایمان کی بھی جان ہے
اسلئے اکثر گھروں میں بستے ہیں
سر نکالی اپنے دلکش ساز کی
جو حقیقت تھی مجھے بتلا گئی

جو دلن والے ہیں ان کو کیا خبر — عشق کیا ہوتا ہے کیا درد جگر
نیند کیوں آتی نہیں ہے رات بھر — رہتی ہے اختر شماری تا سحر
شہر میں دل کس لئے لگتا نہیں — اس سے بیٹھا نہیں جاتا کہیں
بس نہیں چلتا دل بیتاب پر — مضطرب رہتا ہے یہ لوٹوں پہ پھر
بے نگاہ فتنہ ساماں چیز کیا — جنبش ابرو و مژگاں چیز کیا
گیسوئے پیچاں کی ہے زنجیر کیا — چھوٹنے کی ان سے ہے تدبیر کیا
ہائے ان لوگوں نے دیکھی ہے کہاں — برق ہوتی ہے تبسم میں نہاں
پارہ پارہ ہوتا ہے رخت قرار — آدمی پھرتا ہے پھر دیوانہ وار

سچ کہا جو کچھ کہا تو نے کلنگ — جتنے بیرنگی میں دکھلائے ہیں رنگ
لوح دل سادہ تھی اللہ کی قسم — ہو گیا نقش محبت مرتسم
کیا بتاؤں کیا ہوئیں گلکاریاں — اور پھر کیا کیا چلی ہیں آریاں
انتظار یار کی راتیں ہیں یاد — اللہ اللہ رے پیار کی باتیں ہیں یاد
موجزن سینہ میں تھا دریائے عشق — وسعت دل سے سوا صحرائے عشق
اک طرف موجیں تلاطم خیز تھیں — اک طرف لوئیں بلا انگیز تھیں
یعنی الفت کے بگولے رات دن — اور پڑتے بڑھتے گئے رات دن
کشمکش سے جب بہت گھبرا گیا — میرے جی میں ایک دن یہ آ گیا
چھوڑ دے اپنا وطن گھر سے نکل — اے دل ناداں چل یہاں سے چل
چل جہاں تو چاہتا ہے جیتے ہوں — لے تری خاطر یہ دنیا دیتا ہوں
جاکے اس چوکھٹ پہ تو ہو فنا — گر خدا چاہے گا تو دے گا ملا
اپنے پیارے خویش سارے چھوڑ کر — رشتۂ الفت اخوت توڑ کر

دشت غربت میں بسیرا کر لیا ہاں مسافر بنکے ڈیرا کر لیا
میں وطن میں بھی ہوں اب بے وطن جان و دل ہے گو یہاں ہو یہ تن
جاؤ او پیارے کبوتر جاؤ تم مجھ پہ اک احسان یہ فرماؤ تم
جب مدینہ منورہ پہ ہو گذر اس زمانے میں جو ہے خیر البشر
چومنا وہاں پر تری ہے اصل جس کی ہیں خدمات سرکار کونین
غلام شیداں سامنے جیسے ذلیل پہلواں حضرت رب جلیل
دونوں ہاتھ جوڑے کے یا زمیں پر اور محافظ ہو گیا ہر فرش پر
واں ادب کے واسطے جانا اتر بیٹھنا پھر بند کرکے اپنے پر
اپنے منقاروں میں لے جانا سلام اور پہنچانا با خلوص تمام
عرض کر دینا کہ اکمل جاں نثار آجکل ہے سخت مضطر بیقرار
ڈار سے جیسے بچھڑ جائے کلنگ پھر اکیلا ہو وہ اپنی جان سے تنگ
بس یہی ہے حال مجھ غمناک کا اس غلام سید لولاک کا
ناظم شام و مراکو جستاں اور مقبول لکھا و دستاں
اکمل انشاء اللہ جلد آئے گا اپنی ہستی نذر جاناں لائے گا

پیش کر دیجے بصد شوق و شغف
گر قبول افتد زہے عز و شرف

اطلاع احباب علیت کتب البشری و آثار مبارکہ خرید کر فائدہ اٹھائیں

شکریہ مرزا جان محمد صاحب شاکر کو خدا جزائے خیر دے کہ انہوں نے پہلے مضمون کے متعلق جس معلومات کے بہم پہنچانے میں امداد فرمائی

مذکورہ بالا آیتوں میں لفظ توفّی کے معنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ کیا کیا کرتے تھے۔ یا یہ آیتیں اسوقت تک نعوذ باللہ مجذوب کی ایک بڑ سمجھی جاتی تھیں چونکہ قرآن محاورہ مولوی صاحب کا اسوقت کچھ وجود نہ تھا۔ اور خدا کا کلام مہمل و بےمعنی نہیں ہوسکتا۔ اس لئے ظاہر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام لفظ توفّی کے حقیقی معنی موت ہی لیتے ہونگے۔ اور جب یہ معنے بلا نصب قرینہ ہی کئے جاتے تھے۔ تو پھر انکے لئے قرینہ قائم کرنیکی کچھ ضرورت نہ تھی۔ پس مولوی صاحب نے جس قرینہ کا ذکر کیا ہے وہ محض بے قرینہ ہے

مولوی صاحب کے استنباط سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے نزدیک صالحین و ابرار کے ساتھ ملنا اور وفات پانا دونوں برابر ہیں۔ یہی وجہ معلوم ہوتی ہے کہ آپ کونوا مع الصادقین کی تعمیل سے ہمیشہ جی چراتے ہیں

مولوی صاحب نے شہادۃ القرآن حصہ اول کے صفحہ ۲۰ میں اس بات پر بڑا زور دیا ہے۔ کہ تاج العروس شرح قاموس اور زمخشری کی اساس البلاغۃ میں توفّی بمعنی موت کو من المجاز لکھا ہے۔ اسلئے توفّی کے معنی موت کا مجازی ہونا ظاہر ہے۔ اسکے جواب میں گذارش ہے۔ کہ اگر اس اعتبار سے کہ وفا کے معنی کسی چیز کو پورا پورا لینا موت میں بھی پائے جاتے ہیں۔ توفّی بمعنی موت کو من المجاز کہا جائے تو یہ امر ہمکو مضر نہیں کیونکہ دیگر اعتبارات یعنی منقول عرفی و منقول شرعی کی بنا پر توفّی بمعنی موت حقیقی و وضعی معنی کی تعریف میں داخل ہے۔ پرسچ ہے لولا الا اعتبارات لبطلت الحکمۃ

بالفرض التسلیم کہ توفّی کے معنی قبض روح من المجاز ہیں جب اس لفظ کے معنی کے متعلق مولوی صاحب یہ اقرارات کرچکے ہیں کہ

(۱) یہ لفظ قرآن شریف میں بمعنی موت مستعمل ہوتا ہے شہادۃ القرآن حصہ اول صفحہ (۵)

(۲) اس لفظ کا اطلاق معنی موت پر بھی صرف اسلئے ہے۔ کہ موت بھی ایک قسم کی توفی یعنی پوری پوری گرفت ہوتی ہے۔ ایضاً صفحہ ایضاً

(۳) توفی کا اطلاق قرآن شریف میں نیند پر بھی آیا ہے۔ یہ بھی اسی لئے ہے کہ نیند بھی ایک قسم کی توفی یعنے پوری پوری گرفت ہوتی ہے۔ ایضاً صفحہ ایضاً

تو پھر اس لفظ کے معنی موت کرنے میں کوئی دقت پیدا نہیں ہوتی۔ علاوہ بریں جب لغت کی کتابوں میں لفظ توفی بحالت مذکورہ کے معنی موت اور قبض روح کے ہی لکھے ہیں۔ اور ہر موقعہ پر جہاں یہ لفظ بغرض مذکور استعمال کیا جاتا ہے۔ عربی دان دنیا اس لفظ کے یہی معنی لیتی ہے۔ اور قبض روح مع الجسم کے معنی نہ قرآن و حدیث میں ملتے ہیں نہ لغت و محاورات عرب میں تنازل اہل زبان کا تعامل اسپر پایا جاتا ہے۔ تو پھر نہ معلوم کس بنا پر انی متوفیک کے معنی اتنی مصیبتاں لیتے ہوئے مولوی صاحب کو موت آتی ہے۔ اور جب مولوی صاحب کے نزدیک موت بھی ایک قسم کی توفی یعنی پوری پوری گرفت ہوتی ہے۔ تو پھر لفظ توفی کے معنے موت کو ایک قسم کی وضعی اور حقیقی معنے تسلیم کرنے میں ان کی طبیعت خدا جانے کیوں ہچکچاتی ہے۔ خیر آپ لفظ کے معنی موت کو مجازی معنی سمجھ لیں۔ مگر چونکہ لغت و محاورات عرب اور قرآن و حدیث میں اس لفظ کے معنی ہمیشہ موت اور قبض روح کے لئے جاتے ہیں۔ کوئی اور معنی نہیں کئے جاتے۔ اس لئے آپکا فرض ہے۔ کہ اس لفظ کے مشہور و متعارف معنی لیں۔ اور عیسائیت کا جھگڑا کھینچنے کے لئے حضرت مسیح کی خاطر اس لفظ کے کوئی اور معنی ایجاد نہ کریں۔

ناظرین! تحقیقات مندرجہ بالا سے ظاہر ہے کہ مولوی صاحب اپنے اس دعوے کی تائید میں کہ لفظ توفی کے معنی قبض روح مع الجسم کے ہوتے ہیں۔ کوئی شہادت پیش نہیں کرسکے لہٰذا پہلی تنقیح کا فیصلہ انکے خلاف کیا جاتا ہے۔

دوسری تنقیح کی بابت یہ گزارش ہے کہ حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے وہ تمام آیات قرآنیہ مع حوالہ جس میں لفظ توفی آیا ہے ایک جگہ جمع کر کے صاف طور پر دکھلا دیا ہے۔ کہ قرآن کریم کا عموماً التزام کے ساتھ اس لفظ کے بارہ میں یہ محاورہ ہے کہ وہ لفظ مذکور کو قبض روح اور وفات دینے کے معنوں پر ہر ایک جگہ استعمال کرتا ہے اور یہی محاورہ تمام حدیثوں میں پایا جاتا ہے۔ چنانچہ اہل لغت کی شہادت وفی العبد اذا قبض روحہ میں پہلے نقل کر چکا ہوں۔ پس یہ بات اس امر کی کافی شہادت ہے کہ لفظ توفی شریعت محمدیہ میں بمعنی موت و قبض روح مخصوص ہے۔ اور چونکہ تخصیص منقول شرعی کی تعریف میں داخل ہے لہذا ثابت ہو گیا۔ کہ لفظ توفی کے مصطلح قرآنی اور منقول شرعی معنی موت اور قبض روح کے ہیں

یہ قاعدہ کہ قرآن کریم میں کسی لفظ کے جن معنوں کا التزام کیا گیا ہے۔ وہ معنی واجب التسلیم ہیں۔ مولوی ابراہیم صاحب نے اپنے رسالہ سلم الوصول کے مقدمہ میں لفظ سنت اللہ کے معنوں پر بحث کرتے ہوئے تسلیم کر لیا ہے۔ پس لفظ توفی کے جن معنوں کا قرآن کریم میں التزام کیا گیا ہے۔ وہ یقیناً واجب التسلیم ہیں۔ مولوی صاحب کی عبارت حسب ذیل ہے

تمام قرآن شریف میں جہاں کہیں سنت اللہ پر عدم تبدیل کا حکم لگایا ہے ان سب مقامات میں سنت اللہ سے مراد عذاب الٰہی ہے۔ اور قرآن شریف میں اس امر کا ایسا التزام کیا گیا ہے۔ کہ سارے قرآن شریف میں ایک مقام بھی اس سے خالی نہیں۔ سو اللہ تعالےٰ اس عذاب مہلک کی نسبت فرماتا ہے۔ کہ میرے بھیجے ہوئے عذاب کو نہ تو کوئی بدل سکتا ہے۔ اور نہ کوئی ٹال سکتا ہے۔ اس امر کے سمجھنے کا آسان طریق یہ ہے۔ کہ انصاف پسند طالب وہ سب مقامات جہاں یہ الفاظ یا انکے ہم معنی الفاظ وارد ہوتے ہیں۔ انکا ما قبل و ما بعد پر بغور نظر

کرے تو بفضلہ تعالےٰ ان الفاظ کے ساتھ ہی عذاب الٰہی کا ذکر بالتصریح موجود ہوگا پس قاعدہ نظم وارتباط قرآن کریم میں سکو اس امر کی تسلیم پر مجبور کر دیگا کہ ان سب آیات میں سنت اللہ سے مراد عذاب الٰہی ہے"

اب ہم مولوی صاحب کی عبارت میں بہ تغیر یسیر کہہ سکتے ہیں کہ سارے قرآن شریف میں جہاں کہیں لفظ توفی (از باب تفعل) انسان کے لئے بولا گیا ہے۔ اور اللہ تعالےٰ اسکا فاعل ہے۔ وہاں اس لفظ کے معنے موت یا قبض روح کے تے گئے ہیں۔ اور قرآن شریف میں ان معنوں کا ایسا التزام کیا گیا ہے۔ کہ سارے قرآن شریف میں ایک مقام بھی ان سے خالی نہیں۔ اس امر کے سمجھنے کا آسان طریقہ یہ ہے۔ کہ انصاف پسند طالب وہ سب مقامات جہاں لفظ توفی بحالات مذکورہ قرآن کریم میں وارد ہوا ہے۔ اور جسکا نقشہ حضرت اقدس نے کھینچا ہے اور پر لکھا جا چکا ہے بغور ملاحظہ کرے تو بفضلہ تعالےٰ اس لفظ کے معنے موت یا قبض روح کے ہی پائیگا قبض روح مع الجسم کے معنے ہرگز نہ پائیگا۔ پس قاعدہ نظم وارتباط قرآن کریم کو اس امر کی تسلیم کرنے پر مجبور کر دیگا۔ کہ ان سب آیات میں لفظ توفی کے معنی موت یا قبض روح کے ہی ہیں قبض روح مع الجسم کے ہرگز نہیں۔ ہاں اگر کوئی انصاف پسند طالب نہ ہو بلکہ عیسائیت کے چھکڑے کھینچنے کا ٹھیکیدار ہو تو وہ ہماری بحث سے خارج ہے۔

بوجوہ مذکورہ بالا دوسری تنقیح کا فیصلہ بھی مولویکا کے خلاف کیا جاتا ہے

تیسری تنقیح کی بابت کچھ زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں جو شخص اس بات پر سچا ایمان رکھتا ہے۔ کہ قرآن شریف خدا کا کلام ہے۔ اور حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم واقعی رسول اللہ و خاتم النبیین ہیں۔ وہ یقیناً خدا و رسول کے دستور العمل کو تمام دنیا پر مرجح اور مقدم سمجھیگا۔ بھلا کسی دانشمند فیور مسلمان سے یہ کیونکر ممکن

ہے کہ اصطلاح قرآنی کو چھوڑ کر جاہلیت کے زمانہ کی طرح محض لغت کی پیروی کو اپنا دین وایمان قرار دے۔ اور اہل لغت کی سند کو خدا اور رسول کے ارشاد پر مرجح سمجھے ہرگز نہیں۔ اسلئے لفظ توفی کے معنے خدا اور رسول کے کلام سے جو بالالتزام قبض روح اور موت کے ثابت ہوئے۔ یہی معنی مقدم اور مرجح اور واجب التسلیم ہیں۔ لہذا اس تنقیح کا فیصلہ بھی مولوی صاحب کے خلاف کیا جاتا ہے

بالآخر مولوی ابراہیم صاحب توفی کی بحث میں شکست یافتہ ہو کر خفت مٹانے کے لئے شاید اب یہ عذر پیش کریں۔ کہ اگرچہ میں لفظ توفی زیر بحث کے معنے قبض روح مع الجسم قرآن و حدیث و لغات و محاورات عرب سے ثابت نہیں کر سکا۔ لیکن چونکہ میں نے ایک مرتبہ خواب میں دیکھا تھا۔ کہ میں خر سوار بنی حضرت مسیح ناصری کی گاڑی کے چھکڑے میں جتا ہوا ہوں۔ اور اس گاڑی یا چھکڑے کو پورا زور لگا کر کھینچ رہا ہوں اسپر میں کہ معتقد بھی ہو گیا ہوں۔ اسلئے میرا ڈبل استحقاق ہے کہ بھولے بھالے مسلمان میرے تقدس کے دام میں پھنس کر جو بے سند بات میرے منہ سے سُن لیں اسپر آمنا و صدقنا کہیں۔ تو اس عذر لنگ کا جواب ہماری طرف سے یہ ہے کہ اے مسکین مولوی صاحب عیسائیت کا چھکڑا کھینچنے کی وجہ سے آپ عیسائیوں اور نیم عیسائیوں کے دلوں میں کیسے ہی عزیز کیوں نہ سمجھے جائیں۔ مگر مقدس اسلام کے سچے پیرو چونکہ خدا اور رسول کے دستور العمل کو سب پر مقدم رکھتے اور اسکے خلاف کسی کی بھی نہیں سنتے۔ اسلئے آپ کے علم وتقدس کا افسوں ہمپر ہرگز اثر نہیں کر سکتا ؎

علم آں بود کہ نور فراست رفیق اوست ✣ دیں علم تیرہ را بپشیزے نمی خرم

فارسی سمجھ میں نہ آئے تو میں آپکو اردو میں سمجھاتا ہوں۔ رباعی

عیسائیت کا چھکڑا اب بھی کھینچ ✣ اسلام سے تعلق اسکو نہیں زیبا ہے

علم و عمل کا دعوے اُسکو غریب سب ٭ دیسا جو مولوی ہو دجال کا چچا ہے

اے محبان اسلام و عاشقان رسول انام! کیا آپکی غیرت اسلامی اسبات کو روا رکھتی ہے کہ بعض دجال اسلامی لباس میں ۔ ۔ ۔ ۔ عیسائیت کا چھکڑا کھینچنے پر علانیہ فخر کریں۔ اور حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو بات بات میں سید المرسلین و خاتم النبیین حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم پر فضیلت دیں اور اسلام کے بہی خواہ اور مسلمانوں کے بے ہمدرد سمجھے جائیں۔ مجھے امید ہے۔ کہ آپ کی غیرت اسلامی اس بات کو ہرگز روا نہ رکھے گی۔

بھائیو! خوب یاد رکھو کہ ایسے مولویوں کے وجود سے اسلام کو نقصان کے سوائے کچھ فائدہ نہیں ہاں گر یہ کہو کہ ایسے مولویوں کی بدولت قیامت یاد آتی اور آیت کریمہ مثل الذین حملوا التورٰىۃ ثم لم یحملوھا کمثل الحمار یحمل اسفاراً۔ بئس مثل القوم الذین کذبوا بآیات اللہ۔ واللہ لا یھدی القوم الظالمین کی تفسیر مثل تصویر آنکھوں کے سامنے پھر جاتی ہے۔ تو ظاہر اس سے ہمیں بھی انکار نہیں۔ ہم یہی کہیں گے۔ کہ جناب درست و بجا فرماتے ہیں اور کسی کا یہ شعر بہت صحیح ہے سے

ایسے ملاؤں سے ہے اسلام کو نقصان ٭ یاد آتی ہے قیامت انکے پھر دیکھکر

مولوی ابراہیم آگے چلکر توفی کے معنے کی تعیین کے لئے قرآن کا لحاظ کرنا ضروری سمجھتے اور اسی پر بحث چھیڑ دیتے ہیں۔ ہم دکھلا چکے ہیں۔ کہ لفظ مذکور کے معنی قرآن و حدیث و لغت عرب میں بالحاظ قرآن موت اور قبض روح کے لئے جاتے ہیں اسلئے توفی کے معنے معلوم کرنیکے لئے قرآن کی بحث غیر ضروری معلوم ہوتی ہے مگر چونکہ ایک محقق کی حیثیت سے بغرض کامل تحقیقات ان قرآن پر بھی لحاظ کر لینے میں کچھ حرج نہیں معلوم ہوتا لہذا اب مولوی صاحب کے قرآن پیش کردہ

پر نظر ڈالی جاتی ہے۔

قرآن کی بحث میں مولوی صاحب نے مفسرین کے اقوال سے استدلال کیا ہے۔

ان اقوال میں سے ایک قول صاحب تفسیر کبیر کا یہ ہے کہ انی متوفیک صرف توفی کے حاصل ہونے پر دلالت کرتا ہے۔ اور توفی جنس ہے۔ جس کی کئی انواع ہیں بعض موت کے ساتھ اور بعض آسمان پر اٹھائے جانے سے۔ پس جب اسکے بعد رافعک الی فرمادیا۔ تو تعیین نوع کے لئے قرینہ ہوا اور تکرار نہ ہوا"

ریویو نگار۔ چونکہ صاحب تفسیر کبیر نے اس امر کی تائید کے لئے کہ توفی کے ایک نوع آسمان پر اٹھائے جانے سے معین ہوتی ہے۔ کوئی سند پیش نہیں کی اور انکا یہ قول جمہور اہل لغت اور نیز قرآن و حدیث کے خلاف ہے۔ اسلئے لائق التفات نہیں معلوم ہوتا ہے۔ کہ ایسی ہی بے تکی ہانکنے کی وجہ سے حضرت مولانا روم رح رازی صاحب کی شان میں فرمایا ہے۔

گر باستدلال کار دیں بدے ✤ فخر رازی راز دار دیں بدے

پائے استدلالیاں چوبین بود ✤ پائے چوبیں سخت بے تمکین بود

ہاں اگر آسمان پر اٹھائے جانے سے وفات کے بعد مومنین کی ارواح کی طرح روح کا رفع مراد لیا جائے تو ہمیں اسکے مان لینے میں کچھ عذر نہیں۔

پھر مولوی صاحب لکھتے ہیں۔ کہ اگر توفی کو نوع موت میں معین کریں۔ تو بموجب مذہب حضرت ابن عباس رضہ آیت میں تقدیم و تاخیر ہوگی۔ . . . اور نیز تفسیر معالم میں ضحاک شاگرد حضرت ابن عباس سے اسکی تصریح موجود ہے"

مولوی صاحب کی اس تحریر سے ثابت ہے۔ کہ حضرت ابن عباس ؓ اور انکے شاگرد ضحاک نے توفی متعلقہ آیہ کریمہ انی متوفیک کو نوع موت میں معین کیا ہے۔ یہ امر کہ حضرت ابن عباس اور ضحاک کا مذہب تقدیم و تاخیر آیت ہے۔ یا کیا ایک جداگانہ بحث ہے۔ جس پر علیحدہ نظر کیجاوے گی۔ مذہب انکا جو کچھ بھی ہو۔ مگر حضرت ابن عباس اور انکے نامور شاگرد ضحاک نے توفی کو جو نوع موت میں معین کیا۔ اس سے یہ بات روز روشن کی طرح ظاہر ہو گئی کہ انہوں نے وافعک الیّ کو توفی کے معنے قبض روح مع الجسم لینے کے لئے صاحب تفسیر کبیر اور انکے مقلد مولوی ابراہیم کی طرح کوئی قرینہ قرار نہیں دیا۔ کیونکہ موت میں صرف روح قبض ہوتی ہو ہاں روح قبض ہوتی ہے۔ روح اور جسم دونو قبض نہیں کئے جاتے۔

پھر مولوی صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ تفسیر خازن۔ ابن کثیر و در منثور فتح البیان معالم۔ کبیر وغیرہ میں ہے۔ کہ اس آیت کے دوسرے معنے یہ ہیں کہ توفی سے مراد نیند ہے۔

مولوی صاحب کی اس تحریر سے ظاہر ہے۔ کہ ان تمام تفاسیر مذکورہ بالا کے مصنف وافعک الیّ کو توفی کے معنے لینے کے لئے قرینہ ہرگز قرار نہیں دیتے کیونکہ ہر شخص جانتا ہے۔ کہ نیند میں صرف روح قبض ہوتی ہے

پس یہ تمام شہادتیں جو مولوی صاحب نے ابتک پیش کی ہیں۔ مولوی صاحب کے خلاف ہیں۔ اور خود مولوی صاحب بھی انکو بالکل حق اور مطابق واقعہ نہیں مانتے

چنانچہ وہ صفحہ ۱۴ پر لکھتے ہیں

اگر اس آیت میں توفی سے اسکی تیسری نوع رفع مراد لیجائے۔ جو بالکل

شذرات

خانہ کعبہ میں یونیورسٹی

مولوی شبلی نعمانی کی اس تحریک کے مخالف و موافق بہت بحث ہو رہی ہے۔ مگر میں ایک اور نقطہ خیال سے یہ مشورہ دیتا ہوں کہ وہاں یونیورسٹی نہیں چاہیئے۔ اللہ تعالےٰ نے اس کو اپنی ہستی کا ایک نشان بنایا ہے اور سکاریتیکا سیدان (?)۔ اور وہ بیت عتیق باوجود اسکے کہ ظاہری رنگ میں کوئی اسباب کشش اپنے اندر نہیں رکھتا۔ مگر اس میں ہر طبقہ کے لوگ دیوانہ وار چلے آتے ہیں۔ حج کے جس قدر ارکان ہیں۔ ان میں مجذوبانہ شان اندر ہے جو دنیاوی عقل و فکر کے ترازو میں نہیں آسکتی۔ وہ مقام ہے جہاں پر آکر یہ علوم ظاہری ختم ہو جاتے ہیں۔ اور معارف و حقائق کا ایک دریا (?) رکھتا ہے۔ وہاں ان دنیوی سٹیوں کی گنجائش نہیں۔ ع کافی ہے سوچنے کو اگر اہل کوئی ہے

مخالفت سنت نبوی

بارہا مسلمانان محمدیہ کا موجودہ طرز عمل دیکھ کر انگشت بدنداں رہ جاتا ہوں۔ اور پھر کچھ نہیں آتا کہ الٰہی یہ کیا ہوا ہے۔ عید الضحیٰ چونکہ نبی علیہ السلام کا حکم تھا۔ اسلئے اسکے امتناع پر یہ زور شور کہ کوئی عید نہ منائے سوگ کرو۔ اور قربانیاں نہ دو۔ اور جب اپنی خود ساختہ عید میلاد کا وقت آیا جس کا ثبوت نہ صحابہ سے ملتا ہے۔ نہ تابعین سے تو باوجود اسکے کہ ترکوں کی حالت اس سے زیادہ نازک و خراب تھی۔ پر خود سلطان نے شائع کیا کہ اسے منایا جائے۔ شرم۔ جو چال چلتے ہیں۔ الٹی ہی چلتے ہیں تاکہ کوئی قدم جادہ سنت نبوی پر بھولے سے بھی نہ پڑے

مسیح موعود کی کامیابیاں

اخبار پڑھتا ہوں۔ اور بعض اوقات سجدہ میں گر جاتا ہوں۔ کیونکہ وہ باتیں جو اعلان میں (?) جو مجدد

الف آخر نے جوش کہیں۔ ادہر مدعیانِ اسلام نے انہیں تجارت سے روک دیا۔ اب حالات سے مجبور ہو کر خود مان رہے ہیں۔ ستانہ و واقعات گذاز ہیں مولوی شبلی نعمانی و مولوی عبدالکریم کا قضیہ ہے۔ ایک مضمون ندوہ میں چھاپ کر شائع ہوا ہے کہ جہاد مدافعانہ اور حملہ آورانہ دونوں طرح پر ہے وغیرہ ذالک۔ نہ صرف مولوی شبلی بلکہ ندوہ کی جنرل کمیٹی اسپر اظہار افسوس کرتی اور کہنے والے کو معطل کرتی ہے۔ اور یوں وہ علماء و فضلاء اور انکے عمائد حضرت مسیح موعود کے مذہب دربارہ جہاد سے اتفاق کرتے ہیں۔ اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال

ظہور مہدی اخباروں میں پکار پکار کر رو رو کر کہا جاتا ہے۔ امام مہدی خروج فرمانے والے ہیں انکے ظہور کا وقت ہے۔ ایسے یکم اپریل ۱۹۰۸ء میں ایک نظم چھپی ہے ؎

کملی والے بھیجو خبریا	بعثت مہدی کا مژدہ سنایا
سید جیلانی کی یہ دعا ہے	مہدی برحق آجا آجا

دوسرے صاحب کہتے ہیں ؎

تیرے قربان میرے گیسو والے آقا	اب تو پردۂ غیبی سے ہٹ کے آجا
قید ہیں اور یتیموں کی طرف آجا	نکل اے لیک کے رسالے آجا
تیرا اجلال تو تکلیف نہ فرمائے گا	پیکر مہدی موعود میں کون آئیگا
نگراں لوگ ہیں مسجد اقصیٰ بھی ہیں	احمد کے لئے تیار مسیحا بھی ہیں
شام سے جلوہ نما ہو کر خراساں آ	احمد کے لئے آیا ہے جس خروج آ

میں بشارت دیتا ہوں کہ وہ موعود آچکا۔ مبارک وہ جو ایمان لائے

لاتا میری دوربین ایک صاحب تھے شارٹ سائٹ نیچرے۔ نمبر ۔۔۔ کی عینک بھی کام نہ دیتی تھی۔ اسلئے آپ ایک دوربین اپنے پاس رکھتے جب

کوئی شے متحرک سجھائی پڑتی تو ڈرانے والی سیری دوربین

یہی حال ہے ہمارے مسلمان کہلانیوالوں کا کچھ رقم مسلم یونیورسٹی کے لئے جمع کر بیٹھے ہیں۔ اب کوئی مشکل پیش آگئی بس جھٹ اعلان کر دیا جاتا ہے کہ ہمارا مسلم یونیورسٹی کا روپیہ تاکہ یہ مشکل حل ہو جائے۔ کہیں یونیورسٹی ہے تو اس روپے اسلامیہ کالج لاہور میں سائنس کی تعلیم کا انتظام ہو تو اس روپے سے ترکوں کو قرض دیا جائے تو اس روپے سے غرض سب کام اسی سے ہونگے۔ کیا کم ہمتوں اور کوتاہ اندیشوں کی سی باتیں ہیں

ریویو

حالات نواب وبیر الدولہ سر سید کے نام کے دلچسپ سوانحات عمر جنکے آخر میں سرسید کی والدہ کی حالات بھی نہایت عمدگی سے مرتب کئے گئے ہیں یہ پچاس صفحے کا رسالہ ۸ر ملیگا۔

حکمت کے موتی وادی کشمیر کے تاریخی خزانوں سے یہ تمام سبق آموز اقوال عبرت انگیز شلوک اور معنی خیز نکتے سنسکرت زبان کی نہایت مشہور مستند تاریخ کلہن راج ترنگنی سے انتخاب کئے گئے ہیں۔ پہلے شلوک کا ترجمہ لکھا ہے پھر اسکے متعلق وہ تاریخی واقعہ ہے جس کی بناء پر وہ سبق آمیز یا عبرت انگیز معنی خیز قول ہے۔ یہ رسالہ بہت مفید اور لٹریری دنیا میں قابل قدر اضافہ ہے۔ مصنف راج ترنگنی کے حالات بھی دئے ہیں۔ قیمت ۴ر

تکمیل تاریخ کشمیر حصہ سوم جس میں سکھوں کی ستائیس سالہ عہد حکومت کشمیر کا مفصل بیان ہے اور اس حصہ میں سلطنت ڈوگرہ اور حکمران خاندان کی باہمی خانہ جنگیوں اور عبرت انگیز تباہیوں کا ذکر ہے۔ فوق صاحب نے اس کتاب سے تاریخ کی بیش بہا خدمت ادا کی ہے قیمت ۱ر مجلد تینوں کتابیں ملنے کا پتہ مؤلف منشی محمد دین

صاحب فوق ایڈیٹر کشمیری لاہور سے منگوایئے

مکتوبات احمدیہ جلد دوم جس میں سیدنا المسیح الموعود کے وہ مکتوبات ہیں جو آپ نے جناب آریہ برہمو لیڈروں کے نام لکھے۔ ان خطوط میں انکے مذاہب کی تردید اور اسلام کی حقانیت کے زبردست دلائل ہیں جو ہر مناظر کے لئے بہت مفید ہوسکتے ہیں اور میرے نزدیک تو ہر احمدی کی پوزیشن موجودہ زمانہ میں ایک مناظر کی ہے۔ اسلئے میں پرزور الفاظ میں اسکی خریداری کی تحریک کرتا ہوں قیمت ۸ ر مجلد ۹۰ صفحے ملنے کا پتہ بدر قادیان

البشریٰ حصہ اول

اگر آپ ان الہامات اور کشوف اور رؤیا کو دیکھنا چاہتے ہیں جو امام آخر الزمان

مسیح موعود ؑ

پر نازل ہوئی۔ تو ۱۲ ؎ کے ٹکٹ بھیج کر یہ کتاب جلد منگوا لیجئے۔ دفتر تشحیذ قادیان ضلع گورداسپور

ہینڈ بل نمبر ۲ احمدیہ ینگ مین ایسوسی ایشن کی طرف چابکسواران لاہور کا ہینڈ بل نمبر ۲ بعنوان امام وقت کی بیعت ضروری ہے شائع ہو گیا جس میں نہایت لطیف طرز میں آیات و احادیث و شہادت اولیاء کبار سے ہر صدی کے سر پر ایک مصلح و مجدد کی ضرورت اسکی بیعت کا وجوب اور اسکی اطاعت پر نجات کا مدار ثابت کیا ہے اور ہینڈ بل نمبر ۳ میں بعنوان مجدد وقت کا پتہ بتایا ہے کہ اس صدی کا مجدد و مسیح و مہدی ہو چکا ہے۔ اور اسکے ظہور کے لئے یہی صدی چار دلائل قاہرہ سے ثابت کی ہے۔ احباب محصول ڈاک بھیجکر منگوائیں اور تقسیم کریں۔ اللہ تعالےٰ نوجوانوں کے مساعی کو مشکور فرمائے آمین

نصائح مخزن ثبوت یہ دو ٹریکٹ نہایت خوشخط اور عمدہ کاغذ پر صوفی احمد الدین و مرزا مبارک علی۔ قاضی حبیب اللہ صاحبان کے اتحاد و تلاش کی سرگرمانہ کوششوں کا

نتیجہ ہیں۔ اور ان میں خصوصیت یہ ہے کہ جو کچھ ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ہی لکھا ہوا ہے۔ ثبوت میں حضرت اقدس نے اپنے دعوے کا ثبوت دیا ہے اور اپنے تئیں بحیثیت رسول کے پیش کیا ہے۔ اور بتایا ہے کہ خدا نے میرا نام محمد و احمد رکھا ہے۔ بارک اللہ سعیہم۔ احباب قاضی حبیب اللہ بیڈن روڈ لاہور کے پتہ پر منگوا لیں

سرمہ نور البصر دھند جالا غبار گرے کے لئے مفید فی شیشی عہ اور سرمہ سفید خارش چشم کے لئے مفید فی شیشی ۸؍ میر برکت علی بمقام رتنال ڈاکخانہ پنڈی کالو گجرات سے منگوائیے۔ پیر صاحب بہت نیک و متقی احمدی ہیں۔ میں سفارش کرتا ہوں۔

استجمار حکیم حاذق ماسٹر عبد العزیز صاحب نے یہ دھونی تیار کی ہے۔ جس سے مکان اور کپڑے صاف ہو جاتے ہیں۔ حدیث میں استجمار کی تاکید ہے۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح تاکید فرماتے ہیں کہ ہر مومن کو چاہئے کہ وہ کم از کم ہفتہ میں ایکبار اپنے کپڑوں اور مکانوں کو دھونی دے۔ احباب بذریعہ تشحیذ قادیان وی پی کی درخواست کریں۔

مساوات یہ اخبار ہفتہ وار الہ آباد مساوات پریس سے بادارت مسٹر حیدر احمد بیگ نکلتا ہے۔ متانت سے ہر معاملہ پر بحث کرتا ہے۔ غنیمت ہے ۱۶ صفحے سالانہ چار روپے

مرقع نثر و نظم کا عمدہ مجموعہ اور میرے خیال میں یہ پہلا گلدستہ ہے۔ جس نے اعلان کیا ہے کہ کوئی شعر ایسا شائع نہ ہوگا۔ جس میں احکام الٰہی کا استخفاف پایا جائے۔ ادبی ترقی کے شائقین شعر و سخن کا مذاق رکھنے والے اور گلدستوں سے اسے ترجیح دیں۔ پتہ نامی پریس شاہجہانپور

آثار مبارکہ حضرت مسیح موعود کی ڈائری کو با ترتیب آئیوار ماہ منظور الہی صاحب نے جمع کرنا شروع کیا ہے۔ جو بہت بابرکت اور مفید اور قابل ستائش کام ہے۔ اللہ انکی ہمت میں برکت دے۔ یہ ۱۴ صفحے کا رسالہ حصہ اول بطور نمونہ شایع کیا ہے مستقل خریدار اپنے نام درج کرالیں۔ اسکے پڑھنے سے اس عہد خوشتر کے صبح و شام کے دربار اور سیر کی کیفیت آنکھوں میں پھر جاتی ہے۔ ان کلمات طیبات میں حضور نے عجیب عجیب معارف و حقایق فرمانے میں پیارے عام کی پیاری پیاری باتیں ایک آنہ قیمت بتاتے شرم آتی ہے۔ آہ! اسی کی باتوں کو سننے کے لئے بڑے بڑے اولیاء اور خلفاء اور بادشاہ فوت ہوگئے مبارک ہیں ہم جو مفت میں سنتے ہیں۔ دوستو! دوڑو اور امر کے ٹکٹ بھیجکر تشحیذ قادیان سے منگواؤ

البشریٰ (۴) عمر

مجموعہ الہامات حضرت مسیح موعودؑ
کے
خریداروں سے خاص رعایت

نام کتاب	قیمت	رعایت	خلاصہ مضمون
۱۔ مجربات نورالدین حصہ سوم	۱۰ر	۱۴ر	شاہی الطبیب حکیم حاذق حضرت مولانا نورالدین صاحب کے مجربات نہایت مفید اور نسخے
ترجمۃ القرآن پ ۲۷	عہ	۱۰ر	کون نہیں جانتا کہ آجکل ایسی تفسیر

نام کتاب	قیمت غیر مجلد	قیمت مجلد	خلاصہ مضمون
ترجمۃ القرآن پ ۲۵ پ ۲۶	عہ عہ	۶ر ۶ر	کی فہرست ہے جس میں آیات کا ربط بتایا گیا ہے۔ اور ان دلائل کو کھولکر لکھا گیا ہے جو قرآن مجید ہر آیت میں اپنے دعوے کے ساتھ پیش کرتا ہے۔ اور جو دوسری الہامی کتابوں سے منجملہ امتیازی نشانات کے ہے۔ شیخ یعقوب علی صاحب کے تفسیری پرچے اس ضرورت کو پورا کرتے ہیں۔ حجم قریباً ۱۰۰ سے ۱۲۰ صفحہ ہے ہر پارہ کا
تحفۂ سالانہ جلسہ ۱۹۰۷ء	۱عہ	۱۲ر	یعنی حضرت مسیح موعودؑ و خلیفۃ المسیح و مولوی عبدالکریم صاحب کی تقاریر کا مجموعہ ہے۔ نہایت نادر اور معارف حقائق کا گنجینہ ہے۔ دو سو صفحہ
حقیقت نماز	عہ	۵ر	جس میں نماز کی حقیقت اور اسکے متعلق ضروری مسائل اور ارکان نماز کا فلسفہ بیان کیا گیا ہے۔ بے نظیر کتاب ہے۔ آخیر میں چند سورتوں کے عجیب و غریب تفسیر ۲۰+۲۶+۷+۲۰ صفحہ
النصح	۳ر	۵ر	یہ ایک رسالہ ہے جس میں نبی کریم صلعم کے ظہور کی بشارت کتب سابقہ سے دکھائی گئی ہے اور اسکے ساتھ ایک نہایت مسلم

نام کتاب	قیمت اصل	قیمت رعایتی	خلاصہ مضمون
رد چکڑالوی	ﻌہ	ﻌہ	سند میں ہے اسباب متکار حلا رد حالی الطالع چکڑالوی کا فتنہ کشت ہے مگر یہ اسکا رد بھی نہایت ہی سخت ہے حجم سو صفحہ
عمدۃ الاحکام	ﻌﻤﺭ	ﻌﻤﺭ	بخاری اور مسلم کی صحیح احادیث کا مجموعہ مترجم اردو با اعراب خوشخط پسندیدہ امیر المومنین
خطبات نور حصہ اول	۸	ﻌہ	حضرت امیر المومنین کے خطبات کا مجموعہ جو عید و جمعہ پر آپ نے پڑھے حقائق و معارف کا خزینہ
″ ″ دوم	۱۰		
امتیازی نشانات مسیح موعود	۱		وہ نشانات جن سے مسیح موعود و دیگر اولیاء امت محمدیہ بلکہ بعض انبیاء سے ممتاز ہو کر مسیح موعود ٹھک ہیں کے الگ دیکھ کر منگوائیں
طبیب روحانی	ﻌہ	۱	بعض روحانی امراض کا علاج قرآن اور احادیث خوشخط بچوں کے پڑھانے کیلئے
ادعیۃ الاحادیث	ﺸﺭ	۱	احادیث کی وہ دعائیں جو مختلف مقامات و حالات کے مناسب رسول کریم صلعم نے فرمائیں
ہدایات دربارہ معاملات	۲	۱	معاملات کے بارے میں احادیث نبوی کا مجموعہ
ظہور المسیح	۶	ﻌہ	مسیح موعود کی وفات اور مسیح محمدی کی صداقت کا ثبوت تمام مخالف کتابوں کیلئے ریکارڈ لکھا ہے

سفوف ہاضمہ [illegible]

[illegible]

بینڈ بل [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

پیغام خدا کے [illegible]

[illegible]

[illegible] قاضی حبیب [illegible] لاہور

دو عیسائیوں کا محاکمہ [illegible]

عیسائی مذہب کا فوٹو [illegible]

[illegible]

[illegible] قیمت [illegible]

قرآن کریم اور عیسیٰ [illegible]

میموگ [illegible]

[illegible]

[illegible] قیمت [illegible]

فیضان سنوسی [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۶۴

[illegible]

فصلی بخار و طحال کی دوا

[illegible] فصلی بخار [illegible]

[illegible]

داد کا مرہم - داد کا مرہم

[illegible]

[illegible]

نوٹ ۔ ہر جگہ [illegible] دوا فروش کے یہاں ملتی ہے

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵ و ۶ تاراچند دت اسٹریٹ کلکتہ

۱۹۱۳

بابت ماہ جون ۶

تشحیذ الاذہان

فہرست مضامین

قیمت سالانہ

۸۰ صفحہ کا رسالہ

احباب کرام [illegible] ۸۰ صفحہ [illegible] اپریل کے [illegible]

[illegible]

[illegible] ہزار بارہ سو روپے [illegible]

[illegible]

دوسری گذارش [illegible]

[illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

رسالہ

تشحیذ الاذہان

بابت ماہ جون ۱۹۱۳ء

تصدیق المسیح

یعنی

نامۂ حیدری کا جواب

منشی غلام حیدر صاحب پنشنر سیٹلمنٹ سرمنشی محلہ رامپور نے ایک ٹریکٹ شائع کر کے اپنی پرانی مگر ناکام مخالفت کو پھر تازہ کیا ہے اس میں لکھا کہ احمدی احادیث کی پرواہ نہیں کرتے جسکا جواب انکی خدمت میں عرض کیا گیا تو ایک دوورقہ شائع فرمایا جس میں بہت سے سوالات تھے اور آپ نے اپنی پرائیویٹ چٹھی میں مجھے یقین دلایا کہ یہ سوالات محض بہ طلب حق ہیں اسلئے خاکسار نے بتقاضائے خیرخواہی ملاقات کے انکا جواب لکھا ہے میں امید کرتا ہوں کہ ماسٹر صاحب موصوف اور عام اہل اسلام بہ توجہ تمام مطالعہ فرمائینگے اللہ تعالے اس مضمون کو نافع للناس بنادے اللھم آمین اقول و باللہ التوفیق وھو نعم المولی ونعم الرفیق

تمہید میں آپ نے اجماع پر زور دیا ہے اور اس میں اجماع کے خلاف کرنیوالے ٹھہرایا ہے

جواب: ارشاد الفحول امام شوکانی کی تصنیف ہے جس پر آپکو اعتماد ہے وہ اجماع کی

تعریف اجماع تعریف کرتے ہیں صفحہ ۷۰ ھو اتفاق مجتہدی امۃ محمد صلعم بعد وفاتہ فی عصر من الاعصار علی امر من الامور۔ پھر اسکے ساتھ کچھ اور قیدیں بھی بڑھائی گئی ہیں ایک تو یہ کہ اس اجماع پر آخر وقت تک وہ مجتہدین قائم رہیں۔ دوم یہ کہ پہلے اس امر پر خلاف نہ ہو چکا ہو سوم یہ کہ وہ متفق ہونیوالے عادل ہوں اور عدد انکا اتنا پہنچ جائیں یعنی کذب پر انکا جمع ہونا محال ہو

امکان اجماع بعض نے کہا ہے کہ حکم واحد پر جو معلوم بالبداہت نہ ہو۔ انکا اتفاق ایسا ہی محال ہے جیسا ایک ہی وقت میں کسی ایک کھانے پر جمع ہونا یا کلمہ واحد سے تکلم محال ہے (ب) پھر یہ اتفاق تو موقوف ہے نقل حکم میں متساوی ہونے پر جو مجتہدین کے دور دراز علاقوں میں پھیلے ہونیکی وجہ سے محال ہے (ج) پھر یہ اتفاق یا کسی امر قاطع سے ہوگا یا ظنی سے اگر قاطع ہے تو عادتاً اسکی عدم نقل محال ہے کیونکہ اگر ہوتا تو ضرور نقل ہوتا اور نقل ہونیکی صورت میں اجماع سے غنی کر دیتا اور اگر ظنی ہے تو پھر بوجہ اختلاف افہام وتباین افکار اتفاق ممتنع ہے

علم اجماع اجماع کے معلوم ہونیکا ذریعہ یہی ہو سکتا ہے کہ ہمیں اس بات کی صحیح خبر پہنچے کہ تمام مجتہدین امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر اتفاق کر لیا۔ اور اتفاق امت کا علم ہر ایک فرد کی معرفت پر موقوف ہے اور یہ متعذر ہے کیونکہ کون ایسا ہے جو شرق وغرب کے مجتہدین امت کو جانتا ہے۔ اور اگر کوئی شخص ایسا تہیا بھی کرے۔ تو اسکی عمر قبل اسکے ختم ہو جائیگی کیونکہ پہلے ہر مکان پر پہنچنا ضروری ہے جہاں اہل علم رہتے ہیں پھر اس بات کی تحقیق کرنی ہے کہ آیا وہ اجماع کا اہل بھی ہے یا نہیں۔ اور پھر آسنے کہا بھی ہے یا نہیں اور اگر کہا ہے تو کوئی ایسی بات تو نہیں جس سے متاثر ہو کر اسوقت کسی ضرر کے خوف سے کہدیا ہو اور اگر کوئی ایسی محنت کرے بھی اللہ تعلم

مجتہدین امت کے قول کو اگر مان لیا جائے تو اس بات کی کیا ضمانت ہے کہ اسکے بعد ان میں سے کسی نے اپنے قول سے رجوع نہیں کر لیا اور اگر یہ فرض کر لیا جائے کہ وہ تمام مجتہدین امت محمدیہ شرق و غرب کے آ کر خلاف عادت ایک مکان میں جمع ہو گئے اور ان میں سے کوئی فرد باقی نہیں رہا اور انہوں نے کسی امر پر اپنا اتفاق ہونا کہا تو بھی اجماع کو مفید نہیں۔ کیونکہ ممکن ہے کوئی ان میں سے نہ بھی بولا یا خاموش رہا ہو۔ یا کسی خوف کی وجہ سے ایسا کہہ دیا ہو اور یہ بھی خیال ہے کہ شہرت اور استفاضہ اور چیز ہے اور اجماع اور چیز۔ اجماع میں تو ہر مجتہد امت کا قول ہونا بالتنصیص ہونا ضروری ہے اور اسکا علم سوائے ہمارے کمال کے بادشاہ و معرفت کے نہیں ہو سکتا۔ پھر لکھتا ہے کہ رحمہ اللہ الامام احمد بن حنبل فانہ قال من ادعی وجود الاجماع فھو کاذب اور خدا امام احمد حنبل پر رحم کرے جس نے کہا۔ جو اجماع کے وجود کا دعوی کرے وہ کاذب ہے اور اصفہانی نے صرف صحابہ کا اجماع مانا ہے کیونکہ انکی تعداد تھوڑی تھی۔ انکا اجماع اور اس اجماع کا علم ممکن ہے کیونکہ پھر نشر اسلام و کثرت علما کی وجہ سے متعذر ہو گیا اور یہی امام احمد نے پسند کیا۔ جو عہد صحابہؓ سے بہت قریب اور امور نقلیہ پر خوب اطلاع اور بڑا اچھا حافظہ رکھتے تھے

نقل اجماع | اچھا صاحب ہم نے مانا کہ اجماع کسی امر پر ہو گیا۔ مگر اسکی نقل یعنی دوسری جگہ پہنچانے کیلئے بھی شرائط ہیں کیونکہ نقل دو ہی طریق سے ہو گا۔ یا تواتر سے یا احاد سے۔ اب تواتر تو محال ہے کیونکہ یہ ممکن نہیں کہ اہل التواتر ایسے آدمی جنکا کذب پر جمع ہونا محال ہو شرق و غرب کے تمام مجتہدین کو دیکھیں اور پھر ان کو کسی امر پر اجماع کرتے سنیں پھر وہ اپنے جیسے اہل التواتر کو پہنچائیں۔ اور پھر اسی طریق سے خبر ہم تک پہنچے

حجیت اجماع | بعض نے کہا ہے کہ عدد کثیر کا کسی غلط امر پر اجماع محال نہیں بلکہ ممکن ہو جیسے کفار کی عدد کثیر نبوت سے منکر ہے اور ایک جماعت نے یہ کہا ہے کہ اجماع

کا ثبوت اجماع سے نہیں ہونا چاہیئے کیونکہ یہ تو اثبات الشئ بنفسہٖ ہے اور یہ باطل ہے
اور یہ جو من یشاقق الرسول من بعد ما تبین لہ الھدی ویتبع
غیر سبیل المومنین نولہ ما تولی و نصلہ جہنم وساءت
مصیرا اسکو اجماع کی حجیت پر دلیل ٹھہرائی جاتی ہو یہ صحیح نہیں کیونکہ کوئی وجہ نہیں
کہ سبیل المومنین سے مراد متابعۃ الرسول یا مناصرۃ الرسول یا اقتداء الرسول یا الایمان
بالرسول نہ ہو جب سبیل المومنین میں کم از کم ان معنوں کا احتمال بھی مان لیا جائے
تو بھی یہ استدلال تام نہیں ہوگا۔ کہ یہاں سبیل المومنین سے مراد ان مومنوں کا اپنا فتویٰ
یا قول ہو (ب) پھر شاقق الرسول وہ کافر ہو چکا اب اسکے لئے اجماع پر عمل کیسا
(ج) اور اگر کہیں کہ غیر سبیل المومنین کے اتباع کی ممانعت میں مشاقۃ الرسول
کی شرط نہیں تو وہی تبین الھدی کی ہوگی تو اب بھی اعتراض قائم ہے کیونکہ جب
تبیین انواع ہدی کا تبیین اسپر ہو چکا تو اس دلیل کا تبیین بھی ہوگا جس کے ذریعے اس
حکم اجماعی پر اہل اجماع پہنچے۔ جسکے انکار پر اب وعید سنایا جاتا ہے اس طرح بھی
اجماع کا کچھ فائدہ نہیں رہتا (د) پھر ہم پوچھتے ہیں کہ کل جو غیر سبیل المومنین ہو اس
سے منع کیا گیا یا بعض غیر سبیل المومنین سے اگر کہو کل ہو تو آیت کے الفاظ اسپر دال
نہیں کیونکہ غیر اور سبیل لفظ مفرد ہیں۔ اور یہ کل کیا فائدہ عموم بھی نہیں دیتے۔ اور
بعد التسلیم بھی معنی نہیں بنتے اور اگر بعض غیر سبیل المومنین سے منع کیا ہے تو یہ تو
ہم بھی مانتے ہیں کیونکہ سبیل ایمان ہے اور اسکا مغائر کفر ہے۔ پس اس آیت کے ذریعہ
کفر بالرسول سے منع کیا گیا ہے اور یہ آیت بھی ایک مرتد کے حق میں نازل ہوئی تھی۔
اسلئے بھی ثابت ہے کہ یہاں غیر سبیل المومنین سے مراد کفر ہے دوم جب ہم کہتے ہیں
کہ ہم سبیل المومنین کے غیر کا اتباع نہیں کرتے تو اس سے اسی امر کی ممانعت سمجھی
جاتی ہے جس سے وہ مومن بنتے ہیں۔ اور وہ ایمان بالرسول ہے اور نہ کچھ اور پھر سبیل کا لفظ

اپنے حقیقی منزل پر جیسے یعنی کوئی مادی رستہ مراد نہیں۔ بلکہ یہاں مجاز ہے۔ اور مجاز و حقیقت میں کوئی مناسبت ہونی چاہیئے۔ طریق سلوک اور اتفاق امت محمد صلعم علی امر من الامور میں کوئی مناسبت نہیں۔ البتہ یہ ہے کہ جس طرح طریق اور طریق میں حرکت بذریعہ مقصود تک پہنچاتی ہے اسی طرح دلیل اور حرکت ذہنیہ اس مطلوب تک پہنچائیگی۔ اور اجماع بھی آخر کسی دلیل کی بنا پر ہوگا۔ پس عملدرآمد تو اس دلیل پر ہوا جس کے ذریعہ اجماع ہوا۔ اجماع بنفسہ کوئی حجت نہ رہا۔ اور اگر کہیں کہ اجماع استدلال سے نہیں تو ہر امر کسی استدلال پر مبنی نہ ہو وہ خطا ہوگا ہوا اور اس طرح کسی امر غلط پر اجماع لازم آئیگا۔ اور یہ بات صحت اجماع میں قدح ہوا۔ اچھا اگر یہ مان لیں کہ اس آیت سے مومنین کے اجماع کا وجوب نکلتا ہے تو کیا تمام مومنین یا بعض مومنین بعض تو غلط ہے کیونکہ ال استغراق کا ہے۔ اور بعض کا اجماع یوں بھی غیر معتبر ہے۔ پس کل مومنین مراد ہیں۔ مومنین تو قیامت تک ہونگے اسلئے اس زمانہ میں جو موجود ہیں۔ ان پر کل صادق نہ آئیگا۔ اور اس طرح پر انکا اجماع کل کا اجماع نہ ہوگا۔ اور اگر یہ مان لیا جائے کہ موجودہ مومنین مراد ہیں تو ہم کہتے ہیں کہ جب دوسرا عصر آئیگا۔ تو اسوقت یہ قول صحیح نہیں رہیگا کہ اہل العصر الاول کل مومنین ہیں۔ کیونکہ اور بھی شامل ہو گئے۔ اور اسوقت عصر اول کا اجماع عصر ثانی پر حجت نہیں رہیگا (۵) یہ کہ اہل العصر ہی کل المومنین ہیں۔ اب یہ آیت تو نازل ہوئی تھی زمانہ نبوی میں۔ پس یہ آیت اس زمانہ کے مومنین سے مختص ہوئی جو اسوقت موجود تھے۔ انکا اجماع حجت ہونا چاہیئے۔ لیکن اجماع تو وفات النبی صلعم کے بعد ہے۔ پس جب تک یہ ثابت نہ ہوگا۔ کہ جسقدر مومنین نزول آیت کے وقت موجود تھے۔ اسی قدر سب کے سب وفات النبی کے بعد موجود تھے اور وہ ایک حکم واحد پر متفق ہوئے اسوقت تک اس اجماع کی صحت پر یہ آیت دلالت

نہیں کر سکی (۵) پھر ہم کہتے ہیں کہ اجماع کے حجت ہونے پر اس آیت کی دلالت قطعی ہو یا ظنی۔ قطعی تو نہیں کیونکہ پھر اختلاف کیوں ہوتا۔ اگر ظنی ہو تو پھر قطعی مسئلہ پر ظنیہ سے تمسک نہیں ہو سکتا۔ اور اگر یہ کہا جاوے کہ ہم اس مسئلہ کو ظنیہ ٹھہراتے ہیں تو کسی کا پہلا قول نہیں ہو تو اجماع کے حجت ہونے سے قطعی انکار کیا جاتا ہو جائے دلیل ظنی ٹھہرایا جائے اجماع کو دلیل ظنی کوئی نہیں مانتا کیونکہ اس طرح تو کل امت کا خطا پر ہونا لازم آتا ہے اور یہ قادح فی الاجماع ہے (۶) پھر تعجب پر تعجب ہے کہ وہ اجماع کو آیات و اخبار کے عمومات سے ثابت کرتے ہیں۔ اور یہ بھی مانتے ہیں کہ جس امر پر عمومات سے استدلال ہو اس کا منکر کافر و فاسق نہیں ہوتا مگر اجماع کے منکر کو کافر ٹھہراتے ہیں گویا فرع کو اصل سے قوی بناتے ہیں (۷) پھر اجماع حجت ماننے سے کتاب و سنت و عقل کا معارضہ لازم آتا ہے۔ کتاب کا تو اس لئے کہ ما تعلمون کو اللہ کی طرف منسوب کرنے سے منع فرمایا۔ اجماع اگر حکم الٰہی سے مستند ہو تو اجماع کی ضرورت ہے اگر مستند نہ ہو تو امر باطل اور تقول علی اللہ ہے اور سنت کا اس لئے کہ حضرت معاذ سے جب رسول اکرم صلعم نے پوچھا کہ تو کن چیزوں سے فیصلے کرے گا تو انہوں نے اجماع کا ذکر نہیں کیا۔ اگر یہ بھی مدرک شرعی ہوگا تو ضرور ذکر کیا جاتا ہے۔ کیونکہ تاخیر البیان عن وقت الحاجت جائز نہیں۔ پھر آپ کی احادیث میں ہے کہ قیامت شرار امت پر قائم ہوگی اور یہ کہ میرے بعد کافر ہو جاؤ اور ایک دوسرے کی گردنیں نہ مارو اور یہ کہ علم قبض ہو جائیگا۔ اور اس سے یہ مراد ہو کہ علماء اٹھ جائینگے اور جاہل باقی رہ جائینگے جو بغیر علم کے فتوے دیکر گمراہ کرینگے اور یہ کہ فرائض سیکھو کیونکہ یہی سب سے پہلے مٹ جائینگے دیکھو اب [illegible] کس قدر [illegible] غرض یہ تمام احادیث اس بات

پر دلالت کرتی ہیں کہ ایک زمانہ ایسا بھی آنیوالا ہے جب واجبات کو قائم کرنیوالا سے زمانہ خالی ہوگا پھر اجماع کیسا (۸) عقل کا اس لئے کہ ہر فرد بشر امت محمدیہ سے

سوم یہ ممکن ہو پس کل امت محمدیہ کو بھی خطا جائز ہے پس ممکن ہو کہ اجماع کسی امر غلط پر ہو دوم یہ کہ یہ اجماع بلادلالت تو ہو گا کسی دلالت سے اگر دلالت سے ہو تو پھر وہ واقعہ جس پر کل علمائے عالم کا اجماع ہو وہ کوئی بڑا ہی واقعہ ہو گا اور ایسے واقعہ کے لئے دلیل بھی قاطع ہو گی جس کی وجہ سے آنا پڑا اجماع تو اب یہ دلالت بھی کل اکناف عالم میں منتشر ہو گی تو پھر تمسک بالاجماع کا کیا فائدہ رہا جب اسکی بنا دلیل پر ہے جو پہلے ہی ہر گوشہ عالم میں مشتہر ہے اور اگر کسی امارت سے یہ اجماع ہے تو کسی علامت سے کسی حکم پر اتفاق محال ہے۔

امام شوکانی کی رائے ان تمام امور کو ذکر کر کے لکھتے ہیں اذا عرفت ما ذکرنا کما ینبغی علمت ان الادلۃ لا تدل علی مطلوب المستدلین بہا یعنی ان باتوں سے یہ تو ثابت ہو گیا کہ یہ آیات ان لوگوں کا مقصد ثابت نہیں کرتی جو اس سے اجماع کی حجیت پر دلیل پکڑتے ہیں۔ آپ چونکہ امام شوکانی کی ایک کتاب لا مہدی الا عیسیٰ کے موضوع ہونے پر دلیل پکڑتے ہیں اس لئے انکی رائے آپ پر حجت ہو پھر اس میں تو صرف صنعانی کا قول نقل کیا ہے اپنی رائے کوئی نہیں اور اس میں تو انکی اپنی رائے بھی ہے کہ یہ تمام جرحیں قوی ہیں

سبیل المومنین اور اسکے پڑھنے کے بعد ہم کو یقین آ جانا چاہیئے کہ آیت مشاقہ۔ اجماع پر حجت نہیں پھر یہ بات بھی قابل غور ہے کہ سبیل المومنین تو یہی ہے کہ اپنے تنازع کو اللہ اور اسکے رسول کی طرف لوٹا دینا اور اپنے جھگڑوں میں رسول کریم کو حکم بنانا اور بس (۱) فان تنازعتم فی شیء فردوہ الی اللہ والرسول (۲) فلا وربک لا یومنون حتی یحکموک فیما شجر بینہم اور اسکے مطابق ہمارا عملدرآمد ہو۔ اور صحابہ مجتہدین

اہلسنت کا اختلاف پھر آپکے اہل سنت کے اجماع و اتفاق کا تو یہ حال ہے کہ اسلام کے سب سے زیادہ فرقے ہیں اور ہر فرقہ کا ایک الگ مذہب ہے۔ حلال و حرام تو تکفیر کا

تک نوبت پہنچتی ہے آپ چھوٹی چھوٹی شاخوں کو جانے دیجئے۔

ایک امام ابو منصور ماتریدی ہیں۔ اصل حنفیوں کے امام عقائد میں غالباً آپنے انکی کتاب پڑھی ہو دوسرے اشعری جن کی کتاب شرح عقائد مشہور ہے حنفیوں کے خلاف ہیں تیسرے حنبلی ہیں جن میں حضرت سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ بھی ہیں انکے عقائد ان دونوں کے خلاف چوتھے صوفیاء کرام ان میں حضرت امام ربانی لکھتے ہیں الممکنات ما شمت رائحۃ الوجود فقط الممکنات معدوم ہی نہیں اور یہ جو کچھ ہے اظلال اسماء وصفات الٰہیہ ہے گویا علم عقائد کے سب سے پہلے مسئلہ تحقیق الاشیاء موجودۃ کا خلاف کیا ہے اور ایک جگہ لکھتے ہیں این التراب ورب الارباب (کہاں مٹی کہاں رب) دوسری طرف اہل سنت جماعت میں چشتیہ ہیں انکے معتقدات پر نظر ہو شیخ محی الدین ابن عربی نے خلق الاشیا وھو عینھا فرمایا این التراب ورب الارباب سے اختلاف کیا ہے۔ غرض مسئلہ معاد الٰہیہ میں بھی اتفاق نہیں اور اس قدر اختلاف ہے کہ انسان حیران رہجاتا ہے بیہقی نے جو کچھ اسماء وصفات میں لکھا ہے شاید اس سے عام علماء اہل سنت سوائے اہلحدیث کے موافقت نہ کریں۔

اس طرز پر امام ابن خزیمہ نے عقائد پر کتاب لکھی ہے جس کا نام ہے کتاب التوحید اور وہ اہل سنت کے امام ہیں۔ اور اس پایہ کے کہ اسماء رجال میں انکی نسبت لکھا ہے الحافظ الکبیر امام الائمۃ شیخ الاسلام ابو بکر محمد بن اسحٰق بن خزیمہ انتھت الیہ الامامۃ والحفظ فی عصرہ بخراسان حافظ بہت بڑا آدمی اماموں کا امام شیخ الاسلام امامت اور حفظ انکے زمانہ میں ختم ہوگئی اب دیکھئے انہی کی نسبت تفسیر کبیر جلد نمبر ۷ صفحہ ۳۹۲ میں امام رازی فرماتے ہیں واعلم ان محمد بن اسحٰق بن خزیمۃ اورد استدلال اصحابنا بھذہ

الآیة فی الکتب الذی سماہ کتاب التوحید وھو فی الحقیقة کتاب الشرک واعترض علیھا واذا ذکرھا حصل کلامہ بعد حذف التطویلات لانہ کان رجلاً مضطرب الکلام قلیل الفہم ناقص العقل ابن خزیمہ نے ایک کتاب لکھی ہے اسکا نام تو رکھا ہے کتاب التوحید مگر ہے کتاب الشرک اور یہ شخص مضطرب الکلام قلیل الفہم ناقص العقل

اسی طرح حنبلیوں کے عقائد پر امام فخر الدین رازی (کہ دونوں اہل سنت ہیں) تحریر فرماتے ہیں صفحہ ۱۴۷ الحنابلة الذین قالوا القدم ھذہ الحروف وھو لا اخس من ان یذکر فی زمرة العقلاء ثم ذکر بحثہ وقال فتعجب من ملامنة قلب ذلک القائل تحت قولہ وما کان لبشر ان یکلمہ اللہ الآیة حنابلہ قرآن مجید کے غیر مخلوق ہونے کے قائل ہیں اور وہ ہرگز عقلاء کے زمرہ میں ذکر کے جانیکے قابل نہیں

آپ ابھی سنئے کیونکہ آپ بھی ماشاء اللہ اہل سنت سے ہونیکے مدعی ہیں آپ لکھتے ہیں عقاید کہ نقص کسی عمل سے پورا نہیں ہو سکتا لیکن عقاید کی صحت ناقص عمل کی تلافی کر سکتی ہے یعنی اعمال ایمان کی جز نہیں مگر امام بخاری کہ وہ بھی اہل سنت سے ہیں۔ اعمال کو ایمان کی جز سمجھنے والو نکو مرجئہ اور جبری کہتے ہیں۔

غرض آپ ہی فرمائے کہ ما انا علیہ و اصحابی کونسے اہل سنت ہیں۔ ان کے مجتہد انکا کس زمانہ میں ایک جگہ جمع ہو کر قولی اجماع ہوا کہ مسیح علیہ السلام آسمان پر زندہ بجسدہ العنصری موجود ہیں۔ اور اسی جسد عنصری کے ساتھ کئی ہزار سال کے بعد نزول فرما کر نبی آخر الزمان بنینگے

آپکے اہل سنت کا تو یہ حال ہے کہ مسیح علیہ السلام کے رفع جسد کے نزول اور امام مہدی اور دجال کے متعلق بھی انکا کسی ایک بات پر اجماع چھوڑ اتفاق نہیں تفاسیر

میں انکے اختلاف کو ملاحظہ فرمایئے مختصراً عرض کرتا ہوں۔

عقیدہ درباره رفع | تفسیر الدر المنثور ہی دیکھ لیجئے۔ اور آپ نے تو بہت سی تفسیروں کے
پڑھنے کا ادعا اپنے ایک خط میں کیا ہے رفع کے متعلق تمام روایات کا ملاحظہ فرمایئے
اول تو انکا شبہ ہی میں کسی بات پر قرار نہیں ۱۔ تمام حواری آپ کے شبیہ
بنگئے (ومعه سبعة وعشرون من الحواريين في بيت واحاطوا
بهم فدخلوا عليهم وقد صورهم الله على صورة عيسى ص ۳۶
الدر المنثور المصری ۲۔ صرف ایک حواری شبیہ بنا از خود اپ ایثار
حضرت عیسیٰ (قال ایکم یلقی علیه شبهی فیقتل مكانی ويكون معی
في درجتی ۳۔ ایک دشمن تھا جو عیسیٰ کی شبیہ ڈالدی گئی (فقال الملك
لرجل خبيث منهم ادخل عليه فاقتله فدخل فالقى الله عز وجل
شبهه عليه فخرج يخبرهم انه ليس في البيت فقتلوه وصلبوه
(ابو سعود بروایت ابن عباس) ۴۔ کوئی ایک ہی تھا جو قیصر کا خلیفہ تھا اور قاتل مسیح تھا
۵۔ ساقط شبہ درست نہیں بلکہ یہود نے جب دیکھا کہ عیسیٰ تو ہاتھ سے نکل گئے
تو انہوں نے ایک آدمی کو پکڑا اور قتل کر دیا۔ لوگوں کو معلوم نہ ہو سکا کہ یہ کون ہے کیونکہ
مسیح کا لوگوں سے میل جول کم تھا (تفسیر کبیر فاخذوا انسانا وقتلوه وصلبوه
على الناس انه المسيح والناس ما كانوا يعرفون المسيح) ۶۔ قتل وغیرہ بھی
کوئی نہیں کیا گیا۔ صرف افواہ اڑا دی گئی دیکھئے تفسیر ابو سعود لم يقتل احد
ولكن اراجيف بقتله ۷۔ روح المعانی میں ہے کہ اخذوا انسانا فقتلوه
وصلبوه على موضع عال ولم يمكنوا احدا من الدنو منه۔ ایک
بلند جگہ پر ایک آدمی کو صلیب دے دیا اور انکے نزدیک کسی کو آنے نہ دیا کہ پہچان سکے
غرض اسقدر اختلاف ہے کہ اس شخص کو جو اہل سنت کے اجماع پر نازاں ہو

عرق ندامت میں تر ہو جانا چاہیئے۔ باقی رہی حدیث سو اسکے لئے ابوحیان نے کیا خوب فرمایا ہو لم یثبت عن رسول اللہ صلعم فی ذلک شئ (رسول خدا سے اس بارے میں کچھ بھی ثابت نہیں) فرمائیے جناب حکم کی ضرورت تھی یا نہ تھی

اب مسیح کے بارے میں سنئے اور تفسیر الدر المنثور صفحہ ۳۶ ہی کو اور ذرا آیت انی متوفیک دیکھئے ۱۔ اسنے عیسیٰ کو تین گھڑیاں وفات دی پھر آسمان پر اٹھا لیا (توفی اللہ عیسی ابن مریم ثلث ساعات من النہار حتی رفعہ الیہ) ۲۔ تین دن وفات دی پھر آسمان پر اٹھایا اسکے قتل کرنیوالے بھی جا کر وہیں جا کر سوئے آپ نے بھی دیا ہے (اماتہ اللہ ثلاثۃ ایام ثم بعثہ ورفعہ) ۳۔ سات گھڑیاں وفات دی پھر زندہ کیا (ان اللہ توفی عیسی سبع ساعات ثم احیاہ) لطیفہ تینوں روایتوں میں رفع الی السماء کا ذکر نہیں رفعہ الیہ یا رفعہ یا صرف احیاہ ۴۔ بحالت نوم رفع کیا (واخرج ابن جریر رفعہ اللہ فی منامہ) (الدر المنثور صفحہ ۳۶) ۵۔ بحالت یقظہ اٹھایا جیسا کہ ثم بعثہ ورفعہ میں ہے۔ ۶۔ جبرئیل کر ایک دن سے لٹکے گئے (فبعث اللہ عز وجل جبرئیل فادخلہ خوخۃ فی سقفہا روزنۃ فرفعہ اللہ من تلک الروزنۃ) ۷۔ بروایت ابن عباسؓ ہے۔ آپ طور سینا پر تھے ایک ابر سیاہ چلا۔ اور آپ پر تیز دوڑے۔ اسی حالت میں اللہ نے اٹھا لیا کان عیسیٰ علی طور سینا وھبت ریح ... فرفعہ اللہ فی ھروۃ (ابوحیان تفسیر البحر) ۸۔ یا دلوں میں شکوک ڈالے گئے انجیل ملاحظہ ہو غرض اس قسم کے کئی اختلاف ہیں

مسیح کے نزول کے متعلق | صرف الدر المنثور صفحہ ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۵ کو ہی لیجئے ۱۔ یہ نازل ہوگا دمشق میں نازل ہوگا ۲۔ یعنی عیسی بن مریم من مغرب دمشق) ۳۔ ولفظ الطبرانی من المشرق (مشرق سے) ۴۔ باب لد پر نازل

ہوگا ۵ عند المنارۃ البیضاء فی دمشق (دمشق میں نازل ہوگا) ۶۔ بیت المقدس میں نازل ہوگا (وجلہم بہ بیت المقدس ۔۔ اذ نزل علیہم عیسیٰ بن مریم) بعد ہمارے عکم کی ضرورت نہ تھی یا دیتی

مہدی کے متعلق اختلاف مندرجہ ذیل مہدی اہل سنت میں مختلف فرقے مان چکے ہیں ۱۔ عباسیوں میں ایک مہدی ہارون کے دادا امیر المومنین مشہور ہیں ۲۔ محمد بن عبداللہ بن ابراہیم بن حسن بن علی مہدی ۳۔ قسطنطنیہ کے فاتح محمد ثانی مہدی

۴۔ مکہ میں بیعت لینے والے عبداللہ بن زبیر مہدی ۵ سید عبدالقادر الحسنی الحسینی مہدی ۶۔ ابوبکر و عمر و عثمان و علی رضی اللہ عنہم کو خلفائے راشدین مہدیین اہل اللہ نے فرمایا ۷۔ حضرت محمد بن علی ابن الحنفیہ اگر کہو کہ آخری زمانہ میں جو مہدی ہونے والا ہے اس کے بارے میں اختلاف نہیں تو یہ بھی غلط ہے ملاحظہ فرمائیو

نسل کے متعلق اختلاف ۱۔ جناب سیدۃ فاطمۃ الزہرا کی اولاد سے (رواہ ابوداؤد) ۲۔ اولاد علی سے خواہ کونسی بی بی ہو (جواہر الاسرار) ۳۔ امام حسن کی اولاد سے (نجم الثاقب) ۴۔ امام حسین کی اولاد سے (رواہ ابن عساکر) ۵ حسن و حسین دونوں سے ۶۔ بنی امیہ میں سے (تاریخ الخلفاء) ۷ بنی عباس سے (حجج الکرامہ) ۸۔ کسی قبیلہ کی تخصیص نہیں امت میں سے ہوگا (نجم الثاقب) ۹۔ مہدی بہت سے ہونگے ۱۰۔ مہدی اور عیسےٰ ایک ہی ہیں

نام کے متعلق اختلاف ۱۔ محمد نام ہوگا (اقتراب الساعۃ) ۲۔ احمد نام ہوگا (اقتراب الساعۃ) ۳۔ عیسیٰ نام ہوگا (جواہر الاسرار)

مقام ظہور کے متعلق اختلاف ۱۔ تہامہ سے نکلیگا (جواہر الاسرار) ۲ کدعہ سے نکلے گا (جواہر الاسرار) ۳ مشرق کو نکلیگا (نجم الثاقب) ۴۔ مدینے سے خروج کریگا (ابوداؤد) ۵ مغرب سے خروج کریگا (اقتراب الساعۃ) ۶ خراسان سے آئیگا (مسند امام احمد)

۷۔ مہدی کی جماعت سے آئیگا (حج الکرامہ) ۸۔ ماوراء النہر سے (النجم الثاقب)

کب تک رہیگا ۱۔ تین چالیس سال (رواہ نعیم بن حماد) ۲۔ ۴۰ سال (طبرانی) ۳۔ ۷ سال (رواہ ابو داؤد) ۴۔ ۹ سال (رواہ ابو داؤد)

دجال کے متعلق اختلاف ۱۔ ابن صیاد کی نسبت سنیئے جس کے بارے میں آپ نے ابھی تک کو حدیث سے ناواقف یا دیدہ و دانستہ انکار کرنیوالے ٹھہرا یا ہو (۱) مشکوٰۃ ہی کو سامنے رکھ لیجئے جسکا حوالہ آپ نے اکثر دیا ہو۔ ۱۔ نبی کریم کے زمانہ میں دجال تھا۔ حضرت عمرؓ نے قسم کھائی یہ دجال ہے حضورؐ نے تردید نہ فرمائی ۲۔ تمیم داری نے اسے جزیرہ میں دیکھا ۲۔ دجال چالیس روز رہیگا (ب) چالیس برس ٹھہریگا ۳۔ ایکدن اس وقت سال کا ایکدن مہینے کا ہوگا (ب) اسوقت آسان دن ہوگا کہ ایک سوکھی لکڑی کو آگ لگی اور وہ جل جائے ۴۔ دجال جوان ہوگا (ب) نبی کریم کے زمانہ میں موجود تھا گویا ۱۳۳۱ برس کا بوڑھا ہو چکا ہو جنت و نار اسکے ساتھ ہونگے ۵۔ روٹی اور پانی کو بھی ذلیل ہوگا۔ الدر المنثور میں صفحہ ۲۲۲ لو خرج ش ما نکم لرمتہ الصبیان ۶۔ مکہ و مدینہ سے رکا جائیگا (ب) آنحضرت صلعم نے اسے طواف کعبہ کرتے دیکھا ۷۔ دجال کی دائیں آنکھ عیب ہوگی (ب) دجال کی بائیں آنکھ عیب والی ۸۔ دجال کی آنکھ انگور کی مانند ابھری ہوگی (ب) آنکھ ابھری نہ ہوگی بلکہ مسی ہوگی ۹۔ شام و عراق کے درمیان سے نکلیگا مشرق سے نکلیگا۔ مگر تمیم الداری نے مغرب میں دیکھا ۱۰۔ تین سال قحط شدید رہیگا (ب) اتباع دجال عیش و عشرت اور آسودہ حالی میں ہونگے

صحابہ کرام کا اجماع وفات مسیح پر باوجود اس اختلاف کے آپ ہمیں اجماع کا منکر قرار دیتے ہیں الحمد للہ کہ ہم اس اجماع پر جو آنحضرت صلعم کی وفات کے بعد سب سے پہلے صحابہ کرام کا ہوا۔ اور جس میں تمام مجتہدین امت نے قولی طور پر وفات مسیح کو مان لیا ایمان رکھتے ہیں ملاحظہ فرمائیے۔ لما قبض رسول اللہ صلعم کان ابوبکر

فی ناحیة المدینة فجاء فلما خرج بعمر وهو یقول ما مات
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولا یموت حتی یقتل اللہ المنافقین
فقال ایها الرجل اربع علی نفسک فان رسول اللہ صلعم قد
مات. الم تسمع انک میت وانهم میتون. قال ما جعلنا لبشر من
قبلک الخلد افان مت فهم الخالدون ثم تلی وما محمد الا رسول
قد خلت من قبلہ الرسل افان مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم

بخاری اور نسائی اسکے راوی ہیں دیکھو کتاب تمییز الصحابہ جلد ۲ صفحہ ۱۰۰۔ ترجمہ جب رسول اللہ صلعم فوت ہو گئے تو ابو بکر مدینہ سے باہر تھے۔ اور حضرت عمر کہتے پھرتے تھے رسول اللہ فوت نہیں ہوئے اور نہیں فوت ہونگے جب تک منافقوں کو قتل نہیں کرینگے پس فرمایا ابو بکرؓ نے اے شخص ضبط سے کام لو کیا تو نے نہیں سنا کہ اے نبی تم بھی مرنیوالے ہو اور وہ بھی مرنے والے ہیں اور یہ کہ ہم نے اے نبی تجھ سے پہلے کسی فرد بشر کے لئے زندہ رہنا نہیں بنایا اگر تو وفات پا گیا تو کیا وہ ہمیشہ بیٹھے رہنے والے ہیں پھر یہ پڑھا کہ محمد صرف رسول ہیں اور اس سے پہلے کے سب رسول فوت ہو چکے ہیں۔ پس اگر یہ نبی فوت ہو گیا۔ تو کیا تم ایڑیوں کے بل پھر جاؤ گے ۔

حضرت ابو بکر ایک آیت پڑھکر وفات رسول اللہ صلعم پر استدلال فرماتے ہیں اور اس میں بڑے زور سے بتاتے ہیں کہ تمام رسول حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پہلے مر چکے اور تمام صحابہ اس پر ایمان لاتے ہیں اور کوئی اعتراض نہیں کرتا کہ مسیح تو زندہ آسمان پر موجود ہے۔ پھر اسکے بعد بھی چند بزرگان کرام کی شہادت پیش کرتا ہوں۔ اور آپ سے مجوزہ اجماع کا حال پوچھتا ہوں کہ کیا قائم رہا

دیگر بزرگان کرام کی شہادت

۱۔ حضرت امام محمد بن اسمٰعیل اپنی صحیح البخاری میں متوفیک ممیتک کی روایت سورہ مائدہ فلما توفیتنی کے ذیل میں لانے میں اس کا یہ ظاہر ہو

کہ دونوں مقام پر توفی کے معنے موت ہیں پس ثابت ہوا کہ وہ بھی وفات مسیح ہی کے قائل تھے (۲) امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا قول مجمع البحار جلد اصفحہ ۲۰۸ میں یوں ہے والا کثر ان عیسیٰ علیہ السلام لم یمت قال مالک مات کہ امام مالک کا قول ہے کہ عیسیٰ مرگئے (۳) حضرت امام ابو حنیفہ اور ان کے شاگردوں کا اختلاف اس قول سے ہرگز ہرگز کہیں مروی نہیں کوئی نہیں بتا سکتا کہ امام ابو حنیفہ نے کہیں بصراحت لکھا ہو کہ عیسیٰ زندہ آسمان پر موجود ہیں (۴) زاد المعاد جلد اول صفحہ ۳۰۲-۳۰۴ میں یہ عبارت ہو کر واما صلواۃ لاینال ہذات روحہ الصعود الی السماء الا بعد الموت والمفارقۃ و الانبیاء انما استقرت ارواحہم ھناک بعد مفارقۃ الا بدان رسول کریم صلعم کے سوا کسی کی روح زندگی میں آسمان تک نہیں پہنچی پس انبیاء کی روحیں جو آسمان پر ہیں تو بدنوں سے مفارقت یعنی موت کے بعد گیا اس سے روز روشن کی طرح ظاہر نہیں کہ امام ابن قیم موت مسیح کے قائل ہیں کیونکہ وہ بجز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی بشر کا قبل از موت آسمان پر ہونا نہیں مانتے۔ (۵) حضرت ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ کے لئے میں لکھا ہے وتمسک ابن حزم بظاہر الآیۃ وقال بموتہ ابن حزم رح مسیح کی موت کے قائل ہیں دیکھو جلالین مع کمالین صفحہ ۱۰۹ (۶) حضرت ابن عربی فرماتے ہیں رفع عیسےٰ علیہ السلام اتصال روحہ عند المفارقۃ عن العالم السفلی بالعالم العلوی یعنی عیسےٰ علیہ السلام کا رفع ہوا اسکا مطلب یہ ہے کہ مفارقت روح از بدن کے وقت انکی روح کا اتصال عالم سفلی سے عالم علوی کیساتھ ہو گیا اور پھر فرماتے ہیں وجب نزولہ فی آخر الزمان بتعلقہ ببدن آخر یعنی انکا نزول دوسرے بدن کو لینی بروزی ہوگا دیکھو مجمع البیان جلد اصفحہ ۲۰۶ (۷) حضرت داتا گنج بخش صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب کشف المحجوب میں فرماتے ہیں پیغمبر گفت اندر شب معراج آدم صفی و یوسف صدیق و موسیٰ کلیم اللہ و ہارون علیہ السلام و عیسیٰ روح اللہ و ابراہیم خلیل اللہ صلوات اللہ علیہم را در آسمانہا دیدم لا محالہ آں ارواح ایشاں بود دیکھے کتاب

له زیر وصت الجیاوت قولہ ان ینزل فیکم ابن مریم وفی الحقیقۃ قال مالک مات عیسیٰ ... [illegible] الاوّل وکلا لین صفحہ ۱۰۹ الجزء الاوّل کتاب اکمال اکمال المعلم شرح صحیح مسلم مصری مطبوعہ [illegible]

فرماتے ہیں کہ اس مسئلہ پر صرف نص قطعی یعنی اجماع بھی مستند ہو کتاب وسنت سے

کتاب وسنت سے وفات مسیح کا ثبوت قرآن مجید میں فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیهم ہو اور توفیتنی کے معنے خود نبی کریم صلعم نے فرما دیئے دیکھئے الدر المنثور صفحہ ۲۲۲ الجزء الثانی و انه یجاء برجال من امتی فیوخذ بهم ذات الشمال فاقول یارب اصحابی اصحابی فیقال انک لا تدری ما احدثوا بعدک. فاقول کما قال العبد الصالح وکنت علیهم شهیدا ما دمت فیهم فلما توفیتنی. یعنی جب میری امت کے بعض لوگ گرفتار ہونگے تو میں کہونگا میرے ہیں تو کہا جائیگا آپ نہیں جانتے انہوں نے آپ کے بعد کیا کرتوت کئے تو میں کہونگا جو عبد صالح (عیسیٰ) نے کہا کہ جب تونے مجھے وفات دی تو پھر تو ہی نگران حال تھا۔

یہ سوال وجواب قیامت کو ہوگا تو بھی مطلب ثابت ہے اور اگر ہو چکا تو بھی ہمارا مقصود ثابت ہے اور اگر فرضاً کوئی سے یہاں توفیتنی کے معنے رفعتنی کرے تو بھی مطلب ثابت ہے۔ کیونکہ بہرحال دوبارہ آنے کی نفی ہے اور بعد توفی کے انت الرقیب میں جو حصر ہے وہ ثابت کر رہا ہے کہ توفی کے بعد پھر عیسیٰ کو حال معلوم نہیں اور عیسائی توفی کے بعد بگڑے ہیں *

جب وفات عیسیٰ ثابت ہو چکی تو نزول اور رفع وغیرہ کے مسائل تو اس پر متفرع ہیں انکے جواب از خود ہو گئے لیکن میں انشاء اللہ دیگر بھی انکے متعلق کچھ عرض کرونگا

پہلا نمبر مرزا صاحب پر اعتراض کرتے ہیں کہ احمدی لٹریچر نے مسیح کے چال چلن کا سیاہ پہلو پیش کیا ہے **جواب** مگر یہ بالکل غلط ہے آپنے براہین احمدیہ کے صفحہ ۴۹۹-۳۶۱ کا حوالہ دیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے اس مقام کو پڑھ لیا ہے۔ باوجود اس کے ہمیں مسیح کی نسبت بدگمان لوگ غیر معصوم وغیرہ کہنے والا جاننا نیک نیتی پر مبنی نہیں

کہا جا سکتا۔

مسیح ابن مریم
مسیح موعود

کیونکہ حضرت اقدس کی عبارت یہ ہے "اور اس عاجز کی فطرت اور مسیح کی فطرت باہم نہایت ہی متشابہ واقع ہوئی ہو گویا ایک ہی جوہر کے دو ٹکڑے .... یا ایک ہی درخت کے دو پھل ہیں اور بحدے اتحاد ہے کہ نظر کشفی میں نہایت ہی باریک امتیاز ہے اور نیز ظاہری طور پر بھی ایک مشابہت ہے اور وہ یوں کہ مسیح ایک کامل اور عظیم الشان نبی یعنی موسیٰ کا تابع اور خادم دین تھا اور اسکی انجیل توریت کی فرع ہے"

اب ہر ایک کون سیاہ دل یہ خیال بھی کر سکتا ہے کہ حضور مغفور یا انکے متبعین ایک دم کے لئے بھی مسیح کی ہتک روا یا بے ادبی گوارا کریں گے۔

مسیح کی تصویر
انجیل میں

بلکہ حقیقت الامر یہ ہے کہ جو تصویر ان لوگوں نے مسیح کی پیش کی ہے حضور نے اس کو برا ظاہر کیا ہو اور بتایا ہو کہ تم خدا کے ایک نبی کی ذات و چال چلن کو اپنے عقائد کے رو سے ایسا پیش کرتے ہو کہ وہ اعلیٰ مرتبے کے انسانوں میں بھی قابل نہیں ہو سکتا چہ جائیکہ خدا کا بیٹا کہلا سکتا۔ ما واقع البلاء واقعاً سوائے بھی بیٹے ہونے بلکہ انہیں مسیح کے معیوب چال و چلن پر قرآن شریف کو ہرگز شاہد و مصدق نہیں ٹھیرایا گیا بلکہ ایک امر واقع کو ان الفاظ میں ظاہر کیا ہے

مسیح کن معنوں
میں معصوم تھا

جن لوگوں نے انکو خدا بنایا ہے جیسے عیسائی یا وہ جنہوں نے خواہ مخواہ خدائی صفات انہیں دی ہیں جیسا کہ جاننے مخالف اور خدا کے مخالف ہم کے مسلمان وہ اگر انکو اوپر اٹھاتے اٹھاتے آسمان پر بٹھا دیں یا عرش پر بٹھا دیں یا خدا کی طرح پرندوں کا پیدا کرنے والا قرار دیں تو انکو اختیار ہے انسان جب حیا اور انصاف کو چھوڑ دے تو جو چاہے کہے اور جو چاہے کرے لیکن مسیح کی راستبازی اپنے زمانہ میں دوسرے راستبازوں

سو یہ ثابت نہیں ہوتی بلکہ یحییٰ نبی کو اس پر ایک فضیلت ہے کیونکہ وہ شراب نہیں پیتا تھا اور کبھی نہیں سنا گیا کہ کسی فاحشہ عورت نے آکر اپنی کمائی کے مال سے اسکے سر پر عطر ملا تھا یا ہاتھوں اور اپنے سر کے بالوں سے اسکے بدن کو چھوا تھا یا کوئی بے تعلق جوان عورت اسکی خدمت کرتی تھی۔ اسی وجہ سے خدا نے قرآن میں یحییٰ کا نام حصور رکھا۔ مگر مسیح کا یہ نام نہ رکھا کیونکہ ایسے قصے اس نام کے رکھنے سے مانع تھے۔"

"اور یہ امر کہ مسیح وجیھا فی الدنیا ومن المقربین تھا یعنی مسیح اس زمانے کے مقربوں میں سے ایک تھے۔ اور اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا جیسا کہ مخالف نے گمان کیا ہے کہ وہ سب مقربوں سے بڑھکر تھے بلکہ اس بات کا امکان نکلتا ہے کہ بعض مقرب اُنکے زمانے کے ان سے بہتر تھے

اور اس بہتر ہونیکا ثبوت آپ نے دیا ہے کہ یحییٰ کی تعریف مبالغہ کی صیغہ کے ساتھ کی گئی ہے یعنے حصور۔ کہنے والا کہ لوگوں کو اعتراض کرنیکا بھی موقعہ مل گئے چنانچہ دیکھو یحییٰ بھی اسی زمانے میں ساتھ تھے جس زمانہ میں مسیح ہوئے دونوں نبوت کے مدعی تھے اور نبی تھے اور دونوں کے مخالف تھے مگر حضرت یحییٰ پر کسی کو ایسا اعتراض کرنے کا موقعہ مل سکا اور انکو کوئی نہ کہہ سکا کہ تم شراب پیتے ہو یا فاحشہ عورات اپنی کمائی کے مال کو تمہیں عطر ملتی ہیں بلکہ حضرت مسیح علیہ السلام نے انسے بیعت توبہ کی۔ برخلاف اسکے مسیح علیہ السلام کو ایسا کہا گیا اسکے یہ معنے نہیں۔

فاحشہ عورات سے خلاف شریعت خلا ملا رکھتے تھے اور جب منطق آپکے غیر معصوم تھے ہرگز نہیں بلکہ صرف اتنی بات ہے کہ حضرت یحییٰ میں بمقابلہ حضرت عیسے کے صفت حصور کا غلبہ تھا۔ اور یہ کوئی اعتراض کی بات نہیں اور نہ اس سے مسیح علیہ السلام کی ہتک لازم آتی ہے کیونکہ تلك الرسل فضلنا بعضھم علی بعض وارد ہوا ہے بلکہ آپ نے خود اس بات کا اقرار کر لیا ہے کہ قرآن مجید میں کسی نبی کو کسی صفت سے اور کسی صفت

سے پیدا فرمایا گیا۔ یعنی کسی نبی میں کسی خلق حمیدہ کا غلبہ تھا۔ اور کسی میں کسی کا سو اسی طرح یک زمانہ میں دو نبی اکٹھے ہوئے تو ایک حصور تھا اور دوسرا اس حد تک نہیں پہنچا اور مقصد اس بیان سے صرف یہ ہے کہ عیسیٰ میں جو خدائی صفات مانی جاتی ہیں اور اسے فرشتوں میں سے ایک سمجھا جاتا ہے اور انہیں بے نظیر اور لیس کمثلہ شئی ماننے کی راہیں کھولی جاتی ہیں انکی تردید ہو اور واضح ہو جائے کہ انہیں کے زمانہ میں حضرت یحییٰ کی ایک صفت میں حضرت عیسے سے بڑھ کر تھے بوجہ حصور ہونے کے۔ حصور مسیح کو ہرگز فاحشہ عورتوں سے خلا ملا رکھنے والا اور انکی حرام کی کمائی کا تیل ملنے والا نہیں تسلیم کیا گیا بلکہ صرف یہ کہا گیا کہ اس قسم کے قصے انکی طرز عمل سے مشہور کر کے مخالف لوگوں کو موقعہ مل گیا اور یک نظیر موجود ہونے سے یہ ثابت ہوتا ہو کہ ایک نبی اس زمانہ میں ایسا طرز عمل رکھ سکتا تھا کہ اسکی نسبت یہ باتیں نہ اڑائی جا سکیں حضرت اقدس نے قصے کا لفظ لکھ کے بتا دیا ہے کہ ان باتوں کی حقیقت کچھ نہ تھی

فافہم

نمبر دوم | آپ اعتراض کرتے ہیں کہ احمدی لوگ مسیح کے پھونک سے مٹی کے بیجان پرند کو زندہ ہو جانور بنا دینے کو تو قبیل معجزہ یا خارق عادت فعل تسلیم نہیں کرتا بلکہ مسمریزم مداری کا کرتب اور عمل ہنر یا کرتب کا نتیجہ یا مکروہ عمل قرار دیتا ہو"

جواب میں نے ازالہ اوہام آپکے حوالہ کے مطابق صفحہ ۳۰۳ و ۳۰۴ تا ۳۰۶ پڑھے غور سے پڑھا ہے مجھے ہرگز پتہ نہیں لگا کہ اس میں کہیں ہے کہ حضور مغفور نے اخلق لکم من الطين كهيئة الطير کے آیت یا معجزہ ہونے سے انکار کیا ہو یا اسے مداری کا کرتب یا محض عمل ہنر قرار دیا ہو بلکہ آپنے اس عقیدہ سے انکار کیا ہو جو ان آیات کے صحیح معنے نہ سمجھ کر جو بعض نادان مسلمانوں نے تجویز کر لیا

مسیح کو پرندے پیدا کرنیوالا ماننے سے شرک لازم آتا ہو	اور وہ یہ ہے کہ لوگ سمجھتے ہیں کہ پرندوں کی نوع میں سے کچھ تو خدا تعالے کی مخلوق ہو اور کچھ حضرت عیسیٰ کی مخلوق ہے

اسکے علاوہ صفحہ ۲۰۰ پر فرماتے ہیں کہ یہ سراسر فاسد اور مشرکانہ خیال ہو اور ایسا خیال رکھنے والا دائرہ اسلام سے خارج ہوا اور یہ عقیدہ رکھنا کہ حضرت عیسیٰ کو خدا تو نہیں تھے بلکہ ہاتے ہیں کہ خدا تعالے نے بعض اپنی خدائی کی صفتیں انکو عطا کر دی تھیں نہایت مکروہ اور باطل عقیدہ ہے کیونکہ اگر خدا تعالے اپنے اذن اور ارادہ سے اپنی خدائی کی صفتیں بندوں کو دے سکتا ہے تو بلاشبہ اپنی ساری صفتیں خدائی کی ایک بندے کو دیکر پورا خدا بنا سکتا ہے پس اس صورت میں مخلوق پرستوں کے کل مذاہب سچے ٹھہر جائینگے"

اور صفحہ ۲۰۰ میں تحریر فرمایا کہ یہ صورت ہرگز معجزہ کی صورت نہیں کہ خدا تعالے ویسی ہی طور پر ایک شخص کو اجازت اور اذن دیدے کہ تو مٹی کے پرندے بنا کر پھونک مار کر وہ حقیقت میں جانور بنجایا کرینگے اور ان میں گوشت اور ہڈی اور خون اور تمام اعضا جانوروں کے بنجائینگے ظاہر ہے کہ اگر خدا تعالے پرندوں کے بنانے میں اپنی خالقیت کو کسی کو وکیل ٹھہرا سکتا ہے تو تمام امور خالقیت میں وکالت بھی دوسرے کو دے سکتا ہو اس صورت میں خدا تعالے کی صفات میں شریک ہونا جائز ہوگا گو اسکے علم اور اذن ہی سے سہی اور نیز ایسے خالقوں کے ساتھ اور خفاش پر مخلوق علیہم کی میں ہو رہی سو خالق حقیقی کی معرفت مشتبہ ہو جائیگی۔ غرض یہ اعجاز کی صورت نہیں یہ تو خدائی کا حصہ دار بنانا ہے"

غرض حضور نے صرف اس قرار اور مشرکانہ عقیدہ کی تردید اور انکار فرمایا ہو جو لوگ اس مسئلہ خلق الطیر کو نسبت کی وجہ سے رکھتے ہیں

مسیح کو پرندوں کا خالق ماننا قرآن شریف کے خلاف ہو

الغرض مسیح کو پرندوں کا خالق سمجھنا قرآن مجید کی بہت سی آیات محکمات کے خلاف ہو اور متشابہ آیت کے معنے ہمیشہ محکم آیت کے ماتحت کئے جاتے ہیں جب مندرجہ ذیل محکم آیات سے یہ ثابت ہے کہ خلق خاصہ باری ہو تو پھر اسکے غیر میں کیونکر پایا جاسکتا ہے (خاصۃ الشیء لا یوجد فی غیرہ)

۱- الا لہ الخلق ۲- قل ھل من شرکائکم من یبدؤا الخلق ثم یعیدہ

قل اللہ یبدؤ الخلق ۳۔ ام جعلوا للہ شرکاء خلقوا کخلقہ فتشابہ الخلق علیھم قل اللہ خالق کل شیء وھو الواحد القھار
پس اس بنا پر حضور مسیح نے مسیح موعود کی حد تک تو اسکو مان لیا ہے اور اس سے بڑھ کر جو امر شرک تھا اس سے انکار کر دیا۔

آپ نے ایک معنے تو اس آیت کے ایسے کر دیئے جن پر کسی قسم کا کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا۔ اور فی الحقیقت نبی کی شان کے مطابق ہے کیونکہ نبی کا کام یہ نہیں ہوتا کہ معجزہ معجوبے دکھاتا پھرے بلکہ اسکا اصل منصبی کام یہ ہے کہ وہ زیر تربیت لوگوں کو بلند پرواز انسان بنا دے۔

خلق طیر سے کیا مراد ہے | چنانچہ اسی بنا پر حضرت اقدس صفحہ ۲۰۰ میں تحریر فرماتے ہیں کہ مسیح کی چڑیوں سے مراد وہی اور نادان لوگ ہیں جنکو حضرت عیسیٰ نے اپنا رفیق بنایا گویا اپنی صحبت میں لیکر پرندوں کی صورت کا خاکہ کھینچا اور پھر ہدایت کی روح پھونک دی جس سے وہ پرواز کرنے لگے۔ یہ معنے مطابق لغت و محاورہ قرآنی ہیں۔ ہرگز مجاز مراد نہیں لیا گیا۔ وہ صرف حق الحقیقت کو لیا گیا ہے چونکہ خلق کی صفت خاصہ ذات باری ہے اسلئے مسیح کے لئے جو خلق آیا ہے تو اسکے معنے خلق کے بہت سے معنوں میں سے وہ معنے لئے جائینگے جو ایک نبی کے مناسب حال ہیں۔

خلق کے معنے تجویز کرنیکے بھی ہیں جیسا کہ آیات ذیل سے ثابت ہوتا ہے۔ فتبارک اللہ احسن الخالقین۔ خالق تو ایک ہی ہے پس یہاں اندازہ کرنیکے معنے ہیں ۲۔ خلق کل شیء فقدرہ تقدیرا میں خلق کے معنے لکھ دیئے گئے ہیں ۳۔ خلق لکم ما فی الارض جمیعا میں بھی خلق کے معنے اندازہ کرنیکے لئے جائینگے کیونکہ ارض میں تو ابتک خلق ہوتا رہیگا یہ نہیں کہ جو خلق ہونا تھا ہو چکا یہ عقیدہ تو بدیہات کے خلاف ہے لغت بھی اسکی تائید کرتی ہے دیکھئے تاج العروس زیر فصل الخاء من باب القاف۔ الخلق التقدیر وکل شیء خلقہ اللہ فھو مبتدئہ علی غیر مثال سبق الیہ لا الہ الخلق

والامر تبارک اللہ احسن الخالقین۔ قال ابن الانباری معناہ احسن
المقدرین و قولہ تعالیٰ تخلقون افکا ای تقدرون کذبا و قولہ تعـ
انی اخلق لکم من الطین خلق تقدیرہ ولم یرد انہ یحدث معدوما
یعنی اخلق لکم من الطین میں اندازہ و تجویز کرنیکے معنے ہیں (صفحہ ۲۲۳)

الخلق طیر کے معنی کلام الٰہی سے ترتیب کے ہیں مندرجہ ذیل آیت پڑھو انی خالق
بشرا من طین فاذا سویتہ ونفخت فیہ من روحی فقعوا لہ ساجدین
یعنی میں ایک بشر خلق کر کے اس میں کلام الٰہی نفخ کرونگا۔ اور تم اسکے فرمانبردار بنیو اور ایک
آدمی طین سے ہی پیدا ہوا جس کا مطلب یہ ہے کہ ابتداءً تو آدمی کی فطرت ایسی ہوتی ہے
کہ اسے جس طرز میں چاہیں ڈھال سکتے ہیں۔ روح قرآن مجید میں کلام الٰہی کے معنوں
میں استعمال ہوا ہے جیسا کہ فرمایا ہے۔ یلقی الروح من امرہ علی من یشاء ۲
وکذلک اوحینا الیک روحا من امرنا۔ لیکن اطلاق لفظ پرندہ انسان
پر عام ہے اسی لئے مجاہد و غازی بھی طیر کہلاتے ہیں۔ دواوین عرب اور حدیث میں اسکی شہادت موجود
ہے چنانچہ بعض ان مفسروں نے بطیر مجاہد کی فضیلت میں احادیث میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے
لوگوں کو آسمانی پیدا کرنا ایک بہت بڑا معجزہ ہے اگر آپکے نزدیک یہ معمولی بات ہو تو افسوس
ہے کہ ایک آدمی ہی ایسا بنا کر کے دکھائیں

دوسرے معنے وہ ہیں جو عام مفسرین نے بھی کئے ہیں۔ سو اسے بھی آپ نے معجزہ
کی حد تک تسلیم کر لیا

خلق طیر کے معجزہ کی حد تک دوسرے معنے

"واضح ہو صفحہ ۳۰۰ ان پرندوں میں واقعی اور حقیقی حیات پیدا نہیں ہوتی
تھی بلکہ صرف ظلی اور مجازی اور جھوٹی حیات جو عمل الترب کے ذریعہ
سے پیدا ہو سکتی ہو ایک جھوٹے جھلک کی طرح اس میں نمودار ہو جاتی ہے پس اگر اتنی ہی بات
ہو تو ہم اسکو پہلے ہی سے تسلیم کر چکے ہیں"

تحقیق حیات انکا ترکہ مستثنیٰ ہو کر یہ خلاف ہے آیت واتخذوا من دونہ آلہۃ
لا یخلقون شیئاً وھم یخلقون ولا یملکون لانفسھم ضرا ولا
نفعا ولا یملکون موتا ولا حیوۃ ولا نشورا کے جس میں صاف لکھا ہے کہ
جن لوگوں کو انہوں نے معبود بنالیا ہے اور مسیح بھی ایک قوم کا معبود ہے وہ کچھ بھی
خلق نہیں کرتے اور حیات و موت پر اختیار نہیں رکھتے۔ اور دوسرے مقام پر فرمایا۔
ان الذین تدعون من دون اللہ لن یخلقوا ذبابا ولو اجتمعوا لہ
کہ وہ اگر سب بھی اپنی مجموعی طاقت سے نہیں بنا سکتے ہیں چہ جائیکہ ان میں کوئی ہو کر اور جتنا
بڑا جانور بنا ڈالے اور یہ کہنا کہ وہ اللہ کے اذن سے ... تھا اسکا جواب پہلے دیا گیا۔ حضرت
اقدس صفحہ ۲۱۰ میں فرماتے ہیں

"معجزہ کی حقیقت اور مرتبہ سو یاد رہے کہ اور ان معجزات خاصہ خدا تعالیٰ سے ہیں جن کو کسی
حالت میں بشر کو دخل نہیں ہو سکتا۔ معجزہ کی حقیقت یہ ہے کہ خدا تعالیٰ ایک خارق عادت یا
ایک امر خیال اور گمان سے باہر اور امید سے بڑھکر ایک اپنے رسول کی عزت اور صداقت ظاہر کرنے
کے لئے اور اسکے مخالفین کی عجز اور مغلوبیت جتانے کی غرض سے اپنے ارادہ خاص سے یا
اس رسول کی دعا اور درخواست سے آپ ظاہر فرماتا ہے مگر ایسے طور سے جو اسکی صفات
وحدانیت و تقدس و کمال کے منافی و مغائر نہ ہو اور کسی دوسرے کی وکالت یا کارسازی
کا اس میں کچھ دخل نہ ہو"

خلق طیر کی بات۔ الغرض جس حد تک مٹی کے پرندے کا اڑنا اور جیسا کہ مفسروں نے لکھا ہے
(ازالہ اوہام جزو ۲۰۱) اگر وہ پھر مٹی ہو جاتے قابل تسلیم تھا اور اس میں شرک اور خلاف آیات
محکمات کا لازم نہیں آتا تھا اسے حضور نے مان لیا ہے اور اسلئے بھی معجزہ ہوسکنے کے معجزہ ہونے
سے انکار نہیں کیا چنانچہ ابتداء میں آپ نے معجزہ کی دو قسمیں تحریر کی ہیں صفحہ ۳۰۰ سو واضح
ہو کہ انبیاء کے معجزات دو قسم کے ہوتے ہیں (۱) ایک وہ جو محض سماوی امور ہوتے

ہیں جن میں انسان کی تدبیر اور عقل کو کچھ دخل نہیں ہوتا (۲) دوسرے عقلی معجزات ہیں
جو اس خارق عادت عقل کے ذریعہ سے ظہور پذیر ہوتے ہیں جو الہام الٰہی سے ملتی ہے
اور ان دو قسموں میں سے مسیح کے معجزہ کو دوسری قسم کے معجزات سے ٹھہرایا ہے
آپ تحریر فرماتے ہیں صفحہ ۳۰۸ حضرت مسیح کا معجزہ حضرت سلیمان کے معجزہ کی طرح
صرف عقلی تھا اور عقلی سے جو آپ کی مراد ہو وہ بھی پہلے ظاہر فرما دی کہ وہ خارق عادت
عقل ہوتی ہے جو الہام الٰہی سے ملتی ہو

پس آپکا یہ اعتراض کیونکر صحیح ہو سکتا ہے کہ مسیح کے خلق طیر کو آپنے معجزہ نہیں
مانا چند اور حوالے بھی عرض کرتا ہوں جن سے ظاہر ہوگا کہ آپنے اسے معجزہ مانا ہوا ہے اور اقرب
الی الفہم کرنیکے لئے اسکی تشریح فرمائی ہے کہ قوم اور اس زمانہ کے حالات اور نبی کے قویٰ کے
مناسب حال معجزہ دیا جاتا ہے چنانچہ صفحہ ۳۰۳ پر فرمایا ہے انسان میں قویٰ موجود ہوں انہیں
کے موافق اعجاز کے رنگ میں بھی وہ ملتی ہے جیسے ہمارے سید و مولا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے
روحانی قویٰ جو دقائق اور معارف تک پہنچنے میں نہایت تیز و قوی تھے سو انہیں کے موافق
قرآن شریف کا معجزہ دیا گیا پھر تعجب نہیں کرنا چاہئے کہ حضرت مسیح نے اپنے دادا سلیمان
کی طرح اس وقت کے مخالفین کو یہ عقلی معجزہ دکھلایا ہو اور ایسا معجزہ دکھلانا عقل سے بعید
بھی نہیں آخر کے فقرے میں آپنے معجزات کے منکروں کو بھی ماننے کے لئے بتا دیا ہے
کہ ایسا ہونا ممکن ہے پھر آپنے انسان کی روح کی خاصیت کو بتایا ہے کہ اسکی گرمی دوسری چیزوں
پر پڑ کر ان چیزوں کو زندوں کے موافق کر دکھاتی ہے مگر اس سے یہ مراد نہیں کہ حضرت مسیح مسمریزم
کسی سے کام لیتے تھے بلکہ اللہ نے آپکو یہ اپنی قدرت کاملہ سے بخشا تھا۔ اور یہ فرق ہے
معجزہ اور استدراج میں کہ انبیاء کو جو طاقت ملتی ہے وہ وہبی ہوتی ہے اور صاحب استدراج
اس طاقت کو اپنے کسب سے حاصل کرتا ہے اور مقابلہ پر شکست کھاتا ہے یہی وجہ ہے کہ حضرت مسیح
کی نسبت حضور صفحہ ۳۰۸ میں لکھتے ہیں مسیح کے ایسے عجائب کاموں میں اسکو طاقت بخشی

گئی تھی اور فرماتے ہیں وہ اپنے مسیح کے ذریعہ سے جسکو روح القدس کے فیضان سے برکت بخشی گئی تھی ایسے ایسے کام اقتداری طور پر دکھاتا تھا۔

مسیح کو یہ عمل ناپسند تھا کی تشریح

اور یہ جو آپنے فرمایا کہ مسیح کو یہ عمل ناپسند تھا سو یہ بھی اس حسن ظن کی بنا پر ہے جو انبیاء علیہم السلام کی ذوات ستودہ صفات سے آپکو ہے انبیاء تو بت پرستی کی تردید کے لئے آتے ہیں اسلئے وہ بت بنانے کو ہرگز پسند نہیں کرتے لیکن جب اس قوم کے مذاق وحالات کے مطابق آپکو ایسے معجزے دکھانے پڑے تو اس ناپسند فعل بت گری کو اختیار کرنا پڑا حضرت اقدس نے یہ نہیں لکھا کہ یہ فعل بصورت معجزہ بھی آپنے ناپسند کیا بلکہ حکم الہی سے پہلے ناپسند تھا۔ اور پھر جب اذن الہی ہو گیا تو آپنے اختیار فرمالیا چنانچہ اصل عبارت صفحہ ۳۰۹ پر یہ ہے "حضرت مسیح نے بھی اس عمل جسمانی کو یہودیوں کے جسمانی اور پست خیالات کی وجہ سے جو انکی فطرت میں مرکوز تھے باذن وحکم الہی اختیار کیا تھا ورنہ دراصل مسیح کو بھی یہ عمل پسند نہ تھا"

انبیاء تو انبیاء کے غلام بھی پسند نہیں کرتے کہ مٹی کا بت بنائیں لیکن مسیح کو یہ عمل کیوں ناپسند نہ ہوتا البتہ یہودیوں کے پست و مادی خیالات کی وجہ سے یہ عمل اختیار کرنا پڑا کیونکہ انکے مذاق کے مطابق ان پر اتمام حجت ضروری تھی۔

امام منتظر نے کیوں یہ عمل مکروہ فرمایا

اور یہ جو حضرت اقدس نے اپنے بارے میں تحریر فرمایا کہ یہ عاجز اس عمل کو مکروہ اور قابل نفرت نہ سمجھتا تو خدا تعالیٰ کے فضل اور توفیق سے امید قوی رکھتا تھا کہ ان اعجوبہ نمائیوں میں حضرت ابن مریم سے کم نہ رہتا۔ لیکن مجھے وہ روحانی طریق پسند ہے جس پر ہمارے نبی صلعم نے قدم مارا

سو اسکا جواب اسی عبارت کے اندر ہے کہ آپنے اس عمل کو مکروہ فرمایا ہے کہ اس معجزہ کو عمل سمریزم یا مٹی کی تصویر بنانا سمریزم کسی پر اسرار انبیاء کی شان کے شایاں نہیں کہ وہ مسمریزم سیکھتے اور اسکی مشق کرتے پھریں اور یہ بھی وجہ ہے کہ حضرت مسیح نے اسے

باذن و حکم الٰہی (دیکھو صفحہ ۳۰۳ ازالہ) شروع کیا تھا مگر جاری مسیح موعود کے لئے کوئی الہام
حکم نہیں آیا۔ پس ضرور تھا کہ آپ اپنی شان نبوت کے لحاظ سے مکروہ اور قابل نفرت
سمجھتے مثلاً خفیہ کیمیاں (انما النجویٰ من الشیطٰن) کے ماتحت ایک شیطانی فعل ہے
مگر اسوقت بنی اسرائیل کے لئے خدا نے اس فعل کو پسند فرمایا۔ اور انہیں حکم دیا کہ ہاروت
ماروت سے وہ علم سیکھیں جس سے میاں بیوی میں جدائی ڈالیں۔ یہ جدائی ڈالنا ایک مکروہ
و قابل نفرت فعل ہے مگر اسوقت اذن الٰہی سے ایک جائز فعل ہو گیا لیکن جب ضرورت
جاتی رہی اور بنی اسرائیل انکے ذریعے سے رہا ہو کر پھر اپنے ملک میں آباد ہو گئے تو پھر
یہ فعل حرام ہو گیا۔

علاوہ ازیں یہ بھی جاننا چاہیئے کہ حضرت مسیح موعود تابع شریعت محمدیہ علی صاحبہا
الصلوٰۃ والسلام ہیں اور اس میں تصویر و بت بنانا حرام ہے ۱۔ عن النبی صلی اللہ
علیہ وسلم قال اشد الناس عذابا یوم القیٰمۃ الذین یضاھون بخلق
اللہ (متفق علیہ) ۲۔ سمعت رسول اللہ یقول۔ قال اللہ تعالیٰ و من
اظلم ممن ذھب یخلق کخلقی الحدیث (متفق علیہ) ۳۔ سمعت رسول اللہ
صلعم یقول اشد الناس عذابا عند اللہ المصورون (متفق علیہ) ۴۔
وعن ابن عباس قال سمعت رسول اللہ صلعم یقول کل مصور فی النار
الحدیث (متفق علیہ) جب شریعت اسلامیہ میں سب سے زیادہ عذاب اس شخص
کو ہو گا۔ جو اللہ کی پیدائش کی مشابہت کرے اور سب سے زیادہ ظالم وہ ہے جو اللہ کے خلق سا
خلق کرے۔ تو پھر حضرت اقدس اس عمل کو اگر حرام بھی فرماویں تو بالکل جائز ہے مگر
آپ نے بہت ادب سے کام لیا ہو کر آپ نے اسے صرف مکروہ اور قابل نفرت فرمایا آپ بھی
مسلمان ہونیکے مدعی ہیں ایمان سے کہئے اگر کوئی کہو کہ مٹی گوندھ کر ایک چڑیا کا بت
بناؤ تو آپ بنا دینگے یا اسے حرام اور قابل نفرت اور مکروہ کہینگے۔ حضرت نے بھی یہی

فرمایا الٰہی حکم آنے پر بھی میں اسکو کردہ سمجھتا ہوں فقط ز

اہل سنت تفریق کے عقیدہ قائل نہیں

اعتراض جو آپ نے لکھا ہو کہ اہل سنت لا نفرق بین احد من رسلہ پر صدق دل سے عامل ہیں بالکل غلط ہے کیونکہ مسیح میں سات امور ہیں کہ آپ لوگ مانتے ہیں جو دوسرے انبیاء میں تم نہیں پائی جاتیں (۱) تائید روح القدس (۲) خالق الطیور ہونا (۳) مردوں کو زندہ کرنیوالا (۴) دوبارہ آکر تمام آدمیوں کے خلاف سچا فیصلہ دینے والا (۵) ایسا نبی جس کے ہاتھ سے تمام جہان کے لوگ مسلمان ہوجاوینگے (۶) کا ازال وکا موت زمانہ کے اثر سے محفوظ (۷) غیب کا جاننے والا آپ نے تو کھلے الفاظ میں ایک رسول کا انکار کیا آخر منکر جس رسول کا انکار کرتا ہے پہلے رسول تو نہیں مانا کہ قربان جایئے خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے جب ابن صیاد جیسے کذاب نے آپکے سامنے جرأت کی اور کہا اتشہد انی رسول اللہ تو اسکا انکار صاف نہ فرمایا بلکہ فرمایا میں تمام رسولوں کو مانتا ہوں صلے اللہ علیہ وسلم (دیکھو مشکوٰۃ)

تیسرے نمبر میں آپ اعتراض کرتے ہیں کہ مسیح علیہ السلام ایک نبی صاحب کتاب ناسخ سابقہ شریعت نہ تھے اور احمدی لٹریچر میں اسکو موسیٰ کا خلیفہ قرار دیا ہے

مسیح حضرت موسیٰ کا خلیفہ تھا

احمدی مذہب اس بارے میں نہایت درست ہے کیا خلاف جہان کیا خلاف کتاب و سنت ہے قرآن کے منکروں کو کافر فرمایا اور انکے توریت سلطنت کے منکروں کو ظالم اور انجیل کے مخالف کو فاسق فرمایا ہے غور کرو اول انجیل کے معنے بشارت کے ہیں۔ اور ہر نبی پر بشارت نازل ہوتی رہی۔ اور اس اعتبار سے ہر نبی صاحب کتاب کہلا سکتا ہے دوم انجیل متی میں حضرت مسیح کا قول صحیح ہی باب ۵ آیت ۱۷ یہ خیال مت کرو کہ میں توریت یا نبیوں کی کتاب منسوخ کرنے کو آیا میں منسوخ کرنے کو نہیں بلکہ پوری کرنے کو آیا ہوں کیونکہ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جب تک آسمان اور زمین ٹل نہ جائیں ایک نقطہ یا ایک شوشہ توریت کا ہرگز نہ ٹلیگا جب تک سب کچھ

پورا نہ ہو

کتب سابقہ کن معنوں میں محرف ہیں

اور یہ کہنا کہ یہ محرف کتابوں کی حوالہ میں مسطور ہیں غلط ہے کیونکہ خود قرآن مجید میں تورات و انجیل سے حوالہ دیا گیا ہے ملاحظہ ہوں مندرجہ ذیل آیات

۱- وعندهم التوراة فيها حكم الله يحكم بها النبيون

۲- فاسئلوا اهل الذكر ان كنتم لا تعلمون مفسرین نے لکھا ہے کہ اہل الذکر سے مراد اہل التورات والانجیل الیهود والنصاری ہیں ۳- الذین یتبعون الرسول النبی الامی الذی یجدونه مکتوبا عندهم فی التوراة والانجیل - کیا آپ تورات و اناجیل کے متعلق بشارات موجودہ متعلق نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے منکر ہیں ۴- قل فاتوا بالتوراة فاتلوها ان کنتم صادقین

تفسیر فتح البیان میں لکھا ہے کہ تورات و انجیل جو یہود و نصاریٰ کے پاس ہیں انکے بارے میں اختلاف ہے کہ آیا انکے الفاظ محرف ہیں یا ان الفاظ کے معانی بدلے گئے پس ایک گروہ فقہاء و محدثین کا اسطرف گیا ہے کہ معنی کرنے میں تحریف ہوئی ہے اور امام بخاری اور امام فخر الدین رازی کا بھی یہی مذہب ہے اگر لفظا مبدل تھیں تو نبی کریم صلعم کو انکے ساتھ متعلق کا حکم نہ ہوتا۔ اصل عبارت یہ ہے اعلم ان التوراة والانجیل الذین عند الیهود والنصاری الآن اختلف فیها هل هما مبدلان و محرفان لفظا او تاویلا فذهب طائفة من الفقهاء والمحدثین الى ان ذلك انما وقع فى التاويل فقط كما صرح به البخارى و شاهده الفخر الرازى وغيره. لقوله تعالى فاتوا بالتوراة فاتلوها ان كنتم صادقين وهو امر للنبى بالاحتجاج بها والمبدل لا يحتج بها

قرآن سے پہلے تورات کتاب تھی

سوم- قرآن مجید میں ایک تدبر کرنے سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ شریعت رسول خدا صلعم سے پہلے صرف کتاب موسیٰ ہی تھی اور جس قدر نبی گئے

ہم۔ اسی شریعت کے مؤید و مصدق تھے۔ مندرجہ ذیل آیت پڑھیے ۱۔ افمن کان علی
بینۃ من ربہ ویتلوہ شاھد منہ ومن قبلہ کتاب موسی اماما
ورحمۃ (ہود ع۲) اور اس سے پہلے موسیٰ کی کتاب امام ورحمت تھی ۲۔ ومن قبلہ
کتب موسی اماما ورحمۃ وھذا کتب مصدق لسانا عربیا لینذر
الذین ظلموا وبشری للمحسنین۔ (احقاف ع۲) ۳۔ اور اسی سورہ کے آخر
میں قالوا یقومنا انا سمعنا کتابا انزل من بعد موسی مصدقا
لما بین یدیہ یھدی الی الحق والی طریق مستقیم یعنے ایک کتاب
سنی جو موسیٰ کے بعد نازل ہوئی۔

ان ہر سہ آیات سے واضح ہے کہ قرآن مجید سے پہلے کتاب تو ریت ہی تھی اور انجیل تو صرف
نبی کریم صلعم اور قرآن مجید کی بشارت ہے اور انجیل پہلی شریعت کی ہرگز ناسخ نہ تھی جیسا کہ
آپ نے ظاہر کیا ہے کیونکہ قرآن مجید پارہ ۶ رکوع ۱ میں پہلے فرمایا انا انزلنا التوراۃ
فیھا ھدی ونور یحکم بھا النبیون الذین اسلموا للذین ھادوا۔
جسے توریت اتاری جس میں ہدایت نور ہے جسے فرمانبردار نبی اسی کے مطابق یہودیوں میں
فیصلہ کرتے اور آگے چل کر فرمایا وقفینا علی اثارھم بعیسی ابن مریم
مصدقا لما بین یدیہ اور ہم نے مریم کے بیٹے عیسیٰ کو ان فرمانبردار پیغمبروں کے
قدم بہ قدم چلایا۔

پیش کردہ آیت کا جواب	باقی رہا یہ کہ ولاحل لکم بعض الذی حرم علیکم حضرت عیسیٰ کے لئے آیا ہے سو واضح ہو یہودیوں پر دو قسم کی چیزیں حرام تھیں

ایک وہ جو بطور شریعت کے ان پر حرام تھیں جیسے اہل اسلام پر بھی ہیں اور ایک وہ جو ان کی
شرارتوں کی وجہ سے عقوبۃً ان پر حرام کر دی گئی تھیں۔ احل لکم بعض الذی حرم
علیکم سے وہ بعض مراد ہیں۔ چنانچہ پارہ ۶ رکوع ۲ میں فرمایا۔ فبظلم من الذین

ھادوا حرمنا علیھم طیبٰت احلت لھم یہود کے گناہ کے سبب وہ پاکیزہ چیزیں جو انپر حلال کی گئی تھیں ہمنے حرام کردیں۔ طیبات کبھی حرام نہیں ہوتیں۔ بلکہ طیبات پر حرام کا اطلاق ہو نہیں سکتا۔ لیکن اللہ تعالےٰ نے عقوبت کے طور پر ان حلال و طیب چیزوں کو ان پر روک دیا جیسا کہ آیت مندرجہ بالا سے واضح ہے

لاحل لکم کیا مراد ہے

دوسرا جواب یہ ہے کہ حرم علیکم بصیغہ مجہول ہے پس معنی یہ ہونگے کہ انکے علماء و احبار نے جو اشیاء ان پر حرام کر دی تھیں حضرت عیسیٰ نے انکی حلت کو واضح کردیا اور بتایا کہ یہ تمہارے لئے حلال ہیں۔ ابن کثیر صفحہ ... میں زیر آیت ولاحل لکم بعض الذی حرم علیکم لکھا ہے انما احل لہم بعض ما کانوا یتنازعون فیہ خطاء واکشف لھم من الغطاء فی ذلک کما قال الآیۃ الاخریٰ ولابین بعض الذی تختلفون فیہ یعنے جن چیزوں کی حلت و حرمت میں تنازعہ تھا۔ ان میں فیصلہ کردیا اور فتح البیان میں ہے انما احل لہم ما حرمتہ علیہم الاحبار ولم تحرمہ التوراۃ جلد ۲ صفحہ ... یعنی احبار نے جو حرام کر دیا تھا اور توراۃ نے حرام نہیں کیا تھا اسکی حلت کو واضح کیا یہی تحقیق معنے اور میرے نزدیک صحیح ہیں۔ اور انجیل تو ہرگز شریعت کی کتاب نہیں۔ اور اس میں اسلام بھی متفرد نہیں۔ بلکہ زرقانی شرح مواہب لدنیہ صفحہ ۲۵ جلد اول میں بھی یہ فیصلہ صحیح ہے کہ التوراۃ فیھا احکام والانجیل فیھا مواعظ و امثال توراۃ میں شریعت کے احکام ہیں۔ اور انجیل میں فقط نصائح اور کہاوتیں

دیکھئے استدلال صحیح نہیں

۲۔ اور ولیحکم اہل الانجیل بما انزل فیہ سے بھی یہ استدلال نہیں ہو سکتا کہ انجیل میں شریعت ہو ورنہ لازم آئیگا کہ اہل الانجیل کو قرآن کا ماننا ضروری نہیں کیونکہ انکو بقول آپکے قرآن ہی نے حکم دیدیا کہ اپنی شریعت پر چلو پس مراد اس آیت سے تصدیق رسالت آنحضرت صلعم ہے جسکی پیشگوئی انجیل میں تشریح و بسط کے

کیساتھ مذکور ہوا ہے قرآن مجید میں اسکا بھی حوالہ گیا ہے

چوتھے نمبر میں آپ نے ازالہ اوہام صفحہ ۶۲۹ کا حوالہ دیا ہے کہ اس میں لکھا ہے کہ بحوالہ توریت چار سو نبیوں کی پیشگوئی جھوٹی نکلی اور پھر سلاطین ۱ باب ۲۲ و ۲۳ کے حاشیے آپ اور کی کوڑی لائے ہیں کہ وہ چار سو نبی اصل بت کے پجاری تھے جو نبی کہلاتے تھے اور خدا کے نبی نہ تھے

جواب سخن شناس نئی دلبرا خطا اینجا است کاش آپ ازالہ اوہام کا یہ حصہ غور سے پڑھتے اور حضرت اقدس کا منشاء دیکھتے وہاں آپ کو یہ اعتراض نہیں کہ میری کوئی پیشگوئی جھوٹی نکلی تو کیا ہوا چار سو نبیوں کی پیشگوئی جھوٹی نکلی تھی بلکہ امام کا مقصد بھی وہ ہے جو آپ بڑے غور کے بعد سمجھے ہیں

وہ چار سو نبی کون تھے اسکے صفحہ ۶۲۹ پر یہ عنوان ہے حضرت غزنوی اور مولوی محی الدین صاحب کے الہامات کے بارے میں کچھ مختصر تحریر اسکے آگے حضور نے اس گروہ کے الہام لکھے ہیں کہ مجھے کہتے ہیں یہ شخص جہنمی ہے سیصلی نارا ذات لہب وغیرہ وغیرہ اب اس بارے میں حضور فرماتے ہیں کہ الہام رحمانی بھی ہوتا ہے اور شیطانی بھی اور جب دل میں یہ تمنا مخفی ہوتی ہو کہ میری مرضی کے موافق کسی کی نسبت کوئی برا یا بھلا الہام مجھے معلوم ہو جائے تو شیطان اسوقت اسکی آرزو میں دخل دیتا ہے ۔۔۔ الخ اصل وہ شیطانی الہام تھا پس اسی طرح ان مخالفین مستذکرہ بالا کو بھی شیطانی الہام القا ہوا ہے اور اسکی مثال فرماتے ہیں کہ دیکھو سلاطین اول باب ۲۲ آیت ۱۹ میں لکھا ہے کہ ایک بادشاہ کے وقت میں چار سو نبی نے اسکی فتح کے بارے میں پیشگوئی کی اور وہ جھوٹے نکلے اور بادشاہ کو شکست آئی بلکہ وہ اسی میدان میں مر گیا اسکا سبب یہ تھا کہ دراصل وہ الہام ایک ناپاک روح کی طرف سے تھا نوری فرشتہ کی طرف سے نہیں تھا اور ان نبیوں نے دھوکہ کھا کر ربانی سمجھ لیا تھا" یعنی جیسے ایک سچے خدا کے نبی کے مقابل میں چار سو نبی کا الہام شیطانی ثابت ہوا اسی

لیکن تعجب ہوا ہے کہ مخالفین مسیح نے عنوان ... کی طرف سے ہیں نوری فرشتے کی طرف کو
نہیں اور تم نے دھوکا کھا کر انکو ربانی سمجھ لیا۔ آپ نے ہرگز نہیں کہا کہ وہ نبی خدا کے نبی تھے
بلکہ تورات کے حوالہ سے نبی کا لفظ لکھا اور تورات میں صاف لکھا ہے کہ وہ نبی بعل دیوت کے
پجاری تھے اسلئے آپ کو کوئی تشویش نہیں لڑائی نہ ضرورت تھی کیونکہ خدا کے نبیوں کے بیٹے
میں تو آپ اپنا عقیدہ ظاہر فرما چکے ہیں کہ انکے الہامات نوری فرشتے کی طرف سے ہوتے ہیں
اور انبیاء ۸ دیکھو صفحہ ۴۰۰ ... دخل کبھی نہیں
اور رسولوں کی وحی میں ایسا بھی ہوتا ہے مگر وہ بلا توقف آگاہ ہو جاتا ہے پھر اس سے آگے آپ نے رحمانی
و شیطانی الہامات میں جو فرق ہے اسپر ایک لطیف بحث فرمائی ہے

شیطان نوری فرشتے کے لباس میں کیونکر ہو سکتا ہے

پس میں پوشیدہ نہ کہتا ہوں کہ احمدی لٹریچر نے تاریخی واقعہ کی
تحقیق میں ہرگز ٹھوکر نہیں کھائی بلکہ آپ نے اصل مطلب سمجھنے
میں ٹھوکر کھائی ہے سو یہی صحیح ہے کہ شیطان اپنی شکل نوری فرشتوں کے ساتھ بدل کر بعض لوگوں کے
پاس آ جاتا ہے آپ لکھتے ہیں کہ قرآن میں خدا وعدہ میں جھوٹے رسولوں اور مکاروں کا صاف
ذکر ہے اور بعض اشخاص نہیں یہ اعتراض آپکا جب صحیح ہوتا کہ حضرت اقدس کل اشخاص
تحریر فرماتے یا بعض اور جھوٹے رسولوں میں کوئی تناقض ہوتا کیا جھوٹے رسول بعض اشخاص
نہیں ہوتے حضرت اقدس ان نبیوں کو خدا کے نبی کہتے ہیں جنہوں نے اس سچے نبی کے
مقابل میں پیشگوئی کی تھی پھر اصل عبارت سلاطین اول باب ۲۲ آیت ... سے ہو کر تعجب
نہیں کہ شیطان کی اپنی صورت کو نوری فرشتے سے بدل ڈالتا ہے اور اس ... جس حالت میں
سلاطین باب ۲۲ کا عہد عتیق سے دیا ہے تو پھر کس طرح گمان ہو سکتا ہے کہ یہ چار سو خدا کے نبی
تھے آیت ۶ تب اسرائیل کے بادشاہ نے ان نبیوں کو جو قریب چار سو آدمی کے قریب
تھے اکٹھا کیا ... آیت ۷ میں یہوسفط پوچھتے سو خداوند کا کوئی نبی ہے اور
سلاطین ۱ باب ... کے ساتھ ... کو اور حضرت کا کلام بھی صادق نبی کے

کے مقابل جھوٹے نبیوں کی بابت ہوا۔ نبی کہتے ہیں غیب کی خبر دینے والیکو۔ تو ۔۔ سمجھتے ہیں جو
اللہ سے غیب کی خبر دے۔ آپکا اعتراض کچھ وقعت نہیں رکھتا جب تک آپ یہ ثابت نہ کریں
کہ ان لوگوں کے اسوقت پیچھے نبیوں کو شیطانی الہامات ہوا کرتے اور انپر سچے رہنے کا ذکر ہے
وہاں تو آپ ہی مخالف الہام پیش کر رہے ہو کرتا ہے ہیں کہ جو صادق کے مقابل کاذب نبی
بھی اٹھا کرتے ہیں مگر وہ منشا کی کہتے ہیں اور ان کی پیشگوئی جھوٹی نکلا کرتی ہے جیسی کہ خلاف
کی خریت نمبر وغیرہ جھوٹی نبوت نکلی

بعض محققین کے نزدیک وہ بھی مفتری علی اللہ تھے	جہانتک آپکے سوال کا تعلق تھا مسئلہ حل ہوگیا لیکن اگر پھر بھی کوئی کہے کہ جب وہ بھی جھوٹے نبی تھے اور بعل بت کے پجاری تھے

تو حضرت اقدس نے کیوں کمو مکرر لکھا؟ تو اسکے جواب میں عرض ہے کہ بائبل کے مفسرین
میں اسبات کا اتفاق نہیں کہ وہ بھی جھوٹے ہی تھے یا بعل کے ہی پجاری تھے اسلئے آپ نے
وہی لفظ لکھدیا جو اصل تورات میں تھا ملاحظہ ہو مندرجہ ذیل تحقیقات

بائبل کی کئی ایک تفاسیر لائبریری میں اور پادریوں کے ہاں دیکھی گئیں۔ پادری مفسرین
کا میلان اسطرف ہے کہ وہ ۴۰۰ نبی کاذب تھے یا کم از کم اسوقت کاذب ثابت ہوئے
مگر کوئی مفسر مفصل اور کافی اس بحث پر نہیں لکھ سکا۔ صرف اشارہ کرکے چھوڑ جاتے
ہیں کہ غالباً جھوٹے ہونگے۔ لائبریری میں ایک کتاب ڈکشنری آف کرائسٹ اینڈ
گاسپل ہی کر لالو Dictionary of Christ & Gospel اسکے جلد ۲ صفحہ ۴۳۳ میں اس
مضمون اور مقام کے متعلق لکھا ہے جن انبیاء کو نبی کاذب لکھا گیا ہے۔ وہ دراصل
مفتری علی اللہ نہ تھے جو لوگوں کے مذہبی احساس سے ناجائز فائدہ حاصل کرنے کیلئے
کھڑے ہوجاتے ہیں بلکہ وہ دراصل ایسے لوگ تھے جنکا کام تو نبوت ہی تھا لیکن منشائے
ایزدی کے مفہوم کو پانے کے لئے کافی روحانی استعداد ان میں نہ تھی

مسٹر سکاٹ اپنی تفسیر میں لکھتا ہے کہ جو جھوٹے نبی تھے انکو تو الیاس نے قتل کرادیا

تھا۔ شاید یہ چارسو آدمی پیچھے نکل آئے ہوں مگر یہ بات مفسر کی غلطی ہے کیونکہ ۴۵۰ نام تو پہلے
ہی تھے اور الیاس نے تو اپنی طرف سے
پہلے ہی قتل کرا دیئے تھے بچے ہوؤں کی تعداد ۴۰۰ نہیں ہو سکتی امریکہ کے بعض پادریوں کی
کمیٹی نے ملکر ایک تفسیر لکھی ہے جسکا نام [illegible] predictions of the Bible ہے
اسکی جلد ۱ صفحہ ۱۰۳ پر لکھا ہے یہ چار سو نبی یہوواہ کے نام پر نبوت کرتے تھے مگر اسوقت
پردہ جھوٹے ہوئے اور بادشاہ کو پہلے کہتا کہ ان چار سو کے سوائے کوئی اور بھی یہوواہ کا نبی
ہے تو ظاہر کرتا ہے کہ وہ یہوواہ کے نبی تھے

بعل کے نبی اور تھے ۴۰۰ نبی جنکا ذکر ۱ سلاطین باب ۲۲ میں ہے اور جو بعل کے نبی تھے وہ
اور تھے بعل کے نبیوں کا ذکر ۱ سلاطین باب ۱۸ میں ہے اور انکی تعداد ۴۵۰ تھی بعل کے نبی
اپنی نبوت بعل کے نام پر کرتے تھے لیکن اول الذکر نے جو نبوت کی ہے اس میں یہوواہ کا
خدا کا نام لیا ہے اور بادشاہ نے بھی انکے متعلق یہی الفاظ بولے ہیں کہ کیا خداوند کا کوئی اور نبی
بھی ہے؟ ہاں انکی پیشگوئی غلط ہوئی

پیشگوئی کے متعلق

مگر پیشگوئیوں کا پورا ہونا کسی نبی کے سچا ہونے کی دلیل نہیں ہو سکتا توریت
اور اسکے علاوہ یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ پیشگوئی جسطرح سے کہی جاتی ہے اسطرح اسکا پورا ہونا ضروری
نہیں یرمیاہ باب ۱۸ آیت ۷-۱۰ میں صاف لکھا گیا ہے کہ خدا تعالیٰ کسی قوم کو برکت کا وعدہ
دیتا ہے مگر بعد ازاں اسکی بدعملیوں کے سبب وہ وعدہ پورا نہیں ہوتا اور کسی قوم کو عذاب
کا وعدہ دیتا ہے مگر پھر اسکی نیکی کے سبب معاف کر دیتا ہے پس ہر دو قسم کے وعدے
جنکی پیشگوئی کیجاوے ٹل سکتے ہیں اور اسکی مثالیں یہودیوں کی تاریخ میں بہت پائی
جاتی ہیں ہر ایک پیشگوئی در اصل شرطی ہوتی ہے خواہ اسکے ساتھ شرط ہو یا نہ ہو۔ بعض
پیشگوئیاں ایسے رنگ میں پوری ہوتی ہیں کہ پیشگوئی کے اصل الفاظ تو بالکل پورے
نہیں ہوتے اسرائیل کے متعلق بعض پیشگوئیوں کے پورا ہونے میں پیشگوئی کے شکوہ

مقام و کار و قوم کا لحاظ بھی نہیں رکھا گیا پیشگوئی کے پورا ہونے کے وقت اسکے اصل الفاظ کو پکڑنا ضروری نہیں ہوتا اور سید صاحب کی بھی غلطی تھی جو قیامت کی پیشگوئی کی ابتدا سمجھ کر اس طرح کو بھی غلطی لگی جن نبیوں کو محاورہ توریت اور طالمود میں کاذب کہا گیا ہے وہ بھی دراصل کاذب اور مفتری علی اللہ نہ تھے اس اصطلاح کے سمجھنے میں غلطی ہوئی ہے یہودیوں میں بھی دو قسم کے ہوتے تھے ایک نہایت شاندار تھے دوسرے ادنی درجہ کے ادنی درجہ کے انبیاء نبوت کے پانے اور سمجھنے میں بعض دفعہ غلطی کرتے تھے اس واسطے انکا نام کاذب نبی ہوا اور نہ انکی عزت قوم میں بہت ہوتی تھی اور وہ نبی ہی کہلاتے تھے ہیچ سنو نہیں جھوٹے نبی وہ کہلاتے تھے جو خدا تعالیٰ کے سوائے غیر معبودوں کے نام پر نبوت کرتے دیکھو جوانکو پیڈیا ببلیکا جلد ۳ کالم ۳۸۷ اور طالمود سیکشن جلد ۳ صفحہ ۳ اور جیوش انسائیکلو پیڈیا جلد ۱۰ صفحہ ۲۱۳

پانچویں نمبر میں آپ نے محض بدظنی سے کام لیا ہے کہ ہم سائنس کا سہارا لیکر بعض خرق عادات کا انکار کر دیتے ہیں

ہم معجزات کے منکر نہیں ہیں حضرت! ما معجزات را بحق اندوراست و برہم تو ثابت شود ایمان ماراست۔ جو بات قرآن مجید سے احادیث صحیحہ سے الہام الہی سے روایات متواترہ سے ثابت ہو ہم ہرگز اسکا انکار نہیں کرتے ہاں ہم یہ ضرور کہتے ہیں کہ مادی علوم سے معجزات سمجھے جا سکتے ہیں اگر ایسا نہ ہو تو انسان کبھی ایمان لانے کے لئے مکلف ہو ولن تجد لسنة اللہ تبدیلا کو کبھی عدم امکان خرق عادت کی دلیل میں پیش کرنے کی طرف کوشش نہیں کیا گیا البتہ ہمارا مسلک یہ ضرور ہے کہ جب قرآن اور حدیث سے کوئی امر ثابت ہو جائے تو سائنس وغیرہ مادی علوم کو بطور شواہد پیش کرتے ہیں اسی طرح اگر کسی بات کے ماننے سے بعض آیات قرآنی کا یا احادیث صحیحہ کا انکار لازم آتا ہو تو پھر سائنس وغیرہ کو اس کی تائید میں خصم پر عقلاً و نقلاً حجت کرنیکے لئے پیش کرتے ہیں مگر

ساری جس کو ہم کسی حال میں قرآن مجید پر تو کجا حدیث صحیح بلکہ قول امام پر بھی مقدم نہیں کرتے اور
ہرگز نہیں کرتے۔

مسیح کے مع الجسد آسمان پر جانیکا انکار قرآن مجید کی سیاق سے ہے
مسیح کے مع الجسد آسمان پر چڑھ جانے جانیکا ہم اسلئے انکار نہیں کرتے کہ وہ احادیث کے خلاف ہے بلکہ اسلئے کہ قرآن مجید اسکو بشر
رسول کے خلاف سنت اللہ اور ممتنع قرار دیتا ہے مندرجہ ذیل آیات پڑھئے ۱- فیها تحیون
وفیها تموتون ومنها تخرجون (اعراف) اسی زمین کرہ میں تم زندہ رہوگے اسی
میں مروگے اسی سے نکالے جاؤگے ۲- الم نجعل الارض کفاتا احیاء واموات
(مرسلات) کیا ہم نے زمین کو زندہ مردوں کے سمیٹنے والی نہیں بنایا ۳- ولکم فی الارض
مستقر اے تمہارے لئے زمین ہی میں رہنے کی جگہ ہو

رفع سے کیا مراد ہے
لسان العرب میں الرافع فی اسماء اللہ هو الذی یرفع المؤمنین بالاسعاد
واولیاءه بالتقریب اسکا نام رافع ہے کہ وہ مومنوں کو اور اپنے اولیاء کو قرب بارگاہ
جانے سے رفع دیتا ہے اور مسلم میں حدیث ہے من تواضع للہ رفعه اللہ جو اللہ کے
لئے تواضع کرے اللہ اسے رفع دیتا ہے اور قرآن شریف کی آیت ولو شئنا لرفعناه
بها میں تمام مفسرین نے رفعناه الی منازل الابرار تحریر کیا ہے۔ الیہ سے آسمان
مراد لینا بالکل محاورات قرآنیہ کے خلاف ہے اور زیادۃ علی کتاب اللہ ہے جیسے انا
للہ وانا الیہ راجعون اور ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام کا یہ قول وقال انی ذاهب
الی ربی (سورہ والصافات) اور ومن یخرج من بیته مهاجرا الی اللہ
ورسوله تو کیا سب لوگ آسمان ہی پر چلے جاتے ہیں حضرت مسیح کے لئے بھی انی متوفیک
ورافعک ہے یعنے انہیں جو رفع دیا وہ توفی (موت) کے بعد ہوگا اور رفع روح ہی کا
ہوتا ہے نہ کہ جسم کا چنانچہ فرماتا ہے والیہ یصعد الکلم الطیب والعمل الصالح
یرفعه پاک کلمے اسکی طرف چڑھتے ہیں اور عمل صالح اسکو رفع دیتا ہے۔ مدارک التنزیل میں

ہے العمل الصالح یرفعه العامل ویشرف خدا تعالے آسمان پر صعود نہیں کرا سکی طرف رفع کرسے آسمان پر جانا لازم آئے وھو معکم اینما کنتم اور آسمان پر چڑھنا قرآن مجید میں تو محال نہیں [illegible] آپ کیوں [illegible] میں فرماتا ہے ومن یرد ان یضله یجعل صدره ضیقا حرجا کانما یصعد فی السماء اور جسکے یہ ہیں اور وہ فرماتا ہے گمراہ کرے اسکا سینہ تنگ کر دیتا ہے گویا کہ وہ آسمان پر چڑھتا ہے (انعام) آپ ولو فتحنا علیھم بابا من السماء فظلوا فیه یعرجون سے امکان [illegible] الی السماء ثابت کرتے ہیں تو عجب ہے کہ ہم خدا کی قدرت کے ماننے کے [illegible] امکان نہیں [illegible] مگر یہاں بحث تو اس امر میں ہے کہ رفع مع الجسد الی السماء ماننے سے بہت سی آیات کا انکار لازم آتا ہے اور یہ سنت اللہ ہے

قیاس کو نص پر ترجیح دینا | پھر آپ کی اس [illegible] منطق کا نتیجہ بہت خطرناک ہوسکتا ہے لو کان فیھما آلھة الا اللہ لفسدتا میں کیا امکان لازم آتا ہے اور ہم تو آپ کو فساد بھی دکھاتے ہیں ظھر الفساد فی البر والبحر وہ فرماتا ہے یوم تبدل الارض غیر الارض والسموات (ابراہیم) تو کیا اس سے تعدد الٰہ لازم آجائیگا پھر اس قسم کے قیاسات کا آپکو کیا حق ہے حضرت ابوالانبیاء کے معاملہ پر غور فرمائیں جب امام بنائے گئے تو عرض کیا ومن ذریتی تو جواب ملا لا ینال عھدی الظالمین اس سے یہ قیاس فرما کر کہ ان لوگوں کے شامل خدا تعالے کی رحمت نہیں دوسری دعا میں وارزق اھله من الثمرات من آمن منھم باللہ والیوم الآخر عرض کیا یعنی من آمن کی قید لگا دی تو جواب ملا ومن کفر فامتعه قلیلا کہ میں کافروں کو بھی کچھ نہ کچھ دونگا یہ ہے قیاس کا حال اور آپ تو ایک [illegible] ہیں سوم خسف کے معنے ذلت کے بھی ہیں ایک مصرعہ ہے [illegible] خسفا [illegible] پس قارون ذلیل ہوا اور یہ کہ وہ زمین میں دھس گیا مستبعد ہے چونکہ [illegible] تک [illegible] اسلئے مسیح آسمان پر چڑھ گئے عجیب

متعلق ہوا کہ مسیل اوپر جانے سے جسم آسمانی پاش پاش ہوجاتا ہے یہ حضرت کو معلوم نہیں ۔ اور قارون کے خسف کے نظارے تو اب تک موجود ہیں کیا صرف حس پر خوش ہو لئے مع جسد آسمان پر اٹھالیا گیا کاہی یہ تو اب بھی ہم دیکھتے ہیں کہ بھونچال آیا زمین پھٹی اور گاؤں کے گاؤں دھنس گئے کیا کبھی یہ بھی سنا کہ صرف حس پر راضی ہو اسے جسم سمیت آسمان پر اٹھا لیا۔ مفسرین تو حضرت عیسیٰ کے بارے میں ہی رفع کے معنے کرتے ہیں کہ عزت اور درجہ کی ترقی (۱) معناہ رافعك الی کرامتی کما قال حکایۃ عن ابراھیم انی ذاھب الی ربی سیھدین (مجمع البیان) (۲) رافعك الی محل کرامتی ومقر ملٰئکتی ۔

(روح البیان تفسیر کبیر وغیرہ)

احیاء موتی سے کیا مراد ہے — احیاء موتی کا انکار بھی ہم صرف اس صورت میں کرتے ہیں کہ حقیقی موت سے مرچکے اور دنیا سے انکا تعلق قطع ہوگیا پھر انکو ایسا زندہ کرنا کہ دوبارہ معیشت انہیں پیدا ہوجائے یہ خدا تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں کرسکتا دلیل حسب ذیل آیات ۱۔ انا نحن نحی ونمیت ہم ہی زندہ کرتے ہم ہی مارتے ہیں ۲۔ انا نحن نحی الموتٰی ہم ہی مردوں کو زندہ کرینگے ۳۔ قول حضرت ابراہیم ربی الذی یحی ویمیت اور روز قیامت ہوگا ثم انکم بعد ذلك لمیتون ثم انکم یوم القیٰمۃ تبعثون

ہم کس احیاء موتی پر ایمان لائے ہیں — احیاء تین قسم ہے احیاء اللہ کا احیاء کفار کا احیاء انبیاء کا پس ہر ایک کے مناسب حال معنی ہونگے جو احیاء نبیوں کی طرف منسوب کیا گیا ہے وہ موت کفر سے حیات ایمان بخشنا ہے اور اسکا استعمال قرآن کریم میں کئی جگہ آیا ہے جیسے انك لا تسمع الموتٰی نمل ۲۔ افمن کان میتا فاحییناہ وجعلنا لہ نورا یمشی بہ فی الظلمٰت یہ مرا وپس کیا جو مردہ ہو پس زندہ کیا اسے اور اسکے لئے نور بنایا کہ اسکے ساتھ ظلمات میں چلے ۳۔ یا ایھا الذین اٰمنوا استجیبوا للہ وللرسول اذا دعاکم لما یحییکم انفال ۔ اے مومنو! اللہ اور اسکے رسول کی جواب دو جب تمہیں زندہ

کر کے لکھاتے ہیں یہ معیار سوتی ہم نے تے ہیں جو آپ کہتے ہیں وہ قرآن مجید سے ثابت نہیں گر ہو تو دکھا دیجیے

چھٹے نمبر میں آپ نے فرمایا ہو کہ احمدی لٹریچر میں غیر تشریعی نبوت کا مسئلہ ایجاد ہوا ہے (ب) کتب اہل سنت میں اس کا ذکر تک نہیں (۳) خاتم النبیین کی تشریح مندرجہ ذیل احادیث اس کی تفسیر کرتی ہیں

جواب غیر تشریعی نبوت کا مسئلہ احمدیوں نے ہرگز ایجاد نہیں کیا بلکہ الکا وہی مذہب ہے جو محققین اہل سنت کا ہے

نبی سے کیا مراد ہے۔ اور انکے متقدمین و صوفیا و اولیاء کا یہی مذہب ہے کہ آنحضرت صلعم کے بعد مکالمہ مخاطبہ الہیہ کا سلسلہ جاری ہے اور کثرت مکالمہ مخاطبہ اور غیب کی خبر پر اطلاع دینے والے کو نبی کہتے ہیں چنانچہ حضرت اقدس کا بھی یہی مذہب ہے اور وہ بھی اپنی نبوت سے یہی مراد لیتے ہیں ملاحظہ ہو آپ کی کتاب چشمہ معرفت مطبوعہ ۱۵ مئی ۱۹۰۸ء علاوہ وفات سے ۱۰ دن پہلے صفحہ ۳۲۴ و ۳۲۵ میں لکھتے رسول پر دلی صدق سے ایمان لایا ہوں۔ اور جانتا ہوں کہ تمام نبوتیں اس پر ختم ہیں اور اس کی شریعت خاتم الشرائع ہے اور جو اس کے چراغ میں سے نور لیتی ہو وہ ختم نہیں کیونکہ وہ محمدی نبوت ہے یعنی اسکا ظل ہے اور اسی کے ذریعہ سے ہے اور اسی کا مظہر ہے اور اسی سے فیضیاب ہے . . . اور جب اس کی پیروی کمال کو پہنچتی ہے تو ایک کامل نبوت اسکو عطا کرتا ہے جو نبوت محمدیہ کا ظل ہے اسلئے کہ تا اسلام ایسے لوگوں کے وجود سے تازہ رہے اور تا اسلام ہمیشہ مخالفین پر غالب رہے . . . و نبوت اور رسالت کا لفظ خدا تعالے نے اپنی وحی میں میری نسبت صد ہا مرتبہ استعمال کیا ہو مگر اس لفظ سے صرف وہ مکالمات مخاطبات مراد ہیں جو کثرت ہیں اور غیب پر مشتمل ہیں اس سے

ملہ میاں حسن صاحب پھلواری بھی بجز اسکے ختم نبوت میں لکھتے ہیں ہماری پیروی میں ایسے نفوس قدسیہ گزرے ہیں جو مکالمہ مخاطبہ الہی سے سرفراز ہوتے ہیں

بلکہ کچھ نہیں ہر ایک شخص اپنی گفتگو میں ایک اصطلاح اختیار کر سکتا ہے لکل ان یصطلح سو
خدا کی اصطلاح یہ ہے کہ کثرت مکالمات و مخاطبات کا نام اس نے نبوت رکھا ہے یعنی ایسے
مکالمات جن میں اکثر غیب کی خبریں دی گئی ہوں اور لعنت ہو اس شخص پر جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے فیض سے علیحدہ ہو کر نبوت کا دعویٰ کرے مگر یہ نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ہے نہ کوئی نئی نبوت" اس اقتباس کی رو سے ایک خاص سوال لیکر پڑھتے جس
نبوت کا حضور مطلق کو دعویٰ ہے اس کی اصلیت آپ نے واضح کر دی ہے اور اس پر کوئی اعتراض
نہیں آ سکتا کیونکہ ان کے تو اہل سنت و جماعت قائل ہیں بلکہ وہ تو آنحضرت صلعم کے بعد
انبیاء کے آنے کا عقیدہ رکھتے ہیں اور ہم تو صرف ایک ہی پر اس لفظ نبی کا اطلاق کرتے ہیں

نبی کا خطاب صرف مسیح موعود کے لئے	اور حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۹۱ میں لکھا ہے نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا ہوں اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق

نہیں کیونکہ کثرت وحی اور کثرت امور غیبیہ اس میں شرط ہے اور وہ شرط ان میں پائی نہیں جاتی
اور ضرور تھا کہ ایسا ہوتا۔ تاکہ آنحضرت صلعم کی پیشگوئی صفائی سے پوری ہو جاتی"

اور یہی اسلئے کہ حدیث میں مسیح موعود کے لئے یہ لفظ آیا ہے مشکوٰۃ باب العلامات بین
یدی الساعۃ حدیث النواس بن سمعان صفحہ ۴۰۵ و یحصر نبی اللہ عیسیٰ
۔۔ فیرغب نبی اللہ عیسیٰ و اصحابہ ۔ ۔ ۔ ثم یہبط نبی اللہ عیسیٰ
و اصحابہ الی الارض دیکھئے حضرت نے عیسیٰ کو نبی اللہ فرمایا ہے اسلئے آپکو حضرت مرزا
صاحب کے نبی اللہ کہلانے پر اعتراض نہیں کرنا چاہیئے باقی یہ امر کہ طلب رہ جاتا ہے کہ حضرت
مرزا صاحب مسیح موعود تھے یا نہیں جسکا ثبوت کئے دیا اور دینے کو تیار ہیں آپکو یہ نہیں کہنا
چاہیئے کہ وہ نبی اللہ کیوں بنتے ہیں کیونکہ حدیث میں انکے لئے یہ لفظ آیا ہو

خاتم النبیین کے بعد کن معنوں میں ہم نبی کے قائل ہیں	آپکا عقیدہ البتہ اس بارہ میں خطرناک ہے کیونکہ آپ اس مسیح ناصری کے دوبارہ آسمان سے بجسدہ العنصری اترنے کے قائل ہیں جو یقیناً فوت ہو چکے ہیں جو کہ وہ نبی تھا ہیں اور آپ کے نزدیک صاحب شریعت

بھی اسلئے آنحضرت صلعم کے بعد اگر نبی آخر الزمان ہی بنینگے اور نبی اپنے عہدہ سے معزول نہیں کیونکہ ایسا کرنے سے پھر ان آیات و احادیث کا کیا کیا جائیگا جن میں حضرت عیسے بن مریم کے لئے نبی و رسول کا خطاب آیا ہے کیا اس وقت اس لفظ کو معاذ اللہ حک کر دیا جائیگا پھر رسول اللہ صلعم نے باوجود یہ جاننے کے کہ حضرت عیسیٰ دوبارہ جب نازل ہو گے تو امتی ہو گئے گئے ہیں ان کے لئے بھی نبی اللہ کا خطاب زبان مبارک سے فرمایا پس جو احادیث آپ نے مشکوٰۃ سے نقل کی ہیں وہ آپ ہی پر حجت ہیں ہمارا عقیدہ تو اس بارے میں صاف ہے کیونکہ ہم تو کسی علیحدہ نبوت کے قائل نہیں بلکہ ہمارا تو وہی عقیدہ ہے جو میں پہلے لکھ چکا ہوں ان کے الفاظ یہ تھا کہ

"اسلئے اس نبوت پر تمام نبوتوں کا خاتمہ ہے اور ہونا چاہیئے تھا کیونکہ جس چیز کے لئے ایک آغاز ہے اسکے لئے ایک انجام بھی ہے لیکن یہ نبوت محمدیہ اپنی ذاتی فیضرسانی سے قاصر نہیں بلکہ سب نبوتوں سے زیادہ اس میں فیض ہے مگر اسکا کامل پیرو صرف نبی نہیں کہلا سکتا کیونکہ نبوت کاملہ تامہ محمدیہ کی اس میں ہتک ہے ہاں امتی اور نبی دونوں لفظ اجتماعی حالت میں اس پر صادق آسکتے ہیں کیونکہ اس میں نبوت تامہ کاملہ محمدیہ کی ہتک نہیں بلکہ اس نبوت کی چمک اس فیضان سے زیادہ تر ظاہر ہوتی ہے"

پہلی حدیث کی تصحیح

اس تشریح کو زیر نظر رکھکر آپ کتاب الامارۃ والقضاء کی حدیث مشکوۃ کو جو یوں ہے کانت بنو اسرائیل تسوسہم الانبیاء کلما ھلک نبی خلفہ نبی وانہ لا نبی بعدی وسیکون خلفاء الخ

اول تو اس میں خاص انبیاء کا ذکر ہے جو ان میں سیاست کرتے تھے اور یہ صحیح ہے کہ امت محمدیہ میں جو ایسے خلفاء ہوئے جو سیاست کرتے تھے تو وہ نبی ہرگز نہیں چنانچہ ہم جسکے نبی ہونیکے قائل ہیں وہ جسمانی سلطنت نہیں رکھتا نہ سیاست کرتا تھا دوم لا نبی کا ایسا ہی ہے جیسے لا ایمان لمن لا امانۃ له ہے یہی یہاں اسکا کامل نبی نہیں جس میں

دیتا نہیں دیکھو دیانت میں خیانت کرنیوالے بے ایمان کافر ہو گا آپ تو عمل نہیں مگر اسلئے
نماز آپکے نزدیک منسوخ ہو گیا کچھ اور ایسا ہی حضور نبی کریم صلعم کے بعد کامل تامہ نبوت نہیں بلکہ
نبی حقیقی جیسا کہ آپنے الوصیۃ میں فرمایا سوم یہ حدیث تو آپ ہی پر حجت ہے کیونکہ آپ ہی عیسیٰ ابن
مریم کو نبی آخر الزمان بنتے ہیں جب آنحضرت صلعم مسیح کی زندگی ہی میں فوت ہوئے اور وہ آخر
زمانے میں بنفس نفیس آئینگے تو پھر آخری نبی تو وہی ٹھہرے چہارم (ا) اس حدیث کے وہی معنی
کئے جائینگے جو قرآن مجید کی آیات کے خلاف نہ ہوں اس میں فرمایا ہے وخاتم النبیین
ت کی زیر سے یعنی نبیوں کی مہر یعنی نبوت کا اجرا اب آپ کی مہر سے ہو گا (ب) اور ما کان
محمد ابا احد من رجالکم سے جو وہم ہوتا تھا (ابتر ہونیکا کما قال الاعداء) وہ ولکن
رسول اللہ وخاتم النبیین سے دور کر دیا کہ روحانی ابنیت کا سلسلہ جاری رہیگا اور حقیقی
مستورات ابن وہی ہے جو اپنے اب کی خصوصیات کی تصویر اپنے اندر رکھتا ہو (ج) اھدنا
الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم کی دعا کی تعلیم امت کو ایک نمونہ سمجھنا
چاہیئے اور انعم اللہ علیہم من النبیین والصدیقین والشہداء والصالحین
سے بتا دیا ہے کہ منعم علیہ گروہ انبیاء صدیقین شہداء صالحین کا ہے جو راہ ہم مانگتے ہیں ضرور ہو
کہ منزل پر ہمیں پہنچا دو (د) یٰبنی آدم اما یاتینکم رسل منکم یقصون علیکم
آیتی فمن اتقی واصلح فلا خوف علیہم ولا ہم یحزنون یابنی آدم کو
امت محمدیہ کو خطاب فرمایا کہ تم میں رسول آئینگے یہ آدم کا قصہ اور نہ بطور حکایت بیان ہے
کیونکہ اس سے پہلے امت محمدیہ کو خطاب فرمایا ہے جب ان دلائل باہرہ سے آنحضرت صلعم
کے بعد نبی کا آنا ثابت ہے تو اس حدیث میں ہم شرعی نبیوں سے خاص نبیوں کا امتناع سمجھینگے
کیونکہ اگر خاتم النبیین میں خاتم کے معنے ختم کرنیوالے ہی لئے جائیں اور النبیین میں الاستغراق
کا ہی تو پھر یقتلون النبیین کے کیا معنے ہیں کہ یہودیوں نے سب نبیوں کو قتل کر دیا
جب یہ صحیح نہیں تو خاتم النبیین کے بھی یہ معنے ہونگے کہ شرعی نبیوں کا ختم کرنیوالا

دوسری حدیث کے معنے	دوسری حدیث جو آپ نے پیش کی وہ باب فضائل سید المرسلین کی یہ حدیث ہے مثلی ومثل الانبیاء کمثل قصر احسن بنیانہ ترک

منہ موضع لبنۃ . . . فکنت انا سددت موضع اللبنۃ

اب آپ حضرت اقدس کی تشریح کو جو تتمہ حقیقۃ الوحی سے ہے نقل کئے دیتا ہوں جس میں آپ فرماتے ہیں (ا) اس لفظ سے صرف مکالمات و مخاطبات مراد ہیں (ب) یہ نبوت آنحضرت صلعم کی نبوت ہے نہ کوئی نئی نبوت (ج) امتی اور نبی دونوں لفظ اجتماعی حالت میں اسپر صادق آسکتے ہیں اس حضور نے کسی نئی امینٹ کا دعوی نہیں کیا بلکہ اس نبوت محمدیہ سے علیحدہ ہو کر اپنا کوئی وجود نہیں قرار دیا ... بلکہ یہ نبوت اصل نبوت کی ظل اور اس حقیقت محمدیہ کا مظہر اور اسکا عکس ہے **دوم** یہ اعتراض تو آپ پر بھی پڑتا ہے کیونکہ آپ بھی ایک نبی اللہ کے آنیکے قائل ہیں ایسے نبی اللہ کے جو لامحالہ نبی ہوا ہمارے مسیح موعود کی نبوت تو نبوت کاملہ محمدیہ کا ظل اسکے فیض سے ہے۔ اللہ اس نبوت اصلیہ کا ایک عکس جو مسیح موعود کے آئینہ میں باصطفا قلب جلوہ گر ہے

تیسری حدیث حتی یبعث دجالون کذابون قریب من ثلثین کلہم یزعم انہ رسول اللہ

جواب۔ اول تو آپ یہ بتائیے کیا اس امت کی قسمت میں دجال ہی لکھے ہیں کوئی صادق بھی تا پیدا نہیں۔ پھر آپ معیار صدق و کذب پر صداقت مسیح موعود کو پرکھ لیں **دوم** اس نیلے مسیح کو حدیث صحیح میں نبی کہا گیا ہو پس اسکی طرف سے جو حدیث کا جواب دیا جائیگا وہ ہماری طرف سے ہے **سوم** ایسے دجالوں کی فہرست مسلی مصطفی میں دی گئی ہے اور انکی تعداد پوری ہو چکی **چہارم** ایسے دجالوں سے مراد وہ ہیں جو جھوٹی حدیثیں وضع کرتے اور رسول اللہ کی طرف منسوب کرتے وہ ہر شخص کو رسول اللہ بتاتے کیونکہ جسکو قال رسول اللہ صلعم کہتے ہیں تو وہ اصل اسکے قائل ہوجاتے ہیں انکی فہرست لآلی مصنوعہ

سو وہ سخت ہو یعنی ان جہازوں کے خروج کا زمانہ۔ سو وقت تک ہے کہ علم قبض ہو جائے زلزلے کثرت سے
آئیں۔ بڑے بڑے کاموں میں تھوڑا وقت خرچ ہو اور لڑائیاں بڑھ جائیں۔ اسی حدیث میں
یہ باتیں ہیں۔ اور ظاہر ہے کہ یہ زمانہ آپکا ہی ہے یعنی ہو صادق کا وقت ہے ذکر دجال کا

علماء اہل سنت کی شہادت

اگلے پیرے میں حسب وعدہ صوفیاء و علماء کی شہادت پیش کرتا ہوں۔ روح المعانی
جلد ۷ صفحہ ۳۲۶ و تنزل الملئکۃ علی الاولیاء۔ مما قال
بہ الصوفیۃ قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم وقد نطق باصل التنزل
علیہم قولہ تعالیٰ ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیہم
الملئکۃ الا تخافوا ولا تحزنوا وابشروا بالجنۃ التی کنتم توعدون
وقد یطلقون علی بعض الاولیاء انبیاء الاولیاء قال الشعراوی فی
رسالۃ الفتح فی تاویل ما صدر عن الکمل من الشطح انبیاء الاولیاء
ہم کل ولی اقامہ الحق تعالیٰ فی تجل من تجلیاتہ واقام لہ مظہر
محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ومظہر جبرئیل علیہ السلام فاسمعہ
ذلک المظہر الروحانی خطاب الاحکام المشروعۃ لمظہر محمد
صلی اللہ علیہ وسلم فیاخذہا ہذا الولی کما اخذہا المظہر المحمدی
وعلم صحتہ علم یقین بل عین یقین فمثل ہذا یعمل بما شاء من
الاحادیث لا التفات لہ الی تصحیح غیرہ او تضعیفہ فقد یکون ما
قال قال بعض المحدثین بانہ صحیح لم یقلہ النبی علیہ الصلوۃ و
السلام وقد یکون ما قالوا فیہ انہ ضعیف سمعہ ہذا الولی
من الروح الامین یلقیہ علی حقیقۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کما سمع
بعض الصحابۃ حدیث جبرئیل فی بیان الاسلام والایمان والاحسان
فہؤلاء ہم انبیاء الاولیاء ۔۔۔ فہؤلاء فی ہذہ الامۃ کانبیاء

فی بنی اسرائیل علی مرتبة تجدد هرون لشریعة موسیٰ مع کونه
نبیا وهم الذین یحفظون الشریعة الصحیحة التی لا شك فیها علی
انفسهم وعلی هذه الامة فهم اعلم الناس بالشرع غیر ان غالب
علماء الشریعة لا یسلمون لهم ذلك۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ اولیاء پر فرشتے
نازل ہوتے ہیں اور بعض اولیاء پر انبیاء کا اطلاق ہوتا ہے اور یہ انبیاء الاولیاء وہ لوگ ہیں جنہیں
اللہ تعالیٰ اپنی کسی تجلی میں قائم کرے اور ان کے حکم الٰہی پر علم الیقین بلکہ عین الیقین ہوتا ہے
وہ احادیث کے بارے میں کسی غیر کی تصحیح کا محتاج نہیں ہوتا بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے
کہ محدثین جسے صحیح کہتے ہیں وہ رسول اللہ صلعم کا قول نہیں ہوتا۔ اور اسی طرح ایسا بھی ہوتا
ہے کہ وہ جسے ضعیف کہتے ہیں اسے یہ ولی [illegible] بواسطہ حقیقت محمدی سنتا ہو وہ بالکل
صحیح ہوتا ہی یہ لوگ انبیاء الاولیاء ہیں بلکہ اس امت میں انبیاء بنی اسرائیل کے مثل ہوتے
ہیں اور ان کا حال یوں ہی جیسے ہارون باوجود نبی ہونے کے شریعت موسیٰ کے فرمانبردار تھے
ایسے ہی یہ نبی ولی یا امتی نبی ہو کر آنحضرت صلعم کے غلام اور پیرو ہوتے ہیں اور شریعت محمدیہ
پر قائم اور العلم اس ہوتے ہیں مگر اکثر علماء شریعت ان کو نہیں مانتے تب فرمایئے کہ [illegible] کا
یہ فقرہ کہاں تک صحیح ہے کہ غیر تشریعی نبوت کا مسئلہ احمدیوں نے ایجاد کیا

فتوحات مکیہ میں حضرت ابن عربی کی شہادت

اما ختم الولایة علی الاطلاق فهو عیسیٰ علیه السلام فهو الولی بالنبوة المطلقة فی زمان هذه الامة و
قد حیل بینه وبین نبوة التشریع والرسالة فینزل فی آخر الزمان
وارثا خاتما لا ولی بعده بنبوة مطلقة کما ان محمد صلی الله علیه وسلم
خاتم النبوة لا نبوة تشریع بعده وان کان بعده مثل عیسیٰ من اولی
العزم من الرسل وخواص الانبیاء ۔ ۔ ۔ فکان اول هذا الامر

نبی وهو آدم وآخر نبی وهو عیسیٰ اعنی نبوة الاختصاص خلاصہ یہ کہ
عیسیٰ خاتم الولایت ہوں گے جیسے حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبوت تھے کوئی
شرعی نبی انکے بعد نہیں ہوگا گو آپ کے بعد عیسیٰ جیسا اولو العزم اور خواص الانبیاء سے آسکتا
ہو ابتداء میں ایک نبی تھا اور وہ آدم ہے اور آخر میں بھی ایک نبی ہے اور وہ عیسےٰ نبی ہے
و نبوت اختصاص اور صفحہ ۷۴ پر السوال الخامس والعشرون میں فرماتے ہیں

فما ارتفعت النبوة بالكلية	نبوت بالکل نہیں اٹھ گئی بلکہ تشریعی نبی نہیں
لهذا قلنا ارتفعت نبوة التشريع	آئے گا یہی معنے ہیں لا نبی بعدہ کے
فهذا معنى لا نبي بعده	

پھر فرماتے ہیں فعلمنا ان قوله لا نبي بعده اى لا مشرع خاصة لا انه لا يكون
بعده نبی۔ پس ہم نے یقین کر لیا کہ لا نبی بعدہ سے شرعی نبی کا امتناع نکلتا ہے نہ یہ کہ آپ کے بعد
کوئی نبی نہ ہوگا (صفحہ ۳ جلد الثانی من الفتوحات المکیۃ تالیف الشیخ الاکبر امام اہل الحقیقۃ
سید محی الدین بن العربی (۳۲) تحذیر الناس مصنفہ مولانا محمد قاسم صاحب دیوبندی بانی مدرسہ

فاضل جلیل ومحدث صحیح سیرت کا	صفحہ ۳ سو عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا
دیوبندی کا عقیدہ در بارہ ختم نبوت	خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے بعد ہے اور آپ سب

میں آخری نبی ہیں مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانے میں بالذات کچھ فضیلت نہیں
پھر مقام مدح میں ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین فرمانا اس صورت میں کیونکر
صحیح ہو سکتا ہے۔ پھر لکھتے ہیں ما کان محمد ابا احد من رجالکم اور جملہ
ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین میں کیا تناسب تھا

صفحہ ۴ آپ صلی اللہ علیہ وسلم موصوف بوصف نبوت بالذات ہیں اور سوا آپ کے
اور نبی موصوف بوصف نبوت بالعرض ہیں اور انکی نبوت آپ کا فیض ہے۔ صفحہ ۲۸ آپ کے
زمانہ میں اور بعد میں بھی اگر آسمان پر کوئی نبی ہو وہ بھی اس وصف نبوت میں آپ ہی کا محتاج ہو

صفحہ ۵۵ - ہفت اقلیم کا بادشاہ ہر ملک و اقلیم کے بادشاہ کو اصل پر استثناء دو نرا ہے صفحہ (۳) ابن عباسؓ رحمن کے اثر پر آپ کے بہت سے اعتراضات کی بنیاد ہے۔ (۱) اور زمینوں میں آدم نوح ابراہیم عیسی اور نبی مثل نبی تمہارے کے موجود ہیں۔ اس رسالہ کی تصدیق علماء اہل سنت فرنگی محل دیوبند و سہارنپور نے کی ہے (مطبوعہ دہلی مطبع عبد الاحد صاحب)

مولانا عبدالحی صاحب فرنگی محل کا ارشاد دربارہ ختم نبوت	دافع الوسواس صفحہ ۱ میں فرماتے ہیں۔ خاتم اضافی کا مقصود ہونا اس صورت کے جواز میں شبہ نہیں کیسے تعدد خاتم اس

فرض کر کے ایک اضافی ہو اور ایک حقیقی یہ صورت بھی جائز ہے پھر ملا علی قاری کے حوالہ سے صفحہ ۱ میں لکھتے ہیں لو عاش لکان من اتباعہ کعیسی و خضر و الیاس فلا یناقض قولہ تعالیٰ خاتم النبیین اذ المعنی انہ لا یاتی بعدہ نبی ینسخ ملتہ (خاتم النبیین کے معنی ہیں آپ کے بعد کوئی ایسا نبی نہ آئے گا جو آپ کی ملت کو منسوخ کرے) پھر ابن حجر کے قول سے اسکی تائید فرمائی ہے پھر صفحہ ۱ میں لکھتے ہیں لو بعث النبی صلے اللہ علیہ وسلم فی زمانہ وفی زمان موسیٰ و ابراھیم و نوح و آدم کانوا مستمرین علی نبوتہم و رسالتہم الی اممہم والنبی صلعم نبی علیہم و رسول الی جمیعہم فنبوتہ و رسالتہ اشمل و اعظم (اگر حضور نبی کریم موسیٰ یا ابراہیم یا نوح یا آدم کے زمانے میں ہوتے تو یہ انبیاء اپنی نبوت پر قائم رہینگے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم انپر نبی ہونگے کیونکہ حضور کی نبوت اشمل و اعظم ہے) صفحہ ۴۴ میں بحر العلوم سے نقل فرماتے ہیں بعد رسل در انقطہ شرع مستمرا زخاتم رسالت ظہر حکم تا ب انداز در دعوت

مولانا روم کی گواہی	دل جلد چہارم صفحہ ۳۰ در بیٹی روز رشت آہم توئی چو ادر بیٹی عیسیٰ مرا توئی

جلد ۳ صفحہ ۱۲۲ پس امام حی و قائم آں ولی است چہ خواہ از نسل عمر خواہ از علی است مہدی و ہادی

نہ ان اللہ خلق سبع ارضین فی کل ارض آدم کادمکم و نوح کنوحکم و ابراہیم کابراہیمکم و عیسیٰ کعیسکم و نبی کنبیکم (یعنی ابن عباس نے) اس کا استدلال خلاف نہیں ہے کہ جیسا کہ ثبوت ہے اور ملک نے اس اثر کی تصدیق کی ہے

گر جواب ادھار تھا پر ہوتے ہو گفت ہر جانے مسیح آسمان سے آتے یہ اسپر تو آپ ان جو ابونکو ملکر چلیں
لیں گے کہ غیر تشریعی نبوت کا سلسلہ جاری نہیں کیا بلکہ متقدمین اہل سنت کا یہی مذہب ہے

ساتویں نمبر میں آپ نے امام مکرم منکر ہے امام مہدی لینے پر زور دیا ہے اور ابن ماجہ کی حدیث لا مهدی الا عیسی کو موضوع بتایا ہے

جواب - سوال یہ ہے میں عرض ہے کہ ہمارا عقیدہ مہدی و مسیح ایک ہی شخص ہو صرف ایک ہی حدیث پر مبنی نہیں بلکہ ہم اسکی بہت سی دلیلیں خدا کے فضل سے دے سکتے ہیں جیسے

مسیح و مہدی ایک شخص ہونگے روایتیں

۱- المهدی المنتظر صفحہ ۶۳ مصری چھاپہ میں دیکھئے وتسلبه قریش ملکہا تو جب قریش کی امامت نہ ہوگی تو پھر امام مہدی کیسے قوم قریش سے ہونگے فرمائیے لا امۃ من قریش ابھی آپکے مسلمات سے ہے ۲- مشکوٰۃ میں حدیث ہے کہ ایک وقت میں دو امام نہیں ہو سکتے اگر ہوں تو بہ شرط حکومت اسلام ایک کو قتل کیا جائیگا۔ اب فرمائیے مہدی بھی امام اور عیسی بن مریم کے بھی امام ہیں ۳- جب انکے متعلق جو احادیث ہیں کھولکر دیکھی جائیں تو یضع الحرب اور عدم خونریزی امام عادل حکم ہونا زمین کو انصاف سے بھر دینا علماء کا فتوی کفر لگانا مدت قیام تقسیم خزانہ کعبہ حلیہ وغیرہ چاروں میں یکساں ہیں نزول کسر صلیب قتل خنزیر وغیرہ نشانیاں یکساں ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ دو شخص نہیں ایک ہی شخص ہے ان تمام نشانوں کے حوالے میں انجمنی ستمبر ۶ کے تشحیذ میں دے چکا ہوں ۴- ایک اور حدیث ہے لن تهلك امة انا في اولها وعيسى بن مريم في آخرها والمهدي في وسطها (مشکوٰۃ آخری باب) جس کا ظاہر ہے کہ مہدی وسط میں ہوگا اور عیسی ابن مریم صرف آخر میں ۵- مسند امام احمد بن حنبل الشیبانی جلد ۲ صفحہ ۴۱۱ میں یہ حدیث موجود ہے حدثنا عبد الله حدثني ابي حدثني محمد بن جعفر حدثنا هشام بن حسان عن محمد عن ابي هريرة عن النبي قال يوشك من عاش فيكم ان يلقى عيسى ابن مريم اماما

مهدیاً وحکماً وعدلاً فیکسر الصلیب ویقتل الخنزیر ویضع الجزیة ویضع الحرب اوزارها۔ ترجمہ: اور وہ عیسیٰ ابن مریم ہو گا۔ امام مہدی حکم عدل صلیب توڑیگا خنزیر کو قتل کریگا لڑائی موقوف کریگا

لا مهدی الا عیسیٰ موضوع نہیں

اس قسم کے بہت سے دلائل ہیں انکے مقابل میں لا مهدی الا عیسیٰ کو موضوع کہدینا اور وہ بھی بلا ثبوت کہدینا کافی ہے۔ یہ حدیث ابن ماجہ میں نقل کی گئی ہے جو صحاح ستہ میں داخل ہے اور ابن ماجہ کی نسبت ذہبی نے لکھا ہے الحافظ العدیم النظیر الثبت الحجة (دیکھو فتح العلام صفحہ ۳ شرح بلوغ المرام)

موضوع نہ ہونیکا ثبوت

پھر وہ حدیث یوں ہے حدثنا یونس بن عبد الاعلیٰ حدثنا محمد بن ادریس الشافعی حدثنی محمد بن خالد الجندی عن ابان بن صالح عن الحسن عن انس بن مالک ان رسول الله صلعم قال لا یزداد الامر الا شدة ولا الدنیا الا ادبارا ولا الناس الا شحا ولا تقوم الساعة الا علی شرار الناس ولا المهدی الا عیسیٰ

راوی ثقہ ہیں

استاد المحدثین امام حافظ ابن کثیر نے بڑا عدہ میں فرمایا ہے کہ ۱۔ یونس بن عبد الاعلیٰ الصدفی هو من ثقات یعنی ثقہ راویوں میں سے ہیں ۲۔ امام شافعی تو امام ہی ہیں ان کا شاگرد ہونا کیسے کہے امام ۳ محمد بن خالد الجندی الصنعانی المؤذن شیخ الامام الشافعی محمد بن خالد مؤذن استاد امام شافعی یحییٰ بن معین جیسے محدث نقاد شمار کئے گئے ہیں اکثر معتمد و موثق سمجھتے ہیں چنانچہ لکھا ہے وثقه یحییٰ بن معین ۴۔ ابان بن صالح صدوق بڑا راستباز ۵۔ حسن بصری تو مشہور ہی ہیں کتنے بڑے بزرگ صوفیوں کے امام تھے ۶۔ انس صحابی ہیں۔ فرمائیے یہ حدیث کیوں موضوع ہوئی امام شوکانی نے صرف صغانی کا قول نقل کیا ہے آپکا فقرہ بطور موضوع حدیث کے صورت مندرج ہے سے دھوکہ لگتا ہے اگر بحث ہو تو طرق مخالفین ا

طرق نقصان پیدا سکو موضوع ثابت کریں
مہدی کو الگ وجود ماننے سے | ہے اس عبارت بالا تحریر پر نظر کر کے آپ غور فرماویں کہ انکا حکم
بہت سی آیات و احادیث | سے مہدی کا ایک علیحدہ شخص مراد لینا کہاں تک صحیح ہو آپ جو
کا انکار کرنا پڑتا ہے | اس تمام شارحین نے اسکا مفہوم مہدی علیہ السلام لیا ہے ان
کہتا ہوں [illegible] صحیح نہیں کیونکہ ایسا ماننے سے بہت سے مفاسد لازم آتے ہیں اور بہت
سی صحیح احادیث کا انکار کرنا پڑتا ہے جن میں سے علاوہ متذکرہ بالا کے لو کان الایمان معلقاً
بالثریا لنالہ رجل من ابناء فارس اور آیت آخرین منہم لما یلحقوا بہم اور
حدیث ان اللہ یبعث علی راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لہا دینہا
کی مخالفت لازم آتی ہے کیونکہ ہر صدی کے سر پر ایک ہی امام ہوگا اور فتنہ دجالیہ کو دور کرنے
کیلئے بھی ایک ہی ہوگا جو اندرونی اصلاح کے لحاظ سے مہدی اور بیرونی مخالفت کے لئے
مسیح کہلائیگا پھر اس کے علاوہ دو وجود ماننے میں بہت سی آیات کا انکار لازم آتا ہے
جن کو وفات مسیح اور عدم رجوع موتیٰ ثابت ہے اور پھر آیت استخلاف کا انکار بھی لازم آتا
ہے جس میں [illegible] ہے کہ علماء بھی امامکم [illegible]
کا تعلق [illegible] ہی [illegible] ہے اور [illegible] کو حالیہ بنایا ہے یعنی ابن مریم مسیح ناصری [illegible]
ہے تو قبلا امام تمہیں میں سے ہوگا مرقات شرح مشکوٰۃ میں بھی امامکم سے مراد حضرت عیسیٰ
لی گئی ہے اور علامہ محمد [illegible] فتح الطیب میں لکھتے ہیں انما کان الامام منا لئلا یدنس
بغبار الشبہۃ وجہ انہ لا نبی بعدی یعنی وہ ابن مریم تم میں سے امام ہوگا تاکہ کوئی شخص
یہ کوئی اعتراض نہ کرے کیونکہ ابن مریم مسیح ناصری کے آنے سے تو ایک علیحدہ اور مستقل نبی کی
بعثت بعد نبی آخر الزمان ثابت ہوتی ہے بخلاف اسکے جو آنحضرت صلعم کا وارث ہو اور امتی
[illegible] ختم نبوت [illegible] ہو گئے [illegible] ختم نبوت [illegible]
[illegible]
[illegible]

امت کے امیر سے کیا مراد ہے

وہ حدیث جو آپنے پیش کی ہے کہ جب عیسیٰ علیہ السلام آئینگے تو اس امت کا امیر انکو کہیگا کہ آپ نماز پڑھاؤ تو اس سے آپ صرف کا ایک وجود بھی ثابت کرسکتے کیونکہ اسلام میں تو نبی کریم صلعم کا حکم ہے کہ سفر میں بھی ایک امیر ہو اصل حدیث یہ ہے
وعن ابی سعید الخدری ان رسول اللہ صلعم قال اذا کان ثلثۃ فی سفر فلیؤمروا احدھم (مشکوٰۃ باب آداب السفر) رسول اللہ نے فرمایا کہ جب تین آدمی سفر میں ہوں تو ایک کو امیر بنالیں مسلمان جب اس مسئلہ کو بھول گئے۔ ان میں وحدت نہیں رہی ورنہ اس سے پہلے تو ہر کام میں ہر بستی میں مسلمان ایک امیر کے ماتحت رہتے تھے۔ پس اس قوم کے امیر کا کہنا کہ نماز پڑھاؤ یہ ظاہر نہیں کرتا کہ وہ امام مہدی ہوگا اور دوسرا شاہد [illegible] فقالت ام شریک بنت ابی العسکر یا رسول اللہ فاین العرب یومئذ قال ھم قلیل وجلھم بیت المقدس وامامھم رجل صالح فبینما امامھم قد تقدم یصلی الصبح اذ نزل علیھم عیسی ابن مریم الصبح فرجع ذلک الامام جس سے صاف ظاہر ہے کہ وہ اس بستی کا امام کوئی صالح مرد ہوگا نہ کہ امام مہدی اور آپ پر مخفی نہ رہے کہ حضرت اقدس مسیح موعود بھی خود امامت نہ کراتے تھے۔

مال نہ لینے سے کیا مراد ہے

آپنے اس نمبر میں یہ اعتراض بھی کیا ہے کہ وہ خلیفہ امام مہدی مال دیگا اور کوئی اسے قبول نہ کریگا یہ سچ ہے اور میں آپکو کئی اشتہار دکھا سکتا ہوں جس میں حضور علیہ السلام نے دس دس ہزار روپیہ دینا چاہا مگر کسی نے قبول نہ کیا اور اپنے متبعین کو تو انہوں نے معارف دینیات سے مالا مال کر دیا اور لٹریچر کے قیمتاً شائع ہونے کی آپکو شکایت ہو تو [illegible] کاغذ اور چھپائی اور اشاعت کا ہے نہ کہ ان معارف کا کیونکہ ایک ایک نکتہ معرفت

لہ اصل مال تو معارف و حکمت ہی ہیں قرآن مجید میں جو ومن یؤت الحکمۃ فقد اوتی خیرا کثیرا یعنی حکمت ہی کا نام خیر کثیر ہے [illegible] قرآن مجید میں آیا ہے [illegible]

دنیا و مافیہا سے زیادہ قیمتی ہو گمراہ لوگوں کے لئے ہو اسکی تصدیق ہے میں مگر دنیا پرست مال کی محبت
میں گم ہو رہے ہیں وہ امام مہدی کے ظہور کے لئے منتظر ہیں کہ وہ ظاہر ہو کر انکو اور بھی دنیا پرست
بنادیں ایک صوفی کے لئے یہ خیالات ہونے مجھے سخت افسوس ہے

مال نہ لینے والا خلیفہ اب ہے | جو حدیث آپ نے پیش کی ہے اس میں مہدی کا کوئی ذکر نہیں بلکہ یہ لکھا ہے کہ قیامت سے پہلے کثرت مال ایسا آئیگا کہ مال پڑا رہیگا اور کوئی زکوٰۃ قبول کرنے والا نہ ہوگا اور
اسکے ساتھ دوسری حدیث ہے اس میں بھی مہدی کا ذکر نہیں وعن جابر قال قال رسول
اللہ صلعم یکون فی آخر الزمان خلیفۃ یقسم المال ولا یعدہ یہ لکھا ہے
کہ ایک خلیفہ آخری زمانہ میں ہوگا جو مال دیگا اور گنے گا نہیں اور یہ جو آپنے امام میں یہ بات لکھی
ہے پہلا امر ہرگز اتفاقی نہیں کہ یہ خلیفہ مہدی ہی ہو کیونکہ مشکوٰۃ مطبوعہ مطبع مجتبائی میں
اسی کے ساتھ لکھا ہے ویحتمل ان یکون غیرہ فرماتا ہے نہیں کہ خلیفہ مہدی ہی ہو بلکہ
اسکا غیر مراد لیا جا سکتا ہے اسکے بعد آپ چند امور پیش کرتے ہیں

دجال کی وحدت | ایک یہ کہ دجال معہود ایک ہی شخص ہے اور آپ خود تسلیم کرنے والے ہیں جن میں پہلے امام مہدی بھی جیسا کہ تمیم داری کی مسلم والی حدیث سے ثابت ہے اسکے جواب میں اس
اختلاف کی طرف آپکی توجہ مبذول کراتا ہوں جو ابتدائے مضمون میں متفق علیہ احادیث کی بنا
پر آپکو دکھایا جا چکا ہے یہ اختلاف حل ہو ہی نہیں سکتا جب تک دجال کی وحدت کو کی
خیال ہے اور اسکی اور بھی وجوہات ہیں | ۱- دجال کے لغوی معنی ایسی طائفۃ عظیمۃ یحمل
المتاع لکھے ہیں یعنی ایک گروہ عظیم تاج العروس ۲- قرآن مجید میں لخلق السموات
والارض اکبر من خلق الناس کی تفسیر صاحب معالم التنزیل لکھتے ہیں وقال قوم
اکبر ای اعظم من خلق الدجال یعنی الناس ہو ادا الدجال ہو ۳- الحمد ایک جامع دعا ہے
اس میں مغضوب علیہم اور ضالین سے پناہ مانگی گئی ہے اور دوسری طرف مسیح کا کام
یکسر الصلیب بتایا ہے تیسری طرف مشکوٰۃ میں حدیث مسلم ہے (باب ذکر الدجال صفحہ ۴۷۲

کہ بین خلق آدم الی قیام الساعۃ امر اکبر من الدجال آدم کی پیدائش سے لیکر قیام قیامت تک
کوئی امر دجال کے فتنہ سے بڑھکر نہیں ۳ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک قوم کا نام ہے جیسا کہ
دجال کو بصیغہ جمع ضالین بھی کہا گیا ہے ۴ - پھر ایک حدیث ہے یخرج فی آخر
الزمان دجال یختلون الدنیا بالدین یلبسون للناس جلود الضأن
من اللین السنتہم احلی من العسل وقلوبہم قلوب الذئاب (رواہ الترمذی
عن ابی ہریرۃ) آخر زمانہ میں دجال خروج کریگا دنیا کو دین کے ساتھ ملا دینگے اور لوگوں کو دین
کے ساتھ ملا دینگے اور لوگوں کے بھیس میں بکریوں کی کھال میں دکھائی دینگے انکی زبانیں شہد
سے میٹھی اور باطن کو بھیڑیے ہونگے ۵ - مشکوٰۃ باب العلامات بین یدی الساعۃ میں حدیث
ہے کہ فمن ادرکہ منکم فلیقرأ علیہ فواتح سورۃ الکہف اور دوسری حدیث
ترمذی میں من قرأ العشر الاواخر من سورۃ الکہف عصم من فتنۃ
الدجال ان دونوں حدیثوں کی بنا پر سورہ کہف کی ابتدائی اور پچھلی دس آیات دیکھئے ان میں
ایک شخص کا ذکر نہیں بلکہ قوم کا ہے اور اس میں ان فرقوں کا ذکر ہے جو خدا کے لئے بیٹا قرار دیتے
ہیں وینذر الذین قالوا اتخذ اللہ ولدا ۔ مالہم بہ من علم اور دوسری قسم
قسم کی صنعت کو بہ کمال درجہ تک پہنچا دینگے جیسا کہ لکھتے ہیں الذین ضل سعیہم فی الحیوۃ
الدنیا وہم یحسبون انہم یحسنون صنعا

تمیم داری کی حدیث | پس تمیم داری کے دیکھا کوئی آسیب ہے کہ اسے ایک باعتبار وحدت نوعی کے دیکھا
عذاب آ بحری سفر کے ذرائع اس زمانہ سے بہت وسیع اور اعلیٰ ہیں جغرافیہ
والوں نے چپہ چپہ زمین کا کھنڈ وال ڈالا ہے اگر کسی جزیرہ میں قید ہے تو وہ جزیرہ آخر

لے حضرت یوسف کے زمانہ میں بادشاہ نے سات دبلی گائیں دیکھیں کیا سات برس میں سات
موٹی تازی ہونگی ترجمہ ستی کی ہونگی سات میں صد ہا نمونہ دکھائی دیتی ہیں چنانچہ دالین بھی
سات دو کی تعبیر کیا سات سالین کو بسبب ہوا اور پانی کے سب خشک ہیں فقط در

زمین پر ہی ہو تو کیا وجہ ہے کہ اب لوگوں کو نظر نہیں آتا اور ہم بھی اس بری بنا سے مانتے ہیں اور قسطنطنیہ کی فتح کے بعد یہ قرینہ لگی ہیں جس کے قریب کی مجبوری علامات بعد احادیث کے اطلاق صادق آتی ہیں کیونکہ ۱۴۵۳ء میں سلطان محمد ثانی کے ہاتھ پر قسطنطنیہ فتح ہو چکا

دوسرا یہ کہ تیری الحدیث مسلم حضرت عیسےٰ کے حج کرنے پر شاہد ہیں اُنکے جواب میں عرض ہے کہ آپنے تو مسلم کی حدیث پیش کی ہے مگر میں آپ کو	حضرت عیسےٰ کا حج

بخاری اصح الکتب بعد کتاب اللہ بخاری کی حدیث سناتا ہوں حدثنا محمد بن المثنی قال حدثنی ابن ابی عدی عن ابن عون عن مجاهد قال کنا عند ابن عباس رضی اللہ عنہ فذکروا الدجال انہ قال مکتوب بین عینیہ کافر فقال ابن عباس لم اسمعہ ولکنہ قال اما موسیٰ کانی انظر الیہ اذ انحدر فی الوادی یلبی (بخاری الجزء الثانی) (موسیٰ کیوجہ اذا کا استعمال زیادہ تر مضامات پر ہوتا ہے آپ صلعم فرماتے ہیں گویا کہ میں اسوقت دیکھ رہا ہوں جب کہ حضرت موسیٰ وادی میں لبیک کہتے ہونگے سو جیسا حضرت موسیٰ کا حج ہو ویسا ہی حضرت عیسیٰ کا ہے اسی طرح حضرت یونس کے بارے میں ہو

حدیث ۱۹۹ کانی انظر الی موسیٰ هابطا من الثنیۃ ولہ جؤار الی اللہ بالتلبیۃ کانی انظر الی یونس بن متی علی ناقۃ حمراء جعدۃ علیہ جبۃ من صوف خطام ناقتہ خلبۃ بهذا الوادی ملبیا تلبیۃ ترجمہ گویا کہ میں موسیٰ کو گھاٹی سے اترتا ہوا دیکھتا ہوں اللہ جل شانہ کی طرف گڑگڑاتے ہیں تلبیہ میں۔ میں یونس کو بھی اونٹنی پر دیکھتا ہوں جسکے بال گھنگھریالے ہیں آپ پر اون کا جبہ ہو اور اونٹنی کی مہار اون کی ہو گزرتا ہوا اس کو سنگ رنگ کی وادی میں لبیک لبیک کہتے ہوں۔ حدیث ۲۰۳۳ کانی انظر الی یونس علی ناقۃ خطامہا لیف وعلیہ جبۃ من صوف وهو یقول لبیک اللہم لبیک رحمٰن ابن عباس

حدیث ۱۴۲ کانی انظر الی یونس بن متی علیہ عباءتان قطوانیتان یلبی
تجیبہ الجبال واللہ عزوجل فیقول لبیک یا یونس ھذا انا معک
(عن ابن عباس) ترجمہ گویا میں یونس کو دیکھ رہا ہوں کہ آپ پر دو قطوانی چادریں
ہیں۔ تلبیہ کہہ رہے ہیں اور ان کی آواز سے پہاڑ گونج اٹھتے ہیں اور اللہ فرماتا ہے اے یونس
لبیک۔ میں تیرے ساتھ ہوں (حوالہ دیکھو کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۳۰۰ کتاب الفضائل)

ان حدیثوں سے ظاہر ہے کہ حضور علیہ السلام نے حضرت موسیٰ اور حضرت یونس کے لیے
حضرت عیسیٰ بن مریم کی طرح کی پیشگوئی کی۔ اگر حضرت عیسیٰ کے بابت وہ زعم مانے کر دہ
ہیں کہ وہ بجسدہ العنصری نازل ہونگے تو حضرت موسیٰ اور حضرت یونس کے لئے
بھی یہ امور ضروری ہونگے اور یہ کسی کا مذہب نہیں

انبیاء نے مسجد اقصیٰ میں نماز بھی پڑھی	پھر میں کہتا ہوں کہ حدیث کے معنے کرنے سے پہلے یہ امر مد نظر ہونا چاہیئے کہ عیسیٰ بن مریم کی وفات قرآن کریم کی بہت سی آیات سے ثابت ہے

پس معراج کی رات اگر بیت المقدس میں انبیاء کے بیت المقدس میں نماز پڑھنے سے یہ لازم آتا ہے
کہ وہ زندہ ہو کر بجسدہ العنصری زمین پر آگئے تھے تو اس رات کی خبر سے بھی یہ ثابت
ہوا کہ عیسیٰ بن مریم بجسدہ العنصری آسمان سے اتر کر قطع نظر اس سے کہ آسمان پر جسم عنصری
کے ساتھ چڑھنا اور ہنوز زندہ رہنا ثابت نہیں ہوتا (۱) آپ نے اسی رات (۲) حضرت موسیٰ
کو قبر میں نماز پڑھتے آپ نے دیکھا۔ اور وہی موسیٰ وہاں پر موجود دیکھا (۳) سارا جہان آدم کے
دائیں بائیں آپ نے موجود اور ابھی بعض ابھی پیدا ہونے (۴) مشکوٰۃ کے حوالے آپ نے
بہت دیکھے ہیں اسی کا باب المعراج ملاحظہ ہو

ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ قریش نے معراج پر اعتراض کیا
اور مجھ سے بیت المقدس کی بعض اشیاء سے سوال کیا جو مجھے یاد نہیں رہیں۔ جواب اٹھ گیا۔ اور
بیت المقدس میرے سامنے کیا گیا۔ اور جو پوچھتے ہیں بتا دیا اور فرشتے ہیں کر دیے معراج میں

پانچویں شب انبیاء کی جماعت میں یہی حضرت موسیٰ نماز پڑھ رہے تھے حضرت عیسیٰ پڑھ رہے تھے
واذا عیسیٰ قائم یصلی اقرب الناس به شبها عروة بن مسعود حضرت ابراہیم
نماز پڑھ رہے تھے پھر نماز کا وقت آگیا فحانت الصلوٰة فامتهم تو ان تینوں کی امامت
کی یہ نماز جو حضرت عیسیٰؑ نے بیت المقدس میں پڑھی تھی اسی طرح کا معاملہ ہے اس سے
بجسده العنصری نزول ثابت نہیں ہوگا لمعات حاشیہ مشکوٰۃ میں ہے واما الذی صلوا
معه فی البیت المقدس فیحمل علی الارواح المتمثلة یعنی انکے ارواح متمثل ہو
گئے تھے۔

تیسرا۔ عیسیٰ علیہ السلام کا مدفن مقبرہ رسول میں یعنی حضرت ابی بکرؓ و حضرت عمرؓ مشکوٰۃ جلد ۲
باب نزول المسیح میں ہے یہ صحیح حدیث سے ثابت ہو

یعنی معی فی قبری کی تشریح	**جواب** یہ حدیث آپ نے دیکھی ہے وہ مشکوٰۃ کی فصل ثالث میں ہے اور آپ پر مخفی نہ ہوگا کہ مشکوٰۃ کی تین فصلیں ہیں پہلی فصل میں

متفق علیہ حدیث ہوتی ہیں دوسری میں صحاح ستہ سے تیسری میں باستثناء اشرطہ بعد
کی ... نسبت میں بحوالہ نافع حضرت شاہ عبدالعزیز کے لکھ چکا ہوں وہ بکمال ضعیف ہیں

ابن جوزی کی حدیث کی تحقیقات	یہ حدیث یوں ہے عن عبداللہ بن عمرو قال قال رسول اللہ صلعم ینزل عیسیٰ بن مریم الی الارض فیتزوج و یولد له

و یمکث خمسا و اربعین سنة ثم یموت فیدفن معی فی قبری فاقوم
انا و عیسیٰ بن مریم فی قبر واحد بین ابی بکر و عمر رواہ ابن الجوزی فی
کتاب الوفاء[۱] سب سے اول تو یہ عرض ہے کہ ابن جوزی وہ بزرگ ہیں جنہوں نے
تلبیس ابلیس لکھ کر اپنی مجرب دعاوات کا ثبوت دیا ہے (ب) الطبقات الکبریٰ لواقح
الانوار فی طبقات الاخیار للامام الشعرانی القطب الربانی میں یہ عبارت چھپے

[۱] کتاب الوفاء کس اعلیٰ کتب حدیث کی کتاب ہے بتائیے

صرح بہ ابن الجوزی فی حق الغزالی بل وفی حق الجنید والشبلی فقال فی
حقہم ولعمری لقد طوی ہؤلاء بساط الشریعۃ طیا فیالیتہم لم
یتصوفوا (دیکھو) جناب ابن الجوزی فرماتے ہیں کہ غزالی جنید شبلی ان تینوں نے تو
شریعت کی صف لپیٹ دی ہے کاش یہ صوفی نہ ہوتے فرمایئے اس فتوے پر آپ بھی تصدیق
کرتے ہیں **دوم**۔ ابن الجوزی چوتھی پانچویں صدی میں ہوئے ہیں رسول اللہ صلعم تک ایک
حدیث پہنچاتے ہیں اور درمیانی راویوں کا نام تو بتانے تاکہ ان کے متعلق تحقیقات کیجائے **سوم**
اس حدیث کا اول ہی ویکث خمسۃ واربعین سنۃ صحیح حدیث مسلم کے خلاف ہے
چنانچہ حاشیہ مرقوم پر لکھا ہے لکن حدیث مکثہ سبعا رواہ مسلم یعنی
سات سال بعد نازل ہیگا پھر ان دونوں میں تطبیق کی کوشش کی ہے ۴۳ سال پہلی ہوگئے ہ
کہ پہلی ۲۸ ہوئے ذکرہ **چہارم** صحیح مسلم میں حدیث ہے انا سید ولد آدم یوم
القیمۃ واول من ینشق عنہ القبر واول شافع ومشفع (جلد دوم کتاب
الفضائل) یعنی اولاد آدم کا سردار میں ہوں میں ہی پہلا وہ شخص ہوں جس کی قبر اس روز سب سے
پہلے کھلیگی۔ رسول اللہ تو اپنی خصوصی فضائل میں اگر فرماتے ہیں اور آپ ایک حدیث
کی بنا پر جسکی صحت کا کوئی ثبوت نہیں اس حدیث میں قدح کرتے ہیں اب جناب بتایئے کہ رسول
اللہ صلعم کسی خصوصیت میں منفرد رہیں یا نہیں یہ امر تشریح طلب ہے کہ قبر سے کیا مراد ہے کیونکہ
ایک طرف قرآن مجید میں ہے قتل الانسان ما اکفرہ .... ثم اماتہ
فاقبرہ ثم اذا شاء انشرہ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر انسان کو بعد موت اللہ قبر
میں ڈالتا ہے خواہ کسی جلایا جائے کسی نہنگ کسی کو درندے کھا جاتے ہیں دوسری طرف
حدیث میں ہے القبر روضۃ من ریاض الجنۃ او حفرۃ من حفر
النار (کتاب بشری الکئیب بلقاء الحبیب مطبوعہ مصر صفحہ ۵ رواہ البیہقی) یعنی قبر
جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے یا دوزخ کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا

اسی طرح حدیث میں ہے المؤمن فی قبرہ فی روضة خضراء ویرحب له فی قبرہ سبعون ذراعا وینور له فی قبرہ کالیلة البدر یعنے مومن کی قبر میں ایک سبزہ چمن ہوتا ہے اور اسکی قبر ستر ہاتھ چوڑی ہو جاتی ہے اور اسکی قبر میں چودھویں رات کی طرح روشنی ہو جاتی ہے۔

ان آیت و احادیث پر آپ غور فرما کر دیکھیں کہ قبر سے یہ چند ہاتھ کا گڑھا ہرگز مراد نہیں بس اب اس حدیث کے معنے صاف ہو گئے اور اس قبر سے مراد وہی ہیں جو آنحضرت کی طرح حضرت مسیح موعود کو ضرور حاصل ہوگی کیونکہ آپ نے قبر کے معنے مقبرہ کے کرتے ہیں جس کی کوئی وجہ نہیں ہو سکتی جبکہ اس حدیث میں فیدفن معی فی قبری اور فی قبر واحد میں ہی بکر و عمر بھی موجود ہے اور تعجب پر تعجب یہ کہ اسکے ساتھ آپ یہ بھی کہتے ہیں کہ چونکہ مقبرہ نبوی میں ایک جگہ خالی ہے تو اس بات کا ثبوت آپکے ذمہ ہے کہ چوتھی قبر عیسے ابن مریم کی ہوگی یکس حدیث صحیح سے ثابت ہے پھر فی قبر واحد اور معی فی قبری اور چوتھی قبر میں دفن ہونگے ان دونوں کی توفیق کر کے دکھانی ہوگی پھر یہ کہ آیا عیسی ابن مریم کو دفن کرنے کے لئے قبر نبوی کو کھاڑا جاویگا اور مومنوں کی غیرت اسکو گوارا کرے گی پھر یہ کہ کیا آنحضرت کی قبر حضرت ابوبکر و عمر کے درمیان ہے جیسا کہ آپکی پیش کردہ حدیث سے ثابت ہے اگر یکون قبرہ رابعا کو الصلاة والسلام سے دکھاتے ہے تو قبرہ کو غور سے پڑھ لیجئے

چوتھا یہ کہ ایک حدیث حسن سے یہ بیان کرتی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے یہود کو فرمایا عیسی فوت نہیں اور قبل از قیامت واپس آویگے

قول حسن سے کیا مراد ہے | یہ حسن کون صاحب ہیں کیا تھے امام حسن رضی اللہ عنہ تھے وہ سب تو کوئی حدیث کی نہیں پھر وہ رسول سے کس طرح بیان کرتے ہیں **دوم** آیات قرآنی سے وفات ثابت ہو چکی ہے اور یہاں یہود کو خطاب ہے اور حضرت عیسیٰ کی موت پر کوئی اعتراض نہیں بلکہ موت علی الصلیب کا دعوی رکھتے تھے جس کے لئے یہ کہا گیا کہ انا لمیت

یعنی اس بیت میں احسن بیت حسین نہیں ہے اور وہ آپ کے بہت ضروری نہ ہیں کیونکہ مسلمانوں کی ابھی دنیا میں ایسے طور پر کہ اگر کچھ مدت پھر طریق زندوں کے رہے اور سب سنت اللہ کے خلاف ہے سوم تفسیر الدر المنثور کے لئے میں تمہارا ذرا صفحہ پر دیکھئے کہ احادیث

الدر المنثور کا اعتبار لیجو بیر . . . . . قابل اعتماد نہیں ہیں کہ اثبات عقیدہ یا عملی اور احاد قبول کردہ شود۔ پھر تحریر فرماتے ہیں دربارہ تصانیف شیخ جلال الدین ورسائل وغیرہ وغیرہ میں کتنا بہا است

پھر الشعلیہ ارشاد لیفا سید محمد بہاء الدین الطیبی کے صفحہ ۲ میں ہے وانما تفسیر العلامة السیوطی فی الدر المنثور فقد انتشر فی علو علمہ و تبحرہ تفسیر ابن جریر فجمع فیہا جمیع الاحادیث المتعلقة بتفسیر کتب اللہ من اسلام و دخانا الی علی و مختصر اسانید رواتھا لا اسناد فی ھذہ المنثور فقد ومن بہا بتلک الاحادیث اسانید الاصل فاختلط بھا حتی لا یمکن التمییز بینھا۔ یعنے تفسیر الدر المنثور میں امام سیوطی نے بہت سے روایت باسناد و احادیث لکھدی ہیں پھر اس پر ایک اعتراض لگ ہے کہ امام سیوطی اپنی تفسیر میں روایت لا یعنی اور موضوع احادیث کیونکر لکھتے جبکہ وہ موضوعات الاحادیث کے متعلق میں تالیف بھی کر چکے ہیں اس کا جواب یہ دیا کہ انکا حافظہ کہ جو کتاب پسند آئی اختصر وہ ونسبہ الی نفسہ بدون تمییز بین غث و ثمین ولا وقوف علی حقائق العلوم ولا نہ تراہ مشتغلا فی کتبہ لانہ لا یحکم فکر فقہہ وانا یحکم فی کل کتاب فکر متولد ھو بعینہ الی نفسہ ببعض تصرف ..... فی الکتب [illegible] کے بدل تمیز صحیح و غلط کے اپنی طرف منسوب کر لیا اسلئے قابل مطلق نہیں دیتے

پانچواں یہ کہ تمام احادیث نزول مسیح من السماء انکا تعلق بہا انت فلا تسألونی بہا وا تقبیحہ [illegible] کی تفسیر میں ایسا بھی ہے نہ تفسیر [illegible] بہت سی تفسیر ان کا نام ذکر

لیکن یہ لیکو یہ معنی ہیں کہ عیسیٰ ابن مریم کا نزول قرب قیامت کا نشان ہو۔

انہ لعلم للساعۃ کی تفسیر | **جواب اول** تو یہ فقرہ جیسے یہ غلط ہو کہ ذکر عیسیٰ نشان **دوم** کیا تمام قرآن مجید میں ساعت کے معنی قیامت ہی کے ہیں اور اس سے مراد تباہی کی گھڑی یا کوئی خاص وقت نہیں ہو سکتا مثلاً سورۃ قمر میں سیھزم الجمع ویولون الدبر بل الساعۃ ادھیٰ وامر میں ساعت سے مراد جنگ بدر ہے جہاں مشرکین کو شکست ہوئی اور کفار کی جماعتیں بھاگ گئیں (مفسرین) اب کیا وجہ ہو کہ یہاں بھی یہ معنے نہ ہوں کہ عیسیٰ علیہ السلام اس گھڑی کا علم ہیں جب کہ نبوت اسرائیلی گھرانے سے تبدیل ہو کر بنی اسمٰعیل میں چلی گئی۔ **سوم** فلا تمترن بھا سے ظاہر ہے کہ قیامت میں شک نہ کرنے کا علم ہو اور اسکی دلیل بھی ہو اور لعلم للساعۃ اپنے کہ جو امر نزول المسیح ابھی خدا نے کب ظاہر ہونیوالا ہے۔ قیامت کی دلیل ان دونوں کس طرح بن سکتا ہے جو ناظر نزول دیکھتے ہیں اور کافر ہیں **چہارم** انہ کی ضمیر مسیح کی طرف پھر گئی اور ذکر نزول مسیح کی طرف **پنجم** قیامت کا ہے اپ ہی دلیل قیامت نہیں ہو سکتا جیسا کہ مفسرین نے بھی لکھا ہے ہیں ہم تکلف کر کے نزول کی طرف ضمیر پھیرنے کی کیا ضرورت ہے **ششم** توریت شریف میں قیامت کا بیان توریت کے رنگ میں فقط توریت کے بعد انجیل نے کھولکر قیامت کا علم بیان کیا ہے۔ اسی لئے وہ علم الساعۃ ہیں **ہفتم** اگر مسیح علم الساعۃ ہے تو اسی سے آگے آیا ہے وعندہ علم الساعۃ والیہ ترجعون۔ یعنی علم ساعت خدا کے پاس ہے پھر اس طرح وجعلوا شھداء [illegible] عند ربھم ہیں یا جیسے تم وقت کر یعنی کر اسکے پاس جانے کے حیات کیونکر ثابت ہوئی **ہشتم** آپ اس رکوع کو دیکھئے ولما ضرب ابن مریم مثلا سے شروع ہوتا ہے مثل اسکو کہتے ہیں جو بار بار وقوع ہو پس انہ کی ضمیر مثیل ابن مریم کی طرف پھرتی ہے جو قریب قیامت آیا ہے اگر مثل نہ ہوتا تو آگے لما ہے جیسے نزولا بلا ضمیر کا فی تھی یہ سب ملائم ابشر دشتیم ہی ہیں **نہم** انہ کی ضمیر قرآن کی طرف پھرتی ہے کیونکہ اس سورۃ کی ابتداء انا جعلناہ قرآنا عربیا سے ہوتی پھر سے

لدنی فی ام الکتٰب فرمایا پھر انہ لذکر لک ولقومک فرمایا حضرت موسیٰ اور اس کے
دشمنوں کی ہلاکت کو ذکر کیا پھر ابن مریم کا ذکر کیا پھر وانہ لعلم للساعۃ سے قرآن مجید کو ذکر
کیا اور اس قرآن کو یوں کہ اس میں قیامت کے نشانات قیامت کے دلائل قیامت کے
احوال ہیں علم للساعۃ فرمایا اور اس کی اتباع کو صراط مستقیم فرمایا جیسا کہ اس سے پہلے فاستمسک
بالذی اوحی الیک انک علی صراط مستقیم میں بھی قرآن کو صراط مستقیم
فرمایا ہے اور قرآن مجید کی طرف ضمیر پھیرنے میں ہم بھی متفرد نہیں بلکہ اکثر تفاسیر میں ایسا ہی
ہے ملاحظہ ہوں چند حوالے ۱۔ تفسیر معالم التنزیل قال الحسن وجماعۃ وانہ یعنی وان
القرآن ۲۔ تفسیر جامع البیان۔ الضمیر للقرآن فان فیہ دلالۃ علیھا
۳۔ تفسیر غرائب القرآن۔ قیل الضمیر فی وانہ للقرآن وفیہ ثبوت الساعۃ
۴۔ تفسیر بیضاوی۔ الضمیر للقرآن فان فیہ الاعلام بالساعۃ ۵۔ تفسیر
روح المعانی۔ وعن الحسن وقتادہ وابن جبیر ان ضمیر فی وانہ للقرآن
چھٹا یہ کہ امام بیہقی نے کتاب الاسماء والصفات میں نزول ابن مریم من السماء حدیث
صحیح لکھی ہے

یہ نزول کیا تھا من السماء کا لفظ نہیں	اصل حدیث میں نے ینزل عیسیٰ بن مریم کے ساتھ من السماء کی زیادت کا ذکر کتاب الاسماء والصفات سے دو باتیں لکھ کر مشرح ذکر میں پہلے آیات و صحیح

احادیث واجماع صحابہ کرام و شہادت بزرگان عظام سے دکھا چکا ہوں کہ مسیح ابن مریم
علیہ السلام فوت ہو چکے اور مرنے کے بعد دنیا میں واپس نہیں لائے جاتے تو اب ان تمام ثبوتات
کے مقابل میں طبقہ چہارم کی ایک حدیث پیش کرنا کہاں تک قرین انصاف ہے جبکہ من السماء
سے یہ ثابت بھی نہیں ہو سکتا کہ واقع میں آسمان سے کوئی اترے۔ پڑھئے آیت ربنا انزل
علینا مائدۃ من السماء اور بتائیے حضرت عیسیٰ کیلئے مقام مرحومہ سے نازل نہیں
ہوا تھا۔ اسی طرح بارش کے لئے وانزل من السماء ماء حالانکہ سب جانتے ہیں کہ بارش

بادلوں کی واسطی ہو جو تھوڑا ہی زمین سے بلند ہو سکتے ہیں۔ کیا عیسیٰ ابن مریم اپنا آسمان
سے آنا بیان کرتے ہیں دیکھو یوحنا کہ کوئی آسمان پر سے اتنے نہیں اترا کہ ہی مرضی
پر چلنے کی مرضی پر چلوں حالانکہ وہ مریم کے بطن سے پیدا ہوئے تھے وہ اصل میں زمینی نہیں
ہوتے وہ آسمان والے ہی کہلاتے ہیں اور چونکہ مسیح نے آسمانی تعلیم دی سے سرخرو ہوکر
نازل ہوا تھا اسلئے انکو آسمان کو اترنے کے ساتھ تعبیر کیا گیا غرض بات تو یہ ہے کہ نزول عیسیٰ
وہ من السماء کی روایت احادیث صحیحہ میں ثابت نہیں کتاب الاسماء والصفات میں حدیث
یوں ہے اخبرنا ابو عبد اللّٰہ الحافظ قال انا ابوبکر بن اسحٰق قال ان ابی
ھریرۃ قال قال رسول اللّٰہ صلعم کیف انتم اذا نزل ابن مریم من السماء
فیکم و امامکم منکم رواہ البخاری فی الصحیح عن یحییٰ بن بکیر اخرجہ
مسلم من وجہ اخر عن یونس صفحہ ۳۰۱ جس کو صاف ظاہر ہے کہ امام بیہقی
نے اس حدیث کا ماخذ بخاری و مسلم کو بتایا ہے۔ اب تمام جہان کی بخاری و مسلم دیکھو اس
میں من السماء کہیں نہیں اگر کسی طبع والے نے اپنا خیال بطور تفسیر کردیا ہو تو وہ کو
بات ہے جب اصل میں من السماء نہیں تو نقل میں کیسے آسکتا ہے جو مطابق اصل نہیں
بخاری مسلم دنیا میں موجود ہیں انکے دیکھنے سے فیصلہ ہوسکتا ہے اگر کتاب الاسماء والے کی
اپنی روایت ہوتی تو ہم اسپر مفصل طرز میں بحث کرتے مگر وہ بجائے تو رواہ البخاری
فی الصحیح و اخرجہ مسلم کا حوالہ دیتی ہے تو مشتبہ روش ہو گئی ہے اور
بتا دیا ہے کہ یہ حدیث انہی کتابوں کی ہے اب ان کتابوں کو کھولکر دیکھ لیجئے کہ کوئی من السماء

لہ بخاری جلد اول ۔ باب نزول عیسیٰ ابن مریم میں یہ حدیث یوں ہے حدثنا ابن بکیر حدثنا اللیث
عن یونس عن ابن شہاب عن نافع مولی ابی قتادۃ الانصاری ان ابا ہریرۃ قال قال رسول اللّٰہ صلعم کیف
انتم اذا نزل ابن مریم فیکم و امامکم منکم دیکھئے یہی راوی ہیں بیہقی نے بیان کئے پھر حیرت ہے
کہ من السماء کا لفظ کہاں سے نکلا۔

نہیں ہاں ایک بات ابھی قابل لحاظ ہے کہ نعل تو نزل ہی ہے اگر امام مسلم سے مراد مہدی ہے تو کیا وہ بھی آپ کے عقیدہ میں آسمان ہی سے نازل ہونگے۔

ساتواں پیارے آپ نے برا ثبوت یہ پیش کی ہے کہ تفسیر ابن کثیر کی ایک حدیث کی طرف بڑے زور سے توجہ دلائی اور کہا یہ مسند امام احمد حنبل کی ہے

جواب۔ میں نے صفحہ ۲۰ فتح البیان کے حاشیہ تفسیر ابن کثیر کو پڑھا ہے میں حیران ہوں کہ آپ نے اس میں کیا دیکھا جس سے میرے عقائد پر زد آتی ہو۔

آسمان پر قتل دجال کا مشورہ

اول یہ حدیث یوں شروع ہوتی ہے قال احمد حدثنا هشیم بن العوام بن حوشب۔ قال احمد سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حدیث امام احمد حنبل کی نہیں بلکہ زیادات قطیعی سے ہے جسے محدثین نے قبول نہیں کیا اسلئے حجت نہیں **دوم** اس میں لیلۃ المعراج کا ذکر ہے اور رسول کریم صلعم فرماتے ہیں لقیت لیلۃ اسری بی ابراهیم و موسیٰ و عیسیٰ علیہ السلام فتذاکروا امر الساعۃ جس سے معلوم ہوا کہ یہ تینوں بزرگ حضرت ابراہیم حضرت موسیٰ حضرت عیسیٰ اکٹھے کسی مکان میں موجود تھے پہلے دو تو آپ کے نزدیک بھی وفات یافتہ ہیں اور وفات کے بعد نیا ٹھکانہ یقیناً جنت ہے پس حضرت عیسیٰ جو آپ کے نزدیک ابھی زندہ ہیں اور چوتھے آسمان میں ہیں وہ مردوں کے گروہ میں کیونکر شامل ہوئے پھر جنت کے بارہ میں تو آیا ہے وما هم منها بمخرجین مگر **سوم** اس حدیث میں کوئی ذکر نہیں کہ مسیح آسمان پر زندہ موجود ہے اور وہ بجسدہ العنصری اتریگا۔ بلکہ صرف اتنا ہے وفیما عہد الی ربی عز وجل ان الدجال خارج الخ اور ہم مانتے ہیں کہ مسیح کی روحانیت نے نزول کیا اور وہ بعض رنگ میں ظاہر ہوئی اس مقام پر آپ براہین احمدیہ کے صفحہ ۴۹۹ و ۵۰۰ کا اقتباس بھی پڑھیے حضرت اقدس فرماتے ہیں جیسا ابن مریم ایک بڑے کے دو ٹکڑے ہیں ایسا یہ مسیح دلائل و نشانات کی دو چھریاں لیکر آیا اور دجال اسے دیکھتے ہی گھٹنے لگا۔ **چہارم** ہم کہتے ہیں

کہ لیلۃ المعراج میں تو حضرت نبی کریم صلعم کو اسلام کی آئندہ ترقیات کا نظارہ دکھلایا گیا تھا جس
اس میں ماسبق ہی بلا دنظیر فی امتی کے مطابق وہ موعود مسیح بھی دکھلایا گیا۔ جو
آخری زمانہ میں آنیوالا تھا۔ آپ فرماتے آپکے پاس کیا دلیل ہے کہ وہ مسیح جسے آسمان پر دیکھا
وہ ناصرت کے رہنے والا تھا اور وہ کنعان کہیں تھا۔

حدیث کا مضمون تو صرف اسی قدر ہے کہ ہاں قیامت کے بارہ میں گفتگو شروع ہوگئی
مسیح نے کہا اسکی بابت کہ معلوم ہے ہاں اللہ نے مجھے فرمایا کہ دجال نکلے گا اور میرے پاس
دو چھڑیاں ہونگی جب مجھے دیکھیگا تو سیسہ کی طرح پگھل جائیگا۔ اللہ اسے ہلاک کریگا یہاں تک
کہ حجر و شجر بھی گواہی دینگے کہ میرے نیچے کافر ہے یعنی کافروں کو ذلیل کرنے سوائے گریز کے
کوئی چارہ نہ رہیگا۔

آٹھواں یہ کہ ابن عساکر ابن عباس سے روایت کرتا ہے کہ ینزل عیسیٰ بن مریم من السماء
اسیکے بحوالہ در منثور۔ اتقان متوفیک و رافعک میں تقدیم و تاخیر ہے اور یہ کہ ابن عباس
نزول ثانی کے قائل ہیں اور موتہ کی ضمیر مسیح کی طرف پھیری ہے اور چند اقوال بھی پیش کی ہیں جن
میں تقدیم و تاخیر ہے **جواب** اول الدر المنثور وغیرہ تصانیف امام سیوطی کے بارہ میں
مجالس العلماء واتمام الارشاد سے اقتباس دیئے ہیں ملاحظہ فرمائیے **دوم** حضرت ابن عباس
کی روایات کے متعلق مندرجہ ذیل اقتباسات ملاحظہ ہوں جن سے آپکو معلوم ہوگا۔ کہ
ابن عباس سے روایا کا لینا آسان نہیں

ابن عباس کے آثار کے متعلق حقیقۃ الامر | مجمع البحار کے صفحہ ۵۰۰ پر لکھا ہے۔ فی المقاصد قال احمد ثلث
کتب لیس لہا اصول المغازی والملاحم والتفسیر فاما
کتب التفسیر فمن اشہرہا کتابان للکلبی ومقاتل بن سلیمان ۰۰۰
وقال احمد فی تفسیر الکلبی من اولہ الی آخرہ کذب لا یحل النظر
فیہا ۰۰۰ وفی الاحادیث عند و مناکیر سیما عن ابی صالح عن ابن

مات سنۃ ست واربعین ومات واوہی طرق تفسیر ابن عباس طرق الکلبی عن ابی صالح عن ابن عباس فاذا انضم الیہ محمد بن مروان السدی الصغیر فھی سلسلۃ الکذب (اتقان جلد ۲ صفحہ ۱۸۹ جس کا مفصل ذکر کشف الغطاء صفحہ ۲۹۵ پر ہے) واما ابن عباس ۔ ۔ ۔ وقد روی عنہ فی التفسیر مالا یحصی کثرۃ لکن (۱) احسن الطرق عنہ طریق علی بن طلحۃ الہاشمی المتوفی فی سنۃ ۱۴۳ؔ واعتمد علی ھذہ البخاری فی صحیحہ (۲) ومن جید الطرق عنہ طریق قیس بن مسلم الکوفی المتوفی سنۃ ۱۲۰ؔ عن عطاء بن السائب طریق ابن اسحاق صاحب السیرۃ (۳) اوھی طریقۃ طریق الکلبی عن ابی صالح والکلبی ھو ابو النضر محمد بن السائب المتوفی بالکوفۃ سنۃ ۱۴۶ؔ فان انضم الیہ روایۃ محمد بن مروان السدی الصغیر المتوفی سنۃ ۱۸۶ؔ فھی سلسلۃ الکذب (۴) وکذلک طریق مقاتل بن سلیمان بن بشر الازدی المتوفی سنۃ ۱۵۰ؔ ۔ ۔ ۔ (۵) وطریق الضحاک بن مزاحم الکوفی المتوفی سنۃ ۱۰۲ؔ عن ابن عباس منقطعۃ فان الضحاک لم یلقہ ۔ وان انضم الی ذلک (۶) روایۃ بشر بن عمارۃ فضعیفۃ لضعف بشر (۷) وقد اخرج عنہ ابن جریر وابن ابی حاتم وان کان من روایۃ جویبر عن الضحاک فاشد ضعفا لان جویبرا شدید الضعف متروک ۔ (کشف الغطاء صفحہ ۳۳ کا یہی مضمون ہے جس میں طرق کا ذکر ہو کر معترض نے طریقہ جو ابن اسحاق شیطان کی روایات سے لکھی ہے تعلیم الارشاد کے صفحہ ۴۰ پر ہے اور اسکے ساتھ لکھا ہے) ھذہ طرق تفسیر ابن عباس جیدھا وردیہا فقلناھا حتی ومیزنا غثہا من ثمینہا یفتری کل احد فینسبہا الی ابن عباس فان ابن عباس منزلۃ فی تفسیر القرآن لا تضاھی ولیس کل من روی عنہ ثقۃ

حقائق روایۃ بل فیہم الضعیف والکذاب فینبغی لمن نقل شیئا عن ابن عباس فی التفسیرات وتبیین الطرق التی روی لہ منہا فان کانت من الطرق الجیدۃ اعتمدہا والا ردہا (التعلیم والارشاد صفحہ ۳) یعنی ہر ایک بات جو ابن عباس سے روایت کی گئی ہو صحیح نہیں ہو سکتی بلکہ ان میں ضعیف و کذاب بھی ہیں بلکہ جو ابن عباس کو کچھ روایت کرے اسے چاہیئے کہ وہ سلسلہ روایت بھی بیان کرے اگر اچھے طرق سے ہو تو مقبول ہو ورنہ مردود **سوم**۔ نزول ثانی کے تو ہم بھی قائل ہیں مگر ہاں حیات مسیح کے قائل نہیں اسلئے حضرت ابن عباس کے نزول ثانی کے قائل ہونے سے لازم نہیں آتا کہ وہ وفات مسیح کو نہیں مانتے **چہارم** لیؤمنن بہ قبل موتہ میں موتہ کی ضمیر مسیح کی طرف نہیں ہے تا کہ اس سے حیات مسیح کیونکر ثابت ہوئی کیونکہ وہ واقعہ صلیب سے اہل کتاب مسیح کی حقیقی موت سے پہلے ہوا۔ دعویٰ نمبر (ب) آپ نے قسطلانی کے حوالے سے لکھا ہے کہ ابن عباس سے بسند صحیح مروی ہے قبل موتہ کی ضمیر عیسیٰ کی طرف پھرتی ہے میں نے قسطلانی صفحہ ۲۰۹ کو دیکھا ہے اسکی عبارت یہ ہے وبہذا جزم ابن عباس فیما رواہ ابن جریر من طریق سعید بن جبیر عنہ باسناد صحیح جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ابن جریر کی بنا پر سب کچھ لکھا ہو لیکن ابن جریر میں ہرگز سند صحیح کا لفظ نہیں بلکہ صفحہ ۱۷ ابن جریر میں زیر آیت ان من اہل الکتب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ سب سے اول لکھا ہے اختلف اہل التاویل فی معنی ذلک فقال بعضہم معنی ذلک یعنی مفسرین نے اسکے معنوں میں اختلاف کیا ہے اسکے بعد ابن عباس رضی اللہ عنہ کی تین روایتیں مگر قبل موت عیسیٰ کے بارے میں ہیں تو تین روایتیں ابن عباس رضی اللہ عنہ کی قبل موت کتابی کے معنے کی ہیں فہرست ملاحظہ ہو

۱۔ عن سعید بن جبیر عن ابن عباس عن سفیان عن ابن حصین قبل موتہ قبل موت عیسیٰ	۲۔ قال ابن عباس لو ضربت عنقہ لم تخرج نفسہ

٢۔ عن سعید بن جبیر عن ابن عباس عن
سفیان عن ابن حصین قبل موته قبل عیسے
٣۔ حدثنی محمد بن سعد قال حدثنی ابی عن
ابیه عن ابن عباس قبل موته قبل موت عیسے
٤۔ حدثنی عبد اللہ بن صالح حدثنا
معاویة عن علی عن ابن عباس قبل موته

٢۔ عن عکرمہ عن ابن عباس لا یموت الیهودی
حتی یشهد ان عیسے عبد الله ورسوله
٣۔ عن سعید بن جبیر عن ابن عباس لا یموت الیهودی حتی یشهد
ان عیسے عبد الله ورسوله
٤۔ عن عکرمہ عن ابن عباس " " "
٥۔ عن علی عن ابن عباس " " "
٦۔ حدثنا ابن وکیع " " "

اور بعض نے یہ معنی کئے ہیں کہ سیدنا محمد صلعم پر ہر ایک کتابی اپنی موت سے پہلے ایمان لائے گا
وقال آخرون معنی ذلک وان من اهل الکتب الا لیؤمنن بمحمد صلی الله
قبل موت الکتابی ١۔ عن حمید قال قال عکرمة لا یموت النصرانی ولا الیهودی
حتی یؤمن بمحمد صلی الله علیه وسلم۔ اور سعید بن جبیر کا ذکر قسطلانی نے کیا
ہے اس سعید بن جبیر سے اسکے خلاف روایت ابن جریر میں موجود ہے

(صفحہ ١٢) ابن جریر حدثنا ابن وکیع
قال حدثنا ابی عن سفیان عن ابی حصین
عن سعید بن جبیر عن ابن عباس
ان من اهل الکتب قال قبل موت عیسے

حدثنی اسحق عن ابراهیم بن حبیب
بن الشهید قال ثنا عتاب بن بشیر
عن خصیف عن سعید بن جبیر عن ابن
عباس وان من اهل الکتب ... هی
فی قراءة ابی قبل موتهم لیس یهودی یموت
ابدا حتی یؤمن بعیسی قیل لابن عباس
ارأیت ان خر من فوق بیت قال یتکلم به فی
الهواء

پنجم۔ ایسا ہی آپ درِ منثور میں فرماتے ہیں بہ طرق (۵) حضرت ابن عباس کی روایت ہے کہ اس آیت کے معنی میں کہ کتابی اپنی موت سے پہلے حضرت عیسیٰ پر ایمان لاتا ہے آپ تفسیروں پر ایمان لانیوالے اسکا انکار کیونکر کر سکتے ہیں اور اگر اسکے خلاف کوئی روایت ہو تو پھر بھی اطلاق حجت نہیں پیش کر سکتے

تقدیم و تاخیر

ششم۔ ان تقدیم و تاخیر کے بارے میں عرض ہو کہ آپ نے خود ہی لکھا ہو علم بلاغت میں کسی نکتہ بیت کے سبب سے تقدیم و تاخیر جائز ہے یہاں کونسی بیت ہے بلکہ مفسرین نے بھی لکھا ہو کہ یہ وحی حضرت عیسیٰ پر اسوقت ہوئی جب اسکے قتل کے در پے تھے اسوقت رافعک مقدم ہونا چاہیئے تھا کہ رفع پر تشفی ہو جاتی جیسے میں تجھے بجسد العنصری اٹھالونگا ذکر متوفیک کیونکر ہو بالفرض اگر بھی تھے تو توفی کی نسبت خدا ہی کی طرف کیجاتی فاعل کی نسبت
(ب) پھر رافعک کو تو پہلے کر لیا اب متوفیک کو رکھئے کہاں رکھتے ہو آیت تو یوں ہو اذ قال اللہ یٰعیسیٰ انی متوفیک و رافعک الی و مطہرک من الذین کفروا و جاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیٰمۃ رفع بھی ہو چکا اور کفار کی صحبت سے بھی پاک ہو گئے مسیحی بھی کفار پر فوقیت رکھتے ہیں اب اسکے بعد متوفیک الی یوم القیٰمۃ تک ثابت ہوا الی یوم القیٰمۃ کے بعد متوفیک رکھیں تو معنی ہونگے کہ قیامت کے بعد مرینگے

فٹ نوٹ (۱) اخرج ابن جریر و ابن ابی حاتم عن ابن عباس قبل موتہ قال قبل موت عیسیٰ و سعید بن منصور و ابن جریر و ابن المنذر عن ابن عباس فی قراءۃ ابی قبل موتہم [illegible] اعتراض ہی ہو کہ اگر کوئی یہودی گر پڑے [illegible] فی الاعراب و اخرج ابن جریر عن ابن عباس قال [illegible] عیسیٰ (۲) اخرج ابن جریر عن ابن عباس [illegible] (۳) اخرج ابن المنذر عن ابن عباس (۴) اخرج عبد بن حمید و ابن جریر عن ابن عباس الیوم [illegible] عیسیٰ

قرآن میں کوئی مقدم مؤخر نہیں (ترجمہ) جو آیات آپ نے پیش کی ہیں ان میں کوئی تقدیم تاخیر نہیں بلکہ ہر ایک اپنے اپنے موقعہ پر ہے

پہلی آیت ۱۔ واللہ یدعوا الی الجنۃ والمغفرۃ باذنہ پ ۲ ع ۶
جنت تو مغفرت کا ثمرہ ہے اس میں جنت مقدم ہے مغفرت مؤخر **جواب** آپ غور فرمائیں فی الجنۃ نہیں بلکہ یدعوا الی الجنۃ ہے یعنی اسباب جو جنت کی طرف بلائیں اور وہ تو مغفرت سے بہر حال اول ہی ہیں اللہ نے جنت میں پہنچانے کے لئے انبیاء کتب صحیفے اسباب نازل فرمائے۔ یدعوا بتاتا ہے کہ دعوت الی الجنۃ کے بعد مغفرت حاصل ہوتی ہے۔ دوم جنت کے بعد بھی مغفرت کی طلب ہے یہ آیت پڑھئے یقولون ربنا اتمم لنا نورنا واغفر لنا انک علی کل شیء قدیر۔ مؤمن جب جنت میں داخل ہو چکے تو کہیں گے اغفر لنا کیونکہ مغفرت و ایمان کے بہت سے درجے ہیں اور انسان کی ترقیات کی انتہا نہیں

دوسری آیت ۲۔ کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تامرون بالمعروف و تنھون عن المنکر وتؤمنون باللہ پ ۴ غرض یہاں ایمان مؤخر ہے حالانکہ ایمان کے بغیر کوئی عمل مقبول نہیں **جواب**۔ یہ واؤ حالیہ ہے یعنی تم امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرو حالانکہ تم خود بھی ایمان پر قائم رہو نہ ہو کہ دیگراں را نصیحت خود را فضیحت۔ بیشک ایمان کے بغیر عمل قبول نہیں مگر آیا اس امر بالمعروف کے وقت بھی ایمان چاہئیے یا نہیں کیا آپ کے نزدیک کوئی ایمان اگرچہ خود بے ایمان ہو مگر امر بالمعروف کرتا ہے تو وہ ٹھیک ہے یہ دونو امر تو ایک وقت کے ہیں

تیسری آیت ۳۔ وادخلوا الباب سجدا وقولوا حطۃ پ ۹ وقولوا حطۃ وادخلوا الباب سجدا (پ ۱) سجدہ کا حکم دخول باب سے مقدم بھی ہے مؤخر بھی **جواب** سجدہ کا حکم دخول باب سے ہرگز مقدم نہیں ہے بلکہ دونوں آیتوں میں سجدا حال ہے یعنی باب میں داخل ہوتے ہوئے سجدہ کرو یوں کہنا چاہئے کہ حطۃ کہتے ہوئے

مقدم بھی ہو اور موخر بھی اسکا جواب سنئے کہ ہم بھی ہر روز سجدہ کرتے ہیں اور اس میں مغفرت طلب کرتے ہیں پس سجدہ کا حکم دیا تو ساتھ ہی بتا دیا اس میں کیا کہو **سوم** یہ خطاب ایک قوم سے ہے اور قوم میں دونوں قسم کے آدمی ہوتے ہیں ایک وہ جن پر شرک غالب ہے ایک جو گناہوں گرفتار ہوں پس ایک گروہ کے حسب حال پہلی آیت ہے اور ایک کے دوسری عبادت کی توفیق چاہنے کے لئے بھی توبہ کی ضرورت ہے جو گناہ آلودہ زندگی بسر کرتا ہے اسے سجدہ کی توفیق نہیں ہو جاتی اور دوسرے گروہ کو بھی استغفار ضروری ہے تاکہ انکے اعمال کسی وجہ سے حبط نہ ہو جائیں اور توفیق چھین نہ لیجائے **چہارم** سجدہ کے معنے تو فرمانبرداری کے ہیں اور اسکے ہر سوالے کے متقدم متوخر ہونیکا کوئی اثر نہیں ۔

پس اس آیت میں بھی کوئی تقدیم تاخیر نہیں تفسیر عزیزی میں ہے لا یقبل منها شفاعة ولا یؤخذ منها عدل آیۃ ثانیہ میں لا تنفعها شفاعة پر ایک لطیف سر کلام ہے بعض لوگ مال کو بچاتے اور سفارش سے کام چلتے ہیں اور بعض سفارش مقدم کرتے اور مال بچا ہیں رکھتے ہیں اسلئے دونوں گروہوں کے حسب حال فرمایا تقدیم تاخیر نہیں ۔

چوتھی آیت واللہ اخرجکم من بطون امهاتکم لا تعلمون شیئا وجعل لکم السمع والابصار والافئدۃ آیت میں خروج از بطن مقدم ہے اور عطاء سمع وبصر والافئدۃ مؤخر ہے حالانکہ مشاہدہ اور واقع اسکے برعکس ہے **جواب**۔ اس میں آپنے یہ دھوکہ کھایا ہے سمع اور بصر وافئدۃ فرمایا ہے ذکر اذن و عین نہیں سمع و بصر سے تو وہ قوت مراد ہے جس سے سنا اور دیکھا جاتا ہے وہ وقوع پنا کام بعد از خروج بطن ہی کرتی ہیں پھر اسمعات پر بطن میں تھی لا تعلمون شیئا کا فقرہ بے فرمادیا۔ اور پھر انسان کچھ پہلے سنتا ہے اسی انو اتفاق کان میں ہی جاتی ہو پھر دیکھتا ہے پھر سمجھتا ہے اور دین کے بارے میں تو بعد خروج بطن بلکہ بعد از بلوغ دین کی بات سنتا پھر دینداروں کا نیک انجام اور بے دینوں کا بد انجام دیکھتا اور پھر دل میں سوچتا سمجھتا ہے پس یہ آیت بالکل مطابق مشاہدہ و واقعہ ہے

اور کوئی تقدیم تاخیر نہیں

آٹھویں نمبر میں آپ نے ابحاث اور محرف کتب کے بارے میں جو کچھ لکھا ہو سکا جواب ہو چکا البتہ حضرت ابن عباس کے بارے میں صفحہ ۱۰۹ ابن جریر سے نقل کیا جاتا ہے

ابن عباس یہودیوں کی زبانی قرآن کے معنے پوچھتے تھے

حدثنا هناد قال ثنا عبيدة بن حميد عن عمار الذهبي عن رجل عن كريب قال دعاني ابن عباس فقال اكتب بسم الله الرحمن الرحيم من عبد الله بن عباس الى فلان حبر هم سلام عليك فاني احمد اليك الله الذي لا اله الا هو اما بعد قال فقلت تبدءه تقول السلام عليك فقال ان الله هو السلام ثم قال اكتب سلام عليك اما بعد فحدثني عن مستقر و مستودع - قال ثم بعث بالكتاب الى اليهودي فاعطيته اياه فلما نظر اليه قال مرحبا بكتاب خليل من المسلمين فذهب بي الى بيته ففتح اسفاطا له كبيرة فجعل يطرح تلك الاشياء لا يلتفت اليها قال قلت ما شانك قال هذه اشياء كتبها اليهود حتى اخرج سفر موسى قال فنظر اليه مرتين فقال المستقر الرحم قال ثم قرا و نقر في الارحام ما نشاء و قرء ولكم في الارض مستقر قال مستقر فوق الارض مستقر في الرحم و مستقر تحت الارض حتى يصير الى الجنة او الى النار (ابن جرير جلد ۷) الخ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت ابن عباس نے ایک یہودی کو ایک آیت کے معنے پوچھ بھیجے اور اسے سفر موسیٰ کی بنا پر معنے بتائے اور آپ ان کی روایات پر اعتبار نہیں کرتے اور محرف کہتے ہیں حالانکہ جیسا میں لکھ چکا ہوں اکثر مفسرین کا مذہب ہے کہ تحریف لفظی نہیں

الیاس کا نبوت ہونا تھا

پھر آپ نے الیاس کا نزول پوحنا میں ماننے سے انکار کیا ہے اس بنا پر کہ یوحنا نے ایلیا ہونے سے انکار کیا

اسکے جواب میں عرض ہو کہ یہ مثیل تو بہت سی پیشگوئیوں کی بنا پر ہے ملاکی باب ۴ آیت ۵ سے پڑھو تو دیکھو خداوند کے بزرگ اور ہولناک دن کے آنے سے پیشتر میں ایلیاہ نبی کو تمہارے پاس بھیجونگا اور وہ باپ دادوں کے دلوں کو بیٹوں کی طرف اور بیٹوں کے دلوں کو انکے باپ دادوں کی طرف مائل کریگا ٹھیک اسی پیشگوئی کی بنا پر انجیل لوقا باب ۱ درس ۱۳ میں ہے فرشتے نے اس سے کہا اے زکریاہ مت ڈر کہ تیری دعا سنی گئی اور تیری جورو الیسبات تیرے لئے ایک بیٹا جنیگی تو اسکا نام یوحنا رکھنا ۔ ۔ ۔ اور بہتیرے اسکی پیدایش سے خوش ہونگے لیکن وہ خدا کے حضور بزرگ ہوگا ۔ ۔ ۔ اور بنی اسرائیل میں سے بہتوں کو انکے خداوند خدا کی طرف پھیریگا اور وہ اس سے آگے ایلیاس کی طبیعت اور قوت کے ساتھ چلیگا کہ باپ دادوں کے دلوں کو لڑکوں کی طرف اور نافرمانوں کو راستبازوں کی دانائی کی طرف پھیرے کہ خداوند کے لئے ایک مستعد قوم تیار کرے

دیکھئے ملاکی نبی کی کتاب میں ایک پیشگوئی ہے اور پھر فرشتہ زکریا کو بشارت دیتا ہے کہ وہ وعدہ اب پورا ہوگا اور پیدا ہوتا ہے چنانچہ ملاکی کے آخری الفاظ اور خط کشیدہ لوقا کے آخری الفاظ سے ایسا اتصل ہے کہ جس سے یقین آجاتا ہے کہ یوحنا ایلیا کی طبیعت اور قوت میں آنیوالا تھا۔ اسی بنا پر حضرت مسیح نے بڑے زور سے کہا دیکھو متی باب ۱۱ درس ۱۴ میں تم سے کہتا ہوں کہ ایلیاس تو آچکا ۔ ۔ وہ تب شاگردوں نے سمجھا کہ اس نے ان سے یوحنا بپتسمہ دینے والے کی بابت کہا۔ اور انجیل میں ایک جا تو یسوع کہتا ہوں انہیں سے جو عورتوں سے پیدا ہوئے یوحنا بپتسمہ دینے والے سے کوئی بڑا ظاہر نہیں ہوا ۔ ۔ ۔ کہ سب نبی اور توریت نے یوحنا کے وقت تک آگے کی خبر دی اور ایلیاس جو آنیوالا تھا یہی ہے چاہو تو قبول کرو جس کے کان سننے کے ہوں سنے

اب یہ کہنا کہ یوحنا نے انکار کردیا سو مندرجہ بالا شہادت مسیح اور فرشتہ کے خلاف کچھ حقیقت نہیں رکھتا کیونکہ ممکن ہے یوحنا کو خود بھی اس وقت خبر نہ ہو اور جبکہ مسیح کے فیصلہ کرنے سے مطلع ہوئے ہوں دو وم انہوں نے یہ سمجھنے کے لئے کہ میں ہی ایلیاس نہیں ہوں انکار کیا۔ اور

بتایا بلکہ اسکی خو اور طبیعت اور قوت کے ساتھ ہوں چنانچہ یوحنا باب ۱ ہی میں اس پیشگوئی کا
مصداق اپنے تئیں ٹھہرایا جو الیاہ کے دوبارہ آنے کے بارے میں ملاکی نبی نے کی تھی وہ کہتے
ہیں میں ایک پکارنے والے کی آواز ہوں کہ تم خداوند کی راہ درست کرو دیکھو باب ۱ آیت ۲۳ ہے
کہ دیکھو میں اپنے رسول کو بھیجونگا اور وہ میرے آگے میری راہ کو درست کریگا۔ اور اسی طور سے
متی باب ۱۱ آیت ۹ میں ہے پھر تم کیا دیکھنے گئے کیا ایک نبی میں تم سے کہتا ہوں بلکہ نبی سے بڑا
کیونکہ یہ وہ ہے جسکی بابت لکھا ہے کہ دیکھو میں اپنا رسول تیرے آگے بھیجتا ہوں جو تیرے آگے
تیری راہ درست کریگا۔ خوب غور کرو ملاکی میں جس آنیوالے کی خبر دی ہے اسکی صفت بیان کی ہے
کہ وہ تیری راہ درست کریگا اور مسیح فرماتے ہیں یہ نشان یوحنا میں موجود ہے اور یوحنا اقرار
کرتا ہے کہ میں ہی راہ درست کرنیوالا اور پکارنے والے کی آواز ہوں پس یہ کہنا صحیح نہیں کہ یوحنا نے
ایلیا کی خو بو اور قوت میں ہونیکا انکار کیا۔ ہاں یہ صحیح ہو سکتا ہے کہ وہی ایلیا بعینہٖ ہونیکا انکار کیا تھا
اور اگر یہود یہ رنگ پہچانتے نہیں ہیں تو پھر مسیح بھی انکے نزدیک نہیں آیا

نویں نمبر میں آپنے مسیح موعود کے چند حوالوں میں اختلاف ظاہر کیا ہے اور وہ یہ ہیں (۱) وہ
آسمان کو نازل ہوگا (۲) نزول مسیح کا عقیدہ ہمارے ایمانیات کے جزو نہیں (۳) ایک کیا بلکہ
دس ہزار مسیح آسکتا ہے (۴) ممکن کہ وہ احادیث ظاہری کے مطابق دمشق میں بھی ظاہری
جلال کے ساتھ نازل ہو (۵) (۶) نیز وہ مسیح موعود وصفات میں ہوں (۷) نزول مسیح کا مسئلہ متشابہات
میں داخل ہے (رسالہ ۱۸-۱۰۱-۲۷۰-۲۲۱-۲۹۲)

جواب۔ آپکے حوالے غلط اور بعض میں افترا ہے ان میں کوئی اختلاف نہیں ہے پہلا حوالہ حمامۃ
صفحہ ۹۹-۱۰۰ میں آسمان کو نازل ہونیکا کہیں ذکر نہیں اسکی عبارت تو یہ ہے جب حضرت
مسیح علیہ السلام دوبارہ دنیا میں تشریف لائینگے دوم ما کنت | خدیجہ بلا فقرہ لکھے ہیں فقرہ
تدری ما الکتب ولا الایمان نبی کریم کو خطاب ہے جو مسیح موعود کو | ہیں اور پھر کوئی اختلاف نہیں
اسکا علام ہوا ہے جب تک علم نہ دیا گیا اپنے اسی عقیدہ پر قائم رہا جو عوام کا تھا جب خدا سے علم پایا تو پھر

اصل حقیقت ظاہر کر دی اور یہ انکے مفتری نہ ہونے اور بناوٹ سے خالی ہونے کی دلیل ہے (۲) جب علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل حدیث ہو تو پھر ایک کیا ہزار مسیح آسکتا ہے بیشک آسکتے ہیں اور یہ فقرہ مسیح موعود ہونیکے خلاف نہیں کیونکہ انکے ساتھ وعدہ کی شرط ہے جو آخری زمانہ میں یکسر الصلیب ویقتل الخنزیر (ورشہ دار کریگا) باقی مسیح کی خوبو کے بعد علماء ربانی ہونے کی ہونگے

(۳) نزول مسیح اور چیز ہے اور مسیح پر ایمان اور چیز بیشک مسیح کے نزول کا عقیدہ ہمارے دین کے رکنوں سے کوئی رکن نہیں بلکہ ایک پیشگوئی ہے مگر پیشگوئی جب پوری ہو جائے تو ایمان لانا ضروری ہوتا ہے اور اسکی تکذیب سے رسول کی تکذیب لازم آتی ہے پس جب مسیح نازل ہو چکا تو اب اسپر ایمان لانا ایسا ہی ضروری ہے جیسے دوسرے انبیاء پر۔ اس فرق کو خوب سمجھ لیجئے جب ہم امنت باللہ وملئکتہ وکتبہ ورسلہ کہینگے تو رسل کی ذیل میں مسیح کو بھی لینگے (۴) مسیح کے نزول سے پہلے کوئی بتائے تو ایسا کہیں تنزل مسیح کے عقیدے پر جو رکن ہے دین کا ایمان لاؤ اور آپ بتائیں اہل سنت کے نزدیک اس آنیوالے مسیح پر ایمان واجب ہے یا نہیں (۶) صفحہ پر جو عبارت ہے اسوقت انکار نہیں اور اب انکار ہے کہ شاید پیشگوئیوں کے ظاہری معنوں کے لحاظ سے اور کوئی مسیح موعود بھی آئندہ کسی وقت پیدا ہو شاید کو غور سے پڑھئیے یہ تو سب احتمالات ہیں (۵) صفحہ ۲۹۶ و ۲۹۵ میں تو یہ عبارت ہے ممکن ہے کہ ظاہری جلال و اقبال کے ساتھ بھی آخر اور ممکن ہے کہ اول وہ دمشق میں ہی نازل ہو لفظ ممکن ہے ز ہو صرف خصم کو علی سبیل التنزل موری کیطرف متوجہ کرنے کے لئے ہی ہے پر غور کیجئے دوم مسیح موعود کے متبعین سے کوئی ظاہری جلال واقبال کے ساتھ اگر پیشگوئیوں کو ظاہری الفاظ میں پورا کریگا تو وہ کام مسیح موعود کا ہی سمجھا جائیگا جیسا کہ حضرت نبی کریم کے خلفاء کے کام نبی کریم صلعم سے منسوب ہیں

اسی طرح صفحہ ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷ کے تین مختلف فقرے آپ نے ملا کر ایک فقرہ بنایا ہے دیکھئے آپنے پہلے لکھا ہوئے میرے دوست مجھے اس بات کے ماننے اور قبول کرنے سے معذور تصور فرمائے کہ وہی مسیح ابن مریم جو فوت ہو چکا ہے اپنے خاکی جسم کے ساتھ پھر آسمان سے اتریگا"

پھر آپ نے لکھا ہے صفحہ ۹۰ "قرآن کی آیات متشابہات یعنی جن کا سمجھنا مشکل یا مشتبہ ہے۔ ان کے
ظاہری معانی پر ہرگز زور نہیں دینا چاہیئے کہ وہ حقیقت میں مطلب اور مراد خدا تعالیٰ کی ہو
بلکہ اس پر ایمان لانا اور اس کی اصل حقیقت کو حوالہ بخدا کر دینا چاہیئے"
اور پھر فرمایا ہے صفحہ ۹۹ "لیکن اگر ہم علم میں ایسے راسخ کئے جائیں جو الہامی طور پر ہمیں مستقیم
راہ دکھلائی جاوے جس سے لوگ مطمئن ہو سکتے ہیں تو پھر کچھ ضرورت نہیں کہ ہم ایسی آیت یا حدیث
کو متشابہات میں داخل رکھیں بلکہ ان حقیقی معنوں کو جو الہام کے ذریعہ سے ظاہر ہوئے ہیں شکر
کے ساتھ ہم قبول کریں گے" کیا حضرت اقدس کے یہ فرمان اس امر میں بڑے زور سے بتایا گیا ہو کہ کسی حدیث
یا پیشگوئی کے معنے کرنے میں کسی بات پر اڑنا نہ چاہیئے بلکہ راسخ فی العلم کی پیروی کرنی چاہیئے
جیسا کہ اس زمانے میں بعض پیشگوئیوں کے بارے میں جو جھگڑے پیدا ہو رہے ہیں ان میں
راسخ فی العلم مسیح موعود کے فیصلہ پر ایمان لانا چاہیئے اور کیا آپ کا فرض ہو آپ نے حضرت اقدس
سے منسوب کیا ہے خود فرماتے ہیں نزول مسیح کا مسئلہ بالغرض متشابہات میں تھا تو بھی راسخ فی العلم
نے اسے محکم کر دیا دوم یہ طریق تحکمی انتہا کا تھا آپ ایسا ہی کرتے کہ اس مسئلہ پر اولاً مجملاً
ایمان لاتے اور حکم حکم مسیح موعود کی مخالفت ہی سے باز رہتے پھر اصل عبارت کتاب

آنحضرت صلعم سے بڑھکر
تفسیر کرنیکا دعویٰ نہیں

اسی امر میں آپ نے ظاہر کیا ہو کہ کرامات الصادقین کے صفحہ ۸ پر حضرت
صلعم سے بڑھکر تفسیر بیان کرنیکا اس عاجز کو دعویٰ ہے

جواب پہلے صفحہ ۸ کو غور سے پڑھا اور مجھے افسوس ہے کہ آپ نے اپنے دل سے ایک بات
بنالی ہے اصل الفاظ نقل کرتا ہوں "یہ سچ ہے کہ جو کچھ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے قرآن کریم کے معنے
بیان فرمائے ہیں وہی صحیح اور حق ہیں مگر یہ ہرگز سچ نہیں کہ جو کچھ قرآن کریم کے معارف
آنحضرت صلعم نے **بیان فرمائے** ان سے زیادہ قرآن کریم میں کچھ بھی نہیں" غور فرمائیے حضور
امام منفور نے یہ نہیں فرمایا کہ جو کچھ آنحضرت صلعم معارف جانتے تھے ان سے زیادہ کچھ نہیں
بلکہ بیان فرمائے فرمایا ہے اور یہ سچ ہے کہ آپ ہی ایمان سے کہئے کہ اسقدر تفاسیر جو لکھی گئی

ہیں۔ کیا اب کی اب مثل ہو گئی ہے کہ آنحضرت صلعم کی بیان فرمودہ ہیں اگر نہیں تو پھر کیا۔
یہ سچ ہے کہ قرآن کریم کے جو معارف آنحضرت صلعم نے بیان فرمائے ان سے زیادہ قرآن کریم
میں کچھ بھی نہیں۔ خدا تعالیٰ کے کلام کے لئے ضروری ہے کہ اسکے عجائبات غیر محدود اور غیر
بےمثل ہوں اور بعض نعماء الٰہی پچھلے زمانے میں ایسے ظاہر ہوتے ہیں کہ پہلے زمانہ میں انکا اثر اور
وجود پایا نہیں جاتا جیسے مصنوعات جدیدہ کے خواص اب دریافت ہوئے ہیں۔
پہلے انکا کہاں وجود تھا۔ اسی طرح اس قسم کے حقائق و معارف مخفیہ قرآن کریم میں موجود ہیں
جو ہر ایک زمانہ میں اس زمانہ کی ضرورتوں کے موافق ہیں۔

بڑا تعجب ہے کہ آپ علماء اکابر کے بعض اقوال کو تو جزو ایمان بتاتے ہیں اور اس بزرگ
کی تقریر کو تفسیر والے اور خلاف صحابہ بعض قرار دیتے ہیں جو براہ راست خدا سے علم پاتے ہیں
اور اس حضرت شعرانی پر ایسا ہی جس کی وہ کلام نازل ہوا۔ کاش آپ الطبقات الکبریٰ امام شعرانی
کی یہ عبارت ہی پڑھ لیتے۔ وقد اعطی اللہ تعالیٰ من جاء فی آخر الزمان اجمعہ

پچھلوں کو پہلوں سے زیادہ علم دیا گیا	اهل العصر الاول فان الله اعطی سیدنا و حبیبنا محمد صلی الله علیه وسلم ما لم یعط الانبیاء قبله. ثم وبالله العجب من

من کثیر من المتفقهة ینکرون ما اجمع علیه الاولیاء ویصدقون
بما وصل الیهم علی لسان فقیه واحد وربما یکون استناده فی ذالک القول
[illegible] مثل شذوذ من القول [illegible] فاذا اصابهم و
مصیبة یاتی الی قبورهم [illegible] یعنی مستغنی نے اسے جو پچھلے زمانہ میں ہوئے
کچھ علم عطا فرمایا جو پہلے زمانہ والوں کو نہیں دیا گیا چنانچہ سیدنا محمدؐ کو وہ کچھ دیا گیا جو
پہلے انبیاء کو نہ دیا گیا اور تعجب ہے کہ اکثر لوگ ان باتوں سے تو انکار کرتے ہیں جس پر اولیاء متفق ہو گئے
اور جو کسی ایک فقیہ کی زبان سے پہنچے اسے فوراً تسلیم کر لیتے ہیں خواہ وہ قول کسی دلیل قیاسی
ضعیف یا شاذ قول پر مبنی ہو۔ یہاں لوگوں کی سخت بدبختی ہے اور پھر لطف یہ کہ اگر کوئی مصیبت

پڑھے تو ابھی علیہ کی ضمیر کی طرف دونوں مسیح کی باتوں کو نہیں مانتے۔ باقی رہا کہ حضور مغفور کی تفسیر و بیان کردہ معارف و حقائق کو علماء نہیں مانتے تو تعجب نہیں کیونکہ فتوحات

علماء مسیح موعود کے منکر ہونگے

کی جلد ثالث حدیث نواس بن سمعان کے نیچے صفحہ ۳۳۶ میں ہے اعداء ہ مقلدۃ العلماء اهل الاجتهاد۔ لما یرونه من الحکم بخلاف ما ذهبت الیه ائمتهم کہ مسیح موعود کے دشمن علماء ہونگے کیونکہ وہ کے فیصلے اپنے ائمہ کے خلاف دیکھینگے پس ضرور ہے کہ آپ کے ان من اهل الکتب

ان من اهل الکتب کے معنی نہایت غلط کرتے ہو

الا لیؤمنن به کے معنوں میں جو اختلاف بیان کیا گیا وہ بھی نہیں ہے کیونکہ حضرت مسیح موعود و فاضل امروہی اور خلیفۃ المسیح کے ترجموں میں کیا تناقض ہے وہ ترجمہ پیش کیجئے یہی تو کوئی اختلاف نہیں پاتے۔ ہاں آپ کے مفسرین میں اختلاف ہے کوئی لیؤمنن کو استقبال کے لئے بتاتا ہے کوئی حال کے لئے کوئی موته کی ضمیر کتابی کی طرف پھیرتا ہے کوئی مسیح کی طرف۔ تفسیر کشاف میں ہے (۱) الا لیؤمنن به قبل موتهم (۲) قیل الضمیر فی به یرجع الی الله تعالیٰ (۳) قیل الی محمد صلی الله علیه وسلم۔ پس پہلے آپ اپنے گھر میں فیصلہ کریں۔ باقی اعتراضات کا جواب یہ ہے جو ان معنوں پر پڑتے ہیں کہ اگر یہ معنے کئے جائیں کہ ہر اہل کتاب مسیح کے نزول کے وقت مسیح پر ایمان لائیگا۔ تو پہلے جو پہلے گزر گئے ان میں وہ اہل کتاب کس طرح شامل ہونگے جو مسیح سے پہلے مر چکے ہیں اور پھر جو مسیح کے نزول کے وقت جنگ میں مارے جائینگے ان من اهل الکتب سے آپ یہ واضح ہو کہ ہر اہل کتاب (۳) دوم یہ کہ تمام اہل کتاب کا ایمان لانا خلاف ہے آیت فاغرینا بینهم العداوۃ و البغضاء الی یوم القیٰمۃ کے اور کلا مالوین مختلفین کے اور جاعل الذین اتبعوك فوق الذین کفروا الی یوم القیٰمۃ کے پس یہ معنے کیوں کئے جاتے ہیں جس سے بہت سی آیات کا عدم لازم آتا ہے

خلاصہ مسیح کو بہتر سمجھ سکتا ہے

نمبر ۱۳ میں آپنے میری اس تقریر پر اعتراض کیا ہے جس سے یہ حق

نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پیدا کیا ہو ایسا کوئی اور انسان ہو اس سے بہتر پیدا نہیں کر سکتا۔ اگر قرآن شریف کی کسی آیت سے ثابت ہوتا ہو تو وہ آیت پیش کرنی چاہیئے۔

اس کو لازم آتا ہے کہ حدیث کی ضرورت نہیں لاحول ولا قوۃ الا باللہ میں نے اسلئے کہ قرآن مجید اصل الاصول ہے اسکا مرتبہ اعلیٰ ہے آپ کوئی حدیث کوئی قول کسی امام کا پیش کریں جس سے ثابت ہو کہ خدا تعالیٰ نے مسیح سے بہتر نہیں پیدا کر سکتا۔ الخ

محمود بہ حال زار

محمود بہ حال زار کیوں ہو / کیا رنج ہے بے قرار کیوں ہو
کس بات سے تم کو پہنچی تکلیف / کیا صدمہ ہے دلفگار کیوں ہو
ہاں سوکھ گیا ہے کونسا کھیت / پھر ہو تو اشکبار کیوں ہو
جب تک نہ ہو کوئی باعث درد / بے وجہ پھر اضطرار کیوں ہو
میں باعث رنج کیا سناؤں / کیا کہتے ہو بے قرار کیوں ہو
دل ہی نہ رہا ہو جس کے بس میں / وہ صبر سے شرمسار کیوں ہو
سب جس کی امیدیں مر چکی ہوں / تنہا دل میں وہ پھر شمار کیوں ہو
وہ لطف نہ رہا ہو جب دلہن کا / بیچاری کا پھر سنگار کیوں ہو
کاٹے گئے جب تمام پودے / گلشن میں مرے بہار کیوں ہو
آنکھوں میں رہی نہ جب بصارت / دیدار رخ نگار کیوں ہو
جس شخص کا لٹ چکا ہو گھر بار / خوشیوں سے پھر وہ دوچار کیوں ہو
اسلام گھرا ہے دشمنوں میں / مسلم کا نہ دل فگار کیوں ہو
باطنی نے کیا ہے جب پریشاں / آئینہ کا اعتبار کیوں ہو
کیا قطع انس اور ترک دیں سے / دنیا پہ یہ جاں نثار کیوں ہو

ریویوز

الفضل کا خیر مقدم

الفضل کی تجلی جس روز [illegible] جب [illegible] پر [illegible] چاند درخشاں تھا
[illegible] الفضل کی تجلی [illegible]
[illegible] الفضل [illegible] الفضل [illegible]
[illegible] مسیح کی [illegible] الفضل [illegible] آسمان [illegible] گیا [illegible] مسیح
کی جماعت بھی فضل [illegible] الفضل [illegible] کی بعثت [illegible]
[illegible] مسیح کی جماعت [illegible]
ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذوالفضل العظیم [illegible] فضل [illegible]
[illegible] مسیح [illegible] فضل [illegible] الفضل [illegible]
[illegible] (ا) [illegible] امام [illegible]
محمود [illegible] خدا تعالیٰ [illegible]
[illegible] آسمان [illegible]
[illegible]
[illegible] خدا تعالیٰ نے [illegible] بشیر [illegible] محمود [illegible]
[illegible] خدا تعالیٰ [illegible]
[illegible] پیشگوئی [illegible]
[illegible] کے حق میں [illegible]
[illegible] پیشگوئی [illegible] الفضل [illegible]
[illegible] فضل [illegible] محمود [illegible] بشیر ثانی
بھی [illegible] الفضل [illegible]
[illegible] الفضل [illegible]

[illegible] بیل [illegible] محبت [illegible] مشتاق [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] جان نثار [illegible] دعوی [illegible]
[illegible]
[illegible]

کلام محمود [illegible]
[illegible] کلام [illegible] محمود [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

چاول اعجاز نما [illegible] قل هو الله احد [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

تاج روغن [illegible]
[illegible]
[illegible]

رسیدات زر

جناب ڈاکٹر [illegible] صاحب
[illegible] [illegible]
شیخ محمد حسین [illegible]
[illegible] اگست [illegible]
محمد امین [illegible]
غلام محمد [illegible]
محمد علی [illegible]
سید غلام مصطفے [illegible]
حافظ محمد [illegible]
[illegible] اگست [illegible]
جناب منشی [illegible] صاحب [illegible]
چوہدری غلام علی [illegible]
۱۳ اگست [illegible]
منشی عبد اللہ [illegible]
شیخ قدرت اللہ [illegible]
۱۵ اگست [illegible]
منشی ناظم علی [illegible]
میاں عبد الرحمن [illegible]
غلام محمد [illegible]
۱۲ اگست [illegible]

عبد الرحمن [illegible]
علی محمد [illegible]
مولا بخش [illegible]
حکیم [illegible]
۱۹ اگست [illegible]
مولوی [illegible] علی [illegible]
رحیم بخش [illegible]
علی محمد [illegible]
ماسٹر محمد [illegible]
سید [illegible]
۲۰ اگست [illegible]
غلام رسول [illegible]
۲۲ اگست [illegible]
ماسٹر [illegible] بخش [illegible]
منشی غلام [illegible]
[illegible] اگست [illegible]
محمد صغیر [illegible]
سید محمد [illegible]
۲۰ اگست [illegible]
[illegible]
[illegible] اگست [illegible]

جناب عبد الرحمن صاحب [illegible]
حاکم دین [illegible]
مولوی محمد دین [illegible]
[illegible] ستمبر [illegible]
[illegible] عبد الرحمن [illegible]
[illegible] ستمبر [illegible]
[illegible] علی [illegible]
۱۰ ستمبر [illegible]
میاں نور علی [illegible]
[illegible] ستمبر [illegible]
برکت علی [illegible]
۱۸ ستمبر [illegible]
[illegible]
غلام [illegible]
[illegible] دین [illegible]
۲۲ ستمبر [illegible]
منشی [illegible] دین [illegible]
[illegible] ستمبر [illegible]
منشی عبد العزیز [illegible]
[illegible] بیگ [illegible]
مولوی [illegible] دین [illegible]

۹ اکتوبر [illegible]

[illegible] جناب غلام [illegible] [illegible]

[illegible] بابو دین محمد [illegible]

[illegible] اکتوبر [illegible]

[illegible] منشی عبد الکریم [illegible]

[illegible] اکتوبر [illegible]

[illegible] مرزا برکت علی [illegible]

[illegible] جلال الدین [illegible]

[illegible] محمد سلیمان [illegible]

[illegible] اکتوبر [illegible]

[illegible] کریم بخش [illegible]

[illegible] اکتوبر [illegible]

[illegible] سید محمد [illegible]

[illegible] اکتوبر [illegible]

[illegible] محمد [illegible] صاحب [illegible]

[illegible] غلام محمد [illegible]

[illegible] حکیم محمد عبد الجلیل [illegible]

[illegible] چراغ دین [illegible]

[illegible] اکتوبر [illegible]

[illegible] فیض الرحمن [illegible]

[illegible] اکتوبر [illegible]

[illegible] نعمت خان [illegible]

[illegible] رحمت [illegible]

[illegible] میاں غلام محمد [illegible]

[illegible] ڈاکٹر عبد [illegible]

[illegible] شیر [illegible] خان [illegible]

[illegible] داؤد [illegible]

[illegible] چوہدری [illegible] محمد [illegible]

[illegible] محمد حبیب خان [illegible]

[illegible] منشی [illegible] عالم [illegible]

[illegible] حاجی عبد العزیز [illegible]

[illegible] محمد [illegible]

یکم نومبر [illegible]

[illegible] شیخ سلطان محمود [illegible]

[illegible] شکر دین [illegible]

[illegible] نبی بخش [illegible]

[illegible] میاں [illegible] دین [illegible]

[illegible] خان [illegible] محمد [illegible]

[illegible] نومبر [illegible]

[illegible] کریم بخش [illegible]

[illegible] چوہدری [illegible] محمد [illegible]

[illegible] سید [illegible] دین [illegible]

[illegible] بابو عبد العزیز [illegible]

[illegible] منشی حبیب الرحمن [illegible]

[illegible] مولوی [illegible] [illegible]

[illegible] چوہدری غلام محمد [illegible]

[illegible] حاجی محمد اسماعیل [illegible]

[illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] حکیم عبد الحق [illegible]

[illegible] فیروز الدین [illegible]

[illegible] بابو دین محمد [illegible]

[illegible] میاں عبد العزیز [illegible]

[illegible] محمد عبد [illegible] [illegible]

[illegible] نومبر [illegible]

[illegible] مرزا [illegible] بیگ [illegible]

[illegible] حافظ [illegible] [illegible]

[illegible] بابو محمد [illegible] [illegible]

[illegible] محمد بخش [illegible]

[illegible] عبد المجید [illegible]

[illegible] نومبر [illegible]

[illegible] عبد [illegible] خان [illegible]

[illegible] [illegible] خان [illegible]

[illegible] جناب چوہدری [illegible] بخش صاحب [illegible]
[illegible] مرزا محمد شفیع [illegible]
[illegible] نواب [illegible] محمد [illegible]
[illegible] سید محمد اسحٰق [illegible]
[illegible] حبیب [illegible]
[illegible] نومبر سنہ
محمد [illegible] لاہور [illegible]
[illegible] نواب [illegible]
[illegible] چوہدری [illegible] حسین [illegible]
[illegible] قاضی [illegible]
[illegible] قاضی [illegible] محمد [illegible]
[illegible] نومبر سنہ
[illegible] منشی [illegible] بخش [illegible]
[illegible] نومبر سنہ
[illegible] مولوی محمد عبداللہ [illegible]
[illegible] نومبر سنہ
[illegible] [illegible] حسین [illegible]
[illegible] نومبر سنہ
[illegible] چوہدری [illegible] حسین [illegible]
[illegible] نومبر سنہ
[illegible] مرزا برکت علی [illegible]

[illegible] سید [illegible] حسن صاحب [illegible]
[illegible] نومبر سنہ
[illegible] مولوی نور احمد [illegible]
[illegible] ڈاکٹر اقبال [illegible]
[illegible] نومبر سنہ
[illegible] سردار محمد [illegible] خان [illegible]
[illegible] نومبر سنہ
[illegible] [illegible] معشوق [illegible]
[illegible] نومبر سنہ
[illegible] محمد امین [illegible]
[illegible] نومبر سنہ
[illegible] [illegible] محمد [illegible]
[illegible] سید محمود شاہ [illegible]
[illegible] غلام محمد [illegible]
[illegible] نومبر سنہ
[illegible] چوہدری [illegible] خان [illegible]
[illegible] نومبر سنہ
[illegible] مولوی نور [illegible]
[illegible] نومبر سنہ
[illegible] شیخ رحیم بخش [illegible]
[illegible] گلاب خان [illegible]
[illegible] نومبر سنہ
[illegible] سید محمد [illegible]

[illegible] نومبر سنہ
[illegible] [illegible] محمد صاحب [illegible]
[illegible] دسمبر سنہ
[illegible] عبدالواحد [illegible]
[illegible] دسمبر سنہ
[illegible] مرزا برکت علی [illegible]
[illegible] عطاء اللہ [illegible]
[illegible] دسمبر سنہ
[illegible] منشی [illegible] الدین [illegible]
[illegible] دسمبر سنہ
[illegible] ڈاکٹر محمد اسماعیل [illegible]
[illegible] سید عابد حسین [illegible]
[illegible] [illegible] حسین [illegible]
[illegible] کریم بخش [illegible]
[illegible] [illegible] بخش [illegible]
[illegible] پیر محمد [illegible]
[illegible] مولوی [illegible] الدین [illegible]
[illegible] چوہدری اللہ [illegible]
[illegible] مولوی محمد حسین [illegible]
[illegible] مولوی محمد علی [illegible]
[illegible] خدا بخش [illegible]

[illegible] جناب عبد الغفور صاحب [illegible]	۶ جنوری سنہ	۱۰ جنوری سنہ
[illegible] چودھری ظفر […]	[illegible] ڈاکٹر […]	[illegible] […]
[illegible] منشی […]	[illegible] محمد علی	[illegible] گلاب دین
[illegible] علی احمد	۷ جنوری سنہ	[illegible] علی احمد
[illegible] نظام الدین	[illegible] […] علی	۱۱ جنوری سنہ
[illegible] ڈاکٹر […]	[illegible] علی بخش	[illegible] حافظ احمد دین
[illegible] فتح محمد	[illegible] کلیل احمد	[illegible] حافظ محمد اسحق
[illegible] مولوی محمد اسمعیل	۸ جنوری سنہ	[illegible] منشی عبد العزیز
[illegible] عزیز الدین	[illegible] نور محمد	[illegible] منشی […]
[illegible] مولوی […] بخش	[illegible] مرزا […] علی	۱۲ جنوری سنہ
[illegible] چودھری […]	[illegible] شیخ یعقوب علی	[illegible] مرزا برکت علی
سنہ ۱۳	۱۰ جنوری سنہ	[illegible] غلام […]
۳ جنوری سنہ	[illegible] اکبر علی	[illegible] ماسٹر محمد […]
[illegible] جناب مولوی […]	[illegible] عبد العزیز	[illegible] منشی سکندر علی
[illegible] منشی عبد العزیز	[illegible] سید […] الدین	[illegible] محمد عبد اللہ
[illegible] محمد دین		[illegible] عبد الحق
[illegible] قدرت اللہ	[illegible] بابو […] محمد	[illegible] داؤد […]
[illegible] سراج الدین	[illegible] شیخ نور […]	[illegible] بابو حیات محمد
[illegible] گلاب دین	[illegible] محمد […] الدین	[illegible] چودھری عبد […]
۸ جنوری سنہ	۱۲ جنوری سنہ	[illegible] بابو […] الدین
[illegible] رحمت اللہ	[illegible] […] محمد	[illegible] میاں عبد الحمید

جناب مولوی [illegible]	حکیم غلام حسین [illegible]	محمد اسماعیل [illegible]
منشی [illegible]		میاں محمد [illegible]
عطاء الله	عبد السبحان	منشی محمد [illegible]
میاں عبد العزیز	محمد بخش	چوہدری محمد حسین
فروری سنہ [illegible]	فروری سنہ [illegible]	مولوی [illegible]
حاجی نذر محمد	عبد الله	محمد رمضان
چوہدری غلام [illegible]	منشی غلام محمد	عبد الله
مولوی [illegible]	[illegible]	عبد العزیز
محمد شفیع	فروری سنہ [illegible]	میاں [illegible]
فروری سنہ [illegible]	مولوی عبد الصمد	ڈاکٹر [illegible]
عبد الرشید	فروری سنہ [illegible]	ابو عبد الله
[illegible]	عبد الرحیم	علی گوہر
فروری سنہ [illegible]	حکیم [illegible]	خواجہ [illegible]
مولوی محمد [illegible]	فروری سنہ [illegible]	قاضی عبد الحمید
[illegible]	عبد الحق	محمد یوسف
فروری سنہ [illegible]	امیر حسین	منشی عبد الرحمن
[illegible]	ماہ مارچ سنہ [illegible]	سیٹھی غلام [illegible]
محمد عثمان	خلیفہ عبد الحق	عبد الحمید
فروری سنہ [illegible]	منشی غلام [illegible]	عبد الحمید
حافظ محمد [illegible]	[illegible] بخش	محمد ابراہیم خان
فروری سنہ [illegible]	[illegible] محمد	عنایت الله

جناب مستری رئیس ...

۲ مارچ سنہ

- گل امین
- راجہ محمد اسماعیل
- حکیم محمد امین
- مرزا عنایت ...
- میاں ... الدین
- دارو شاہ
- میاں محمد عبد العزیز
- ڈاکٹر کرم الہی
- شیخ عبد الرحیم ...
- چوہدری غلام محمد
- شہزادہ سلطان ...
- مرزا رسول بیگ
- میاں ... الدین
- بابو برکت علی
- منشی محمد الدین

۵ مارچ سنہ

- منشی سرمند خان
- ڈاکٹر شجاعت احمد
- بابو عبد الرحمن

- شیخ نور احمد صاحب
- بابو غلام محمد
- میر شیخ نیاز محمد
- ماسٹر غلام محمد
- مرزا سلطان محمد
- محمد حسین قانونگو
- پیرو بخش
- سکرٹری انجمن ...
- فضل الہی
- منشی عبد الکریم
- شیخ مولا بخش
- حاجی کریم بخش
- امیر ... خان
- محمد حسین
- محمد رمضان ...
- منشی نظام الدین
- منشی تاج الدین
- میاں عزیز ...
- قاضی حبیب ...
- چوہدری غلام محمد
- شیخ مشتاق حسین

- میاں عبد الرحیم صاحب
- محمد محبوب الدین
- میاں تاج الدین
- میاں ... الدین
- محمد عمر الدین
- خیر الدین
- حافظ فضل محمد
- محمد رشید
- میاں عبد الغنی
- میاں غلام مصطفی
- فتح محمد
- الہی بخش
- میاں غلام حسین
- پیر برکت علی
- مولوی محمد ابراہیم
- حافظ عبد المجید
- رحمت ...
- محمد سلطان
- احمد الدین
- سندھ علی
- مستری محمد ...

[illegible] جناب ڈاکٹر محمد [illegible] صاحب
[illegible] - صوبیدار [illegible]
[illegible] - محمد عبد [illegible]
[illegible] - بشیر محمد
[illegible] - میر شیخ رحمت [illegible]
[illegible] - غلام رسول [illegible]
[illegible] رابح [illegible]
[illegible] - ماسٹر محمد الدین
[illegible] ڈاکٹر مسیر محمد اسماعیل
[illegible] - مرزا ولی محمد
[illegible] - عبد الدین
[illegible] - محمد سلیمان
[illegible] - منشی طفیل محمد
[illegible] - میاں رحمت [illegible]
[illegible] - مولوی عزیز بخش
[illegible] - حافظ نور محمد
[illegible] - خدا داد خان
[illegible] - منشی غلام رسول
[illegible] - منشی عنایت علی
[illegible] - مولوی [illegible]
[illegible] - مستری کریم بخش

[illegible] جناب سلطان محمد صاحب
[illegible] - منشی عبد العزیز
[illegible] - بابو محمد شفائی
[illegible] - بابو عطا محمد
[illegible] - محمد خان
[illegible] - چوہدری برکت علی
[illegible] - منشی غلام محمد خان
[illegible] - میاں کریم بخش
[illegible] - چوہدری میر [illegible]
[illegible] - منشی محمد حسین
[illegible] - شیخ فتح محمد
[illegible] - میاں [illegible]
[illegible] - بابو عطا محمد
[illegible] - ماسٹر عبد العزیز
[illegible] - حکیم خادم علی
[illegible] - منشی محمد اروڑا
[illegible] - مولوی عبد [illegible]
[illegible] - شیر بہادر خان
[illegible] - منشی فرزند علی
[illegible] - بابو محمد حیات
[illegible] - شیخ محمد اسماعیل [illegible]

[illegible] - بابو فضل کریم
[illegible]
[illegible] - [illegible] صاحب
[illegible] - محمد الدین
[illegible] - میر امجد حسین
[illegible] - حاجی عبد الغفور
[illegible] - منشی غلام محمد
[illegible] - عبد الحمید
[illegible] - نواب محمد [illegible]
[illegible] - محمد الدین
[illegible] - نبی بخش
[illegible] - منشی عبد [illegible]
[illegible] - میاں غلام مرتضیٰ
[illegible] - صفدر خان
[illegible] - عبد الشکور
[illegible] - منشی عبد القادر
[illegible] - محمد علی
[illegible] - بابو چاند خان
[illegible] - علی محمد
[illegible] - میاں غلام محمد
[illegible] - مرزا عبد [illegible]
[illegible] - محمد شریف

ماہ مارچ سنہ [illegible]

[illegible] جناب میر [illegible] شاہ صاحب
[illegible] بابو منظور الحق
[illegible] میاں [illegible] بخش
[illegible] حکیم محمد [illegible]
[illegible] قاضی [illegible]
[illegible] مولوی اعظم حسین
[illegible] بابو [illegible] الدین
[illegible] [illegible] احمد
[illegible] محمد خان
[illegible] حاجی [illegible]
[illegible] منشی [illegible] بخش
[illegible] منشی محمد امین
[illegible] ڈاکٹر محمد حسین
[illegible] سید احتشام [illegible]
[illegible] منشی کرم الٰہی
[illegible] شیخ مظفر [illegible]
[illegible] سید [illegible] علی
[illegible] عبد الکریم [illegible]
[illegible] قاضی سراج الدین
[illegible] خانصاحب [illegible]

[illegible] منشی غلام محی الدین
[illegible] مولوی شیخ محمد [illegible]
[illegible] منشی نظام الدین
[illegible] بابو مظفر احمد
[illegible] منشی حسن علی
[illegible] میاں علم الدین
[illegible] بابو محمد افضل
[illegible] شیخ [illegible] کریم
[illegible] [illegible]
[illegible] ڈاکٹر محمود [illegible]
[illegible] بابو سراج الدین
[illegible] حکیم [illegible] احمد
[illegible] محمد افضل
[illegible] بابو عبد الرحیم
[illegible] شیخ [illegible] الدین
[illegible] محمد حسین
[illegible] حکیم محمد الدین
[illegible] محمد یوسف
[illegible] مولوی محمد [illegible]
[illegible] مرزا [illegible] بیگ
[illegible] عبد الرشید

[illegible] منشی [illegible]

ماہ اپریل سنہ [illegible]

[illegible] منشی [illegible] علی

ماہ اپریل سنہ [illegible]

[illegible] میر محمد سعید
[illegible] شیخ محمد یوسف
[illegible] ڈاکٹر حکیم [illegible]
[illegible] حافظ غلام [illegible]
[illegible] سید [illegible]
[illegible] حکیم محمد اکرم
[illegible] منشی محمد [illegible] خان
[illegible] [illegible]
[illegible] بابو [illegible] الدین
[illegible] ملک [illegible]
[illegible] چوہدری [illegible]
[illegible] میاں [illegible]
[illegible] مولوی [illegible]
[illegible] چوہدری [illegible]
[illegible] میاں [illegible]
[illegible] [illegible]
[illegible] میاں [illegible]

[illegible] - جناب شیخ فتح الدین صاحب

[illegible] - شیخ ... الدین صاحب

[illegible] - منشی محمد علی

[illegible] - منشی احمد الدین

[illegible] - منشی غلام محمد

[illegible] - میاں رحمت اللہ

[illegible] - سید ... حسین

[illegible] - چوہدری علی گوہر

[illegible] - چوہدری حکم دین

[illegible] - بابو عزیز الدین

۱۰ مارچ [illegible]

[illegible] - بابو محمد اسماعیل

[illegible] - منشی محبوب عالم

[illegible] - شاہ دین

[illegible] - عزیز الدین

[illegible] - منشی رحمت اللہ

[illegible] - منشی غلام محمد

[illegible] - منشی احمد علی

[illegible] - میاں سلیمان

[illegible] - چوہدری [illegible] خان

[illegible] - محمد بخش

[illegible] - مولوی محمد یحییٰ

[illegible] - منشی غلام نبی

[illegible] - میاں بشیر محمد

[illegible] - چوہدری نواب علی

[illegible] - چوہدری غلام محمد

[illegible] - مفتی نور محمد

[illegible] - مولوی [illegible]

[illegible] - غلام رسول

[illegible] - خان محمد شریف

[illegible] - عبد الرحمٰن

[illegible] - حکیم عبد الحی

[illegible] - شیخ حسین

[illegible] - حکیم محمد حبیب

[illegible] - قمر الدین

[illegible] - احمد دین

[illegible] - گلبرگ محمد غوث

[illegible] - رحمت اللہ

[illegible] - شیخ غلام نبی

[illegible] - میراں دین

[illegible] - میاں [illegible]

[illegible] - مستری محمد شاہ

[illegible] - چوہدری [illegible]

۱۱ مارچ [illegible]

[illegible] - محمد یوسف و محمد [illegible]

[illegible] - شیخ کرم الٰہی

[illegible] - عمر الدین

[illegible] - یعقوب خان

[illegible] - بابو فخر الدین

[illegible] - چوہدری کرم علی

[illegible] - بابو محمد رشید

[illegible] - [illegible]

[illegible] - چوہدری [illegible] خان

[illegible] - میاں غلام حسین

[illegible] - میاں [illegible] دین

[illegible] - بابو جمال الدین

[illegible] - منشی [illegible]

[illegible] - منشی غلام حیدر

[illegible] - بابو عبد الرحمٰن

[illegible] - میاں [illegible]

[illegible] - [illegible] دین

۱۲ مارچ [illegible]

[illegible] - [illegible]

[illegible] - ملک حسن [illegible]

اسکے پڑھنے سے آپکا قیمتی وقت جو ضائع ہوگا اسکے عوض کئی بہت سے فائدے ملینگے

دو

گرمی کے زمانہ میں یہ دو دوائیں آپکے دکھ درد کے بچاؤ کو ہیں

وقت پر آپکی خدمت پورے طور پر بجا لائینگی

عرق پودینہ

ہری و تازی پودینہ کی ہری پتیوں سے یہ عرق بنتا ہے رنگ بھی پتیوں کے جیسا ہے اور خوشبو بھی تازی پتیوں کی سی ہے یہ عرق پیٹ کے ضعیف کو ایک آن میں دور کرتی ہے

پیٹ کی درد مٹاتی ہے

روتے کو ہنساتی ہے

مندرجہ ذیل امراض کیلئے نہایت ہی مفید اور اکسیر ہے قے، متلی ہوجانا، کھٹی ڈکار آنا، درد شکم، بدہضمی، دستوں کا کم ہونا، ہاضمہ کی علامت وغیرہ کو فوراً دور کرتی ہے

قیمت فی شیشی ۱۲ آنہ (محصول ڈاک علاوہ)

دو سے زیادہ حالت درست ہو قیمت منگا کر دیکھو

سر درد و ریاح درد کی دوا

بات ہے کہ درد سر درد سر پھٹا جاتا ہے اگر ہو جاتا ہے ایسی دوا ملتی کہ استعمال کرتے ہی فوراً آرام ہوتا۔ ڈاکٹر برمن کے درد کی دوا ایسے ہی اتفاق وقت کیلئے بنی ہے

درد لحظہ میں پیدا ہوجاتا ہے

لحظہ میں پانی کر دیتا ہے

صرف یہی نہیں بلکہ بدن میں جہاں کہیں درد ہو جیسے درد پسلی، چمک، ہنک وغیرہ کیسی ہی سے چاہے جس قدر تکلیف ہو جلد دور ہو جاتی ہے قیمت دو ٹیوب کی شیشی چھ آنہ

محصول ڈاک ایک سے ۳ شیشی تک

فی شیشی ...

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵ و ۶ تاراچند دت اسٹریٹ کلکتہ

جنو

بری حالت ہے روگ کا گھر کھانسی

بچے ضعیف ہو یا کہ بڑے کھانسی باعث ہلاکت ہے شروع ہی میں اگر کھانسی کی خبر نہیں لیجاوے۔ تو یہ اچھے جوان ہی کو ایک دم ضعیف الجثہ بنا دیتی ہے بعدہ اسی سے دمہ اور سل وغیرہ کا مہلک عارضہ ہو جاتا ہے اسلئے کھانسی ہوتے ہی اس کی تدبیر کرنی چاہیئے اور تدبیر بھی نہایت ہی سہل ہے۔ ڈاکٹر ایس کے برمن کی

کف و کھانسی کی دوا

ایک شیشی ہمیشہ گھر میں رکھئے۔ اس میں یہ فوائد ہیں (۱) سردی کو ہضم کرنا (۲) کھانسی کو دبانا (۳) کف کو پتلا کرنا (۴) کف کا کاٹنا (۵) سستی کو روکنا

سردی کھانسی کی مشہور نہایت ہی اکسیر دوا ہے قیمت فی شیشی ۱۰ محصولڈاک چھوٹی شیشی ۸ محصولڈاک ۸

اس دوا پر مہاراجہ صاحب کی سفارش۔ مہاراجہ دل گنجن سنگھ دیو بہادر فیوڈ ٹری چیف پٹنہ اسٹیٹ پرگنہ ضلع ... کہتے ہیں جناب من! آپکی روانہ کردہ کھانسی کی دوا کے لئے مشکور ہوں اس دوا سے ہماری کھانسی بالکل رفع ہو گئی ... سات خوراک سے زیادہ پینے کی ضرورت نہ ہوئی کھانسی مجھے بہت دنوں سے تکلیف دے رہی تھی۔ اسوجہ سے دوبارہ آپکا شکریہ ادا کرتا ہوں نوٹ ہر ایک دوا ... سے ملتی ہے

ڈاکٹر ایس کے برمن لمیٹڈ ۵۔۹ تارا چند دت اسٹریٹ کلکتہ

یہ رسالہ ہر انگریزی مہینے کی ۲۰ تاریخ قادیان ضلع گورداسپور سے شائع ہوتا ہے

۱۹۱۳

بابت ماہ جولائی ۶

تشحیذ الاذہان

فہرست مضامین

قیمت سالانہ

باہتمام ... اسلامیہ ... پریس ... قادیان ... شائع کیا

الوقت میگوئید زمین

"اس مضمون میں ہم نے انبیاء کی بشارات سے ثابت کیا ہے کہ سب اس بات پر متفق ہیں کہ
مہدی کے ظہور کا یہی وقت ہے اور ہم ان مشکلات میں ہیں۔ اس سے رسالہ مرشد از
غیب برہان آید [illegible] بلکہ پرچہ سے مضمون لکھ چکنے کے بعد البیر [illegible] پہنچا۔ اسکا
یہ اقتباس بھی قابل دید ہے:"

غرض فساد زور پر ہوگا تمام اقوام انسان سے ہے اور ابتدائے فساد جنگ ٹرکی سے ہوگی اور انتہا اس کی
خروج سفیانی پر ہوگی۔ اور روایات مذکورہ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ترکوں کو غالباً قسطنطنیہ
چھوڑنا پڑیگا۔ اور ایشیائے کوچک میں پہنچ کر وہاں سے قیروہ کی طرف خروج کرینگے یہ فسادات
و خونریزی اور اہل زمانہ کی موجودہ حالت اور مسلمانوں پر سختی و تباہی کے سوائے
برٹش گورنمنٹ کی رعایا کے باقی مسلمان جہاں کہیں تکلیف کی حالت میں ہیں
اگر ہندوستان برٹش گورنمنٹ کے زیر سایہ نہ ہو تو ہم پر بھی کیا کیا مصیبتیں نازل
ہو چکی ہوتیں شہادت دے رہی ہے کہ وہ شخص جلد آنیوالا ہے جس کے آنے
کے سب منتظر ہیں۔ اور طبیعت زمانہ مقتضی ہے کہ قدرت جلد اپنا کرشمہ دکھائے
اور فراعنہ زمانہ کی گردن توڑنے کے لئے موسیٰ دوراں و مہدی آخر الزمان کو ظاہر
فرمائے اور تمام مواد فاسدہ کا قلع قمع کر کے دنیا کو عدل و داد سے بھر دے اور
تمام عالم پر قانون الٰہی جاری ہو"

علامات ظہور امام آخر الزمان بھی [illegible] شمار کی گئی ہیں۔ جن میں سے سوائے بعض کے باقی
سب کی سب وقوع میں آ چکی ہیں۔

کلام محمود۔ حضرت صاحبزادہ صاحب کا عارفانہ کلام نہایت خوشخط چھپنے کو تیار
پر قیمت ۸ مہر

ترانۂ اکمل نظم اکمل حصہ دوم ۴/

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ

رسالہ

تشحیذ الاذہان

بابت ماہ جون سنہ ۱۹۱۳ء

"الوقت میگوئیدزمین"

واشہدوا علی انفسہم

خدا کا مامور آیا اور اس نے چند حقیقتوں کا اظہار فرمایا

۱۔ قرب قیامت کے نشانات ظاہر ہو چکے اگلے نبیوں نے جس محشر خیز وقت کی خبر دی تھی وہ یہی ہے۔

۲۔ مسلمان اب مسلمان نہیں ہیں اور ان کا حال عملی و دینی اعتبار سے یہودیوں سے بدتر ہے

۳۔ ان تمام مشکلات سے نکلنے اور ان مصائب سے نجات پانے کا ایک ہی طریق ہو وہ یہ کہ کتاب و سنت کا اتباع اختیار کیا جائے اور دین کو دنیا پر مقدم کریں اور تمام مدعیان اسلام ایک امام کے روحانی جھنڈے کے نیچے جمع ہوں کیونکہ سارے فسادوں کی اصلاح مہدی موعود علیہ السلام کے ہاتھ پر مقدر ہے۔

۴۔ یہ صدی اس امر کیلئے مقرر ہے کہ صاحب الامر ظہور فرمائے
۵۔ وہ وعدہ اللہ مہدی میں (مرزا غلام احمد قادیانی صلوٰۃ اللہ علیہ وسلامہ) جن
اسوقت بادۂ غفلت کے سرشاروں نے خدا کی طرف پکارنے والوں کی آواز کو نہیں
سنا اور ان حقیقتوں کو نہ مانا۔ مگر الحمد للہ کہ ابھی چند سال نہیں گزرے جو عقیدہ سو
عقیدہ مخالف اس بات کو مان گئے کہ جو کچھ حضور مظفر نے فرمایا حق ہے
امر اول کی نسبت غیر احمدی کی شہادت آگرہ اخبار ۲۰ مئی ۱۹۱۲ء سے نقل کی
جاتی ہے:

قیامت قریب ہے

حضور سرور عالم نے خود ارشاد فرمایا تھا کہ قیامت کو قریب بکو یعنی مجھ میں اور قیامت میں دو انگلیوں کا فاصلہ ہے اس اشارے کی علماء نے مختلف طریق سے شرح کی ہو میرے خیال میں حضور کا یہ اشارہ سلسلہ ھ کے متعلق تھا اعداد تاریخی کے لحاظ سے بحساب ابجد کل سورۂ لیں تو سنہ پیدا ہوتے ہیں۔ دو انگلیاں اکی شکل میں اسکے ۱۳۰ عدد ہوئے اور پھر اسکو معکوس کیجئے تو ال کے ۳۱ عدد ہوئے اسکو صفر سے عدد کرکے الگ الگ لکھئے تو ۱۳۰۱ھ نکلتے ہیں۔ اور یہی اشارہ قریب ہے کیونکر تمام آثار قیامت کے اسوقت پائے جاتے ہیں جو احادیث نبوی سے ثابت ہیں ایک علامت یہ ہو کہ فحش زیادہ ہوگا۔ آجکل اسکی کثرت ہے ہر جگہ مسلمان فحش میں مبتلا ہیں قریب کے عزیز دشمن بنجائینگے اسکے کہنے کی ضرورت نہیں جتنا عزیز قریب ہی اسی قدر دشمن قوی ہے ۲۔ امانت داری خیانت کیجائیگی آجکل کوئی مسلمان امین نظر نہیں آتا سینکڑوں مقدمے خیانت کے عدالت میں دائر ہوتے ہیں ۳۔ پانی زیادہ برسیگا پیداوار کم ہوگی یہ ظاہر ہے کہ پانی برستا ہے لیکن گرانی ترقی پر ہے ۴۔ احکام زیادہ ہونگے امن کم ہوگا ۵۔ اولاد نافرمان ہوگی ۶۔ لڑکیاں

پانی برسیگا ۷۔ آباد مقام ویران ہونگے۔ ویران مقام آباد ہونگے ۸۔ علم
نماز عیب کرنے والے عیب چین ہونگے ۹۔ شریر لوگ زیادہ ہونگے ۱۰۔ لوگ
جھوٹی گواہیاں دینگے ۱۱۔ شراب کو شربت کے بہانے سے حلال
سمجھینگے ۱۲۔ سود کو تجارت میں داخل کرلینگے ۱۳۔ رشوت کو تحفہ سمجھکر قبول
کرینگے ۱۴۔ زکوٰۃ دینے میں حیلہ کرینگے ۱۵۔ دولتمند کو بزرگ سمجھینگے ۱۶
کم عمر حاکم مقرر کئے جائینگے ۱۷۔ لوگ بڑوں کی عزت نہ کرینگے ۱۸۔ چھوٹوں پر
رحم نہ کرینگے ۱۹۔ عام راستوں میں زنا کیا جائیگا ۲۰۔ ننگے پاؤں ننگے
بدن والے مفلس چرواہے بڑے بڑے مکان بنائینگے ۲۱۔ نااہل رذیل
بےہودہ کمینے بداصل نیچ ذات حاکم مقرر ہونگے۔ چھوٹی ذات کے لوگ عالم ہونگے
۲۲۔ دیندار لوگ مرنیکی آرزو کرینگے ۲۳۔ کاہن آخر قتل کئے جائیں گے
۲۴۔ نیچ ذاتوں کا غلبہ ہوگا۔ ۲۵۔ اشراف جاہل سمجھے جائینگے ۲۶۔ کمینے
فتوے دینگے ۲۷۔ علماء حرام کو حلال اور حلال کو حرام کہینگے ۲۸۔ مزدوری
لیکر قرآن مجید پڑھینگے ۲۹۔ لوگ بجائے سلام کے گالیاں دینگے ۳۰
شرفا نیچ ذات کی عورتوں سے دولت کی لالچ میں شادی کرینگے ۳۱۔ قرابت
کے حقوق قطع ہوجائینگے ۳۲۔ ریاکی عبادات کا رواج ہو جائیگا ۳۳۔
سائل کو خیرات نہ ملیگی۔ ۳۴۔ نجوم کا اعتقاد کرینگے ۳۵۔ قرآن سے منحرف
ہونگے ۳۶۔ عورتوں کی گھروں میں حکومت ہوگی ۳۷۔ کپڑے عمدہ و درہم ہونگے
۳۸۔ مسجد سے آمد و رفت کا راستہ بنالینگے ۳۹۔ لوگ مسجد میں نماز نہ
پڑھینگے بلکہ دنیا کی باتیں کرینگے ۴۰۔ میراث تقسیم نہ کرینگے ۴۱
برکت تجارت کی کم ہوجائیگی ۴۲۔ ہمسایہ بدی کریگا ۴۳۔ عورتیں باریک
کپڑے پہنینگی جنکی نماز نہ ہوسکیگی۔ میت کی خواہش پر عمل کرینگی ۴۴۔ علماء

لوگ تجارت کی غرض سے حج کرینگے ۴۵- قرآن کے احکام اٹھا بیٹھینگے ۴۶
حاکم فاسق مقرر ہونگے بدکو ماں کے مصاحب بنینگے ۴۷- [illegible]
دکھاوی کرینگے ۴۸ مسجدیں مطلا بنیں گی ۴۹- رشوت خوری کا بازار گرم ہوگا
۵۰- مرد سونیکا زیور پہنینگے ۵۱ قصاص خون کا نہ ہوگا ۵۲- قرآن شریف
راگ سے پڑھا جاویگا ۵۳- عورتیں گھوڑوں پر سوار ہونگی ۵۴- دین پلیت
ہوگا- دنیا بلند ہوگی ۵۵- سنت وفرائض کی پابندی نہ رہے گی ۵۶
لوگ ناشکری کرینگے ۵۷- اللہ کی مرگ مفاجات کا زور ہوگا ۵۸- لوگ نماز
نہ پڑھیں گے اور چوری کرینگے ۵۹- مسجدوں میں تصویریں لٹکائینگے ۶۰
شریک ہوگی عورت مرد کے ساتھ تجارت میں ۶۱ برا کہیں گے متقدمین
کو ستاویں- عزت کرینگے آدمیوں کی خوف سے ۶۲ جہلا منبروں پر چڑھکر
وعظ کہیں گے اور علم حاصل کرینگے ۶۳ تحصیل دنیا کی غرض سے بیگناہ
قتل ہونگے اور کمینے حکومت کرینگے ۶۴- ناچ گانیکا رواج زیادہ ہوگا
۶۵- آندھیاں زور چلینگی ۶۶ بجلیاں گرینگی- ۶۷ زمین دھنس جائیگی
۶۸- زلزلے آئینگے ۶۹ صورتیں بدل جائینگی ۷۰ آسمان سے پتھر برسینگے

اسوقت ایمان کا سنبھالنا بہت مشکل ہے

اب غور کرنا چاہیئے کہ علامات قیامت سے کونسی علامت ہے جو ظاہر نہیں ہوئی
مرگ مفاجات کا اسقدر زور ہے کہ عیاذاً باللہ طاعون تمام دنیا میں پھیلا ہے سود کو
لوگوں نے جائز کرلیا ہو وہ اسکے جواز پر فتوے حاصل کرتے

دوم- ایک عیسائی کی شہادت ہو ایک رسالہ نشانات قیامت سے نقل کیجاتی ہے- یہ
رسالہ لکھنؤ سے شایع ہوا ہے اور اسکے ٹائٹل پر موجودہ زمانہ کی ریل گاڑی کی تصویر
بنی ہوئی ہے جو قیامت کا سب سے بڑا نشان ہے اور اسکے اندر ایک مضمون ہے جسکا

اقتباس ذیل میں نمبروار درج کیا جاتا ہے

نمبر اول قرب قیامت۔ ہماری آنکھوں کے روبرو ایام مصیبت کا ہولناک منظر پیش ہے اور بیشک علامات قرب قیامت کا دنیا میں جا بجا نظر آنا ہی اس امر کی صاف شہادت اور بیّن ثبوت ہے۔ کہ اب خداوند کریم کا یوم عدالت یا دوسرے لفظوں میں یوں کہیں کہ روز قیامت بالکل قریب آپہنچا ہے جب ہم روزانہ اخبارات کو اٹھا کر دیکھتے ہیں تو ہماری آنکھیں ہم کو یہی دکھاتی ہیں کہ آجکل کے اخبارات وحشت انگیز جنگ وجدل اور وحشت خیز واقعات قتل سے پُر ہوتے ہیں۔ جو فی الحال جو بڑی جنگ عالم میں واقع ہو رہے ہیں اور روز بروز بجائے کمی کے ترقی ہی ترقی ہوتی جاتی ہے اور یہ عالمگیر آگ بجھتی نظر نہیں آتی۔ دلیرانہ قزاقی کے واقعات متواتر وقوع میں آرہے ہیں۔ اسٹرائک (یعنی ایکا کر کے کام چھوڑ دینا اور تنخواہ کی ترقی کے لیے جھگڑا کرنا) تو بالکل عام ہو رہا ہے۔ چوری اور قتل کی کثرت ہے جن لوگوں کے سر پر شیطان سوار ہے۔ وہ عورت مرد اور ننھے ننھے بچوں کی جانیں بیتامل مردانگی تصور کر رہے ہیں اور یہ مظلوم ان ظالموں کے ہاتھوں سے شکار ہو کر ذبح ہو جاتے ہیں۔ اور ہمیشہ کے لئے خاموشی کی میٹھی نیند سو جاتے ہیں۔ یہ تمام واقعات اس بات کا بیّن ثبوت ہیں کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی آمد اب بالکل قریب ہے۔

نمبر دوم۔ شیطان اپنی قوت جگہ جگہ پر بڑے عمل طرح سے عمل میں لا رہا ہے کیونکہ تو حادثے اور مصائب خشکی و تری پر کہیں بڑی بڑی آتشزدگیاں کہیں آندھی اور ہولناک ژالہ باری کے طوفان تند و تیز ہوئے ہیں۔ سیلاب طوفان عظیم بپا رہا یا تلاطم اور کہیں زلزلوں کی صورت میں وہ اپنی قوت آزمائی

میں مصروف ہو پہلے تو وہ کھیت کی فصل کو صاف کر رہے ہیں پھر قصہ اور اسکے ساتھ ساتھ پریشانی موجود ہوتی ہے جب ہوا کو مہک لگ جائے اسکو وہ کر دیتا ہے تو ہزار بیماریاں ہیں! سے فنا ہو جاتی ہیں شیطان کا قہر ستم آفت دو صورت میں ترقی کرتا جائیگا یہاں تک کہ انسان اور حیوان دونوں ہی کی ہلاکت ہوگی زمین ماتم کرتی ہے۔ اور پژمردہ ہوتی جاتی ہے۔ ۔ ۔ ۔ دنیا کے مغرور انسان مرجھا جائینگے زمین بھی اپنے بسنے والوں کے سبب سے ناپاک ہو گئی ہے کیونکہ انھوں نے شریعت کی عدول حکمی کی۔ قوانین کو بدل ڈالا اور ابدی عہد کو توڑ ڈالا ہے یسعیاہ باب ۲۴ آیت ۴ و ۵

نمبر سوم لیکن تو اے دانی ایل ان باتوں کو بند کر رکھ اور کتاب پر آخرت کے وقت مہر کر رکھ بہتیرے اس پر سراسر ملاحظہ کرینگے اور دانش زیادہ ہوگی" دانی ایل باب ۱۲ آیت ۴ اس آیت کے پڑھنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آخری زمانہ میں دانش کی ترقی ہوگی * * * * * * * * * * * علم دو طرح کے ہیں ایک علم روحانی دوسرا علم جسمانی یعنی علم دینی اور دنیوی ہمیں تحقیق کرنا چاہیئے کہ ان میں کیا کیا ترقیاں پیدا ہوئیں اور ہو رہی ہیں

روحانی علم کی ترقی۔ قریب قریب پانچ سو زبانوں میں کلام اللہ بائبل کا ترجمہ ہو کر شائع ہو رہا ہے جس کو کروڑ ہا بندگان خدا مستفیض و مستفید ہوتے ہیں ۱۸۳۵ء میں سب سے پہلا مسیحی اخبار چھاپا گیا تھا۔ اور اب ہزار ہا اخبار ویسے چھاپے جاتے ہیں

دنیوی علم کی ترقی صرف چند ایک مسیحی چیزوں کے جو گذشتہ صدی میں رائج ہوئیں مندرجہ ذیل ہیں ۱۔ پہلا اخبار ۲۔ جہازیکا گیس ۳۔ اسپات کا قلم ۴۔ اگنبوٹ ۵۔ دخانی چھاپہ خانہ ۶۔ [illegible] ۷۔ ریل گاڑی ۸۔ سلائی

۹- تار برقی ۱۰- فونوگرافی ۱۱- لالٹین ۱۲- بائیسکل ۱۳- ٹیلیفون ۱۴-
فوٹوگراف ۱۵- ریل گاڑی ۱۶- ٹرام گاڑی- یہ تمام نئی نئی ایجادیں جنکا ہمارے
بزرگوں کے زمانے میں وجود تک نہ تھا اب ہمارے استعمال میں ہیں پہلے
کیوں نہ ایجاد ہوئیں اور اب کیوں ہوگئیں اور کیوں روز بروز ان میں ترقی
ہوتی جاتی ہے اسکا معقول جواب صرف یہ ہے کہ یہ آخری زمانہ ہے اور
خداوند تعالیٰ کا فرمان جو حضرت دانی ایل علیہ السلام کی معرفت عطا ہوا تھا
اب پورا ہو رہا ہے

نمبر چہارم۔ آخری دنوں کی نشانیاں۔ سورج اور چاند اور ستاروں میں
نشان ظاہر ہونگے اور زمین پر قوموں کو تکلیف ہوگی کیونکہ وہ سمندر اور اسکی لہروں کے
شور سے گھبرا جائینگی اور ڈر کے مارے اور زمین پر آنیوالی بلاؤں کی راہ دیکھتے
دیکھتے لوگوں کی جان میں جان نہ رہیگی۔ اور اسوقت لوگ ابن آدم کو قدرت اور بڑے
جلال کیساتھ بادل میں آتے دیکھینگے لوقا باب ۲۱ آیت ۲۵ تا ۲۷

جا بجا زلزلہ۔ بسنہ ۱۰۰ قبل مسیح سے سنہ ۱۸۹۶ تک ۱۹۹۶ برس ہوتے ہیں
اس عرصہ میں ہر ۱۲ برس کے بعد تواریخ میں ایک زلزلہ کو بیان پایا جاتا
ہے یعنی اتنے برسوں میں کل زلزلے [illegible] سنہ ۱۸۰۰ سے سنہ ۱۸۵۰ تک [illegible] بھونچال آئے
یعنی [illegible] برس میں ہر آٹھ برس کے بعد ایک زلزلہ آیا سنہ ۱۸۵۰ سے سنہ ۱۸۶۵
تک پندرہ برس ہوتے ہیں۔ اس پندرہ برس کے عرصہ میں [illegible] بھونچال آئے یعنی
ہر سال [illegible] سنہ ۱۸۶۵ سے سنہ ۱۸۹۶ تک تیس سال ہوتے جس میں پندرہ
زلزلے آئے یعنی ہر سال پانچ بھونچال لیکن سنہ ۱۸۹۶ میں تمام دنیا میں [illegible] سے
زیادہ زلزلے آئے جو سرکاری فہرست میں درج کئے گئے سنہ ۱۸۹۶ میں ایک لاکھ آدمی
بھونچال [illegible] کے زلزلہ میں [illegible] آدمی مرے سنہ [illegible] میں [illegible]

کے بھونچال سے دو لاکھ آدمی ہلاک ہوئے

سمندر اور لہروں کا شور ۔ ۱۸۷۶ء میں آدھی رات کے وقت میگنا کے باشندے پانی پانی ہوکر رہ گئے اور سمندر کی زبردست لہروں نے انکو ان تینوں جزیروں کو سمندر کے پانی سے بھر دیا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ ۴۰۳۰۰۰ باشندوں میں سے ۲۱۵۰۰۰ آدمی ڈوب گئے صرف وہی لوگ بچے جو اونچے اونچے درختوں پر چڑھ گئے تھے

(۲) ۱۸۸۷ء میں چین والے ہوانگ ہو میں ایک لہروں کا سیلاب آیا جس سے ۹۰۰۰۰۰ جانیں تلف ہوئیں اور بیس کروڑ روپیہ کا مال اسباب برباد ہوا۔ ابھی چند سال ہوئے امریکہ کا ایک بہت بڑا شہر جسکا نام گالوسٹن تھا۔ ایک دہشتناک بحری سیلاب سے غارت ہوگیا چونکہ اسکو بہت زمانہ نہیں گزرا ہے اسلئے یہ واقعہ بہتوں کو یاد ہوگا۔ اس سیلاب عظیم سے ہزارہا انسان ہلاک ہوئے اور کروڑہا روپیہ کا نقصان ہوا۔ ایسی آفتوں پر غور و خوض کرکے کون کہہ سکتا ہے کہ مسیح کی یہ باقی پیشگوئیاں ابھی پوری نہیں ہوئی ہیں

جگہ جگہ کال اور مری ۔ تواریخ اٹھا کر دیکھیں تو معلوم ہوگا کہ ۱۷۶۹ء سے اب تک ۲۰۰ کال پڑ چکے ہیں جس میں سے ۴۰ یا کچھ زیادہ ہندوستان میں پڑے ۱۸۹۶ء اور ۱۹۰۰ء کے قحط میں ہزارہا انسان اس ملک میں بھوک سے مر گئے اور قریب قریب ہر سال کہیں نہ کہیں ہندوستان میں قحط موجود رہتا ہے لیکن آخری دنوں میں ساری قوموں میں بڑی جنگ ہوگی اور دائم جگہ میں جو سخت کال پڑیگا اسکے مقابلہ میں یہ کچھ بھی نہیں

(۳) جابجا ہر طرف ہیضہ چیچک بخار اور طاعون موجود ہیں جن سے ہر سال لاکھوں جانیں تلف ہوتی ہیں اور یہ ایک خاص نشان ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مسیح کی آمد اب بالکل ہی نزدیک ہے۔

امر دوم کے لئے میں مسلمانوں کے معتبر و مستند پرچے وکیل ۱۰ جون سنہ سے ایک اقتباس دیجاتا ہو

اسلام کے اصل جوہر کو ہم موجودہ مسلمانوں کی عام حالت میں تلاش کرنا چاہیں تو یک نکتہ رس دماغ فوراً پکار اٹھیگا کہ یا تو اسلام میں کوئی خوبی موجود نہیں ہے یا یہ مسلمان کہلانیوالے لوگ اسلام کے پیرو نہیں ہیں اور ایک زمانہ بلند آہنگی کیساتھ اسکی تائید کریگا حقیقت یہ ہے کہ مقتدایان ملت بیضا نہ صرف سیاسی حیثیت سے بلکہ اخلاقی تمدنی اور معاشرتی لحاظ سے بھی روز بروز ذلیل ثابت ہوتے جاتے ہیں لیکن یہ اس بات کی دلیل نہیں ہے کہ اسلام ان خوبیوں کا منبع ہے جن کا اسکو سرچشمہ قرار دیا جاتا ہو بلکہ اسکی اصل وجہ یہ ہے کہ مسلمانوں نے تعلیمات قرآنی اور ارشادات نبوی پس پشت ڈالدیا ہے اور وہ صرف بنام ہی مسلمان رہ گئے ہیں

دوسری شہادت ضیاء الاسلام مراد آباد کی ہو

قرآن شریف کی بشارت تو ہمارے واسطے یہ ہے فان حزب اللہ ھم الغالبون مگر آج ٹرکی کو نقصان و ہزیمت پہنچ رہی ہو تو کیوں قرآن شریف کی یہ دستور شادی ہو انتم الاعلون ان کنتم مومنین اگر تم ہی غالب رہو گے اگر ایماندار مسلمان ہو گے ترکوں میں ایمان نہیں رہا انہیں خود خبر نہیں رہا وہ جانتے ہیں کہ اسلام کیا چیز ہے انکو خبر ہی نہیں کہ ہمارے فرائض کیا ہیں انکو اتباع شریعت سے کچھ واسطہ ہی نہیں

امر سوم کے لئے میں سینڈرڈ ۲۰ جمادی الثانی ۱۳۳۱ھ سے مولانا محمد سعید آفندی استنبولی کی شہادت نقل کرونگا جنہوں نے بتحریک ایڈیٹر سینڈرڈ ایک مضمون اسباب تنزل اور اسکے علاج پر لکھا ہو وہ فرماتے ہیں کہ عرب مختلف قبائل تھے اور ان میں مختلف

بڑھا ہوا تھا۔ اور انتہائی درجہ کی جہالت تھی لیکن جب سید کائنات فخر موجودات مبعوث ہوئے تو عداوت محبت سے بدویت مدنیت سے فقر وسعت معیشت سے بدل گئے اور یہی قوم جو سخت تنزل کی حالت میں تھی۔ روم وایران ایسی عظیم السطوت سلطنتوں پر قابض ہوگئی اور ان کی فتوحات کا دائرہ ایشیا وسطی اور یورپ جنوبی تک پہنچ گیا۔ پھر انہوں نے تجارت صنعت زراعت کتابت۔ طبابت غرض ہر علم وفن میں ترقی کی۔ اسی طرح مسلمان اب بھی ترقی کرینگے تو اسی راہ سے کہ شریعت مطہرہ کو اپنا دستور العمل بنالیں۔ اصل الفاظ الحکم یہ ہیں

تعالیٰ ملت اسلام و تفاخر است غیر از انضمام علی ساز اقوام کہ متصور نشد
و اطاعت علیم علام و اتباع سنن سنیہ واجب الاحترام میسر خواہد شد و چوں
کہ شریعت مطہرہ را حکمران اقلیم ظاہر و طریقت منورہ را نگہبان مدینہ خاطر گردانیدہ
لبیک گویان خود را بکعبہ مقصود رسانیدند و ابسطا کہ قاطرہ بیت عوام سعادت
عقلی تا رسیدند و از آیات بینات تعاون و اتفاق احکام ازل رسیدند

یہ امر قابل غور ہے کہ اتفاق اور اتباع شریعت ہرگز ہرگز حاصل نہیں ہو سکتا جب تک امام صادق کی بیعت نہ کیجائے کیونکہ یہ امور پہلے بھی ایک نبی کے ہاتھ پر بیعت کرنے ہی سے پیدا ہوئے اسباب بھی ہیں اور صرف یہی طریق ہے۔ انجمنوں والے انجمنیں بنا بنا کر اور وعظ کہنے والے وعظ کر کر کے تک گئے ہیں اور رسالے لکھ لکھ کر تھک گئے ہیں۔ سوچنے والے تجویزیں نکال نکال کر تھک گئے ہیں مگر نہ اتحاد بین المسلمین پیدا ہوا اور نہ مسلمانوں کی حالت بہتر ہوئی صرف احمدی جماعت کا ایک نمونہ موجود ہے جس میں مختلف فرقوں کے لوگ متحدانہ زندگی بسر کرتے ہیں اور ان میں وہ عیوب بہ حیثیت مجموعی ہرگز نہیں جو مسلمانوں میں آجکل پائے جاتے ہیں اور جو تنزل کے اسباب ہیں

دوسری شہادت رسالہ اصلاح کی ہے جو ان تمام فسادوں کی اصلاح صاحب ہمارے کے

کے ہاتھ پر ہوتا ہو یہ وہ خط ہو اصلاح نہیں ہے

مسلمانو بہت کچھ کھو چکے اب سے بھی سنبھلو حکم خدا اور رسول کی پیروی کرو
تو تم اب بھی حالت پلٹ سکتے ہیں کیونکہ ہمکو علم الیقین معلوم ہے رسول اللہ خبر دے
گئے ہیں (ان سب فسادوں کی اصلاح ظہور **حضرت صاحب الامر
مہدی موعود علیہ السلام** سے ہوگی جو نسل جناب سیدہ سے ہونگے
جن کو تم سمجھ سکتے ہیں تمہاری اصلاح و فلاح اسی پر موقوف ہو

امر چہارم۔ کہ یہ صدی بلکہ اس صدی کا ربع اول ظہور مہدی کے لئے مقرر ہے اس کا
ثبوت ذیل تو آگرہ اخبار کے مضمون کی پہلی سطروں میں ہے دوم خواجہ حسن نظامی کے رسالہ
فیضان سنوسی میں

(۱) شاہ نعمت اللہ ولی کے قصیدے سے اسی صدی میں اسکا ظہور بتایا گیا ہے یہ قصیدہ
سراج الاخبار جہلم میں بھی چھپا تھا لکھتے ہیں

اس شعر سے معلوم ہوتا ہے کہ جب اوس کے شاہ کے ساتھ شیخ سنوسی اور
روس و اٹلی کی پانچ برس تک جنگ ہو چکے اسوقت مہدی کا ظہور ہوگا اس
حساب کو سمجھنا چاہیئے کہ اٹلی سے تو ابھی جنگ درپیش ہے اور جو ہی ہے روس کا
باقی ہیں ان سے بھی قریب ہی ہونیکا امکان ہے پانچ برس وضع کر کے ۱۳۳۲ھ
میں ظہور مہدی ہونا چاہیئے اور اگر روس سے ابھی دو سال بعد جنگ ہوئی تو
۱۳۳۴ھ میں ظہور ہوگا جس پر تمام پیشگوئیوں کا اتفاق ہے (۲)

صفحہ ۱۰ پر لکھتے ہیں

پیشگوئی ظہور حضرت امام مہدی علیہ السلام کی نسبت بحث اور گفتگو باقی رہ
گئی اس میں گو خصوصیت کلام ہو اور تعیین وقت پر اعتراض کیا جاتا ہے مگر
مجھکو اس پیشگوئی پر اعتقاد بھروسہ اور یقین تھا اور ہے کہ ۱۳۳۰ھ کے بعد

میں حضرت امام کے ظاہر ہو جانے کے متعلق بڑے کھلم کھلا اعلان کر دیا تھا بلکہ
اس حج میں شریک ہونے کے لئے مکہ معظمہ جانیکو تیار تھا۔ مگر کچھ ایسے اسباب
پیش آگئے کہ جانا نہ ہو سکا اور حج کا موقعہ گزر گیا۔ ممکن ہے کہ اعتراض کرنیوالے
حضرات اب یہ کہیں کہ اگر ۱۳۱۰ھ میں حضرت امام مہدی کا ظہور یقینی تھا۔
تو وہ کیوں نہیں ہوا۔ اسکا جواب یہ ہے کہ اس قسم کے غیبی معاملات میں یقینی
اور فیصلہ کن وقت مقرر نہیں کیا جا سکتا۔ حضرت شیخ نے جو ۱۳۱۰ھ کی
نسبت فرمایا تھا۔ وہ انکے مکاشفہ باطنی کی دلیل تھی

پھر لکھتے ہیں کہ ممکن ہے کہ ۱۳۲۰ھ کا تعین اگر درست ثابت نہ ہو تو انکے
بعد ۱۳۳۰ھ یا ۱۳۴۰ھ یا اور دو چار برس کے بعد ظہور ہو کیونکہ مستند پیشگوئیوں کو
ملا کر دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ۱۳۲۰ھ تک سب کے اتفاق کے مطابق چالیس برس
آگے کوئی نہیں جاتا۔ کسی نے ۱۳۰۰ھ لکھے کسی نے ۱۳۲۰ھ کسی نے ۱۳۳۰ھ
اور بعض نے مجمل طریق سے ۱۳۰۰ھ اور ۱۳۲۰ھ کو درمیانی زمانہ بیان کیا ہے
مگر یہ قطعی نہیں۔

تمام دنیا مانتی ہے کہ خواہ ہندو ہوں یا مسلمان عیسائی ہوں یا یہودی کہ ایک
مرد کامل اور مامور من اللہ کا آنا ضروری ہے کیونکہ جہان میں مادی تہذیب
کی تاریکی نے عالم روحانیت کو پردے میں چھپا لیا ہے اور ہر انسان اس روشنی کا
طلبگار ہے جو روحانیت کو پردے سے باہر لاوے

غرض یہ بھی اب سب نے دل سے تسلیم کر لیا ہے کہ مہدی نے اسی صدی اور صدی کے
پہلے حصہ میں آنا ہے اب اسکے بعد میرے احباب یہ سوال پیش ہے کہ وہ مہدی مرسل
مرزا غلام احمد صاحب قادیانی ہیں اگرچہ مجھے اس قسم کی ہوائیں آ رہی ہیں اور دلی زبان
سے لوگ یہ بھی اقرار کر رہے ہیں کہ اسلام کی خدمت اسلام کی اشاعت اور اسلام کی محبت

اگر کسی فرقے میں ہے تو احمدیہ میں۔ مولوی شبلی فاضل نعمانی بھی ایک جگہ ضرور پکار اٹھے ہیں

کامل اس فرقۂ زہاد سے اٹھا نہ کوئی ٭ کچھ ہوئے تو یہی رندان قدح خوار ہوئے

ایسا ہی اس کی تحریر کا اقتباس دیا جا سکتا ہے بہرحال میں اس تحریر کو کسی دوسرے وقت پر ملتوی کرتا ہوں انشاء اللہ وہ وقت قریب ہے کہ لوگ یہ حقیقت بھی مان لینگے اور ناظرین کو بشارت کامل دے سکونگا۔

شمائل مرتضوی

منقول از کتاب نہج البلاغت مطبوعہ مصر دفعہ ثالث

ہمارے احمدی بھائی اس مضمون کو غور سے پڑھیں جو ہمارے دوست منشی خادم حسین صاحب خادم نے لکھا ہے

اب یہ نہج البلاغہ تو جناب علی علیہ السلام کے خطبات و مکتوبات کا مجموعہ ہے جس کو علامہ سید شیعی متوفی سنہ ۴۰۶ھ نے سنہ ۴۰۰ھ میں مرتب کیا تھا۔ بلاغت کے لحاظ سے اسکو خدا کے کلام سے نیچے اور انسانی کلام سے اوپر مانا گیا ہے بلحاظ عقاید کے بھی محبان علیؓ کے لئے اسکا ہر ایک فقرہ قابل تعظیم و تسلیم ہے

حمیت قومی کسی یہودی نے جناب علی علیہ السلام سے طنزاً عرض کیا کہ تم نے اپنے نبی کو دفن کرتے ہی انکے بارہ میں اختلاف کر دیا جس پر جناب نے فرمایا ہم نے انکے بارے میں تو اختلاف نہیں کیا۔ البتہ جو ان سے مروی تھا اس میں اختلاف کیا۔ لیکن تم ابھی تو بتاؤ ابھی دریائے (عبور کرکے) تمہارے پاؤں بھی خشک نہ ہونے پائے تھے کہ تم نے اپنے نبی کو کہا بنا دے ہمارے لئے بھی معبود جیسے کہ انکے معبود بنے ہوئے ہیں جس پر انہوں (موسیٰ) نے کہا کہ تم جاہل لوگ ہو۔ نہج البلاغہ صفحہ ۲۲

نتائج۔ ۱۔ آپس کے اختلاف میں اغیار کو دراندازی کا موقعہ نہ دینا چاہئیے

۲۔ اگر کوئی خلافت امت از خود دخل ہے تو بغیر اُن کے ساتھ وہ لوگ جواب دیں اسکا سند بند کرنا چاہیئے

۳۔ صحابہ کرام میں خلافت کا سوال بعد دفن رسول صلعم پیدا ہوا اور قبل از دفن اور یہ جو عام میں مشہور ہے کہ مصطفےٰ را بے کفن بگذاشتند۔ وہ واقعہ کے خلاف ہے

۴۔ خلافت کے لئے آنحضرت صلعم نے کسی خاص شخص کو نامزد نہیں فرمایا تھا اگر کسی کے حق میں نص خلافت کی تصریح ہوتی تو اس بارے میں اختلاف نہ ہوتا

(۲) افضلیت احتجاج بالسنّۃ خوارج کیساتھ مباحثہ کرنیکو جب عبد اللہ ابن عباس کو مقرر کیا تو ارشاد فرمایا کہ اُنکے ساتھ قرآنی استدلال سے مخاصمہ نہ کرنا کیونکہ قرآن محتمل الوجوہ ہے تم کچھ کہوگے وہ کچھ کہیں گے بلکہ سنت رسول صلعم کو حجت میں پیش کرنا یقین ہے کہ انکو کوئی مفر نہ ملیگا صفحہ ۱۱۱ پکر اور تارکان سنت غور کریں

(۳) دشمنوں سے سلوک (۱) بوقت جنگ صفین اہل معاویہ کیساتھ جو لوگ مخالفت میں آپ کے اصحاب شیعیان علی اہل شام کو برا بھلا کہنے لگ گئے۔ آپ نے اس فعل کو ناپسند کرتے ہوئے فرمایا مجھکو تمہارا سباب ہونا (سب کہنے والے ہونا) گوارا نہیں (انی اکرہ ان تکونوا سبابین) لیکن اگر اُنکے متعلق امر واقعہ کو بیان کرتے تو بہت بہتر ہوتا۔ اسی سب کرنے کے بجائے بہتر ہوتا اگر تم یوں کہتے یا اللہ ہمکو اور انکو خونریزی سے محفوظ رکھ۔ ہمارے انکے درمیان مصالحت کے سامان پیدا کر دے انکو گمراہی سے نکال کر ہدایت عطا فرما تاکہ جاہل حق کو پہچان لیں اور جو حق ناپسند ہیں۔ انکو گمراہی اور عدوان سے لگا ہے صفحہ ۲۴۴

۳۳۷

(۲) اپنے قاتل ابن ملجم کی نسبت وصیت فرمائی کہ میرے قصاص میں صرف میرے قاتل کو قتل کیا جائے اور دیکھو کس طرح پر فرماتے ہیں دیکھو جب میں اس شخص کی ضرب تلوار سے مرجاؤں تو ایک ضرب کے بدلے میں ایک ہی ضرب اسکو بھی مارنا اور اسکو مثلہ نہ کرنا۔

ذکر اس کا کاٹ ڈالنا کیونکہ میں نے رسول صلعم سے اسبارہ میں سنا ہو کہ آپ نے فرمایا ایاکم
والمثلۃ ولو بالکلب العقور۔ صفحہ ۲۹

(۴) **شفقت پدری** صفین کے کسی مقابلہ کے وقت جناب نے دیکھا کہ امام حسنؑ
بڑھ بڑھ کر لڑائی میں جاتے ہیں فرماتے ہیں اس لڑکے کو میرے آگے آگے جانے سے روک
لو موت کے منہ میں ان دونوں (امام حسنؑ اور امام حسینؑ) کو چھوڑ دینے کی آب مجھ میں نہیں
یہ اسلئے کہ دونوں کے شہید ہو جانے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسل قطع نہ
ہو جائے صفحہ ۴۹

شیعوں کا اصرار ہے کہ امام حسن کی اولاد باقی نہیں رہی مگر جناب علی کے مذکورہ بالا ارشاد سے
جو ایک حاکم کا حکم رکھتا ہے ثابت ہوتا ہے کہ دونوں صاحبزادوں کی اولاد باقی رہیگی۔ واللہ
اعلم بالصواب

(۵) **داب وزارت وشان امارت** حضرت عبد اللہ بن عباس سے کسی معاملہ
میں جس میں وہ متفق الرائے نہ تھے فرمایا تمہارا فرض یہ ہے کہ مجھکو مشورہ دو اور میں غور کروں
اور اگر کسی امر میں میں مخالفت کروں تو تم کو چاہئیے کہ میری ہی بات مان لو صفحہ ۴۲

(۶) **دوسروں کی نسبت** فرماتے ہیں مبارک ہو وہ شخص جسکو اپنے عیوب نے ہی
اپنی اصلاح متقدم ہو۔ دوسروں کی عیب چینی سے روک رکھا ہے اور مبارک ہے
وہ شخص جو گوشہ میں رہتا اور بقدر قوت لایموت کھا لیتا۔ اور اپنے پروردگار کی عبادت
میں مشغول ہے اور اپنے گناہوں پر گریہ کرتا۔ وہ اپنے ہی نفس (کی اصلاح) میں مصروف
ہے۔ اور لوگوں کو اسکی ذات سے راحت پہنچتی ہے کاش شیعیان علی اس زریں قول
امام پر ہی عامل ہوتے۔ اب بھی بزرگان دین کو برا بھلا کہنے کی بجائے اپنی اصلاح پر
کار بند ہو جائیں تو اچھا ہو۔ دوسرے اس قول سے یہ بھی مستنبط ہوتا ہے کہ جو کچھ جناب
علیؑ نے دوسروں کی نسبت ہدایت فرمائی۔ پہلے خود بھی اس پر عمل فرمایا ہوگا۔ پس کیا جناب

کے قول و فعل سے بڑھکر اور کس کا قول و فعل انکے لئے حجت ہوگا۔ اگر آگے توجہ نہیں کی۔ تو اب سے ہی کمر ہمت باندھ لیں۔ گذشتہ را صلوٰۃ آئندہ را احتیاط

(۷) پابندی اوقات نماز۔ فرماتے ہیں نماز کو وقت مقررہ پر ادا کرو۔ فراغت پالینے کے لئے وقت سے پہلے پڑھنے میں جلدی نہ کرو اور اپنے مشاغل کیوجہ سے وقت مقررہ سے نماز میں دیر نہ لگاؤ۔ جان لو کہ تیرے کام تیری نماز کے تابع ہیں (مقدم نہیں) (... صفحہ ۳)

شیعوں میں نمازوں میں تاخیر کرنے کی عادت بھی عالمگیر ہے باوجودیکہ قرآن و سنت سے پانچ نمازیں ثابت ہیں۔ پس انکے لئے وقت بھی پانچ ہی مقرر ہونگے لیکن شیعہ تین وقت نماز پڑھنے سے ثابت کرتے ہیں کہ بجائے پانچ کے نمازیں صرف تین ہی ہیں۔ فتدبر

(۸) تاکید اتباع سنت (۱) جب ابن ملجم نے آپکو ضرب لگائی تو فرمایا میری وصیت یہ ہے کہ خدا کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی سنت کو بدعات سے ضائع نہ کرو۔ ان دو قول ارکان اسلام کو مضبوط رکھو اور تم کو کوئی برائی تمہارے پاس پھٹکنے کی نہیں۔ (ایضاً صفحہ ۲۱)

(۲) اگر کسی مقتدا کے نمونہ کی ضرورت ہو تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ کے قول و فعل میں تمہارے لئے کافی نمونہ ہے (صفحہ ۳۱)

(۹) حقیقت اہلسنت والجماعت۔ میری نسبت دو گروہ ہلاک ہونگے ایک حد سے زیادہ مجھ سے محبت کرنیوالے جو غلو محبت حق سے نکلکر غیر حق کی طرف چلا جاتا ہے دوسرا حد سے زیادہ بغض رکھنے والا جو جوش بغض میں غیر حق کی طرف چلا جاتا ہے اور میری نسبت بہتر وہ لوگ ہیں جو طریق اوسط کو مد نظر رکھتے ہیں۔ پس اس راہ اوسط کو لازم پکڑو اور سواد اعظم میں داخل ہو کیونکہ جماعت پر اللہ کا ہاتھ (سایہ گستر) ہے اور خبردار فرقہ بندی نہ کرو۔ جو جماعت سے علیحدہ ہو جاتا ہے وہ شیطان کا شکار ہے جسطرح کہ گلے سے

ہوا ہو تو اوالحیز ہے کا اقتدا کا منبر دار ہو کوئی قوم کو اس (انفرقہ والے) حصے کی طرف بلانے والوں کو
قتل کر دو خواہ وہ میری اس دستار کے نیچے ہی کیوں نہ ہو (یعنی میری دستار کے سر
موصوف) (۲) مشاہدہ اور تجربہ سے ثابت ہوا کہ جناب علی کو حد سے زیادہ محبت کرنیوالے شیعہ
صاحبان ہیں۔ اور حد سے زیادہ بغض رکھنے والے خوارج ہیں اسکے علاوہ ایک تیسرا گروہ
ہے جو محبت اور بغض کے بین بین ہے اس تیسرے گروہ کے مصداق مگر میں تو بفضلہ
تعالیٰ اہل سنت ہی ہیں شیعہ صاحبان اپنے گروہ کو اس ہی گروہ کا مصداق ثابت کرنے
پر اصرار تو کرتے ہیں مگر مشکل یہ ہے کہ علاوہ محبت کے بغض کا شائبہ بھی وہ جناب علی
کے ساتھ نہیں رکھتے برخلاف اہلسنت کے کہ کسی قدر بغض جناب علیؓ کے ساتھ رکھتے
ہیں اور وہ اسقدر ہے کہ جناب علی علیہ السلام کو خلیفہ بلافصل نہیں مانتے

(۷) تاکید تقویٰ و سلامت روی۔ حقوق عباد و اہل بلاد میں حق تعالیٰ سے
ڈرتے رہو تم سے باز پرس ہوگی یہانتک کہ جائداد اور چارپایوں کے متعلق بھی خدا کے
حکم کی فرمانبرداری کرو نافرمانی نہ کرو اگر بھلائی دیکھو تو اسکو لے لو اور اگر
شر دیکھو تو اس سے کنارے رہو صفحہ ۳۳۵ وقائع عشرہ کاملہ
خداوند کریم مجھکو اور میرے مخاطبین کو ان زریں اقوال وارشادات مرتضوی پر
کاربند ہونے کی توفیق بخشے آمین (اصغر محمد ابن خادم الہیبروی الاحمدی)

ویدک دھرم اور سائنس

پر ریویو

ماہ دسمبر ۱۹۱۲ء کے دیانندی پرچے دربار میں اڈیٹر رسالہ نے ایک مضمون منسبہ
عنوان پر لکھکر بڑی تعلّی کی ہے کہ یہ ایسا بے نظیر مضمون ہے کہ جو دیانندیوں کی مذہبی کانفرنس
میں پڑھا اور اسے سنکر مخالفین دیانندی مت لاجواب اور ساکت رہ گئے سبحان اللہ کیا
عجیب مضمون ہے کہ مضحکہ خیز باتوں پر ملمع سازی کر کے انکو قابل اعتراض قرار دیا ہے مگر
ویدک دھرم کے ایک بھی اصولی مسئلے کو سائنس کی روشنی میں ثابت کر کے دکھایا اور پھر شیخی
یہ کہ ویدک دھرم اور سائنس توام ہیں۔ ہاں اس میں شک نہیں کہ ایک بات میں تو بیشک
یہ ہر دو توام ہو سکتے ہیں اور وہ صرف اس طرح پر جبکہ ہم اڈیٹر کی سائنس کی اس تعریف کو
ویدک دھرم پر بھی چسپاں کریں۔ جیسا کہ آپ فرماتے ہیں لیکن سوال یہ ہے کہ ہمارے
پاس سچائی کا کیا معیار ہے آج سائنس کی ایک تھیوری کچھ ہے اور کل وہ بدل جاتی ہے
اگر یہی الفاظ بعینہٖ ویدک دھرم پر چسپاں کر دیئے جاویں اور کہا جاوے کہ سوال یہ ہے کہ
ہمارے پاس ویدک دھرم کی سچائی کا کیا معیار ہے آج ایک ویدی الفاظ وید منتروں کو
ہمہ اوست نکالتا ہے دوسرا اس سے دوئی ہوا تیسرا انکو پوجا پاٹ اس نظر کو سائنس کے
سانچے میں ڈھالتا ہے کیا ہم بھی انکے ساتھ گرگٹ کی طرح رنگ بدلتے رہیں پس ایسا ہرگز
نہیں ہو سکتا چونکہ ویدک زبان ایک مردہ زبان ہے اسلئے ہر زمانہ میں یہ سائنس کی تھیوری
کی طرح گرگٹ کی طرح رنگ بدلتی رہتی ہے اور انہیں معنوں کے رو سے سائنس اور ویدک
دھرم ایکدوسرے کے توام بیشک ہیں

اڈیٹر اِدھر اُدھر کی بے سروپا باتیں لکھتا لکھتا خود فراموشی کی حالت میں انسپکٹر صاحب
کے اس قول کو کہ "اصلی علم کا پہلا شعلہ ضرور ہے کہ آسمان سے اُترا ہو" پیش کر کے لکھتا ہو
کہ ڈاکٹر صاحب کو وہ ریڈیم (جو وید ہیں) معلوم ہونا چاہیئے جو بلا شبہ دنیا میں ایکبار پھر روشنی لا سکتی ہے
مگر بیچارے کو آشنائی نہیں کہ ۲۰۰۰ ہزار سال وہ ریڈیم (اگر بقول اڈیٹر کے ویدوں کی روشنی
قرار دیا جا سکے) دنیا کے کس کونے میں پڑی رہی۔ کہ اب وہ پھر ویدوں سے یہ خبر دیانندی
صاحبان نکال لائے ہیں۔ وہ بھی عجیب قسم کی ریڈیم ہے کہ ۹۰ فیصدی ویدوں سے بے خبر
دیانندیوں کو تو اسکا پتہ لگ گیا۔ مگر وہ ویدی جو تمام بنارس اور مہاراشٹر میں ویدوں کو
رٹتے رہے اس ریڈیم کا پتہ نہ لگا سکے پنڈت دیانند جب تک پنجابی انگریزی خواں
ہندوؤں کی صحبت میں نہ بیٹھا۔ اس ریڈیم کا پتہ نہ لگا سکا۔ اور جہاں اوسی بنگال اور ودوا
کشی کی گلیوں میں پھرتے ساری عمر گزار دی۔ البتہ اس میں ذرا شک نہیں کہ وید کی
زبان و علم سے جاہل پنجابی انگریزی دان دیانندیوں نے خود اسے سمجھایا تاکہ وہ ریڈیم
تلاش کر رہی ہونگے جو ہمارا مسلمانوں کے پاس اس وقت موجود تھی اور نہ گروہ روشنی ویدوں
میں ہوتی تو پنڈت دیانند اور جو ویدوں کا ماہر ہونیکا مدعی بنتے کے ہندوؤں کے لئے
منتروں میں سرگرداں نہ رہتے۔ اور بے ڈھنگے غیر دانشوں میں خرچ ہوتے۔ کیا دیانندی صاحبان
کے پاس کوئی ثبوت ہے کہ انکے گورو دیانند لنگ پہنے اور رودراکش کی مالائیں
پہننے کے وقت وید کا عالم تھا۔ سوامی مدھبانند سے ڈگری نہ لے تک پنڈت
دیانند نے آسمان سے اصلی علم کے شعلے کو زینہ برگزیدہ سے نہیں کیا۔ اور نہ وہ آسمانی
آدمی تھا۔ وہ ایک زمینی آدمی تھا اور انکا چلن اور عمل ہرگز پاک چشمے سے نکلا تھا
اللہ تعالے نے خود اس پنڈت کی زندگی میں اصلی علم کا شعلہ لانیوالا پاک برگزیدہ اپنا
بھیجا۔ مگر دیانندی صاحبان بجائے مقدس آسمانی پانی پینے کے زمین کے سڑے
باسی کنوؤں کے پانی کی طرف دوڑ رہے ہیں اپنے دھرم کو سائنس اور عقل سے

مطابق بتاتے ہیں مگر عقلی باتوں سے مستغنی ہیں جیسے گدھے کے سر سے سینگ دیکھتے ہیں کہ دنیا کو ہر موسم میں تازہ بتازہ آسمانی پانی کی ضرورت ہوتی ہے اور خزاں کے بعد بہار آتی ہے مگر روحانی دنیا کے پیاسوں کے لئے تازہ پانی کی ضرورت نہیں سمجھتے اور روحانی بہار کی آمد سے مستغنی ہیں ۱۰ ہزار سال سے انکے روحانی باغ پر خزاں (بقول انکے) چل رہی ہے مگر ابھی تک کسی آسمانی بہار کی انکو ضرورت نہیں عجب عقلی مذہب ہے کہ عقلی باتوں سے کوسوں دور ہے

پانچویں باب میں آپنے مذہب یعنی اور دھرم کے الفاظ پر لغوی بحث کر کے ثابت کرنا چاہا ہے کہ عربی لفظ دھرم اور دین سے کم درجہ پر ہے مگر شاستری جی کو اتنا معلوم نہیں کہ مذہب کا لفظ اسلام کے ساتھ قرآن شریف میں کہیں استعمال نہیں ہوا۔ قرآن شریف نے لفظ **دین و ملت** استعمال کئے ہیں جو کہ بڑے وسیع معنے رکھتے ہیں شاستری جی صاحب کسی عربی لغات سے انکو دیکھیں۔ رہا دھرم کی جو تعریف آپنے کی ہے وہ خود ساختہ اور بے دلیل سی ہے اسپر منو کا حوالہ دیا ہے وہ اسکا مصداق ہے کہ سوال از آسمان جواب از ریسمان اگر بھگوان منو کی ہی مسلّمہ دھرم کی تعریف لینی تھی تو ہم سے پوچھ لیتے سنئے کہ ہر دو بھگوان یعنی منو و دیانند فرماتے ہیں کہ عاقل لوگ تعزیر ہی کو دھرم کہتے ہیں (منو ۷، ۱۸ ستیارتھ پرکاش صفحہ ۱۹۰) یعنی لٹھ کی بات ہی نہیں رکھی بلکہ ہر دو بھگوانوں کے مصدق تو سینے لکھ دے ہیں شاستری جی صاحب جو چاہیں لکھیں ماریں کوئی قلم کو نہیں پکڑ سکتا

پچھلے باب میں آپ نے سائنس اور اپنی بیان کردہ مذاہب کی تعریفوں کی عجیب تشریح کی ہے آپ لکھتے ہیں کہ سائنسدان اپنی تحقیق کی کسی حد پر ٹھہر جائیگا۔ جس کے آگے اندھیرا ہوگا۔ ہاں اُس کو اس اندھیرے میں ایک شعاع نور دکھائی دیگی۔ اور وہ اسکی علت غائی ایشور ہوگا غرضیکہ سائنسدان کا آخری سہارا دیبی طاقت کل ہے

جسکو بتانیکے لئے جملہ مذاہب کی تعلیم ہے اس لئے وہ سر دیا اور یہ معنی عبارت کا سوائے
اسکے اور کیا مطلب ہو سکتا ہے کہ سائنسدان اپنی تحقیق کی آخری حد پر جا کر ایشور کو پائیگا
ہمیں یقین رکھنا چاہیئے کہ ڈاکٹر کی پیشن گوئی ایک دن پوری ہو گی بلکہ وہ چند ایک موجودہ
زمانے کے سائنسدانوں کی تحقیقات ہمارے سامنے رکھیگا جنہوں نے سائنس کی تحقیقات
کے دوران میں ایشور کا پتا لگا لیا ہوا ہی باب کے آخر میں ایڈیٹر صاحب خود فراموش ہو کر لکھتے
ہیں کہ گمراہ قوموں کی سخت گمراہی کے وقت ضرورت ہوتی ہے کہ کوئی سورج اس اندھکار
کو دور کرے چنانچہ ایسے حالات میں ایک خاص طاقت پیدا ہو جایا کرتی ہے جو بنی نوع
آدم کو سچائی کا سبق دیتی ہے دنیا کی تواریخ بتاتی ہے کہ ہر قوم کو جب کبھی ضرورت
ہوئی ہے رشی منی پیغمبر و نبیاں کی شکل پر نمودار ہوئے جنہوں نے گمراہوں کی
نجات کا بیڑا اٹھایا کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ یہ سائنس اور دھرم کا مقابلہ ہو رہا ہے ہرگز
نہیں ناظرین ذرا اس دیانندی چالاکی کو ملاحظہ فرمائیے کہ یہ پیغمبروں کی سچائی کا قائل
بھی بنتے اور انکی ضرورت کو مانتے ہیں مگر انہیں برگزیدوں کو گالیاں دینے سے دریغ
نہیں کرتے سچ ہے خود غرضی انسان کو اندھا کر دیتی ہے اپنی بات کو تقویت دینے
کے لئے تھوڑی سی تعریف کر دی اور جب مطلب کا وقت نکل گیا انکو گالیاں دینی
شروع کر دیں۔

دسویں باب میں آپ نے اسلام اور سائنس کا مقابلہ کرتے ہوئے اپنی فضول پسندی
کا پورا پورا ثبوت دیا ہے اور بلا کسی دلیل کے لکھ دیا ہے کہ اسلام اور سائنس کا مقابلہ
کرنا دو مخالف حدوں کو باہم ملانا ہے آگے چل کر جو باتیں اسلام میں خلاف سائنس کہی
ہیں وہ الفاظ کے تغیر سے وہی ہیں جنکو دیانندیوں کا گرو دیانند مانتا ہے
لفظی بحث کو لیکر کسی مذہب پر اعتراض کرنا دیانندیوں کا حصہ ہے ناظرین ذرا شیخ جی
صاحب کی اپنے گرو کی تعلیم سے واقفی کا حال دیکھئے پہلا اعتراض یہ ہے کہ قرآن کی

تعلیم سات آسمانوں کے بارے میں خلاف سائنس ہے اگر ناقہم پذیر کسی معمولی عربی
لغت میں آسمان کے معنے دیکھ لیتا تو اسے معلوم ہو جاتا کہ سماء کے معنے بلندی اور ہر چیز
جو اوپر ہو وہ چیز جس نے زمین کی فضا کو گھیر رکھا ہے سقف ہر چیز کی بارش بادل وغیرہ وغیرہ
معلوم ہوا کہ سماء کا ہم معنی لفظ سنسکرت میں پردھی ہے جو اندرون کا گرد خود مانتا ہے
رگویدادی بھاشیہ بھومکا صفحہ ... کہ ہر ایک دنیا کے گرد سات کرے ہیں اگر ان
کروں کو عربی اصطلاح میں آسمان کہا گیا تو کونسے غضب کی بات ہو گئی پنڈت دیانند
نے بھی سائنس کی طرح محض خلا نہیں مانی بلکہ سات کرے ہر دنیا کے گرد ماننے میں گو
ہم بھی سات آسمانوں کو مانتے ہیں دوسری بات جو سائنس کے خلاف دکھائی ہے یہ ہے
کہ وید کے زمانے میں . . . . . . اور جو منکر ہوئے خدا نے انکو بندر بنا دیا واہ شیخ !!
صاحب علاوہ شدہ واقفیت کا یہ حال اور مقابلہ سائنس سے کیا جاتا ہے پ
خوب لاجواب پیدا ہو اسلامی کتب میں لا اور انکا اصطلاح و بلاغ بیان کے کہاتے ہیں
اور آپ کے گرد نے قول کے مطابق یہ انکار کی پہلی قسم ہے ایک ایسا ہے جیسی ہم میں حرف
تشبیہ محذوف ہے جیسے بجیم ہی یعنی جیسا ناقص دانش ہو رگویدادی بھاشیہ بھومکا
صفحہ ۳۳ اپنی کتابوں سے اعتقاد و واقفی اور اسلام پر اعتراض ذرا غور اور سمجھنے کی
تشبیہ کو دیانندی ویدک تعلیم کے مطابق تو کر دکھائیں مگر ذرا ہوش سے پہلے اپنے گرو کی
کتابیں پڑھ کر پھر آئیے اعتراض ہے کہ سائنس کا دعوے ہے کہ سورج ساکن ہے مگر
آپ نے ابھی ہی سائنس پڑھی ہے جب کا دعوے ہے تو پھر اپنے گرو کی کتابوں کو
ٹٹولئے وہ اپنی کتاب رگویدادی بھاشیہ بھومکا صفحہ ... پر لکھتے ہیں کہ اسی طرح
تمام کرے اپنے اپنے مدار کے اندر گردش کرتے ہوئے ایشور کی قدرت اور ہوا کی قوت
سے قائم ہیں اور صاحب اگر ہمت ہے تو اپنے گرو کی کسی کتاب سے ثبوت پیش کرو کہ سورج
گردش نہیں اور پھر کرہ ہوا بھی بقول آپکی پیش کردہ سائنس کے ساکن ہے پھر آپ سکتے

ہیں کہ قرآن میں کہیں آسمان کی جنبش لکھا ہے کیا آریہ جی آپ کے سوامی کے بیان کردہ ساتوں
گتے جو زمینوں کے گرد ہیں ساکن ہیں اور جنبش نہیں کھاتے۔ اور [illegible] کی وجہ سے
[illegible] کر پہاڑوں کا ذکر شور معلوم ہوتا ہے۔ شاید یہاں سائنس کا سبق بھول گیا
ہو کیا سائنس اس بات کی رہنمائی نہیں کرتی کہ زمین کے نیچے آتشیں مادہ موجود ہے
اور کسی وقت وہ زمین سے نکلا آتش فشاں پہاڑوں کی طرح زمین پر ایک بڑے کو ڈھیر
کر دیا کرتا ہے پتھروں کی بارش [illegible] ہو تو وہ [illegible] چلے جاتے کس طرح خدا کا غضب
پتھروں کی بارش کی شکل میں [illegible] کو تباہ کر رہا ہے کیا یہ بھی سائنس کے خلاف
ہے اس سے آگے آپ زمین کو چٹائی کی طرح پھیلانا قابل اعتراض سمجھتے ہیں وہ ہے
قرآن میں لفظ فرش ہے جس کے لغوی معنے ہیں فرش کے بچھونے کے ہیں زمین کی ہموار ہونے
[illegible] کسی الٹی کھوپڑی والے کو ہی کام ہو سکتا ہے پھر آپ اپنے گرو کے نقشے پر بھی یہ لکھی
لکھتے ہیں کہ قرآن میں صریح کا دعا ہے [illegible] ایک سے اور ذرا سیاق و سباق پڑھ کر
[illegible] آیت [illegible] زمین و آسمان کا ہونا بھی ہے کہیں قرآن سے نکال کر دکھاؤ
مگر جب اپنے گرو کی تصانیف پڑھ کر شاید اسی قسم کا اعتراض ایسا بھی [illegible]
ہے کہ یہ [illegible] اپنے ایسے مسائل میں اپنے آپ [illegible]
جن کو انھوں نے ساری عمر میں دیکھا بھی نہ ہو کہ قرآن اور سائنس کا مقابلہ اور [illegible]
تک کر ہو سکے [illegible] ہیں [illegible] کا ذکر ہے
اور آنحضرت نے خاموشی اختیار کی اور پھر دینے پر [illegible] حالات [illegible]
کی طرح کس شتر میں اس کا ذکر کو بیان کیا ہے پھر آپ نے آدم و حوا کی [illegible]
اور اگر کوئی [illegible] ہے پہلے گرو کا [illegible] قرآن سے [illegible]
جاویں ہم نے یہ بھی قرآن میں دیکھا کہ وہی انھوں نے نیک و بد کی پہچان کے
درخت کا پھل کھایا تو انہیں بہشت سے باہر نکالا [illegible]

کی پہچان کے درخت کا پھل چکھا ہے تو وہ عین دیانند جی کی تعلیم کے مطابق ہے اور بجی نا ہوش سے پہلے "آپکا گروادم وحوا کے بہشت سے نکلنے کا اس طرح ذکر کرتا ہے

"جیسے چھوٹے چھوٹے بچوں کو بھی پیدا ہو کر کچھ عرصہ جینے کے باوجود اسی طرح مر جانے پر کسی طرح کی سزا نہیں ملتی اسی طرح "ابتدائے سرشٹی میں سب انسان بچپن کی سی حالت میں تھے انکے لئے کوئی امر و نہی نہیں تھا۔ نہ ہی ابتک کوئی قانون تھا" آنکھوں سے روپ دیکھنا کانوں سے شبد سننا پانی سے چکھنا وغیرہ بس اس سے زیادہ کام آدمی سرشٹی میں نہیں تھا ویسی حالت آدمی سرشٹی میں پانچ برس کی"

کیوں دیانند جی یہ معصومی کی حالت کیسی بہشتی زندگی ہوگی مگر افسوس وہ کچھ دیر ہی ثابت ہوئی بلکہ پرمیشور نے ایک نیک و بد کی پہچان کا درخت اس بہشت میں لگا دیا جو آپ کے کرنے کے الفاظ میں اس طرح بیان ہوا ہے

"پھر پرمیشور نے منشیوں کو وید گیان دیا جس سے گیان سے ہی گناہ اور نیکی کا علم ہوا۔ اور اسی قسم کے چلن ہوتے گئے پھر صاف ظاہر ہے کہ گناہ اور نیکی کی حالت کے موافق پھل پیدا ہونے لگے انسان پاپ کی وجہ سے حیوانوں کے جسم میں گئے"

دیکھا دیانند جی بہشتی زندگی سے نکالنے والا وید ہی نکلا اگر وہ نہ پیدا ہوتا تو انسان ایک معصومی کی حالت میں رہتا۔ مگر کڑوا درخت جہاں لگایا جا کر نکلا یہی پہلا آپ سے ہند ایک امن کی حالت میں تھا مگر جونہی پنڈت دیانند یہ درخت رشی کیش کے پہاڑ سے نکال لائے اُنہوں نے ملک کے مذہبی امن میں آگ لگا دی۔ دیانندیوں کے دو شو تو اشنے ایسا ہی ... کیا کہ وہ بہانہ ڈھونڈ کر بھی غیر مذاہب کے بزرگوں اور کتب مقدسہ کے منہ آتے ہیں حالانکہ اپنی کتب سے محض کورے ہوتے ہیں

اس سے آگے شیخی باز دیانندی صاحب لکھتے ہیں کہ قرآن مجید سورہ بقر میں لکھا ہے کہ خدا نے انکے دلوں پر اور کانوں پر مہر کر دی اور انکی آنکھوں پر پردہ پڑا ہے۔ گویا ان ہی کے نزدیک الفاظ مہر اور پردہ انسانی اعضاء کے ساتھ آجانے سے قرآن کریم خلاف سائنس ہوگیا سبحان اللہ اس دیانندی عقل کے صدقے جاویں۔ کیا دیانندی پوتھی میں برے اعمال کا نتیجہ نیک لکھا ہوا ہے اگر ایسا ہی لکھا ہے تو بے شک دیانندی پوتھی کے سائنس کا باپ ہونے میں ذرا شک و شبہ نہیں ہو سکتا

گیارہویں باب میں ویدک دھرم اور سائنس کا ہیڈنگ دیکھکر ہمیں امید پڑی تھی کہ آپ سناتن دھرمی عیسائیت اور اسلام کے خلاف سائنس مسائل دکھا کر دیانندی صاحب ان مسائل کے مقابلہ پر دیانندی فلسفہ کا کوئی کرشمہ دکھلائینگے مگر ہماری امید کی کوئی حد نہ رہی جب اس ہیڈنگ کے ماتحت ۵ سطروں میں ہم نے سوائے دیانندی شیخی بازی کے ایک مسئلہ کا تعلق بھی سائنس سے کیا ہوتا پایا غرض بات ہوئی سے

کھودا پہاڑ اور نکلا چوہا

اور وہ بھی مرا ہوا۔ دیانندی صاحب صرف ۵ سطروں میں ویدک فلسفہ کا قلع پر کیکر اسلامی تہذیب بھی نکل چکے ہیں اور چھٹا ہویں باب میں ویدک تہذیب کے کھنڈرات یعنی ویدک لوگوں کے توہمات کو سائنس کے سانچے میں ڈھالنے کی کوشش میں ہیں سلم پر کے اعتراضات تو آپ نے ملاحظہ کرلئے اب ذرا ویدک تہذیب کی سائنس کے کرشمے بھی لگے ہاتھوں ملاحظہ کیجئے

ویدک تہذیب کی سائنس کا پہلا مسئلہ ترا کی ہانڈی ہے جسے ایک ہندو مائی ست سے کر دیا جاتی ہے اور جسپر یورپ کے ڈاکٹر بھی حیران ہیں۔ اور اب سالوں کے بعد اس ویدک تہذیب کے کرشمہ پر پہنچے تمام یورپین ڈاکٹر تو صرف حیران ہی ہونگے مگر ہم حسد سے بڑھکر حیران ہیں کہ شیخی باز دیانندی۔۔ اپنے گروہ سے بھی دو ہاتھ

بڑھ گئی۔ اور طرہ یہ کہ ہندوستان اور یورپ میں ڈاکٹر تو ویدک تہذیب کی سائنس کو بھانپ گئے مگر شری دیانند گرو بھگوان جی اور انکے شیخی باز چیلے کو وید کا کوئی منتر تار گی کی تہذیب میں پیش کرتا دکھائی دیا شاید منتر خود ان کی فرو گذاشت ہو جو بہت جلد دور کئے جانیکا یقین ہے اور ہم وید منتر دیکھنے کے بڑے مشتاق ہیں

ویدک تہذیب کی دوسری سائنس کا کرشمہ یہی ہے سر دھونا ہے مگر افسوس کہ وید کے مصنف اور شری دیانند گرو بھگوان وید کے مفسر اس سائنس سے بے خبر رہے مگر انکے ایک لائق و فائق چیلے نے اس کمی کو پورا کر دیا۔ امید ہے کہ بہت جلد کوئی وید منتر اس سائنس کی تائید میں فوراً سے پہلے بتا دیا جائیگا۔ شاید اگر وہ اور جالندھر نواسی پیر او شاگرد اپنے شیخی باز بھائی کی کچھ مدد کر سکیں

لیجئے ویدک تہذیب کی سائنس کا تیسرا مسئلہ اور وہ انکا سیاہ دھاگہ زخم کے نزدیک باندھنے کا ہے سبحان اللہ وید بھی ست ودیا کا بھنڈار ہے میرے خیال میں سائنس کے مسائل شری دیانند گرو بھگوان کی کتابوں کے ساتھ بطور ضمیمہ درج کئے جانیکے لائق ہیں امید ہے جملہ دیانندی سائنسدان اس امر پر متوجہ ہونگے

ویدک تہذیب کی سائنس کا چوتھا مسئلہ پانی میں بجلی کا جلد سرایت کرنا ہے۔ دیکھئے ریلوے سٹیشن پر بیٹری آگ یعنی زمین میں پانی دیکر بالی ہوتی ہے۔ اس مسئلہ کو دیکھکر تو ہمارا یقین ہو گیا ہے کہ یورپین لوگ وید کے کچھ حصے چرا کر لے گئے ہیں اور انہی کو دیکھکر نئی ایجادیں کرتے جاتے ہیں۔ اور محض کو نام تک نہیں بتاتے چوکر جائے دیانندی چیلے یہاں بیٹھے پوتی کر دیتے ہیں لیجئے اسپر بھی ایک منتر آیا لکھا منظر ہے

اور سنئے ویدک تہذیب کی سائنس کا ایک اہم مسئلہ کہ ویدک سائنس کی رو سے بادل سمندر سے اٹھکر پانی دیتے ہیں۔ اسکی سند ایک یورپین کی سائنس ہی نقد یہ تھے ہمارے خیال میں اسکو وید کی رو سے درست کر دینا چاہئے۔ اور بجائے اسکے کہ بچوں کو پڑھایا جائے

گرمنڈ کے بخارات سے پانی بنتے ہیں تو اسی طرح یہ ساری ویدک تہذیب کے کثافات
سے پانی رواں ہوا اور سمندر کی تہ میں جا کر تے ہیں اسکے ہمراہ گلا یا ویدک تہذیب کے
کثافات کے ٹکیں ہوتے ہونگے

جس بلا دم ہم ویدک سائنس کی گرشت سے افسوس کہ شری دیانند جی جیسے ایسا
شوی اپنی ستیارتھ پرکاش میں کوئی حوالہ دیتے ہیں ایام کی تائید میں پیش نہ کر سکا شاید
بقول سے گرو کر نہ پہلا خواہ کرے شیخی یا ویدک سائنسدان ہی کوئی حوالہ پیش کر سکیں
یا کوئی پراہ بھی ہی

ویدک سائنسدان صاحب تحریر میں لکھتے ہیں کہ ایک ہندو گھر میں جا کر جب ہم نظر
ڈالیں ویدک تہذیب کے کثافات نظر آتے ہیں جن میں سائنس اور فلسفہ کی شعاعیں ابھی تک
روشن ہیں آخر میں آپ اپنی ان شعبوں کا بغور مطالعہ کریں اور دیانندی دماغ کے قربان جائیں
اگر ہندو گھر کے توہمات ہی ویدک سائنس کے کثافات ہیں تو ایسی تہذیب کے ساتھ اسلام کا
مقابلہ کرنا ہی فضول ہے

تحریر میں آپ میں شیخی بابو صاحب نے ویدک تہذیب کے ستون گنائے ہیں اور ان کے گر
جانے سے ساری تہذیب کا بیڑا ہی غرق ہو جائیگا۔ اول ستون پنچ تتم دوسرا ستون
مادہ غیر فانی کا ماننا ہو۔ ناظرین ذرا بغور ملاحظہ کریں کہ یہ ستون خود یورپین سائنس کے
مطابق گر جاتے ہیں کیونکہ دیانندی صاحب اور یورپین سائنس کے بڑے واقف ہیں سو
واضح ہے کہ پنچ تتم کے ستونے کی بنیاد مادہ کی ابدیت پر منحصر ہے گویا یہ سب عقائد دیانندی جزو
کی ابدیت لازم ملزوم کی طرح ہے جب ہم دیکھتے ہیں کہ گو وید بھگوان کا یہ حکم ہے کہ مادہ غیر فانی
ہے اور ہر ایک عنصر بھی ایسی لکھتے ہیں مگر ہم کیا کریں کہ یورپین سائنسدانوں کی تحقیقات
مادہ کا فنا ہونا ثابت کرتی ہے اور نظارہ گر رہے نہ شور سے کہتی ہے کہ مادہ فانی ہے اور
وید بھگوان اور ہر ایک عنصر کے شہادت بالکل غلط ہیں اسکے متعلق ایک مفصل تحریک شائع

کو وزنانی ہے" دیانندیوں میں عام طور پر غلط استعمال ہوتا ہے مگر اس وقت تک سب دیانندی کچھ معقول تردید کرنے سے قاصر ہیں۔ اس نئی تحقیق نے ویدک تہذیب کے ہر دو ستون برہم سے گرا دیئے ہیں کسی دیانندی میں ہمت ہے تو سامنے آئے ورنہ ہیز حرم میں گرفتار شدگان جیلخانوں کو کوشش کرکے دے اور ویدکی وید ہی پڑتال کرائے شاید کسی کونے سے کوئی معتبر وید کی قدامت کا نکل آئے

دیکھئے تیسرا ستون منتر اعلان میں لینے گورو وت دیانندی کے قول کے مطابق اکسیمین اور ناٹیڈ روحن شیخی بالا صاحب انکار کرتے ہیں کرسوائے اس دیانندی کے کسی اور مذہب والے نے گو وش اس تھیوری کو اپنی الہامی کتاب سے ثابت کیا اللہ جی اور مذہب تو جانے دیجئے خود شری دیانند گورو جیلوان جی کو بھی وہ معنے اس منتر کے نہ سوجھ جو سکے ذیق حیلہ کو سوجھے پھر وہ سر نگا کیا کہتے خود ویدک تہذیب کے حامی کتنی اسے بالہا سے اسکے معنے معلوم کرنے سے قاصر ہے

یہ آخری ستون ویدک تہذیب کا شبد کا قدیم ہونا ہے جسکے بموجب بقول دیانندی گتا ہے تمام برقی ایجاد موہنی منسوس کر شبد کے قدیم ہونے میں وید کا ایک حوالہ نہیں دیا اور محض مسروطی یا شارحین شاستر کاروں کے ڈھکوسلو پر زور دیکر وید پرستوں نے دعویٰ دعویٰ کر دیا کہ درست وہ وائز نکا مجتہد ہیں آپ نے شیخی میں آکر دیکھ بھی دیا ہے کہ اگر کسی الہامی کتاب میں صوت کے غیر معدوم ہونے پر کوئی آیت ہو تو پیش کرے وہ وید دکھایا ہوئے دستیاب ہوگا دنیا میں کیسے کیسے عجیب آدمی بھرے پڑے ہیں خود تو ذرا دعوے ہی پیش کرتے ہیں اور وید سے دلیل نہیں لا سکے اور دوسری الہامی کتابوں ٹٹولتے ہیں اور پھر حیرت کا سہرا خود ہی وید کے پیش کرتے ہیں لالہ صاحب لیجئے ہم قرآن پاک سے ایک نہیں بلکہ زیادہ آیات دیکر ثابت کرتے ہیں کہ قرآن شریف اس بات کا مدعی ہے کہ جو فعل یا قول انسان سے سرزد ہو وہ محفوظ رہتا ہے اگر اس قسم کا وید کا کوئی

دانشمند مشنری کے دکھانے کو مسلم ہو مگر خط کو سلسلہ بڑی ہی اہم

(آیت اول) ما یلفظ من قول الا لدیہ رقیب عتید

(آیت دوم) نکتب ما قدموا و آثارھم وکل شیء احصیناہ فی کتاب مبین

(آیت سوم) کل شیء فعلوہ فی الزبر وکل صغیر وکبیر مستطر

میں نے ترجمہ آیات اسلئے نہیں کیا کہ دیانندی صاحب قرآن شریف کے تابع ہو کر ترجمہ کریں تاکہ انپر واضح ہو کہ اسلام مانتا ہے کہ انسان کے کل اقوال و افعال تحریر میں محفوظ ہوں کا تحریر ہونا آریہ کے اصول میں داخل نہیں بلکہ انکے رشی دیانند کا تحریر ہونا بھی انکار ہے اگر کسی دیانندی میں جرأت ہو تو وہ اپنے گرو کی کتابوں کی ایک تار میں مطالعہ کرے جو اپنے اصول میں شائع کر کے فضول حرکات کے مرتکب نہ ہوں

(خاکسار ... فضل محمد حلوان)

واقعہ صلیب کی چشمدید شہادت

جناب میاں معراج الدین صاحب عمر سلسلہ احمدیہ کے قابل و بعد بہت افسوس ہے ہیں اسکے ہم ہمیشہ کا ثبوت ہے چند کی صورت میں مجبور ہو گئے ہیں انہوں نے اس انگریزی کتاب کا ترجمہ کیا ہے جو اول اول مفتی محمد صادق صاحب نے ہندوستان میں پھیلائی تھی اس کتاب میں ایک عینی شہادت سے دکھایا گیا ہے کہ مسیح صلیب پر سے زندہ اترا تھا اور اسکے سلسلہ اخوت کے لوگوں نے حفاظت کی اور اسکی ایک مدت کے بعد انکے سلنے دوستوں احمدیوں کے لئے بہت بڑا تحفہ ہے ترجمہ میاں صاحب نے اپنے رنگ میں اور عمدہ عبارت میں کیا ہے کہ مطلق معلوم نہیں ہو سکتا کہ یہ کسی انگریزی کتاب کا ترجمہ ہے اسم مترجم کا کمال یہ ہے کہ عبارت میں ایسے لطیف اور مشکل الفاظ اور پیچیدہ ترکیبیں ہیں کہ سلیس نہیں کر سکتے بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ مترجم کی ذہنیت کا نمونہ ہے ترجمہ کے زمانہ میں ایک رسالہ چند ہی میں شائع ہو چکا ہے قیمت ... کی حالت بہت عمدہ ہے لکھے گئے ہیں لائق مترجم کی تصنیف ... ملنے کا پتہ

حدیث تمیم داری کی تشریح

از فاضل جلیل مولانا محمد احسن صاحب امروہوی

شحنہ کے ناظرین اس مضمون کو جسے فاضل جلیل ممدوح نے ایسی صفائی سے تحریر کر دیا ہے بہت دلچسپی سے پڑھینگے منشی غلام احمد صاحب کے رسالہ کے ایک سلسلہ میں ہے جسکے جواب میں [illegible] صاحب نے اپنے علم کے بہت کچھ [illegible] ہے

اقول دجال کے بارے میں جو حضرت اقدس نے حکم عادل ہو کر فیصلہ فرمایا ہے وہ آیۃ [illegible] فرشتہ کا مصداق ہو [illegible] دجال کی احادیث کے بارے میں جو تضاد اور اختلاف تھا ان احادیث میں آج تک کسی مجتہد و مجدد نے ایسی توفیق و تطبیق نہیں کی تھی مگر تعصب اور عناد کا کوئی علاج نہیں ہو سکتا ورنہ دجال اور مسیح و مہدی وغیرہ کے بارے میں جو فیصلہ حضرت اقدس نے فرمایا ہے آپ کی صداقت [illegible] اور صداقت کے لئے وہی کافی ہے ولنعم ما قیل [illegible] حضرت جری اللہ فی حلل الانبیاء ان احادیث مختلفہ و متضادہ متعلقہ پیشگوئیوں کی توفیق و تطبیق نہ فرماتے تو پھر [illegible] احادیث میں [illegible] واقع ہو کر انجیل اور کتب محرفہ بائبل کے برابر بھی [illegible] وقعت نہ رہتی اور منکرین احادیث کا فرقہ برابر ترقی پذیر ہو جاتا اور [illegible] انکار و تکذیب احادیث صحیحہ کے بھی ایک بڑا [illegible] پس جملہ آپکی مدت تجدیدات کے جو دین اسلام میں آپ نے کیں ایک یہ تجدید بھی عظیم الشان تجدید ہے جسکا شکریہ اہل اسلام خصوصاً اہلحدیث ادا نہیں کر سکتے [illegible] شکر تو [illegible] سر [illegible] و احسان [illegible] دجال کے بارے میں تمیم داری کی حدیث سے

جو کچھ آپ نے تحریر کیا ہے اسکے بموجب تو ایک عظیم تضاد کا پیدا ہو گیا مختصر بیان اسکا یہ ہے کہ
جبکہ آپ اقرار کرتے ہیں کہ الف لام کیساتھ جو الدجال معرف ہے وہ خاص کوئی اور وجود ہے
اقول مگر اسپر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ کیا صحابہ کرام جو اہل لسان تھے اس الف لام سے
واقف نہ تھے جو انہوں نے ابن صیاد کو دجال معہود قرار دیدیا جسکا بیان آپ نے بھی کیا ہے پھر
آپکا یہ بھی اقرار ہے کہ پہلے حضرت صلعم کو وحی سے بوضاحت اسکا پتہ معلوم نہ تھا اسپر یہ
اعتراض ہو کہ اگر وحی سے معلوم نہ ہوا تھا تو اس الف لام سے ہی آپکو پتہ چل جاتا پھر تمیم
داری کی حدیث کو دجال کی تحقیق میں آپ نے کل اور مستند قرار دیکے اپنے زعم میں الدجال کو کوئی
سمجھ لیا ہے اسپر یہ اعتراض وارد ہے کہ اس حدیث میں دجال نے یہ اقرار کیا ہے کہ وہ خود جزیرہ
میں موجود ہے کہ میرا خروج قریب ہے اور دنیا کی کل بستیوں میں چالیس روز کے اندر
سیر کرونگا لیکن مکہ و مدینہ میں نہیں جا سکونگا کیونکہ فرشتے ننگی تلواریں لئے کھڑے ہیں اگر میں
وہاں جانیکا ارادہ کروں تو وہاں کے جانے سے وہ مجھکو روکیں گے اور مجھکو ہرگز داخل نہ ہونے
دینگے یہ اقرار تو تمیم داری کی حدیث میں ہے جو آپ کی متمسک بہا ہے اور متفق علیہ حدیث
میں بطور نص کے مذکور ہے کہ دجال خانہ کعبہ کا طواف کریگا۔ اسلئے ضرور بالضرور آپ ان دونوں
امروں متضاد کی ہی تطبیق فرما دیجئے۔ علاوہ بریں دیگر احادیث دجال میں اختلافات ہیں جو کہ
پیش کئے جاوینگے بار زندہ صحبت باقی انشاء اللہ تعالے خلاصہ یہ کہ آپکے مسلک کے
بموجب ان احادیث متضاد و متناقض میں ہرگز ہرگز توفیق و تطبیق نہیں ہو سکتی ہے مگر جس
صراط مستقیم پر ہمکو حضرت اقدس نے قائم کر دیا ہے اسپر چلنے سے تمام احادیث دجال و
مسیح موعود وغیرہ میں توفیق و تطبیق ہو جاتی ہے چنانچہ ہم اسی حدیث تمیم داری کو جسکو
آپنے ہی دار و مدار فیصلہ کا قرار دیا ہے۔ اسی صراط مستقیم پر قائم ہو کر ہمکو خدا تعالیٰ اسکا
فیصلہ کئے دیتے ہیں مگر آپکو یہ قصہ یاد رکھنا چاہئے کہ الدجال وغیرہ کی جو احادیث
رؤیا اور مکاشفات آنحضرت صلعم کے ہیں وہ واجب التعبیر ہیں اور اسلئے وہ حدیث مستلزم

جس میں ذکر ہے کہ دجال خانہ کعبہ کا طواف کریگا اسکے اول الفاظ یہ ہیں جو مذکور ہے رأیتنی اللیلۃ عند الکعبۃ جس سے معلوم ہوتا ثابت ہے پس یہ حدیث بھی مکاشفہ اور رؤیا میں داخل ہے اور دجال کے خانہ کعبہ کے طواف کرنے سے وہی طواف مراد ہے جیسا کہ چور کسی گھر کا طواف واسطے نقب لگانے اور چوری کرنیکے کیا کرتا ہے اور مسیح موعود کے طواف سے وہ طواف مراد ہے جو کہ کوئی کسی گھر کی حفاظت کے واسطے کوتوال طواف کیا کرتا ہے اب پہلے تو تمیم داری کو جو کچھ کہ اپنے سفر بحری کا قصہ رؤیا میں خواب یا بیداری میں پیش آیا اس قصے کو آنحضرت صلعم نے اپنے مکاشفات متعلق دجال کے مطابق پایا اسی لئے اسکی طرف نہایت التفات کیا اور بڑی توجہ فرمائی اور تمیم داری کیساتھ جو تیس آدمی اور بھی ہم سفر تھے ان سے تصدیق کرانی بھی ضرورت نہ تھی اب ہم کو اور قوت تھا اسے یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ نصاریٰ اور انکے سلاطین و اراکین اور پادریان نصاریٰ ضرور بالضرور تمیم داری کے اسکے وہ ایک کامل مظہر اور پورے مصداق ہیں دلائل اور قرائن اسکے حسب ذیل ہیں یہ ظاہر ہے کہ جیسے اس قوم کا اقبال و اجلال کہ جو دجال آنے والا ہے وہ عجائبات دین اور مذہب کے ہر شے باعتبار دنیاوی امور کے دنیاوی انتظام میں تمام اس کے تابع اور پیرو خود و انجام ہیں نہ دین اور مذہب میں بلکہ دنیاوی انتظام کی رو سے ہم اسکو ایک رحمت الٰہی اعتقاد کرتے ہیں اور باعتبار مذہب کے ہم دجال قرار دیتے ہیں ورنہ لا حقیقۃ سلطنت انگلشیہ ـ اب ہم تمیم داری کی حدیث میں جو قرائن اس بات کے ثبوت میں ہیں انکو بیان کرتے ہیں

دلیل اول۔ اول تمیم داری کا وہ سفر بحری تھا یہ سفر بحری اسلوب مستعار ہے کہ الدجال موعود سفرہائے بحری میں بڑا اشتیاق اور باشوکت و اقبال ہوگا چنانچہ ظاہر ہے کہ جو قوت اور سلطنت بحری اس قوم انگلش کو حاصل ہے وہ انکی سلطنت بری و قوت بحری سے اور نیز دیگر اقوام دنیا کی قوت سے کچھ کم نہیں ہے بلکہ کچھ زیادہ ہی ہوگی

دلیل ثانی۔ تمیم داری کو اس سفر بحری میں ایک ماہ تک سرگشتہ اور حیران رہنا پڑا

یہ اشارہ اس امر کی طرف ہے کہ اس دجال کے مظہر کو بھی تلاش اور جستجو کسی نامعلوم جزیرہ معلوم کرنے میں سرگشتہ
اور حیران ہونا پڑیگا چنانچہ کولمبس کو مدت تک واسطے تلاش اور جستجو ملک ہندوستان کی
سرگشتہ اور حیران رہنا پڑا۔ اور آخر ملک امریکہ کا پتا اسکو لگا اور شائد ہندوستان
جنت نشان کا نشان جس کی اسکو تلاش تھی اسکا پتہ لگا

دلیل ثالث تمیم داری اس سفر بحری میں ایک جزیرہ میں پہنچ گیا جو کہ دنیا میں منکشف
تشخیصات کو کماحقہ نہیں کیا جاتا اور یہ کتب رفیہ کو اسلئے آنحضرت صلعم نے دجال کے پتہ دیا اس
امر کی طرف اشارہ ہے کہ دجال کے قبضہ میں بحر و بر بھی ہے اور جس کا بیان چنانچہ واقعہ
بھی یہی ہو رہا ہے جیسا کہ اوپر بیان

دلیل رابع وہ جزیرہ مشرقی بحر میں واقع تھا جو حدیث میں مذکور ہے یہ اسطرف اشارہ کرتا
ہے کہ دجال کا خروج مغرب سے مشرق کی طرف کو ہوگا چنانچہ ایسا ہی ہو رہا واقع ہو دیکھو
اور مالک الشرقی کو اور تواریخ و جغرافیہ کو

دلیل خامس حدیث میں موجود ہے کہ تمیم داری کی ملاقات اول جساسہ سے ہوئی
جسکے معنے ہیں بہت تجسس کرنے والا یا تفتیش کرنے والا اسطرف اشارہ ہو کہ مظہر الدجال کے بعد کوئی دوسری
قوم اخبار کی تجسس کرنے والی دنیا میں موجود نہ ہوگی اب واضح ہے کہ اس قوم کے برابر
کوئی دوسری قوم اخبار کی تجسس کرنے والی اب موجود ہے نہ پہلے موجود تھی اور یہ بات یاد
رکھنے کے قابل ہے کہ علم تعبیر میں اکثر اشارات بھی ہوتے ہیں اور آنحضرت
اسلئے آنحضرت کے مکاشفات میں بھی یہ امر ملحوظ ہے

دلیل ششم حدیث میں بصراحت موجود ہے کہ تمیم داری اس بحری گرجا گھر میں داخل
بھی ہو گئے اور دجال سے ملاقات اور گفتگو بھی بخوبی کی اور اسنے بہت سی خبریں عرب وغیرہ
کی اور انکی جاگرفی وغیرہ تمیم داری سے دریافت کی یہ اسطرف اشارہ ہے کہ مظہر الدجال
کا فن تواریخ اور علوم جاگرفی میں ایسا اشتیاق ہوگا کہ دوسری قوم اسکی برابری نہ کر سکیگی

اور اسکی نہ مذہبی دجالیت گرجا گھر سے پیدا ہوگی سو واقعات نے ہمکو ثابت کر دیا ہے کہ تمیم داری کا الدجال یعنی اسکا مظہر یہی قوم ہے جنکی دجالیت کا دور و مدار گرجا گھر سے ہی شروع ہوا ہے اور اسلئے تمام گرجا اسی گرجا کے مظہر ہیں

دلیل ہفتم حدیث میں موجود ہے کہ وہ دجال ایسا ایک عظیم الجثہ انسان تھا جسکے برابر کی بابت تمیم داری نے دوسرے انسان نہیں دیکھے تھے یہ مضمون اس امر کی خبر دیتا ہے کہ اس دجال کے برابر کسی دوسری قوم کا اقتدار و اقبال ہرگز دنیا میں مرتفع نہ ہوگا۔ سو واقعات نے ہمکو بتلا دیا کہ اس قوم کے برابر کسی دوسری قوم کا اقتدار اور شوکت و اجلال ہم نہیں دیکھتے ہیں اسی لئے ہم تمام غیر احمدی قوم کو بلکہ تمام اقوام کو نصیحت کرتے ہیں کہ دنیاوی امور میں انگریز کے فرمانبردار اور خیر خواہ رہیں کسی طرح پر انکی مخالفت نہ کریں کیونکہ یہی وہ لوگ ہیں جنکی نسبت حدیث مسلم میں وارد ہے لا یدان لاحد بقتالھما

دلیل ثامن حدیث کے مضمون سے ظاہر ہوتا ہے کہ الدجال کو بانی اسلام یعنی نبی امی کے اخبار کی طرف بڑی توجہ تھی کہ اس نبی امی کے اخبار اُسنے بہت توجہ سے دریافت کئے اب واقعات ہم کو بتلا رہے ہیں کہ پادریان نصاریٰ کو دین اسلام کے رد کی طرف بسبب اُسکے کمال وجہ کی رقابت کے سخت التفات ہے۔ اسی لئے الدجال کو بڑا خوف تھا کہ نبی امی سے ہی تمام دیگر مذاہب کا انقطاع ہی نہ ہو جاوے جو آپکی زبان سے نکلا اسکی وجہ یہیں معلوم ہوتی ہیں اول تو حضرت صلعم کو بائیبل میں نبی امی ہی لکھکر رکھا گیا ہے اور یہی لکھا گیا ہے کہ اسکے دین کا اجلال و اقبال تمام دنیا میں بڑے زور شور کے ساتھ پھیلیگا اسی لئے الدجال کو بڑا خوف اور اندیشہ نبی امی کے ظہور سے تھا۔ بنابریں اسنے نبی امی ہی کے اقوال بڑی توجہ سے بہت سے دریافت کئے کہ آپ مشابہ ہے کہ پادری صاحبان عیسائی کی بھی بڑی توجہ اہل اسلام اور انکے اسلام کی ہی طرف زیادہ ہے کیونکہ سوا اہل اسلام کے دوسرے ادیان باطلہ والے ان دجالی مذہب کو ہلاک کر ہی نہیں سکتے سو

تو ایشیا میں گو مات کر رہی ہیں کیسا صاف آنحضرت صلعم کی پیش گوئی اس طرف بھی مشیر ہے کہ وہ
الدجال علوم و فنون میں ایسا ماہر اور مشاق اور صاحب ملکہ ہوگا کہ اسکے برابر دوسری کوئی
قوم اہل علم شمار نہیں کیجاوے گی خصوصاً جب کہ دوسری حرفوں کی طرف بھی نظر کیجاوے
تو اس قوم نے وہ علوم و فنون نکالے ہیں کہ زمینی حالات کا تو ذکر ہی کیا ہے آسمانی علوم
جہانی بھی نکالے ہیں کہ درجہ سابقین میں کوئی فرد بشر انکا نشان نہیں دیکھ سکتی قوم واسطے اسکی
دیکھو حدیث صحیح میں موجود ہے دیکھو نیز دن ما بین السماء و الارض فلقلت من
انت قال انا الدجال سعاد الحمد اور مشکوۃ صفحہ ۴۰۰ باب واقعات بتلا
رہے ہیں کہ جو توجہ اور التفات اس مظہر الدجال کو تحصیل علوم و فنون کی طرف ہے وہ
اور کسی قوم کو کا عشر عشیر کان ہرگز نہیں۔ اگر کوئی دوسری قوم علوم و فنون میں اسکے
ہمسر موجود ہو تو پیغامبر صاحب بھکم اسکا پتہ بتلادیں

دلیل نہم اسی حدیث میں مرقوم ہے کہ ابن الدجال نے مجھ کو ابا کرے کہ میں تحقیق کروں گا
تو دنیا بھر کی بستیوں اور قریوں میں سوائے مکہ و مدینہ کے چالیس روز میں سیر کروں گا
یہ اسطرف شہرہ ہے جو کہ ریلوں کے واقعات کا نقارہ روز شب ہماری آنکھوں کے سامنے
موجود رہتا ہے عیاں را چہ بیاں

دلیل دہم بعد اتمام تصریحات صحیح رکھی کے حضرت سید المرسلین نے یہ بھی ارشاد فرمایا
کہ وہ الدجال مشرق کی طرف ہوگا کما اومأ الی المشرق یہ اسطرف اشارہ ہے کہ
اس دجال کا فتنہ فقط مشرق کی طرف زیادہ ہوگا سو واقعات بھکو بتلاتے ہے
میں کہ فتنہ دجالی پادریوں کا جو ہندوستان میں ہے جو مشرق میں مدینے واقع ہے
وہ دوسرے ملکوں میں موجود نہیں بلکہ اسکا عشر عشیر بھی نہیں دوسرے ملک میں نہیں
پایا جاتا مگر ہم اس حدیث میں اور بھی اشارات موجود ہیں لیکن بغرض اختصار کے نہیں
دیں اشارات پر کفایہ کیا پیغامبر صاحب بھکم جاگرافی اور تاریخ سے بھی بخوبی واقف

ہوگئے مگر انصاف کیجئے قریبی دس اشارات جو حدیث صحیح مسلم سے بیان کئے گئے ہیں اور
اسی حدیث میں آپنے الدجال کے نصیحہ کا تذکرہ کیا ہے کافی ورافی ہیں وقدلک حشرام
کا مدار ہے کیونکہ لغت عرب کے بموجب بھی پادری انصاری کو دجال ہونا ثابت کرتی ہیں
جس کو تفصیل سے دیکھنا ہو وہ ہمارے رسالہ استبدال الصبیان کی طرف رجوع کرے مختصر
طور پر یہاں درج کیا جاتا ہے تاج العروس شرح قاموس میں لکھا ہے ومنہ
اشتقاق الدجال المسیح الکذاب لانہ یعم الارض کما ان الهناء یعم الجسد
صفت دجال کی جو خاص لغت عرب نے بیان کی پادریان عیسائیوں میں موجود ہے دیکھو
تمام بسیط الارض پر یہ پادری توام پھیلی ہوئی ہیں اب اسکا ثبوت اس طرح
لغت عرب سے ہوگا۔ العروس دجل دجلا اذا الکذب واخرق لانہ یدعی
الربوبیۃ وهذا من اعظم الکذب۔ یہ صفت بھی ان میں موجود ہے کیونکہ صنائع
وبدائع اور گلٹ سازی وغیرہ جو اس قوم نے جاری کئے ہیں اسکا پتہ کسی پہلی قوم کی
تاریخ میں نہیں ملتا اور سماوات وطبقات الارض کے متعلق وہ وہ فنون وعلوم ایجاد کئے
ہیں جو گویا زبان حال سے دعوے ربوبیت کا کر رہے ہیں۔ اور نیز حضرت عیسے کی الوہیت
کے قائل ہیں وقیل ہو من دجل الرجل اذا قطع نواحی الارض
اطراف زمین میں کوئی حصہ باقی رہ گیا ہے جسکو انہوں نے قطع نہ کیا ہو چنانچہ اس میں
لکھا ہے قال ابو العباس سمی دجالا لضربہ فی الارض وقطعہ اکثر نواحیها
ایضا ہو من دجل تدجیلا اذا غطی لانہ یغطی علی الناس بکفرہ و
یغطی الارض بکثرۃ جموعہ او لانہ یدجل الحق بالباطل ظاہر ہے کہ یہ صفات

ل ھناء یا تکسر قطران جو کہ جسم اونٹ پر ملا کرتی ہے۔ م ی ب

ک کما قال اللہ تعالے قل من کان فی الضلالۃ فلیمدد لہ الرحمن مدا
یعنی یہ قوم ضالین ہے۔ اسکو کتنی بسط اور عرض میں زیادت ہوا ہے۔ م ی

سبھی ان قوموں میں پائی جاتی ہیں تمام دنیاؤں کو دنیا بھر میں ان اقوام نے اپنے کثرت سے بھی
ڈھک لیا ہے اور انکی تجارتی اشیا اتنی کثرت سے دنیا بھر میں پھیل رہی ہیں کہ زمین کو
بھی ڈھک دیا ہے اور حق کو اپنے باطل سے ڈھک دینا چاہتے ہیں یہ صفت ان کی امور
دنیات میں خود ظاہر ہے۔ ایضاً اسی میں ہے ارض دجال اذا طلی بالذھب
وکل شیء موہتہ بماء الذھب فقد دجلتہ سمی بالتمویہ علی
الناس بالباطل وتلبیسہ ملمع کرنا سونے اور چاندی کے زیوروں یا ہر ظروف
اقسام سازو سامان ملمع کو دیکھو تو اس قدر ہے اور تلبیس کا نظارہ اس قوم میں ایسا تم کو نظر
آئیگا کہ زمانہ ماضیہ میں کوئی ایسا نظارہ کوئی تاریخ نہ بتا سکے گی ایضاً والصواب الدجال
الدجال یعنی الذھب کشدّاد الی قولہ لان الکنوز تتبعہ حیث ذھب
دیکھو سونا اور علاوہ اسکے دنیا بھر کی چاندی انکے پیچھے پیچھے پھرتی ہے ایضاً ارض مدلوجہ
بالتشدید ایضاً الرفقۃ العظیمۃ تغطی الارض بکثرۃ اھلھا وقیل ھی
الرفقۃ تحمل المتاع للتجارۃ قال دجالۃ من اعظم الرفاق۔ دنیا کی ہر ایک
شے کی تجارت کی ترقی جو اس قوم نے کی ہے تمام بسیط ارض میں ان ہی کی تجارت پھیل
رہی ہے۔ بتاؤ کہ دنیا بھر میں اور کونسی قوم کی ایسی کمپنی کی تجارت جاری ہے اور زمانہ
ماضی میں کسی کمپنی اور قوم نے اس قدر ترقی تجارت میں کی ہے۔ تاج العروس شرح
قاموس سے یہ عبارات نقل کی گئی ہیں اور لسان العرب وغیرہ میں قریباً اسی طرح پر
لکھا ہے اور صحاح جوہری میں لکھا ہے۔ الدجال والدجالۃ الرفقۃ العظیمۃ
قال الشاعر ۔ دجالۃ من اعظم الرفاق۔ اور صراح میں لکھا ہے۔ دجال نام
مسیح کذاب وگروہ بزرگ دجالۃ مثلہ غرضیکہ لغت عرب کی کتابوں میں خوب چھان
جہاں پڑھی سب میں ایسا ہی لکھا ہوا ہے سبحان اللہ آنحضرت صلعم کو کیسا وسیع علم
دیا گیا تھا کہ آپ نے جس گروہ کو اپنے کشف میں دجال سے نامزد فرمایا اس میں وہ تمام تیں

اب باقی کتابیں جو لغت عرب میں انکی ہوئی ہیں جنکا شمار ہے تمام زمین میں پھیلاؤ
دینیات میں سرتا پا کذب اور افترا سے کام لینا زمین و آسمان کے متعلق وہ علوم تحصیل
کرنا جس سے دعویٰ ربوبیت معلوم ہو۔ تمام اطراف و اکناف میں سیر کے سامان مہیا کرکے
سیاحت کرنا۔ تلبیس اور کفر سے حق کو باطل کے ساتھ خلط ملط کر دینا تمام دنیا سے انکی
قوموں میں علم و فن اور کثیر التعداد ہونا۔ صنائع بدائع اور تمام کاموں دنیا میں ایسی ترقی
اور رونق دینا کہ اگر رنگ ہے تو چاندی معلوم ہونے لگتی ہے اور اگر تانبا یا پیتل ہے
تو سونا معلوم ہونے لگتا ہے تمام خزانوں زمین کو اپنے پیچھے پیچھے پھرانا دنیا بھر کی تجارتوں کو
اس قدر ترقی دینا کہ کوئی دوسری قوم ہرگز ہرگز انکی برابری نہیں کر سکتی تمام دنیا
کے اسباب اور سامانوں کو بذریعہ ریلوں کے شرق سے غرب اور غرب سے شرق کو اور جنوب سے
شمال کو اور شمال سے جنوب کو اٹھائے پھرنا تلک عشرۃ کاملہ
پھر ہم یاد دلاتے ہیں کہ بلحاظ امور دنیوی کے انکی سی ترقی دینے والی کوئی قوم نہیں
بس ہم کو امور دنیوی میں انکی اتباع کرنے سے ترقی دنیوی حاصل ہوگی لیکن باعتبار امور
مذہبی کے یہ قوم دجال ہے جس کی تصریح کرکے مسلمانوں کو لغت عرب سے ہم کو واسطے اجتناب
کرنے انکے مذہب اور ملت سے بخوبی وضاحت کے ساتھ تاکید کی ہے انتہیٰ من رسالۃ
التقریر فی دفع التزویر

تصدیق المسیح جس میں تمام موٹے موٹے ان اعتراضوں کا جو سلسلہ احمدیہ پر
کئے گئے ہیں۔ بشاہد دلائل و عقل جواب تحقیق کے ساتھ دیا گیا ہے
۸۰ صفحے کے قریب رسالہ ہے قیمت ۴ جن لوگوں نے وی پی واپس کر دئے
تھے وہ ۱/ کے ٹکٹ بھیج کر وہ رسالہ تشحیذ الاذہان قادیان سے منگوالیں

مینیجر

شام کی ملکہ اور میں

کل جو جنگل سے پرے تفریح خوری ہو گئی
ایک پگاڈنڈی سے میری ہم کلامی ہو گئی
میں نے پوچھا یہ تو بتلا کون تیرا خالق تھا
لوگ کہتے ہیں کہ جینے نے تجھے پیدا کیا

توبہ توبہ وہ بھلا کیونکر ہوا خالق مرا
وہ بھی سو سال گزرے ہیں کہ تھا مر چکا
وہ نبی تھا اس سے پہلے بھی ہو چکے کئی
موت کا وارث بھی کوئی تھا سب کے قول
خطبۂ مستقیم کیوں بھولے تمہارے مولوی
کیوں خلاف اس کا کرتے ہیں جلسے [illegible]
کیا نہیں قرآن میں [illegible]
ہوئے مسلم پھر بھی ایسے مشرک [illegible] تم
کل شئی کی ہر نسبت ایک خالق کی طرف
ساری دنیا کی نگاہیں ایک ہی کی طرف
خالق یکتا خدائے واحد و تنہا ہے
جو ہیں وہ موت کا مالک خود مرتا ہے
عاصمہ شئی [illegible] پیدا ہو محال
ایک مخلوق میں کس طرح خالق کا کمال
فدوی کی ہو پیدائش اسی کے ہاتھ سے
پورا [illegible] کسی بچے کو کر سکتا تھا
سن کے [illegible] ہو چکا
ایک آئینہ [illegible] ہو چکا
ایسی سید [illegible] کہتے [illegible]
حیف ہو گر [illegible] ہوا

پھر [illegible] ہے [illegible]
لیجئے [illegible] کے لئے [illegible]
مسجدوں [illegible] نماز
آپ [illegible] محمود [illegible]
اپنے دل سے نہیں [illegible]
[illegible] حدیث [illegible]
امتیاز کفر و اسلام ایک ہی [illegible] تھی
[illegible] علم [illegible]

قلب مسلم میں نہیں وہ دمشق کی جگہ یاں — جوش نفرت سے پڑے تھے [illegible]
ہے شرابور غم عشق مسیح [illegible] — اس میں اس تبدیلی سے بھی حیران ہیں
بس [illegible] سارے وہ [illegible] شامل ہو سکیں — مسجد [illegible] [illegible]
دستہ رو سے ہو مصروف حسن [illegible] میں — پیرو ہر ایک ہوتے اقوال میں افعال میں
آجکل وہ [illegible] آن جمال ہے کہاں — کھو گئے ہیں رنگ میں [illegible] دو جہاں
بات سنتے ہی کلیجہ تھام کر میں رہ گیا — خون دل خون جگر آنکھوں سے بہہ گیا

ٹوٹ آیا دل اندوہگیں جیسے شیشہ زار — سامنے رکھ دی [illegible] جو ہو گئی [illegible]
فاتحہ پڑھ کر انکا خوب ہی دل کا غبار — [illegible] رنگ [illegible] زار زار
آہ ان اسلامیوں کا حال کیسا زبوں — [illegible] کر تو ہے مگر جوش [illegible]
تو مسیح وقت ہے اللہ کا سچا نبی — تیرے انفاس زکیہ سے ملی انکو زندگی
[illegible] حق تیری [illegible] — جان و مال اکمل مشتاق ہو تجھ پر فدا
شرک کا نام و نشان مٹ جائیگا تیری دلیل — بوستان احمدی پھل لائیگا تیری سبیل

مسجدیں آباد ہونگی سب تیرے ہی نام سے
منتیں آزاد ہونگی سب تیرے ہی نام سے

پیغام صلح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی وفات سے [illegible] مبارک [illegible] تمام احمدیہ [illegible] لاہور میں [illegible] تمام قوموں اور خصوصاً ہندؤں کو پیغام صلح دیا تھا کہ ایک ہی طریق ہے کہ سب لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھ لیں اور ہماری طرح تمام [illegible] اسی مقدس یادگار کو قائم رکھنے اور اس پیغام کی اشاعت [illegible] لئے پیغام صلح جاری کیا گیا [illegible] شائع ہوتا ہے [illegible] کی ایڈیٹری ماسٹر [illegible] حسین صاحب فرخ آبادی [illegible] امید کی جاتی ہے [illegible] احمدی [illegible] قیمت سالانہ [illegible]

ماہِ رمضان المبارک

میں

غیر معمولی رعایت

بشرطیکہ البشریٰ مجموعہ الہامات حضرت اقدسؑ خریدیں

نام کتاب	قیمت اصل	رعایتی	خلاصہ مضمون
تفسیر ترجمۃ القرآن پ ۲۳	عہ	۲ر	کون نہیں جانتا کہ آجکل ایسی تفسیر کی ضرورت
" پ ۲۴	[illegible]	[illegible]	ہے جس میں آیت کا ربط بتلایا گیا ہو اعلان
" پ ۲۶	[illegible]	[illegible]	دلائل کو کھولکر رکھا گیا ہو جو قرآن مجید برکت
" پ ۲۷	[illegible]	[illegible]	میں اپنے دعوے کے ساتھ پیش کرتا ہے اور
" پ ۲۸	[illegible]	[illegible]	جو دوسری الہامی کتابوں سے منجملہ امتیازی
" پ ۲۹	[illegible]	[illegible]	نشانات کے ہے
مجربات نور الدین حصہ اول	[illegible]	[illegible]	شاہی طبیب حکیم حاذق حضرت مولینا نورالدین
" " دوم	[illegible]	[illegible]	صاحب کے مجربات کیمیاوی نسخے لاجواب مفید
" " سوم	[illegible]	[illegible]	نادر نسخے
تحفہ سالانہ جلسہ ۱۹۰۷ء	[illegible]	[illegible]	یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام خلیفۃ المسیح مولوی عبدالکریم صاحب کی تقاریر کا مجموعہ ہدایات اور معارف حقائق کا گنجینہ ہر ۲۰۰ صفحہ

نام کتاب	قیمت	خلاصہ مضمون
حقیقت نماز	۸ / ۵	جس میں نماز کی حقیقت اور اسکے متعلق ضروری مسائل اور ارکان نماز کا فلسفہ بیان کیا گیا ہے جیفیکر کتاب کے آخیر میں چند سورتوں کے عجیب و غریب تفسیر [illegible]
منصح	۸ / ۵	یہ ایک رسالہ ہے جس میں نبی کریم صلعم کے ظہور کی بشارت کتب سابقہ سے دکھائی گئی ہے اور اسکے ساتھ ایک نہایت دلسوز مسدس ہے [illegible] روحانی اٹھائیں
رد چکڑالوی	[illegible]	چکڑالوی کا فتنہ سخت ہے مگر اسکا جواب بھی سخت ہے حجم [illegible] صفحہ
عمدۃ الاحکام	[illegible]	بخاری اور مسلم کی صحیح احادیث کا مجموعہ مترجم مع اعراب خوشخط پسندیدہ امیر المومنین
خطبات نور حصہ اول / دوم	[illegible]	حضرت امیر المومنین کے خطبات کا مجموعہ جو [illegible] پڑھنے حقائق و معارف کا خزینہ
امتیازی نشانات مسیح موعود	۱/	وہ نشانات جن سے مسیح موعود دوسرے انبیاء [illegible] بعض انبیاء سے ممتاز ہے [illegible]
طبیب روحانی	۲/ ۱/	بعض روحانی امراض کا علاج قرآن کریم [illegible] خوشخط [illegible]

نام کتاب	قیمت اصلی	قیمت رعایتی	خلاصہ مضمون
ادعیۃ الاحادیث	۱ر	عہ	احادیث کی وہ دعائیں جو مختلف مقامات و حالات کے مناسب رسول کریم صلعم نے فرمائیں
ہدایات دربارہ معاملات	۲ر	۱ر	معاملات کے بارہ میں احادیث نبوی کی تفصیل
ظہور المسیح	۶ر	۴ر	مسیح موعود کی وفات اور مسیح محمدی کی تشریف کا ثبوت تمام مخالف کتابوں کے حوالہ سے لکھا ہے
اربعین	۸ر	۲ر	حضرت اقدس کی تصنیف آیت لو تقول کی تفسیر اور اپنی صداقت کا ثبوت
حضرت اقدس کی پرانی تحریریں	۸ر	۴ر	
الاسماء الحسنیٰ	۵ر	۳ر	اللہ کے اسماء کی تشریح بچوں کے لئے
مکتوبات احمدیہ	۱۰ر	۸ر	حضرت مسیح موعود کے خطوط معارف و حقائق کا اور تصوف کا گنجینہ
الموعظۃ الحسنۃ	۲ر	۱ر	تفسیر سورۃ فاتحہ عجیب اور بیحد مفید و دلکش
سلک مروارید	۸ر	۳ر	لڑکوں کے پڑھانے کے قصے کے رنگ میں نہایت عمدہ
خطبات نور حصہ اول	۱۰ر	۸ر	حضرت امیر المومنین کے جمعہ و عیدین کے خطبے
حصہ دوم			
تشحیذ اگست ۱۹۱۱ء	۲ر	۲ر	جس میں مضامین شیعہ کے متعلق تمام مکمل باقاعدہ شرح و مفصل آچکے ہیں
اسلام کی پہلی کتاب	۲ر	۲ر	ضرورت زمانہ ۲ر ۱ر
معیار حق	۲ر	۲ر	احمد بیگ والی پیشگوئی ۲ر ۱ر

رسیدات زر

جناب چودھری [illegible] صاحب [illegible]
جناب منشی عبد[illegible] صاحب [illegible]
جناب مسٹر محمد ابراہیم صاحب [illegible]
جناب [illegible] صاحب [illegible]
جناب [illegible] صاحب [illegible]
جناب [illegible] صاحب [illegible]
جناب [illegible] غلام رسول صاحب [illegible]
جناب [illegible] محمد صاحب [illegible]
جناب [illegible] صاحب [illegible]
جناب [illegible] عبدالکریم صاحب [illegible]
جناب [illegible] عبدالعزیز صاحب [illegible]
جناب سید [illegible] صاحب [illegible]
جناب [illegible] محمد [illegible] صاحب [illegible]
جناب منشی [illegible] صاحب [illegible]
جناب [illegible] محمد بخش صاحب [illegible]
جناب [illegible] صاحب [illegible]
جناب علی بخش صاحب [illegible]
جناب [illegible] عبدالرحمن صاحب [illegible]
جناب حکیم محمد [illegible] صاحب [illegible]
جناب [illegible] محمد صاحب [illegible]

جناب مولوی [illegible] صاحب [illegible]
جناب [illegible] صاحب [illegible]
جناب سید [illegible] صاحب [illegible]
جناب منشی [illegible] محمد صاحب [illegible]
جناب [illegible] محمد صاحب [illegible]

[illegible]

جناب مولوی محمد [illegible] صاحب [illegible]
جناب [illegible] صاحب [illegible]
جناب [illegible] صاحب [illegible]
جناب شیخ [illegible] محمد صاحب [illegible]
جناب میاں [illegible] صاحب [illegible]
جناب میاں عبدالعزیز صاحب [illegible]
جناب [illegible] صاحب [illegible]
جناب [illegible] صاحب [illegible]
جناب [illegible] صاحب [illegible]
جناب [illegible] صاحب [illegible]
جناب چودھری غلام [illegible] صاحب [illegible]
جناب [illegible] صاحب [illegible]
جناب [illegible] صاحب [illegible]
جناب [illegible] احمد صاحب [illegible]
جناب [illegible] صاحب [illegible]

جناب منشی [illegible] صاحب [illegible]
جناب [illegible] صاحب [illegible]
جناب [illegible] صاحب [illegible]
جناب [illegible] صاحب [illegible]
جناب [illegible] صاحب [illegible]
جناب [illegible] صاحب [illegible]
جناب [illegible] صاحب [illegible]
جناب شیخ [illegible] صاحب [illegible]
[illegible]
جناب [illegible] صاحب [illegible]
[illegible]
جناب [illegible] صاحب [illegible]
جناب [illegible] صاحب [illegible]
جناب منشی [illegible] صاحب [illegible]
جناب [illegible] صاحب [illegible]
جناب [illegible] صاحب [illegible]
[illegible]
جناب [illegible] صاحب [illegible]
جناب [illegible] صاحب [illegible]
[illegible]
جناب [illegible] صاحب [illegible]

جناب محمد [illegible] صاحب
جناب [illegible] صاحب
جناب [illegible] صاحب
جناب ڈاکٹر سید [illegible] صاحب
جناب حکیم محمد [illegible] صاحب
جناب [illegible] صاحب
جناب مولوی [illegible] صاحب
جناب [illegible] خان صاحب

[illegible]

جناب [illegible] صاحب
جناب ڈاکٹر [illegible] صاحب
[illegible]

جناب مولوی سید [illegible] صاحب
جناب مولوی [illegible] صاحب
جناب [illegible] صاحب
جناب [illegible] صاحب
جناب [illegible] صاحب
جناب سید [illegible] صاحب
جناب [illegible] صاحب
جناب [illegible] صاحب
جناب [illegible] صاحب

جناب [illegible] صاحب
جناب سید [illegible] صاحب
جناب [illegible] صاحب

[illegible]

جناب [illegible] صاحب
[illegible]

[illegible]

[illegible]

جناب [illegible] صاحب
جناب [illegible] صاحب

[illegible]

جناب [illegible] صاحب
جناب [illegible] صاحب
جناب [illegible] صاحب

[illegible]

[illegible]

[illegible]

منشی برکت علی صاحب سوفت [illegible]
چراغ الدین صاحب [illegible]
جناب سید [illegible] الدین صاحب [illegible]
جناب منشی [illegible] الدین صاحب [illegible]
میاں [illegible] الدین صاحب [illegible]
جناب مولوی [illegible] صاحب [illegible]
میاں غلام محی الدین صاحب [illegible]
جناب غلام محمد صاحب [illegible]
جناب عبد [illegible] صاحب [illegible]
جناب محمد [illegible] صاحب [illegible]
جناب عبد [illegible] صاحب [illegible]
جناب مولوی [illegible] علی صاحب [illegible]
جناب منشی [illegible] صاحب [illegible]
جناب [illegible] صاحب [illegible]
جناب [illegible] صاحب [illegible]
جناب [illegible] محمد صاحب [illegible]
جناب سیکرٹری [illegible]

[illegible] مارچ [illegible]

جناب [illegible] برکت علی [illegible]
جناب [illegible] صاحب [illegible]
اشتہاری [illegible]

جناب [illegible] صاحب [illegible]

[illegible] مارچ [illegible]

[illegible] الدین صاحب [illegible]
[illegible] الدین صاحب [illegible]
جناب [illegible] حسن [illegible]
جناب منشی عبد [illegible] صاحب [illegible]
جناب [illegible] صاحب [illegible]

[illegible] مارچ [illegible]

جناب [illegible] صاحب [illegible]
[illegible]
جناب منشی [illegible] صاحب [illegible]
جناب [illegible] صاحب [illegible]
جناب [illegible] صاحب [illegible]

[illegible] مارچ [illegible]

جناب [illegible] محمد صاحب [illegible]
جناب [illegible] محمد صاحب [illegible]
جناب [illegible] محمد صاحب [illegible]

[illegible] مارچ [illegible]

جناب [illegible] صاحب [illegible]
جناب [illegible] صاحب [illegible]

[illegible] مارچ [illegible]

جناب محمد [illegible] صاحب [illegible]

[illegible] مارچ [illegible]

جناب [illegible] صاحب [illegible]

۱۵ اپریل [illegible]

جناب [illegible] صاحب [illegible]
[illegible]

[illegible] اپریل [illegible]

جناب منشی [illegible] صاحب [illegible]
جناب عظیم [illegible] صاحب [illegible]
جناب [illegible] صاحب [illegible]
جناب [illegible] صاحب [illegible]
اشتہاری [illegible]

جناب [illegible] محمد [illegible] صاحب [illegible]
[illegible]

[illegible] اپریل [illegible]

جناب [illegible] صاحب [illegible]
جناب محمد [illegible] صاحب [illegible]
جناب [illegible] صاحب [illegible]

[illegible] اپریل [illegible]

جناب [illegible] صاحب [illegible]
جناب [illegible] صاحب [illegible]
[illegible]

۸ اپریل سنہ

[illegible] جناب منشی گلاب دین صاحب [illegible]

۱۰ اپریل سنہ

[illegible] جناب محمد عبداللہ صاحب [illegible]

[illegible] جناب شیخ محمد دین صاحب [illegible]

[illegible] جناب محمد [illegible] صاحب [illegible]

[illegible] جناب منشی [illegible] صاحب [illegible]

[illegible] جناب میاں [illegible] صاحب [illegible]

[illegible] جناب منشی علی محمد صاحب [illegible]

[illegible] جناب مولوی [illegible] صاحب [illegible]

[illegible] جناب [illegible] صاحب [illegible]

۱۱ اپریل سنہ

[illegible] جناب محمد [illegible] صاحب [illegible]

[illegible] جناب مولوی محمد علی صاحب [illegible]

[illegible] جناب [illegible] صاحب [illegible]

۱۲ اپریل سنہ

[illegible] جناب [illegible] صاحب [illegible]

۱۳ اپریل سنہ

[illegible] جناب [illegible] صاحب [illegible]

[illegible] جناب [illegible] صاحب [illegible]

[illegible] جناب [illegible] صاحب [illegible]

۲۲ اپریل سنہ

[illegible] جناب محمد عبدالرزاق صاحب [illegible]

۲۳ اپریل سنہ

[illegible] جناب پیر [illegible] صاحب [illegible]

۵ اپریل سنہ

[illegible] جناب [illegible] حسین بیگ صاحب [illegible]

[illegible] جناب مولوی [illegible] حسن صاحب [illegible]

جناب سید محمد حسین صاحب [illegible]

[illegible]

[illegible] جناب [illegible] محمد حسین صاحب [illegible]

[illegible] اپریل سنہ

[illegible] جناب [illegible] صاحب [illegible]

[illegible] جناب [illegible] صاحب [illegible]

[illegible] جناب محمد [illegible] صاحب [illegible]

[illegible] جناب [illegible] صاحب [illegible]

ماہ مئی سنہ

[illegible] جناب [illegible] صاحب [illegible]

[illegible] جناب محمد [illegible] خان صاحب [illegible]

[illegible] جناب [illegible] صاحب [illegible]

[illegible] مئی سنہ

[illegible] جناب [illegible] صاحب [illegible]

[illegible]

[illegible] جناب [illegible] صاحب [illegible]

[illegible] جناب مولوی [illegible] صاحب [illegible]

[illegible] جناب [illegible] محمد صاحب [illegible]

۷ مئی سنہ

[illegible] جناب منشی [illegible] صاحب [illegible]

[illegible] جناب [illegible] صاحب [illegible]

[illegible] جناب [illegible] صاحب [illegible]

[illegible] جناب [illegible] صاحب [illegible]

[illegible] جناب منشی [illegible] صاحب [illegible]

[illegible] جناب محمد دین صاحب [illegible]

[illegible] جناب محمد [illegible] صاحب [illegible]

[illegible] مئی سنہ

جناب [illegible] صاحب [illegible]

[illegible] مئی سنہ

[illegible] جناب [illegible] صاحب [illegible]

[illegible] جناب [illegible] صاحب [illegible]

[illegible] مئی سنہ

[illegible] جناب مولوی [illegible] صاحب [illegible]

[illegible] جناب [illegible] دین صاحب [illegible]

[illegible] جناب [illegible] علی صاحب [illegible]

[illegible]

۱۶ ر مئی [illegible]

جناب منشی غلام محمد صاحب عہ

۱۹ ر مئی [illegible]

جناب میاں [illegible] صاحب [illegible]

جناب نور محمد صاحب [illegible]

جناب [illegible] فضل احمد صاحب [illegible]

۲۰ ر مئی [illegible]

جناب [illegible] صاحب [illegible]

۲۱ ر مئی [illegible]

جناب سید [illegible] حسین صاحب [illegible]

جناب [illegible] صاحب [illegible]

جناب [illegible] الدین صاحب [illegible]

جناب [illegible] بخش صاحب [illegible]

۲۲ ر مئی [illegible]

جناب [illegible]

[illegible]

جناب محمد ابراہیم صاحب [illegible]

جناب محمد عبد الرشید صاحب [illegible]

ماہ جون [illegible]

جناب [illegible] الدین صاحب [illegible]

[illegible] جون [illegible]

[illegible]

۱۵ ر جون [illegible]

جناب حکیم محمد [illegible] صاحب عہ

جناب محمد [illegible] صاحب عہ

[illegible]

ماہ جولائی [illegible]

[illegible]

جناب [illegible] صاحب
جناب [illegible]
جناب [illegible]
جناب [illegible]
جناب [illegible]
جناب کریم بخش صاحب
جناب [illegible]
جناب [illegible]
جناب [illegible] عبدالرحمن صاحب
جناب [illegible]
جناب [illegible]
جناب محمد [illegible]
جناب [illegible]
جناب [illegible]
جناب [illegible]
جناب [illegible]
جناب [illegible]
جناب [illegible]
جناب [illegible]
جناب [illegible]

جناب [illegible] بخش صاحب
جناب [illegible] صاحب
[illegible]
جناب [illegible] عبدالصمد صاحب
جناب سید محمد صاحب
جناب [illegible]
جناب [illegible] محمد صاحب
جناب [illegible]
جناب [illegible]
جناب [illegible]
جناب [illegible]
جناب [illegible]
جناب [illegible]
جناب [illegible] عبدالرحمن [illegible]
جناب [illegible]
جناب [illegible]
جناب [illegible]
جناب [illegible]
جناب [illegible]
جناب [illegible]
جناب [illegible]

جناب [illegible]
جناب [illegible]
جناب [illegible]
[illegible]
جناب [illegible]
جناب [illegible]
جناب [illegible]
جناب [illegible]
جناب [illegible]
جناب [illegible]
جناب [illegible] محمد صاحب
جناب [illegible]
جناب [illegible]
جناب [illegible]
جناب [illegible] صاحب
جناب [illegible]
جناب [illegible]
جناب [illegible]
جناب [illegible]
جناب [illegible]
[illegible]

بری حالت ہے۔ روگ کا گھر کھانسی

بچے ضعیف ہر ایک کے لئے کھانسی باعث ہلاکت ہے شروع ہی میں اگر یہ کھانسی کی خبر نہیں لیجاوے۔ تو یہ اچھے جوان ہی کو ایک دم ضعیف الجثہ بنا دیتی ہے بعدہ اسی سے دمہ اور سل وغیرہ کا مہلک عارضہ ہوجاتا ہے اسلئے کھانسی ہوتے ہی اس کی تدبیر کرنی چاہیئے الغرض بہر کیف بہت ہی سہل ہے۔ ڈاکٹر ایس کے برمن کی

کف و کھانسی کی دوا

ایک شیشی لیکر گھر میں رکھدو۔

اس میں یہ فوائد ہیں (۱) سردی کو ہضم کرتا (۲) کھانسی کو دباتا (۳) کف کو پکا کرتا

(۴) کف کو نکالتا (۵) سستی کو روکتا سردی کھانسی کیلئے نہایت ہی اکسیر دوا ہے قیمت ۱ شیشی کلاں عہ محصولڈاک ہر چھوٹی شیشی ۸ر محصولڈاک ۳ر

اس دوا پر مہاراجہ صاحب کی رائے۔ مہاراجہ دل گنجن سنگھ دیو بہادر فیوڈ بری چیف پٹنہ اسٹیٹ بوڈا نجیر ضلع سمبھلپور سے کہتے ہیں جناب من! آپکی روانہ کردہ کھانسی کی دوا کے لئے مشکور ہوں اس دوا سے ہماری کھانسی بالکل دفع ہوگئی مجھکو سات خوراک سے زیادہ پینے کی ضرورت نہ ہوئی کھانسی مجھے بہت دنوں سے تکلیف دے رہی تھی۔ اسوجہ سے دوبارہ آپکا شکریہ ادا کرتا ہوں فوٹ ہر جگہ اور ہر شہر میں ایجنٹ سے ملتی ہے

ڈاکٹر ایس کے برمن ۱۵ / ۹ تاراچند دت اسٹریٹ کلکتہ

یہ رسالہ ہر انگریزی مہینے کی ۱۰ تاریخ کو قادیان ضلع گورداسپور سے شائع ہوتا ہے

بابت ماہ اگست ۱۹۱۳ء

تشحیذ الاذہان

ج ۸

فہرست مضامین

قیمت سالانہ [illegible]

[illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

رسالہ

تشحیذ الاذہان

بابت ماہ اگست ۱۹۱۳ء

ہمارا مسیح موعود علیہ السلام شریک باری تعالیٰ ہونیکا مدعی نہ تھا

خدا کے نبیوں پر جھوٹے الزام

یہ عنوان میرے احمدی برادران طریقت کو شاید حیرت میں ڈالے مگر یہ تعجب کی کوئی بات نہیں کیونکہ شریر لوگوں نے ہمیشہ سے حق کے دشمنوں نے بڑے بڑے راستبازوں پر الزام لگائے سلیمان کو کافر کہا تو اللہ تعالیٰ نے ماکفر سلیمان و لٰکن الشیطین کفروا سے اسکی تردید فرمائی۔ ابو الانبیاء موحدوں کے سردار حضرت ابراہیم علیہ السلام کو مشرک کہا تو خدا نے فرمایا وما کان من المشرکین سورہ آل عمران میں ارشاد ہوتا ہے۔ وما کان ابراھیم یھودیًا ولا نصرانیا و لٰکن کان حنیفا مسلما وما کان من المشرکین کیا اس پاک نبی پر جس نے وادی کہ میں ایک خدا کی پرستش کے لئے

پہلا گھر بنایا جس نے اپنے بیٹے کو اللہ کے حکم سے ذبح کرنے میں تامل نہیں کیا گمان ہو سکتا ہے کہ وہ شرک بھی کرتا ہوگا مگر بکنے والوں نے کہہ ہی دیا۔ اسی

مسیح موعود کی شرک سے بیزاری

طرح جری اللہ فی حلل الانبیاء علیہ التحیۃ والثنا سیدنا ومولنا مسیح الورٰی کا معاملہ ہے مسلمانوں میں زیادہ تر فرقہ اہلحدیث کا سمجھا جاتا ہوا ہے ان میں بھی شرک کی ایک بات تھی کہ مسیح ناصری کو وہ صفات دے رکھی تھیں۔ جو شایان ذات باریتعالےٰ ہیں۔ آپ نے اس شرک سے بھی اپنی بریت ظاہر کردی با اینہمہ اگر کوئی شخص انہیں مشرک یا شرک کی تعلیم دینے والا کہے تو کتنا بڑا ظلم اور صریح بے انصافی ہے*

خصم کا الزام

لاہور کے کوئی صاحب میاں پیر بخش صاحب پنشنر ہیں۔ وہ اپنی ایک کتاب میں بہت متعدد رنگینوں میں ثابت کرتے ہیں آقا مسیح موعود علیہ السلام کو شریک باریتعالےٰ ہونیکا مدعی ٹھہرا چکے ہیں اور اسکے لئے کتاب البریۃ صفحہ ۹۰ کا حوالہ دیتے ہیں۔ آپکی نیک نیتی اور دیانت اور خشیت تو اس سے ظاہر ہو کہ ڈیڑھ صفحے کی عبارت سے صرف ایک فقرہ نقل کرتے ہیں۔ جو یہ ہے "میں نے زمین و آسمان بنائے اور میں اسکی خلق پر قادر تھا"

اس الزام کی تشریح

اس میں کچھ شک نہیں کہ اگر کسی شخص کا یہ عقیدہ ہو کہ زمین و آسمان میں نے بنائے ہیں اور میں انکی خلق پر قادر ہوں۔ تو وہ یا تو مجنون ہے یا اول درجہ کا ظالم ہے اور اسے مسلمان سمجھنا کسی کافر ہی کا کام ہو سکتا ہے مگر خداتعالےٰ نے ایک طرف تو ہمیں ارشاد فرمایا ہے یایھا الذین اٰمنوا ان جاءکم فاسق بنبأ فتبینوا

* یعنی ہر خبر کی خوب چھان بین کر لیا کرو خصوصاً وہ خبر جو ان لوگوں کی

طرف سے پہنچے جو سورہ نور کی اس آیت کے مطابق واقع میں اس فتوے کے نیچے آچکے ہیں۔ اور زبان شریعت میں فاسق کہلاتے ہیں وعد اللہ الذین امنوا منکم وعملوا الصلحت لیستخلفنہم فی الارض کما استخلف الذین من قبلہم × × × × × ومن کفر بعد ذلک فاولٰئک ھم الفاسقون۔

تحقیقات کے دو طریق

پس ایک طریق تو یہ ہے کہ اس نقل کی تصحیح کی جاوے اور اصل کتاب دیکھی جائے کہ وہاں کیا بات ہے۔ دوسرا طریق یہ ہے کہ ہم کسی شخص کی بات سمجھنے میں دقت محسوس کریں۔ تو متشابہ کو محکم کے تابع کر دیں جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے ھُوَ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ عَلَیْکَ الْکِتٰبَ مِنْہُ اٰیٰتٌ مُّحْکَمٰتٌ ھُنَّ اُمُّ الْکِتٰبِ وَ اُخَرُ مُتَشٰبِھٰتٌ فَاَمَّا الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِھِمْ زَیْغٌ فَیَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَہَ مِنْہُ ابْتِغَآءَ الْفِتْنَۃِ وَ ابْتِغَآءَ تَاْوِیْلِہٖ۔ یعنے کتاب اللہ میں محکمات بھی ہیں اور متشابہات بھی جنکے دلوں میں کجی ہے وہ فتنہ پھیلانے اور اپنی خواہش کے مطابق بات بنانے کے لئے متشابہ کو لے اڑتے ہیں۔ اور محکمات سے پرہیز کرتے ہیں۔

متشابہ کو محکم کے تابع کر کے فیصلہ

سو اس اصل پر فیصلہ آسان ہے حضرت اقدس ؑ کا عقیدہ خدا کے بارے میں جو تھا۔ اسکے گواہ چار لاکھ سے زیادہ اسوقت دنیا میں موجود ہے وہ متفق اللفظ شہادت دیگا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اسی خدا کو خالق السموات والارض مانتے تھے جسے تمام انبیاء تمام اولو العزم تمام راستباز تمام ہادی تمام اولیاء تمام مجددین وصالحین وصدیقین مانتے آئے ہیں۔ اور یہی عقیدہ آج وہ نسخ ہیں

سکھایا۔ اور آپ نے ہرگز ہرگز کبھی خدا یا خالق ارض و سماء ہونے کا دعویٰ نہیں کیا۔ اور
نہ اپنے عقیدے میں شامل کیا۔

چنانچہ اپنی الوصیت میں خدا کی نسبت جو عقیدہ تحریر فرمایا ہے وہ یہ ہے
اور یہ مضمون آپ کی متعدد و مختلف کتب و تقاریر سے پیش کیا جا سکتا ہے
خدا تم سے کیا چاہتا ہے بس یہی کہ تم اسی کے ہو جاؤ۔ اسکے ساتھ کسی کو
بھی شریک نہ کرو نہ آسمان میں نہ زمین میں . . . . . . وہی ہے جس
کا کوئی ثانی نہیں اور جس کی طرح کوئی فرد کسی خاص صفت سے مخصوص
نہیں اور جس کا کوئی ہمتا نہیں جس کا کوئی ہم صفات نہیں اور جس کی کوئی
طاقت کم نہیں . . . . . . وہ تمثل کے طور پر اہل کشف پر اپنے تئیں ظاہر
کرسکتا ہے مگر اسکے لئے نہ کوئی جسم ہے اور نہ کوئی شکل ہے . . . . . .
مجمع ہے تمام صفات کاملہ کا اور مظہر ہے تمام محامد حقہ کا اور سرچشمہ ہے
تمام خوبیوں کا اور جامع ہے تمام طاقتوں کا اور مبدء ہے تمام فیضوں کا
اور مرجع ہے ہر ایک شے کا اور مالک ہے ہر ایک ملک کا اور متصف ہر ایک
کمال سے اور منزہ ہے ہر ایک عیب اور ضعف سے اور مخصوص ہے اس
امر میں کہ زمین والے اور آسمان والے اسی کی عبادت کریں اور اسکے آگے
کوئی بھی انہونی نہیں اور تمام روح اور انکی طاقتیں اور تمام ذرات اور
انکی طاقتیں اسی کی پیدائش ہیں" (الوصیۃ ۱۰-۱۱)

اس عبارت کو پڑھ لینے کے بعد کسی کے وہم و گمان میں بھی یہ بات نہیں آ سکتی
کہ حضرت اقدس نے معاذ اللہ کبھی یہ دعوے کیا ہو کہ زمین و آسمان میں نے
بنایا اور اگر کوئی عبارت اسکے خلاف ہوگی تو ہم اسے اس محکم کے تابع کرینگے
جیسے ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ جو تجھ سے بیعت

کرتے ہیں وہ احمد سے بیعت کرتے ہیں۔ اس سے کوئی یہ استدلال نہیں کرتا کہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تھے

فیصلہ کا دوسرا طریق

دوسرا طریق یہ ہے جو حضرت اول اور خصم پر حجت ملزمہ ہے وہ یہ کہ ہم اصل دیکھتے ہیں۔ حضرت اول کتاب البریۃ صفحہ ۸۰ پر یہ عبارت ہے۔

"یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ باتیں حضرت مسیح کی تعلیم میں نہیں تھیں اور انکی تعلیم میں توریت پر کوئی بھی زیادتی نہیں تھی۔ انہوں نے صاف صاف کہا تھا کہ میں انسان ہوں۔ ہاں جیسا کہ خدا کے مقبولوں کو عزت اور قربت اور محبت کے خدا تعالیٰ کی طرف سے القاب ملتے ہیں اور جیسا کہ وہ لوگ خود عشق الٰہی کی محویت میں محبت اور بیدلی کے کلمات منہ پر لاتے ہیں ایسا ہی انکا بھی حال تھا اس میں کیا شک ہے کہ جب کوئی انسان سچی محبت کرے یا خدا سے تو جب وہ محبت کمال کو پہنچتی ہے تو محب کو ایسا ہی معلوم ہوتا ہے کہ اس کی روح اور اسکے محبوب کی روح ایک ہی ہو گئی ہے اور فنا نظری کے مقام میں بسا اوقات اپنے تئیں محبوب کا ایک ہی دیکھتا ہے جیسا کہ اس عاجز کو اپنے الہامات میں مخاطب کر کے فرمایا ہے۔"

اس کشف کے اندراج سے آپ کا کیا مطلب تھا

اس سے صاف ظاہر ہے کہ حضور نے بجائے اپنی خدائی کا دعوےٰ کرنے اور اپنے تئیں نعوذ باللہ شریک باری ٹھہرانے کے مسیح ناصری کی خدائی کا ابطال فرمایا۔ اور جس مقام یا ان الفاظ سے ایسا دھوکہ ہوتا ہے اسکے صحیح مفہوم سے اطلاع بخشی اور بتایا کہ فنا نظری کے مقام میں مومن اپنے تئیں محبوب کا ایک ہی دیکھتا ہے اس سے یہ بات نکلتا

کہ مسیح خدا تھا بالکل غلط ہے۔ کیونکہ اس سے بڑھکر وحی کے الفاظ میرے حق
میں آچکے ہیں۔ اور اس سے زیادہ کشوف مجھے ہو چکے ہیں جب میں باوجود
ان وحیوں اور کشفوں کے عبد من عباد اللہ ہوں۔ تو مسیح کسطرح خدا بنیگا
بس یہ مقصد ہے حضور کا چنانچہ آپ نے پہلے اپنے چند الہامات نقل فرمائے
ہیں پھر آگے فرماتے ہیں دیکھو صفحہ ۷۸ وصفحہ ۷۹ کتاب البریہ

زمین و آسمان بنانا کشف میں دیکھا

اور انکے ساتھ اور مکاشفات ہیں جو انکی تائید
کرتے ہیں ۔ ۔ ۔ پھر ایک اور کشف ہے۔ جو
آئینہ کمالات صفحہ ۵۶۴-۵۶۵ میں مدت سے چھپ چکا ہے اسکو بعینہٖ
ذیل میں درج کرتا ہوں وہ یہ ہے

میں نے اپنے ایک کشف میں دیکھا کہ میں خود خدا ہوں اور یقین کیا۔ کہ
وہی ہوں اور میرا اپنا کوئی ارادہ اور کوئی خیال اور کوئی عمل نہیں رہا
اور میں ایک سوراخدار برتن کی طرح ہو گیا ہوں یا اس شے کی طرح جسے کسی
دوسری شے نے اپنی بغل میں دبا لیا ہو اور اسے اپنے اندر بالکل مخفی
کر لیا ہو یہانتک کہ اسکا کوئی نام و نشان باقی نہ رہ گیا ہو۔ اس اثنا میں
میں نے دیکھا کہ اللہ تعالےٰ کی روح مجھ پر محیط ہو گئی اور میرے جسم
پر مستولی ہو کر اپنے وجود میں مجھے پنہاں کر لیا یہانتک کہ میرا کوئی ذرہ
بھی باقی نہ رہا۔ اور میں نے اپنے جسم کو دیکھا تو میرے اعضا اسکے
اعضا اور میری آنکھ اسکی آنکھ اور میرے کان اسکے کان اور میری زبان
اسکی زبان بنگئی تھی میرے رب نے مجھے پکڑا اور ایسا پکڑا کہ میں
بالکل محو ہو گیا۔ اور میں نے دیکھا کہ اسکی قدرت اور قوت مجھ میں جوش مارتی
اور اسکی الوہیت مجھ میں موجزن ہے۔ حضرت عزت کے خیمے میرے

دیکھے چاروں طرف لگائے گئے اور سلطان جبروت نے میرے نفس کو
پیس ڈالا سو نہ تو میں میں ہی رہا۔ اور نہ میری کوئی تمنا ہی
باقی رہی میری اپنی عمارت گر گئی۔ اور رب العالمین کی عمارت
نظر آنے لگی۔ اور الوہیت بڑے زور کے ساتھ مجھ پر غالب ہوئی
اور میں سر کے بالوں سے ناخن پا تک اسکی طرف کھینچا گیا پھر میں
ہمہ مغز ہو گیا جس میں کوئی پوست نہ تھا اور ایسا تیل بن گیا جس
میں کوئی میل نہیں تھی اور مجھ میں اور میرے نفس میں جدائی
ڈالدی گئی۔ پس میں اس شے کی طرح ہو گیا جو نظر نہیں آتی یا اس
قطرہ کی طرح جو دریا میں جا ملے اور دریا اسکو اپنی چادر کے نیچے چھپالے
اس حالت میں میں نہیں جانتا تھا کہ اس سے پہلے میں کیا
تھا اور میرا وجود کیا تھا۔ الوہیت میری رگوں اور پٹھوں میں
سرایت کر گئی۔ اور میں بالکل اپنے آپ سے کھویا گیا۔ اور اللہ تعالیٰ
نے میرے سب اعضا اپنے کام میں لگائے اور اس زور سے اپنے قبضہ
میں کر لیا کہ اس سے زیادہ ممکن نہیں۔ چنانچہ اسکی گرفت سے
میں بالکل معدوم ہو گیا۔ اور میں اسوقت یقین کرتا تھا کہ میرے اعضا
میرے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے اعضا ہیں۔ اور میں خیال کرتا تھا
کہ میں اپنے سارے وجود سے معدوم اور اپنی ہویت
سے قطعاً نکل چکا ہوں اب کوئی شریک اور منازع روک کرنیوالا
نہیں رہا خدا تعالیٰ میرے وجود میں داخل ہو گیا۔ اور میرا غضب اور حلم
اور تلخی اور شیرینی اور حرکت اور سکون سب اسی کا ہو گیا۔ اور اس
حالت میں میں یوں کہہ رہا تھا کہ ہم ایک نیا نظام اور نیا

آسمان اور نئی زمین چاہتے ہیں۔ سو میں نے پہلے تو آسمان اور زمین کو اجمالی صورت میں پیدا کیا جس میں کوئی ترتیب اور تفریق نہ تھی پھر میں نے منشاء حق کے موافق اس کی ترتیب و تفریق کی اور میں دیکھتا تھا کہ میں اس کے خلق پر قادر ہوں پھر میں نے آسمان دنیا کو پیدا کیا اور کہا انا زینا السماء الدنیا بمصابیح پھر میں نے کہا اب ہم انسان کو مٹی کے خلاصہ سے پیدا کریں گے پھر میری حالت کشف سے الہام کی طرف منتقل ہو گئی اور میری زبان پر جاری ہوا۔ اردت ان استخلف فخلقت آدم انا خلقنا الانسان فی احسن تقویم۔

اس کشف میں چند غور طلب امور | اول یہ کہ یہ کشف ہے اور کشف میں صاحب کشف کا کچھ اختیار نہیں ہوتا

دوم۔ اس حالت کے دکھانے کے لئے حضرت اقدس کے وہ فقرے جو ہوئے کرئے گئے ہیں خصوصیت سے قابل توجہ ہیں۔

(ا) اللہ کی روح مجھ پر محیط ہو گئی

(ب) یہاں تک کہ میرا کوئی ذرہ بھی باقی نہ رہا

(ج) میرے اعضاء اسکے اعضاء ۔ ۔ ہو گئے تھے

(د) میں بالکل اس میں محو ہو گیا

(ہ) سو نہ تو میں میں ہی رہا اور نہ میری کوئی تمنا ہی باقی رہی

(ز) مجھ میں اور میرے نفس میں جدائی ڈالدی گئی

(ح) اس حالت میں میں یہ نہیں جانتا تھا۔ کہ اس سے پہلے میں کیا تھا اور میرا وجود کیا تھا؟

(ط) اور میں بالکل اپنے آپ سے کھویا گیا۔

(ی) اسکی گرفت سے میں بالکل معدوم ہوں
(ک) میں اپنے سارے وجود سے معدوم اور اپنی ہویت سے قطعاً نکل چکا ہوں
(ل) اور اس حالت میں میں یوں کہہ رہا تھا کہ ہم ایک نیا نظام اور نیا آسمان اور نئی زمین چاہتے۔
(م) میری زبان پر جاری ہوا۔ اردت ان استخلف فخلقت آدم

ان حالات میں آپ ہی بتائیں کہ ہم دونوں میں کون تھا۔ اور کہنے والا کون
سوم باوجود اس کشف اور ان کلمات کے آپ نے خالق السما والارض
کا دعوے ہرگز نہیں کیا۔ بلکہ فرماتے ہیں

"آپ حضرات پادری صاحبان سوچیں اور غور کریں۔ اور ان الہامات کو
یسوع مسیح کے الہامات سے مقابلہ کریں اور پھر انصافاً گواہی دیں۔
کہ کیا یسوع کے وہ الہامات جن سے وہ اسکی خدائی نکالتے ہیں۔ ان
الہامات سے بڑھکر ہیں کیا یہ سچ نہیں کہ اگر کسی کی خدائی ایسے الہامات
اور کلمات سے نکل سکتی ہے۔ تو میرے ان الہامات سے نعوذ باللہ
میری خدائی یسوع کی نسبت بدرجہ اولیٰ ثابت ہوگی"

اور قد نعوذ باللہ میری خدائی کو بغور ملاحظہ فرمائیں۔ فرماتے ہیں
اور سب سے بڑھکر ہمارے سید و مولیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی
خدائی ثابت ہو سکتی ہے کیونکہ آپ کی وحی میں صرف یہی نہیں کہ
جس نے تجھ سے بیعت کی اس نے خدا سے بیعت کی۔ اور نہ صرف یہ کہ
اللہ تعالیٰ نے آپکے ہاتھ کو اپنا ہاتھ قرار دیا ہے اور آپکے ہر ایک
فعل کو اپنا فعل ٹھہرایا ہے اور یہ کہکر کہ وما ینطق عن الھویٰ
ان ھو الا وحی یوحیٰ۔ آپکی تمام کلام کو اپنی کلام ٹھہرایا ہے بلکہ

ایک جگہ اور تمام لوگوں کو آپ کے بندے قرار دیا ہے جیسا کہ فرمایا ہے قُلْ یَا عِبَادِیَ یعنے کہہ کہ اے میرے بندو۔ پس ظاہر ہے۔ کہ جس قدر جرأت اور وضاحت سے ان پاک کلمات سے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدائی ثابت ہو سکتی ہے انجیل کے کلمات سے یسوع کی خدائی ہرگز ثابت نہیں ہو سکتی بھلا اس سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم کی تو شان عظیم ہے"

اولیاء اللہ کی مثالیں

اسکے علاوہ اولیاء اللہ کے حالات آپ مطالعہ فرمائیں انکے صدہا کشوف و کلمات ایسے ملینگے۔ مضمون لمبا ہو جانیکا خیال ہو ورنہ میں بہت سی مثالیں مہیا کر دیتا۔ حضرت غوث الاعظم سید عبدالقادر جیلانی کا ایک قصیدہ تو مشہور ہے۔ حضرت شیخ ابوالحسن خرقانی رحمتہ اللہ علیہ کے کلمات میں ہے (۱) مجھے اتنی قدرت ہے کہ ہاتھ بڑھاؤں اور آسمان کو پکڑ کر کھینچ لوں اور زمین پر پاؤں ماروں اور تحت الثریٰ تک پہنچا دوں (۲) میں اپنی منزل آپ ہوں (۳) میں تمام آدمیوں ملائکہ جنات چرند پرند اور تمام جانداروں اور کل مخلوقات سے کہ کنارہ پر جہان کے ہیں خبر رکھتا ہوں اور ویسا ہی بہتر نشان دے سکتا ہوں جیسا کہ اپنے آس پاس کی چیزوں کا (۴) مجھ وہ وقت عنایت کیا ہے کہ اول و آخر میرے وقت کے آرزومند ہیں (۵) ساری مخلوق مثل کشتی کے ہے اور میں اسکا ملاح ہوں (۶) میں نے پہلے جانا تھا کہ امانت مجھ پر رکھی ہے جب بغور دیکھا تو جانا کہ اپنی خداوندی مجھ پر رکھی ہے (۷) میں نے آسمانوں اور زمینوں کو دیکھا کہ میرے گرد طواف کرتے ہیں (۸) بہشت میری طلب میں ہے اور دوزخ میرے خوف میں ہے اور اگر بہشت و دوزخ کا میرے نزدیک گزر ہو تو دونوں معہ اپنے لوگوں کے بعد میں فانی ہو جائیں (۹) حضرت بایزید بسطامی کے حالات میں لکھا ہے کہ جب فجر کی نماز سے فارغ ہوئے تو لوگوں کی طرف رخ کیا۔ اور فرمایا انی انا اللہ لا الٰہ الا انا فاعبدون۔ لوگوں نے یہ سن کر کہا کہ شخص

تو دیوانہ ہے۔

ایسے کشوف سے خدائی ثابت نہیں ہوتی

غرض ایسی باتوں سے خدائی ثابت نہیں ہوتی چنانچہ فرماتے ہیں

پادری صاحبان اُن میرے الہامات کو ہی انصاف کی نظر سے دیکھیں اور پھر خود ہی منصف ہو کر کہیں کہ کیا یہ سچ نہیں کہ اگر ایسے کلمات سے خدائی ثابت ہو سکتی ہے تو یہ میرے الہامات یسوع کے الہامات سے بہت زیادہ میری خدائی پر دلالت کرتے ہیں اور اگر خود پادری صاحبان جانچ نہیں سکتے تو کسی دوسری قوم کے تین منصف مقرر کر کے میرے الہامات اور انجیل میں سے یسوع کے وہ کلمات جن سے اس کی خدائی سمجھی جاتی ہے اُن منصفوں کے حوالہ کریں پھر اگر منصف لوگ پادریوں کے حق میں ڈگری دیں اور حلفاً بیان کر دیں کہ یسوع کے کلمات میں سے یسوع کی خدائی زیادہ تر صفائی سے ثابت ہو سکتی ہے تو میں تاوان کے طور پر ہزار روپیہ ان کو دے سکتا ہوں

تاکید پر تاکید

حضور نے اس وہم کو دور کرنے کے لئے کہ شاید کوئی نادان اس کلمہ یا اس کشف سے میری خدائی سمجھے یا ایسے کشوف و الہامات کی بنا پر کسی اور ناسمجھ کو ایسا قرار دے دوبارہ تحریر فرمایا

میں دوبارہ کہتا ہوں کہ میری تقریر کا ماحصل یہ ہے کہ عیسائیوں نے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا بنا رکھا ہے یہ سراسر ان کی غلط فہمی ہے جن کلمات سے وہ نتیجہ نکالنا چاہتے ہیں کہ یسوع خدا یا ابن اللہ ہے ان کلمات سے بڑھ کر میرے الہامی کلمات ہیں پادری صاحبان سوچیں اور خوب سوچیں اور بار بار سوچیں کہ یسوع کو خدا بنانے کے لئے اُن کے ہاتھ

میں اپنے چند کلمات کے اور کیا چیز ہے پس میں ان سے یہی چاہتا ہوں
کہ وہ میرے الہامی کلمات کو ان کلمات کے ساتھ مقابلہ کر کے دیکھیں۔ اور
پھر انصافاً گواہی دیں۔ کہ اگر ظاہر الفاظ پر اعتبار کیا جائے تو ایک شخص کے
خدا بنانے کے لئے جیسے میرے الہامی کلمات قوی دلالت رکھتے ہیں
یسوع کے الہامی کلمات ہرگز ایسے دلالت نہیں رکھتے تو پھر کیا وجہ کہ ان کلمات
سے یسوع کو خدا بنایا جاتا ہے"

آئینہ کمالات اسلام میں اس کشف کی تصریح

بڑے تعجب اور افسوس کی بات ہو کہ حضرت آنیسوع کی خدائی کا اس کشف کی بنا پر ابطال فرماتے ہیں۔ اور آپ بلکہ خدائی کا مدعی بناتے ہیں کاش آپ آئینہ کمالات اسلام کو دیکھ لیتے جہاں آپ نے عربی میں اس کشف و الہام کو لکھ کر اسکی تشریح خود فرمائی ہے۔ اب اسکے خلاف کچھ اور معنے پیدا کرنے بہت بے انصافی و بیحیائی ہے ملاحظہ ہو اصل عبارت آئینہ کمالات مندرجہ صفحہ ۵۶۶

والقی فی قلبی ان الله اذا اراد ان یخلق ادم فیخلق السموات والارض فی ستة ایام۔ ویخلق کل ما لا بد منه فی السماء والارضین ثم فی اخر الیوم السادس یخلق ادم وکذلک جرت عادته فی الاولین والآخرین۔ والقی فی قلبی ان هذا الخلق الذی

اور خدا نے میرے قلب میں ڈالا کہ جب خدا ارادہ کرے کہ آدم کو پیدا کرے تو آسمان و زمین کو چھ دنوں میں بناتا ہے۔ اور جو کچھ ضروری ہو وہ آسمان اور زمینوں میں تجویز فرماتا ہے۔ پھر آخری چھٹے دن میں آدم کو پیدا کرتا ہے۔ اور اولین و آخرین میں اسکی یہی عادت ہے۔ اور روحانی انتظام کے بارے میں فرمایا سو اس کشف کے بارے میں اللہ نے میرے دل میں ڈالا

ورأيته إشارة إلى تأييدات
سماوية وارضية وجعل الاسباب
موافقة للمطلوب وخلق
كل فطرة مناسبة مستعدة
للحوق بالصالحين الطيبين
وألقي في بالي ان الله ينادي
كل فطرة صالحة من السماء
ويقول كوني على عدة لنصرة
عبدي وارحلوا اليه مسارعين
ورأيت ذلك في ربيع الثاني
فتبارك الله اصدق الموحين
ولا نعني بهذه الواقعة كما
يعني في كتب اصحٰب وحدة
الوجود۔ وما نعني بذلك
ما هو مذهب الحلوليين
بل هذه الواقعة توافق
حديث النبي صلی اللہ علیہ وسلم
اعني بذلك حديث البخاري
في بيان مرتبة قرب النوافل
لعباد الله الصٰلحين۔

کہ یہ خلق جو میں نے دیکھی یہ اشارہ ہے تائیدات
سماویہ و ارضیہ کی طرف گویا فرماتا ہے کہ
اسباب مقصد کے مطابق بنا دے۔ اور
ہر ایک فطرت کو بنایا جو پاکوں اور صالحوں
سے لحوق کی مستعد و مستحق ہے اور میرے
دل میں ڈالا ہے کہ اللہ ہر فطرت صالحہ کو
آسمان سے پکارتا ہے کہ تیار ہو جا اور میرے
بندے کی نصرت کرو۔ اور اے نیک فطرتو
تم اسکی طرف بڑھو اور اس خلیفہ کی جناب
میں دوڑ کر حاضر ہو یہ سلسلہ ربیع الثانی کو
میں نے دیکھا بڑا ہی بابرکت ہو وہ جو سچی وحی
کرنے والا ہے۔ اور ہم اس واقعہ سے یہ مراد
نہیں لیتے جو وحدت وجودی لیتے ہیں
اور نہ ہم خدا کے حلول کر جانے کا عقیدہ
رکھتے ہیں۔ بلکہ یہ واقعہ اس حدیث نبوی
کے مطابق ہے جو عباد اللہ الصالحین
کے مرتبہ قرب بالنوافل کے بیان میں وارد
ہے یعنی اسکا بندہ مقرب ہو جاتا ہے
یہاں تک کہ وہ خدا کی آنکھ ہو جاتا ہے کہ اس سے
دیکھتا ہے کان ہو جاتا ہے کہ اس سے سنتا
ہے الی آخرہ

ان فقرات نے تو بالکل فیصلہ ہی کر دیا۔ کہ اس کشف کی تعبیر آپ نے کیا فرمائی اب اسپر اعتراض کرنا یا تو حماقت ہے یا شرارت

حقیقۃ الوحی میں اس کی تصریح

پھر حقیقۃ الوحی دیکھئے وہاں آپ ایسے ہی ایک الہام کی تفسیر حاشیہ صفحہ ۹۹ پر فرماتے ہیں

"ہر ایک عظیم الشان مصلح کے وقت میں روحانی طور پر نیا آسمان اور نئی زمین بنائی جاتی ہے یعنے ملائک کو اسکے مقاصد کی خدمت میں لگایا جاتا ہے اور زمین پر مستعد طبیعتیں پیدا کیجاتی ہیں پس یہ اسی کی طرف اشارہ ہو"

ان شواہد صریحہ و دلائل بینہ کی موجودگی میں کسی کا یہ کہنا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام مشرک تھے۔ یا وہ خود شریک باریتعالیٰ بنتے تھے۔ یا انہوں نے خدائی یا خالق السموٰت والارض ہونے کا دعوےٰ کیا صحیح نہیں

مسیح موعود تو لوگوں کو وہی معبود برحق منوانے آیا تھا جسے یہ لوگ بھول گئے اور جس کی عظمت و جلال و کبریائی کو یہ لوگ دلوں سے نکال چکے تھے۔ اب میں اس آیت پر اپنے اس مضمون کو ختم کرتا ہوں

معارف قرآن

ماخوذ از عربی تفسیر علامہ نورالدین ادام اللہ فیضہ

وَقَالُوا لَنْ نُؤْمِنَ لَكَ حَتَّى تَفْجُرَ لَنَا مِنَ الْأَرْضِ يَنْبُوعًا أَوْ
تَكُونَ لَكَ جَنَّةٌ مِنْ نَخِيلٍ وَعِنَبٍ فَتُفَجِّرَ الْأَنْهَارَ خِلَالَهَا تَفْجِيرًا
أَوْ تُسْقِطَ السَّمَاءَ كَمَا زَعَمْتَ عَلَيْنَا كِسَفًا أَوْ تَأْتِيَ بِاللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ
قَبِيلًا أَوْ يَكُونَ لَكَ بَيْتٌ مِنْ زُخْرُفٍ أَوْ تَرْقَى فِي السَّمَاءِ وَلَنْ
نُؤْمِنَ لِرُقِيِّكَ حَتَّى تُنَزِّلَ عَلَيْنَا كِتَابًا نَقْرَؤُهُ قُلْ سُبْحَانَ رَبِّي
هَلْ كُنْتُ إِلَّا بَشَرًا رَسُولًا (بنی اسرائیل)

کفار نے یہ اقتراحی معجزات طلب نہیں کئے۔ بلکہ انہوں نے انکا مطالبہ قرآن مجید اور کتب سابقہ کی بنا پر اپنے فہم کے مطابق کیا۔ چنانچہ انکے اس مطالبہ میں آیات الرحمۃ بھی ہیں آیات الغضب بھی اور آیات مشترکہ بھی

آیات الرحمۃ تو یہ ہیں	۱- ہمارے لئے زمین سے چشمہ جاری کردو ۲- تمہارے پاس کوئی باغ کھجور اور انگور کا ہو جائے
آیات الغضب	۱- آسمان کو ہم پر ٹکڑے ٹکڑے گرادو ۲- اللہ اور فرشتوں کو سامنے لاؤ
آیات مشترکہ	۱- تو آسمان پر چڑھ جاؤ ۲- اور ہم پر تو کتاب نازل کرے ۳- جسے ہم پڑھ لیں

یہ وہ نشان ہیں جو ان لوگوں نے طلب کئے

۱- چشمے اور باغ اور سونے کے گھر قرآن آیات کی بنا پر طلب کئے

(ا) ان الذین اٰمنوا وعملوا الصّٰلحٰت اولٰئك هم خیر البریة. جزاؤهم عند ربهم جنت عدن تجری من تحتها الانهٰر خالدین فیها ابدًا

(ب) ان الذین اٰمنوا وعملوا الصّٰلحٰت لهم جنت تجری من تحتها الانهٰر یعنی ہم مومن بنتے ہیں آپ وہ باغ اور چشمے اور نہریں دکھائیں اور دکھائیں جس کا وعدہ دیا جاتا ہے

(ج) ان المتقین فی ظلٰل وعیون وفواکہ مما یشتہون. یعنی جب عام متقیوں کے سایوں اور چشموں کا وعدہ ہے تو آپکو تو امام المتقین ہونے کا دعوےٰ ہے آپ اپنا ایک ہی چشمہ دکھائیے

(د) پھر خدا تعالےٰ آپکو خطاب فرماتا ہے۔ ووجدك عائلا فاغنیٰ اور ورفعنا لك ذکرك. پس ضرور ہے کہ اظہار غنا اور رفع ذکر کم از کم کسی سونے کے گھر ہی سے ہو

(ھ) تبارك الذی ان شاء جعل لك خیرا من ذٰلك جنت تجری من تحتها الانهٰر ویجعل لك قصورا

۲- اور آسمان کا ٹکڑے ٹکڑے ہو کر گرنا اس آیت کی بنا پر

(ا) وان یروا کسفا من السماء ساقطا یقولوا سحاب مرکوم. فذرهم حتی یلاقوا یومهم الذی فیه یصعقون (طور)

(ب) ان نشأ نخسف بهم الارض او نسقط علیهم کسفا من السماء (سبا)

اور اللہ اور فرشتوں کا آنا اس آیت کی بنا پر

(ا) وجاء ربك والملك صفا صفا (فجر) والله من ورائهم محیط (بروج) فلیدع نادیه سندع الزبانیة کلا

اور قبیلا یعنے شہادت کے لئے یہ آیت ہے والملائکة یشهدون ولکنی

باللہ شہیدا
۳۔ اور آسمان پر چڑھنے کا مطالبہ اس آیت کی بنا پر کیا رل و دبک الاکرم الذی علم بالقلم
علم الانسان مالم یعلم۔ پس ضرور ہے کہ آپ اسکے پاس جائیں۔ اور کتاب لانے
کا اس آیت کی بنا پر رسول من اللہ یتلوا علیہم صحفا مطہرۃ فیہا
کتب قیمۃ۔ اور ہم پڑھیں گے مطالبہ اس آیت کی بنا پر تھا۔ قرآنا عربیا
لعلکم تعقلون۔ اور قولہ تعالیٰ اقرأ کتابک۔ کفار نے اخر الذکر وجوہ
سے یہ مطالبے کئے اور اسکی وجہ یہ ہے۔ کہ حضور علیہ السلام نے اپنے آپکو مثیل موسیٰ
فرمایا تھا۔ اور موسیٰ کے لئے جو کچھ توراۃ میں آیا۔ آنے والے نبی کی نسبت جو
پیشگوئیاں تھیں۔ وہ آپ کی ذات میں پوری ہونی چاہئیں۔

چنانچہ استثناء آیت ۸ میں ہے کہ خداوند تیرا خدا تجھے ایک نفیس زمین میں
داخل کرتا ہے۔ ایسی زمین جہاں پانی کی نہریں اور چشمے اور جھیلیں جو وادیوں
میں سے اور پہاڑوں سے نکلتی ہیں۔ اور ایسی زمین جہاں گیہوں اور جو اور انجیر
اور انار ہوتے ہیں۔ ایسی زمین جہاں زیتون کا تیل اور شہد ہوتا اور ملتا ہے۔
آیت ۹ میں ہے اور خدا کی ڈالیاں ہاتھوں ہاتھ اس تخت کے آگے اور اس
کے حضور کھڑی ہیں۔ پس ان آیات کی بنا پر چشمے اور باغات کا مطالبہ کیا۔ اور
خروج کے باب ۲۵ میں موسیٰ کے تئے بہت سے نذرانوں کا ذکر ہے جس میں آیت
۱۱-۲ میں سونے کا بھی ذکر ہے۔ جس کی بنا پر انہوں نے بیت زخرف کا مطالبہ کیا
اور خروج باب ۱۹ میں ذکر ہے کہ خدا نے فرمایا دیکھو میں ابر کی اندھیری میں
تجھ پاس آتا ہوں × × × اور جو کوئی پہاڑ کو چھوئیگا۔ البتہ جان سے مارا جائیگا
اور باب ۲۰ میں ہے بادل گرجے بجلیاں چمکیں قرنائی کی آواز ہوئی۔ پہاڑ سے
دھواں اٹھا × × × تب انہوں نے موسیٰ سے کہا کہ تو ہی ہم سے بول اور

ہم سنتے ہیں لیکن خدا ہم سے نہ بولے کہیں ہم مر نہ جائیں۔ اس بنا پر انہوں نے تسقط السماء طلب کیا

اور باب ۱۹ آیت ۱۱ میں ذکر ہے کہ اور تیسرے دن تیار رہیں کہ خداوند تیسرے دن سارے لوگوں کی نظر میں کوہ سینا پر اترے گا" اس بنا پر انہوں نے تاتی باللہ کہا

اور خروج ۲۳ آیت ۲۰ میں ہے "دیکھ میں ایک فرشتہ تیرے آگے بھیجتا ہوں کہ راہ میں تیرا نگہبان ہو اور تجھ کو اس جگہ جو میں نے تیار کی ہے لائے" اس بنا پر انہوں نے والملٰئکۃ قبیلا کہا

اور خروج کے باب ۱۹ آیت ۳ میں ہے "تب موسیٰ خدا پاس چڑھ گیا اور خدا نے اسے پہاڑ سے بلوایا" اور باب ۲۰ آیت ۲۱ میں ہے "تب وہ لوگ دور ہی کھڑے رہے اور موسیٰ کالی بدلی کے جس میں خدا تھا نزدیک گیا" اسلئے انہوں نے او ترقی فی السماء کہا کہ سماء پر چڑھ جائے۔ اور کتاب لے آئے

اور چونکہ خروج باب ۲۴ میں ۳ سے ۱۰ تک اس سماء پر چڑھنے کی حالت میں الکلام لوحوں کا ذکر ہے اسلئے چاہا کہ آپ بھی مثل موسیٰ ہونیکے مدعی ہیں سماء میں چڑھکر کتاب لادیں

تعجب ہے کہ پہلا حکم تو اکثر یہ تھا کہ "میرے حضور تیرے لئے دوسرا خدا نہ ہو تو اپنے لئے کوئی مورت یا کسی چیز کی صورت جو اوپر آسمان میں ہو یا نیچے زمین پر یا پانی میں زمین کے نیچے ہے مت بنا" اسی کو بھول گئے اور چھوڑ دیا۔ اور ایسے مطالبے کئے جن سے وہ فائدہ نہ اٹھائیں

اب دیکھئے

کہ موسیٰ اپنی قوم کو مقصد کی منزل تک پہنچانے کے اور اپنی قوم کو بجائے چلنے اور

نہروں کے ایک جنگل میں ۔ یہ سال خراب ہو جاتا ۔ مگر حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی قوم اس سمندر تک بھی جس میں چشمے اور انہار اور باغات تھے

کیا وہ جنات عدن نہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں ۔ دجلہ اور فرات سے بل بوجہ بنی اسرائیل کی اراضی کی ان سرزمینوں کے سامنے کیا حقیقت رکھتی ہیں جو امت محمدیہ کو ملی

(۲) کیا اللہ نے اپنے رسول کی حفاظت نہ فرمائی ٹھیک اس وقت جب آپ مکہ سے نکلے کیا آپکو مدینہ میں بخیر پہنچا دیا

(۳) کیا فرشتے آپکی نصرت کو نازل نہ ہوئے اور کیا سولہ ٹکڑوں میں آپکے صدق کی شہادت بذریعہ ملائکہ نہ دیکھی ۔ یہاں تک کہ عراقین ۔ شام ۔ مصر فتح ہو گئے جن کو نہ تم ذکر کئے کیا فرشتے بدر حنین اور احزاب میں نازل نہ ہوئے

(۴) کیا آپ کے اور آپکے اصحاب کے ہاتھ میں کتاب نہیں جسے پڑھتے ہیں کیا یہ کتاب آسمان سے نازل نہیں ہوئی

(۵) کیا فدک کے جنت ہونے میں کچھ کلام ہے اور کیا خیبر اور طائف کے باغات آپکے قبضے میں نہ آئے

ہاں وہ بشر رسول تھا صلے یہ آیات اسی سنت اور انداز کے ماتحت وہ شکل جو رسولوں کے ساتھ ابتداء سے اسکا طریق چلا آیا ہے

خدا نے آپ پر یہاں تک فضل کیا کہ مکہ اور مدینہ میں بھی نہریں آگئیں جیسا کہ یسعیاہ نبی نے کہا تھا میں ٹیلوں پر نہریں اور وادیوں میں چشمے کھولونگا ۔ میں صحرا کو تالاب اور سوکھی زمین کو پانی کی نہریں کر دونگا میں بیابان میں دیودار اور ببول اور آس اور زیتون کے درخت لگاؤنگا اور تمام وعدے پورے ہوئے جو یسعیاہ ۴۱: ۱۸-۱۹ میں ہیں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

(ماخوذ از تفسیر عربی)

ہمارا نبی صلے اللہ علیہ وسلم

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسی غرض کو لیکر مبعوث ہوئے تھے جس کے لئے تمام انبیاء علیہم السلام مبعوث ہوتے رہے چنانچہ قرآن کریم میں ایک مقام پر ماکان بنا خاتم الرسل فرمایا اور دوسرے مقام پر انما انا بشر مثلکم یوحی الیّ انما الٰہکم الٰہ واحد فاستقیموا الیہ واستغفروہ وویل للمشرکین فرما کر اپنی پوزیشن اور اپنا فرض واضح کر دیا

اس غرض میں آپ کہاں تک کامیاب ہوئے تک عرب اور خود مکہ کی حالت گواہ ہے کہ جہاں سینکڑوں بت پوجے جاتے تھے وہاں ایک خدا کی پرستش ہونے لگی اور آپ نے اپنی پاک تعلیم کے ذریعے ایک ایسی جماعت قائم کر دی جس کے پیچھے ایک کر تیرہ سو سال گزر چکے ہیں چلے آتے ہیں اور چلے جائینگے

تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ وہ آپ نے اپنی تعلیم (یعنی حضرت الٰہی فضل) سے آخر یہی کلام سے منزل پر مطمئن کر دو لوگوں کی طرح بیہودہ نظر ... کیا ایسا کیوں نہ ہوتا کہ الٰہی کلام میں دلائل عقلی اور وجدانیہ اور عشقیہ وغیرہ وغیرہ سب کچھ موجود ہیں اسلئے مختلف مذاق کے لوگ جوق جوق اس طور پر آپکے ساتھ ہو گئے اور انہیں ہر قسم کے لیڈر سے سمجھایا کہ ہمارا معبود ہمارا مطلوب ہمارا مقصود ہمارا مطاع صرف ایک ہی اللہ سب ودود ہو سکتا ہے

ان الی ربک المنتہی یعنی سلسلہ علل معلولات کے ذریعہ اصل مالک وخالق کا پتہ ایسا خدا تعالیٰ ہے (ر) اور ربنا الذی اعطیٰ کل شیٔ خلقہ ثم ھدیٰ یعنی ہر شے کے مناسب حال اسکو پیدائش بخشنے اور پھر اس نے کمالات مطلوبہ حاصل کرنے

کے لئے راہ دکھلانے کی دلیل سے ثابت کیا کہ اللہ تعالیٰ نے بتایا (۳) لا الشمس
ینبغی لها ان تدرك القمر ولا الليل سابق النهار وكل في فلك
يسبحون میں بتایا کہ اس نظام شمسی کا کوئی مدبر ضرور ہے ورنہ سلسلہ درہم برہم
ہو جاتا (۴) كل من عليها فان ويبقى وجه ربك ذو الجلال والاكرام
میں ہر چیز کا معرض زوال میں ہونا بتایا (۵) اور الست بربكم قالوا بلى میں فطرت
انسانی کی گواہی کو پیش کیا ہر مذہب میں کسی نہ کسی اعلیٰ ہستی کا اقرار اسی فطرتی قوت
ہے

ہمارا یہ منصوبہ ہے کہ اس عالم کا خالق و مدبر و متصرف وہی ہو سکتا ہے جو خالق
كل شيء وهو الواحد القهار ہو ایسی دلیل ہو اور لم يكن له شريك في الملك
وخلق كل شيء فقدره تقديرا میں اسی دلیل سے اور ام خلقوا من
غير شيء ام هم الخالقون ام خلقوا السموات والارض بل لا
يوقنون میں دلیل خلق ہے اور هو الله الخالق البارئ المصور
له الاسماء الحسنى میں قیاس قرآنی ہے جو بتا دیا کہ سب اشیاء کا خالق وہی
پس عبادت کے لائق بھی وہی ہو

اور چونکہ بعض ادیان میں اپنے پیروؤں کی غلطی سے معبود بنائے گئے اسلئے لا اله
الا الله پر اپنی امت کو ثابت قدم رکھنے کے لئے کلمہ طیبہ کا جزو اشهد ان
محمدا عبده ورسوله بنا دیا بلکہ ہمیشہ کے لئے ہر امتی کی زبان پر یہ گواہی ہو
کہ عبادت کے سزاوار ایک ہی ہستی کا نام ہے الله جامع جميع صفات کاملہ اور
منزہ از عیوب و نقائص ہستی۔ تمام قرآن شریف میں آپ ہی کی زبان پر یہ اعلان
ہے۔ انما ادعوا ربي ولا اشرك به احدا قل اني لا املك لكم ضرا
ولا رشدا۔ قل اني لن يجيرني من الله احد ولن اجد من دونه ملتحدا

پھر اپنے پیرووں کو عملی توحید پر قائم کریگے تو ہم کو جو کچھ وہ کہتے ہیں۔ وہ صرف قال ہی نہ ہے بلکہ ان کا حال ہو جائے آپ نے پانچ اصول ارکان اسلام فرمائے

نماز جس کی طرف بلانے کیلئے اذان ہے اور جس کا ایک ایک کلمہ توحید کا اعلان کرتا ہے اور جو نفاق کو جڑ سے کاٹنے والی ہے کیونکہ جہاں چند ایک مسلمان ہیں وہاں انہیں پانچ وقت باآواز بلند بلکہ چھتوں پر چڑھ کر گواہی دینی پڑتی ہے کہ خدا ہی معبود برحق ہے اور ہم شرک اور شرک سے پیار کرنیوالوں سے بیزار ہیں۔ پھر نماز کی ابتدا ہی ایک ایسے کلمے سے ہے جو شرک کا قاطع ہے یعنے اللہ اکبر الحمد للہ رب العٰلمین وہ جامع فقرہ ہے۔ کہ تمام مذاہب باطلہ کا رد اسی سے ہو سکتا ہے۔ ہو اسے سچے دل سے کہنے والا کبھی شرک میں مبتلا نہیں ہوتا۔ رکوع و سجود قومہ میں ایسے کلمات دہرائے جاتے ہیں جو کہ لا الٰہ الا اللہ کی حقیقت کو واضح کر دیتے ہیں۔ آخر مومن التحیات للہ و الصلوٰۃ و الطیبات کہتا ہے جس میں اپنی تمام لسانی۔ مالی جانی جد و جہد کو محض اللہ کے لئے قرار دیتا ہے

روزہ میں سکھلایا کہ ہم کس طرح حلال اشیاء کو بھی ایک وقت اسی ذات بابرکات کے حکم سے چھوڑ سکتے۔ اور کیونکہ اپنا کھانا پینا جماع کرنا جو بقاء حیات و بقاء نسل کے لئے ضروری اور انہیں ضروری ہیں محض اللہ ہی کے حکم سے کرتے ہیں۔ اور عملی طور پر لا الٰہ الا اللہ پر قائم ہیں۔

زکوٰۃ میں بتایا کہ ہم اپنا مال جمع کرتے ہیں تو اللہ کی راہ میں اعلاء کلمۃ اللہ اور غربا و محتاج مخلوق الٰہی کے لئے خرچ کرتے ہیں جس طرح نماز میں تعلیم تھی کہ ہم اپنا وقت اپنے مشاغل خدا کے لئے چھوڑ کر بتا دیں کہ ہمارا مطلوب و مقصود اللہ ہی ہے اسی طرح زکوٰۃ میں تعلیم دی کہ مال انسان کا اتنا پیارا ہے کہ ہم یہ ثبوت دینے کو تیار ہیں۔ کہ دنیاوی جد و جہد کا مقصود بھی اللہ ہی ہے۔

پھر بیچ میں تو اس مقصد کو حد تک پہنچایا کہ ہم اس ذات و صفات کے لئے اپنے پیارے
وطن، اوقات، مشاغل عادات و حالات کو چھوڑنے پر بھی تیار ہیں۔ یہ تمام ذرائع ہیں
لا الہ الا اللہ پر قائم ہونے کے جو حضرت نبی کریم صلعم نے حسب کلام الٰہی سکھائے
پھر یہیں تک بس نہیں بلکہ جہاں سنت متواترہ کے نیچے ان پانچ ارکان کا رستہ مقرری
تھا۔ کہ امت لا الہ الا اللہ پر قائم رہے۔ وہاں اللہ تعالےٰ نے ہر صدی کے گزرنے
پر جب کہ ایک طرز کے آدمیوں کی بو و گر جاتی ہے مجددین کی بعثت کا انتظام فرمایا
اور چونکہ نفوس مزکیہ کی ہر ایک قوم میں ضرورت رہتی ہے اسلئے ایسے ایسے معلم
و مزکی و مطہر نفوس اس امت محمدیہ میں پیدا ہوتے رہے جو آنحضرت صلعم سے فیض
پاکر خلقت کو ہدایت دیتے رہے۔ اور جہاں دیکھا کہ لا الہ الا اللہ کی تعلیم میں کچھ غلط
ہوئی یا امت کی ثابت قدمی میں کچھ فرق آیا۔ تو فوراً برگزیدہ کو الٰہی بھیجے اور
انکی اصلاح فرمائی۔ اس نشان کو ظاہر کرنے کے لئے آپ صلعم کو

خاتم النبیین کا لقب دیا گیا۔ یعنی

یٰبنی آدم اما یاتینکم رسل منکم یقصون علیکم آیاتی فمن اتقیٰ
واصلح فلا خوف علیہم ولا ہم یحزنون کے مطابق انبیاء کی بعثت
تا الی یوم القیامۃ ہوتی ضروری ہے مگر اب چونکہ لا الہ الا اللہ کی تعلیم کامل ہو چکی تو
ایسے معلم اور مزکی حضور کی مہر سے لائے جائینگے اور آپ کے فیض سے مستفیض ہو
ہی میں ہو کر وجود مبعوث ہوا کرینگے علیحدہ طور پر کوئی ہستی نہ ہوگی مگر آپ کی ظلی چادر
پہن کر وہی کام کرنیوالے ہونگے۔ جو ان نبیوں کے سردار احمد مختار نے کیا۔ اس زمانے
میں جب لا الہ الا اللہ کے مفہوم میں علمی اور عملی طور سے غلطیاں پڑ گئیں۔ لوگوں
نے دنیا اور اسکے اسباب پر یہانتک بھروسہ کیا۔ کہ گویا انکو خدا بنا لیا۔ اعمال ایک
بننے میں سات صفات تخلقوا باخلاق اللہ رہے۔ طبعی طور پر دو شواسی دنیا میں طبعی

موت کے بعد زندہ کرنیوالا وہ شہر ہر شخص سے دنیا کے تمام آدمیوں کی طرز زندگی و رہائش
کے خلاف آسمان پر پہنچنے والا ایک ایسا شخص جس کے ہاتھ پر تمام جہان کے لوگ
مسلمان ہو جائینگے یہ خیال وکلا یموت و تکمیل غیب کا جاننے والا اسی قرار دی
گئیں جس سے وہ خدا کا مذہب سمجھا جائے اور اس قوم کی ہمیشہ ہو جوئے اقوام ثانی
قرار دیتی ہے تو ایک بندہ مبعوث ہوا جس نے اس بت کو اسکی وفات کے
ثبوت اور خود اپنی زندگی کو پیش کر کے توڑا۔ اور دین کو دنیا پر مقدم کر دکھا کے قول
سے لا الہ الا اللہ کو از سر نو قائم کر کے بتا دیا اور واضح کیا کہ آنحضرت صلعم نے جس
غرض کو مد نظر رکھکر آواز اٹھائی تھی۔ وہ لا الہ الا اللہ تھا۔ اور اس میں آپ کو
مکانی و زمانی لحاظ سے مثیلہ کامیابی ہوئی۔ جس علاقہ میں آپ نے یہ آواز اٹھائی
اس میں بھی اسی آواز کی گونج پیدا کر کے دم لیا۔ یہاں تک کہ بچے بچے کے منہ
سے لا الہ الا اللہ نکلنے لگا۔ اور لوگوں پر بموجب صبغۃ اللہ ومن احسن من
اللہ صبغۃ اپنی تعلیم کے ذریعے وہ رنگ چڑھایا کہ اٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے
کھاتے پیتے بلکہ بے ادبی نہ ہو جگتے سوتے۔ بچے پیدا ہونیکے وقت شادی بیاہ
نکاح بلکہ صحبت کے وقت پھر مرنے کے وقت مرنیکے بعد پسماندوں کی زبان پر یہی
اللہ اللہ تھا یا۔ بعد پھر آپ ہی کی روحانیت مختلف صدیوں میں جوش مارکر ایک
شخص میں جوش بھر آتی رہی کہ وہ خدا کی روح سے معمور ہو کر لا الہ الا اللہ پر وہ عاشقین
اللہ کا ایک گروہ پیدا کیا۔ یہ واقعات ایسے ہیں کہ کسی تاریخی حوالے کے محتاج نہیں

اللھم صل علی محمد و علی آل محمد و بارک وسلم

خدا تعالےٰ کے زبردست نشان

نوشتہ ماسٹر محمد الدین صاحب بی اے قادیان

وکاین من اٰیۃ فی السمٰوات والارض یمرون علیہا وھم عنہا معرضون۔ سنریہم اٰیاتنا فی الآفاق وفی انفسہم

قانون الٰہی در بارہ احیا | یہ ایک قدیم سے سنت اللہ جاری ہے کہ جب زمین مردہ ہو جاتی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ آسمان سے بارش بھیجکر اسکو دوبارہ زندہ کرتا ہے

برسات کے ابتدائی مہینوں میں یہ بارش کثرت سے ہوتی رہتی ہے یہاں تک کر زمین اس قابل ہو جاتی ہے کہ اس میں ہل چلایا جاسکے پھر کسان ہل چلاتا اور بیج بکھیر دیتا ہے کچھ عرصہ تک وہ دانہ زمین میں چھپا رہتا اور پھر روئیدگی کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے بعد میں ساون بھادوں کی تھوڑی تھوڑی بارشیں ہوتی رہتی ہیں۔ اور وہ دانہ بڑھتا اور پھلتا پھولتا رہتا ہے یہی حال الٰہی سلسلوں کا ہوتا ہے۔ مامور من اللہ آتا ہے اسکے ساتھ الہام کی بارش ہوتی ہے اسکے کسان یعنی فرشتے دلوں کی زمینوں میں وہ دانہ بکھیرتے ہیں۔ پھر روئیدگی شروع ہو جاتی ہے۔ اور تجربہ کار جان لیتے ہیں کہ مشکل کام جو تھا وہ تو ہو چکا ہے اب صرف تھوڑی تھوڑی بارش کی گاہے گاہے ضرورت رہتی ہے لیکن نادان ہو اس کام سے محض ناآشنا ہوتا ہے اسکو دو ایک پودے مٹی کے اوپر نظر نہیں آتا۔ اس اثنا میں آندھیاں بھی چلتی ہیں بعض دفعہ ایسی پڑتی ہے کہ بعض دانے خشک ہو کر رہ جاتے ہیں بعضوں کو وہ تیز ہوائیں جڑ سے اکھیڑ دیتی ہیں۔ چھوٹے سے نازک پودے کی کمر توڑ دیتی ہیں تاکہ آئندہ وہ ترقی نہ کر سکے۔ اس سے بھی بعض نادان دھوکہ کھا جاتے ہیں کہ ان آندھیوں یا ان تپشوں سے کھیت تباہ ہو جائیگا مگر ایسا نہیں ہوتا جس قدر

مضبوط اور مستعد بیج ہوگئے ہیں۔ وہ کثرت سے ہوتے ہیں۔ وہ آہستہ آہستہ بڑھتے رہتے ہیں۔ بیج میں بعض خود اور بھی نقصان وہ امور آتے رہتے ہیں جیسے کوے اور دوسرے جانور جو کھیتوں کو تباہ کرتے ہیں مگر آخر کو وہی کھیت ہرا بھرا ہو کر لہلہانے لگتا ہے یہی مثال سلسلہ الٰہیہ کی ہوتی ہے جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمارے درمیان گزرا اپنے ساتھ الہام الٰہی کی بارش کر اور اپنے ہاتھوں سے اس بیج کو زمین میں بو گئے اور جب آپکا کام ختم ہو چکا تو اس یار حقیقی کے پاس چلے گئے۔ ساتھ ہی اپنے خدام کو وصیت کر گئے کہ میرے جانیکے بعد تم پر بڑے ابتلا آئینگے اور لوگ یہ سمجھ لینگے کہ یہ سلسلہ تباہ ہو گیا۔ اور بعض پر ابتلا اور تپش کا اس قدر زور ہوگا۔ کہ وہ یا تو خشک ہو کر رہ جائینگے یا جڑ سے اکھڑ جائینگے مگر مبارک وہ ہے جو آخر وقت تک ثابت قدم ہے اور دعا میں لگا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کا ایک دوسرا ہاتھ دکھائیگا اور اپنی مامور کی گرتی ہوئی جماعت کو سنبھال لیگا چنانچہ ایسا ہی ہوا قدرت نے جو ہاتھ اپنے مامور کی تصدیق میں دکھائے۔ وہ اس پرچہ کی گنجائش سے باہر ہیں یہاں صرف ایک مختصر طور پر لکھا جاتا ہے عاقلے را اشارہ کافیست

مسیح موعودؑ کی پیشگوئی

بہت عرصہ گزرتا ہے کہ سلطنت عثمانیہ نے حجاز ریلوے بنانے کا ارادہ کیا۔ اور اسکے لئے چندہ کرنیکے لئے انکی ایک ریجنٹ مختلف ممالک میں دورہ کے ایک شخص پنجاب میں بھی آیا اسکا نام حسین کامی تھا۔ یہ شخص قادیان میں بھی آیا اور حضرت مسیح موعود سے ملا اور سلطنت عثمانیہ کے لئے دعا کرنیکے لئے اس نے حضرت مسیح موعود سے درخواست کی اثنائے گفتگو میں حضرت مسیح موعود نے فرمایا کہ مجھے اس سلطنت کے اعضا یعنی امراء وزراء اچھے سے نظر آتے ہیں۔ اور اس سلطنت کا انجام اچھا نہیں دیکھتا

اس شخص نے لاہور جاکر بیت زہر اگلا اور کہا کہ مرزا خلیفۃ المسلمین خادم الحرمین
شریفین کو برا کہتا ہے۔ اور اسلامی سلطنت کا مخالف ہے چنانچہ اخبارات اور
بہت سے اشخاص نے جو بے جا حملے حضرت مسیح موعود اور آپ کی جماعت پر کیے وہ
بیان سے باہر ہے اور جہاں کفر کے اور بہت سے اسباب ان لوگوں نے اپنے زعم
میں بنائے ہوئے تھے وہاں ایک اور عذر کافر کہنے کے لئے مل گیا۔ چنانچہ کافروں نے
بہت کفر کیا۔ امتداد زمانہ سے جہاں لوگوں کو اور باتیں بھول جاتی ہیں۔ وہاں یہ بات
بھی معرض نسیان میں آگئی

مسیح موعود کی دوسری پیشگوئی

پھر آٹھ یا نو سال کا عرصہ گزرتا ہے کہ حضرت اقدس علیہ السلام
کو الہام ہوا جو اخبارات میں بھی شائع کر دیا گیا۔ غلبت الروم
فی ادنی الارض وھم من بعد غلبھم سیغلبون یعنی
رومی لوگ نزدیک کی زمین میں مغلوب ہو گئے اور وہ اپنے مغلوب ہونے کے بعد پھر
غالب ہو جائینگے اس زمانہ میں لڑائی کے کوئی آثار موجود نہ تھے۔ بالکل امن وامان

واقعات نے کیونکر رنگ بدلا

تھا۔ انگلینڈ جیسی ریاستوں کیساتھ بڑی صلح صفائی کے
تعلقات تھے چنانچہ جب عہد عبد الحمید کے بعد پارلیمنٹ کا
دورہ ہوا۔ اور آسٹریا نے بوسینیا اور ہرزگووینا دو صوبوں پر پورا قبضہ کر لیا۔ اور
الحاق کا اعلان کر دیا۔ تو موجودہ بلقان کی ریاستوں میں سے جو تھوڑا عرصہ ہوا ٹرکی
سے علیحدہ ہوئیں بعض نے ٹرکی کی حمایت میں آسٹریا کے خلاف اعلان جنگ کر دیا غرضیکہ
لڑائی کے بالکل سامان موجود تھے۔ لیکن کچھ عرصہ بعد یہی الہام ہوا کشتیاں چلتی ہیں
تا ہوں کشتیاں اس نے اور بھی توضیح کر دی کہ لڑائی ضرور ہونے والی ہے چنانچہ اس
معاملہ پر چھ یا سات سال کا عرصہ گزرنے لگا۔ اور ابھی تک لڑائی کے کوئی آثار نہ
تھے۔ لیکن چونکہ لڑائی کا ہونا مقدر ہو چکا تھا۔ اسلئے تعجب پر تعجب تھا کہ کس طرح

اور کس رنگ کے لڑائی کے سامان پیدا ہونگے

اس پیشگوئی کا پہلا ظہور جنگ طرابلس میں

۱۹۱۱ء میں اٹلی نے طرابلس پر حملہ کر دیا جس کی اصل وجہ یہ تھی کہ اٹلی کو اندیشہ پیدا ہو گیا تھا کہ ٹرکی کی سلطنت تو چند دن کی مہمان ہو اگر اس وقت طرابلس پر قبضہ نہ کر لیا گیا۔ تو پھر کوئی اور طاقتور سلطنت اس پر قبضہ کر لیگی۔ اور اٹلی کی پرانی آرزو اس رنگ میں پوری نہ ہوگی۔ چنانچہ ترکی کے جو حصے اڑائے گئے ان میں سے دو بڑے بڑے حصے بھی تھے کہ جنگ ترکوں کی تھی کے وقت غصب کئے اور اہل اٹلی کو مخاطب کرتے ہیں۔ تو حالات سیرابجر میں جس کو اٹلی برداشت نہیں کر سکتی۔ اس دیا اسکی تخت ہتک ہو دوسرے اٹلی کی ایک عورت جو ٹریپولی میں آئی تھی وہ کسی مسلمان ترک پر عاشق ہو کر اسکے ساتھ نکل گئی۔ اور بالآخر مسلمان ہو گئی۔ اسکا یہ عذر بنایا گیا کہ اسکو زبردستی مسلمان بنایا گیا ہے۔ پس لڑائی شروع ہو گئی لڑائی کیا تھی ایک طرفہ کارروائی تھی ترک بالکل بے بس و بیکس تھے جنکی پرواہ کئے بغیر اٹلی نے اپنی تمام افواج ساحل طرابلس پر اتاردیں خشکی کی راہ سے بھی ترک کوئی کمک نہیں بھیج سکتے تھے اور سوائے ایشیائی ترکی کے جس قدر بندرگاہ تھے سب کو اٹلی والوں نے یکے بعد دیگرے توپوں سے اڑایا۔ حدیدہ سے لیکر وردانیال کی کوئی چھوٹی سی جگہ نہ چھوڑی جو اٹلی کی توپوں سے بچی ہو آخر ایک سال کی لڑائی کے بعد طرابلس اٹلی والوں کے حوالہ کرنا پڑا۔ یہ تو پہلی شکست تھی۔ لیکن

پیشگوئی کا دوسرا ظہور جنگ بلقان میں

یہ پیشگوئی پورے طور پر واضح نہ ہوئی۔ یہ تو پیشگوئی کی طرف ابتدا تھی۔ ابھی اصل واقعات پردہ غیب کے اندر پنہاں تھے۔ ابھی اٹلی کے ساتھ مصالحت طے ہو رہے تھے کہ چار ریاستوں۔ بلگیریا سرویا۔ مانٹینگرو اور یونان کا آپس میں معاہدہ ہوا کہ یہ موقعہ ہے ترک اٹلی کے ساتھ لڑکر بالکل مضمحل ہو چکے ہیں اگر یہ موقعہ ہاتھ سے گیا تو پھر ہاتھ نہیں

آپکا اعلان جنگ کے قبل ہی جنگ شروع ہو گئی۔ اب ادنی الارض کے الفاظ اسکے سامنے پھرنے شروع ہوئے مگر کسی کو یقین نہ تھا کہ ترکوں کو شکست ہوگی ہم لوگ تو راضی کیا جائیں۔ خود یورپ کی سلطنتوں کو یقین تھا کہ اس میں ترکوں کو شکست ہوگی فوج بھی موجود تھی سامان بھی موجود تھا جرنیل آزمودہ کار بھی موجود تھے مگر خدا کے ارادے کے خلاف تھے

غلبت الروم کیونکر پورا ہوا

جاننا چاہیئے کہ اس پیشگوئی کے دو حصے ہیں ایک یہ کہ رومی لوگ کی زمین میں شکست کھا جائینگے نہ صرف شکست ہی بلکہ مغلوب ہو جائینگے۔ دوسرا حصہ یہ ہے کہ اپنے مغلوب ہونے کے بعد وہ پھر غالب ہو جائینگے جیسا ہم بیان ہو چکا ہے کہ ترکوں کے پاس فوج اور سامان اور جرنیل وغیرہ سب کچھ موجود تھے فوج کا انتظام تو اللہ تعالے نے یہ کیا۔ کہ بوقت اٹلی سے لڑائی ہو رہی تھی۔ تو اٹلی نے چاہا کہ ایشیائے کوچک اور شام پر بھی حملہ کرے پس اس نے گر جلدی کے لئے ترکوں کو اپنی ساری فوج جو طیار اور قوی اور ان تھی اپنے یورپی حصے سے نکالکر اور [illegible] کے ایشیائی ساحل پر اجتماعی [illegible] یورپین حصہ کو کوئی اندیشہ ظاہر معلوم نہ ہوتا تھا۔ اسلئے تمام طاقت علاقہ مفتوحات میں چھوڑ دیا۔ اس ملک میں ریلیں بہت کم ہیں۔ اس لئے فوجوں کو مختلف علاقوں میں پہنچنے کے لئے کئی مہینے کا عرصہ گزر گیا۔ اب خود وہ جمع کرنے کو بھی کئی ماہ درکار تھے۔ اسکا اندازہ کہ کس طرح ترکوں کو فوج تقسیم کرنی پڑیں اور کس قدر عرصہ اسکا اس طرح سے ہو سکتا ہے کہ صرف [illegible] شہر کے پاس ساٹھ ہزار فوج [illegible] جمع کرنی پڑی۔ اور یہ فوجیں اس وقت یورپ کے لڑائی میں حصہ لینے کے لئے پہنچیں جب لڑائی ختم ہو چکی تھی علاوہ یورپین ترکی کے ٹکڑے ٹکڑے ہو چکے تھے یہاں معاملہ تا [illegible] عراق [illegible] خوب بگڑ گیا جرنیل جو بڑے تجربہ کار تھے وہ اس میں لڑ پڑے چنانچہ ایک دوسرے کے گلے خوب کاٹے گئے سامان بھی موجود تھے اسکے نو حصے [illegible] دشمنوں کے ہاتھوں میں

وہیں جنھوں نے لڑائی ہونے سے پہلے تمام گاڑیاں کسی نہ کسی ایک بہانے سے ملک سے باہر دشمنوں کے علاقوں میں بھیج دیں جنھوں نے ان پر قبضہ کر لیا۔ توپیں ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچ نہ سکیں اور سامان پہنچے تو کس طرح۔ لولی برغاس کے میدان میں جمع سے پانچ دن کی بھوک سے تنگ آکر اور کھڑے ہونے کی طاقت نہ رکھ کر ترک موت کے سامنے سے بھاگے مگر کہاں بھاگ سکتے تھے۔ کمزور ہونے کے باعث پاؤں میں چلنے کی طاقت نہ چھوڑی تھی ہزاروں قتل ہو گئے اور ہاتھ تک نہ ہلا سکے۔ اللہ تعالیٰ کے مامور نے جو فرمایا تھا کہ میں اس سلطنت کے وزراء امراء کو خائن دیکھتا ہوں بالکل سچ نکلا۔ رشوتیں لیکر انہوں نے تمام علاقے دشمن کو سونپ دیئے۔ اور لوہے کے گولوں کی بجائے لکڑی کے جعلی اور بناوٹی کارتوس اپنی فوجوں کو بھیجے۔ اور جہاں گورنمنٹ کی عزت تھی وہاں سپاہیوں کو کچھ بھی نہ ملا۔ نتیجہ ظاہر تھا ایسی خطرناک شکست ہوئی کہ اس کی مثال تاریخ میں بہت کم ملے گی۔ یاد رہے کہ یہ پیشگوئی کا پہلا حصہ تھا۔ جو اس شد و مد کے ساتھ پورا ہوا۔

شکست نشان کیونکر بنی

فتح اور شکست تو کوئی تعجب خیز امر نہیں جب دو سلطنتیں لڑا کریں تو ایک شکست کھایا ہی کرتی ہے اس لئے محض ترکوں کا شکست کھا جانا کوئی تعجب انگیز نشان نہ تھا مگر نشان یہ تھا کہ باوجود عرب کو یقین تھا کہ اس لڑائی میں ترک فتحیاب رہیں گے۔ اور اگر زیادہ سے زیادہ معاملہ ہو تو ترکوں کی فتح کے مقابل اتحادیوں کی بھی کوئی خال خال فتح کسی خاص موقعہ پر ہو جائے گی۔ یورپین اخبارات کا اشارہ کرشمہ بھی نہیں ہی تھا ہوگا خود اتحادیوں کو بھی تو امید نہ تھی جس کا بیان آگے انشاء اللہ آئے گا اس کے بخلاف تمام امیدوں کے ترکوں کو بڑی ذلت اور رسوائی کی شکست ہوئی۔ اور دشمن تو قسطنطنیہ کے پچیس میل ہی کے فاصلہ پر رہ گیا تھا۔ تمام یورپین حصے کئی سو میل لمبا اور ساٹھ سے لیکر تین سو میل چوڑا ترکوں کے ہاتھوں سے یک دم نکل گیا

لہ پیشگوئی کے اصل الفاظ یہ ہیں سلطان روم کی سلطنت کی اچھی حالت نہیں [illegible] اس کے ارکان کی حالت [illegible] اچھی نہیں [illegible]

اس پیشگوئی کا دوسرا حصہ اور اس کی زلزلہ کا نظارہ
جو پیشگوئی قبل از وقت دکھایا گیا

پیشتر اسکے کہ پیشگوئی کے دوسرے حصے کو بیان کیا جاوے مناسب معلوم ہوتا ہو کہ اس لڑائی کے متعلق ایک جگہ جو حضرت اقدس نے تفصیل سے لکھا ہو وہ بھی بیان کیا جاوے جس سے یہ بھی معلوم ہو جاویگا کہ کس طرح ان تمام آئندہ کے واقعات کا علم حضرت مسیح موعود کو قبل از وقت دیا گیا چونکہ یہ حصہ نظم میں ہو اسلئے اسکے اصل اشعار مع ضروری تشریح کے درج کر دئے جاتے ہیں وہ یوں ہو

اک نشاں ہی آنیوالا ہے کچھ دنوں کے بعد جس کو گردش کھانیگے دیہات و شہر اور مرغزار

تاریخ امروزہ ۵ اپریل ۱۹۰۵ء

آئیگا قہر خدا سے خلق پر اک انقلاب ✦ اک برہنہ سے نہ یہ ہوگا کہ تا باندھے ازار
یک بیک اک زلزلہ سے سخت جنبش کھائینگے ✦ کیا بشر اور کیا شجر اور کیا حجر اور کیا بحار

یہاں پر حضرت صاحب نے زلزلہ کے لفظ پر نوٹ کر دیا ہے کہ اس سے مراد زلزلہ ضروری نہیں بلکہ سخت آفت شدید جو نمونہ قیامت ہو لوگوں نے اول سے لیکر آخر تک جنگ طرابلس اور جنگ بلقان کو پڑھا ہے۔ وہ خوب جانتے ہیں کہ زلزلہ بھی سخت ان ممالک میں آئے تو اور شدید آفت تو جنگ کی وجہ سے تھا ہی تھی۔ ٹرکی میں انہی دنوں میں زلزلہ آیا جس سے سرکاری شمار کے لحاظ سے ساڑھے تین ہزار سے زیادہ جانوں کا نقصان ہوا جن لوگوں کو ۴ اپریل ۱۹۰۵ء کا زلزلہ یاد ہے۔ انکو معلوم ہے کہ اس زلزلہ میں دس ہزار سے زیادہ آدمی ہلاک نہ ہوا تھا بلغیریا میں زلزلہ آیا۔ اور کئی سو جانوں کا نقصان ہوا پھر اٹلی میں انہی دنوں میں زلزلہ آیا جس سے بہت ہی جانوں کا نقصان ہوا یہ تو ظاہری آفات تھے۔ اب شدید آفت کو لیجے وہ خونریز قتل عام جس میں نہ بچہ چھوڑا گیا۔ نہ جوان نہ مرد نہ عورت نہ بوڑھا نہ کمزور نہ سپاہی اور نہ غیر سپاہی نہ عورتوں کی عصمت کی پرواہ کی گئی۔ اور نہ انکی عفت کی۔ زندوں کو جلایا گیا۔ زندہ درگور کرایا گیا۔ پہاڑوں کا

انکے منہوں پر گھسیٹا گیا۔ مال اور نفس اور عزت کا کھیل ڈالکر جلا دیا گیا۔ درختوں پر لٹکا کر جانیں ماری گئیں۔ غرضیکہ بلقانی ہندوں نے کوہستان بلقان میں اور اٹلی کے مہذب وحشیوں نے نخلستان طرابلس میں کوئی ایسا دقیقہ قتل اور بے عزتی اور ہتک حرمتی کا چھوڑا جو کسی کے وہم و گمان میں آسکتا ہو۔ شہروں کے شہر اور گاؤں کے گاؤں اور جنگلوں کے جنگل جلا کر راکھ کر دئے گئے۔ پہاڑوں کو پتھروں اور چٹانوں کو توپوں سے اڑا دیا گیا۔ جو کوئی جس حالت میں پایا گیا قتل کر دیا گیا۔ سوتے ہوئے حالت برہنگی میں بدحواس ہو کر بھاگتے ہیں۔ اور نشانہ مرگ بنتے ہیں۔ جس طرح شکار کا چاروں طرف سے احاطہ کر کے اسکو سوتے سے جگا دیا جاتا ہے اسی طرح ترکوں کو سوتے سے جگا کر ذبح کیا گیا۔ یہاں تک کہ جنہوں نے مذہب چھوڑ کر اپنی جان اور اپنی عفت اور عصمت بچانی چاہی وہ بھی نہ بچ سکے۔ یہ ظلم ابھی بند نہیں ہوئے جاری ہیں۔ اب مسلمان نہیں تھے تو بلغاری اور سروی ایکدوسرے کے گلے کاٹ رہے ہیں۔ جو عذاب اب ترکوں پر آیا ہے اسکی نظیریں تاریخ اسلام میں صرف چند ہی مل سکتی ہیں۔ اس لڑائی کو جرمن اور فرانس یا روس اور جاپان کی لڑائی بالکل نہیں سمجھنا چاہیئے۔ بلکہ اس لڑائی کی مثال یہ ہے کہ ایک طرف بھیڑوں کا لشکر ہو۔ اور ان بھیڑوں کی تعداد سے بڑھکر بھیڑیوں کا لشکر ہو جنہوں نے بھیڑوں کے لشکر کا چاروں طرف سے محاصرہ کر کے انکے اندر گھسکر ایک ایک بھیڑ پر پانچ پانچ اور دس دس بھیڑئے چھوڑ دیئے ہوں۔ پھر حضرت صاحب لکھتے ہیں ؎

اک جھپک میں یہ زمیں ہو جائیگی زیر و زبر ٭ نالیاں خوں کی چلینگی جیسے آب رودبار
رات جو رکھتے تھے پوشاکیں برنگ یاسمن ٭ صبح کر دیگی انہیں مثل درختان چنار
ہوش اڑ جائینگے انساں کے پرندوں کے حواس ٭ بھولینگے نغموں کو اپنے سب کبوتر اور ہزار
ہر مسافر پر وہ ساعت سخت ہے اور وہ گھڑی ٭ راہ کو بھولینگے ہو کر مست و بیخود راہوار
خون سے مردوں کے کوہستان کے آب رواں ٭ سرخ ہو جائینگے جیسے ہو شراب انجبار

صرف ان ترکوں کی تعداد جو قتل عام میں اتحادیوں کے ہاتھوں مارے گئے قریباً پانچ لاکھ کے
ہے۔ ان مقتولوں کی تعداد علاوہ ہے جو لڑائی میں مارے گئے ایسا ہی خود اتحادیوں کو بہت
بڑا نقصان ہوا۔ اور اب جو تلوار خود اتحادیوں کے درمیان چل رہی ہے۔ اور جسقدر نقصان
وہ آپس میں لشکر اٹھا چکے ہیں وہ انہیں زیادہ ہے اس نقصان سے جو ان کا ترکوں
کے خلاف ہوا۔ واقعی خون کی نالیاں چلیں۔ دریائے وردار اور ماریزا کے پانی مقتولوں
کے خون سے سرخ ہو گئے۔ بعض زلزلے بھی خون کی نہریں نہیں پیدا کرتے ہیں۔ اس سے
تو لوگ عمارتوں کے نیچے یا پہاڑوں میں آ کر دب کر مر جاتے ہیں۔ اور اگر کسی کا خون
نکلے بھی۔ وہ بھی مٹی سے خشک ہو جاتا ہے پھر گاؤں کے گاؤں مع انکے ساکنوں کے
اتحادیوں نے آگ لگا کر جلا دیئے۔ اور ہزار آدمی جلکر کوئلے ہو گئے۔ نہ صرف ترکوں کے
ساتھ یہ معاملہ ہوا۔ بلکہ اتحادی ایکدوسرے کے ساتھ بہت برے ہیں۔ حال میں بلغاریہ
نے شکر لیا ہیں۔ ۴۰ آدمی مع گاؤں کے جلا دیئے یہ تمام ہنگامہ کوہستان بلقان میں
واقع ہوا۔ اور ہو رہا ہے۔ واقعی اس جنگ کو بھی اگر زلزلہ کے نام سے موسوم کر دیا
جائے۔ تو کوئی تعجب خیز نہیں۔ کیونکہ حیرت انگیز سرعت کے ساتھ یہ تمام واقعات
ہوئے۔ اور جس اچانک طور پر یہ لڑائی شروع ہوئی کسی کے وہم و گمان میں بھی نہ آ
سکتی تھی یہاں تک تو ہم نے پیشگوئی کے پہلے حصہ کو لفظاً بلفظاً اسی طرح جس طرح پیشگوئی
میں تفصیل تھی پورے ہوتے دکھلایا تھا اور اس دل کے لئے اتنی بات کافی تھی کہ وہ غور
کرتا کہ یہ کس طرح ہو گئی مگر بعض جلدبازوں نے شور مچانا شروع کر دیا۔ کہ پیشگوئی پوری
نہیں ہوئی کیونکہ اسکے دوسرے حصے کے کوئی آثار ابھی ان آنکھوں کو نظر نہیں آتے
تھے اب ہم دوسرے حصے کو لیتے ہیں۔ وهم من بعد غلبهم سيغلبون
ترکوں کو یہ ایسی خطرناک شکست ہوئی تھی کہ انکے دوست اور دشمن سب کو یقین ہو
گیا تھا۔ کہ اب انکو فتح ہونا ناممکن ہے۔ خود انہوں نے ہار کر شکست مان لی۔ اور تمام

علاقہ دینے کے لئے راضی ہوگئے پہلے جنگ کی صلح ہوئی جس کے بعد انکے ہاتھ سے ایڈریانوپل
سقوطری اور یانینا تینوں نکل گئی اور تمام امیدیں منقطع ہوگئیں۔ اب اللہ تعالیٰ نے اپنی
قدرت کا دوسرا ہاتھ دکھانا شروع کردیا۔ اتحادیوں نے لڑائی سے پہلے یہ تمام باتیں
آپس میں طے کر لی تھیں کہ مفتوحہ علاقہ کا فلاں فلاں حصہ ایک دوسرے کے حصہ میں
جائیگا۔ یہ اسلئے تھا۔ کہ آپس میں بعد میں لڑائی نہ ہو۔ اور تمام یورپ کی سلطنتیں بھی
تنی ہوئی تھیں۔ کہ وہ اتحادیوں کی آپس میں لڑائی کسی صورت میں نہ ہونے دینگے
روس خصوصاً اس بات کا فیصلہ کر چکا تھا۔ کہ اگر کوئی متنازعہ فیہ مسئلہ ہوگا۔ تو اسکے
لئے اسکا ثالث نہ فیصلہ ہر ایک کو قبول کرنا ہوگا۔ لیکن واقعات نے جتلا دیا کہ انسان
کے تمام منصوبے خدا کے حکم میں خاک میں مل سکتے ہیں۔ خواہ وہ انسان زار روس ہی کیوں
نہ ہو۔ وجہ جنگ یہ ہوگئی۔ کہ امید سے بڑھکر علاقہ فتح ہوگیا۔ اتحادیوں کو وہم بھی نہ تھا۔ کہ
انکو ایسی عظیم الشان اور آسانی فتوحات ہو جائینگی۔ اور اس قدر علاقہ انکے ہاتھ میں
آجائیگا۔ اسکے علاوہ ایک علاقہ انکا خیال تھا۔ انکے ہاتھ آجائیگا۔ وہ یورپ نے نہیں
آنے دیا۔ وہ علاقہ البانیہ تھا۔ سرویا کا بہت سا حصہ اسی میں تھا۔ لیکن اسپر سرویا
کو یورپ نے اجازت نہ دی آخر سرویہ کو یہ مفتوحہ علاقہ یورپ کے کہنے پر چھوڑنا
پڑا۔ بلگیریا جس کو بہت زیادہ فتوحات ہوگئی تھیں۔ اپنے مفتوحہ علاقہ میں سے ایک
انچ بھی دینا نہیں چاہتا تھا۔ پہلے آپس میں سخت نا اتفاقی ہوئی۔ پھر تو اور نوبت آئے
روس نے بھی ایک دھمکیاں بھی دیں۔ بعد بلگیریا کی طرف سے ہو کر مگر کسی نے اسکی
آواز تک نہ سنی۔ اور آپس میں سخت خونریز جنگ شروع ہوگئی۔ دشمن چاروں طرف
سے بلگیریا پر ٹوٹ پڑے۔ خود بلگیریا کا خیال تھا کہ اس جنگ میں وہ کامیاب رہیگا
مگر یہاں بھی تمام امیدوں کے خلاف اسکو شکست پر شکست شروع ہوگئی اور دشمن
اسکے دار الخلافہ کے بہت قریب پہنچ گئے۔ زار فرڈیننڈ شاہ بلگیریا نے یورپ کی ایک

اٹھائی گئیں۔ کہ خدایا آج ہمیں ہمارے ملک کو بچاؤ مگر کسی نے دستگیری یہاں تک کہ خبریں
مشہور ہو گئیں۔ زار فرڈیننڈ بسبب غم کے ہلاک ہو گیا پھر یہ تار خبر آئی کہ اپر فالج
گرا۔ پھر یہ رپورٹ کی خبر تھی کہ شاہ اور ملکہ ہر دو مفرور اور روپوش ہو گئے ہیں اسکے
بعد اسکی ملکہ نے نہایت لجاجت سے التجا کی کہ رومانیا کی ملکہ اسکے خاندان کے علاقہ پر رحم
کرے یورپ کی شاہزادیوں سے درخواست کی کہ وہ کسی طرح اپنے ملک والوں کو
ترغیب میں کہ انکے گھر بار پر رحم کریں اور انکو پناہ دیں جب بلگیریا کی یہ حالت ہو رہی تھی
یکایک خبر آئی کہ ترکوں کی فوج نے بلیر اور سلسلیریا سے نکلکر ایڈریانوپل کی طرف
بڑھنا شروع کر دیا ہے پھر خبر آئی کہ ترکوں نے قرق قلعہ شار کو وغیرہ تمام مقامات
پر قبضہ کر لیا ہے اور انکے رسالے ایڈریانوپل کے سامنے دکھائی دیتے ہیں۔ پھر
تیسرے روز یہ خبر بھی سُن لی کہ ترک نہ صرف ایڈریانوپل میں داخل ہو گئے ہیں اور بلغر
تمام علاقہ چھوڑ کر بھاگ رہے ہیں۔ بلکہ ترکی فوج خود بلگیریا کے علاقہ میں داخل ہو رہی
ہیں۔ تمام اسلامی دنیا میں اس خبر نے ایک مسرت کی لہر دوڑا دی۔ اور ہر جگہ خوشی
کے جلسے شروع ہو گئے۔ اسطرح اللہ تعالٰے نے تمام ناامیدیوں کے بعد پھر ترکوں کو
ایسی فتح دی۔ کہ پھر انکو اگر کوئی کوشش اور لڑائی کرنی پڑی۔ تو صرف اتنی کہ
انہوں نے وہاں جا کر قبضہ کر لیا۔ اور بلغران کی شکل دیکھکر بھاگ اٹھے یہ خدا کے کام ہیں
اور لوگوں کی نظروں میں عجیب ہیں۔ آخری شعر حضرت اقدس کے اس واقعہ کے متعلق یہ
ہیں:

مضمحل ہو جائینگے اس خوف سے سب جن و انس * زار بھی ہوگا تو ہوگا اس گھڑی باحال زار
اک نمونہ قہر کا ہوگا وہ ربانی نشان * آسماں حملے کریگا کھینچکر اپنی کٹار

پھر آپ مکذب کو مخاطب ہو کر فرماتے ہیں

ہاں نہ کر جلدی سے انکار اے سفیہ ناشناس * اس پہ ہے میری سچائی کا سبھی دار و مدار

وہی تخت کا مالک ہو کر بیٹھے گا بیٹھا ❊ پھر خود سر ہو کر مستقل اور سردار
یہ گماں مت کرو یہ بدگمانی ہو بیجا ❊ قرض ہے واپس دیگا تجھکو یہ سارا ادھار

بلغیریا کے بادشاہ کو بھی زار ہی لکھتے ہیں۔ اور جو درگت اسکی ہو چکی ہو اور ہو رہی ہے وہ اخبار بین اصحاب سے پوشیدہ نہیں۔ خود شہنشاہ روس کی اس میں بہت ہتک اور ذلت ہوئی ہے۔ وہ بلغیریا کا طرفدار رہا ہے۔ بلغیریا گویا روس کا بچہ ہے۔ اور باپ کی موجودگی میں بچے پر جوتے پڑ رہے ہیں۔ اسنے بڑی کوشش کی کہ یہ معاملہ سلجھ جائے مگر اسکی ایک پیش نہیں گئی۔ سو الحمد للہ یہ پیشگوئی اس شد و مد سے آب و تاب کیساتھ پوری ہوئی کہ تمام دنیا گواہ ہے۔ اب بھی دنیا اگر اس کے ماننے میں انکار کرے۔ جیسا کہ اکثر اس دنیا کے فرزند کور چشم ہو جاتے ہیں۔ تو انکے لئے خدا کا فیصلہ اور یہی ہو چکا ہو وکاین من آیۃ فی السموات والارض یمرون علیھا وھم عنھا معرضون۔ اور کتنی ہی آیات آسمانوں اور زمینوں میں ہیں جن پر یہ لوگ گزرتے ہیں۔ مگر وہ ان سے اعراض کرنیوالے ہوتے ہیں۔ مگر اللہ تعالیٰ نے اپنے الہامات اس وعدے کے مطابق کہ "دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی کو ظاہر کر دیگا" ظاہر کرتا آیا ہے اور کر رہا ہے۔ اور بموجب آیت قرآنی سنریھم ایاتنا فی الآفاق وفی انفسھم الخ ہم عنقریب انکو دکھائینگے نشان اپنے زمانے میں۔ اور انکے اپنے جیبوں میں بس مبارک ہیں وہ لوگ جو ان نشانات سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ اور خدائی حجت کو اپنے اوپر قائم ہونے سے بچتے ہیں۔ والسلام

سرخاب اور میں

سرخاب جا شاہ ہوں تری بیقراریاں
چلتی ہیں آج دل پہ مری تیغ آریاں

تو بھی جدا حبیب سے میں بھی جدا ہوں
آ بیٹھ دونوں مل کے کریں آہ و زاریاں

اب حال زار کس سے ہمارا ہے پوچھنا
ہر کوں ویسے ہی ہو کرو غمگساریاں

کیا کیا کہوں کہ فرقت دلدار نے دئے
سینہ پہ چلتی رہتی ہیں ہر دم کٹاریاں

جس پیڑ پہ چڑھے تھے وہ کیونکر گر گیا
منزل پہ جا کے پہنچیں کہ کچھ کر سواریاں

جس شاخ پر تھی پینگ محبت کی ٹوٹ ہی
وہ شاخ ہی نہ ہوگی تو کیا وہ ڈالیاں

اک وہ قدم چلا تھا کہ عشق کر سو گر پڑا
کچھ بھی نہ آئیں کام مرے شاہسواریاں

لیکن اٹھایا مجھے اک دستگیر نے
اللہ سکھائے پائی ہیں وہ دستیاریاں

آ ایک بار بخت اکمل سے کام لیں
ستی ہیں پھر دکھلائیں ہی ہوشیاریاں

ایک عجوبہ اک بتاؤں راہ و بر دشت میں
مشکل ہیں سفر کے کچھ ہیں گھاٹیاں

ساتھی نہیں تو کیا ہے اللہ ساتھ ہے
اسکی جناب سے مجھے ملتی ہیں یاریاں

نعرہ ہے نشانہ و سرگ رنگ میز کر
یارب مدام نور کی ہو نور باریاں

اکمل وہ دن دکھا کہ رنگ وصل بھی ملے حبیب
روٹھی ہوئی حبیب کو ہے بےقراریاں

ایک مہینہ اور رعائت

بشرطیکہ البشریٰ مجموعہ الہامات حضرت اقدسؑ خریدیں

نام کتاب	قیمت اصلی	رعایتی	خلاصہ مضمون
تفسیر ترجمۃ القرآن پ ۲۷	عہ	۲؍	کون نہیں جانتا۔ آجکل ایسی تفسیر کیضرورت
" پ ۲۸	عہ	۸؍	ہے۔ جس میں آیات کا ربط بتلایا گیا ہو اور
" پ ۲۹	عہ	۲؍	ان دلایل کو کھولکر لکھا گیا ہو جو قرآن
" پ ۳۰	عہ	۸؍	مجید بر آیت میں اپنے دعوے کے ساتھ پیش
" پ ۳۰	عہ	۸؍	کرتا ہے اور جو دوسری الہامی کتابوں سے
" پ ۲۹	عہ	۸؍	منجملہ امتیازی نشانات کے ہے
مجربات نورالدین حصہ اول	۱۰؍	۵؍	شاہی الطبیب حکیم حاذق مولنا نورالدین
" دوم	۱۰؍	۵؍	صاحب کے مجربات تینوں حصے نہایت مفید
" سوم	۱۰؍	۴؍	نادر نسخے
تحفہ سالانہ جلسہ ۱۹۰۷ء	عہ	۴؍	یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام خلیفۃ المسیح
			مولوی عبدالکریم صاحبکی تقاریر کا مجموعہ جو
			نہایت نادر اور معارف حقایق کا گنجینہ ہے
			۳۰۰ صفحہ
حقیقت نماز	عہ	عہ	جس میں نماز کی حقیقت اور اسکے متعلق
			ضروری مسائل اور ارکان نماز کا فلسفہ
			بیان کیا گیا ہو رنیز ترتیب آخر میں چند

نام کتاب	قیمت		خلاصہ مضمون
			سورتوں کے عجیب و غریب تفسیر ۲۰۶ سے ۲۱۸
النصح	۲ر	۸ر	ایک رسالہ ہے جس میں نبی کریم صلعم کی ظہور کی بشارت کتب سابقہ سے دکھائی گئی ہے۔ اور اسکے ساتھ ایک نہایت دلسوز مسدس ہے احباب منگوا کر خلق میں بانٹیں
رد چکڑالوی	۵ر	۳ر	چکڑالوی کا مذہب سخت ہے مگر اسکا رد بھی بہت ہی سخت ہے حجم دو سو صفحہ
عمدۃ الاحکام	۸ر	۳؍۸	بخاری و مسلم کی صحیح احادیث کا مجموعہ مترجم اردو اعراب خوشخط پسندیدہ امیر المرحوم
خطبات نور حصہ اول دوم	۸ر ۱۰ر	عہ	حضرت امیر المومنین کے خطبات کا مجموعہ جو عید و جمعہ پر آپ نے پڑھے حقائق و معارف کا خزینہ
امتیازی نشانات مسیح موعود	۳ر	ار	وہ نشانات جن سے مسیح موعود دوسرے اولیاء امت محمدیہ بلکہ بعض انبیاء سے ممتاز ہے مع محصول ڈاک ۹ کے ٹکٹ بھیجکر منگوالیں
طبیب روحانی	۲ر	ار	بعض روحانی امراض کا علاج قرآن اور احادیث سے خوشخط بچوں کے پڑھانے کے لئے

نام کتاب	قیمت		خلاصہ مضمون
ادعیۃ الاحادیث	۱ر	۸ر	احادیث کی وہ دعائیں جو مختلف مقامات و حالات کے مناسب رسول کریم صلعم نے فرمائیں۔
ہدایات دربارہ معاملات	۲ر	۱ر	معاملات کے بارے میں احادیث جو آج مسائل
ظہور المسیح	۴ر	۳ر	مسیح موعود کی وفات اور مسیح محمدی کی صداقت کا ثبوت تمام مخالف کتابوں کے سامنے رکھکر دکھایا ہو
اربعین	۴ر	۲ر	حضرت اقدس کی تصنیف ایک کو تقول کی تفسیر اور اپنی صداقت کا ثبوت
حضرت اقدس کی پرانی تحریریں	۴ر	۸ر	
الاسماء الحسنی	۵ر	۴ر	اللہ کے اسماء کی تشریح بچوں کے لئے بہت مفید
مکتوبات احمدیہ	۸ر	۸ر	حضرت مسیح موعود کے خطوط معارف شریعت کا خزانہ تصوف کا گنجینہ
الموعظۃ الحسنہ	۸ر	۱ر	تفسیر سورۃ تبت یدا عجیب و غریب مصنفہ فاضل امروہی
سلک مروارید	۸ر	۸ر	لڑکیوں کے پڑھانے کے لئے قصہ کہانیاں مفید سلسلہ
تشحیذ اگست ۱۳ء	۳ر	۲ر	جس میں رمضان شریف کے متعلق تمام احکام بالدلائل مشرح و مفصل درج ہیں
اسلام کی پہلی کتاب معیار حق			ضرورت زمانہ ۔۔ احمد بیگ ملک بھیروی

حق اور مطابق ہو اور جو جمہور مفسرین کا قول ہو تو اس سے رفع جسمی بالکل ظاہر ہو"

مولوی صاحب کی اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ توفی کے معنی موت اور نیند بالکل حق اور مطابق واقعہ نہیں۔ اور جمہور مفسرین کے قول کے خلاف ہیں۔ پھر نہیں معلوم نہیں کہ مولوی صاحب نے کیوں یہ اقوال استشہادًا پیش کیے۔ ان سے رفع جسمی ثابت ہونیکا باطل ہونا بڑے زور کیساتھ پبلک میں پیش کر دیا

اب مولوی صاحب کا ایک عذر باقی رہا۔ اور وہ تقدیم و تاخیر انی متوفیک ورافعک الی کا قول ہے جو حضرت ابن عباس کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔ اس کے متعلق یہ عرض ہو کہ یہ قول بخاری شریف کی روایت کے خلاف ہے جس میں حضرت ابن عباس سے انی متوفیک کے معنے انی ممیتک مروی ہیں اور تقدیم و تاخیر مذکور نہیں۔

بفرض صحت روایت یہ مذہب بوجوہ ذیل غلط ہے۔

اول یہ کہ آیت انی متوفیک ورافعک الی جس ترتیب سے نازل ہوئی ہے اس میں تقدیم و تاخیر بغیر وحی الٰہی کے عقلاً جائز نہیں۔ ورنہ الحاد کا دروازہ اس طرح کھل جائیگا کہ اس کا بند ہونا غیر ممکن ہوگا۔

دوم یہ کہ جب وحی الٰہی کے ذریعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کریم کو ترتیب دیکر کاتب الوحی سے لکھوایا۔ اس وقت بھی انی متوفیک ورافعک الی ہی لکھا اس کو ظاہر ہے کہ خدا و رسول کے نزدیک آیت زیر بحث کی موجودہ ترتیب ہی صحیح ہو ورنہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ترتیب قرآن کے وقت رافعک الی کو مقدم اور انی متوفیک کو مؤخر ضرور لکھوا دیتے

سوم یہ کہ موجودہ ترتیب قرآن میں تقدیم و تاخیر کرنیوالوں کی تنبیہ کے لئے قرآن کریم میں یہودیوں کی عادت تحریف کی بابت یحرفون الکلم عن مواضعہ

ذمت کی گئی ہو

لہٰذا بوجوہ مذکورہ بلا ترتیب الفاظ قرآن کریم میں تقدیم و تاخیر کسی طرح جایز نہیں ہو سکتی۔ خواہ وہ مذہب ابن عباس کا ہو یا کسی اور کا۔ بجز کلام خدا و تفسیر حدیث رسول صحیح مرفوع متصل و [illegible]

اب ناظرین اس تمام بحث پر ایک غائر نظر ڈال کر بآسانی نتیجہ نکال سکتے ہیں کہ مولوی ابراہیم صاحب باوجود ادعائے ہمہ دانی جس طرح لفظ توفی کے معنی قبض روح مع الجسم کے قرآن و حدیث و لغت محاورات عرب سے ثابت کر دیتے ہیں۔ وہ اہل علم و دیدہ پر ظاہر ہو گئے ہیں اسی طرح اس لفظ کے معنی قبض روح مع الجسم کے قرائن پیش کرنے میں بھی کس قدر ناچار و مجبور پائے جاتے ہیں مختصر یہ کہ مولوی صاحب کا ہر قرینہ محض بے قرینہ ہے

مولوی ابراہیم صاحب آگے بڑھ کر جیسا کہ آپ نے اپنے [illegible] کا جلد ستاتے اور آخری اور ہوائی اس بات پر لگاتے ہیں کہ جمہور مفسرین کے نزدیک انی متوفیک میں توفی کے معنی قبض روح مع الجسم ہیں۔ اور اسی امر پر تمام سلف و خلف مفسرین و محدثین و فقہاء و مجتہدین کا اتفاق و اجماع ہے اسلئے مولوی صاحب کی حیثیت کا پردہ فاش اور مفسرین کی جمہوریت کا طلسم پاش پاش کرنے کیلئے ہم اس بحث پر ایک مبسوط مفصل اور سیر کن بحث ذیل میں قلم کرتے ہیں واللہ الہادی

خدائے علیم و حکیم قرآن کریم میں فرماتا ہے یا ایھا الذین اٰمنوا اطیعوا اللّٰہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم فان تنازعتم فی شیء فردوہ الی اللّٰہ والرسول ان کنتم تؤمنون باللّٰہ والیوم الاٰخر۔ ترجمہ اے مومنو اللہ کی اطاعت کرو اور جو تمہارا حاکم ہو اس کی اطاعت کرو۔ پھر اگر تمہارے درمیان کسی بات پر نزاع ہو تو اس نزاع کو اللہ اور رسول کی طرف پھیرو۔ اگر

تم اللہ اور آیات پر ایمان رکھتے ہو۔

پھر فرمایا ہو و ان تطع اکثر من فی الارض یضلوک عن سبیل اللہ ترجمہ
اگر تو زمین کے اکثر لوگوں کی پیروی کریگا۔ تو اللہ کی راہ سے بہک جائیگا

ناظرین! ان دونوں آیتوں پر مجموعی نظر ڈالنے کے بعد دو باتیں روز روشن کی طرح ظاہر ہو جاتی ہیں (۱) ایک تو یہ کہ مسائل دینیہ میں اللہ اور رسول کے سوا کسی کا قول مستقل حجت نہیں اسلئے اللہ اور رسول کے فرمان کے خلاف کسی کا قول الخ نہیں ہو سکتا (۲) دوسرے یہ کہ دنیا کے اکثر لوگ گمراہ ہوتے ہیں۔ انکی پیروی انسان کو گمراہ بنانیوالی ہے۔ لہذا حق کا معیار ندرت اور کثرت پر موقوف ہونا موجب ضلالت ہے

قرآن کریم کی ان تنزیل آیتوں کو نصب العین بناکر ساتھ ہی تعلق کی بحث کے متعلق مولوی ابراہیم کی تصنیف اور انکے مجیل معترضین وغیرہ کی مجبوریت ذوق ملک کیطرح اڑ جاتی ہے مگر ہم اسکی ضرورت نہیں سمجھتے اور مولویصاحب کی تسلی کے لئے آیات مذکورہ بالا کے متعلق تفسیری نوٹس پیش فرمائے ہیں

مخدومی مکرمی نواب محسن الملک مرحوم (ا) اپنی رسالہ تقلید اور عمل **بالحدیث** مطبوعہ مطبع ... میں مقلد اور غیر مقلد کا مکالمہ کرکے علمائے سلف و خلف کے اتفاق (اجماع) کا خوب خاکہ اڑایا ہے اسلئے اس مکالمہ کی جسقدر عبارت ہم فائدۃ للناظرین یہاں نقل کرنا مناسب سمجھتے ہیں۔ اور وہ یہ ہیں

(۱) الاجماع وهو فی اللغة الاتفاق وفی الشریعة اتفاق مجتهدین صالحین من امة محمد علیه الصلوة والسلام فی عصر واحد علی امر قولی او فعلی یعنی اجماع ناقل لغت میں تو اسکے معنی ہیں اتفاق کے اور شریعت کی اصطلاح میں اتفاق کرنا نیک اور صلاحیت رکھنے والے مجتہدین کا امت محمدیہ سے کسی ایک زمانہ میں اوپر کسی امر قولی یا فعلی کے صفحہ ۲۲

(۲) اجماع کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ مستند اسکا کتاب وسنت ہو۔ دوسرے یہ کہ فقط علماء اور فقہا کا اتفاق ہی اتفاق ہو۔ خواہ کسی ضرورت سے خواہ کسی مصلحت سے پہلی صورت کا اجماع واجب الاتباع ہے اور در حقیقت وہ کتاب وسنت کا اتباع ہے اور دوسری قسم کا اتباع نہایت ہی برا ہے صفحہ ۲۶

پھر صفحہ ۳۱-۳۲ میں لکھا ہو

غلطہ۔ جو لوگ کہ تقلید کا انکار کرتے ہیں وہ تھوڑے ہیں انکا قول مرجوح ہو اور جو لوگ اسکو واجب اور جائز جانتے ہیں۔ وہ بہت ہیں۔ اور سواد اعظم وہی ہے جس جانب بہت لوگ ہوں اسلئے انکا استسنا چند ہی علماء کے اقوال پر ہو۔ اور علماء استسنا ہزاروں کے قول پر

غیر متسند۔ یہ دونوں ہوے غلط ہیں اول یہ سمجھنا کہ واجب العمل وہ قول ہے جس پر بہت لوگ متفق ہوں اور اسکو سواد اعظم جاننا دوسرے یہ سمجھنا کہ مروج تقلید کے معرف اکثر لوگ ہیں۔ اور جس طرف بہت لوگ ہوں۔ اسکی مخالفت اجماع کی مخالفت ہو اول ہوے کی غلطی پر چند قول ذیل نقل کرتا ہوں کہ بعض مفسرین نے آیت ان تطع اکثر من فی الارض یضلوك کی تفسیر میں لکھا ہو کہ فی هذا دلالة علی انه لا عبرة فی دین الله و معرفة الحق بالقلة والكثرة بجواز ان یکون الحق مع الاقل کہ یہ آیت دلالت کرتی ہو اسپر کہ کچھ اعتبار نہیں ہو خدا کے دین میں اور حق کے پہچاننے میں قلت اور کثرت پر اسلئے کہ جائز ہے کہ حق وہی ہو جس پر تھوڑے لوگ ہیں۔ ابن جوزی نے تلبیس ابلیس میں لکھا ہو کہ سفیان رحمۃ اللہ علیہ نے یوسف ابن اسباط سے کہا کہ اذا بلغك عن احد بالمشرق انه صاحب سنة فابعث الیه بالسلام فقد قل اهل السنة اور اگر مشرق میں ایک اور مغرب میں دوسرا پابند سنت کا ہو تو اسکو سلام بھیج اسلئے کہ سنت پر چلنے

والے بہت ہی کم ہیں۔ امام فخر الدین رازی تفسیر کبیر میں لکھتے ہیں۔ کہ سواد اعظم وہی ہے
جو تابع کتاب یعنی قرآن و سنت کا ہو۔ وہاں ما سواھا لا یلتفت الیہم وان
امتلأ العالم منہم۔ کہ جو کتاب و سنت کے سوا ہو۔ اسپر التفات نہ کرنا چاہیئے
گرچہ ان سے جہان بھرا ہو۔ اور جماعت کے معنے میں ایک بزرگ نے لکھا ہے کہ والجماعۃ
دالۃ بجماعۃ اھل الحق وان قلوا۔ کہ جماعت ہم ہیں اہل حق کے جمع ہونیکا
ایک حق بات پر گرچہ وہ بہت ہی کم ہوں۔ سواد اعظم کے معنے میں ملا علی قاری
شرح نخبۃ الفکر میں لکھتے ہیں کہ ان فیہم من الصفات الموجبۃ للقبول
تقوم مقام العدد الکثیر من غیرہم ولذا سمیت مثل ھذا الامام
امۃ قال اللہ تعالیٰ ان ابراھیم کان امۃ لانہ یجتمع فیہ من
الصفات ما لا یوجد متفرقۃ الا فی جماعۃ ولذا قال الشاعر
لیس من اللہ بمستنکر ان یجمع العالم فی واحد وقد قیل فی
حدیث المشہور علیکم بالسواد الاعظم ای الاورع الاسلم
پس جبکہ ایک شخص پر اطلاق امت کا خدا کے کلام سے ثابت ہوا۔ اسلئے کہ وہ ایک
ان باتوں کا جامع تھا کہ جو متفرق گروہوں میں علیحدہ پائی جاتی ہیں۔ اور خدا کا
ایک شخص کو بمنزلہ ایک جہان کے بنا دینا عجب نہیں۔ اور سواد اعظم سے مراد زیادہ
پرہیزگار سے لیگئی ہو۔ تو پھر کثرت عوام کو کسی مسئلہ کی صحت پر دلیل لانا بچوں کو
بہلانا۔ اور عوام کو خوش کرنا ہے دیگر ہیچ۔ فاضل روزبہان کتاب ابطال الباطل
میں جہاں حدیث لا یزال طائفۃ من امتی منصورین لا یضرھم من
خذلھم حتی تقوم الساعۃ کا ذکر کیا ہے۔ لکھتے ہیں فحاصل الحدیث لا
یزال الطائفۃ قلیلۃ مطلقا المنصورین بالحجۃ والبرھان یعنی اس حدیث
کا یہ مطلب ہے کہ ایک جماعت قلیل جو دلیل اور حجت کے ساتھ غالب اور کامیاب ہے

ہمیشہ رہیگی جن میں اسلام ہوگا وہ گروہ جو ہمیشہ غالب رہیگا۔ وہ وہی قلیل تو ہے مگر گروہ ہے
جو کہ اپنی حجت شرعی سے اہل دل پر غالب ہوگا۔ اور کوئی اسکو مغلوب نہ کرسکیگا
اور یہ گروہ وہی ہے جو کہ تابع کتاب و سنت ہے کہ نہ اسکے سلئے رسم و رواج کی
سند پیش جاتی ہے نہ بدعتیوں کی پوچ اور بیہودہ دلیلیں چل سکتی ہیں نہ علماء دنیا طلب
کی چکنی چپڑی باتوں کی وہ حیثیت اثر کرتی ہے اور نہ قوموں کی کثرت اور عوام کی جمعیت
اور جمعیت اسکو دور کرسکتی ہے۔ خدا کی کتاب اور رسول کی حدیث کے سلئے سب
کو مغلوبیت ہوجاتی ہے۔

اور صفحہ ۳۲-۴۳ میں لکھا ہے

ابو محمد علی بن احمد بن سعید بن حزم بن غالب اندلسی اپنی کتاب محلی کی کتاب الاحکام
میں نسبت دعوے اجماع کے لکھتا ہے ۔۔۔۔ کہ اجماع کا دعوے کرنا ایک ایسا
قول ہے جس کا فساد ظاہر ہے اسلئے کہ اس سے کئی اقوال باطل ہوتے ہیں اسلئے کہ
کہ تو اول پر لازم آتا ہے کہ وہ فرائض کو واجب جانیں نہ حج و نماز کی فرضیت کے قائل
ہوں اور زنا کی برائی پر اعتقاد رکھیں مگر اسی وجہ سے کہ اسپر اجماع ہوا اور جو ایسا
کرے وہ دین اسلام سے خارج ہو دو وجہ سے اول یہ کہ یہ بنایا ہوا مذہب ہے
نہ خدا نے حکم دیا ہو کہ سوائے اجماع کے اور کسی کا اتباع نہ کرنا اور نہ رسول نے فرمایا ہو
بلکہ خدا نے تو قرآن و سنت اور اولو الامر کے اتباع کا حکم دیا ہے یہ بھی خدا نے نہیں
کہا۔ کہ جب کسی امر میں اختلاف ہو تو وہی بات مانا جسپر اتفاق ہو جو ایسا دعویٰ
کرے۔ وہ خدا پر تہمت کرتا ہے۔ اور بیان ان جملوں کا ہے کہ خدا نے صاف
صاف کہدیا ہے کہ جو تمہارے رب نے بھیجا اسکی اتباع کرو اور پھر فرمادیا ہے کہ جو رسول
کہے اسے لو اور جس سے منع کرے اسے چھوڑ دو اور نیز ارشاد فرمایا ہے کہ اگر کسی بات
میں جھگڑا ہو تو خدا رسول کو رجوع کرو۔ اسلئے ہم اس مسئلہ اجماع کا اتباع کرتے ہیں

جس میں ہمکو ثابت ہو کہ سب اسپر متفق ہیں اور انکا اجماع کتاب و سنت کے
مخالف نہیں ہے اور اگر آپس میں اختلاف ہے تو ہم قرآن و حدیث پر رجوع کرتے ہیں
جس کو اسکے مطابق پاتے ہیں اسپر عمل کرتے ہیں گو اسپر اجماع نہ ہو اور یہی
وہ طریقہ ہے جس کا حکم خدا اور رسول نے دیا ہے دوسرے یہ کہ اجماع کے دعوے
سے ثابت ہوتا ہے کہ حالت اختلاف میں ہم کو قرآن و حدیث پر رجوع کرنا چاہیئے
بلکہ اجماع پر کہ جہتوں کی بلائے گیا ہے تو حقیقت میں یہ بات درست کی نہیں ہے"

اہلحدیث کے ایڈوکیٹ شنا اللہ کے روحانی باپ مولوی محمد حسین صاحب
بٹالوی ریویو براہین احمدیہ کے صفحہ ۳۴۳ میں اجماع کی نسبت لکھتے ہیں۔ کہ
"اجماع میں اولا یہ اختلاف ہے کہ یہ ممکن یعنی ہو بھی سکتا ہو یا نہیں اور بعض
اسکے امکان کو بھی نہیں مانتے پھر ماننے والوں کا اس میں اختلاف ہے کہ اسکا علم ہو سکتا
ہے اور ایک جماعت امکان علم کے بھی منکر ہیں امام فخر الدین رازی نے کتاب
محصول میں یہ اختلاف بیان کر کے فرمایا ہے کہ انصاف یہی ہے کہ بجز اجماع زمانہ صحابہ
جبکہ مومنین اہل اجماع بہت تھوڑے تھے۔ اور ان سب کی معرفت تفصیلی ممکن
تھی۔ اور زمانہ کے اجماعوں سے حصول علم کی کوئی سبیل نہیں ہے"

اسی کے مطابق کتاب حصول المامول میں جو کتاب ارشاد الفحول شوکانی
سے ملخص ہے اس میں کہا ہے کہ جو یہ دعوے کرے کہ نقل اجماع ان سب اہل دنیا
کی جو اجماع میں معتبر ہیں معرفت پر قادر ہے وہ اس دعوے میں حد سے نکل گیا۔
اور جو کچھ اسنے کہا اٹکل سے کہا۔ خدا امام احمد حنبل پر رحم کرے کہ انہوں نے صاف
فرما دیا ہے کہ جو دعوی اجماع کا مدعی ہے وہ جھوٹا ہے فقط"

اب ناظرین مندرجہ بالا عبارتوں کے پڑھ لینے کے بعد بآسانی سمجھ
سکتے ہیں کہ مولوی ابراہیم کا یہ دعوی کہ حضرت عیسے علیہ السلام کے رفع الی السما

بجسدہ العنصری پر علمائے سلف و خلف مفسرین و محدثین و فقہاء و مجتہدین سب کا اتفاق واجماع ہو ایک بازاری گپ سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا۔ اور اگر ایسا اتفاق و اجماع ثابت بھی ہو جاتے تو بھی وہ شواہد کتاب و سنت کے ساتھ معارض ہو کر کل وجہ سے ایک سے ہوئی گری شے سے جو بے بنیاد تر اور بے حقیقت ہے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام مخالف الرائے مولوی صاحبوں کو متنبہ کرنے کیلئے اجماع کی حقیقت لشت ازبام کر چکے تھے۔ مگر مولوی ابراہیم صاحب جو شہرت طلبی اور جاہ پرستی کے دہن میں علمی تعلّیوں اور فضول ڈینگوں میں زمین و آسمان کے قلابے ملانیکے عادی معلوم ہوتے ہیں۔ اس تنبیہ سے کچھ بھی متاثر ہوئے بغیر بیشرمی سے کام لیکر اور اپنی آنکھوں پر ٹھیکری رکھ کر وہی اتفاق و اجماع کا بے سرا راگ الاپنے لگے جس کا نتیجہ اہل عقل صاحبان ذوق سلیم کے نزدیک مغز ماری و حمق خود بینی کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے؟

ہم اپنے بیان کی تصدیق کے لئے ازالہ اوہام کی عبارات صفحہ ۷۰۰ ـ ۷۰۱ سے نقل کر کے ہدیہ ناظرین کرتے ہیں۔

"پیشگوئیوں کے بارے میں یہ ضروری نہیں کہ وہ اپنی ظاہری صورت میں پوری ہوں۔ بلکہ اکثر پیشگوئیوں میں ایسے ایسے اسرار پوشیدہ ہوتے ہیں کہ قبل از ظہور پیشگوئی خود انبیاء کو بھی جن پر وہ وحی نازل ہو کچھ سمجھ میں نہیں آسکتے چہ جائیکہ دوسرے لوگ انکو یقینی طور پر سمجھ لیں۔ دیکھو جس حالت میں ہمارے سید و مولیٰ آپ اسبات کا اقرار کرتے ہوں کہ بعض پیشگوئیوں کو میں نے کسی اور صورت پر سمجھا اور ظہور انکا کسی اور صورت پر ہوا۔ تو پھر دوسرے لوگ گو فرض کے طور پر ساری امت ہی کیوں نہ ہو کب ایسا دعوے کر سکتے ہیں کہ ہماری سمجھ میں غلطی نہیں سلف صالح ہمیشہ اس طریق کو پسند کرتے رہے ہیں کہ بطور اجمال پیشگوئی پر ایمان لے آویں۔"

رسیدات زر چوہدری ۱۹۱۳ء

جناب [illegible]

جناب چوہدری [illegible]

جناب [illegible]

جناب محمد [illegible]

جناب محمد [illegible]

جناب [illegible]

۲۶ جولائی [illegible]

[illegible]

۲۷ جولائی سنہ [illegible]

جناب غلام محمد صاحب [illegible]

جناب مولوی [illegible]

جناب چوہدری [illegible]

جناب [illegible]

جناب غلام محمد صاحب [illegible]

جناب چوہدری [illegible]

جناب [illegible]

۲۵ جولائی سنہ [illegible]

جناب چوہدری [illegible]

۱۰ اگست سنہ [illegible]

جناب تاج الدین [illegible]

جناب [illegible]

جناب [illegible]

جناب [illegible]

۱۶ اگست سنہ [illegible]

جناب [illegible]

جناب محمد [illegible]

۱۸ اگست سنہ [illegible]

جناب [illegible]

جناب [illegible]

چند ایک کے بقایا دار رہ گئے ہیں

جن صاحبوں نے آج تک

[illegible] چندہ ارسال نہیں کیا

[illegible]

[illegible]

جلد اپنے اپنے چندے [illegible]

[illegible]

[illegible]

منیجر [illegible]

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۶۴

نمبر ۸ کلکتہ کے مشہور ڈاکٹر ایس کے برمن کا بنایا ہوا

امراض مستورات کی دوا - امراض مستورات کی دوا

عورتوں کی بیماری میں نہایت مفید مارگرین ملک کی مشہور دوائی رحم اور ویدک کی قدیم زمانہ کی مشہور دوائیں اسوک وغیرہ کو ملا کر یہ دوا تیار کی گئی ہے [illegible] اور اسکی آزمائش بھی واقعی طور سے ہوتی آئی ہے

یہ ہر قسم کے امراض مستورات کی دوا ہے کمزور رحم [illegible] کو طاقت دیتی ہے اور صاف [illegible] رحم کی کل بیماریوں کو دفع کرتی ہے اس سے حیض کی خرابی یعنی کم یا زیادہ وقت پر حیض ہونا اور [illegible] ہونا کمر پیڑو ہاتھ پیروں اور سر میں درد ہونا [illegible] وغیرہ دور ہوتا ہے [illegible] سفید و سرخ پانی کی طرح رقیق [illegible] ہو جاتا ہے [illegible] اس دوا سے دفع ہوتی ہے رحم کی کمزوری کی وجہ سے حمل بے وقت ضائع ہو جاتا ہے [illegible] مہینہ میں ضائع ہو جاتا ہے [illegible] اس دوا کو [illegible] تک استعمال کرنے سے رحم میں طاقت پہنچتی ہے اور حمل قرار پاتا ہے اس دوا کے استعمال سے رحم کی خرابی دور ہو کر جسم قوی ہوتا ہے قیمت فی شیشی [illegible] خوراک [illegible] محصول ڈاک [illegible] اس دوا پر [illegible] [illegible] اپنے [illegible] امراض مستورات کی دوا کی [illegible] [illegible] شیشی اور [illegible]

روغن ایلیو ٹندر

[illegible]

روغن لیمو

[illegible]

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵/۲ تارا چند دت اسٹریٹ کلکتہ

یہ رسالہ ہر انگریزی مہینے کی ۱۰ تاریخ کو قادیان ضلع گورداسپور سے شائع ہوتا ہے

بابت ماہ ستمبر ۱۹۱۳ء

تشحیذ الاذہان

فہرست مضامین

قیمت سالانہ

[illegible]

گزارش

میں نے اپنے فہم و استعداد کے مطابق بہترین تحفہ احباب کی خدمت میں پیش کیا ہے۔ یہ رسالہ حواشی قرآنمجید کا کام دیگا۔ جو بہت قیمتی شے ہے۔ اس میں جو خوبیاں ہیں۔ وہ منسوب ہیں حضرت خلیفۃ المسیح کی ذات ستودہ صفات سے اور جو نقص رہ گئے ہیں وہ میری شنید اور میری فہم کا قصور ہے اس جناب مستطاب سے ہرگز اسکی نسبت نہ ہو

یہ رسالہ کچھ زائد بھی چھپوایا گیا ہے اور ان لوگوں کو جو دو روپے پیشگی دیکر تشحیذ کے خریدار ہیں قرآن مجید کی یہ نادر تفسیر مفت دیجائیگی بجز خریدار بننے کے عہ قیمت پر ملیگا۔

نوٹ۔ یہ رسالہ بجائے ۸۰ کے ۹۶ صفحے پر چھپوایا گیا ہے اور اس سے پہلے ایک سال کا حجم ۸۰ صفحے تھا

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

رسالہ

تشحیذ الاذہان

بابت ماہ ستمبر ۱۹۱۳ء

القرآن فی رمضان

اللہ کا شکر ہے کہ میں اس درس کے نوٹ ۔ پچھلے پرچہ سے بالاقساط تشحیذ میں چھپنے کی توفیق پا رہا ہوں جو میں نے ایک ایسے علامہ کی زبان گوہر فشاں سے سنے جو [illegible] نصاریٰ اس زمانے کا بہت بڑا عالم قرآن [illegible] ایمان و عمل صالح و عرفان کے لحاظ سے اس مقام اعلیٰ تک [illegible] اپنا مسیح موعود [illegible] خاتم مقام فرمایا۔ بہت ہی خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو [illegible] اپنے [illegible] احباب [illegible] [illegible] بھی تمام [illegible] الفضل [illegible] پہنچا دیا۔

یہ نوٹ [illegible] [illegible]

کے اعتراضات کے جواب کے بارے میں (۱) اس میں پڑھا جائیگا۔ اللہ تعالیٰ اسے نافع

بنائے۔ بنا شوہ اور میری خدمت قبول فرمائے۔

پارہ اول - ۱- نزول قرآن کی اصل غرض - شبہات کو دور کر دے (و ننزل من القرآن ما ھو شفاء) (۲) رحمۃ للمومنین - جناب الٰہی کیساتھ براہ راست تعلق ہو جائے (۳) تمیز حق و باطل ہو جائے (۴) کوئی ایسا سوال نہیں جس کا جواب نہ دیا - کافی ہتھیار۔ اولم یکفھم انا انزلنا الیک الکتب

۲- قرآن سمجھنے کے اصول - (۱) قرآن کے معنی عربی لغت سے باہر نہ کئے جاویں (۲) کوئی معنی اللہ کی تنزیہ و تقدیس کے خلاف نہ ہوں۔ اسماء الٰہی کو مدنظر رکھ کر معنی کرنے چاہئیں (۳) تعامل (عمل) مشترک محمدیہ کے خلاف کوئی معنی نہ کئے جائیں۔ جیسے آجکل قرآن سے ایک نئی نماز نکالی گئی ہے۔ حالانکہ سنت قرآن سے زیادہ متواتر ہے۔ (۴) ایک آیت کے معنی دوسری کے خلاف نہ ہوں جیسا وجہ نقض کلام میں مثال کے معنی گمراہ ملحد صاحب کے خلاف کرتے (۵) مشاہدہ و تجربہ کے خلاف نہ ہوں (۶) ایسے معنی نہ کئے جائیں جن پر عمل نہ ہو سکے یا دینے والا ہو (۷) خواہ مخواہ آیات میں الجھنا پسندی اور اپنے مطلب کی بات پیدا کرنے کی کوشش نہ ہو۔ بلکہ اپنے مرضوں کے علاج و اصلاح نفوس کیلئے پڑھو۔

سورۃ فاتحہ - کلام تین قسم کا ہوتا ہے (۱) عرضی نویس کسی قانون کے ناواقف کی طرف سے عرضی لکھ دیتا ہے (۲) شکر اپنے رنگ میں ادا کرتا ہے (۳) کبھی حاکم بھی بتا دیتا ہے کہ اس قسم کی عرضی لکھو۔ قرآن میں تینوں قسم کے کلام موجود ہیں۔ ایاک نعبد و ایاک نستعین ایک ایسی عرضی ہے جسے حق سبحانہ نے خود سکھایا ہے کہ ہمارے حضور یوں عرضی دو

ب الحمد ایک جامع دعا ہے اور اس کا مقابلہ کوئی دعا نہیں کر سکتی نہ کسی مذہب نے

کی احادیث کی روایتیں (جـ) ب متعلق بفضل اقرء ہے یوں ہی اقرء صحیح ہو جاتا ہے
اللہ۔ حقیقی معبود۔ ہر آن میں ہم اس کے محتاج ہیں جس کی ہر وقت تسبیح و تقدیس کریں
یہ ہمیشہ موصوف رہیگا (د) الحمد میں اپنی سات صفات کا بیان کیا ہے۔ اللہ
رحمٰن رحیم (ربکر بنیں) رب العالمین۔ مالک یوم الدین (ک) مسئلہ
جزا و سزا۔ عمر ربعی ہے۔ اور اس سے تکمیل نفس مقصود ہے (و) عبادت نام ہے
کامل درجے کی محبت۔ کامل تعظیم۔ اور اپنی طرف سے کامل تذلل کا (ز) عبادت
وہی ہے جو خود اللہ تعالیٰ اپنے رسول کی معرفت بتائے باقی سب ہیچ (ح) وایاک
نستعین میں قوحالی ہے۔ تیری عبادت ہم اس وقت کر سکتے ہیں کہ تو ہی توفیق دے
(ط) ہدایت قویٰ فطری کا عطا کرنا۔ اعطی کل شی خلقہ ثم ھدی (۲)
عطا فہم (۳) انبیا کی تعلیم سے بُرے بھلے راہوں کو دکھانا وھدیناہ النجدین
(۴) بہشت میں پہنچانا۔ چنانچہ جنتی کہینگے لولا ان ھدنا اللہ (ی) مغضوب
ان کے دو نشان ہیں (۱) علم ہو مگر عمل نہ ہو (۲) کسی سے بیجا بغض و حسد رکھنے والے جیسے
یہود۔ ضالین ان کے دو نشان ہیں (۱) آئیات کا علم نہ ہو۔ الصم بکم علم ہی کا آبا نہم
(۲) کسی سے بیجا محبت جیسے نصاریٰ۔ ضالین میں چونکہ شد و مد ہے اس میں بتایا کہ ان کا
زمانہ لمبا و مغضوب کا ہوگا (ک) الحمد متن قرآن ہے باقی تمام قرآن اس کی شرح ہے
(ل) قرآن میں تین قوموں کا ذکر ہے انعمت علیہم۔ المغضوب علیہم
الضالین

رکوع اول۔ (۱) الم۔ انا اللہ اعلم حضرت علی ابن عباس ابن مسعود
ابی ابن کعب رضی اللہ عنہم۔ ہر چہار نے بالاتفاق یہی معنی کئے ہیں (ب) ھدی للمتقین
علت غائی (ج) لا ریب فیہ علت صوری (د) ذالک الکتاب علت مادی۔
(ہ) الم علت فاعلی (و) مقطعات کا یورپ میں رواج ہے ۲۔ شتی کا اجماع

تین باتوں سے شروع ہوتا ہے (۱) ایمان بالغیب (۲) دعا کا قائل ہو (۳) کچھ نہ کچھ
خدا کی راہ میں دینا۔ دوسرا مرتبہ متقی کی ترقی کا ہے۔ پہلی۔ حال کی اور بعد میں آنیوالی وحی پر
ایمان لاوے۔ تیسرا نشان متقی۔ وہ مظفر و منصور رہتا ہے۔ ۴۔ مغضوب کے تین نشان
(۱) دستی کے کلمہ کا انکار کر دینا (۲) انذار و عدم انذار ان کے لئے برابر (۳) انہوں نہیں
کرتے چشم حق بین نہیں رکھتے۔ ۴۔ ضالین کے لئے (۱) کہتے ہیں بوجہ ان کے شدہ
منہ کے ۵۔ منافق کا نشان یہ ہے کہ وہ یا مسلمان اللہ اللہ یا برہمن رام رام پر چپ ہار کر
۶۔ السفہاء۔ سفاہت نام ہے اضطراب کا ہلکے کپڑے کو بھی سفیہ کہتے ہیں
۷۔ فما ربحت تجارتہم + ضالین بڑے تاجر ہونگے مگر دینی ہدایت نہ
لینگے + دینی نفع نہ اٹھائینگے + ۸ منافق کی دو مثالیں۔ ناری اور مائی۔ الذی منافق
لوگ جو آگ بھڑکاتے ہیں ۹ یجعلون اصابعھم فی اذانہم منافق
مشکلات کے وقت کانوں پر ہاتھ رکھتے ہیں ۱۰۔ الصواعق۔ بجلی کی چمک پہلے ہوتی
ہے۔ پھر کڑک بجلی کی (۱) لشکر پہاڑ کی ترسیل ہے۔ ۱۱۔ الحجارۃ سیاہ دل انسان
۱۲۔ جنات (۱) تعلیم نبی (۲) مدینہ طیبہ (۳) فتوحات (۴) ذوق شوق بہم عصر
و شام (۵) قبر (۶) حشر (۷) جنت ۱۳ ھذا الذی رزقنا یہ وہ چیز ہے جسکا
ہم سے وعدہ تھا۔ واتوا بہ متشابھا اس رنگ کے عمل کئے اسی رنگ کی
عنایات الٰہیہ + ۱۴ بعوضۃ یعنی یہ مدینہ یا فتوحات اور جو بھی تو جنت میں گر یہ تو
بعض ہیں اس جنت کا جو اصل موجود ہے۔ ۱۵ خلق لکم۔ اندازہ کی تمہارے لئے
کیونکہ قیامت تک خلق ہوگی ۱۶۔ سبع سموات آسمان کے ستارے سات
قسم کے ہیں ۱۷۔ اب ہر ایک گروہ کا ذکر تمثیلی رنگ میں فرماتا ہے ۱۸۔ ونحن نسبح
بحمدک یعنی یہ ایک سوال ہے کہ ہم آپ کو کیوں سے پاک جانتے ہیں ۱۹۔ انی اعلم
کا ثبوت علم آدم سے دیا۔ یعنی سکھ سکھلا دیا۔ فرشتوں کو پڑھایا اور بتایا دیکھو جسے ہم پڑھاتے

ہیں جو بھی بیان ثابت ہو سکتا نہیں۔ ۲۰۔ ان سیات کو پیش کیا وہ نام کیا تھے۔ اس میں تفصیل ہوئی
ہے۔ صوفیوں نے اسماء اکی مراد لئے فلاسفروں نے ہر چیز کا رب النوع ۲۱۔
ماکنتم تکتمون۔ اللہ نے اپنی عظمت کا ذکر فرمایا کہ ہم سب کچھ جانتے ہیں یہ نہیں
کہ فرشتے ان پر کوئی بُرا خیال رکھتے تھے ۲۲۔ رکوع ۵ میں دوسری حیثیت قرینی زمانی
سے دیتا ہے۔ بنی اسرائیل انعمت علیہم تھے۔ پھر مغضوب ہوئے۔ ۲۳۔ اوفوا بعہد
اللہ سے عہد فمن تبع ھدای والا ہے کہ لاخوف علیہم ولا ھم یحزنون
۲۴۔ ثمناً قلیلاً۔ دنیا مراد ہے نہ یہ کہ قرآن کی قیمت روپیہ سے کم نہیں ہونی چاہیئے۔
۲۵۔ لاتجزی نفس عن نفس جب دنیا کے بنی اسرائیل کو بکایا تو وہ جلا وطن ہوئے
یقیناً یہی دن مراد ہے۔ قیامت کا ذکر نہیں۔ ۲۶۔ بلاءٌ من ربکم۔ انعام۔
۲۷۔ عفونا۔ اس لئے کہ اس شرک سے توبہ کر لی۔ ۲۸۔ الفرقان جب دشمن
کی کمر ٹوٹ جائے۔ وما انزلنا علی عبدنا یوم الفرقان ۲۹۔ نری اللہ جھرۃ۔
گستاخی کی۔ ۳۰۔ الصعقۃ عذاب ۳۱۔ اضرب بعصاک الحجر۔ اس کے
دو معنی ہیں۔ عصا پتھر پر مارو۔ پانی کا چشمہ نکل گیا۔ اللہ صاحب کشف کو دکھا دیتا
ہے کہ اس پتھر کے نیچے پانی کا سوتا ہے (۲) پہاڑ پر جماعت کو لیجاؤ۔ ۳۲۔ ولاتقتلوا
انفسکم ان شرکوں مجرموں کو قتل کرو۔ ۳۳۔ و باؤا بغضب من اللہ بتا دیا
کہ یہ مغضوب علیہم کا ذکر تھا ۳۴۔ ان الذین آمنوا کسی مذہب کا ہو۔ ۳۵۔ ورفعنا
فوقکم الطور پہاڑ کے نیچے رہے ۳۶۔ السبت آرام۔ ہفتہ ۳۷۔ قردۃ
خاسئین کے معنی ایسے گروہ کہ وہ مخالف کیلئے ممکن ہو ہر ذلت کے لئے موقعہ پر رہتے
ہیں ہو سکے۔ یہود کی ذلت و مسکنت مراد ہے جس کا نظارہ کل قومیں دیکھتی آتی ہیں دیکھو پارہ
۶ رکوع ۱۴/۱۲۔ وسورہ اعراف رکوع ۲۱/۲۱ ۳۸۔ اذ قتلتم نفساً۔ ایک یہودی
نے ایک مسلم عورت کو مار دیا وہ قریب المرگ حالت میں بتا گئی۔ میرا قاتل کون ہے

پس حکم ہوا اسکو مارو ۔ اضربوہ ببعضہا۔ بعض کے بدلے میں اس لئے فرمایا کہ کوئی خواہ
سو کو مارے آخر ایک ہی قاتل کو قتل کیا جائیگا۔ ب ۔ وہ جرم کا ارتکاب خدا جانے
کتنی بار کر چکا ہے اب پکڑا گیا۔ یحی اللہ الموتی ۔ ولکم فی القصاص حیوۃ
اس قاتل کو مارنے سے آئندہ قتل ہونیوالے بچیں گے۔

رکوع ۱۰ - ۳۹ و اذ اخذنا میثاق بنی اسرائیل ۔ یہ وعدہ مدینہ میں نبی
کریم نے لیا تھا تقتلون انفسکم ۔ چونکہ وہ موجب ہیں ان کے قتل اور اخراج کے
اس لئے ان کی طرف منسوب کیا۔

دوسرا نصف

۱ ۔ تقتلون ۔ مقابلہ کرتے اگر قتل معنی ہوں تو یقتلون النبیین کے معنی کر ۔ پہلے
سب نبیوں کو قتل کرتے رہے اور یہ صحیح نہیں (۲) سعد نے ایک شخص کے بارے
چلا یا حضور نبی کریم پر ایک ہی بات کہی تو آپ نے فرمایا اتقاتل یا سعد یعنی اے
سعد کیا میرا مقابلہ شدید کرتے ہو ۔ ۲ ۔ غلف ۔ نامختون یعنی گندے ۔ ضد میں لوگ کہہ دیتے
ہیں کہ اچھا صاحب ہم برے ہی سہی ۳ ۔ فقلیلا ما یؤمنون محاورہ ہے بالکل
نہیں مانتے ۔ ۴ ۔ یستفتحون کھولا کرتے ۔ ۵ ۔ عذاب مہین ۔ یہ سزا ہے
استکبار کی جس کی وجہ سے انکار کیا ۔ ۶ ۔ فلم تقتلون دیکھو متی باب ۲۳ ۔ آیت ۳۵
۷ ۔ فتمنوا الموت (۱) جنگ (۲) یا میری (۳) یعنی اموات کی دعا کرو ۔ ۸ ۔ لو یعمر الف
سنۃ ۔ ہزار سال ہجری ۔ (۲) یاجوج ماجوج کے خروج کی بابت پیشگوئی ہے کہ
ہزار سال بعد ہوگی بعض کہتے تھے اس وقت تک جئیں پھر تو امان ہیں ۔ فرمایا یہ بات
عذاب سے نہیں بچا سکتی ۹ ۔ جبرئیل اس کا ذکر دانیال باب ۸ ۔ آیت ۱۶ میں ہے
جبرائیل خدا کا مقرب ۔ دینیات کا مرکز جبرئیل ہے اور دنیوی کارخانہ کا میکائیل ۱۰ ۔
یعلمون الناس السحر زمینوں کے اوج کا نام جادو گھر اب تک مشہور ہے۔

۱۱- ھاروت ماروت - فرشتوں کے نام انکے ذریعے علم پاکر یہود نے دشمنوں پر فتح حاصل
کرلی - ان کو بتایا گیا اب تم محمد رسول اللہ کے مقابلہ میں ان ہتھیاروں سے کام نہیں لے سکتے
کیونکہ نبی حکم سے یہ حیلہ کچھ نہیں ۱۲- بین المرء وزوجہ آجکل بھی فریمیسن عورتونکو
شامل نہیں کرتے ۱۳- وما ھم بضارین اس کی تشریح الم تر الی الذین نھوا
عن النجوی ۲۸ میں پڑھو - اس میں ولیس بضارھم شیئا الا باذن اللہ
بھی ہے - ۱۴- راعنا (۱) بیوقوف (۲) ہماری رعایت کرو - ۱۵ اکما سئل
موسیٰ - ارنا اللہ جھرۃ ۱۶- یاتی اللہ بامرہ حکومت لائیگا ۱۷- من
اسلم وجھہ للہ اپنے تئیں اللہ کے سپرد کردے - حکموں کو مان لے ۱۸- الا
خائفین - اللہ کے خوف سے معمور ہوکر آئے ۱۹ فثم وجہ اللہ ادھر تم (صحابہ)
توجہ کرو - ادھر جناب الٰہی کی توجہ ہوگی - ملک فتح ہو جائیگا - وحدۃ وجودی غلطی پر ہیں -
۲۰ سبحنہ - عقیدہ باطلہ عیسائیاں کے مطابق اللہ کا کل قدوس نہیں بن سکتا
۲۱- کن فیکون مرنے کے بعد زندہ ہی کرتا ہے - اذکروا نعمتی التی انعمت
علیکم - یہ اس پہلی بات کو دوہرایا ہے - لیکچرار کو بھی ایسا ہی چاہئے کہ بات کی تشریح
کرکے پھر خلاصہ دوہرادے - ۲۲- لا یقبل منھا عدل الخ اور رکوع ۶ میں لا یقبل
منھا شفاعۃ یعنی شفاعت پہلے ہے اس کی وجہ یہ ہے دنیا میں دو قسم کے آدمی
ہیں - پہلے وہ شفاعت کیطرف جھکتے ہیں جب اس نے کام نہ دیا تو جرمانہ بھرنے پر بھی
حاضر - دوسرے اس کے خلاف ہیں ۲۴ اس کے بعد دوسرا سلسلہ النعمت کا آیا
ہے - ابتلیٰ - نہار یوم تبلی السرائر - تعرف الخیر جودۃ وردائتہ - حضرت عمرؓ کا قول -
بلینا بالضراء فصبرنا وبلینا بالسراء فلم نصبر ۲۵ واتخذوا من مقام ابراہیم
مصلی جس مقام پر ابراہیم نے نماز پڑھی - اس رو جبکہ تم فرمانبرداری کرو اور عبادت کرو
۲۶ وارزق من الثمرات من آمن منھم - یہ قید حضرت ابراہیم نے پچھلے خوف سے

لگاؤں گا۔ وہاں ومن ذریتی کے جواب میں لاینال عہدی الظالمین فرمایا تھا گو
یہ قیاس غلط نکلا۔ فرمایا ومن کفر فامتعہ قلیلا کافر کو بھی رزق دوں گا۔ ۷۔ دو کوع
۸۔ ایں حضرت ابراہیم نے ۵ دعائیں کیں رب اجعل ھذا بلدا امنا تاکر ایک
ہی پیرے میں ایک دعا۔ اب بھی سات تو اب ہیں ۲۸۔ فسیکفیکھم اللہ یہ
پیشگوئی ہے جو پوری ہوئی

دوسرے پارہ کا پہلا نصف (۲۰۔ رمضان المبارک)

۱۔ دو قسم کے اہل مذاہب ہیں۔ ایک اپنے مذہب کی خوبیاں بیان کرنے والے
دوسرے مذاہب پر عیب چینی کرنے والے۔ آخرالذکر جھوٹے ہیں۔ ۲۔
عن قبلتھم التی کانوا علیھا یہ طعن دیا کفار نے کہ ان مسلمانوں کا مرکز تو
کوٹھا کیوں ان کو وہاں سے نکال دیا گیا۔ جواب دیا گیا مشرق و مغرب اللہ کا ہے
عنقریب فتح ہوگا۔ ۳۔ شہداء بادشاہ۔ سبعہ معلقہ کا ایک شعر اسپر گواہ ہے
۴۔ تقلب وجہک۔ جناب الٰہی سے کام کرانے کے لئے بڑی توجہ کی
ضرورت ہے ۵۔ ۱۰۔ انہ الحق یقین کر فتح ہو جائیگا ۶۔ یعرفون ابناءھم
قرآن سے اپنی اولاد کو پہچانتا ہے۔ شبہ تو ہوسکتا ہے۔ ۷۔ ولکل وجھۃ
کسی نیکی کسی امر کی طرف متوجہ رہتا ہے۔ ۸۔ فاستبقوا الخیرات۔ پس
تم نیکیوں کی توجہ میں پیشدستی کرو۔ ۹۔ عما تعملون مسلمانوں نے یہ کیا کہ کعبہ
تو فتح کرلیا مگر پھر چار مصلوں پر تقسیم کرکے جھگڑا ڈال دیا ۱۰۔ کما ارسلنا
اسی واسطے ہم نے رسول بھیجا ۱۱۔ استعینوا بالصبر۔ مشکلات سے نکلنے کا
علاج طاعت الٰہی کرو اور بدیوں سے بچو ۱۲۔ والثمرات جنگ میں بیٹے بھی
مرتے ہیں کھیتی کی تیاری نہیں ہو سکتی۔ ۱۳۔ ان الصفا۔ صبر کے نتائج نیک
کی مثال ایک بیوی کے صبر سے مکہ مرجع خلائق بن گیا۔ ۱۴۔ المستھزنت

کام میں لگائے گئے۔ تسخیر کے علم ادے دیکھیں ہمارے بے نظیر کسی عمل پڑھنے کے سب
کچھ مسخر ہے ۱۵۔ بیعوا۔ پیدائش ۱۷-۱۲۔ یسعیاہ ۴۲-۵۲-۵۴ بتادیتے ہیں رسول
کریم کی پیشگوئیاں ۱۶۔ حرم علیکم۔ سب چیزیں جو قویٰ فطری ذہنی یا اخلاق کی
مہلک ہوں حرام ہیں ۱۷۔ تو ادجو کہ کوئی شرقی علوم بہت پڑھتا ہے کوئی
مغربی مگر نیکی تو ایمان باللہ آخ کا نام ہے۔ سنو مکر میں ۱۸۔ علی حبۃ اللہ کی محبت
پر ۱۹۔ الحر بالحر۔ حر غلام کے بدلے یہ مسئلہ پھر آئیگا ۲۰۔ الوصیۃ یوصیت
یوصیکم اللہ میں لکھی گئی ۲۱ کتب علیکم الصیام اس میں رمضان کا ذکر نہیں
فرمایا تمہید ہے ۲۲۔ ایاما معدودات۔ ہر مہینے میں تین یا دو بالی میں ایک
۲۳۔ یطیقونہ۔ جو روزہ اچھی طرح رکھ سکتے ہیں۔ حدیث میں ہے ایک یطیق الا
دو بعض قصوروں کے کفارہ میں فدیہ (صدقۃ الفطر) دیں ۲۴۔ نعدۃ من ایام
اخر۔ یعنی نفل روزوں کو شوال ۱۳-۱۴-۱۵ میں نہ رکھ سکے تو پھر رکھ لے ۲۵
مفن تطوع خیرا۔ ایک آدمی کے کھانیکے بدلے تین چار کا کھانا دیدے ۲۶
انزل فیہ القران۔ اس کے متعلق قرآن نازل ہوا۔ قرآن میں روزے کی تاکید ہے
قرآن رمضان میں شروع ہوا۔ دونوں معنی ٹھیک ۲۷ شہد۔ مسافر نہ ہو بلکہ حاضر ۲۸
اللہ ۲۹ دعا کرنیوالے کے خاص لوگ۔ پارہ ۱۰۔ انعام۔ رکوع ۴۔ فیکشف ما تدعون
الیہ ان شاء اسکو حسن کرتی ہے (۲) استجابت کے معنی لبیک کہنے کے ہیں
۲۹ و قتلوھم ان مقابلہ کرنے والوں کو ۳۰ و یکون الدین للہ فظاہر ہو جاوے لوگوں
کا دین ایک ہو جائے قریبی آزادی ہو ۳۱۔ المشعر الحرام ایک راستہ جو مکہ کو جاتا
ہے جنگل ہے مزدلفہ کہتے ہیں۔ ۳۲ فی الدنیا حسنۃ (۱) صحت (۲) علم
(۳) عمل (۴) عبادت (۵) نیکیوں کی توفیق (۶) رزق بقدر ضرورۃ (۷) اولاد نیک (۸)
بی بی نیک (۹) کھلا مکان (۱۰) پڑوسی اچھے۔ دوست اچھے۔ سواری اچھی۔ نظر

باغیز۔ ۳۳۔ یھلک الحرث والنسل۔ جو عورتوں و بچوں سے زنا کرے۔

بقیہ لضعف

۳۴۔ ظلل من الغمام۔ بدر کے متعلق جو پیشگوئی تھی کہ مینہ برسیگا اور ہماری رگ گٹ جائینگے۔ سورۂ انفال رکوع ۲۔ اذ یغشیکم النعاس امنۃ منہ و ینزل علیکم من السماء ماء لیطھرکم بہ۔ اس کی طرف اشارہ ہے۔ ۳۵۔ العقاب وہ عذاب جو نافرمانی کے بعد نازل ہوا۔ ۳۶ زین للذین کفروا۔ کفر کو مزین شیطان ہے۔ کیونکہ اللہ تو ایمان کا مزین ہے۔ حبب الیکم الایمان وزینہ فی قلوبکم۔ ۳۷ کان الناس امۃ واحدۃ۔ اس کی تفسیر سورۂ یونس ما کان الناس الا امۃ واحدۃ فاختلفوا میں ہے۔ کان صرف ہے یہ مطلب نہیں کہ سب کافر تھے یا سب مومن بلکہ یہ کہ انسان بحیثیت انسان ایک گروہ ہے جیسے کتے الگ گھوڑے الگ۔ ۳۸ ماذا ینفقون۔ کہاں میں۔ کتنا خرچ کریں۔ دونوں معنی ہیں ۳۹۔ وھو کرہ لکم اس کے معنی برا جاننے کے نہیں بلکہ مشقت کے حملتہ امہ کرھا۔ ۴۰ عن الخمر والمیسر آیات میں ربط قائم ہے۔ جنگ میں شراب اور جوا آجتک ہوتا ہے۔ فوجوں میں جوش اور خرچ اسی ذریعہ سے مہیا کرتے ہیں۔ صحابہؓ نے اس بارے میں دریافت کیا ۴۱۔ ماذا ینفقون جوا منع ہے تو اب راشن وغیرہ کہاں سے لائینگے۔ اس سے آگے بھی سب سوال جنگ کے نتائج پر مبنی ہیں ۴۲ ھو اذی معلوم ہوا الفت سخت منع ہے ۴۳ المتطھرین۔ جو لواطت سے بچتے ہیں چنانچہ فرمایا۔ پارہ ۱۹۔ سورہ نمل رکوع ۴ انھم اناس یتطھرون ۴۴۔ عرضۃ مانع ۴۵ قروء۔ اس کے معنوں میں اختلاف ہے طہر یا حیض ۴۶ بعولتہن

مترتب - یکدم طلاق جائز نہیں۔ عہد نبوی میں بہت سی طلاقیں یکدم ایک ہی
سمجھی جاتیں ۔ ۴۷ فان طلقھا۔ حلالہ جائز نہیں اپنی مرضی سے طلاق دے
۴۸ - ان ینکحن ازواجھن اپنے پہلے خاوندوں سے فبلغن اجلھن
عدت پوری ہونے کے قریب ہو جائے ۴۹ ولا تنسوا الفضل باہمی
نیکی ترک نہ کرو - ۵۰ - متاعا الی الحول - ایک سال تک خود نکلے
گو ۴ ماہ ۱۰ دن بعد اپنی مرضی سے نکل سکتی ہے - ۵۱ - الم تر الی الذین
دوسرے مقام پر قرآن میں موجود ہے - دیکھو پارہ ۲ رکوع
۱۶ فانھا محرمۃ علیھم - پس وہ نافرمان مر گئے - اور اس قوم میں اور پیدا ہوگئے
یہ فاحیاھم کے معنی - ۵۲ - یقبض تنزل نکلے بجمع الکف
جب تم راہ مولا میں دو گے تو وہ دے دیتا ہے - اور پھر اسے لیکر بڑھاتا ہے حدیث
میں ہے کہ ما یربی احدکم فلوہ ۵۳ - من بعد موسیٰ معلوم
ہوا پہلے موسیٰ کا قصہ تھا ۵۴ یاتیکم التابوت - تابوت کے معنی دل کے
ہیں - نووی شرح مسلم میں اس کی شہادت ہے - بخاری میں ہے التابوت القلب
قرآن حل کرتا ہے فانزل اللہ سکینتہ فی قلوب المؤمنین ۵۵ فانہ منی
انت منی وانا منک کے معنی حل ہوتے ہیں ۵۶ فھزموھم باذن اللہ یہاں
تک ہے پہلا قصہ ختم ہوا ۵۷ - قتل داؤد جالوت ایک میدان میں آتے ہوئے کو
داؤد نے بھی قتل کیا تھا۔

سوم ماہ رمضان پہلا نصف

۱ - فضلنا - بحث فضیلت باعتبار تعلقات روحانی - درجات دینی اللہ کو علم
ہے ۲ - آتینا عیسیٰ بن مریم - یہ سورۃ مدنی ہے یہود کے خلاف مسیح
کی فضیلت کا اظہار ضروری تھا ۳ - بروح القدس کلام پاک ۴ - ولو شاء اللہ

ہر نہ ۔ مگر اللہ نے انسان کے ایسے قویٰ بنائے ہیں کہ وہ اپنی مقدرت سے بعض کام کرتا ہے ۔ ۵ لا خُلّۃ ولا شفاعۃ کا ذکر کے لئے ہے ۔ کیونکہ دوسرے مقام پر فاستبشروا ببیعکم الذی بایعتم بہ (۲) الاخلاء یومئذ بعضہم لبعض عدو الا المتقین (۳) الا من شہد بالحق وہم یعلمون ۔ زخرف رکوع ۶۵ ۔ ۶ کرسیہ ۔ عظمۃ ۔ کار (؟) ۷ ۔ الفصام ۔ ایک دانت سے دبائیں اور نقصان پڑ جائے اُسے فصم کہتے ہیں اس سے بڑھ کر قصم اس سے بڑھ کر قضم ہے فرمایا اس میں تو فصم بھی نہیں ۔ ۸ ۔ من الظلمٰت (۱) والدین کی ظلمت (۲) حجاب کی ظلمت (۳) کفر و شرک کی ظلمت (۴) جہالت کی ظلمت (۵) محبت کی ظلمت (۶) عجز و کسل کی ظلمت (۱۰) حکم کی ظلمت (۱۱) رسم و بدعت کی ظلمت (۹) یحیٰی ویمیت آباد و ویران کرتا ہے ۱۰ ۔ انا احی وامیت بادشاہ آباد و ویران کر سکتے ہیں ۔ وہ سورج کا پرستار تھا ۔ ابراہیم نے خوب پکڑا کہ تمہارا مذہب تو یہ ہے کہ سب پیداوار سورج سے آبادی کہ ۔ وہ آفتاب سے ہے اب اپنی طرف منسوب کرتے ہو ۔ اگر ایسے ہی مختار ہو تو یہ موجودہ نظام بدل دو کیونکہ انا احی وامیت کے مدعی ہو ۔ اور دراصل تمہارا اور تمہاری قوم کا مذہب یہ ہے کہ سورج آبادی و ویرانی کرتا ہے ۔ اسپر وہ ہکا بکا گیا کیونکہ اس او عا سے اپنا مذہب چھوڑ دیا ۱۱ ۔ علی قریۃ کوئی بستی جو سب کو معلوم ہو ۔ وہ بیت المقدس تھی وہ پہلے ویران ہو چکی تھی ۱۲ ۔ انی یحیی ۔ یہ گاؤں کب آباد ہوگا ۔ ۱۳ ۔ فاماتہ اللہ اللہ نے اس کو موت دیدی ۱۴ مائۃ عام ۔ مفعول فیہ یا ظرف ہے ۔ یعنی اس صدی میں وہ مر گیا ۔ جس میں بیت المقدس ویران تھی ۱۵ ثم بعثہ ۔ یہ بعثت موت کے بعد عالم برزخ میں ہے ۔ جو ہر ایک کی ہوتی ہے اور اس کے اوقات مقرر ہیں ۔ والبعث بعد الموت ۔ عذاب قبر ثابت ہے (۱) اغرقوا فادخلوا نارا (۲) النار یعرضون علیہا ۔ عذاب القبر حق کہتے

ہیں۔ رحمۃ القبر حیؒ خدا جانے کیوں نہیں کہتے ۱۹۔ بل لبثت مائۃ عام
سو برس کے بعد آبادی کی پیشگوئی تھی ۱۷۔ فانظر الی طعامک تیرا کھانا پینا
ہوتا: بتازہ تھا۔ کہاں ہے؟ ۱۸۔ ایۃ للناس۔ مرا ہوا بھی نشان ہو سکتا
ہے۔ فرعون کو بھی کہا ہے۔ لتکون لمن خلفک آیۃ۔ باعتبار پیشگوئی پورا ہونے
کے ۲۰۔ کما القوم۔ جگنوں کو نہیں جاتا مگر نبلی کی طرح کیونکہ وہ اپنی ساتھیوں کو نہیں
ایگا ۲۱۔ لا تحمل علینا اصرا۔ ایسے ایسے عذاب جن سے تمام قوم ہلاک ہو
جائے۔ سورہ آل عمران۔ اس سورۃ میں کلام اللہ کے سمجھنے کے قواعد بیان ہیں
عیسائیوں سے مناظرہ وجہاد کے احکام ہیں۔ ۲۲۔ ھوالحی۔ عیسائیوں کے مقابلہ
میں فرمایا کہ عیسیٰ مرچکا ہے۔ حی ایک ہی اللہ ہے۔ ۲۳۔ ھدی للناس انجیل بھی
بشارت دیگی تھی نبوت محمدیہ کے بارے میں۔ ھدی کے یہی معنی ہیں ۲۴۔ آیات
محکمت۔ ہر شخص کے لئے کلام کا کوئی حصہ محکم ہے۔ جو اچھی طرح سمجھ آجاتا ہے اور کچھ حصہ
متشابہ جس میں کچھ شبہات ہیں۔ پس اس متشابہ کو محکم کے تابع کرے۔ اور متشابہ کے ایسے
معنی کرے جو محکم کے خلاف نہ ہوں۔ (۱) ووجدک ضالا۔ متشابہ ہے تو
ماضل سے حل کریگی۔ کلام الٰہی سمجھنے کا ایک طریق یہ ہے۔ دوسرا طریق دعا ہے تیسرا
قیامت سے ڈرنا ۲۵۔ ابتغاء تاویلہ اپنے مطلب کی حقیقت دیتا ہے۔
اس لئے ابتغاء الفتنۃ کی طرح یہ مقصد بھی برا ہے۔ ۲۶۔ الا اللہ یعنی اس کی اصل
حقیقت دوسری آیات میں موجود ہے۔ وہ آیات اللہ ہی کی ہیں۔ اس لئے اللہ ہی
کے پاس حقیقت فرمائی۔ ۲۷۔ الذین یقولون۔ مومن کے کام (۱) دعا (۲) صبر
عن المعصیت وعلی الطاعۃ (۳) راستبازی (۴) عبادت گذار (۵) کچھ اللہ کی راہ میں
خرچ کرے۔ (۶) استغفار۔

بقیہ لضف

۱۔ تولج اللیل فی النہار یعنی دن کو بڑا کرتا ہے۔ ۲۔ امرأۃ عمران
عمرانیوں کی ایک عورت نے۔ عمران خاوند اور اس کی بابی مراد نہیں۔ ۳۔ لیس
الذکر کالانثیٰ۔ اللہ نے فرمایا کہ لڑکا اس لڑکی جیسا نہ ہوتا۔ ۴۔ بکلمۃ من
اللہ۔ اللہ کی کلام سے ایک کا مصدق ہوگا۔ ۵۔ ذٰلک من انباء الغیب
یہ کہانی غیب نہیں ہو سکتی۔ ہم مسلمانوں کو ایرانیوں مجوسیوں کے قصے یاد ہیں جس
طرح زکریا کو نا امیدی میں جواب ملا اسی طرح اے صحابہ کرام تم بھی ایسی مشکلات میں
کامیاب ہو جاؤ گے۔ یہ پیشگوئی تھی جو اس قصے میں عربانی۔ دیکھو سپارہ ۲۵
۶۔ بکلمۃ منہ۔ ہم تجھے اللہ کے کلام سے ایک بشارت سناتے ہیں۔ ۷۔
یعلمہ الکتٰب۔ لکھنا۔ ۸۔ اخلق۔ تجویز کرنا جیسے تخلقون افکا
خلق لکم ما فی الارض جمیعا میں۔ ۹۔ احی ایک احیاء سامری
موسیٰ کا۔ ایک اللہ تعالیٰ کا۔ ایک نبیوں کا قرآن میں ذکر ہے۔ یہاں تیسرا ہی
مراد ہو سکتا ہے اذا دعاکم لما یحییکم۔ ۱۰۔ بما تأکلون یعنی بتاتا ہے
کھانا کیا چاہئے اور رکھنا کیا چاہئے۔ شریعت توریت کے احکام کو یاد دلایا۔ ۱۱
حرم علیکم۔ مثلاً غنیمت کے اموال سے تم محروم کئے گئے۔ میں ایسی تدبیر
بتاتا ہوں کہ حلال ہو جائے۔ ۱۲۔ وجاعل الذین اتبعوک اس
معیار سے مسلمانوں کے مقابل میں تمام مذاہب کا فیصلہ ہو سکتا ہے کہ جو
عیسیٰ کے سچے یا جھوٹے اتباع ہمیشہ عیسیٰ کے منکروں پر حاکم رہے ۱۳
ان مثل عیسیٰ۔ باقی رہا مسلمانوں اور عیسائیوں کا فیصلہ سو وہ اس دلیل سے
ہار جاتے ہیں۔ ابن آدم تو وہ مانتے ہیں الوہیت کا ثبوت ان کے ذمے۔ ۱۴
کن فیکون خلق تو ہو چکا پس یہ کن موت کے بعد پر ہے۔ اس سے وفات مسیح کا

ثبوت ملتا ہے۔ ۱۵۔ ان یوتی احد۔ ہدایت یہ ہے کہ دیا جائے جیسے موسیٰ دیا گیا تھا۔ بلکہ اس سے زیادہ یہ کہ غالب آ جائے ◦

۴ رمضان

۱۔ کل الطعام۔ کل طعام اور کل الطعام میں فرق ہے اس کے معنی ہیں کھانا سب کا سب۔ یعنی جو حلال ہے وہ سب حلال ہے کوئی اصلاً ممنوع نہیں۔ ۲ حنیفاً صراط مستقیم پر ۳۔ مقام ابراہیم۔ یہود و نصاریٰ کے لئے عزت کا مقام ہے ۴ من دخلہ کان امنا بہت بڑی پیشگوئی۔ دنیا میں سلطنتیں بدل جائیں مگر مکہ کی حرمت امن یوم القیامۃ تک قائم۔ ۵ حبل اللہ قرآن شریف اور اسلام

پارہ ۴ کا دوسرا نصف (۴۔ رمضان)

۱۔ ان یخذلکم اگر وہ تمہیں چھوڑ دیگا ۲۔ و من یغلل جو لوگ خیانت کرنے میں ۳۔ افادفعوا۔ دفع کرو دشمن کو ۴۔ ھو من عند انفسکم یوم حنین یوم احد صحابہ کی غلطی سے تکلیف پہنچی ۵۔ فباذن اللہ جلیا نے میں جا ملے گورنمنٹ کے حکم سے مرجاتا ہے اپنی بد عملی سے ۶ سنکتب ہم محفوظ رکھینگے۔ ۷۔ تاکلہ النار یہودیوں اور ہندوؤں میں اب بھی قربانی آگ میں ڈالتے ہیں پس انھوں نے کہا ہم اس نبی کو مانینگے جو سوختنی قربانیوں کا حکم لائے ۸ صابروا دوسروں کو صبر سکھاؤ ۹۔ رابطوا۔ ایک نماز کے بعد دوسری کی تیاری بھی رابطہ کہلاتی ہے ◦ ۱۰۔ الخبیث بالطیب جو مال ان کا ہے وہ تمہارے لئے حرام اور خبیث ہے اور تمہارا اپنا مال طیب ۱۱۔ فوق اثنتین ترجمہ یہ ہے کہ دو یا دو سے زیادہ ۱۲۔ کلالۃ جس کا اصل و نسل نہ ہو۔ ۱۳ اخ و اخت یہ اس بہن بھائی کا حصہ ہے جو ماں کی طرف سے ہے ۱۴۔ ترثوا النساء کرھا کہ عورتوں کو مشقت میں ڈالو۔ اور خواہ مخواہ

ان کو اپنی وراثہ سمجھنے لگو۔ ۱۵-۱۔ الا ما ملکت ایمانکم۔ وہ سب کی لونڈیاں
جائز نہیں الا جو تم کو جنگ میں ملا ہو۔

۵- رمضان المبارک۔

پارہ پنجم پہلا نصف

۱- الشہوات۔ خواہش جماع (۲) طمع۔ (۳) غضب (۴) بزدلی (۵) حرص ۲- عن تراض۔ دھوکہ میں تراضی نہیں ہوسکتی۔ ۳- ولا تقتلوا انفسکم۔ انفس۔ اہل ملت جنس انسانی اکل بالباطل بھی قتل النفس ہے۔
۴- کبائر ما تنھون عنہ۔ ہر نافرمانی کا ابتداء صغیرہ اور انتہا کبیرہ کہلاتا ہے۔
۵- نکفر عنکم سیئاتکم۔ ابتدائی کارروائی اس انتہا سے بچنے کی وجہ سے معاف کردینگے۔ ۶- ولا تتمنوا۔ ایسی آرزو جس کا نتیجہ کچھ بھی نہ ہو نہ کرو۔ ۷- قوامون۔ موٴدب۔ ۸- حفظت۔ گھر کی مال کی عزت و آبرو کی حفاظت کرتی ہیں ۹- فی المضاجع۔ گھر سے نکالنا منع ہے۔ ۱۰- والجار الجنب۔ اس میں مذہب کی قید نہیں۔ ۱۱- والصاحب بالجنب کلاس فیلو۔ ہم پیشہ۔ رفیق سفر۔ ۱۲- یحرفون الکلم لفظوں کے معنی بگاڑتے ہیں۔ ۱۳- واسمع غیر مسمع۔ آپ کو خوشی کی خبر نہ پہنچے۔ بددعا کا کلمہ۔ ۱۴- نقیر۔ کھجور کی گٹھلی پر جو نقطہ ہوتا ہے۔ ۱۵- واولی الامر منکم جہنم والوں کو فرمایا۔ الم یاتکم رسل منکم۔ کیا رسول دوزخیوں سے ہونگے۔ پس منکم سے مراد نوع انسانی ہے۔

۱۶- فی سبیل الطاغوت مفسدوں اور شریروں کی حمایت میں ۱۷- کید الشیطٰن - شیطان کی تدبیر ۱۸- لوجدوا فیه اختلافا کثیرا - وعید وعدے میں اختلاف تو ہوتا ہے مگر کثیر نہیں ہوتا۔

دوسرا النصف

۱- من یضلل اللّٰه - اللہ نے جب ضلالت کا فتویٰ دیا ہے۔ ۲- ومن یقتل مومنا (۱) تین گناہ کئے ہیں (۱) جناب الٰہی کا حکم توڑا (۲) اس کے منافع سے محروم کیا۔ (۳) اس کی زندگی برباد کی ۳- فتبینوا رستہ کے مشکلات لوگوں کے اطوار اخلاق وغیرہ سے خوب واقفیت حاصل کرو۔ ۴- اولی الضرر بیمار مجبور لنگڑے ۵- ظالمی انفسهم - ہجرت نہیں ہوتی - ۶- مراغما - دشمن کے منہ پر مٹی ڈالنے کے اسباب پاتا ہے۔ ۷- ان تقصروا من الصلوٰة تین طور پر کمی ہو سکتی ہے (۱) چار رکعت کی دو (۲) ظہر و عصر - مغرب و عشا جمع - (۳) قرات کم کر دی - ۸- فاذکروا اللّٰه قیاما - وہ اذکار جو احادیث میں آئے ہیں - ۹- ابتغاء القوم - قوم کے پکڑنے میں ۱۰- ثم یرم به بریئا - خود بدی کرتے ہیں اور دوسرے کے ذمے لگا دیتے ہیں - ۱۱- ان یشرك به - اللہ کی ذات جیسی ذات صفات جیسی صفات - افعال جیسے افعال ماننے چاہئیں - عبادت کے طریق میں جو انبیاء نے بتائے کسی کو شریک کرے - ۵- ایک شرک فی العبادت ہوتا ہے -

۶ رمضان المبارک پارہ ششم پہلا النصف

۱- خیالی تصویر انسانی جو دل میں کسی کی بٹھائی ہے خلاف واقعہ نکلنے پر ابتلا میں پڑتا ہے - اس لئے احتیاط کرو وہ کتاب جملة واحدة چاہتے تھے ۲- الصعقة بجلی میں کبھی یکدم دو تین سے زیادہ آدمی نہیں مرتے صعقہ کے معنی عذاب کے ہیں

۳ ولکن شبہ لھم ۔ شبہ بالمصلوب بنایا گیا۔ ان کیلئے بارہ باتیں بتائی ہیں ۴ ۔ بل رفعہ اللہ الیہ ۔ بلند مرتبہ بنایا اپنی جناب میں ۵ ۔ الا لیؤمنن بہ حضرت عیسیٰ پر ایمان لانے کے معنی ہوں تو پھر اسلام کو کیا۔ جس میں حضرت محمد مصطفےٰ پر ایمان لانا ضروری ہے۔ صحیح معنی یہ ہیں۔ کوئی اہل کتاب ہو (یہودی۔ عیسائی حضرت مسیح کے قتل پر رہے) ایمان لاتا ہے (لاتا رہیگا) مگر یہ سب ایمان ہر ایک کتابی کا مرنے سے پہلے تک ہے۔ مرنے کے بعد حقیقت کھلیگی کہ میں غلطی پر تھا ۶ ۔ کلمۃ اس کے بارے میں ایک کلام آیا تھا مریم کیطرف کہ اسکا بیٹا ہوگا اور وہ کلام بشری اللہ کیطرف سے نازل ہوا تھا۔ (روح منہ) ۔ ۷ ۔ یستفتونک ربط پہلی آیات سے یہ ہے کہ جیسے مریکا وہ کلالۃ تھے اس لئے اس کے بھائی اسمٰعیل وارث ہوئے ۔ ۸ ۔ العقود ۔ عہدات ۔ حدود ۔ اوامر ۔ نواہی ۔ ۹ وایدیکم منہ ۔ شوافع من تبعیضیہ بتاتے ہیں حنفی ابتدائیہ ۱۰ ۔ ان اراد ۔ ان ۔ تاکیدیہ ۔ جب ارادہ کیا اللہ نے مسیح اور اس کی ماں اور اس ملک کے لوگوں کے مارنے کا

دوسرا الصف

۱ ۔ باثمی وہ بدی جو مجھے قتل کرنے سے تو حاصل نہ کریگا ۔ ۲ ۔ واثمک اور تیرے اور بدیاں بھی تیرے ذمہ ہیں ۔ ۳ ۔ اس قصے میں اللہ تعالیٰ نے بتایا کہ ابراہیم بھی ایک آدم تھا اس کے دو بیٹے اسمٰعیل و اسحٰق تھے ۔ اسرائیلیوں نے وہ بھی (اسمٰعیل) کا قتل چاہا۔ اس قصہ سے متنبہ فرمایا ہم نفسا ۔ نفس محمد رسول اللہ ۵ ۔ ھدی و نور ۔ ہدایت اس لئے کہ اس میں نبی کریم کی پیشگوئی ہے اور نور کہ اس میں توحید بھی سکھائی ہے ۔ ۶ ۔ لا تتخذوا الیھود ۔ یہ جنگ کے وقت کا ذکر ہے ۔ سورہ ممتحنہ دیکھو ۷ ۔ وھم راکعون خدا کے حضور عاجزی کرنیوالے ۔

۸- یدا لامسوطتٰن - ہر ایک صفت موصوف کی شان کے مطابق ہے ۹
من موقتیھم - الماس ۱۰- و البغی موسیٰ مراد ہے -

## ساتواں روزہ	پہلا نصف

۱- لا تحرموا - حلال چیز حرام کر دینے کی کئی صورتیں ہیں (۱) اللہ کی نافرمانی کی جس
کی وجہ سے وہ بیمار تھا اور اچھی چیزوں سے محروم رہ گیا - (۲) قوم کے پاس سلطنت
ہو تو بہت سی طیب چیزیں اس کے پاس آ جاتی ہیں - پس چاہئے آپکو قرآن کے خلاف
چلکر سلطنت سے محروم نہ کرنا - (۳) اس زمانہ میں مسیح موعود آیا - اگر تم سب
اس کے مطیع ہوتے تو پھر ان طیبات سے حصہ پاتے - جن سے اسلامی محروم
ہو چکے (۴) بعض لوگ مجاہدہ کے طور پر بعض طیب چیزوں کو اپنے اوپر حرام کر لیتے
ہیں ۲ جعل اللّٰہ الکعبۃ - یہ پیشگوئی باتیمانی اور اس کے عالم الغیب ہونے کی دلیل
ہے باوجود تبدیل قوانین و سلاطین یہ مرتزد و مکرم ہوگا - ۳ قیما للناس جب تک
کعبہ ہے اسی وقت تک دنیا والے قائم ہیں - ۴ بحیرہ - جس کے کان کاٹ
دیتے ہیں - (ب) سائبہ سانڈ چھوڑنا (ج) وصیلۃ جو کسی مادہ کیساتھ
پیدا ہو اسے رکھ لینا - (د) حام - دس بچے ہو جائیں تو پھر اس جانور کو چھوڑ دینے
یہ نمونے کے طور پر باتیں بتائی ہیں ۵ - علیکم انفسکم - مسند احمد حنبل کی
حدیث اسکو حل کرتی ہے اذا رایت شحا (حرص) مطاعا و ھوی متبعا
و اعجاب کل ذی رائی رائیہ (۲) مسلم کی شرح نووی میں ہے تم اپنی فکر رکھو یعنی
امر بالمعروف و نہی عن المنکر کرتے رہو - جب اپنا فرض ادا کرو گے تو پھر کوئی شخص گمراہ کریگا
تو اس کا ضرر تمہیں نہیں یہ دیکھو کہ پہلے معنی حضرت ابوبکر کے ہیں کیونکر بعض بات جسے
اللہ سمجھا ہے - ۶ اتقوا اللّٰہ و اسمعوا و اسمعوا کے معنی مان لو - ۷ لا علم لنا
باطن کے جواب کا علم نہیں ۸ کھلا - جب خشک ہوا ۹ متنفلون بالاسلام کی پہنچو سے

۱۰۔ تخرج الموتی۔ کفار کو اپنی صحبت میں مومن بنانا ۱۱۔ مائدۃ من السماء ائل
بالضرورۃ ۱۲۔ سورۂ انعام میں پندرہ کے قریب رسالت پر دلائل ہیں (۱۲) نبی کریم کی
تعلیم اس میں خصوصیت سے درج ہے۔ ۱۳۔ و اجل مسمی عندہ موت سے بعث
تک کا زمانہ اجل مسمی کہلاتا ہے۔ یہ اللہ ہی کو معلوم ہے ۱۴۔ فسوف یاتیھم
یہ پہلی دلیل ہے نبوت کی کہ مخالفین نبوت ہلاک ہونگے۔ ۱۵۔ ولو نزلنا علیک کتابا۔
دوسری دلیل ہے۔ ۱۶۔ لقضی الامر تیسری دلیل ہے۔ ۱۷۔ فحاق بالذین
سخروا چوتھی و پانچویں دلیل ہے۔ ۱۸۔ اللہ شہید بینی و بینکم چھٹی
دلیل ہے۔ ۱۹۔ الذین آتیناھم الکتاب کی کتاب پر پیشگوئی عمل ۲۳ آیتا ۲۱
ساتویں دلیل ۲۰۔ لا یفلح الظالمون شرک تیرے مقابل میں مظفر و منصور نہونگے
آٹھویں دلیل ۲۱ لم تکن فتنتھم۔ یعنی فتنہ کے معنی یہاں معذرت کے ہیں۔
۲۲ وقفوا علی النار۔ جنگ کے سامنے یا دوزخ کے ۲۳۔ یجحدون اور انعام کا
کی تردید ۲۴۔ فانھم لا یکذبونک تجھے جھوٹا نہیں کہا بلکہ جب تم نے دعوی کیا تو
انھوں نے آیات اللہ کو جھٹلایا تیری زندگی پر کوئی حرف نہ رکھے یہ نویں دلیل ہے
۲۵ لا مبدل لکلمات اللہ یعنی انا لننصر رسلنا کو کوئی نہیں بدل سکتا یہ
دسویں دلیل ہے ۲۶۔ ولو شاء اللہ لجمعھم علی الھدی مکہ و عرب کے سب
مسلمان ہو گئے یہ گیارہویں دلیل ہے۔ ۲۷۔ امم امثالکم جس طرح تم سب نبی کے تباہ
کرنے کے درپے ہو جس طرح زہریلے جانور پرندے تمہارے دشمن ہیں قریب تمہاری لاشیں
کھا جائیں گے۔ یہ بارہویں دلیل ہے۔ ۲۸ بل ایاہ تدعون صرف خدا کو پکارنے لگو گے
یہ تیرہویں دلیل ہے ۲۹ فاخذناھم بالبأساء والضراء عرب کو انہی آفتوں یا بیماری
اور قحط ضرور پڑتے ہیں یہ چودھویں دلیل ہے نبی کے وقت ایسا ہوا۔ ۳۰ الصدفون ہو چکے
ہیں ۳۱۔ یمسھم العذاب مکذبین پر ضرور عذاب آئیگا یہ پندرہویں دلیل ہے ۳۲ لا اقول لکم

ایک مشرک ملک میں پیدا ہونیوالا کیا صفائی سے اعلان کرتا ہے۔ ۳۔ آیت سے مجھے نبی کریم سے بہت محبت ہوئی ۳۔ موتی کتب مبین اللہ کی مخالفت میں ہے ہم ملک نباہ مستقر صراحۃً عذاب کی خبر دی ہے۔ ۳۵۔ ۱۔ بسوا ہلاک ہو گئے

۸۔ رمضان المبارک (۳ ربع) ۔ ۱۔ نزلنا الیہم الملئکۃ ۲ کلمہم الموتی ماموریں اللہ کے وقت ان۔ یا خواب میں دونکے ذریعہ ہدایت کی بات سنتے ہیں یا دیگر دلائل و معجزات و نشانات دیکھتے ہیں مگر پھر بھی نہیں مانتے ۳۔ ۱۔ الانس والجن وسطدر جے کے لوگ اور اعلیٰ درجے کے لوگ۔ آگے آتا ہے ۴۔ الکتب مفصلا۔ قرآن! آیات کو مجمل کہنے والے غور کریں ۵۔ اکابر مجرمیہا ماموریں اللہ کی جماعت میں اکابر پہلے شامل نہیں ہوتے ۶۔ یشرح صدرہ للاسلام۔ فرمانبرداری کیلئے سینہ کھل جاتا ہے۔ وہی ہدایت پاتا ہے۔ ۷۔ نولی بعض الظالمین بعضا جب تم پر حاکم ظالم ہو استغفار کرو کیونکہ ظالموں پر ظالم حاکم آتا ہے ۸۔ تیجر جرام ۹۔ القضاء ان۔ تقیے ۱۰ علی طاعم یطعمہ جو شرعاً میں کھایا جاتا ہے ۱۱۔ غیر باغ و لا عاد خواہش نہ ہو ۱۲۔ ولنا ما اشرکنا۔ یہ بڑی عذر ہے جبکہ پکڑا گیا ہے مگر تعجب ہے ان کی حجت بازی دینی کاموں میں ہوتی ہے مگر دنیا کے کاموں میں ہوشیار ہیں۔ ۱۳۔ اس سے میں (۱) الذین اشرکوا (۲) ولو شاء اللہ بھی اللہ کو ناپسند ہے (۳) فقالوا اپنے شرک کو بھی پیش کیا (۴) حرمنا (۵) کذلک کذب الذین یعنی تم نے سب نبیوں کو جھٹلا دیا (۶) ذاقوا بأسنا اپنے لوگوں کو سزا ملی (۷) ہل عندکم من علم اپنا علم لاؤ کیونکہ دیدہ تعیس شرعاً لوں یا چریوں کیطرف لیجاتا ہے وہ کیوں سے روکتا ہے۔ علم کی بات کرو (۸) ان تتبعون الا الظن اس دعوے کی بنیاد ظنیات پر ہے (۹) الا تخرصون انکل پچو باتیں کرتے ہو (۱۰) فللہ الحجۃ البالغۃ (۱۱) لہدٰکم اجمعین جب وہ ہدایت پر مجبور نہیں کرتا تو دنیا پر کیوں جبر کرنے لگا۔ اگر ہم جبر کرتے تو بہر حال نیک بات ہو سکتی۔ کیونکہ ہم قدوس ہیں نیکی پسند کرتے ہیں۔ ۱۴۔ علی الذی احسن احسانات بدلے میں

دی کہ وہ محسن بنا ۱۴- لا تتبعوا السبل - لتخذہم سبلاً سے اس کو انتہات
نہیں ہدایت کی راہیں اور گمراہی کی راہیں الگ الگ ہیں ۱۵- المص - ص کے معنی
افصل اقول ۱۶ - اس سورۃ میں نظائر کے ذریعہ دلائل ثبوت دیئے ۱۷- اذ امرتک
شیطان کو خصوصیت سے حکم سجدہ یاد رکھو ۱۸- فبما اغویتنی یہ شیطان کا قول ہے
اور وہ جھوٹا ہے - ۱۹ لا تجد اکثرہم شاکرین - اور کیطرف کا ذکر نہیں کیا کہ یہاں شیطان کا غلبہ
نہیں - ۲۰- سوآتہما کمزوری ۲۱- علی الاعراف اعراف میں اعلیٰ درجے کے لوگ
ہونگے ۷ **تیسرا ربع** - ان خلق السموات والارض فی ستۃ ایام
سموات کے ساتھ ایام کا ذکر نہیں البتہ ارض کے لئے چھ وقتوں کا ذکر کیا اور یہ ان کا مشاہدہ
ہے کہ چھ وقتوں میں زمین مٹی سے فصل کھتی ہے - ۲- استوی علی العرش بے عیب
تخت حکومت پر براجمان ہے ۳ لا یحب المعتدین چنگا کرو دعا کرو - قرآن وحدیث
کے خلاف دعا نہیں کرنا - طلب محال - صلہ رحم کے خلاف نہ ہو رشتہ داروں کے حق میں بددعا
کرو - حضرت مسیح موعود کو حکم اجیب کل دعائک الا فی شرکائک اور نبی کریم کو
فرمایا لیس لک من الامر شیء ۵ لیس بی ضلالۃ - فی ضلال مبین کا
جواب کیا نرمی سے دیا - ۶ ناقۃ اللہ - کوئی ایک اونٹنی لیکر - فرمایا - یہ آیت ہے - ہر ایک
اللہ ایک ناقہ ہے - جب صالح کی اونٹنی ناقۃ اللہ ہے تو کیا نبی کریم کے پیارے ناقہ نہیں
۷ - تنحتون من الجبال - جیسے کہ بھی اوپر پہاڑ پر جاتے ہیں - ۸ فعقروا الناقۃ معجزہ
نے ہی ایک ناقہ حضرت علی کی ذبح کی تھی اور اسکا کلیجہ نکالا باوجود مسلمان ہو جانے کے اسکا کلیجہ
چبایا گیا ۹ تبغونہا عوجا - ان کے دین میں کوئی نہ کوئی شبہ و اعتراض ڈھونڈتے رہتے ہو
۱۰ الا ان یشاء اللہ ربنا - انبیاء کا طرز دیکھو کہ گو یہ محال ہے اس کیلئے بھی
الا ان یشاء اللہ ربنا کہتے ہیں - حضرت اقدس کو ایک مولوی نے لکھا کہ میں
اگر انکار کروں گا تو پھر کبھی نہ مانوں گا - آپ نے فرمایا - سبحان اللہ شیخ کے الفاظ پر

عوذ نہ کیا؟

پارہ ۹

۱- فاذا ھی ثعبان مبین - خدا نے دکھلایا کتاب موسیٰ کی جماعت فرعونیوں کو
کھا جائیگی ۲- بیضاء للنٰظرین روشن کتاب کلام قرآن مجید کو نور فرمایا ۳- لساحر
علیم چالاک مدبر ۴ فماذا تأمرون یا دب اپنے درباریوں کا اصل مدبر شاہی پروا ہے
۵- ان لنا لاجرا- اسکو لالچ تھیں- بجائے کفر خیالات کے بجائے ایمان کیا برات ہوگئی
۶ قال القوا پہلا پرچہ مباحثات میں دشمن کا ہوا ۷ لاقطعن لاصلبنکم- یہ بھی پرتھو رتھا کہ
قتل کرکے پھر صلیب پر لاش لٹکا دیتے ۸- الطوفان طغیان- وبا- طاعون ۹
والجراد اب تو لوگ اسے تماشا سمجھتے ہیں ایسا ہی نقص من الثمرات کو معمولی- حالانکہ یہ عذاب
ہیں ۱۰ والدم نکسیر کا مرض ۱۱- اصنام لھم گائے کے بت تھے - ۱۲ دھونڈ لکھ
جن چیزوں کی پرستش کرتے ہیں وہ تو آگ کی غلام ہیں ۱۳ لن ترانی ابھی نہیں دیکھ سکتے ۱۴ فی الالواح
والآنجیل- بیات استثنا باب ۱۸- یرمیاہ ۱- یسعیاہ ۴- متی ۳- ۳۱- اعمال ۳- باب ۲ یوحنا ۱- حبقوق
۲۲ یسعیاہ ۵۴- قرنتیون ۶- باب ۲ - ۱۵- اصرھم- رسم رواج ۱۶ حاضرۃ البحر-
بنی اسرائیل میں بات شکل کرنی دوسری جگہ آباد ہوئے ۱۷ انبلوھم بما کانوا یفسقون-
ابتلا تین قسم کے ایک امام بننے کیلئے (۱) امامتی ابراھیم یا جیسا (۲) بلونا ھم بالحسنت
والسیئٰت لعلھم یرجعون- (۳) نبلوھم بما کانوا
یفسقون- ۱۸- کونوا قردۃ خاسئین کہتے ہیں تین دن
کے بعد ہلاک کر دیا تھا قطعنھم فی الارض آتا ہے- اور
فخلف من بعدھم خلف بھی آیا ہے- ۱۹- واشھد
ھم علی انفسھم- ہر بنی آدم کو غش کے وقت معلوم ہو جاتا ہے
کہ میرا کوئی رب ہے ۲۰- لھم قلوب اس آیت میں ان کے جنتی ہونے

کی وجہ بتائی۔ ۲۱۔ جعل لہ شرکاء۔ تمام بیاں بابل کا ذکر ہے کہ آدم و حوا
کا ۲۲۔ لعلکم ترحمون۔ کفار مخاطب ہیں کہ ان کیلئے قرآن ہدایت و رحمت
ضرور ہے۔ پس اسے کافر و تم بھی سنو تو تمھارے لئے رحمت کا موجب ہو جائے
احمد۔ خلف امام کا مسئلہ یہاں نہیں۔

تیسرا ربع

۱۔ الانفال۔ نفل بمعنی سلب۔ مقتول کا کپڑا۔ شان۔ ہتھیار۔ یا خمس سوا مال کے غلام۔ گھوڑا دشمن کا مل جائے وہ نفل ہے۔ تین قسمیں ہیں (۱) محض صرف رعب و داب سے چیز مل جائے سورہ حشر میں اسکا ذکر ہے۔ (۲) غنیمت جو میدان جنگ یا جنگ میں مل جائے جس میں آمدنی و خرچ برابر ہو۔ (۳) نفل جو خرچ سے بڑھ کر مل گیا یا جنگ میں امید سے بڑھ کر مل گیا۔ ۲۔ بدر کی جنگ کا ذکر ہے جس میں اتنی آدمی کا خیال تھا۔ ۳۔ کما اخرجک یعنی کیونکہ ۳۔ مکہ میں قتل کرتا تھا۔ ۴۔ مجادلون اسکی نسبت مومنوں کی طرف نہیں بلکہ قوم۔ ۵۔ یغشیکم النعاس تھکا سپاہی کو آتی ہے تو یہ فتح کا نشان ہے۔ ۶۔ لیطہرکم بہ پلیدی اسلام کا خیال غلط ہے ۷۔ فوق الاعناق گردنیں اس میں شامل ہیں جیسے فوق اثنتین میں دو یا دو سے زیادہ ۸۔ فان للہ خدا کی تعالیٰ کی اشاعت کلام اللہ کی اشاعت ۹۔ للرسول اس کے سوانح و احادیث کی اشاعت۔ اعتراضوں کا جواب ۱۰۔ ولذی القربیٰ ام ذی القربیٰ بیٹیاں بھی حق رکھتے ہیں۔ ۱۱۔ فی منامک تمہاری آنکھ میں۔ تھوڑے دکھائے کیونکہ وہ کچھ ٹیلے پیچھے کچھ ٹیلے کے نیچے تھے

۱۰۔ رمضان المبارک پارہ دس

(پہلے تین ربع)

پارہ دہم ۱۰ رمضان المبارک پہلے تین رکوع

۱- یہاں پہلے جرأت ہوتی ہے جو مومن باللہ نہ ہو یا مومن بالیوم الآخرت نہ ہو یا مستحق کرامت
کہ بکار اللہ پر ایمان لایا۔ یا صحبت پیر میں بیٹھنے والا۔ ۲- ومن اتبعك من المؤمنين
اے نبی تجھ کو اللہ بس ہے اور جو تیرے ساتھ مومن ہیں ان کو بھی اللہ بس ہے ۳- ان یکن منکم
[illegible] یعنی ایک [illegible] جو تم میں ضعف ہے تو سو دو سو کے مقابلہ میں ہیں ۴
[illegible] لڑائی کے بعد قیدی کرنا جائز ہے یوں [illegible] ۵
تریدون عرض الدنیا۔ کیا تم [illegible] دنیا کا سامان چاہتے ہو [illegible] ۶- استنصروکم
فی الدین [illegible] مسئلہ پوچھے تو بتا دو ۷- سورہ توبہ انفال کا ایک حصہ ہے [illegible]
[illegible] ۸- ما عندہ [illegible] انکے دین کی [illegible]
۹- الا (۱) [illegible] (۲) عام رشتہ داری (۳) قسم (۴) عہد [illegible] سے رشتہ داری (۵) معاہدہ
۱۰- وقالت الیہود [illegible] یہودی ہیں جو [illegible] میں [illegible] تھے جو چھٹی صدی ہجری کے
بعد مفقود ہو گئے [illegible] ۱۱- الذین کفروا من قبل [illegible]
[illegible] ۱۲- لیظھرہ علی الدین کلہ [illegible] ۱۳- انما النسیٔ (۱) محرم
میں لڑائی منع ہے اگر [illegible] تو محرم کو صفر اور صفر کو محرم بنا لینا (۲) شمسی قمری
میں جو فرق [illegible] سال میں [illegible] ہے اسکو نکالنے کے لئے ایک مہینہ
[illegible] اگر حساب پورا ہو جائے [illegible] کے حساب لینا
دینی عبادات میں فرق [illegible] صحیح نہیں کیونکہ [illegible] ہے رمضان کے دن [illegible]
سکتے ہیں ۱۴- لا تحزن [illegible] کبھی پیدا ہو سکتا ہے بلکہ خوف بھی [illegible]
فی الجنتین (۱) خاف ان یأکل الذئب ۱۵- انما یتنا [illegible] اسوقت جو اجازت [illegible]
[illegible] ۱۶- الا ما کتب [illegible] کے مناسب ہو ۱۷- لیحلہم [illegible]
ہو گئے [illegible] ۱۸ [illegible]

۱۹- کالذی، الذی کبھی مصدریہ معنی میں آتا ہے

باقی سورہ توبہ

۱- جاھد الکفار والمنٰفقین کوئی صحابی منافق نہ تھا اگر ہوتا تو نبی کریم ضرور اس سے جنگ
کرتے ۲- وھموا بما لم ینالوا شیعہ کہتے ہیں ابوبکر اگر خلافت چاہتے تھے تو انہوں نے
پائی پس وہ منافق کیونکر ہوئے ۳- بما اخلفوا اللہ ما وعدوہ وعدہ خلافی کا نتیجہ منافق
ہوتا ہے اس سے بچو ۴- فلیضحکوا قلیلا تھوڑی دیر ہنس لیں انہیں بہت رونا پڑیگا
۵- وان تقاتلوا معی عدوا رسول کیساتھ کر دو کہ خلاف کیا تھا جنگ تبوک سے
جو پیچھے رہ گئے تھے ۶- سیری اللہ عملکم اللہ تمہارے عمل کو جانتا ہے ۷- والمؤمنون
آئندہ وضاحت میں وہ بھی دیکھینگے ۸- مرجون جنکا فیصلہ پیچھے ڈالا ہے ۹- مسجدا
ضرارا ایک عیسائی نے دو صلح کر جاہد مسجد بنائی تھی ۱۰- وعدا علیہ حقا
توریت انجیل میں بھی آیت ہے ۱۱- مومن کے ۹ صفات چاہئیں التائبون
تا الساجدون (رکوع ...) تا الحفظون لحدود اللہ

۱۱ رمضان المبارک - سورہ یونس

۱- الر انا اللہ اری ۲- ولا ادرٰکم بہ نہ میں تمہیں سمجھاتا یہ قرآن ۳- عجبا یعنی
ہم نے بھیجا ہے مگر اسلئے کہ یہ لوگ خدا سے دوری میں پڑے ہیں ۴- زیادۃ دیدار الٰہی صحابہ نے
معنی کئے ہیں ۵- او نتوفینک یہاں تک ہم روح قبض کر لینگے تیری ۶- واسروا الندامۃ
ذات کو ظاہر کرینگے ۷- واجعلوا بیوتکم قبلۃ اپنے گھر ایک دوسرے کے آمنے سامنے
بنائیں ۸- فرعون وجنودہ بغیا فرعون موسیٰ کے تابع نہ تھے بس بغاوت صرف اپنے
حاکم سے نہیں ہوتی ۹- فان کنت ہر آدمی کو خطاب اما یبلغن عندک الکبر
میں اگر رسول کریم مخاطب ہیں تو ماننا پڑیگا کہ آپ کے والدین آپ کے سامنے بڑے ہوئے وہ
تو فوت ہو گئے تھے ۹- فسئل الذین یقرءون الکتٰب اہل کتاب سے پوچھو تعلیم طریق

یہی سمجھا انہیں

سورہ ہود

۱۔ ضائق بہ صدرک (۱) ضائق جب اپنے وعظ کے لئے مناسب محل نہ دیکھے۔ تو
اس کا سینہ تنگی کرتا ہے ۲۔ شاھد منہ۔ سچائی کے گواہ (۱) اسے آجانے کے اس کا الہامی
وجدان صحیح (۲) عقل صحیح (۳) فطرت سلیم (۵) حسن السیرۃ (۶) اخلاق حمیدہ (۷) اسماء الٰہیہ (۳)
علی الجودی۔ اللہ کے فضل پر وہ کشتی ٹھہری ۴۔ فلا تسئلن۔ جو نہیں کیا
سبب ہوتا ہے کہ بچانے کے [illegible] ایسی [illegible] کہا کہ آپ ہی توفیق دیجئے
انی اعوذ بک ان اسئلک ۵۔ تلک من انباء الغیب یعنی نبی تیرے دشمن ہلاک
ہوں گے

بارھواں روزہ

بقیہ سورہ ہود و سورہ یوسف پارہ ۱۲

۱۔ ضحکت (۱) ہنس پڑی (۲) حیض آگیا ۲۔ ھؤلاء بناتی۔ یہ بیٹیاں ضمانت میں رکھ لو
۳۔ مالنا فی بناتک من حق۔ بیٹیاں ضمانت میں نہیں رکھی جائیں ۴۔ ان کنت علی
بینۃ۔ تحقیق یقین پر ہوں ۵۔ فاستقم کما امرت و من تاب معک۔ ساتھیوں کی
ذمہ داریوں کے لئے نبی کریم نے فرمایا شیبتنی ھود ۶۔ اولوا بقیۃ۔ صاحبان فہم و عقل
۷۔ عصبۃ۔ گھر کر ساتھ والی جماعت ۸۔ القصص۔ بیان ۹۔ انی رأیت
یہاں خواب کا ذکر نہیں اسی طرح نبی کریم نے جو دجال یاجوج ماجوج وغیرہ کے بارے میں رأیت
فرمایا تو خدا جانے اسے نبوی کشف کیوں نہیں قرار دیتے ۱۰۔ آیت للسائلین (۱)
بکے [illegible] (۲) پھر حاکم ہوگئے (۳) مکہ فتح ہوگیا (۴) مکہ والوں نے معافی کی درخواست کی
۱۱۔ احب الی ابینا۔ جیسے اس قوم میں نبی کریم خدا کے محبوب بن گئے ۱۲۔ لا تقتلوا
یوسف۔ نبی کریم کے دشمن اس سے زیادہ سخت تھے کیونکہ انہوں نے قتل کا فیصلہ کر دیا
۱۳۔ و انا لہ لحافظون۔ دیکھو خدا کو ہم نہیں [illegible] جب تک [illegible] نہیں لیتے تو کام نہیں

۴۱۔ ھمت بہ وھم بہا۔ بیوی نے اپنے مطلب کے لئے اور یوسف نے چھڑانے کے لئے زور لگایا
۵۱۔ سکینا مصری چھری کانٹے سے کھاتے تھے ۱۲۔ ۱۱ ملک کریم۔ یہ تو کوئی رقیب ہے شرک ہوگا
دستور ہے ۱۷۔ اما احدکما فیسقی خواب کبھی بالکل نظارہ کے مطابق ہوتا ہے جیسے
ثمر کا خواب کبھی اس طرح جیسے آدم و حوا اس رنگ میں جیسے نبی پاک کے طلیعہ اور
تاکل الطیر اسی رنگ میں کبھی بالکل اور رنگ میں جیسے یوسف کا خواب کہ دیکھے ستارے نکلے
بھائی ۱۸۔ فانسٰہ الشیطٰن اس قیدی کو بھلا دیا شیطان نے ۱۹۔ سبع بقرات
سمان۔ انتاع کے وقت کیا ساتھی کا زمانہ لئی ہوئی ہیں خود تھا اسی طرح دجال نبی کریم کو
اس قوم دجال ایک نمونہ کر دیا۔ تو ہم اس سے معلوم ہوا کہ کافر کی رؤیا بھی اصل میں سچی
کا بھی ہوتی ہی ۳۰۔ ذلک لیعلم تفسیر کبیر یوسف کا قول ہے تیرے بعض امرأۃ العزیز
۳۱۔ وادخلوا من ابواب متفرقۃ بری نظر میں حضرت یعقوب نے علیحدہ پیغام بھیجا تھے
نے انکو کہ ایک دروازے سے داخل ہونا منع کیا اور حکم الٰہی علم تھا ۳۲۔ اوی الیہ اخاہ
اس سے معلوم ہوا کہ سب فرزند یعقوب دونوں کی پہچان پر بیچ چکا تھا ۳۳۔ قبل ان جاء اخیہ
چونکہ وہ عقرب یوسف ہو کر رہ چکا تھا اسلئے اس کی اور تیشی کا طلی بیٹھے والے نے لی ۳۴۔ کیدنا
کدنا لیوسف یعنی یوسف کو اس مطلب کی کوئی خبر نہ تھی اس نے کوئی تدبیر کی تھا یا بھول کر
رکھا ۳۵۔ معاذ اللہ۔ نوانہ خود تلاشی لی ۳۵۔ فقد سرق اخ لہ من قبل الخ جھوٹ ہے جیسے پہلے
بھی جھوٹ بول چکے ہیں ۳۶۔ ۳۷۔ وابیضت عیناہ سوقت انکھیں سفید ہو گئیں یہ مطلب
نہیں کہ اندھے ہو گئے تھے ۳۸۔ والتیسوا بعد شرمندہ کیا ہے کہ تم لے اپنی قمیص ہی لے گئے تھے
اب بھی اسی پر یادہ ہے ۲۸۔ علی وجہ ابی سامنے رکھنا ۲۹۔ فارتد بصیرا بینا ہوگیا اور پھر
ان اقل لکم کھول کر بتایا پہلے ہی جو ہم کو نہیں اس کی پیشی اس سے لے کر شکل بھی آیا
علم بھی اور قوع ہوگیا ہے ۳۰۔ وقد احسن بی لوگ شکایات اور صاحب کافر نہیں
کرتے کریم شکر کے خلاف ہے ۳۱۔ توفنی مسلما۔ لا خوف الا و انتم مسلمون حضرت یعقوب

نے کہا تھا اسکی تعمیل میں توفی کہتے ہیں یہ بھی ثابت ہوگیا کہ توفی کے معنے موت کے ہیں ۴۲ ذٰلک من انباء الغیب مکہ والوں کو بتایا کہ تم بھی ایسا ہی کروگے اور آخر میں تم پر فاتح ہونگا ۴۳۔ وما کنت لدیہم مکہ والوں کے پاس ۴۴۔ اذا استیأس الرسل نبی اپنی قوم سے ناامید ہوجاتا ہے ۴۵۔ وظنوا انہم قد کذبوا گمان کرتی ہے اپنی قوم کہ ان انبیاء کو جو الہام ہوئے جھوٹے ہوئے

سورہ رعد و ابراہیم ۱۳ رمضان المبارک

۱۔ الٓمّر ۲۔ لا یؤمنون۔ نشانات کی رو سے (۱) غفلت (۲) عدم توجہ (۳) اپنے آپ کو نصیحت کا محتاج نہ سمجھنا (۴) کبر (۵) شکیبار (۶) استہزا کو جھٹلانا (۷) اپنے وعدے کا خلاف کرنا ۳۔ ان فی ذلک لاٰیٰت۔ قرآن مجید تو ایک ہی ہے مگر اس سے ہر شخص اپنے حالات کے مطابق فیض حاصل کرتا ہے ۴۔ ولکل قوم ھاد۔ ھادی سے مراد اللہ تعالیٰ ہے ۵ سیرت بہ الجبال پہاڑوں سے بہت سے تک ہی پہنچا گیا ۶۔ کلم بہ الموتیٰ مردے جو کفار کو ستا دیا گیا یہ سب کچھ کیا گیا تو کفار کہاں ہونگے اللہ ہی کی سلطنت اس تمام ملک پہ ہو جائیگی ۷۔ افلم ییأس۔ کیا نہیں جانتے ۸۔ بظاہر من القول (۱) ظاہری بات (۲) باطل ۹۔ ام الکتٰب۔ اصل الشیاء ۱۰۔ من اطرافھا۔ بیرون عرب ہر طرف میں اسلام پھیلتا جاتا ہے ۱۱۔ ومن عندہ علم الکتٰب۔ [illegible] ۱۲ ایام اللہ۔ نعمت و نقم بار بیتا ہے ۱۳ تاذن۔ بتا رہا ہے ۱۴ فی افواھہم ہاتھ کے مونہوں پر ہاتھ رکھے کہ چپ رہو ۱۵ من ورائہ اسکے آگے ۱۶۔ قال ابراھیم سات دعاؤں میں سات ابراہیم کہا ہے ۱۷۔ تبدل الارض غیر الارض کفر کی سر زمین اسلام کی سرزمین بن جائیگی اور آسمان بھی کا آسمان

سورہ حجر

۱۔ نزلنا الذکر۔ ذکر رسول کو بھی کہتے ہیں ۲۔ انا لہ لحفظون۔ اسکے واسطے ہیں

شوکت اسلام میں حضرت عمرؓ و علیؓ و عثمانؓ کو شہید کر دیا مگر صدیق اکبرؓ کے زمانہ میں ایک رسول اللہ کے
مقابلہ میں اپنے مخالف کچھ نہ کر سکے ۳۔ وما ننزلہ۔ کوئی ایجاد ہرگز ہرگز ارادہ سے نہیں مگر فی
اتفاقاً اسکا اصل معلوم ہو گیا ۴۔ الی یوم الوقت المعلوم۔ یعنی مرنے کا اصلی الٰہی
چلتی ہے ۵۔ سبعة ابواب۔ دوزخ کے متعلق تو ہے بہشت کے متعلق کوئی
آیت نہیں ۶۔ انا منکم وجلون انبیاء کے قلب پر اسکا انکشاف ہوجاتا ہے
چونکہ وہ عذاب لائے تھے ۷۔ عن العٰلمین اجنبی آدمیوں سے انہیں روکا ۸۔ ان کنتم
فاعلین اس قسم کی بات ۹۔ لعمرك مسیح موعود نے لکھا ہے تیرے منہ ہی کی قسم میرے
پیارے احمد اسپر اعتراض کرنے والے اس آیت پر غور کریں ۱۰۔ سبعا من المثانی سات
آیت جو بار بار پڑھی جاتی ہیں (الحمد) ۱۱۔ المقتسمین قرآن کے بعض حکم پر عمل بعض سے عمل نہ کر
جیسے لڑکیوں کو وراثت ۱۲۔ سبح بحمد ربك۔ دشمن سے بچنے کا طریق بتایا

۱۴ رمضان المبارک ۔ سورة نحل صبح

۱۔ امر اللہ۔ عذاب الٰہیہ یہ آنے کو تیار ہے ۲۔ ویخلق ما لا تعلمون اور سواریاں بھی
پیدا کرے گا جن کو تم نہیں جانتے ۳۔ وبالنجم قطب اسی طرح اللہ کے بندے روحانی
منازل کے طے کرنے میں قطب کا کام دیتے ہیں ۴۔ اهل الذکر قرآن والوں سے ۵
یخسف اللہ بهم۔ ذلیل کرے ۶۔ المثل الاعلیٰ مثل کے معنے صفت کے بھی
ہیں ۷۔ فاحیا به الارض۔ زمین کے اندر مختلف قسم کے بیج ہیں بارش سے سب
پھوٹ آتے ہیں اسی طرح قرآن مجید سے ہر ایک فطرت اپنی استعداد کے مطابق اپنا ظہور کرتی
ہے ۸۔ سکرا ورزقا حسنا۔ نخیل و اعناب سے کوئی شراب بناتا ہے کوئی رزق
حسن اسی طرح قرآن مجید سے بعض گمراہی کے مطالب نکال لیتے ہیں ۹۔ واوحی ربك الی النحل
جب ایک مکھی کی وحی سے شہد جیسی چیز شفاء للناس نکلتی ہے تو محمد رسول اللہ کی وحی سے
کیا کچھ نہ نکلیگا ۱۰۔ الم یروا الی الطیر یہ پرندے تمہاری لاشوں کے کھانے کے لئے تیار

نے رکھے ہیں۔ ۱۱۔ و لا تکونوا کالتی نقضت غزلہا۔ اصلح حدیبیہ کے معاہدے کو
مشرکین نے اسی طرح اپنے ہاتھوں سے توڑا ہے جس طرح ایک عورت اپنا کاتا ہوا ٹکڑے
ٹکڑے کر دے ۱۲۔ بدلنا آیۃ۔ ایک نشان مٹا کر دوسرا قائم کرنا چاہتے ہیں بت پرستی
کی بجائے توحید ۱۳۔ قوۃ۔ یہ اسباب ہے اور ترقی نہیں ہوتی ہے ۱۴۔ اضرب
اللہ مثلا قریۃ۔ مکہ ہی مراد ہے ۱۵۔ امۃ معلم الخیر ۱۶۔ حنیفا سیدھا راستہ پر چلنے

۱۵ ار رمضان - سورہ بنی اسرائیل

۱۔ اسری بعبدہ۔ یہ اشارہ ہے ہجرت کی طرف کہ کس طرح خانہ کعبہ سے مدینہ کی مسجد
میں پہنچایا معراج کے ایک حصہ کا ذکر ہے ۲۔ وجوھکم تمہارے بڑے آدمیوں کو بنی
اسرائیل کو تباہ کرنا مشرق سے پھر لوگ آئیں گے اور پھر مغرب اور وہ بار تمہیں ذلیل کریں گے چنانچہ
پہلے مسلمانوں کو ستایا تھا عباسیوں کی زبردست سلطنت تھی چین تک اور جب فسق و فجور
بڑھ گیا۔ ہلاکو خان نے بغداد کے لاکھ آدمی قتل کیا۔ سلطنت گئی مسلمانوں کے ہسپانیہ میں سلطنت
تھی حملہ آوروں نے اس ملک میں اسلام کا نام و نشان تک نہ رہنے دیا ہزار ہا منتخب
کتابوں کو غرق کر دیا ۳۔ وجعلنا الیل والنہار۔ ایک زمانہ ایسا ہوتا ہے کہ حق
بہت چشم پوشی فرماتا ہے وہ رات کہلاتا ہے مگر جب مامور آتا ہے تو پھر مجرم گرفتار ہوتے ہیں
چنانچہ مسیح کا بھی ایسا ہی ہے ۴۔ اذا لابتغوا۔ مشرکوں کو کہا ہے کہ محمد رسول اللہ کسی بت
کے پرستار نہیں ہیں اگر بت کچھ چیز ہوتے تو وہ ضرور انکو نقصان پہنچاتے اور ختم نہ ہونے
دیتے ۵۔ و آتینا داؤد زبورا۔ انہوں نے تیرے متعلق زبور میں کئی پیشگوئیاں کی ہیں
آنا محمد زبور داؤد میں بھی ۶۔ الا ان کذب بہا۔ اللہ نے اس بات سے منع کیا کہ پہلوں نے
جھٹلایا ۷۔ والشجرۃ الملعونۃ۔ اس جگہ بے معنی ہیں قرآن میں ۸۔ تبیعا۔ تمہارا
مددگار بدلہ لینے کے لئے ۹۔ سنۃ من قد ارسلنا۔ یہ طریق کہ جب نبی نکالا تو قوم پر
عذاب آیا ۱۰۔ فتہجد بہ۔ تہجد کے معنی ہیں نیند سے اٹھنا ۱۱۔ عن الروح۔ کلام

پاک قرآن کے بارے میں ۱۲ من امر ربی یہ خدا کے حکم سے آیا ہے ۹۳ و قالوا لن نؤمن لک
یہ سب ۹ نشان ہیں (۱) سب تورات و قرآن مجید کی بنا پر ہیں (۲) سب اپنے اپنے موقع پر دکھائے
گئے مگر اس رنگ میں جو بشر رسول کے مناسب تھے ۹۷ عمیا و بکما و صما مگر وہ دنیا سے مرتے وقت ہم
قرآن مجید میں ہے (۱) دعوا (۲) ھنالک ثبورا (۳) سمعوا لہا شہیقا (۴) لیس لہم طعام یہ
کہ وہ غیبی باتیں نہ سنینگے نہ بول سکیں گے ۱۰۱ تسع آیات خدا کے نو نشان (۱) عصا (۲) ید بیضا
(۳) الطوفان (۴) قمل (۵) قمل (۶) خون کی بیماریاں (۷) نقص من الثمرات (۸) مینڈک حکم بھی نو
ہیں (۱) شرک مت کرو (۲) چوری نہ کرو (۳) زنا نہ کرو (۴) ناحق قتل نہ کرو (۵) جادو کبھی نہ کرو
(۶) بیاج مت کھاؤ (۷) بہتان نہ باندھو (۸) لڑائی میں میدان سے نہ بھاگو

سورہ کہف

۱۶ الکہف ـ ملک کی ایک مغربی کنارہ ہے ۱۰ فضربنا علی آذانہم دوسرے لوگوں
سے بے خبر ہیں ۱۷ وتری الشمس ـ ایسے ملک میں گئے کہ مشرق کی طرف منہ کرکے دیکھو
تو آفتاب واپس رہ جاتا ہے مغرب کی طرف ڈھلیں ۱۸ و نقلبہم ایک وقت آ رہا کہ ہر دور
دراز پھیلینگے انکے نشان یہ ہیں کہ ان کو بیضوں میں کتا رہتا ہے ۱۹ ابعثوا ۲۰ احدکم
ہذہ وہ چندہ کر کے پھر ملک میں غلہ کی تجارت کرینگے ۲۱ اذ یتنازعون بینہم
پیشگوئی ہے اپنے وقت پر ظاہر ہوگی ۲۲ یحلون فیہا من اساور سونے کے
کپڑے حضرت عمر کے زمانہ میں لوٹے گئے

پارہ ۱۵ بقیہ سورہ کہف از رکوع ۵

۱ اضرب لہم مثلا رجلین یہودیوں کو فرمایا ہے اور حضرت نبی کریم کی نبوت کا ثبوت
دیا ہے متی ۲۱ باب آیت ۳۳ مرقس ۱۲ باب ۱۲ آیت لوقا ۹ باب یسعیاہ ۵ باب و
یرمیاہ ۲ باب ۱۵ آیت ۳۶ باب ۴۳ آیت حزقیل نمبر ۱۹۳ آیت امثال ۵ باب و
رجلین ـ اسحٰق و اسمٰعیل پہلے اسحٰق کا باغ تھا جس میں سلطنت و نبوت تھی اسرائیل نے ہی پھیر

چلا گیا۔ آخر سلطنت بھی چھینی گئی موت بھی نہ بچی ۲۔ سکتا۔ لیکن میں میرا یہ مذہب ہے
۳۔ خیرا من جدتک چنانچہ محمدیوں کو عراق عرب۔ عراق عجم۔ مصر۔ یورپ۔ ایران ملا ۔ ۴
واضرب لہم مثل الحیوۃ الدنیا یہ عیسائی مخالف ہیں۔ متی ۲ باب ۹ آیت متی ۱۹ باب
۲۴ آیت متی ۱۹ باب ۲۳ آیت انجیل لکھا ہے کہ دولت مل سکتی ہے شیطان کے سجدہ
سے چنانچہ ان لوگوں نے کیا اور دولتمند ہوئے اور لکھا ہے کہ دولت مند خدا کی بادشاہت
میں داخل نہیں آتا ۶۔ نسیر الجبال۔ سلطنتیں بڑی بڑی ہونگی مگر ٹوٹ جاویں گی ۷۔ فادی قال
موسیٰ مجوسی مخالف ہیں۔ سلطنتیں مٹ جاویں میں حضرت موسیٰ کے وقت کافر حضرت نبی کریم
کے وقت ساسانی تھے دانیال نبی کی پیشگوئی کی طرف اشارہ ہے۔ بعدہ دیکھو واہومینڈ ما
۸۔ مجمع البحرین۔ نیل ابیض نیل ازرق مراد ہوسکتے ہیں۔ خرطوم ہے میرے نزدیک وہ اصل
مراد ہے جہاں دین و دنیا کی بہتری تھی۔ معراج ہے حضرت موسیٰ کا ۹۔ اتنا غذاءنا تا
ایک بات سے دوسری بات یاد آتی ہے کہنے سے مچھلی کا خیال آیا ۱۰۔ عبدا من عبادنا
حضرت خضر جو لوگ میں بشر نہیں وہ اب بھی بعض الیاس کو کہتے ہیں نبی کریم کے مراد ہیں انطلق
انطلق آگئے ہے یہ مناسبت ہے ۱۱۔ غلام جوان جس کی مونچھیں ہوں میں جتنی تھیں ۱۲
استطعما۔ ایک دفعہ مجھے بھی ایسا ہی موقعہ پیش آیا کسی نے کچھ کھانا مانگا تو قرآن مجید میں استطعما
دیکھ لیا پڑھا انہیں کب مل گیا تھا ۱۳۔ انکا نام مساکین۔ فقراء و مساکین میں فرق ہے فقیر
کا ترجمہ محتاج۔ محتاجی کی کئی قسمیں ہیں مثلاً روٹی نہیں سواری نہیں لحاف نہیں تو کچھ کم ہوگیا
چاہے خواہ گھر میں امیری ہو باقی مساکین۔ قابل ترقی آدمی ہے۔ ترقی کا سامان نہیں مثلاً
جلد سازی کا جانتا ہے سامان نہیں ۱۴۔ ابن کیونکہ اتوں پر اعتراض کیا خود موسیٰ کو ٹوٹل کے
دیوار بنانے پر اعتراض کیا حالانکہ خود بھی حدی پانی پلایا۔ خود ایک نفس قبطی کو قتل کیا۔ خود ان کا
صندوق پانی میں ڈالا گیا رب ہوم عیب کی نسبت اپنی طرف ہے اور خوبی کی اللہ کی طرف
یہ ادب ہے ۱۵۔ ذوالقرنین جس کا ذکر دانیال باب آیت ۲۲ میں ہے کیقباد ہے

(۱) ایک سینگ تو سکندر تھے مقدونیہ کا بادشاہ ۱۶۔ مطلع الشمس۔ بلوچستان مراد ہے
۱۷۔ بین السدین۔ آذربائیجان و آرمینیہ کے درمیان کوہ ربانی۔ ایران سے شمال بجانب
یاجوج ماجوج قوم ترک گئی۔

۱۶۔ رمضان سورہ مریم۔ وسورہ کہف

۱۔ سورہ مریم میں ہر نا امید کو امید و تسلی دلائی ہے۔ دعا خالی نہیں جاتی کسی نہ کسی رنگ میں قائم ہوگی بشرطیکہ ایمان ہو ۲۔ ک۔ کریم کافی کبیر لا۔ ہادی۔ ی۔ یحییٰ ولی ع۔ علیم ع علیم عزیز ص صادق الوعد ۳۔ زکریا۔ ابراہیم۔ ادریس اسمٰعیل اور انکی صداقتوں کا ذکر ۳۔ عث آل یعقوب۔ وراثت مال کے علاوہ بھی ثابت ہوگئی ۴۔ عتی الکبر عتیا لکھا ہے ۷۵۔۸۰ سال عمر تھی ۵۔ الا تکلم الناس۔ بہت بولنے والے کے قوی مضمحل ہو جاتے ہیں ۶۔ وآتینہ الحکم صبیا۔ بچپن میں بڑی بڑی باتیں کرتا تھا ۷۔ رضنا۔ اپنا کلام ۸۔ مخت فرش آنا تھا ۹۔ سریا۔ سردار ۱۰۔ فاتت بہ۔ مدت کے بعد مصر سے کر اپنے بیٹے کو نبوت مل چکی تھی ۱۱۔ اخت ہارون۔ ہارونی قوم کی بہن ہو ۱۲۔ شیئا فریا۔ ہمارے مذہب کا مخالف ۱۳۔ من کان فی المہد۔ کل کا لونڈا۔ سختی سے کہا ۱۴۔ فی الکتب ابراہیم آپ بھی اولاد کی طرف سے ناامید تھے۔ ۹۹ برس کی عمر میں حق پیدا ہوئے ۱۵۔ یا ابت میرے سنگ دل باپ نہ تھا ۱۶۔ فی الکتب موسیٰ وہ فرعون سے بھاگے مگر خدا نے انکی امید کا رسول بنا دیا ۱۷۔ فی الکتب اسمٰعیل جو وعدہ قربانی کا سچا تھا کی امید بھی ذبح کے تھے ۱۸۔ خلف خراب اولاد ۱۹۔ غیا۔ نقصان۔ دکھ دوزخ کی وادی ۲۰۔ ساہ منکر لئے منکران قیامت ۲۱۔ وردا پیاسا

سورہ طٰہٰ

۲۲۔ اس سورہ میں قبولیت دعا کی تائید ہے۔ طٰہٰ او بڑے آدمی اے مرد ۲۳۔ استوٰی اعلیٰ حکومت میں نقص نہیں بلغ اشدہ دکمال کو پہنچ گیا علیٰ رب ہر حال ہے۔ علمہ غالب ہے

مستقل دو شاہت میں زوال نہیں ۔ انھیں صفات میں تھا ۲۴- اکاد اخفیہا آپ
بے کہ میں اسے ظاہر کروں ۱- انحلی ازیل خفا ۔ فا ۲۵- رب اشرح لی صدری آنحضرت
والا ذکر جو اس جگہ کا منشا آ موسیٰ مانگتے ہیں نبی کریم کو فرمایا الم نشرح لک صدرک ۲۶ گویا
لیجئے حضرت مراتب ضروری ۲۷- فما بال القرون الاولیٰ ۔ بات کو ٹال کر دوسری طرف
لیجانے کے لئے ہے ۲۸- مکانا سوی ایسا مکان جو فریقین کا یکساں ہو فریقین کے بہ بات
کے لئے ایسا ہی مکان چاہیئے ۲۹- خیفۃ لوگوں کے ایمان سے خوف کیا ذکر رسیوں سے
۳۰- الا یرجع الیہم ۔ عام کے منکر بھی اپنے خدا کو بجز ہی تجویز کرتے ہیں ۳۱ بصرت
مجھے جو تے ہو تجھے نہیں ۳۲- من اثر الرسول رسول کی کچھ متابعت کی پھر چھوڑ دی ۳۳ زرقا
نیلی پیلی آنکھوں والے ۳۴- عشرا بہر دیں شان و شوکت تھی ۳۵ عن الجبال جن سلطنتوں کو
مشاہدہ ۳۶ ضحی ۔ دنیا کی زندگی کے دن ختم کرنے لگے ۔

انبیاء

۱- اقترب للناس ۔ ہر انسان کا کام کرتا ہے وہ ہر اس کا نتیجہ بھگتتا ہے ۲- ذکر کو ۔ شر فکر
نہیں نیکی آدمی بہت سے کرتے ہے ۳- کانتا رتقا جب بادل نہیں ہوتا تو آسمان بند اور زمین بھی بند ہوتی
اسی طرح وحی کی بارش شروع ہوتی ہے ۴- ان قیصد ہم اگلے ساتھ ظلم کرتے ہیں ۵ بل فعلہ کبیرہ
والے نے کیا تو تو یہ بڑے صاحب ہیں یہ بیٹھے ہیں ان سے پوچھو

۱۷ رمضان بقیہ سورہ انبیاء و سورہ حج

۱- ب نوح کی دعا کا ذکر ہے پھر ایوب کی دعا کا پھر زکریا کی دعا کا ۲- داود و سلیمان کی بیان ہیں
بتایا کہ بعض وقت چھوٹے وہ بات کہہ جاتے ہیں جس کی طرف بڑوں کا ذہن منتقل نہیں ہوتا
۳- یحکمن فی الحرث ۔ وہ فیصلہ قرآن میں مذکور ہے ۔ حدیث میں بھی اس کی تفتیش
نہیں ۴- الریح عاصفۃ ۔ حکومت زبردست ۵ ومن الشیاطین ۔ دور دور کے لوگ
۶- ان لن نقدر علیہ ۔ اللہ تعالیٰ مجھ پر تنگی نہیں کریگا ۷- فنفخنا فیہا من روحنا

اپنا کلام اس کو پہنچایا ۸۔ حتی اذا فتحت ۔ تا خروج یاجوج ماجوج ہر ٹیک وعدہ کا منہ دیکھو گے
۹۔ کطی السجل جس طرح ایک تحریر اپنی مکتوب چیز و مضمون کو لپیٹ لیتی ہے ۱۰۔ قال رب
احکم ۔ محمد رسول اللہ کی دعا ہے

سورہ حج

۱۔ اس سورہ میں تمام قوموں کو آگاہ کرتا ہے کہ زلزلۃ الساعۃ آنا ہے نزدیک ۲۔ لن ینصرہ
اللہ ۔ اس قرآن کو وہ نہیں دیکھا محمد رسول اللہ کو تو اسے چاہیئے کہ خودکشی کرے محمد رسول اللہ کو
ضرور مدد ملے گی ۳۔ ان الذین آمنوا والذین ھادوا ۔ ان سب قوموں کا نام لیا ہے جن کا
مقابلہ کو مقصود ہے ۴۔ حنفاء للہ یعنی جیسے یہ تمہارے قربانی کے جانور ایسے ہی تم اللہ کے فرمانبردار
بنو قربانی میں یہی سکھایا ۵۔ القی الشیطان فی امنیتہ ۔ نبی کی خواہشوں میں شریر لوگ روک
ڈالتے ہیں ۶۔ لن یخلقوا ذبابا ۔ مکھی نہیں بنا سکتے تو تمہارا دین کب بنا سکتا تھا

سورہ المومنون

۱۔ خاشعون ۔ اللغو ۔ بیہودہ باتیں ۔ سب سے پہلے نماز پھر لغو سے بچنا عن صلاتہم ۔ نماز کے پابند ہو
سوتے رکھتا ۔ زکوٰۃ ادا کرنا ۲۔ لاما نتہم ۔ امانت اپنے ماتحت و رعایا کو کہا گیا ہو
۳۔ فار التنور ۔ سحر کا وقت آ گیا ۔ زمین کے اوپر پانی آ گیا ۔ عذاب نزدیک آ گیا ۔ ۴۔
من کل زوجین اثنین ۔ ضرورت کے جانور ۵۔ لیشرب مما تشربون ۔ حالانکہ اسی
پانی سے گلاب پیدا ہوتا ہے اسی سے خنظل ۔ دمن ۶۔ ادیہما الی ربوۃ ۔ ٹیلے پر ہوتے
ما اتوا ۔ نیکی کرتے ہیں ۸۔ لا یفلح الکافرون ۔ فلاح دینے کا وعدہ ابتدا میں فرمایا ۔ قد
افلح المومنون ۔

۱۸ ر رمضان ۔ سورۃ النور

۱۔ اس سورہ میں بتایا ہے کہ نبی کریم تک یہ سلسلہ نہیں بلکہ خلافت کا سلسلہ بھی قیامت تک
ہے ۔ خلافت کے منکر اور عیب چین ہوں گے ۔ گمراہ ہیں ۲۔ فرمایا ہے کہ مجرموں کو ہم سزا

دینے کا حکم دیتے ہیں انہیں خلفاء کیوں بنانے لگے پس تم الزام دہی سے باز آؤ ۲-۔ بجنیتہ بری باتیں بعض سے منسوب ہوتی ہیں تشحیذ الاذہان ایک کتاب شیعوں نے بنائی ہے اسکے جواب میں ایک آیت کافی ہے فالذین ھاجروا واخرجوا من دیارھم و اوذوا فی سبیلی وقاتلوا وقتلوا لاکفرن عنھم سیئاتھم ولادخلنھم جنت تجری من تحتھا الانھر ثوابا من عند اللہ واللہ عندہ حسن الثواب ۴-۔ لا تدخلوا بیوتا جب گھر میں داخلت کی اجازت نہیں تو ان خلفاء کی اور انکے متبعوں کی عیب چینی کیونکر جائز ہے ۵-۔ قل للمومنین یغضوا جب ظاہری نگاہ لیجانا جائز نہیں تو باطنی نگاہ سے انکے عادات کی تفتیش کیونکر جائز ہوئی ۔ ماظھر منھا ۶۔ اللہ نور السموات ۔ نور کے معنی ہادی کے ہیں ۸- مثل نورہ ۔ اسکے ایک نور کی مثال دیتا ہے جو خلفاء کے گھر میں ہوتا ہے ۹-۔ اذن اللہ ان ترفع ۔ اللہ تعالیٰ خبر دیتا ہے کہ ان گھروں کو بنا دیگا ۱۰-۔ او کظلمت ۔ یہ اگر کسی ذکر جماعت میں داخل ہیں مگر واصل نہیں ہوئے۔

پارہ ۱۹ شروع

۱-۔ ارسل الریح بشرا بین یدی رحمتہ ۔ نبی کریم صلعم سے پہلے بعض مجدد لوگ بہت پیدا ہوئے مگر جماعت صرف نبی کریم صلعم نے بنائی ۔ اسی طرح مسیح موعود سے پہلے سید احمد خان وفات مسیح کا قائل تھا۔ مگر عقاید پرست جماعت پابند کتاب و سنت مرزا کے لئے تھی ۲-۔ ھذا عذب فرات ۔ سنت سے مرادالحج ۔ النوں چلتی ہیں ۔ سمندر میں کھاری پانی بارش کا میٹھا پانی جس سے کنوؤں اور چشموں میں پانی آتا ہے ۳-۔ خلفۃ ہونا کرنا کہ ایک دن کا کر رہ جاتا دوسرے دن کو کرو ۴- ھون ۔ تعلق تھوڑا رکھتا ہے کہ نہیں رہتا سکینت ووقار ہو تکبر نہیں کرتے فساد نہیں کرتے نزولی نہیں کرتے ۵- لم یسرفوا خطا پر خرچ نہیں کرتے۔

سورۃ الشعراء

۴۔ اعناقہم۔ جماعت کی جماعت ۷۔ نادیٰ ربک۔ الہام یا خداوند سے بھی ہوتا ہے۔
۸۔ انا رسول۔ انا جمع ہے۔ رسول واحد صرف نحوی تو اعتراض ہی کریں یہ خدا کا کلام ہے۔
۹۔ الضالین۔ قومی جوش قومی محبت قومی حمیت میں تھا ۱۰۔ ان عبدت بنی اسرائیل
تمام قوم کو تو غلام بنا رکھی ہے اور ایک لڑکے کی پرورش کا احسان جتاتے ہو یہ نعمت ہے
جسکا احسان مجھ پر دکھاتے ہو فرعون نرم ہوا۔ پھر اس بات کا اشارہ نہیں کیا ۱۱۔ ان اضرب
بعصاک۔ اپنی جماعت کو لیجا تو وہاں دریا کے درمیان سے خشکی پڑی تھی ۱۲۔ لسان صدق
جو بات کہو وہ عمر بھر پختہ ہے

بقیہ سورہ شعراء ع ۷

۱۔ ریع۔ منظر گاہ و عام ۲۔ ہضیم۔ خوب پکا ہوا ۳۔ المسحرین کہا جیو ۴۔ انذر
عشیرتک الاقربین۔ رسول نے ایک پہاڑی پر چڑھ کر اپنے متعلقین کو ہم بہ نام پکار
کر اسکی تعمیل کی ۵۔ تقلبک فی الساجدین۔ مسلمانوں کے گروہ میں جاتا ہے

سورۃ نمل

طس لطیف و سمیع ۷۔ زینا لہم اعمالہم۔ سمجھتے تو انکے جو اعمال کر چکے ہیں بہت
خوبصورت دکھائے ہیں بیکار کی طرف مشغول ہیں ۸۔ وانک لتلقی القرآن۔ موسیٰ سے
کلام ہوا۔ تو نبی کریم صلعم سے بھی ۹۔ من فی النار۔ جو آگ کی طلب میں آیا ہے وہ برکت دیا
گیا ۱۰۔ وقالا الحمد للہ۔ مسلمانوں کو زیادہ تر چاہیئے داؤد و سلیمان کو جو دیا گیا تھا وہ
قرآن کے ایک حصہ میں آگیا ۱۱۔ الجن والانس والطیر۔ امیر لوگ۔ غریب لوگ فلاح توڑنا
کی تعریف میں کہا جاتا ہے کہ پرندے انکے ساتھ اڑتے ہیں ہم کو دشمن کی لاشیں کھاتیں ۱۲
نمل۔ ایک قوم کا نام ۱۳۔ لنقد الطیر۔ جڑ انتظام کا معائنہ فرماتے تھے ھدھد کوئی تو
نام کی مناسبت سے یاد آگیا ۱۴۔ عرش عظیم۔ انکے لئے ایک تخت ۱۵۔ ان یرتد الیک

طرفک۔ سورج گرنے میں انکے واپس آنے تک ۴۱۔ نکروا لھا عرشھا۔ یعنی اعلیٰ تخت
ہوکر اسکا اپنا تخت اسے ناپسند ہوجائے ۴۲۔ کشفت عن ساقیھا گھبرا گئی ۴۸۔ کان
فی المدینۃ تسعۃ رھط۔ نبی کریم کے خلاف ۹ آدمی تھے۔ ابولہب (جسے طاعون ہوئی)
ابوجہل اسکا شیبہ (بدر میں مارے گئے) عتبہ (کے مدینے جارہے تھے رستہ میں قتل کیا گیا) عاص
(ڈنک سے موت نکلی) ولید (ازہری پر تیر لگنے سے مرا) عاص (کا تلا پھولا اور پھر اماس ہوگیا)
اسود (دیوار) پر سر مار کر ہلاک ہوگیا)

پ ۲۰

۱۹۔ ردف لکم۔ پیچھا ہوگا۔ تو اس سے یک دم عذاب آ پڑیگا ۲۰۔ دابۃ من الارض
طاعونی جراثیم ۲۱۔ وھی تمر مر السحاب۔ پہاڑ بھی بادل کی طرح چلتے ہیں حرکت ارضی کی
بات

سورۃ القصص

۱۔ چونکہ نبی کریم کو مثیل موسیٰ فرمایا اسلئے حضرت موسیٰ کا ذکر قرآن مجید میں بہت آیا ہے۔ دوم
اسلئے کہ وہ صاحب شریعت تھے سوم اسلئے کہ نفس پر یک کشتہ (فرعون نفس) کے ایک اور فرعون
مارا فرعون نفس پہلی اگلی فرعون موسیٰ کے مطابق موسیٰ کا ذکر مومنوں کے لئے بہت مفید ہے ۲۔
یذبح ابناءھم۔ تاکہ یہ قوم ہمارے مقابلہ کے قابل نہ ہوجائے ۳۔ ونرید۔ ہمارا یہ ارادہ رہتا ہے
مسلمان اس نکتہ کو سمجھیں کہ جب وہ خصوصاً اپنے ہیں تو خدا اپنے آ ترتا ہے ۴۔ آل فرعون فرعون
کی نسل ۵۔ وقالت امرأۃ فرعون۔ فرعون کی بیوی نے سفارش کی ۶۔ فارغا۔ دل غموں
سے خالی ہوگیا ۷۔ لتبدی بہ۔ قریب تھا کہ اس خوشی کا اظہار کرتی مگر بچے رو کیا ۸۔
ھذا من عمل الشیطان۔ یہ تیرے شیطانی عمل کا نتیجہ ہے ۹۔ انی ظلمت نفسی یعنی
اپنے آپکو مشکلات میں ڈال لیا ۱۰۔ فاغفر لی۔ ستاری کیجئے ۱۱۔ فلن اکون ظھیرا
للمجرمین۔ اس شکرانہ میں پختہ عہد کرتا ہوں کہ آئندہ کبھی مجرم کا مددگار نہ ہونگا ۱۲۔ قال
یموسیٰ اترید۔ وہ اس کی مدد کرنے لگے تھے کہیں مجھ پر حملہ کرنے لگے ہیں ۱۳۔ تقضی موسیٰ الاجل

نبی علی وہ مجھ کو پسند کرتا ہے اسلئے اس برس ۱۴ . . . .

. . . .

. . . . ۱۵- قال لاھلہ اپنے ساتھ والوں کو ۱۶- شاطی الواد
الایمن - المبارکات سا وقعہ دیں طرف کے بہر تیوں ۱۷- فاجعل لی صرحا تسخر آکہا ۱۸
وما کنت بجانب الغربی خدا نے مجھ کو بھیجا ہے کہ موسیٰ سے ترشح نقد رسول اللہ کی پیشگوئی کی ہے
ان ہی کا ذکر ہے ما کنت بجانب الغربی ما کنت ثاویا - وما کنت بجانب الطور ایک بیہال یہ
حکم تک کرادیم کوئی ڈرانے والا آیا اتنی ترش ہی - سوقت حضرت موسیٰ نے جب حکم قوم کو دیا تھا مگر
انہوں نے کہا ہم کیا ہماری اولاد بھی سنتا نہیں چاہتی خدا نے کہا بہت اچھا اب یہ نبوت انکے
بھائیوں کو ملیگی خدا جو اسے بھی کہ تجھ سے یہ پیشگوئی باب ۱۸ استثنا میں ہے

پھر ۳۳ باب میں پیشگوئی ہے دس ہزار قدسیوں کے ساتھ پھر مدین میں کتاب پیدائش
۱۲ باب سے دیکھ رسول اسکو ذکر ہے فرمایا ہے تیرے متعلق یہ پیشگوئیاں ہی کیا تونے خود
لکھا ہیں ہرگز نہیں ۱۸ امن بعدی منہما یعنی تورات کی پیشگوئی نہیں مانتے تو پھر اور
کتاب اسکا جواب ہی پیشگوئی یکی دال ۱۹- مقامحی۔ مقاتح جمع مقتح خزانے ۲۰- لرادک
الی معاد۔ یعود الیہ الانسان وطن کی پیشگوئی ہے ۲۲- فلا تکونن ظہیرا
للکفرین - یہ موسیٰ سے مماثلت ہے آپ کے ہاتھ سے بھی صرف ایک آدمی مارا گیا اُحد میں
ایک شخص بڑے جوش سے بڑھا کہ میں نبی کو مارونگا آپ کے ہاتھ نے ذرا سی بے غرضی کی بہت
تیز ہے فرمایا اسکا ماحقہ ہے کسی کی خنجر لیکر کھڑا دیکھے تو وہ پھر مرگیا

سورۃ عنکبوت

۲۳- ولیحملن اثقالہم [illegible] ۲۳ و
اثقالا مع اثقالہم [illegible]
افکا۔ تخلقون ۲۶- کمثل العنکبوت [illegible]

پ ۲۱

۱- اتل ما اوحی الیک من الکتٰب - آجکل کے مسلمان قرآن کو تو سناتے نہیں۔ البتہ قبروں پر
مردوں کو سناتے ہیں ۲- الا بالتی ھی احسن - مباحثہ میں بہتر ادا کرو۔ وقت قریب ہو خواہ کیسا ہی گھٹے
کتنے ہوں دشمن کی حیات حق ہوا سے ان ۳- انما الاٰیٰت - قہری نشانات معجزات قرآنی
کے منکر ہو گئے ہیں۔ سرسید، چکڑالوی، حافظ نذیر احمد حالانکہ ایسی تحریروں میں انکار نہیں
وہ تو فرماتا ہے اللہ کے پاس نشانات ہیں ہم میں نہیں۔ نذیر ہوں ۴- ولیا یغشٰھم
بغتۃ - لولا انزل علیہ اٰیٰت کا جواب ہے ۵- ان ارضی واسعۃ - جس جگہ میں رہ کر جس
میں جس حالت میں جس خوراک میں غفلت ہو اسے چھوڑ دینا چاہیئے ۶- اللہ یرزقھا و ایاکم
مہاجرین کے رزق کا بھی اللہ متکفل ہے جانور گھر سے کچھ ساتھ لیکر نہیں چلتے مگر محنت
ضرور کرتے ہیں پس مہاجر کو ہاتھ پاؤں توڑ کر بیٹھ رہنا چاہیئے نہیں۔

سورۃ الروم

۷- بضع سنین - ۳ سے ۹ برس کے اندر ۸- ثم یعیدہ - ہر وقت آدمی خلق ہو رہا
ہے - ہر روز ہمارا گوشت پوست خون نیا ہوتا ہے ۹- یحبرون - خوشی منائے جاتے ہیں (۱)
عزت دیئے جاتے ہیں (۲) انہیں نئی نعمت دی جاتی ہیں ۱۰- وله الحمد - معلوم ہوا کہ نماز
میں الحمد ضروری ہے ۱۱- یخرج الحی من المیت - ردی سے اچھے۔ اچھوں سے برے
۱۲- فطر الناس علیھا - اسلام کے تمام احکام فطرت کے مطابق ہیں مصنوع سے
صانع کی طرف۔ اعمال کی جزا کا اعتقاد ہر چیز کا ایک نظام میں ہونا، مندرجہ تحریک کو تو سچ
ہو سب مانتے ہیں اور یہی اصول اسلام ہیں۔ چور و زانی اپنے لئے وہ فعل پسند نہیں کرتا
جو دوسروں سے کرتا ہے۔ فطرت کی گواہی اسلام کے احکام پر ۱۳- بغیر علم تردد نہ ہو
ایسا مستوی نہیں ہو تم ہو کہ سکو ۱۴- فانظر الی آثار رحمت اللہ کیونکہ ہر قسم میں کمی کیسی ہی
۱۵- ینزل الغیث - بارش کے نتائج بچہ کا سعید و شقی ہونا کسی کو ٹھیک معلوم کرنا اللہ ہی

کو معلوم ہے

بعد العصر۔ سورۃ السجدہ

۱۔ بل ھو الحق۔ تمام دوسری کتب اور بیہ حدیث فقہاء کے کلام سے قرآن کی شان الگ
ہو جس سے ظاہر ہے کہ وہ انسانی کلام نہیں ہو سکتا ۲۔ عالم الغیب۔ گزشتہ اور آئندہ لوگ
۳۔ نفخ فیہ من روحہ۔ اپنا کلام اس بندے کو پہنچایا ہے ۴۔ جعل لکم السمع
اس کلام کو سننے اور اس کے عاملین کو دیکھنے اور پھر سمجھنے غور کرنے کے لئے کان، آنکھ، دل دئے

سورۃ الاحزاب

۵۔ والحق اللہ۔ اسکا صحیح ترجمہ یہ ہے کہ تقوی پر قائم رہو ۶۔ من قلبین فی جوفہ
دو چیزوں کی یکساں کامل محبت نہیں ہو سکتی ۷۔ واذ اخذنا من النبیین سب نبیوں سے محمد
رسول اللہ صلعم کی نبوت کی خبر دینے اور انکے ظہور کی بشارت کا عہد لیا۔ حتی خود نبی کریم سے بھی
کہ خود نبی کریم سے بھی کہ اپنی نبوت کا اعلان کریں ۸۔ فارسلنا علیھم ریحا۔ اس آندھی کو
کفار کی آگ بجھ گئی وہ نحوست سمجھے اور سردار کے بھاگنے پر سب بھاگ گئے ۹۔ سلقوکم
وہ دشمن کفران سے بچا ہے تو وہ کافر ہو جاتے (او تو) ۱۰۔ قل لازواجک اس سے پہلے
مال منال لینے کا ذکر کیا ہے تو ساتھ ہی نبی کی بیویوں کو سنایا کہ وہ دنیا کے ساز و سامان کے
لئے نہیں۔ اس بات کا خیال بھی نہ کرنا۔ حضرت عائشہ سے جب پوچھا گیا۔ تو اس نیک بی بی
نے کہا

پ ۲۲

۱۱۔ اھل البیت تین جگہ قرآن میں یہ لفظ آیا ہے۔ تینوں جگہ بیبیاں ہیں۔ شیعہ پر حجت
جو بیبیوں کو اس سے نکالتے ہیں ۱۲۔ وتخفی فی نفسک۔ لوگ کے اعتراض ہی ہونیکا خوف کرنا بھی
سے ابتلا میں ڈالا جائیں۔ وہ کہینگے نبی نے بہو سے شادی کی۔ اب بھی زینؓ زوجت کی ۱۳۔ تعجبک
اس سے ظاہر ہے کہ نبی کی خواہش کا دخل تھا ۱۴۔ وکان یخشونہ۔ حسبنا اللہ۔ اس حکم آیت نے
تخشی الناس مقتضا پائے کے معنے کھول دئیے ہیں کہ وہ لوگ ابتلا میں پڑنے والے تھے ۱۵
خاتم النبیین۔ تمام کمالات نبوت کی آپ پر حد ہو گئی ۱۶۔ احللنا لک۔ حلال کی ہوئی تمہ

تیسرے یہ سبیل الحق کی ہدایت ہے ۱۷ ترجی من تشاء بیبیوں کی باری [illegible] کے اختیار میں اجازت
ہے جس طرح چاہیں [illegible] اسی طرح آپ کو اجازت ہے [illegible] ۱۸ لا یحل لک النساء
جو بیبیاں معاملہ ہو چکا تو پھر یہ حکم نازل ہوا عام مومنوں کو تو آزادی ہے کہ چار چھوڑ کر اور کریں مگر
نبی کو یہ بھی اجازت نہیں ۱۹ حسنھن ان کی خوبیاں الا ما ملکت یمینک [illegible]
[illegible] آپ کیلیے اب [illegible] ۲۰ لا تدخلوا بیوت النبی جب نبی کی بیبیاں [illegible]
کے گھر میں بلا اجازت جانا جائز نہیں تو دوسرے گھروں میں زیادہ احتیاط چاہیے ۲۱ یدنین
علیہن من جلابیبہن گھونگٹ سینے تک نکال کر ۲۲ والمرجفون کسی کے متعلقین کی نسبت
کوئی بری خبر اڑانے والے ۲۳ المعنا سادتنا کسی جماعت کے سرداروں [illegible] اس حکومت
سے [illegible] کے معنی حل ہو گئے ۲۴ الامانة یہ کلام [illegible]
اور [illegible] ۲۵ فابین ان یحملنہا انکار کر دیا کہ اپنے ذمہ [illegible] سکو [illegible]
آدمی [illegible] خیانت نہیں کرتے ۲۶ [illegible] ساتوں [illegible] ہیں مگر انسان کی
[illegible] ۲۷ قدر فی السرد و خلیج حلقے اندازہ سے ہوں انکے لئے وقت مقرر کرو
[illegible] کام دین کے لئے لگ ۲۸ ولسلیمن الریح حکومت آپ کی ایسی تھی کہ [illegible]
ایک مہینے کے رستہ [illegible] جہاز [illegible] خلیج فارس تک چلتے تھے پیدل
مہینے میں چلتی جہاز ایک ساعت میں ۲۹ ومن الجن پہاڑی لوگ ۳۰ الا دابة الارض
سلطنت کا قائم مقام [illegible] شاہ کی موت معلوم نہیں ہوتی مگر [illegible] تخت پر [illegible]
جس [illegible] تعلق نہ تھا [illegible] سلطنت کو [illegible] گیا (تاکل منساتہ) ۳۱ لو کانوا
یعلمون الغیب ہمیں معلوم ہو کر سلطنت کا [illegible] تو کیوں [illegible] کام
کرتے رہتے پہاڑی لوگ [illegible] حضرت سلیمان کے بیٹے کے صحبتی لوگ بہت خراب تھے اور
[illegible] نے [illegible] پیش کیا۔ اسکو جواب [illegible] کی [illegible] حکومت کو [illegible]
وہ بگڑ گئے اور بادشاہ اور [illegible] نے دیکھا [illegible] کی [illegible] کسی نااہل آدمی کے ہاتھ میں

ہوگئی جو چاہے برس سے کرا لیتے ہیں اگر نہ آتے تو برس کی اصلی پیداوار کیونکر ایک رشتہ دار تمام خاندان
برس میں مختلف ہوئے پھیلے ہوتے ہیں ۳۲- العرم جو پانی جنکو توڑ کر ۳۳- نقل ی
تل احسن قریکہ اسی سے نکلتے تو دوسری نظر آتے منگنی - آجکل تو ہر شہر سے بہتا ہوا ہے سفر کیا تمام
کا سفر ہے ۳۳ ذکو میں اندرام ایکسال ایک ہیں بیشا کی رات پوری ہوئی جنگ بدر ۳۴-
مقاتلیل - وہ تیر میں جو اتمام کرتے تھے ۳۵ یعید و ما یخلق - الہی ضمون ، پہلے سنکر بعد
کہہ چکا ہو

سورہ فاطر

۱- اولی اجنحۃ مثنیٰ - سورہ فرشتوں کے بازو میں ان کا دم ورنہیں کر عروج کے اسباب کا نام اجنحہ ہے
۲- فتثیر فی الفقد - جو دی کو چھوڑ کر فیل انقید کر نیکے لئے آپکو تکلیف میں ڈالنے کی
کو اوا شہوتا ہے ۳- یحلون فیہا من اساور - ایران کو فتح کرنے کی پیشگوئی ہے ۴- ما یکدم
فیہ - میرے نزدیک اونی اقتدار ۷۰ سال ہے ۵- ما ترک علی ظہرہا من دابۃ
جو کہ یہ چیزیں آدمی کی بہتری کے لئے ہیں اسلئے فرمایا جب انسان ہلاک ہو تو یہ چیزیں ہلاک

سورہ یٰس

۶- یٰس - او کامل انسان اکامل سید سردار .... ۷- والعل
المستقر - قرآن مجید و صحیح حدیث میں اس قریۃ او رسول کا نام ہے میرے فہم میں حضرت
موسیٰ و حضرت محمد رسول اللہ و حضرت مسیح تینوں انبیا ہیں جنکا ذکر ہے ۸- الذی جعل لکم - ہم تمہیں گنجل
دینگے ۹- فعززنا بثالث محمد (محمد مصطفیٰ) ایسا زبردست آیا کہ اسکی قوم سے کوئی
بت و مزی بت پرستار نہ رہا بلکہ تمام عرب مسلمان ہوگیا بلکہ تمام دنیا کے مذاہب کے معابد
اسی کے نام پر فتح ہوئے (۱) یروشلم (۲) آتشکدہ آذر (۳) خانہ کعبہ

پ ۲۳

۱- ما لا یعلمون - تمام زر خود کا علم دنیا کو نہیں پتھروں کے درختوں کے دونوں گھوڑے

ہوتے ہیں ۳۔ حملنا ذریتہم۔ اب بھی ان کی اولاد بحری سفر کے ذریعے وراثت میں پہنچتی ہے ۔۱۱
بڑا فخر کرتا ہے ۳۳۔ فلا یستطیعون توصیۃ۔ بدیں طرح کہ نہ وصیت کر سکے نہ لوٹ کر
گھر جا سکے۔

سورہ صٰفّٰت

۴۔ والصّٰفّٰت صفّاً صفیں باندھنے والے اگر ایک پر ایک رکھی ہوں اور پھر کسی انتظام کی ہو تو ثابت
ہوگا کہ صانع ایک ہے اسکا نمونہ جاء الظلم نا پسند ہیں ۵۔ الملاء الاعلیٰ جناب نبی کا الہام اور اس کا وحی
ہے ۶ رؤس الشیطین۔ اسکے پھل ایسے ہوتے ہیں جیسے سانپ کی زبان ۷ نظرۃ فی النجوم
ذریعہ شناخت اوقات کو دیکھا آجکل بھی کسی مجلس سے اٹھنا ہو تو گھڑی دیکھتے ہیں ۸۔ انی سقیم
میں بیمار ہوں یہ جھوٹ نہیں آدمی بیمار کی وجہ سے تقریر کر سکتا ہے حضرت خلیفۃ المسیح نے اپنی
نقیضہ مثال کی ۹۔ وفدینٰہ بذبح عظیم۔ اس واسطے میں ان کی قربانی ہوئی تھی۔ اسکے
بدلے کے لئے بھلا کوئی اپنے بچے کو خواب میں ذبح کرتے دیکھے تو اسکے معنے نہیں کہ بچے ہی ذبح
ہو بلکہ اسکی بجائے کسی کی قربانی چاہیئے ۱۰۔ یقطین۔ تربوزہ۔ بھاری بیل ہو کی بیل ہو

سورہ ص

۱۔ ص۔ صادق ۲۔ ذی الذکر۔ فطرت کو بگڑنے بھولی ہوئی باتیں یاد دلانے کے لئے قرآن
آیا مسئلہ تثلیث و کفارہ بت پرستی انسان کی فطرت میں ہرگز نہیں ۳۔ مسندر منتشر حالانکہ
الیکس ولیم وغیرہ دہریہ ایشیا کی جہاں سے ہوتے ہیں لیکن سوال کیا ہی ہیں سے اول فطرت
کے خلاف ہے ۴۔ وانطلق الملاء بل امشوا ۵۔ فی الملۃ الاٰخرۃ کسی دوسرے کے
مذہب میں یا جو عیسائی ۶۔ ھنالک مھزوم من الاحزاب۔ سورۃ احزاب میں ولما را
المومنون الاحزاب قالوا ھذا ما وعدنا اللہ ورسولہ یہ کی آیت ہے ھنالک
کا اشارہ فرمایا کہ میں یہ پیشگوئی پوری ہوگی ۷۔ اذ تسوروا المحراب فرماتا ہوں ایسے
سانو سامان حضرت داؤد پر دشمن نے حملہ کرنا چاہا ان کے پاس اللہ تعالیٰ کی کوئی قصہ وغیرہ نہیں

ہٹ جاتا ہے ۸۔ قالوا لا تخف۔ جب بھاگنا پایا تو ان شخصوں نے جو بادل قتل آئے تھے ایک
بات گھڑی ۹۔ الا الذین امنوا۔ افسوس مفسرین پر جنہوں نے حضرت داؤد کے قصہ میں
قصے لکھے حالانکہ اللہ فرماتا ہے انبیاء تو کجا مومن بھی دوسرے کے حق پر حملہ نہیں کرتے ۱۰۔ انما
فتنٰہ یعنی ضرور حکمت میں کچھ نقص ہو جو دشمن کو جرأت ہوئی ۱۱۔ انا جعلنٰک خلیفۃ
جو خلیفہ بناتا ہے اللہ ہی بناتا ہے حتیٰ کہ باپ دادا کا خلیفہ جو اس کی اولاد ہے وہ بھی اللہ چاہے
تو بناتا ہے ورنہ موت وغیرہ سے نہیں سکے ۱۲۔ حب الخیر عن ذکر ربی۔ اللہ کے لئے جہاد کا سامان یعنی
کی ہے گھوڑوں سے پیار کرتے ہیں ۱۳۔ توارت بالحجاب۔ معائنہ ہو جاتا تھا سوار آگے
نکل گئے فرمایا واپس لاؤ ۱۴۔ فطفق مسحا۔ جو لوگ اس کے معنے تلوار کرتے ہیں وہ دھوکہ میں
فاسق ہو گئے سکھر کی نیت کی تعمیل بھی اسی طرح کریں کہ اپنے سر پر تلوار چلا لیا کریں ۱۵۔ لا
ینبغی لاحد من بعدی۔ اپنے قرب کا ملک دو جو دوسرے کی وراثت میں نہیں آ سکتا
اپنے آپ میں ترقی کرے تو بڑی بات ہے ۱۶۔ والشیاطین۔ دور کا غوطہ لگانے والوں کو کہتے ہیں
شریر بھی قید بھی ہو سکتے ہیں اور بندو بھی ۱۲۔ واذکر عبدنا ایوب۔ حضرت ایوب کسی سفر
میں گئے تھے ۱۳۔ مسنی الشیطن کسی تکلیف کی شکایت کی ۱۴۔ ارکض برجلک۔ اپنے
سواری کے جانور کو ایڑی مارو جلدی چلاؤ اور پانی کے چشمہ پر پہنچ جاؤ ۱۵۔ یہ سورۃ مکی ہے
اشارہ ہجرت چنانچہ آپ کو مدینہ میں مکہ کی بی بی کے علاوہ مدینہ میں اور بیبیاں بھی ملیں ۱۶
ضغثا مٹھی تنیوں کی ۱۷۔ فاضرب بہ۔ مار جانور کو اور جلدی پہنچو مگر اسے زیادہ تکلیف
نہ دو ۱۸۔ انہ علیم۔ اسکی وائے کے حق میں نرم اور ہیبت ناک جو انکو کھاتا پیتا ہے خود دنیا میں
نظر آتا ہے ۱۹۔ خالق بشرا ہر ایک روحانی آدمی کے متعلق یہ ذکر ہے ۲۰۔ الی یوم
الوقت المعلوم قیامت تک نہیں ۲۱۔ لاصطفیٰ مما یخلق۔ بیٹا بنانے کے بھی معنے ہیں کہ
منسوب کرے ۲۲۔ جعل منہا زوجہا۔ اسی کی قسم سے خلق الانسان من عجل کے یہ
معنے نہیں کہ انسان جلد باز بنا ہے ۲۳۔ یستمعون القول۔ اللہ کی بات لوگوں کی بات مگر یہی

امتحان کی کرتی ہے۔ ۲۴۔ کتٰبًا متشابھًا۔ جیسے ق بعضہ بعضًا یعنی ایک جگہ حل نہ ہو تو دوسری جگہ کر
دیتا ہے ۲۵۔ من کل مثل۔ ہر عمدہ بات

پ ۲۴

۱۔ کذب علی اللہ۔ خواب۔ کشف۔ الہام۔ وحی۔ قرآن کی آیت یا احادیث جھوٹی پڑھے جو
جان بوجھ کر معنی غلط کرے ۲۔ للہ الشفاعۃ۔ شفاعت پانچ قسم ہے (۱) شفاعت
بالمحبت مثلاً کسی پیارے نے بات کہدی وہ مانی جاتی ہے (۲) شفاعت بالوجاہت۔ اللہ
کے ہاں بھی بہت سے درجے ہیں مگر ان کی وجاہت کو ان میں دخل نہیں (۳) شفاعت بالعلم خدا کے ہاں
بعض نہیں (۴) شفاعت بالکرم و اعزاز مثلاً حاکم جانتا ہے کہ مجرم کو چھوڑ دے مگر اس کو چھوڑنے
کے ساتھ کسی کی کرم رکھ لیتا ہے (۵) شفاعت بالحق کہ یونہی بات کردی۔ سب قسم کی شفاعتیں
اللہ کے اختیار میں ہیں جس کی شفاعت چاہے ان سے لے جسے چاہے اعزاز و علم و وجاہت
و محبوبیت دے ۳۔ احسن ما انزل الیکم۔ مثلاً بدلہ لینا بھی جائز ہے اور صبر و عفو
بھی اب یہ صبر اور معاف کر دینا بہتر ہے اور یہ طریق اصلح ہے ۴۔ الم یاتکم رسل منکم
کافروں میں سے رسولوں کو کہا پس اولی الامر منکم سے صرف مسلمان ہی مراد نہیں۔
۵۔ حٰم۔ حمید مجید حی ملک ۶۔ علی کل قلب متکبر جبار مہر بے وجہ نہیں لگی بلکہ
۷۔ لعلی ابلغ الاسباب۔ یہ تمسخر کے طور پر کہتا ہے ۸۔ النار یعرضون علیھا اس
میں عذاب قبر کا ثبوت ہے ۹۔ بعض الذی نعدھم اس سے پہلے ان وعدکم الحق
ہو بعض صورتوں میں تخلف ہو جاتا ہے۔

سورہ حٰم السجدۃ

۱۰۔ فی یومین۔ دو وقتوں میں ۱۱۔ و حفظًا محفوظ کی ہے ان شیطانوں سے ۱۲۔ الطاغوت
کسی ہم الہی کی تکذیب کرتے استہزاء کرتے تحریف کرتے ہیں ۱۳۔ [illegible] بینا
بیان کرتے ہم۔

پ ۲۵

۱۔ علم الساعۃ۔ ہر گھڑی کا علم کیا معلوم کہ اب کہ یہ منٹ بعد کیا ہوگا ۲۔ وما تخرج من ثمرات۔ تفصیل اس لئے ہے تا لوگ جانیں کہ اللہ کو علم جزئیات کا بھی ہو فلاسفر کہتے ہیں صرف کلیات کا علم ہے وہ غلطی پر ہیں ۳۔ آیتنا فی الآفاق مصر و عرب فتح ہوئے ۴۔ فی انفسکم فتح مکہ ۵۔ حم۔ عسق۔ حمید مجید علی عظیم سمیع وقت اور قوی ہوں ۶۔ لو شاء اللہ لجعلہم امۃ واحدۃ۔ اللہ نے چاہا ایک ہو جاؤ گے جتا پختہ ہوگئے ۷ لعل ۸۔ ۱۱ المودۃ فی القربی۔ تم پیار کرو ان کاموں میں جو قرب الٰہی کا موجب ہوں یہ کہ اپنے رشتہ داروں سے محبت نبھاؤ ۹۔ تیکن الریح۔ کہ ایشم رکے ۱۰۔ یجتنبون الکبائر۔ ہر ایک بری کی ابتدا صغیرہ ہے یعنی ہماری معاصی اور انتہا کبیرہ ہے ۱۱۔ او من وراء حجاب۔ مثلاً کوئی کشف دکھایا جائے

سورۃ زخرف

۲۔ حم۔ حمید و مجید وحی ۱۳۔ اللہ۔ اس خبر کی طرف خیال کرو سب قرآن مجید کی طرف پھرتی ہیں سوائے ایک کے کہ شیطان کی طرف ہے ۱۴۔ فی ام الکتٰب۔ محکمات کا علم ہو تو سب قرآن کا حل ہو جاتا ہے ۱۵۔ لعلکم تہتدون۔ جب ظاہری رستے بناؤ تو باطنی رستے بھی کرو ہیں کتاب پر عمل سے خدا کی مل جاتی ہے ۱۶۔ فی الخصام۔ لڑائی میں کھل کر نہیں نکل سکتی ۱۷۔ الجعل لمن یکفر۔ آخرت کا فرہی جو محنت کرتے ہیں انکا معاوضہ دنیا میں پا جاتے ہیں ۱۸۔ و زخرفا یہ اسلام کا طرز ہے۔ تو مسلمان بھی اعتراض کرتے ہیں کہ یقینی بات نہیں بتائی ۱۹۔ ولیکا نہیں ہونا بھی نہیں حب شبہات بھی نہیں کرسکتا ۲۰۔ مثلاً نیک نمونہ اچھی صفتوں والا ۲۱۔ وانہ لعلم الساعۃ۔ یہ قرآن کا ابتدا میں قیامت کا خوب بیان ہو اگر مسیح کی طرف ضمیر پھرتی ہے تو آگے فرمایا۔ و عندہ علم الساعۃ گویا مسیح مرکر خدا کے پاس ہو جہاں اب بھی مرکر ہم پہنچیں گے۔ والیہ ترجعون۔ یہ بھی بت ہو کر جیسے تمہارے پاس نہیں آ سکیگا ۲۲۔ وکانوا مسلمین۔ ایمان

کیساتھ عمل نہ رہیں ۲۳۔ من شہد بالحق۔ جو آجکل حق کی گواہی دے یعنی محمد رسول اللہ
جیسے کہا نگ بیاسے ہیں بعض مسلمان بھی شفاعت کے منکر ہیں۔ ان پر افسوس ۲۴۔ وقیلہ
یہ عطف ساعۃ پر ہے۔ ل و بمعنی سب یعنی بار بار اس کا کہنا

سورہ دخان وسورہ جاثیہ

۱۔ تاتی السماء بدخان مبین۔ قوم کے وہ دن مینگلے جن کی وجہ سے آسمان دھواں نظر
آئے ۲۔ البطشۃ الکبریٰ۔ جنگ بدر ۳۔ وانی عذت بربی۔ یہ دعا میری مجرب ہے
۴۔ فما بکت علیہم السماء۔ دیل تک وال زمین ہوا اسوقت خاص بارش کے قطرے
۵۔ فبای حدیث یعنی قرآن مجید کے بعد

پ ۲۶ سورۃ احقاف

۱۔ ماذا خلقوا من الارض۔ ارض دنیا میں سے کوئی ایک بنائی ہو ثابت ہو میں نے
جو کا ذرہ نہیں بنائی ۲۔ شاھد من بنی اسرائیل یعنی حضرت موسیٰ پیشگوئی فرما چکے ہیں ۳۔
نفرا من الجن۔ کچھ تھوڑے لوگ تھے یہودی معلوم ہوتے ہیں نصیبین کے رہنے والے

سورۃ محمد

۴۔ حتی تضع الحرب اوزارھا۔ اس جہاد کا نشا یہ ہے کہ جنگیں موقوف ہو جائیں
۵۔ فھل عسیتم ان تولیتم۔ یعنی جب یہ آیت پر متابعت آیا ہے ۶۔ سیحبط
اعمالہم۔ انکی کوششیں بیکار اور رائیگاں ہونگی ناکام رہینگے

سورۃ فتح

۷۔ ید اللہ فوق ایدیہم۔ ان پر خدا کی مدد ہوتی ہے ۸۔ فتحا قریبا۔ خیبر کی فتح ۹۔ کطائفہ
منکرین سرسید کا ذکر ہے ۱۰۔ مثلہم فی الانجیل۔ متی باب ۱۳ آیت ۳۱

سورۃ حجرات

لا ترفعوا اصواتکم۔ کلام اللہ قول الرسول کے مقابل اپنی آواز نہ بڑھاؤ۔

سورۃ قٓ

۲۔ ق۔ قیامت ہے اور اسکا شاہد قرآن مجید ہے کہ تم بعد موت مبعوث ہو گے ۳۵۔ ولدینا مزید جناب باری کی دید

الذٰریٰت

۱۔ وذی الفکر سے ثروت ذکر مقصد ہے ۲۔ فی صرۃ جماعت میں باتیں چھوڑ کر صرف۔

سورۃ الطور

۱۔ والطور فرمایا طور میں جس کی باتیں کہیں اسکے دشمنوں کو ہلاک کیا ایسا ہی ہو گا حضور کے عالم تیرے دشمن ہلاک ہو گئے ۲۔ وکتٰب مسطور۔ موسیٰ کو کتاب فرعون کی ہلاکت کے بعد ملی تم کو تو پہلے ملی ۴۔ والبیت المعمور خانہ کعبہ پر حملہ کرنے والے اصحاب فیل کو ہلاک کیا تو کیا تم اس سے بڑھکر ہو ۲۴۔ غلمان اہل زمین کے بچے ۵۔ کاھن۔ ان لوگوں کی تین حالتیں ہیں (۱) طبیعت میں یکسوئی (۲) ہر وقت انہماک (۳) الفوت میں سمجھتے ہیں اختلاف سے بچتے ہیں۔

سورۃ النجم

۲۔ ما ضل صاحبکم اس میں مرشد کے نشان بتائے جاتے ہیں جو ایسی راہ پر علم کے خلاف عمل نہ کرے گری ہوئی خواہشوں کی پیروی نہ کرے اسکا قول و فعل مطابق کتاب ہو ۷ فاستویٰ۔ استواء بھی ایک قسم ٹھیک ٹھیک ۸۔ بالافق الاعلیٰ۔ مرتبہ کمال پر پہنچ گیا ۹۔ فکان قاب قوسین عربوں میں دوستی کے اظہار کا یہ طریقہ تھا کہ دو کمانوں کو جوڑ کر ایک تیر چلاتے کہ تیرا دشمن میرا دشمن ۱۰۔ عند سدرۃ المنتہیٰ عرب جب سفر کرتے تو بیری کے پیچھے ڈیرا ڈالا جاتا۔ بڑی انتہا درجہ کی بیری کے نیچے جنت کے قریب ہوا

سورۃ قمر

۱۔ وانشق القمر۔ ہوسکے ایسے چمتکار دنیا میں ہو گئے ہیں جنکے ہم مان لیں گے کہ وہ شق زمین کا ...
۲۔ قمر عرب کا قومی نشان ہے اس کو کبھی زمینی جنگ ہوئی تھی ۳۔ ... نے خواب دیکھا کہ چاند میری گود میں آ پڑا تو اسکے بیٹے چاند سا ... عرب کسی بادشاہ کے نکاح میں جانا چاہتی ہے ۱۲۔ سعر

جنون کو بھی کہتے ہیں ۱۳۔ منفس راحت کی جگہ۔

سورۃ الرحمٰن

۱۴۔ الشمس والقمر بحسبان۔ فرمایا توریت میں کچھ شمسی حسابات ہیں کچھ قمری دونوں میں غور کرو
نبی کریم کی پیدائش کا وقت ملجایگا ۱۵۔ الا تطغوا فی المیزان۔ ہر چیز ہر کام ہر کامیابی کے لئے
ایک اندازہ مقرر ہے اس سے آگے مت بڑھو ۱۶۔ ذو العصف والریحان۔ یہ تمام چیزیں کسی کام
کے لئے بنائی گئیں تو کیا تم نے انسان بنکر بھی کوئی کام کیا ۱۷۔ رب المشرقین عیسوی دشت
کے مطالعہ کے تناسب کے اعتبار سے کہا ۱۸۔ مرج البحرین۔ بحیرہ قلزم و بحیرہ روم ۱۹
جنتی و جلالیت۔ خدا کی تو جس شخص میں آوے وہ رہیگی باقی سب فنا ۲۰۔ جنتان ایک
ایمان کی بدولت ایک اعمال کی ایک دنیا میں ایک آخرت میں ایک قبر میں ایک حشر میں ۲۱ کا نھن الیاقوت
والمرجان۔ ایشیاء کوچک کی عورتیں ایسی ہی ہوتی ہیں۔

سورۃ واقعہ

۲۲۔ لاصحاب الیمین۔ جنکے اعمال سارے نیک ہیں حضرت ابن عربی نے لکھا ہے انبیاء علیہم السلام
کے مقام جنت میں چاندی کے ہونگے کیونکہ سفیدی تمام رنگوں کی جامع ہے اور اولیاء کے سونے
کے ۲۳۔ محلقین جن کی پیشانی کے بال سفید ہوں ۲۴۔ فرش مرفوعۃ۔ اعلیٰ خاندان
کی بیویاں ۲۵۔ عرباً خاوند کو اپنی طرف کر لینے والی ۲۶ بمواقع النجوم۔ ان لوگوں کے دل
جن پر قرآن نازل ہوا قرآن کو پاک لوگ ہی سمجھتے ہیں

سورۃ حدید

۲۷۔ سبح للہ۔ عرب میں ستارہ کی پرستش ہوتی تھی۔ مشتری ابو خانہ کعبہ میں بت تھے توڑ
ڈالے گئے یہ سب تسبیح میں داخل ہو ۲۸۔ ھو الاول والآخر۔ یہ معنے نہیں کہ پہلے کچھ نہ تھا
یا قدیم و ازلی بلکہ یہ معنے ہیں کہ جس وقت وہ اول ہے اسوقت آخر بھی وہی ہے۔ رہا دو بخاری
کی ھو الظاھر لیس فوقہ شی۔ ھو الباطن لیس دونہ شی۔ ھو الاول لیس قبلہ شی

هو الآخر لیس لها ومنتہٰ

پ۲۸ سورة مجادلہ

۱- اس میں عرب کی ایک رسم کا ابطال فرمایا ۲- ثم یعودون لما قالوا (۱) جو انہوں نے کہا تھا
کی اس کی اصلاح کرنا چاہتے ہیں (۲) ایک تو نہیں بلکہ پھر کہہ دیتے ہیں۔ فقدموا بین یدی
نجوٰکم یہ حکم منسوخ نہیں ہوا فرض تھا کیونکہ دوسری جگہ فرمایا فاذ لم تفعلوا
وتاب اللہ علیکم فرمایا یعنی پہلے ہی اللہ رجوع برحمت کر چکا پھر یہ حکم واجب نہ ٹھیرا بلکہ مستحب
ہے چنانچہ ابھی صلحاء امت حدیث پوچھنے سے پہلے صدقہ کر دیتے ہیں۔

سورة الحشر

۴- اس سورہ نے سنی شیعوں کے جھگڑے دربارہ فدک کا فیصلہ کر دیا کہ یہ وراثت میں آ ہی نہیں
سکتا یہ مال فی ہے جس کے مصارف بتا دئے ۵- مدینہ کے یہود نے بہت شرارتیں کیں۔ کئی
قتل کرنے نبی کریم صلعم کو اپنے محلہ میں بلا کر اوپر سے پتھر گرانے کی تجویز کی حضور نے انکو خیبر میں
جلاوطن کر دیا یہ اول الحشر پھر حضرت عمرؓ کے زمانہ خلافت میں وہاں سے بھی نکالے گئے (۶)
القدوس۔ امن دینے والا دوسرے لا صداقتیں اسکی شہادت بھی ملتی ہے

سورة جمعہ

۷- فتمنوا الموت۔ میری موت مانگو یعنی فیصلہ کی دعا کرو

سورة طلاق

۸- لعدتھن۔ ایک وقت میں ایک طلاق دے حیض آنے تک ۹- بلغن اجلھن جب عدت
گزرنے کو ہو

سورة تحریم

۱۰- لم تحرم۔ نبی کریم صلعم نے شہد کھایا کسی بیوی نے کہا اس سے بو آتی ہے آپ نے
اسے چھوڑ دیا۔ حرام کے معنے ترک کے ہیں ۱۱- اسر النبی محبت بڑھانے کے لئے اپنی بیوی کو
مخفی بات بھی بعض اوقات کہہ دینی چاہیئے لیکن اگر وہ ظاہر کر دے تو جتلا دینا چاہیئے ۱۲-

فقد صغت قلوبکما۔ توبہ کرو تو یہی تم سے توقع ہے کیونکہ تمہارے دل پہلے ہی سے اس میں کرو جناب الٰہی میں جھکے ہوئے ہیں ۱۳۔ ومریم ابنت عمران۔ اس امت میں ابن مریم پیدا ہونگی بشارات حضرت مسیح موعود نے اپنے تئیں مریم بھی فرمایا۔ مطلب یہ کہ گو مرتبہ کمال کا من عنداللہ

سورۃ الملک ۱۴۔ بیدہ الملک۔ انسان کی فطرت میں ہے کہ جو بڑا ہو قدرت والا ہو اسی کی عزت کرتا ہے اللہ فرماتا ہے میں تمہارا مالک ہوں اور علی کل شئی قدیر ہوں میری فرمانبرداری کرو ۱۵۔ تفاوت۔ اختلاف انحراف ہر شے میں نسبت یک قانون ہے ۱۶۔ سیئت وجوہ الذین کفروا۔ کافروں کے برے آدمی پر ستانے لگے۔

سورۃ القلم

۱۷۔ ن والقلم۔ دوات اور قلموں سے جو کچھ لکھا جاتا ہے ان سب پر غور و خوض اور سب علوم پڑھ لینے کے بعد یہ ثابت ہوگا کہ تو مجنون نہیں (۱) پھر مجنون کے کام تو لغو ہوتے ہیں مگر تیرے کاموں پر مفید نتائج مرتب ہوتے ہیں (۲) اجراً غیر ممنون (۳) پھر مجنون میں خلق نہیں ہوتا اور تم علی خلق عظیم قائم ہو۔

سورۃ المعارج

۱۸۔ خمسین الف سنۃ۔ یوم کئی قسم کے ہیں۔ قرآن کریم نے یوم فرمایا۔ کل یوم ھو فی شان (۲) سورج کے طلوع سے غروب تک (۳) آٹھ پہر کا دن (۴) برس کا دن (۵) ہزار برس کا دن (۶) قوم الواقعہ کا دن یوم الدین (۷) ہزار برس کا دن ۱۹۔ والمحروم (۱) حیوان (۲) وہ جو سوال نہ کرے باوجود احتیاج

سورہ نوح

۲۰۔ واطیعون۔ حکم اور اوامر پر عمل ۲۱۔ ویؤخرکم الی اجل مسمی۔ معلوم ہوا کہ استغفار سے موت بھی ٹل سکتی ہے (۲) استغفار یعنی جو غلطیاں ہو چکی ہیں ان کی معافی چاہنا اور آئندہ کے لئے حفاظت طلب کرنا۔ استغفار سے والی برکتوں میں حصہ ملتا اور اولاد ملتی ہے

سورۃ الجن

۲۲- اشر اريد بمن في الارض ام اراد بهم ربهم رشدا ۲۳- لبدا آپ جب کسی بزرگ کو دیکھتے ہیں تو اہل بدعت مشرک اسکے گرد جمع ہو جاتے ہیں۔

المزمل

۲۴- قليلا کے معنی دینی قرآنکے - نصف او انقص - او زد عليه ۲۵- يجعل الولدان شيبا بچے بوڑھے ہو جائینگے۔

المدثر

۲۶- المدثر مہم کو اسلام کیوجہ سخت سردی لگتی ہے ۲۷- وثيابك فطهر اپنے دل کو پاک کرو ہر وقت کو چاہیئے پہلے اپنے آپکو پاک کرے۔

قیامۃ

۲۸- بالنفس اللوامة ہر برائی کے بعد نفس کو ملامت جزا و سزا کے مسئلہ کو ثابت کرتی ہے ۲۹- بما قدم واخر جو چیز آگے بھیجی - اور اسکا سبب مناسب نہ تھا جو چیز پیچھے چھوڑی اور مناسب تھا کہ پیچھے رہجاتی ۳۰- معاذیرہ پردے ستون ۳۱- الى ربها ناظرة میں دیدار باری کا قائل ہوں ۳۲- من راق لکون منتر پھاڑ سے یا رحمت کے فرشتے اٹھائیں یا عذاب کے فرشتے

الدھر

۳۳- مزاجها كافورا مومن کو پتی جان پہ پہلے وہ تلخ دوا پیکر نیکیاں کرتی پڑتی ہیں اسکے بعد پھر شربت پیتا یعنی پھر کرے مومن ہو جاتا ہے ۳۴- وما تشاءون الا ان يشاء الله - یعنی کوئی تمہاری خواہش باقی نہ ہے مگر وہی جو اللہ چاہے

المرسلات

۳۵- المرسلات عرفا بعض اوقات ہر چیز آدمی کو خوش لگتی ہے - وہی ذکر کا موجب ہو جاتی ہے ۳۶- فالملقيات ذكرا - وہ ہوائیں ہے کانوں میں نصیحت پہنچتی ہے ۳۷- الم نجعل الارض كفاتا

مسیح کے آسمان پر جانیکا زبردست ثبوت ۳۸- ذی ثلث شعب - اسکی تفسیر خود ہی فرمادی (۱) لا ظلیل (۲) لا یغنی من اللھب (۳) ترمی بشرر ۳۹ جملت صفر یعنی جہازوں کے رسّے

پ ۳۰ - سورۃ النبأ

۴۰- سورۃ مرسلات میں یوم الفصل فرمایا تھا اب اسکی تفصیل بتاتا ہے کہ یہاں تو سب کچھ ملا جلا ہے اگر یہاں عذاب آ گئے تو نیک آدمیوں کو بھی تکلیف پہنچتی ہے۔ اسلئے فیصلہ کے واسطے ایک دن مقرر ہے اور کفار کو دنیا میں بھی اسکا نمونہ دکھایا جائیگا ۴۱- سیرت الجبال - آسمان سے نشانات کی بارش ہوگی۔ اور جو بڑے بڑے پہاڑ بنے بیٹھے ہیں۔ ھباء منثورا ہو جائینگے

النازعات

۴۲- جو آدمی جو کمال حاصل کرنا چاہے تو پانچ شرطیں ہیں (۱) جب کوئی کمال سیکھنے لگے تو ہر طرف سے طبیعت کو سمیٹ لے اور اس کام میں غرق ہو جائے (۲) خوشی سے وہ کام کرے (۳) دوسروں سے بڑھنے کا خیال ہو (۴) کوئی روک درمیان میں نہ ہو۔ موانع اٹھائے (۵) سب کمال کر کے استاد بن جائے۔

سورۃ عبس

۴۳- بعض آدمی نیک ایسے ہوتے ہیں مگر کسی کو کہ انکی ہو ... معلوم ہوتی ہے بہت اچھا چاہیئے۔ نبی کریم صلعم سرداران مکہ کو کچھ سمجھا رہے تھے آپ کے پاس ایک اندھا آ گیا آپ اسوقت اپنی حالت میں تھے توجہ نہ کی پھر ادھر کچھ توجہ رب کریم نے اسکی سفارش فرمادی کہ اسکی طرف توجہ تام فرمائیے۔

۴۴- اس سورۃ میں بڑے بڑے تغیرات کی خبر دی ہے جیسا کہ قاعدہ ہے چھوٹی باتیں بیان کر کے بڑی بات بتاتا ہے قیامت کی خبر دی۔

سورۃ بروج

۴۵- والسماء ذات البروج - بادشاہ ہوگے برج ہوتے ہیں۔ احکم الحاکمین کے برج دیکھو یوم فی لوح محفوظ - قرآن شریف ... میں محفوظ رہیگا

سورۃ الطارق ۴۷- والسماء ذات الرجع جس طرح زمین کی پانی آسمان کے پانی سے

موقوف ہو اسی طرح عقل بیچارے علم الٰہی کے محتاج ہیں۔

سورۃ الاعلیٰ ۴۸۔ سبح اسم ربک [illegible] کے اعتبار پر عقل پر اللہ کے [illegible] پر اعتراض ہوں انکا جواب ضروری ہے [illegible] ہے۔ سورۃ الفجر ۴۹ لیالٍ عشر حج کی دس راتیں

۵۰۔ والشفع والوتر [illegible] جاتے ہیں ۵۱ والیل اذا یسر۔ عرفات کی رات سورۃ البلد

۵۱۔ وانت حل بهذا البلد [illegible] شہر [illegible] حلال [illegible]۔ ۵۲۔ ووالد وما ولد۔ بعض اپنے [illegible] بعض بچے [illegible] کے [illegible] کوئی [illegible] نہیں کرتا۔

سورۃ الانشراح ۵۳۔ الم نشرح [illegible] رب اشرح لی صدری کی دعا [illegible] ہیں۔ [illegible] الم نشرح۔

سورۃ التین ۵۴۔ تین زیتون [illegible] حضرت عیسیٰ حضرت موسیٰ کے [illegible] بلد امین آپ کے ہیں۔

سورۃ القارعۃ

۵۵۔ اس روز [illegible] ذرہ [illegible] کیا جائیگا

العصر ۵۶۔ گھاٹے [illegible] چار صفتیں [illegible] ایمان [illegible] حق [illegible] صبر [illegible]

الفیل

۵۷۔ ابابیل [illegible] کر کھاتے ہیں۔

سورۃ القریش

۵۸۔ رحلۃ الشتاء والصیف [illegible] شام [illegible] یمن [illegible] افریقہ ہندوستان [illegible] ۵۹۔ وطعامہم [illegible] کوثر ۶۰۔ [illegible] کی کثرت [illegible] مرکز [illegible] سورۃ الکافرون [illegible] منسوخ نہیں [illegible] سورۃ اخلاص

۶۲۔ قل ہو اللہ احد [illegible] ۶۳۔ [illegible]

رسیدات زر — ۱۱ اگست

- جناب ماسٹر محمد الدین صاحب
- جناب سید قمر احمد صاحب
- جناب قاضی عبدالخالق صاحب

۱۸ اگست

- جناب محمد علی خان صاحب

۳۰ اگست

- جناب الٰہی بخش صاحب
- جناب خواجہ عبدالصمد صاحب
- جناب عبدالرحمن صاحب
- جناب رحیم بخش صاحب
- محمد شریف سگنیلر

۲۹ اگست

- جناب الٰہی بخش صاحب
- جناب امیر الدین صاحب

۵ ستمبر

- جناب منشی گلاب الدین صاحب
- جناب حکیم بخش صاحب
- جناب فیروز علی صاحب
- جناب منشی گلاب دین صاحب
- جناب محمد حیات صاحب
- سید دلبر علی صاحب
- جناب عبدالحمید صاحب

نوٹس

جن خریداران تشحیذ نے سنہ ۱۳ء کا چندہ تا حال ادا نہیں کیا انکے نام ماہ اکتوبر کا پرچہ وی پی کیا جائیگا۔ جو صاحب وی پی وصول کرنے کے لئے تیار نہ ہوں وہ مہربانی فرما کر پہلے اطلاع دیں اور وی پی واپس کر کے نقصان نہ پہنچائیں +

منیجر

یہ رسالہ ہر انگریزی مہینے کی ۱۵ تاریخ کو قادیان ضلع گورداسپور سے شائع ہوتا ہے

۱۹۱۳

بابت ماہ اکتوبر

نمبر ۱۰

تشحیذ الاذہان

فہرست مضامین

قیمت سالانہ

القرآن فی رمضان

تمام قرآن مجید کے تفسیری نوٹ فرمودہ حضرت امیر المومنین مولٰنا نورالدین ایدہ اللہ رب العالمین ایک سال میں چھاپ دئے گئے ہیں۔ اس مختصر سی تفسیر کی قیمت ایک روپیہ ہے مگر تشحیذ کے نئے خریداروں کو جو دو روپے پیشگی جمع کرائینگے بالکل مفت دی جائیگی جلد درخواستیں بھیجوائیں تھوڑی سی جلدیں موجود ہیں ۔

بقایا دار توجہ فرمائیں

اکثر احباب نے ابھی تک سال رواں کا چندہ نہیں دیا وی پی کے جا چکے ہیں وصول کر کے شکریہ کا موقع دیں اور اگر وی پی نہ لے سکیں حالانکہ قبل ازیں بذریعہ کارڈ کے بھی اطلاع دی جا چکی ہے تو صحیح تاریخ مطلع فرمائیں جب قیمت بھیج سکینگے ورنہ مہربانی فرما کر رسالہ کو نقصان نہ پہنچائیں اور ہمارے دوست توسیع اشاعت میں سعی بلیغ فرمائیں

شرح اجرت اشتہارات

	سال	چھ ماہ	تین ماہ
فی صفحہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]
نصف صفحہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]
ربع صفحہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]

اہل ضمیمہ رسالہ کی تقطیع پر مطابق قواعد اگر انتظام ہو تو دو ورق تک کی تحریر ہوگی۔ فیصدی [illegible] تعلیمی [illegible] کے لئے نصف قیمت [illegible] تعلقات [illegible] ایک پیسہ کا ٹکٹ بھیجا جائے نوٹ اشتہار [illegible] منظور [illegible] منیجر [illegible]

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ

رسالہ

تشحیذ الاذہان

بابت ماہ اکتوبر ۱۹۱۳ء

غیر احمدی سے احمدی لڑکی کا نکاح منع ہے

خداتعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں فرمایا ہو فَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَبَ عَلَى اللّٰهِ وَكَذَّبَ بِالصِّدْقِ إِذْ جَاءَهُ أَلَيْسَ فِي جَهَنَّمَ مَثْوًى لِلْكَافِرِينَ - (اس کو بڑھکر ظالم کون ہو جو اللہ پر جھوٹ بولے اور سچائی کو جب اسکے پاس پہنچے جھٹلائے کیا ایسے کافروں کا ٹھکانا جہنم نہیں) اسی مضمون کی ایک آیت سورۃ العنکبوت کے آخر میں ارشاد ہوا ہے۔ وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا أَوْ كَذَّبَ بِالْحَقِّ لَمَّا جَاءَهُ أَلَيْسَ فِي جَهَنَّمَ مَثْوًى لِلْكَافِرِينَ - حق کا کاذب اور حق کے مکذب کا ٹھکانا دوزخ ہونا حقیقت ہے جیسے جناب الٰہی نے واضح فرمایا اور بتایا کہ اس سے بڑھکر ظالم کوئی نہیں جو مامور من اللہ کو نہ مانے اسکو جھٹلانے اور اسکی تکذیب کرے اب ایسے لوگوں کیساتھ تعلقات کے بارے میں جو ارشاد ربانی ہے وہ بھی سن لیجئے فرماتا ہو۔ وَلَا تَرْكَنُوا إِلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ - وَمَا لَكُمْ مِنْ دُونِ اللّٰهِ مِنْ أَوْلِيَاءَ ثُمَّ لَا تُنْصَرُونَ - جو ظالم ہیں

دیکھا جائیگا وہ ظالم ہوں انکی طرف مت جھکو ورنہ تمہیں بھی دوزخ کی آگ پکڑ لیگی اور اس وقت تمہارے پڑنے والے ہیں چھوڑ جائینگے اور اللہ کے سوا کوئی تمہارا والی نہیں۔ پس عذاب آگیا تو تمہیں کوئی مدد نہیں دیگا پس مومن کو چاہیئے کہ وہ حتی الوسع مغضوب علیھم کے ساتھ کسی قسم کے تعلقات پیدا کرنے سے بچتا ہے سو صاف ان الفاظ میں ارشاد ہوتا ہے لا تجد قوما یؤمنون باللہ والیوم الآخر یوادون من حاد اللہ ورسولہ ولو کانوا آباءھم او ابناءھم او اخوانھم او عشیرتھم (تو کبھی ان لوگوں کو جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہیں ان لوگوں سے تعلقات رکھنے والے نہیں پائیگا جو اللہ اور اسکے بھیجے ہوئے کی مخالفت کرتے ہیں۔ اگرچہ وہ انکے باپ یا بیٹے یا بھائی یا انکے عزیز رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں پھر مثال دی کہ حضرت ابراہیم اور اسکے ساتھیوں نے کیسا اعلیٰ نمونہ دکھایا۔ انہوں نے اپنی قوم سے کہدیا انا برآء منکم ومما تعبدون من دون اللہ کفرنا بکم وبدا بیننا وبینکم العداوۃ والبغضاء ابدا حتی تؤمنوا باللہ وحدہ ہم تم سے بیزار اور تمہارے معبود جو اللہ کے سوا ہیں ان سے بھی بیزار ہم تمہارے عقائد کے منکر ہوتے تمہارے درمیان دشمنی اور عداوت قطعی دائمی طور پر ہوچکی جب تک کہ تم ایک اللہ پر ایمان نہ لاؤ۔ غور کیجئے کیا جرأت ہے کیا دلیری ہے کیا ایمان ہے اپنے رشتہ داروں سے ذرا نہیں ڈرتے اور ڈرتے بھی کیوں وہ خدا کی پناہ میں آچکے تھے رب الناس ملک الناس الہ الناس کی پناہ میں آنیوالے کو کسی کی ایذا رسانی کا کیا خوف ہوسکتا ہے جب ایک معمولی حاکم کی پناہ میں آکر لوگ بہت اکڑتے ہیں پھر اسکا نتیجہ وہ آج ہم بھی دیکھ لو کیا چند رشتہ داروں سے قطع تعلق کرکے حضرت ابراہیم اکیلے رہے بلکہ خدا تعالیٰ نے انکو وہ مقبولیت عطا فرمائی کہ آج دنیا جہان کے لوگ اکثر حصہ انکا نام عزت و تعظیم سے لیتا ہے مسلمان تو لیتے ہی ہیں عیسائی بھی انکی بزرگی کے قائل یہودی بھی انکی عظمت ماننے والے پارسی بھی صابی بھی غرض دنیا کی قوموں کا بہت سا

حصہ انکی اولاد کے متبع ہونے پر فخر کرتا ہے کس بات کا اجر انکو ملا صرف اسکا کہ انہوں نے اللہ اور اسکے دین کی خاطر اپنے رشتہ داروں کو چھوڑ دیا اور خدا بھی انکی پرواہ نہ کی بس ہے کوئی اسے جماعت کے افراد تم میں سے جن سے امید کرتا ہوں سب ہیں جو اس ابراہیم ثانی کے ساتھی بنے۔ اس نے خود بھی یہ نمونہ دکھایا۔ اپنے ذی وجاہت رشتہ داروں کو چھوڑا۔ اپنی بیوی اور بچوں کو بھی اپنے مولیٰ کے لئے چھوڑا۔ خدا نے اسے اس سے بہتر اولاد بہتر بیوی بہتر قرابت عطا فرمائے خدا کے انعام کسی خاص قوم سے مخصوص کسی فرد پر محدود نہیں۔ اب جو اسکی خاطر کچھ چھوڑیگا اس سے دو گنا پائیگا اور تاریخ ہر زمانے میں اسکے نمونے پیش کرتی آئی ہے وہ لوگ جو دوسروں سے اسواسطے تعلقات پیدا کرتے ہیں کہ ہم انکے شر سے محفوظ رہ سکیں اور کچھ فائدہ اٹھائیں وہ غلطی پر ہیں۔ اللہ تعالیٰ من یتولہم منکم فانہ منہم ان اللہ لا یہدی القوم الظالمین (جو) تم سے کوئی تم میں سے تولی کریگا وہ انہی کفار کے زمرے میں محسوب ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ظالموں کی قوم کو مراد مند نہیں کرتا۔ پھر فرماتا ہے۔ فتری الذین فی قلوبہم مرض یسارعون فیہم یقولون نخشیٰ ان تصیبنا دائرۃ فعسی اللہ ان یاتی بالفتح او امر من عندہ فیصبحوا علیٰ ما اسروا فی انفسہم نادمین۔ جن لوگوں کے دلوں میں مرض ہے وہ کفار کی محبت میں جلدی کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم ڈرتے ہیں کہ اگر ہم مشکلات میں نہ پڑ جائیں۔ عنقریب اللہ فتح ظہور میں لائیگا یا کوئی اور امر اپنی جناب سے تو پھر وہ نادم ہونگے) سو اے میرے پیارے دوستو! اور عزیز بھائیو قبل اسکے کہ ندامت تمہیں پہنچے۔ اپنے آپکو حق کے دشمنوں سے الگ کرو۔ دیکھو تمہارا امام تم پر کسقدر مہربان تھا اسنے ایسے حکم دیئے کہ انپر چلنے سے تمہارے تعلقات قائم ہی نہیں رہ سکتے بھلا جس کے ساتھ تم نماز پڑھنے کے روادار نہ ہوگے۔ اسکے ساتھ اور تعلقات یگانگت کیا پیدا کر سکو گے اور کیونکر گوارا کر سکتے ہو کہ اپنے جگر گوشہ کو اسکے حوالے کردو

کوئی نہیں چاہتا کہ اپنی اولاد کو جلتے ہوئے تنور میں ڈالے۔ تو پھر میں نہیں سمجھتا کہ من اظلم کا فتویٰ پڑھتے ہوئے کوئی احمدی اپنی لڑکی کا رشتہ غیر احمدی کو دے سکتا ہے۔ کیا کوئی ایسا آدمی ہے جو چاہتا ہے کہ میری لڑکی سکھ پاوے دین الٰہی سے جاہل رہ جانے میں تو خیال کرتا ہوں ہرگز نہیں اپنی خالص دودھ کو بچتے ہوئے دودھ میں ملا کر مکھن کی امید رکھنا باطل ہے یہ میں اپنی طرف سے نہیں کہتا بلکہ حضرت امام صادق فرماتا ہے

"یہ جو ہندو وغیرہ یعنی اسلام سے قطع تعلق کیا ہے۔ اول تو خدا تعالیٰ کے حکم سے تھا۔ نہ اپنی طرف سے اور دوسرے وہ لوگ بت پرستی اور طرح طرح کی خرابیوں میں سے سڑ گئے ہیں اور ان کی ایسی حالت کیساتھ اپنی جماعت کے ساتھ ملانا یا ان سے تعلق رکھنا ایسا ہی ہے جیسا کہ عمدہ اور تازہ دودھ میں بگڑا ہوا دودھ ڈال دیں جو سڑ گیا ہے اور اس میں کیڑے پڑ گئے ہیں۔ اسی وجہ سے ہماری جماعت کسی طرح ان سے تعلق نہیں رکھ سکتی۔ اور نہ ہمیں ایسے تعلق کی حاجت ہے"

اس حکم کو پڑھ کر وہ جو خشیۃ الٰہی رکھتا ہے وہ جو تقویٰ کو مدار نجات سمجھتا ہے وہ جو سچ سمجھتا کے اس الہام کو ما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحیٰ کو سچا جانتا ہے وہ جو سچ کی اطاعت میں اللہ اور اسکے رسول کریم کی اطاعت مانتا ہو وہ جو آخرت میں پناہ گزین جنت میں بنانا چاہتا ہے وہ جو دنیا میں بھی عزت و آرام اور سکھ اور چین سے بیٹھنے کی آرزو رکھتا ہو کانپ جائیگا۔ اور تخشع قلوبھم لذکر اللہ کا مصداق دعویٰ رکھتے ہوئے عہد کرے گا کہ میں جیسے غیر احمدی کی امامت میں نماز نہیں پڑھتا۔ اسی طرح اپنی لڑکی کا رشتہ کسی غیر احمدی کو نہیں دونگا کیونکہ وہ فرما چکے ہے

"جب مسیح نازل ہوگا تو تمہیں دوسرے فرقوں کو جو دعوے اسلام کرتے ہیں بکلی ترک کرنا پڑیگا۔ اور تمہارا امام تم میں سے ہوگا۔ پس تم ایسا ہی کرو کیا تم چاہتے ہو کہ خدا کا الزام تمہارے سر پر ہو۔ اور تمہارے عمل حبط ہو جائیں اور تمہیں کچھ خبر

نہ ہو جو شخص مجھے دل سے قبول کرتا ہو وہ دل سے اطاعت بھی کرتا ہے۔ جو شخص مجھ
دل سے قبول نہیں کرتا۔ اس میں تم نخوت اور خود پسندی اور خود اختیاری پاؤ گے
پس جانو کہ وہ مجھ سے نہیں ہے کیونکہ وہ میری باتوں کو جو مجھے خدا سے ملی ہیں
عزت سے نہیں دیکھتا اسلئے آسمان پر اسکی عزت نہیں

کیا تم خدا نخواستہ دل سے مسیح موعود کو نہیں؟ تو میں یقین کرتا ہوں کہ دل سے مانتے ہو۔ پھر یہ کمزوری کیوں ہے یہ خود پسندی اور خود اختیاری کیوں ہو اور کیوں ایسی ہنسی کی گھڑیاں دیکھنے پڑیں اور پھر لوگ اٹھاتے ہیں میرے پاس ایک بھائی نے متواتر خطوط لکھے کہ میری لڑکی سخت مصیبت میں مبتلا ہے مقدمات قائم ہیں خدا کے لئے دعا کرو اور کراؤ میں بہت حیران ہوا کہ ایک احمدی لڑکی کو احمدی کے ہاں تکلیف کیسی آخر معلوم ہوا کہ غیر سے ایک غیر احمدی کے ساتھ نکاح کیا ہے۔ اور اب اسکا خمیازہ اٹھا رہے ہیں جس کا کوئی علاج نہیں اب اس میں قانون مدد نہیں کر سکتا۔ اور اگر کرنے کو کون چاہتا ہے کہ میری دینی عدالتوں میں پھر اسلئے صبر و شکر کرکے بیٹھ رہو جو ہو رہی ہیں کرنا پڑتا ہے اگر احمدی خاوند ہو تو جب تک وہ احمدی ہے اپنے امام کا فرمانبردار ہے وہ فوراً اسکے مذہبی رنگ میں تعلقات کو خوشگوار کرنے یا پھر قصہ پاک کر دینے کی ہدایت کر سکتا ہے لیکن جہاں خاوند امام کی ماتحت نہیں اس سے طلاق بھی لی جائے تو کیونکر اسلئے ضروری ہے کہ تم سوچ سمجھ کر رشتہ کیا کریں۔ ایک اور مصیبت ہے وہ یہ کہ بعض لوگوں کو میں نے دیکھا ہے رشتہ لینے کی خاطر اپنے لڑکے سے پہلے کا ایک کارڈ لکھوا دیتے ہیں کہ ہماری بیعت کرو پھر نکاح ہو جاتا ہے اور وہ وہی کورے کے کورے نہ دین اسلام سے غرض نہ اسکے احکام کی تعمیل سے نہ احمدیوں سے کچھ سروکار کیا ایک کارڈ لکھ دینے سے کوئی سچا احمدی بن جاتا ہے احمدی ہونا تو بڑی ذمہ داری کا کام ہے اسکے لئے تو ایک ابتلا کا ایک امتحان مسیح نے کہا تھا جو اپنی صلیب اپنے کندھو پر رکھکر میرے پیچھے نہیں چلتا وہ میرا نہیں اسکے معنے اب تو چاندی کی ایک صلیب بنا لیے گئے

ہیں۔ مگر اہل عرفان جانتے ہیں مسیح کا کیا مطلب تھا۔ اسی طرح مسیح محمدی کے اتباع کا دعویٰ کوئی آسان امر نہیں۔ وہ جو اپنے خویش و اقارب اپنے احباب اپنے وطن اپنی آمدنی اپنے مال یعنی دولت کو اپنی محبوب سے محبوب چیز کو چھوڑ دینے اور محض خدا کے لئے اسکے نام پر قربان کر دینے کا عزم بالجزم نہیں کر لیتا۔ وہ احمدی نہیں ہو سکتا۔ وہ جو اپنے نازک پاؤں کو کانٹوں پر رکھنے کے لئے رضامند نہیں ہوتا جو گالیاں سن سن کر دعائیں دینے کا عادی نہیں۔ وہ کیا احمدی ہے۔ احمدی وہی ہے جو دنیا سے منہ موڑ کر غیر خدا کے سب پیوند توڑ کر خدا کا ہو چکا دنیا کی عزت دنیا کے احترام دنیا کے مال دنیا کے جاہ و جلال کی اسکی نظروں میں ایک پر پشہ کے برابر بھی قدر نہ ہے وہ احمدی ہے۔ شاید کوئی کہے ایسا کون ہو سکتا ہے۔ میں کہتا ہوں ہو سکنے کیا معنے ہیں اور ہونگے اور ضرور ہونگے تم بھی ہمت کرو۔ اور ان لوگوں میں کر بیٹھ جاؤ جو اپنے امام ہمام کے اس حکم کی تعمیل کرتے ہیں۔

چونکہ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم اور اسکی روز افزوں عنایات سے ہماری جماعت کی تعداد میں بہت ترقی ہو رہی ہے۔ اور اب ہزاروں تک اسکی نوبت پہنچ گئی ہے اور عنقریب بفضلہ تعالیٰ لاکھوں تک پہنچنے والی ہے؎ اسلئے قرین مصلحت معلوم ہوا کہ انکے باہمی اتحاد بڑھانے کے لئے اور نیز انکو اہل اقارب کے بد اثر اور بد نتائج سے بچانے کیلئے لڑکیوں اور لڑکوں کے نکاحوں کے بارے میں کوئی احسن انتظام کیا جائے۔ یہ تو ظاہر ہے کہ جو لوگ مخالف مولویوں کے زیر سایہ ہو کر تعصب اور عناد اور بخل اور عداوت کے پورے درجہ تک پہنچ گئے ہیں ان سے ہماری جماعت کے نئے رشتے غیر ممکن ہو گئے ہیں جب تک کہ وہ توبہ کر کے اسی جماعت میں داخل نہ ہوں اور اب یہ جماعت کسی بات میں انکی محتاج نہیں۔ مال میں، دولت میں، علم میں، فضیلت میں، خاندان میں، پرہیزگاری میں، خدا ترسی میں سبقت رکھنے والے اس جماعت میں بکثرت موجود ہیں۔ اور ہر ایک اسلامی قوم کے لوگ اس جماعت

؎ الحمد للہ کہ یہ پیشگوئی اور پوری شان سے پوری ہوئی جو حضرت نے اکتیس سال پیشتر کی تھی۔

بیان کئے جاتے ہیں۔ تو پھر اس صورت میں کچھ بھی ضرورت نہیں کہ ایسے لوگوں سے ہماری جماعت تعلق پیدا کرے جو ہمیں کافر کہتے اور ہمارا نام دجال رکھتے یا خود تو نہیں مگر ایسے لوگوں کے ثنا خواں اور تابع ہوں۔

یاد رہے کہ جو شخص ایسے لوگوں کو چھوڑ نہیں سکتا وہ ہماری جماعت میں داخل ہونے کے لائق نہیں جب تک پاکی اور سچائی کے لئے ایک بھائی بھائی کو نہیں چھوڑیگا۔ اور ایک باپ بیٹے سے علیحدہ نہیں ہوگا تب تک وہ ہم سے نہیں۔ سو تمام جماعت توجہ سے سن لے کہ راستباز کے لئے ان شرائط پر پابند ہونا ضروری ہے۔

اور میں تسبیح بیتی ہوں کہ اگر تم خدا کی رضا کے حصول کے لئے ایک قدم اٹھاؤ گے تو وہ چند قدم بڑھیگا اور تمہارے لئے کوئی مشکل بھی نہیں۔ تو قوم کی تعداد خدا کے فضل سے چار لاکھ سے متجاوز ہے۔ زمین ہر قسم کے رشتے مل سکتے ہیں صرف ایک عزم ایک تو جہ کی ضرورت ہے ہر ضلع میں ایک رجسٹر ہونا چاہیئے جس میں لڑکے لڑکیوں کے نام مع ان کے حالات کے ہوں اور وقت کے رشتہ کے ماتحت ہوں پھر دیکھو کیا برکتیں نازل ہوتی ہیں ہماری قوم پر جو بچے حاصل ہو سکتے ہیں ان کے لئے بہشت بنا سکتے ہیں جو گھر رشتوں اور لوگوں کے متعلق عورتوں کو کوئی حق حاصل نہیں کہ وہ اپنے مردوں کو مصلحت دیں اور خود شتہ کو اپنی مرضی سے کریں اور مرد عورتیں ایک عورت کے کہنے پر اپنے آئیندہ زندگی کی مشکلات نہ خریدیں جو لوگ ان رشتوں کے معاملہ میں احتیاط نہیں کرتے وہ خدا کے تمام سلسلہ کی مخالفت کے مرتکب ہیں کیونکہ غیر احمدی کو لڑکی نکاح کر دینے کے یہ معنی ہیں کہ لڑکی کا توڑ شد دیدہ اب اس کی اولاد بھی احمدی نہ ہوگی حالانکہ برعکس صورت میں ایسا ہوتا ۔ غلطی ہے

یقینی تھا۔ امام علیہ السلام نے بارہا ایسے فتوے دیئے ہیں کہ غیر احمدی سے رشتہ منع ہے
چنانچہ بدر نمبر ۳۰ جلد ۶ مطبوعہ ۲۵ جولائی ۱۹۰۷ء صفحہ ۴ کالم اول

ایک شخص کی درخواست پیش ہوئی کہ میری ہمشیرہ کی منگنی مدت سے ایک غیر احمدی کے ساتھ ہو چکی ہے۔ اب اس کو قائم رکھنا چاہئے یا نہیں؟

حضرت نے فرمایا۔ ناجائز وعدہ کو توڑ دینا اور اصلاح کرنا ضروری ہے الخ۔ اس طرح بدر نمبر ۴۳ جلد ۶ مطبوعہ ۲۴ اکتوبر ۱۹۰۷ء صفحہ ۶ کالم اول میں ہے

سوال پیش ہوا کہ ایک احمدی لڑکی ہے جس کے والدین غیر احمدی ہیں۔ والدین اس کے ایک غیر احمدی کے ساتھ شادی کرنا چاہتے تھے۔ اور لڑکی ایک احمدی کے ساتھ نکاح چاہتی تھی۔ والدین نے اصرار کیا مگر لڑکی اس اختلاف میں بائیس سال تک پہنچ گئی۔ اسی نے تنگ آکر والدین کی اجازت کے بغیر ایک احمدی سے نکاح کر لیا۔ نکاح جائز ہوا یا نہیں۔ حضرت اقدس مسیح موعود نے فرمایا کہ نکاح جائز ہو گیا۔

ان جیسی شکلوں کے بعد جن میں والدین کی اجازت کے بغیر بھی بالغ لڑکی کا احمدی سے نکاح جائز ہے۔ اگر کوئی احمدی سستی یا بے پروائی سے کام لے تو مجھے اس کی احمدیت پر تعجب ہے۔ یہ کہنا کہ رشتہ دار وغیرہ نہیں چھوڑ سکتے بہت ہی قابل افسوس ہے۔ اور ایسے لوگ یاد رکھیں کہ وہ جس سکھ کی امید پر اس حکم کی خلاف ورزی کرتے ہیں وہ سکھ کبھی حاصل نہیں کریں گے اگر کسی نے سکھ حاصل کیا ہو تو مجھے لکھو کیونکہ میں یقین رکھتا ہوں کہ خدا اور اس کے فرستادہ کی خلاف ورزی کرکے اور ایسے فعل کا مرتکب ہو کر جس سے قومیت باطل ہو کوئی آدمی سکھ نہیں پا سکتا۔ حضرت خلیفۃ المسیح کو جب یہ پوچھا گیا۔ آپ نے یہی فرمایا۔ اور اس اشتہار کا حوالہ دیا جو حضرت اقدس شائع کر چکے ہیں دیکھو الحکم جلد ۱۱ نمبر ۱ صفحہ ۲ کالم ۲ مطبوعہ ۱۰ جنوری ۱۹۰۷ء۔ پھر وہ واقعہ تو ابھی تازہ ہے

کہ جناب امیر المومنین نے ایک احمدی کو جس نے اپنی لڑکی غیر احمدی کو نکاح کر دی تھی

حصہ لازمی نماز ہے مغزول خلیفہ اور رشتہ داری کو وہ نہیں جانتا ایسی باتوں سے تو بیعت باطل ہوتی ہے اور حضرت صاحب کے حکم کی صریح خلاف ورزی ہے وہ احمدی کیسے ہے گو پہلے ذری حیثیت ذی جو کسی غیر احمدی کی بے کس ہیں اپنے معزز بھائیوں کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ وہ پختہ عہد کریں کہ اپنے رشتے احمدیوں ہی میں کرینگے اور ان لوگوں سے بھی بچینگے جو صرف نام لینے کے لئے بیعت کا خط لکھ دیتے ہیں مگر عملی طور پر اس میں کوئی مصروفیت نہیں رکھتے مجھے اپنے ایک مہربان کا طرز عمل بہت پسند آیا جنھوں نے اپنے آئندہ داماد کے قبل از فیصلہ ناطہ یہ سوال کئے کہ وہ کب سے بیعت میں ہیں۔ اتنے عرصہ میں کتنی بار قادیان تشریف لیگئے ہیں سلسلہ کی خدمات میں کس قدر چندہ دیتے ہیں جہاں رہتے ہیں وہاں تبلیغ میں کیا کوشش کی ہے وغیرہ ذالک۔ دراصل ایسے سوالات سے اُسکے ایمان اور عملی حالت کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ یہ بھی واضح ہے کہ یہ حکم کوئی نیا حکم نہیں بلکہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی ابتداء بعثت میں یہی حکم دیا تھا اور اسوقت کے ضعیف مسلمانوں نے اس پر عمل کیا۔ اور انہوں نے اس مثال کے لئے بہترین نمونہ چھوڑا اب میں بتانا چاہتا ہوں کہ ہم لوگ بھی وہی نمونہ دکھلائیں۔ ورنہ تو آنے والی نسلیں ہمارا اتباع کریں ایسا نہ ہو کہ وہ ہمارا غلط طرز عمل دیکھکر اسے سند قرار دے لیں۔ اور ہم لیحملن اوزارهم و اوزارا مع اوزارهم کے مصداق ہوں۔ اسوقت جو مسیح موعود کو نہیں مانتے انکی پوزیشن ماننے والوں کے مقابلہ میں وہی ہے۔ جو حضرت محمد رسول اللہ صلعم کے نہ ماننے والوں کے مقابل میں ماننے والوں کی یا مسیح ابن مریم علیہ السلام کو ماننے والوں کے سامنے نہ ماننے والوں کی تھی۔ پس وہی احکام اب بھی نافذ ہونگے۔ چنانچہ ہوئے اب ضرورت ہے آمنا وصدقنا سمعنا و اطعنا کہنے والوں کی جو میں امید کرتا ہوں کہ احمدی جماعت میں بہت ہیں۔ اور بہت سے اور نکلینگے۔ احمدی جماعت یاد رکھے کہ وہ ایک نبی کی جماعت ہے اور نبی اپنی جماعت کو وامتازوا الیوم ایہا المجرمون کے ماتحت الگ رکھتا ہے۔ اور دوسروں میں جذب ہونے سے بچاتا۔ حضرت موسیٰ تو اپنی قوم کو وہاں سے لیکر ہجرت ہی کر گئے کیونکہ وہ جانتے

...کہ ان میں ہرگز نکاح نہیں سلامت نہیں رہ سکتا۔ اسی طرح ہر مومن کو چاہیئے کہ منکروں سے اپنے آپ کو الگ رکھے اور ان میں جذب ہونے سے بچا رہے اور انہیں اپنے اندر جذب کرنے کی سعی بلیغ فرمائے۔ میں اس مضمون کو خدا کے آستانہ پر [illegible] رکھتا ہوا ختم کرتا اور دعا کرتا ہوں کہ الٰہی ان مضمون میں میری [illegible] امام صادق کی تڑپ جو اس حکم کے [illegible] تعلق تھی۔ ڈال دے اور ایسے دل دے جو اپر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرح عمل کرنیوالے ہوں اللّٰھم آمین

نغمۂ دلفروز

آہو نفسی ہے یا نشتر خواب چشم فسوں میں — الجھا دی کہیں آگ نہ اس چرخ کہن میں
ہے حجاب میں اب بھی نہیں [illegible] — بولو تو مجھے [illegible] اپنے وطن میں
احمد کے غلام کو بلانا ہے [illegible] — کس طرح سے گھبراؤں بلا [illegible] میں
عیسیٰ دم آخر تو مجھے جلوہ دکھا دے — میت بھی تڑپتی ہے [illegible] کفن میں
اس سرو پہ ہوں قربان جو [illegible] — اس نام پہ تصدق ہو [illegible] میں
[illegible] ہم بھی تو [illegible] — دکھلائے بہاریں [illegible] چمن میں
یا رب ہے یہی میری تمنا دم مرگ — جلوہ ہو ترا آنکھوں میں [illegible]
منظور ہوں [illegible] — ہو لطف [illegible] شعر و سخن میں

منظور احمد [illegible]

نالۂ جانسوز

مرض [illegible] — اور ابھی [illegible] میں [illegible] نہیں تھی
عجیب [illegible] — کسی [illegible] خدا نہیں تھی
یہ [illegible] — پہ میری [illegible] نہیں تھی
مری امید بھی مجھ کو تو نا امیدی کر — حیات جتنی ہے [illegible] نہیں تھی

[illegible]

امت محمدیہ میں نبوت

رقم زدہ مولانا غلام احسن صاحب فاضل امروہی

تصدیق المسیح

قولہ۔ احمدی لٹریچر میں غیر تشریعی نبوت کا بھی ایک نیا مسئلہ ایجاد ہوا ہے الخ

اقول۔ اے منکرو یہ نیا مسئلہ نہیں ہے بلکہ یہ مسئلہ قدیم الایام سے چلا آتا ہے اور بیشک شریعت اسلام میں تا ابد قیامت تک رہیگا جس کی مختصر بیان یہ ہے کہ حدیث متفق علیہ صحیح بخاری و صحیح مسلم میں موجود ہے کہ لم یبق من النبوۃ الا المبشرات۔ اب آپ غور فرماویں کہ اس حدیث میں نفی اور اثبات کیساتھ نبوت مبشرات کی ثابت کی گئی ہے جس سے ثبوت قطعی طور پر ہو جاتا ہے ورنہ کلا الہ الا اللہ میں ثبوت قطعی طور پر نہ ہو سکیگا وھو باطل۔ اول تو اس حدیث میں استثناء متصل موجود ہے جس کے لئے حرف الا کے حقیقی معنے استثناء متصل ہی کے ہوا کرتے ہیں نہ منقطع کے۔ دوم ثانیاً یہ کہ مبشرات کی خبر جو دیجاویگی تو کیا حضرت ذی جاویگی [illegible] الہامات سے۔ ونعوذ باللہ منہ پس مبشرات کی پیشگوئیں واسطے تمام اسلام کے نبوت کے ہی ذریعہ سے دیجاویگی اور یہی نبوت غیر تشریعی ہے یا نبوت جزوی دوسرے لفظوں میں کہو قرآن مجید کی متعدد آیات اس نبوت جزوی مبشرات کو قطعی طور پر ثابت کر رہی ہیں مثلاً دیکھو آیت ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیہم الملئکۃ الا تخافوا ولا تحزنوا وابشروا بالجنۃ التی کنتم توعدون نحن اولیؤکم فی الحیٰوۃ الدنیا وفی الاخرۃ ولکم فیھا ما تشتھی انفسکم ولکم فیھا ما تدعون نزلا من غفور رحیم۔ وغیر ذلک من الآیات ثالثاً حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد جتنے انبیاء گزرے وہ تمام اس نبوت مبشرات کے ساتھ

لہ اس لئے اخیر زمانہ میں [illegible] صاحب [illegible] ہیں [illegible] اپنے [illegible] بعد آنحضرت صلعم کے کسی نبی کے [illegible] [illegible] حضرت [illegible]
[illegible] واسطہ ہوگا [illegible]

ممتاز کئے گئے کیونکہ نبوت الہام کی بنی اسرائیل میں تورات پر ختم ہو گئی تھی۔ دیکھو آیت انا انزلنا التوراۃ فیہا ھدی ونور یحکم بہا النبیون الذین اسلموا للذین ھادوا والربانیون والاحبار بما استحفظوا من کتب اللہ وکانوا علیہ شہداء فلا تخشوا الناس واخشون ولا تشتروا بایتی ثمنا قلیلا ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ھم الکفرون[1]۔ خلاصہ حدیث مذکور یہ ہے کہ نبوت الہام فرائض و واجبات حلال و حرام وغیرہ کی اتنی نہیں تھی لیکن دین سلام کی تائید کے لئے نبوت بشارت کی قدیم الایام سے اب تک شروع تھی ہے صدق رسول کریم علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل۔ اس حدیث میں مشبہ مشبہ بہ سے بہت زیادہ فضیلت رکھتا ہو، جیسے کہ تمام صیغہ درود شریف میں کما صلیت علی ابراہیم و علی آل ابراہیم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سب انبیاء پر نہایت درجہ کی فضیلت حاصل ہے دیکھو اسکی تفصیل حلہ دیا نتہ میں پھر دیکھو کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۱۹۲ ما من نبی کان له فقید من امتی ابن عساکر عن انس۔ جو حدیث مرسل ہو گئے رہے منذرات انکی نبوت کو اس حدیث میں وہ بیان نہیں فرمایا گیا کہ مبشر منذرات بیان فرمایا ہے وہ صرف منافقین دین اسلام کے لئے ہوتے ہیں اور دشمنوں اعداء اللہ کے لئے جو منذرات ہوتے ہیں وہ مومنین کے لئے مبشرات میں داخل ہیں اسلئے منذرات کا ذکر اس حدیث میں مستثنی نہیں کیا گیا ھذہ نکتة جلیلة لا یعقلها الا العالمون۔ اس تنزل کے ذیل میں مرزا صاحب نے ایک حدیث کا ترجمہ غلط رو کرکے لکھا ہو اسلئے ہم اصل حدیث کے الفاظ لکھتے ہیں اور جو تحریف انکے ترجمہ میں کی گئی ہے اسکو رفع تحریر کریں گے انشاء اللہ تعالے والحدیث ھذا قال کانت بنو اسرائیل تسوسہم الانبیاء کلما ھلک نبی خلفہ نبی وانہ لا نبی بعدی وسیکون خلفاء فیکثرون قالوا فما تامرنا یا رسول اللہ قال فوا ببیعۃ الاول فالاول اعطوھم حقہم فان اللہ سائلہم عما استرعاھم انتہی۔ اس حدیث میں الا فقط تسوسہم

[1] اس سے ثابت ہے کہ قرآن مجید تورات سے افضل ہے اور یہ مصداق حسبی سے افضل ہے اور نبی کریم اتم انبیاء ہیں اور یہ امت بڑھ کر انبیاء سے ہے

یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ بنی اسرائیل میں سیاست کرنیوالے بھی گذرے ہیں یعنی جناب نبی کریم پیدرپے
سلطنت سے کی ہاں صلحین بھی بذور سلطنت ہوئے ہیں جیسا کہ ہے دہ حدیث قہری ضروری
ہے حاشیہ بخاری میں لکھا ہے ای تتولی امورہم کما یفعل الامراء والولاۃ بالرعیۃ والسیاسۃ
القیام علی الشئ بما یصلحہ ان الفاظ حدیث سے بقرینہ سیاق و سباق یہ معلوم ہوگیا کہ
امت میں میرے بعد سیاست کرنیوالے نبی نہیں آئینگے چنانچہ اس امت مرحومہ میں ایسا ہی کچھ واقع
ہوا کہ کوئی سلطان اس امت میں نبی ہوکر نہیں گذرا بلکہ ثابت کوئی نہیں ہوا دیکھو زمانہ خلافت
راشدہ میں جناب حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ اور امیر معاویہ صاحب کا زمانہ خلافت
اور نیز دیگر بنی عباس اور بنی امیہ کے زمانہ خلافت پر نظر ڈال کر کس قدر کثرت کے ساتھ خلفا کو
مصلحین ثابت ہوئے اور بعض ان میں سے جابر و قاہر بلکہ ظالم بھی ہوئے یہ حدیث اسی خلافت
کی طرف منظر ہے کہ اس امت میں باوجود مصلحین ہونے کے کوئی خلیفہ نبی نہیں ہوا یہ پیشگوئی کس قدر
صداقت کیساتھ پوری ہوئی بخلاف بنی اسرائیل کے کہ ان میں بادشاہ ہوکر بھی نبی ہوئے ہیں
جیسے کہ حضرت داؤد و حضرت سلیمان وغیرہم ان سلاطین و خلفاء کے علاوہ صاحب الہام بھی
اور ملہم اس امت میں کثرت سے واقع ہوئے گو انہوں نے کسی مصلحت سے دعوے
نبوت کیا ہو یا اسنے خدا کی طرف سے انکو اس دعوے کا حکم نہ ہوا ہو پھر وہ کیونکر دعوے کر سکتے تھے
بخلاف مسیح موعود کے پس بقرینہ سیاق و سباق کے ثابت ہوا کہ نفی اس نبی کی ہے جو سلطان
ہوکر ہوئے نہ اس نبی کی جو ولایت کا ملہ سے سرفراز ہوکر اس امت میں آئے چنانچہ صاحب نبوت
ملہمین اس امت میں کثرت سے پیدا ہوئے جن کی وحدت ارادی تھی نہ قہری ثانیاً اگلے الفاظ
حدیث کے یہ ہیں قالوا فما تامرنا یا قریش اس کا ہے کہ خلفاء اور سلاطین چونکر چار و ناچار
امر حق سے کبھی ہوجایا کرتے ہیں کیونکہ انکی وحدت قہری ہوتی ہے اگر دو کوئی امر جیسے مرتب
کرنا چاہیں تو ہم کیا کریں اسکا جواب نبی کریم نے یہ فرمایا کہ فوا ببیعۃ الاول فالاول یعنے
خلیفہ اول کی بیعت صحیح ہے اور ہوتے بیعت اول کے دوسرے خلیفہ کی بیعت باطل ہے

حاشیہ بخاری میں لکھا ہے قال فوا امر من الوفاء والمعنی اذا بویع الخلیفۃ بعد
خلیفۃ فبیعۃ الاول صحیحۃ یجب الوفاء بہا وبیعۃ الثانی باطلۃ۔ یہ پیشگوئی
اسی طرح پر واقع بھی ہوگئی کیونکہ اس امت میں صاحب جبروت و سلطنت کوئی نبی نہیں ہوا
جسکی سطوت قہری ہوتی ہے بجز اولیا صاحب وراثت علم ہوئے حتیٰ کہ آخری خلیفہ بھی
مثیل عیسیٰ ہو کر ایسا ہی ہے جیسا کہ حدیث صحیح میں اسکو نبی فرمایا گیا جسکی وحدت ارادی ہے۔ نہ
قہری اور اولیاء اللہ کا صاحب الہام اور صاحب وحی ہونا مخالفین کو بھی تسلیم ہے اور
جس الہام کو کثرت کے ساتھ امورات ہوئے ہوں وہی جزوی نبی ہے پس اس حدیث میں
جس نبی کی نفی فرمائی گئی ہے بقرینہ سیاق و سباق کے صاحب سلطنت نبی کی نفی ہے نہ محض
ولایت کی اور آخر فقرہ حدیث کہ فان اللہ سائلھم الخ اس سے یہ بات بھی پائی جاتی ہے کہ
خلفاء اور سلاطین مصلحین امت کے بسبب نبی نہ ہونے کے کسی قدر مظالم کے بھی مرتکب ہونگے
اسلئے ان سے مواخذہ اور مطالبہ بھی کیا جاویگا۔ ان الفاظ سے یہ بھی ثابت ہوا کہ مسیح کا
اس امت میں آنا ہرگز ایسے مہدی کے ساتھ نہ ہوگا جو صاحب جبروت اور سلطنت با خونریز
ہو ہاں اس بات کا مضائقہ نہیں کہ کسی دوسرے ملک میں بمقابلہ کفار مخالفین کے جو حیثیت
اسلام کے مستحق خونریزی ہوں کوئی سلطان مسلمانوں کی امداد کرکے انکے ظلم و تعدی سے ان کو
نجات دیوے اور اس حیثیت سے وہ بھی خلیفہ اسلام کہلائے وہ خلیفہ مسیح موعود کی مخالف
نہیں ہو سکتا ہاں بہ حیثیت تائید اسلام کے اسکو بھی مہدی کہہ سکتے ہیں ولیکن کامل مہدی
مسیح موعود ہی ہے لا مہدی الا عیسیٰ اسی کی طرف اشارہ ہے اور قصہ مندرجہ
قرآن مجید کا جو اشموئیل نبی کے وقت میں طالوت کو اللہ تعالیٰ نے بادشاہ مقرر فرمایا اس
سے بھی امکان ہوتا اس امر کا ثابت ہوتا ہے کہ باوجود موجود ہونے نبی کے امت محمدیہ میں
بھی کوئی خلیفہ ہو سکتا ہے جس کے ارادت قہری ہوں جیسا کہ حتی الطاقت مرحوم تھا اور
سر اسکا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علم و حکمت میں یہ امر مقرر ہو چکا تھا کہ اس زمین حصہ کی حقیقت

کو بشارات آسمانی اور دینی اور روحانی سے کل عالم پر واضح فرمایا اور معترض کے اس قسم
کے اعتراضات کو دین اسلام طاقت سیفی سے شائع ہوا ہے نہ وحدت ارادی سے دفع کر دیا۔ اگر صرف
کوئی نبی خصوصاً مسیح موعود خلیفہ آخری طاقت سیفی کیساتھ آتا یا مہدی خونی کے ساتھ ہوتا تو وہ
اعتراض رفع نہ ہوتے کیونکہ بعثت وحدت قہری کے اتفاق کے طور پر بھی اکثر اشخاص کسی مذہب کے
معتقد ظاہری ہو جاتے ہیں اسلئے مسیح موعود کو بھی وحدت قہری کے ساتھ مبعوث نہیں کیا
اور مہدی صاحب جبروت کیساتھ نہ آیا بلکہ وہ خود ہی مہدی ہے اور خود ہی مسیح اور نبی ہے
یہاں سے اول حدیثوں میں بھی تطبیق حاصل ہوگئی جن میں بعض صفات کو مہدی کی طرف
منسوب کیا گیا ہے پھر انہیں صفات کو مسیح کے ساتھ منسوب کیا ہے اگر وہ صاحب اسی حدیثوں
کے الفاظ ہم سے طلب کرینگے تو ہم انشاء اللہ پیش کرینگے اور یہ امر بعض صحیح حدیثوں کے الفاظ میں
آیا ہے کہ انکے انفاس متبرکہ یعنی انکی دعاؤں مباہلہ اور حجج بینات اور براہین سے اور دلائل باہرہ
سے مخالف ہلاک ہو گئے اور جملہ مذاہب باطلہ بھی ہلاک ہو جاوینگے۔ مسئلہ نبوت تشریعی اور نبوت
غیر تشریعی کا ہرگز ہرگز جدید مسئلہ نہیں۔ تمام قرآن مجید اور احادیث میں اسکی شہادت ہے حضرت
موسیٰ صاحب شریعت کے بعد جسقدر انبیاء ہوئے وہ غیر شارع ہی تھے پھر دیکھو آیت خاتم
النبیین کی تفسیر کو اور ہمارے رسالہ ضروری و مختصر رسالہ [illegible] کو اگر نظر انصاف سے ملاحظہ
کرینگے تو مطلع صاف ہو جاویگا اعتراض [illegible] ہے اور پھر ہم دریافت
کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ تمہارے عقیدہ کے موافق آئینگے اور جو کہ وہ نبی ہیں لیکن غیر تشریعی نبوت
کے ہی آئینگے کیونکہ نبوت سے معزول ہونا تو کہیں سے ثابت نہیں ہو سکتا کہ وجیہاً فی الدنیا
والآخرۃ موجود ہے پھر بھی غیر تشریعی نبوت تو ثابت ہو گئی فما ھو جوابکم فھو جوابنا
نمبر ضمن (ب) دوسری حدیث کے اصل الفاظ یہ ہیں عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ
ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قال ان مثلی ومثل الانبیاء من قبلی کمثل
رجل بنیٰ بیتاً [illegible] واجملہ الا موضع لبنۃ من زاویۃ فجعل الناس

يطوفون بہ فيعجبون له ويقولون هلا وضعت هذه اللبنة قال فانا اللبنة
وانا خاتم النبيين رواہ البخاری اس حدیث میں لفظ من قبلی کا موجود ہے جس سے
بصراحت ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے انبیاء ماقبل میں سے ہر ایک
نبی کی بعثت ختم ہو گئی اور اب ان میں سے کوئی نبی نہیں آ سکتا۔ اور اسکے مقتضائے مفہوم مخالف
سے یہ بھی مفہوم ہوتا ہے کہ بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تائید دین اسلام کے لئے امتی نبی
آتے رہینگے اگر کوئی کہے کہ بعض روایت میں لفظ من قبلی کا موجود نہیں ہے تو ہم کہتے ہیں
کہ مطلق سے مراد وہی مقید ہوا کرتا ہے جس کی قید دوسری جگہ سے ثابت ہو چکی ہو اور بموجب
اس حدیث صحیح صراحت کے خاتم النبیین کے معنی بھی جو بکسر تا قراءت آتے ہیں یہی ہیں
کہ انبیاء بنی اسرائیل میں سے اب کوئی نبی بعد آنحضرت صلعم کے نہیں آ سکتا کیونکہ میں ان کا
ختم کرنیوالا ہوں بلکہ آپ کے فرمانبرداروں میں سے نبی آئینگے جیسا کہ قرآن مجید میں بھی اللہ تعالیٰ
فرماتا ہے ومن يطع الله والرسول فاولئك مع الذين انعم الله عليهم من النبيين
والصديقين والشهداء والصالحين۔ بلکہ ہم کہتے ہیں کہ آپ کی امت کے علماء
اور افراد کو وہ فضیلت حاصل ہو کہ وہ علماء تو کانبیاء بنی اسرائیل ہیں اور جو امتی نبی
طفیلی ہو کر آئینگے وہ انبیاء بنی اسرائیل سے بھی بزرگتر ہونگے کیونکہ جب علمائے امت انبیاء
کی مانند ہونے تو انبیاء امت مرحومہ بنی اسرائیل کے انبیاء سے فضیلت میں بزرگتر ہونے
چاہئیں پھر یہ آیت بھی اس فضیلت کی تائید کرتی ہو کہ ولو نشاء لجعلنا منكم ملئكة
فی الارض يخلفون سچ فرمایا حضرت اقدس نے شعر

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو ۔ اس سے بہتر غلام احمد ہے

اور نبوت کی اگر تشریح دیکھنی ہو تو دیکھو ہمارا رسالہ ستہ ضروریہ کہ جس میں اس حدیث سے بھی مخالفین
کے مزعوم کو بالکل باطل کر دیا [illegible]
اس مضمون میں مرزا صاحب نے تیس دجالوں کی حدیث بھی لکھی ہے جس کا جواب متعدد

رسالوں میں دیا جا چکا ہے پس اس پر ہم مختصر یہ عرض کئے دیتے ہیں کہ ہاں ہم بھی تسلیم کرتے ہیں کہ
بمقابل حضرت سید المرسلین کے دجال ایک بہت ہوئے ہیں اور غالباً تیس پر ہی منحصر نہیں
تیس سو بھی بہت زیادہ ہو گزرے ہیں جیسا کہ دوسری حدیثوں میں آیا ہے جیسا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی حیات میں ہی مسیلمہ کذاب وغیرہ پیدا ہو گئے تھے مگر منافقین اسلام تو خود نعوذ باللہ آنحضرت
صلعم کو ہی کذاب دجال ہی سمجھتے ہیں نعوذ باللہ منہ پھر اب یہ غور کرنا چاہیئے کہ ان فریقین
میں حق و باطل میں کیا واقع ہوا۔ علاوہ بریں ان مابہ الامتیاز کے ایک مابہ الامتیاز یہ بھی
واقع ہوا کہ ایک دوسرے مضمون عادی کو ایک کلمہ طیبہ کہ جسکو اللہ تعالے نے بیان فرمایا
ہے کلمۃ طیبۃ کشجرۃ طیبۃ اصلھا ثابت وفرعھا فی السماء تؤتی
اکلھا کل حین باذن ربھا کیسا ثابت و قائم رہا کیونکہ تمام دنیا میں اشھد ان
لا الٰہ الا اللہ و اشھد ان محمداً رسول اللہ جو آپکے وعاوی ہیں سے ہے گرمی قسم
حشمن فی العالم ہو پانچوں وقت آذانوں میں باواز بلند تمام دنیا میں پکارا جاتا ہے اور
پھر اسکے ثمرات قرب الٰہی اور اسامات یعنی حب اللہ حاصل ہوتے رہتے ہیں اور مسیلمہ
کذاب وغیرہ کا نام بلحاظ کذاب وملعون لیا جاتا ہے **شعر**

بو مسیلم را لقب کذاب ماند ✤ مر محمد را اولو الالباب ماند

کا ذہاں ہی وہ مشرک بھی ہے اگر وہ اللہ تعالے نے ہمارے نے وہ مثل کلمۃ خبیثۃ
کشجرۃ خبیثۃ اجتثت من فوق الارض ما لھا من قرار کسی جڑی
کے زمانہ میں بھی اس ماہ الامتیاز کے نتائج حاصل ہیں اور کثرت کے ساتھ بکثرت مشاہدہ
ہو چکے ہیں جو ان بہت سطروں میں نہیں لکھے کی گنجائش نہیں تھی مجبور روکی گئی ہیں صرف نمونہ
کو کچھ دو صد جو طباعت کر کے حقیقۃ الوحی میں لکھے ہوئے موجود ہیں اور بہت سے
نہیں لکھے گئے جو اجتثت من فوق الارض ما لھا من قرار کے کامل مصداق
تھے اور باقی اب موجود ہیں اگر توبہ نہیں کرینگے تو وہ بھی انہی میں مرکز شامل ہو جاوینگے کسی

ورنہ بعض اپنی حیات ہی میں وہ مبتلا ہوگئے۔ لیکن یہاں اندھیر نہیں ہے ہاں دیر ہو جاتی ہے
اسیلئے ہم دیکھتے ہیں کہیں پر عصائے موسیٰ والا الہی بخش اکونٹنٹ اور کہیں پر چراغ دین جمونی
وغیرہ وغیرہ اور کہیں پر لیکھرام اور آتھم اور ڈوئی وغیرہ وغیرہ جو بموجب الہامات شایع
شدہ کے ہلاک و برباد ہوگئے اور حضرت جری اللہ فی حلل الانبیاء کی وفات شریف بموجب
الہامات و بشارات شایع شدہ کے واقع ہوئی۔ دیکھو رسالہ حیات الانبیاء فی وفات
الانبیاء وغیرہ وغیرہ اور آپکا سلسلہ احمدیہ حقہ وقتاً فوقتاً روز افزوں ترقی پذیر ہے کما
فی الالہام۔ و اما نرینک بعض الذی نعدھم او نتوفینک۔ سیدنا ماسٹر صاحب
ترجمہ حدیث دوسرا جلد میں یہ بھی تحریر فرماتے ہیں کہ اس حدیث کا باقی ترجمہ بوجہ طوالت نظر
انداز کر کے صرف مطلوبہ حصہ تحریر کیا گیا ہو ایما اناظرین سید ماسٹر صاحب نے جو پہلے چودھویں
میں اندر اوہام پر اختصار حدیث کا اعتراض کیا تھا وہ اس اپنے ہی قول سے سو عرض نے
رد کر دیا یخربون بیوتھم بایدیھم وایدی المومنین۔ اور انجیل
میں تو حضرت عیسےٰ کو دوبارہ آنا بموجب اس اپنے فیصلہ کے جو الیاس نبی کے دوبارہ آنے
میں وہ کر چکے ہیں لکھا ہے پس انجیل مرقس باب ۱۳ کی آیات ۲۱ و ۲۲ آپکو کیا نفع دیسکتی
ہیں جب کہ صادق وکاذب کا معیار ہم ہی لکھ چکے ہیں۔ اور انہی درسوں کے آگے اپنے آنیکے
نشانات حضرت عیسےٰ نے بتلائے ہیں جو اس زمانہ بعثت مسیح موعود میں موجود ہیں واضح ہو
کہ چونکہ اس تحریر میں اختصار کو بہت مدنظر رکھا ہے اسلئے ان وساوس کے رد کی طرف توجہ
کی گئی جنکو مخالف احادیث ثلاثہ سے جو اس نمبر ششم میں مذکور ہیں اپنا بڑا مایہ ناز سمجھتے ہیں
باقی دیگر لغویات و بیہودات کے رد کی طرف توجہ نہیں کی گئی۔ ولیس من تقریری نفع القرور

نغمۂ اکمل حصہ دوم تیار ہوگیا۔ ان احباب کی خدمت میں جو خدا کے پیارے مسیح کو
عشق ومحبت کا تعلق رکھتے ہیں اور جو رنج وفراق کی بیقرار کرنیوالی گھڑیوں کو دیکھتے ہیں التماس
عرض ہو کر انکا سوز انکا مرہم راز انکا غمگسار نغمۂ اکمل حصہ دوم تیار ہوگیا قیمت ۲ فی نسخہ قادیان

ان ارید الا الاصلاح

یہ مضمون ہمارے دوست منشی غلام حسین صاحب نے نہایت محنت و جانفشانی و تدقیق و تحقیق سے حضرت خاتم الانبیاء علیہ التحیۃ والثناء کی ایک پیشگوئی کی تصدیق میں لکھا ہے کہ میری امت میں سے ایک فرقہ حضرت علیؓ کے بارے میں نصاریٰ کا مثیل ہو جائیگا۔

منشی صاحب کی وسعت نظر و علمی تبحر کا ثبوت خود انکا مضمون ہو کر [illegible] اسکا موجب ہے اگر کوئی ایسی بات اس فرقہ کی طرف منسوب ہو جسکے وہ قائل نہ ہوں تو ہم بڑی خوشی سے اس کی تردید کرنے کو تیار ہیں کیونکہ مقصد تحقیق حق و تزکیہ نفوس یعنی اصلاح ہے جو بہت برجستہ عنوان بالا سے واضح ہے۔

معزز ناظرین! اس مضمون میں انشاء اللہ مجھکو یہ دکھانا ہے کہ عام طور پر مذہب شیعہ کے کون کون سے عقاید عیسائیوں کے ساتھ ملتے جلتے ہیں

مشابہت کا مجمل بیان

علامہ شہرستانی نے لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کے گمراہ فرقوں کو سابقہ امت کے ساتھ تشبیہ دی ہے اور فرمایا ہے کہ قدریہ اس امت کے مجوس ہیں اور مشبہ اس امت کے یہودی ہیں۔ والرافضۃ نصاریہا اور رافضی اس امت کے نصاریٰ ہیں۔ ملل و نحل مطبوعہ مصر صفحہ [illegible]

لیکن جب ہمارے شیعہ بھائی ہمارے شہرستانی کی صدق بیانی کو کب مانتے ہیں اسلئے بہتر ہے کہ میں حسب معمول ان ہی کی کتابوں کی طرف رجوع کروں وباللہ التوفیق

(۱) جناب علی علیہ السلام سے مروی ہے کہ میں ایک دن آنحضرت صلعم کی خدمت میں آیا اور آپ قریش کے ایک مجمع میں بیٹھے تھے آپنے میری طرف دیکھا اور فرمایا۔ یا علی انما

مثلك في هذه الامة كمثل عيسى بن مريم احبه قوم فافرطوا في حبه فهلكوا وابغضه قوم فافرطوا في بغضه فهلكوا واقتصد فيه قوم فنجوا" ترجمہ اے علی! بتحقیق تمہاری مثل اس امت میں عیسے بن مریم کی سی ہے ایک قوم نے اس سے محبت کی اور اس محبت میں حد سے بڑھ گئے پس ہلاک ہو گئے۔ اور ایسا ہی ایک قوم نے اس سے بغض کیا اور بغض میں حد سے بڑھ گئے پس ہلاک ہو گئے اور ایک قوم نے اعتدال کو ملحوظ رکھا پس وہی نجات پا گئے۔ حدیث مذکور دیکھو تفسیر صافی اکلوا مجمع البیان زیر آیت ولما ضرب ابن مریم مثلا مطبوعہ بمبئی صفحہ ۴۷۲ نیز دیکھو کتاب حیوۃ القلوب جلد اول باب ۲۲ حالات عیسی علیہ السلام صفحہ ۴۵۸ مطبوعہ لکھنؤ

(۲) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جناب علی علیہ السلام کو خطاب کر کے فرماتے ہیں ان فيك شبها من عيسى بن مريم ولولا ان يقول فيك طوائف من امتي ما قالت النصارى في عيسى بن مريم لقلت فيك قولا لا تمر بملأ من الناس الا اخذوا التراب من تحت قدميك يلتمسون بذلك البركة" فروع کافی کتاب الروضہ صفحہ ۳ مطبوعہ لکھنؤ ترجمہ اے علی! تم میں کچھ عیسی بن مریم کی طرح ایک بات ہے۔ اگر اندیشہ نہ ہوتا کہ میری امت کے گروہ میں تیرے حق میں وہی کچھ کہنے لگیں گے جو کچھ نصاری نے عیسی بن مریم کے حق میں کہا۔ تو میں تمہارے حق میں ایک ایسی بات کہتا یعنی تمہاری فضیلت میں کہ جن لوگوں کے پاس سے آپ گزر جاتے وہ آپکے قدموں کی خاک اٹھا لیتے اور اس سے برکت پاتے۔

معزز ناظرین! یہ حدیث آپکی خاص توجہ کے لائق ہے مطابق اسکے آنحضرت صلعم نے حضرت علی کے بارہ میں وہ خاص قول ارشاد فرمانے سے زبان مبارک کو روک لیا۔ اگر بیان فرماتے تو بھی تو کئے خیال میں زیادہ سے زیادہ لوگ یہی کہتے کہ حضرت علیؑ کے قدموں کی خاک سے برکت ڈھونڈتے مگر جیسا کہ آئندہ روایات سے واضح ہوگا اگر آنحضرت صلعم

زندہ ہوتے تو دیکھتے کہ امت کے بعض فرقوں نے جناب علی کی قدم رسول کی خاک کو جبریل کا
سرمۂ چشم بنایا۔ اور اسکی ذات کو بشریت سے نکال سدرۃ المنتہیٰ میں موجود ملائکہ ٹھہرایا
بلکہ بعض نے تو اللہ میاں کو کرسی خدائی سے برطرف کر کے جناب علی کو الوہیت کا سہرا پہنا دیا
(۳) صافی میں ایک حدیث امام باقر سے مروی ہے جس کا ماحصل یہ ہے کہ بعد وفات
آنحضرت صلعم آپ کے بارہ اوصیا (خلفاء) مقرر ہوئے تھے جن میں سے امام فرماتے ہیں کہ
بعض گزر گئے اور بعض باقی ہیں اور آنحضرت صلعم کے یہ اوصیا حضرت عیسے کے اوصیا
(حواریوں) کے چلن پر ہوتے تھے چونکہ بارہ تھے۔ اسکے بعد اصل حدیث میں یہ فقرہ ہے "
وکان امیر المومنین علی سنۃ المسیح یعنی جناب علی مسیح کی سنت پر تھے۔ دیکھو
اصول کافی کتاب الحجۃ صفحہ ۲۷۹ مطبوعہ لکھنو اور صافی شرح اصول کافی باب ۲ و حدیث
ششم صفحہ ۱۰۳ مطبوعہ لکھنو

اسکے بعد ذیل میں ہر دو مذاہب مذکورہ کے بعض عقائد کو تفصیل کے
ساتھ پیش ناظرین کیا جاتا ہے۔

عقاید نصاریٰ	عقاید شیعہ
(۱) الوہیت مسیح قرآن مجید سے ظاہر ہوتا ہے کہ نصاریٰ نے حضرت مسیح کو عین ذات خدا مان لیا ہے جیسے کہ فرمایا لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ھو المسیح ابن مریم یعنی کافر ہیں ان لوگوں نے جنہوں نے کہا کہ مسیح ابن مریم ہی خدا ہے کہیں مسیح کو ابن اللہ کہا گیا ہے جیسے کہ فرمایا وقالت النصاریٰ المسیح ابن اللہ	(۱) الوہیت جناب علی علیہ السلام و دیگر ائمہ اہلبیت کرام شیعیان غالی جیسے کہ اپنی عبداللہ ابن سبا ہے اسکے سب فرقے جناب علی کو خدا کہتے ہیں تفسیر قمی میں الکا عقیدہ ہے کہ عبداللہ ابن سبا نے ایک دفعہ جناب علی سے عرض کیا تھا۔ "انت انت یعنی انت اللہ" تذکرۃ الائمہ مجلسی صفحہ ۹

عقائد نصاریٰ	عقائد شیعہ
یہ بھی ظاہر ہو کہ ابن سے مراد دوسرے اقنوم کو انسان کیطرح نہیں ہو سکتی بلکہ نصاریٰ کا مطلب یہ ہو کہ مسیح خاص الخاص مقرب خدا ہے اور خدا کے داہنے ہاتھ بیٹھا ہوا ہے کہیں تثلیث کے رنگ میں بیان فرمایا۔ لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ثالث ثلاثہ۔ یعنی کفر کیا انہوں نے جنہوں نے کہا کہ خدا کی ذات میں تین اقنوم ہیں۔	علیاویہ کا عقیدہ کہ علی خدا ہیں اور محمد انکے بندے ہیں۔ توضیح المقال مطبوعہ ایران۔ غرابیہ کہتے ہیں کہ خدا نے جبرئیل کو جناب علی کے پاس بھیجا تھا مگر وہ بھول کر محمد صلعم کے پاس چلا گیا کیونکہ محمد صلعم علی کے مشابہ تھے اور جبرئیل پر لعنت کرتے ہیں کہ کیوں علی کا حق رسالت محمد صلعم کو دیدیا بعض کہتے کہ وہ خدا تھے۔ تذکرۃ الائمہ صفحہ ۹۱
ایک فرقہ نصاریٰ کا عقیدہ لکھا ہے کہ بدن مسیح خدا کا جسم درحقیقت گوشت و پوست کا جسم نہیں تھا بلکہ صرف بظاہر ایک آسمانی صورت تھی یہ کسواسطے کہ الوہی جسم بننے میں موروثی گناہ کو اس میں شامل ہونا پڑتا تھا اور اس صورت میں الوہیت کا اتصال اسکے ساتھ ممکن متصور نہیں تھا۔ اسی قسم کی نسبت ایک اور محقق کا مقولہ ہے کہ ایسا ہی ہوا کہ مسیح شکل انسانی میں گو ظاہر ہوا مگر حقیقت میں وہ انسان نہ تھا انتہیٰ دیکھو ڈکشنری آف سیکٹس اینڈ ہیریسیز مصنفہ جان ہنری بلنٹ مطبوعہ ۱۸۷۴ء در ذکر فرقہ ڈوسیٹے	خطابیہ امام جعفر صادق کو خدا مانتے۔ ان الصادق ھو اللہ۔ توضیح المقال صفحہ ۴۴ نازوسیہ بھی بالوہیت آنحضرت صادق قائل ہیں۔ تذکرۃ الائمہ صفحہ ۴۰ یہ تو غالیوں کی باتیں ہیں۔ ہمارے مولانا عشری صاحبان اب تاویل کرینگے۔ اسواسطے مشتے نمونہ خروارے انکے عقیدہ کو جو انکی کتابوں میں ہیں عرض کرتا ہوں۔ (۱) انسکی نسبت انکا یہ کہ وہ اپنی مرضی سے مرتے ہیں۔ حوالہ فی کتاب "بالجملہ پھر ملک الموت عزرائیل بفرمان او روح قبض میکند" انتہیٰ یعنی ملک الموت حضرت علی کے حکم سے روح

عقائد نصاریٰ	عقائد شیعہ
	قبض کرتا ہو (بحوالہ کہ جبرئیل جناب علی کا شاگرد ہو تذکرہ صفحہ ۴۴) پھر لکھا ہو کہ جبتک علی حاضر نہ ہوں فرزند پیدا نہیں ہوتا گویا [illegible] و لا حیوۃ اسکو مقابلہ کیا گیا ہو۔ (۲) علی مسجود ملائکہ (۱) شیطان روایت کرتا ہے کہ جب میں ملائکہ میں مجھکو بارہ ہزار سال عبادت کرتے ہو چکے تو دیکھا ایک بڑی شعاع روشن نور کی گزری عرض کیا گیا کہ بار خدایا یہ کس کا نور ہے جواب ملا کہ "این نور طینت علی ابن ابیطالب است" عین الحیات مجلسی (۳) آنحضرت صلعم فرماتے ہیں کہ معراج کی رات میں نے حضرت علی کی تصویر سدرۃ المنتہیٰ کے پاس دیکھی "دیدم کہ ملائکہ نزد آں صورت مثل من تعظیم میکردند [illegible] از تمثال ابن ابیطالب نزد آنحضرت علی" حیوۃ القلوب جلد ۲ صفحہ ۱۰۲ (۴) معین کبریٰ حضرت علی کی شکل بار آنحضرت کیساتھ تھی "و مثالک مثل [illegible] خلق" تفسیر صافی صفحہ ۳۰۰ (۵) اللہ جو وحدہٗ [illegible] ہے اس نے سوقت میں جناب علی کے لب و لہجہ میں آپ رسول اللہ سے باتیں

عقاید نصاری	عقاید شیعہ
	کی ذریت ہیں وفی کشف الغمہ انہ سئل بای لغۃ خاطبک ربک لیلۃ المعراج فقال خاطبنی بلغۃ علی بن ابی طالب فالہمنی صافی زیارت سبحان الذی اسری (۵) تمام جہان کی چیزیں خدا کی طرف سے اسلئے ہیں کہ ائمہ کی اطاعت کریں۔ امام حسینؑ فرماتے ہیں "واللہ ما خلق اللہ شیئاً الا وقد امرہ بالطاعۃ لنا" ناسخ التواریخ جلد ششم کتاب دوم صفحہ ۲۴۰ (۶) جناب علی علیہ السلام بیت اللہ شریف میں پیدا ہوئے
(۳) تثلیث۔ رومن کیتھولک نصاری میں حضرت مریم کی ایسی تعظیم کیجاتی ہے جیسا خدا کی ہوتی ہے ایک خاص فرقہ ایسا تھا جو اقنوم ثلاثہ میں باپ بیٹے کے ساتھ مریم کو بھی شامل کرتے تھے جیسے کہ قرآن مجید میں یا عیسیٰ ابن مریم ءانت قلت للناس اتخذونی وامی الہین یعنی اے عیسیٰ تو نے لوگوں کو کہا تھا کہ مجھکو اور میری ماں کو الٰہ پکڑو۔ ایک دوسری آیت میں بھی جیسے کہ ثالث ثلاثۃ	(۳) شیعوں میں بجائے تین کے پنجتن کو مانتے ہیں قدیم شیعوں میں ایک فرقہ شیعہ تھا جسکا عقیدہ تھا کہ خدا نبی و علیؑ و فاطمہؓ و حسنؑ و حسینؑ پر تنزل ہوا ہے یہ پانچوں خدا ہیں۔ تذکرہ ورثہ صفحہ ۹۰ آجکل بھی سب اثنا عشری اپنے آپکو پنجتنی کہتے ہیں۔ ایک اور گروہ بھی ہے جسکا اسی عقیدے سے تعلق ہے نام ہے وہ کہتے ہیں کہ سلمان فارسی ابوذر غفاری۔ مقداد۔ عمار بن یاسر۔ عمرو بن امیہ

عقاید نصاری

یانی ہائی ہوسیاں فرقہ کے کات یا کلات عیسیٰ مسیح اور اسکی ماں دونوں کو مانتے تھے۔ آجکل کے پروٹسٹنٹ عیسائی مریم کو نکال کر روح القدس کو تثلیث میں شامل کرتے ہیں۔

(۳) اعتقاد شبیہ مسیح وما قتلوہ وما صلبوہ ولکن شبہ لہم بعض نے اس کو مراد امر حقیقت کے مشتبہ ہوجانے سے لی ہے اور بعض نے یہ کہ مسیح کی صورت کسی اور شخص پر ڈالی گئی جو مسیح کا مشابہ ہوگیا" قال بعضھم الوجہ وجہ عیسیٰ والبدن بدن ... وقال قوم صلبہ الناسوت ... اللاھوت تفسیر صافی زیر آیت ولکن شبہ لہم

ایک فرقہ ڈوسٹے کا عقیدہ ہے کہ مسیح نے صلیب کے وقت تکلیف اٹھاتے ہوئے حقیقت میں تکلیف کو محسوس نہیں کیا تھا۔ مگر یہودیوں کو ایسا ہی معلوم ہوتا تھا۔ ہسٹری آف سیکٹس صفحہ ۳

عقاید شیعہ

پانچواں بزرگ خدا کی طرف سے دنیا کے انتظام پر مقرر ہیں اور خدا سے مراد انکی ذات عقل منتہی عقل جناب علی ہیں" توضیح المقال صفحہ ۱۹۴ اس گروہ کا ذکر آنریبل سید امیر علی صاحب بالقابہ نے بھی اپنی تحریرات میں فرمایا ہے دیکھو سپرٹ آف اسلام ایڈیشن اول صفحہ ۳۰۰

(۳) شافیہ کا عقیدہ لکھا ہے کہ حضرت علی خود شہید نہیں ہوئے بلکہ شیطان انکی صورت پر ہوگیا اور قتل ہوا۔ "بلکہ شیطان بصورت علی گردید و کشتہ شد" تذکرہ صفحہ ۹۰

(۲) امام حسین کی نسبت بھی ایسا ہی عقیدہ تھا کہ حنظلہ بن اسعد الشامی پر امام کی صورت ڈالی گئی اور وہی مقتول ہوا۔ وفیھم قوم یزعمون ان الحسین بن علی لم یقتل وانہ القی شبہہ علی حنظلۃ بن اسعد الشامی تفسیر صافی زیر آیت ولن یجعل اللہ للکافرین علی المؤمنین سبیلا

(۳) منصور عباسی نے امام صادق اور انکے بیٹے اسمٰعیل کو جلا کر شہید کروا دیا مگر دونوں صاحب بدستور زندہ تھے قتل نہ ہوئے

عقاید نصاریٰ	عقاید شیعہ
	میں لکھا تو وہ گئے ہو خرسرنہ سے تھے آخر روایت میں لکھا ہے فکان لقول تعالیٰ وما قتلوہ وما صلبوہ ولکن شبہ لہم کتاب فرائج مطبوعہ بمبئی صفحہ ۹۹
(۴) کفارہ مسیح تمام دنیا کی بخشش کی خاطر خدا نے اپنا پیارا بیٹا قربانی دیدیا اب چاہیے کہ سب لوگ بیٹے پر ایمان لائیں تاکہ انکے اگلے پچھلے گناہ بخشے جائیں	(۴) شیعوں میں لکھا ہے امام حسین مسلم ہر کو حتف طور پر مشاہدہ کر امام حسین علیہ السلام اسمٰعیل کا فدیہ ہوگئے اور آیت وفدیناہ بذبح عظیم میں مراد امام حسین ہی ہیں۔ اعجاز التنزیل مؤلفہ سید محمد حسن صاحب مرحوم بعض کہتے ہیں کہ امت محمدیہ کی بخشش کی کوئی صورت نہ تھی بجز اسکے کہ امام اپنی جان کو قربان کریں بعض کہتے ہیں کہ صرف شیعوں کے واسطے جو انکی عزاداری کرتے ہیں۔ دولت ایران کا ایک وزیر ملقب بہ لسان الملک لکھتا ہے و در ہمہ آفرینش شایستہ ایں شہادت کہ مفتاح شفاعت عامہ است جز حسین علیہ السلام کس نبود۔ تاریخ التواریخ جلد ششم کتاب دوم
(۵) قبر پرستی مسیح کی ایک قبر بیت المقدس میں ہے جسکی پرستش نصاریٰ کرتے ہیں اگرچہ وہ حقیقی قبر نہیں ہے اصل قبر	(۵) شیعوں میں اماموں کے مزارات پر جانے کے بڑے بڑے ثواب ہیں اور اسی وجہ میں بھی انہوں نے بڑا غلو کیا ہے شیعوں کو کوئی نبی زیارت

عقاید نصاری	عقاید شیعہ
کی نسبت بخاری شریف میں ہے اتخذوا قبور انبیاءھم مساجد خاصکر ملک گیستوراک تو مسیح کی قبر سے دو ساڑھے کو نکی قبروں کی بہت ہی تعظیم و توقیر کرتے ہیں قرون وسطیٰ میں عیسائیوں نے جو صلیبی جنگ مسلمان بادشاہوں سے کئے ہیں جن میں کروڑوں روپے خرچ ہوئے اور لاکھوں آدمی قتل ہوگئے۔ ان کا مقصد یہی تھا کہ مسلمانوں کا مسیح کی قبر پر تسلط نہ ہے	مگر اس نے کربلا کی زیارت کی ہو والا ہمیں بھی الا وقد طاف کربلا صفحہ ۲۹۹ تاریخ التواریخ (۲) موسیٰؑ کی بابت لکھا ہو کہ موسیٰ علیہ السلام نے خدا سے سوال کیا کہ امام حسین کی قبر کی زیارت کا اجر؟ فرمایا فی سبعین الف من الملائکۃ یعنی ستر ہزار فرشتوں کے ساتھ زیارت کی تاریخ صفحہ ۳۰۴
	(۳) من زار قبر الحسین عارفاً بحقہ غفر له ما تقدم من ذنبه وما تاخر یعنی جو امام حسین کی قبر کی زیارت کرے گا اس کے اگلے پچھلے گناہ معاف ہو گئے۔ دوسری جگہ ہے کہ کتب الله فی اعلیٰ علیین مع الملائکۃ المقربین تاریخ صفحہ ۳۰۴
	(۵) امام رضا علیہ السلام کے مزار پر جانے کا ثواب دس لاکھ حج کے برابر رکھا ہے دیکھو کتاب جامع الاخبار
	(۶) فریضہ حج کی تکمیل نہیں ہوتی جب تک امام کے حجرات پر نہ جائیں۔ دیکھو تفسیر صافی زیارت و اتموا الحج والعمرۃ
(۷) مذہبی امور میں واقعات کو بشریعیہ اصول	(۷) محققین یورپ کے کہ ایران میں فدا کے

عقائد شیعہ	عقائد نصارٰی
کے رواج پذیر ہونے کی بابت لکھا ہے لیکن ایران کے قومی لٹریچر کے مختصر بیان کو ہم ختم نہیں کر سکتے جب تک ڈراما کے ترقی پذیر ہونے کی طرف توجہ نہ دلائیں جو کہ انیسویں صدی کے آغاز سے شروع ہو گیا ہے یونانی ڈرامے اور یورپ کے قرون متوسط کی مسٹریز کی تمدنی ایک خاص مذہبی رسم کی یادگار ہے جو کہ صدیوں سے محرم کے پہلے عشرہ میں سال بسال منائی جاتی ہے ان کھیلوں میں ماتم حسین کو شیعہ کیا جاتا ہے شہزادہ قاسم کی شادی اسیر تیمور کے پارٹ کئے جاتے ہیں۔ عموماً ایکٹر اصفہان کے باشندے ہوتے ہیں اور مسجدوں کے صحن مکانوں کاروان سراؤں میں خاص منڈوے بنائے جاتے ہیں جہاں یہ ڈرامے کئے جاتے ہیں مختصر بقدر حاجت مفصل دیکھو انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا زیر لفظ پرشین لٹریچر ڈراما کے بیان میں پرشین ڈراما کے ذیل میں ہندوستان پنجاب میں جو عشرہ محرم میں دلدل اور مہندی اور تابوت بنائے جاتے ہیں سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ رسم کہاں سے آئی اور کس	کے لوگوں کو دکھایا قریب گیارہویں صدی عیسوی کے ملک فرانس میں مشہور مرکل پلے کی ابتدا ہوئی ہونے والے مضمون میں نہایت ابتدائی حالت میں بہت مختصر ہے۔ دیکھو انسائیکلوپیڈیا امریکن اور انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا زیر لفظ ڈراما

عقاید نصاری	عقاید شیعه
	نظر سے دیکھنا چاہیئے مذکورہ بالا انکشاف سے صاف ثابت ہوگیا کہ یہ رسم اسی سرزمین سے آئی ہے جس کو مذہب شیعہ ہندوستان میں آیا یعنی ایران اور یہ رسم بھی وہیں سے منتقل ہو کر سالفہ آئی ہو
(۷) عصمت۔ نصاری کہتے ہیں کہ مسیح کو ہے اور انکے سوا جس قدر نبی رسول ہو گزرے ہیں سب گنہگار تھے۔ اس بارہ میں انکو بڑا غلو ہے اور قرآن اور حدیث سے دوسرے انبیاء کے عموماً اور حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معائب و مثالب خصوصاً تلاش کرتے اور شائع کرتے رہتے ہیں۔	(۷) شیعوں کو بھی مسئلہ عصمت میں بڑا غلو ہے یعنی وہ مانتے ہیں کہ بارہ امام ہر قسم کے صغیرہ و کبیرہ و سہو و نسیان سے بھی معصوم تھے لیکن سوا تمام اصحاب و ازواج مطہرات اور خود اماموں کے بھائی اور سادات بنی ہاشم سب غیر معصوم ہیں۔ حیوۃ القلوب جلد اول میں شاید ہی کوئی نبی ہوگا جسکا کوئی نہ کوئی قصور یا عیب و ثواب پسند ذکر نہ ہوا ہو اسی طرح ملائکہ کی نسبت ذریعہ انکا ذکر بھی ہے جیسے فطرس اور دردائیل جنکو خدا نے معتوب بنا کر کسی جزیرہ پر پھینک دیا تھا اور علی جانا چاہیے کہ ہاروت و ماروت چاہ بابل میں ہیں۔ فطرس اور دردائیل کا ذکر دیکھو کتاب تحفۃ التواریخ صفحہ ۵ ہاروت و ماروت کے لئے تفسیر صافی زیر آیت ببابل ہاروت و ماروت صفحہ ۲۹

عقائد نصاری	عقائد شیعہ
	نبی اور ملائکہ جو خدا کے خاص فرمانبردار مخلوق ہیں ان سے گناہ و خطا کا ارتکاب ممکن لیکن کیا مجال کہ ائمہ کرام کی طرف کوئی سہو و نسیان بھی منسوب کیا جائے ان هذا الشیء عجاب
(۸) تقیہ ۔ تولّا ۔ تبرّا	(۸) شیعہ میں خاصکر اثنا عشریہ میں تقیہ اصل الاصول ایمان ہے (۱) لکھا ہے کہ دین میں نو حصہ تقیہ ہے اور ایک حصہ دین ہے جو تقیہ نہ کرے اسکا کوئی دین نہیں۔ اصول کافی باب التقیۃ
(۱) سب سے پہلے پولوس تقیہ کا مجوز ہے جس کے نزدیک خلاف واقعہ بات کہکر بھی اپنے مذہب کی تائید کرا لینا جائز تھا۔ دوسرے بقول محققین نصاری میں سے ایک گروہ باشیلین تقیہ میں مشہور و معروف ہے جو مخالفین سے ڈر کر اپنے عقائد کو پوشیدہ رکھتا تھا۔	تاریخی طور پر ثابت ہے کہ سب سے پہلے شیعوں ہی نے بتقلید باشیلین نصاری کے تقیہ کو لازم قرار دیا اور پھر اسمٰعیلیہ و اثنا عشریوں نے اسکو مذہب کا شعار بنا لیا یہانتک کہ اب تو قوم عوام ہو یا خواص تقیہ کرنا شیعوں کی عادت بلکہ طبیعت ثانیہ ہو گئی ہے دیکھو سپرٹ آف اسلام صـ۲۹۳
(۲) تولّا کے معنے محبت کے ہیں۔ نصاری میں لفظ محبت بہت مستعمل اور ایک خاص اور وسیع مفہوم رکھتا ہے یہانتک کہ وہ کہتے ہیں۔ خدا محبت ہے اس محبت کے مقابلہ میں بڑے سے بڑا گناہ بھی فوراً معاف ہو سکتا ہے لیکن اسی غلو محبت نے انکو ڈبو دیا	(۲) شیعوں میں بھی محبت اہلبیت کے بڑے بڑے ثواب ہیں جنکی موجودگی میں عبادت سے کچھ ضرورت نہیں۔ اول تو ہر وقت شیعوں کی پیٹھ سے گناہ جھڑتے رہتے ہیں۔ جیسے خزاں میں درختوں کے پتے اور کوئی بڑا سخت گناہ جھڑنے سے رہ بھی جائے تو وہ بھی نزع تک

عقاید شیعہ	عقاید نصاریٰ
رہتا ہو پھر کیا ہو آنکھیں بند ہوتے ہی سیدھے جنت میں۔ فروع کافی کتاب الروضہ مجالس المومنین صفحہ ۴۴	(۸) تبرا کے متعلق مسیحی بیزار ہیں اور انکا تعلق دل سے ہے لیکن بعض پادریوں کی تمام ہستیاں اسلام اور پیغمبر اسلام کے برخلاف سب بیہودہ بدگوئی کے لئے وقف ہیں
(۸) شیعوں کی ساری کوشش اصحاب ثلاثہ اور ازواج مطہرات میں سے عائشہ اور حفصہ کے خلاف نکتہ چینی اور معائب و مطاعن تلاش کرنے انکا تحریر و تقریر مجالس و اخباروں اور رسالوں میں شایع کرنے پر وقف ہو رہی ہیں یہیں تک نہیں بلکہ لعنت اور سب و شتم کو بھی لازمہ مذہب قرار دیا ہوا ہے۔ ایک حدیث کو امام محمد باقر کی طرف منسوب کیا گیا ہے اس میں لکھا ہے ہم بنی ہاشم ہیں ہمارے چھوٹے بڑے کو شیخین کے حق میں سب اور تبرا کرنے کا حکم دیتے ہیں دیکھو رجال کشی اور مجالس المومنین صفحہ ۴۴ ترجمہ کمیت بن زید	غرض مذہب وملت اسلام کے ساتھ انکو جو قلبی تعصب اور بغض ہے وہ ظاہر ہے۔ حاجت تشریح نہیں۔
(۹) شیعوں کے معتبر عالم علامہ بہائی نے لکھا ہے کہ ہماری حدیث کی کتابیں جنکو اصول کہتے تھے شروع میں چار سو تھیں پھر ان میں سے چھانٹ کر معتبر اور مستند احادیث کو دوسری کتابوں میں منضبط و مدون کیا	(۹) عیسائی کتابیں اور کتابوں میں تحریفات تحریف۔ گمشدگی اصل کتب (۱) محققین نصاریٰ نے ثابت کیا ہے کہ ابتدا میں کئی انجیلیں تھیں لیکن نصاریٰ کی کونسلوں نے باقی کو چھوڑ کر صرف چار انجیل

عقاید نصاری

مروجہ کو معتبر اور مستند قرار دیا تھا

(۲) اور یہ بھی ثابت ہو گیا ہو کہ عہد نامۂ عتیق اور عہد نامۂ جدید میں بہت سے باب اور جملے الحاقی ہیں۔ اور اب بھی قدیم ترجموں میں اور حال کے ترجموں میں بڑا اختلاف اور تغییر و تبدل اللہ تو ہو گیا ہو اسی کی طرف کلام مجید میں آتا ہے کہ فویل للذین یکتبون الکتب بایدیھم ثم یقولون ھذا من عند اللہ

(۳) تحریف بھی ثابت کی گئی ہو خواہ لفظی ہو خواہ معنوی جیسے کہ قرآن مجید میں ہے یحرفون الکلم عن مواضعہ یعنی کلمات کو اپنی جگہ یا اپنے موضوع سے پھیر دیتے ہیں دوسری جگہ فرمایا۔ وان منھم لفریقا یلوون السنتھم بالکتب لتحسبوہ من الکتب و یقولون ھو من عند اللہ وما ھو من عند اللہ و یقولون علی اللہ الکذب وھم یعلمون

یعنی اور بیشک ان میں سے کچھ ایسے لوگ ہیں کہ کتاب کو زبان مروڑ مروڑ کے کچھ کا کچھ پڑھ جاتے ہیں تاکہ تم یہ جانو کہ جو پڑھتے ہیں

عقاید شیعہ

کی مثلاً کافی و من لا یحضرہ الفقیہ و تہذیب و استبصار و مدینۃ العلم و خصال و امالی و عیون الاخبار وغیرہ آگے لکھا ہو کہ والاصول الاربعمائۃ الاولی ھی التی علیھا المدار فی ھذہ الاعصار یعنی پہلی چار کتابیں جو ہیں انہی پر اس زمانہ میں مدار ہے کتاب ہدایت بہبانی صفحہ ۴ مشہور کتاب ہی ترضیح المقال

(۲) میں خدا کے فضل سے ثابت کر سکتا ہوں کہ ان انقلاب شدہ کتابوں میں سیکڑوں نہیں تو بیسیوں روایتیں اور حدیثیں الحاقی اور جعلی بناکر اماموں سے منسوب کی گئی ہیں۔ علامہ بہبانی باوجود دیکر چار سو میں سے چار کتابوں کو معتبر فرماتے ہیں مگر ہم اسکو ایڈیٹر صاحب اصلاح ایک موقعہ پر فرماتے ہیں کہ ایک شخص بھی علماے شیعہ سے اسکا قائل نہیں کہ کل احادیث کتب اربعہ صحیح ہیں الخ رسالہ الشمس نمبر ۲۲ جلد ۲ صفحہ ۹۔

جب یہ حالت ہے کہ کل احادیث کتب اربعہ صحیح نہیں ہیں تو پھر احادیث ماتم پڑھکر

عقاید نصاری	عقاید شیعہ
وہ کتاب میں لکھا ہوا ہے۔ حالانکہ وہ کتاب میں سے نہیں ہے اور کہتے ہیں کہ یہ اللہ کی طرف سے نازل ہوا ہے۔ حالانکہ حضرت کے ہاں سے نازل نہیں ہوا۔ اور وہ دانستہ خلاف صورت بولتے ہیں (۲) عیسائیوں نے اصل متی کی انجیل جو عبرانی میں تھی افسوس ہے کہ اسکو کھو دیا ہے موجودہ انجیل در اصل یونانی ترجمہ ہوئی گئی ہے خود محققین یورپ مثلاً گبین نے اس بارہ میں خوب تحقیق کی ہے اور نصاریٰ کو سخت ملامت کی ہے کہ اپنے خداوند کی مادری زبان والی انجیل ہی کھو دی	اس میں بہت سی الحاقی احادیث و روایات ہیں خود الحاد و مگر الحاق کا مجاہدہ تو کتب سماوی پر ہوا جا ہو اگرچہ شیعوں کے ہاں کتب احادیث اشکتب سماوی کے مساوی ہیں مگر شیعہ ہم قرآن مجید میں شیعوں کا الحاق ثابت کرنیکو حاضر ہیں۔ خاتم محدثین علامہ مجلسی نے تذکرۃ الائمہ میں دو سورتیں بہ اسمہ لکھی ہیں جو مصحف عثمانی میں نہیں ہیں۔ ایک کا نام سورہ نورین اور دوسری کا نام سورہ ولایت ہے دیکھو تذکرہ صفحہ ۱۰۰ (۳) لفظی تحریف "یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک" فی شان علیؑ۔ انما انت منذر و "علی" لکل قوم ھاد۔ فاوحی الی عبدہ" فی علی لیلۃ المعراج" ملاحظہ تذکرہ صفحہ معنوی تحریف۔ یومنون بالغیب کہ غیب سے مراد امام غائب ہیں۔ الکافی بین البشری اش اور زبان مروڑ کر پڑھنے کی شکل خدا طرا، یہ ولتکن منکم امۃ" شیعوں کے ہاں یوں ولتکن منکم ائمۃ" یا ایۃ ذخرین وانکم کو وارجلکم پڑھنا وغیرہ وغیرہ

عقائد نصاریٰ

(۵) اتخاذ ارباب
خدا بنا لینا جیسے اتخذوا احبارهم ورهبانهم
اربابا من دون الله والمسيح ابن مريم
یعنی انہوں نے اپنے عالموں اور اپنے زاہدوں
کو اور مسیح ابن مریم کو اللہ کو چھوڑ کے اپنا
خدا بنا لیا ہو
نصاریٰ میں سب سے پہلے پولوس سول تھا جس
نے مسیح علیہ السلام کی اصلی تعلیم کو تبدیل

عقائد شیعہ

(۴) عیسائیوں نے تو صرف ایک متی کی انجیل کو کھویا
شیعوں نے قرآن اصلی کو کھویا جسے جناب علیؑ
نے جمع کیا تھا مصحف فاطمہ کو کھویا جو قرآن
موجودہ سے تین گنا ضخیم تھا۔ کتاب علی کو کھویا جو
اونٹ کی ران کے برابر موٹی تھی اور جس میں تمام
حوادث اور تمام واقعات کا جو قیامت تک
واقع ہونے تھے مندرج تھے چار سو کم چار لاکھ
تحریم احادیث ائمہ کو ضائع کر دیا حالانکہ ان تمام
نوشتوں کا موجود رہنا ضروری تھا ان قیمتی اور
بے بہا کتابوں کا موجود ہونا مسلمانوں کے لئے
خاص کر کے آجکل بڑا ضروری تھا جبکہ پہلے سے
حوادث شروع ہو رہے ہیں۔
(۵) شیعہ کے ارباب میں سے چند ایک کے
اسماء یہ ہیں
(۱) ارباب سوا اول عبد اللہ ابن سبا جس نے عقیدہ
رجعت اور ہر نبی کا وصی ہونا اور خلافت بلافصل
جناب علی اور پھر آخر کار الوہیت جناب علی کے
مسائل اختراع کر کے رائج کئے اسکے بعد اسکی
اولاد اور اسکی جماعت۔
(۲) مشائخ راویان حدیث الف۔ شیخ جابر جعفی

عقاید شیعہ	عقاید نصاری
زرارہ بن اعین ابو بصیر ابو ہشام مومن طاق عمرو بن فضیل وغیرہم جنھوں نے ائمہ کے نام کی ہزاروں احادیث روایت کیں اور انمیں سیکڑوں بے اعتبار ہیں جو کچھ انہوں نے ائمہ کرام سے منسوب کر دیا ہو خواہ وہ مخالف کتاب و سنت ہی کیوں نہ ہو مگر شیعہ کی مجال نہیں کہ ان اصحاب کی مرویات کو مسترد کر دیں۔ (۳) معز الدولہ دیلمی شیعہ تاریخ میں علی الخصوص قابل ذکر ہے یہی شخص ہے جسنے کہ دور خلفائے عباس کے عہد میں بحیثیت امیر الامرائے خلافت بغداد کے علانیہ صحابہ و صحابیات پر تبرا رائج کرنیکی شرمناک اور مکروہ عادت کی بنیاد ڈالی دیکھو تاریخ ابن خلدون جلد ۳ صفحہ ۴۲۴ اور یہی شخص ہے جسنے امام حسین علیہ السلام کی یادگار میں ہر عشرہ محرم میں سال بسال مجالس تعزیت و سینہ زنی ماتم و سوگ اور مجمع بنا کر عام گذرگاہوں میں نکلنے کی رسم نکالی ابن خلدون صفحہ ۴۲۵ و سپرٹ آف اسلام سید امیر علی صفحہ ۲۸۲ آج تبرا بازی اور تعزیہ داری شیعہ مذہب کا جزو اعظم اور اصل اصول بنا ہوا ہے۔	گرکے اپنی مانے اور خیال کے مطابق کر دیا یہاں تک کہ شریعت رفتہ رفتہ کئی احکام کو غیر ضروری ظاہر کیا اسکے بعد اسی دو ہزار کے عرصہ میں ہزاروں انکے بزرگ فاضل اور عالم اور فقیہ اور پوپ اور پادری صاحبان ہو گزرے اور یہ سب جو عوام کو گمراہ کرنا اپنا فرض منصبی جانتے رہیں

عقائد نصاری	عقائد شیعہ
	(۱۰) پہلا ہو یہ قمی۔ اور آخر میں خاتم محدثین علامہ مجلسی وغیرہ علما دونوں صاحبان بزرگ صاحب تصانیف ہیں انکی تصنیف کا کچھ مطالعہ نہ کیا ہو انکی تحریروں نے بھی ملت اسلام کو نسبت خانہ بڑا نقصان پہنچایا ہو
(۱۱) رجعت ایک دفعہ مر کر پھر دنیا میں لوٹ آنا انجیل میں لکھا ہو کہ مسیح نے اپنے حواریوں کو بتا دیا کہ میں آسمان پر اپنے باپ کے پاس جاتا ہوں اور ابھی یہ نسل باقی ہوگی کہ میں آسمانی بادشاہت کے ساتھ پھر دنیا میں آؤنگا۔ اس وعدہ جلد نظر سے حواری بہت خوش تھے اور پھولے نہ سماتے اور دنیوی عروج اور دولت و عیش کے ہمیشہ طالب رہتے تھے اس امر کی شکایت سر ولیم میور نے اپنی تاریخ ایشیا میں بھی لکھی ہو حواریوں کا زمانہ تو گذر گیا مسیح کی آمد کا انتظار ابتک عیسائی دنیا کو ہے اور یکی فخریہ انتظار جنون کی حد تک پہنچ چکا ہے گرجاؤں میں ابتک آسمانی بادشاہت کے چرچے رہتے ہیں	(۱۱) شیعہ کے ہاں رجعت کا اعتقاد ضروریات (دین) جسکا مطلب یہ ہے کہ حضرت علی اور امام حسین اور امام مہدی پھر زندہ ہوکر قیامت سے پہلے دنیا میں آئینگے حضرت علی کی نسبت تو لکھا ہو کہ کئی دفعہ آئینگے اور اپنے دشمنوں کو قتل کرینگے صفین اور کربلا کے دوبارہ معرکے ہونگے اور پورا انتقام لیا جائیگا۔ جناب علی ۴۴ ہزار سال سلطنت کرینگے اور امام حسین اسقدر مدت کر نہایت ضعیف العمر ہو جائینگے یہانتک کہ آپکے ابروئے مبارک کے بال آپکے منہ پر لٹک پڑینگے دیکھو کتاب حق الیقین مجلسی باب رجعت دفعہ امام صادق فرماتے ہیں جو ہماری رجعت اور ہمارے متعہ کا قائل نہ ہو وہ شیعہ ہی نہیں ہے (از ما نیست کسے کہ ایمان برجعت ما نداشتہ باشد و متعہ را حلال نداند۔ حق الیقین مطبوعہ ایران

عقائد نصاریٰ	عقائد شیعہ
	شیعیان کوفہ و دیگر بلاد میں اور ہر ایک کے ہزار ہزار فرزند پیدا ہونگے اور مشرق سے مغرب تک تمام جہان میں شیعہ کی سلطنت ہو جائیگی حق الیقین و اکمال الدین وغیرہ کتب ملاحظہ ہوں اب واضح ہو کر سب سے پہلے اس آسمانی بشارت یا باصطلاح خود راویان شیعہ "دولت آل محمد" کے ظہور کا وعدہ حضرت علی کی زبانی مروی ہے کہ ستر برس کے بعد مصائب کا خاتمہ ہو جائیگا اور اسکے بعد تمکو خوشحالی نصیب ہوگی دیکھو کتاب الفروع کافی مطبوعہ بمبئی صفحہ ۱۸۹ لیکن بوجہ شہادت امام حسین کے سنہ ۷۰ کی بجائے سنہ ۱۴۰ھ مقرر ہوا اسی طرح سب کو آخری وعدہ سنہ ۱۴۰ھ کے آگے پیچھے تھا مگر ظہور دولت آل محمد کی کوئی علامت یا آثار نہیں نظر آتے تاہم شیعہ بیچارے ابتدائی صدیوں میں سخت انتظار تھے چنانچہ مکہ ہو کر دولت زیدیہ کے شوق میں ایک ضرب المثل ہو گئی ہو شیعہ قرب یا لاسادات یعنی شیعہ سیدوں اور نشانوں میں ہجتے ہیں۔ دیکھو توضیح المقال صفحہ ۱۸۹ مطبوعہ ایران

عقاید نصاریٰ	عقاید شیعہ
	اور ویسے تو آج بھی ہر مجلس اور نماز کے بعد ظہور دولت اللہ کی دعائیں عجل فرجہ عجل فرجہ کرکے مانگی ہی جاتی ہیں
(۱۲) یہودا حواری کی بیوفائی انجیل میں آکر یہودا اسکریوطی نے جو مسیح کا مرید تھا ۳۰ روپے کی خاطر دشمنوں کی طرف سے ہوکر مسیح کو پکڑوا دیا	(۱۲) (۱) عبد الرحمن ابن ملجم قاتل شیر خدا پہلے شیعہ تھا اور بیعت بھی جناب علی کے ہاتھ پر کرچکا تھا دیکھو جلاء العیون مجلسی (۲) محمد بن اشعث جو خود قاتل یا قاتلان امام حسین میں سے ہے وہ بھی پہلے شیعہ تھا اور پھر خارجی ہوگیا دیکھو توضیح المقال صفحہ ۹۰ ترجمہ اشعث بن قیس الکندی

باقی آئندہ

تفسیر ترجمۃ القرآن پہلا پارہ ایک روپیہ مجربات نور الدین حصہ اول دوم وسوم ہر ایک دس آنے تحفۂ سالانہ جلسہ ۱۹۱۴ء عہ حقیقت نماز عہ النصح عہ رد چکڑالوی ۵ر عمدۃ الاحکام عہ خطبات نور حصہ اول عہ خطبات نور حصہ دوم امتیازی نشانات مسیح موعود عہ طبیب روحانی ۲ر ادعیۃ الاحادیث ۱ر ہدایات دربارہ معاملات ۲ر ظہور مسیح ۶ر اربعین ۲ر حضرت اقدس مسیح کی پرانی تحریریں ۲ر الاسماء الحسنیٰ ۵ر مکتوبات احمدیہ ۸ر الموعظۃ الحسنہ ۲ر سلک مروارید ۴ر تشحیذ اگست ۱۲ سے ۱۳ اسلام کی پہلی کتاب ۲ر معیار حق ۸ر

ملنے کا پتہ - دفتر تشحیذ الاذہان قادیان ضلع گورداسپور پنجاب

ریویو
سعادت مریمیہ

قریباً دو ماہ ہوئے کہ ایک کتاب مسمّی کلمۃ چھپی ہوئی مولوی محمد سعید سیکنڈ ماسٹر گورنمنٹ ہائی سکول گجرات
نے ریویو کے لئے ہمیں بھیجی ہم نے اس کتاب کو لفظاً لفظاً بڑے غور سے پڑھا ہے مگر ہمیں نہایت تعجب
ہوا کہ اس شخص نے کیوں اپنا اور ہمارا وقت بیکار تباہ کیا جس سے مسلمانوں کو کوئی اچھا نتیجہ
فائدہ پہنچ سکتا ہو دنیا میں ایسی چھوٹی چھوٹی تمہیدوں اور غیر متعلق باتوں میں بہت سے صفحے خرچ کر کے
مطلب کی جو بات کہی ہو وہ یہ ہے کہ مسیح کو بے باپ ماننے سے قریب ہے کہ آسمان پھٹ جائیں
زمین شق ہو جائے اور پہاڑ ریزے ریزے ہو کر گر پڑیں۔ اور یہ قرآن شریف میں لکھا ہے
میں بھی بیس سال سے قرآن مجید پڑھتا ہوں اور اس سے محبت رکھتا ہوں مگر مجھے کوئی آیت اس
مضمون کی نہیں دکھی جس میں مسیح کے بے باپ ماننے کے عقیدہ پر یہ تہدید ہو۔ البتہ قالوا
اتخذ الرحمٰن ولداً کے ساتھ یہ تہدید ہے مگر میں نہیں سمجھ سکتا کہ مسیح کو بے باپ ماننے سے
یہ کس طرح لازم آتا ہے کہ وہ رحمٰن کا بیٹا ہو۔ جبکہ آدم کو ہم بے ماں اور بے باپ مانتے ہیں اور وجہ
اس کے اسے ولد الرحمٰن قرار نہیں دیتے۔ دوسری بات جو چودھویں صدی کے عجیب و غریب مصنف
نے بار بار لکھی ہو وہ یہ ہے کہ وقولهم علی مریم بہتاناً عظیماً سے اسی صورت میں
یہودی لعنت کے سزاوار ہو سکتے ہیں جب کہ مسیح کی پیدائش مریم کے بطن سے کسی جائز
شوہر کے ذریعے ہو چکی ہو ورنہ نہیں۔ اور بقول مصنف کے الفاظ میں بحیثیت خالق خدا کو حق
نہیں ہے کہ وہ ہمیں اس بات کے ماننے پر مجبور فرمائے کہ ضرور ہم جیسے انسان بغیر قدرت خدا کو
ہی پیدا ہوا ہو۔ سچ تو تعجب ہے کہ آدم کی مثال مسلمہ فریقین موجود ہے پھر کہا جاتا ہے کہ
بے باپ پیدا ہونا ممکن ہی نہیں حالانکہ تقریباً تمام قوموں میں ایسی مثالیں موجود ہیں مخصوص
ان قوموں میں کہ جو یہ اپنی جہالت اور خدا تعالیٰ سے دوری کے ایسے ہی معجزات کو منسوب ہیں اور

حضرت کے خیال پر مجلد ثانی آگئیں دو الہ دیتی ہوں اسکے علاوہ مجھے کوئی دلیل اس کتاب میں نظر نہیں آئی البتہ لمحہ عیسیٰ بشر دلواک بیٹا پر زور دیا ہو کر بشر سے مراد خاوند ہے اچھا صاحب مگر یہ کہاں سے ثابت ہو گیا کہ آپکے مزعومہ خاوند نے مس بھی کیا اور کیا وجہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے قالوا اتخذ الرحمن ولدا کا جواب تو بتلایا اور اس قسم کے تنزیہی کلمات سے یہود اور مریم کے عذر کو بھی کئی جگہ یخلق اللہ ما یشاء سے شروع کیا ہے اور صاف نہیں کہہ دیا کہ بیٹے کا تو باپ تھا عیسائیوں نے الوہیت مسیح پر جو دلائل دئیے ہیں انکا رد وفات مسیح سے تو بار بار دیا ہے مگر یہ آپ جو کہتے ہیں لہ وہ نہیں فرمایا اور نہیں ارشاد کیا کہ اسکا باپ مریم کا جائز شوہر تھا بلکہ جب مریم کو اسکی قوم نے لقد جئت شیئا فریا کہا اس وقت بھی جو شہادت حضرت عیسیٰ نے دی اس میں اپنے والد کا ذکر نہیں کیا حالانکہ یہ امر ایسا تھا کہ اس سے تمام اعتراضات دور ہو جاتے برخلاف اسکے اپنی طرح ذکر کیا اور اپنے مدارج کا جس سے معلوم ہو کہ آپکی پیدائش اسکے حکم سے روح القدس سے ہے اور اسی لئے حضرت یحییٰ کے ذکر کے ساتھ انکی پیدائش کا ذکر ہوا ہے تا ایک خرق عادت امر سے قریشیں کو دوسرے خرق عادت کے لئے رہنمائی ہو اور خدا کو محبوب خدا کی قدرت کا نمونہ دیکھیں مصنف کے پاک لٹریچر کا نمونہ دیکھنا ہو تو سنو اور پڑھئے

"درحالیکہ وہ پورا مرد تھا اور بالکل ننگا اور نڑاد تھا مریم کی انکے دیکھنے سے استجاب
ہوا اور وہ ڈھول پیٹنے لگیں لیکن اسکا شاہی خدا وند کہ بیٹے والا تھا اس نے
آگے بڑھکر جب تمھاری خدا کے حکم سے تیرے پاس آیا ہوں تا اپنے نطفے سے تجھے
بیٹا بخشوں"

اور اشعار آبدار دیکھنے ہوں جنکو وہ بڑی فیاضی سے دئے گئے ہیں تو کوئی شعر دیکھئے مثلاً میں اب پاتا سلیمان کی نصیحتیں ہوں ٭ خدا مجھے سب کو اور افتخار

ایشیائی شاعری کو میری خیال میں اجازت ہونی چاہئے کہ وہ بھی کھول کر ماتم کرے اور عقیدہ یہ ہو کر میں جب کر چھوٹا بچہ تھا تب ہی سے مجھے اس بات کا یقین تھا کہ میں ایک

له نہیں ہے باپ سے جو الوہیت کا ثبوت دے انہیں آدم کی مثال استادی گئی ہے

بدعت کامہ کے لئے پیدا کیا گیا ہوں" اور دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ "وہ عقیدہ مسیح کا بے باپ پیدا ہونا
جو بنی نوع انسان کو ہلاکت تک پہنچا رہا ہے اسکی غلطی کروں" آپکے نزدیک امت محمدیہ میں
اسوقت تک صرف دو ہی بڑے گناہ ہوئے ہیں ایک مسح کا کرنا اور دوسرا "ناقابل بخشش
گناہ (مسیح کو بے باپ ماننا)" اور بقول مصنف حضرت سرسید احمد خان صاحب کے سب
ماخ ہیں لیکن اس بنیادی مسئلے سے جو خدا کا کلام ہے جس پر مسلمانوں کی نجات کا مدار ہے کیوں
تامل کیا آپ یہ بھی ارشاد فرماتے ہیں کہ قرآن مجید کیساتھ انجیل کا بھی مطالعہ کرو۔ جیسا قرآن
شریف پر ایمان لانا فرض کر دیا ویسا ہی انجیل شریف پر اور فرشتے مسلمانوں کو وہم لگا ہوا ہے
کہ انجیل محرف و مبدل ہے اور صفحہ ۲۰ پر توریت و انجیل کے جعلی صحیفوں کا بھی اقرار ہوا نہیں
بتایا کہ اصل صحیفے کونسے ہیں پھر تثلیث کا پاک راز بھی کھولا کہ باپ بیٹا روح القدس
بجائے بسم اللہ الرحمن الرحیم کے ہے گویا چراغ دین جمونی کا ماتحت بنایا اور آپ پولوس نے
حضرت عیسیٰ کی تعلیم کو بدلکر تثلیث و کفارہ کی ایجاد کی اسکا نام آپ حضرت پولوس علیہ السلام
(تتمہ دیکھو صفحہ) مگر سرور کائنات فخر موجودات خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کو
پادریوں کی طرح بالعموم حضرت محمد صاحب لکھتے ہیں جیسا کہ عام گلدستوں میں ہم شاعروں کے
نام درج ہوتے ہیں۔

خیر یہ تو اس کتاب کے متعلق ہو اب میں اپنے برادران طریقت سے مخاطب ہوتا ہوں کہ جب
میں حضرت مسیح موعود نے مسیح کے بے باپ ہونے کو اپنے عقیدہ میں شامل کیا ہوا اور
فرمایا وہ من حقائق ہے اور میں یقین کیساتھ جانتا ہوں کہ عقائد کی بنا ظنی یا اجتہادی
خیالات پر نہیں ہوتی اور بقول حضرت خلیفۃ المسیح حضور کوئی بات لوگوں کو ماننے کے لئے
علیحدہ فرماتے تھے جب آپکو پہلا یقین ہوا اسی لئے مسئل الہامی جواب اپنے فرماتے ہیں لکھ
لکھتا ہوں اور یہ کیا بیان تمام احمدیوں کا ہے کہ حضرت مسیح موعود حکم اور عدل تھے آپ اختلاف
فیہ مسائل میں فیصلہ دینے کے لئے مبعوث ہوئے تھے پس اس عقیدہ کے بارے میں بھی آپنے

ایک فیصلہ تحریر فرمایا ہے اور میرا ایمان ہے کہ آپ قرآن مجید و احادیث صحیحہ کو اس زمانہ میں سب سے بہتر اور صحیح سمجھتے تھے اور موجودہ لوگوں کے مقابل اگر آپ کا صرف اجتہاد بھی ہو تو وہ بھی بشری غلطیوں سے پاک ہے اور خدا نے آپ کو بھی غلطی پر نہیں رہنے دیا خصوصاً ایسے امر میں جسے وہ صرف اپنی جماعت کا عقیدہ قرار دے چنانچہ اسلئے "ومن عقائدنا" کے تحت میں یہ عبارت قلمبند فرمائی ہے۔

ومن عقائدنا ان عیسی ویحیی قد ولدا علی طریق خرق العادة ولا استبعاد فی هذه الولادة وقد جمع الله تلك القصتین فی سورة واحدة لیکون القصة الاولی علی القصة الاخری کالشاهدة ولبدأ من یحیی وختم علی ابن مریم لینقل امر خرق العادة من اصغر الی اعظم

اور ہمارے عقائد میں سے یہ ہے کہ عیسیٰ اور یحییٰ خرق عادت طریق پر پیدا ہوئے اور اس قسم کی ولادت میں کوئی استبعاد نہیں۔ خدا نے ایک ہی صورت میں دونوں قصوں کو جمع کیا ہے تاکہ پہلا قصہ دوسرے پر گواہ ہو یحییٰ سے شروع کیا اور ابن مریم پر ختم کیا تاکہ چھوٹے خرق عادت سے بڑا خرق عادت ثابت ہو (مواہب الرحمٰن صفحہ ۷۰)

پھر آگے چل کر ارشاد فرماتے ہیں۔

فاذا اراد الله ان یقطع دابرهم ویهدم بنیانهم ویحکم لعنتهم وخذلانهم. فاول ما فعل لهذه الارادة هو خلق عیسی من غیر اب بالقدرة المجردة فکان عیسی ارهاصا لنبینا وعلماً لنقل النبوة

پس جب خدا نے ارادہ کیا کہ ان یہود کی جڑ کاٹ دے اور انکی ذلت و خذلان کو پختہ کرے پس پہلا کام جو اس نے اس ارادہ کے لئے کیا وہ عیسیٰ کی پیدائش بغیر باپ کے اپنی یکتا قدرت سے ہے اور عیسیٰ ہمارے نبی کے ارہاص تھے اور انتقال نبوت کا نشان۔ کیونکہ وہ اسرائیلی

بما لم يكن من جهة الاب من السلسلة الاسرائيلية

سلسلہ میں باپ کی طرف سے نہ تھی

پھر فرمایا

وكون عيسى من غير اب فبلا ولد دليل على ما مر بالدلالة القاطعة

اور عیسیٰ کا بے باپ اور لاولد رہنا اس پر جو دلالت قطعیہ سے گزرا

پھر فرمایا

كان تولد يحيى من دون مس القوى البشرية وكذلك تولد عيسى من دون الاب

اور یحییٰ بدون قوی بشریہ کے مس کے پیدا ہوئے اسی طرح عیسیٰ بغیر باپ کے پیدا ہوئے

پھر فرمایا

وعجبت كل العجب من الذين لا يفكرون في هذه الآيات التي هي لنبوة نبينا كالعلامات ويقولون ان عيسى تولد من نطفة يوسف ابيه ولا يفهمون الحقيقة من الجهلات -

اور میں بڑا متعجب ہوں ان لوگوں پر جو ان آیات میں فکر نہیں کرتے اور جو ہمارے نبی کی نبوت کے لئے علامات ہیں اور کہتے ہیں کہ عیسیٰ یوسف کے نطفہ سے پیدا ہوا اور وہ حقیقت کو جہالت سے نہیں سمجھتے

پھر فرمایا - ومن المعلوم ان مريم كانت حاملاً قبل النكاح وما كان لها ان تنكح بعهد سبق من امها بعد الاحجاج فالامر محصور في الاحتمالين عند ذوي العينين اما ان يقال ان عيسى خلق من كلمة الله العلام - او يقال نعوذ

اور معلوم ہے کہ مریم حاملہ پائی گئی نکاح سے پہلے اور وہ نکاح نہ کر سکتی تھی کیونکہ اس کی والدہ نے یہ عہد کر لیا تھا پس دو ہی احتمال ہیں یا عیسیٰ بے باپ پیدا ہوئے یا نعوذ باللہ حرام سے اور ہم نکاح سے تو حمل مریم کا ثبوت نہیں پاتے کیونکہ اس کی ماں نے اللہ سے عہد

بالله مستد الله من الحرام ولا تجد سبیلا الی حمل مریم من النکاح فان امها کانت عاهدت الله انها تجعلها محررة سادنة وکانت عهدها هذا فی ایام اللقاح وهذا امر نکتبه من شهادة القرآن والانجیل فلا تترکوا سبیل الحق والفلاح

پھر فرماتے ہیں۔ اما نحن فنؤمن بکمال قدرة الله الاعلى ونؤمن بانه یشاء ویخلق من ورق الاشجار کمثل عیسیٰ دکرمن دود فی الارض لیس لها ابوان فای عجب یاخذ کم من خلق عیسیٰ ابن النبات

پھر فرماتے ہیں۔ والذین ینکرون منا قدروا الله حق القدر وقعدوا فی الظلمات مع وجود البدر

اور پھر فرمایا کہ والعجب منهم انهم مع کونهم ضالین تمشوا امام الناس کالخریت وما فرقوا فخصوا الی المهلکة کالمصالیت فهلکوا فی الفلوات کالهائم الوحید

یہ القائرہ حکم ہیں

عہد کر دیا کہ اپنی بیٹی کو آزاد کرے گی اور عہد اپنے حمل کے دنوں میں تھا اور یہ بات ہم قرآن اور انجیل کی شہادت سے لکھتے ہیں پس تم حق اور فلاح کا رستہ نہ چھوڑو

ہم خدا کی کامل قدرت پر ایمان لاتے ہیں اور ہم ایمان لاتے ہیں کہ خدا درختوں کے پتوں کو بھی جیسے پیدا کرسکتا ہے اور کتنے کیڑے بغیر ماں باپ کے پیدا ہوتے ہیں پس اگر جوانو تمہیں عیسیٰ کی بے باپ ولادت سے کیوں تعجب ہوا

اور جو لوگ اس مسیح کے بے باپ پیدا ہونیکا انکار کرتے ہیں انہوں نے اللہ کی قدر کو نہیں کیا جیسا کہ اس کا حق ہے اور باوجود وجود بدر کے ظلمت میں بیٹھ گئے

اور بڑا تعجب ہے ان لوگوں پر کہ وہ گمراہ ہو کر لوگوں کے آگے رہبر بنکر چلتے ہیں اور خوف نہیں کرتے اور دلیر بنکر بیابانوں کے مہلکہ میں داخل ہوتے ہیں۔ پس بیابانوں میں سرگشتہ ہو کر ہلاک ہو گئے

گمان نہیں کرسکتا کہ دل میں مسیح کے باپ کا

عقیدہ پر رہا کہ جب حضرت مسیح موعود نے اس پر اتنا زور دیا اور فرمایا کہ ہمارے عقائد میں
سے ہو جاتا ہے کہ ہم اس پر ایمان لائے ہیں گو یہ نہیں جانتے وہ اندھیرے میں ہیں اور ہلاک
ہو گئے اور گمراہ ہیں خدا ان کو صراط مستقیم بخشے

فیوضات مسیح موعود

از زبانی فضل الٰہی صاحب سیالکوٹی

۱۔ مسجد کے پاس جو گھر ہے اس گھر والے نے حضرت اقدس کی اور آپ کی جماعت کے معزز ممبروں کو گالیاں
دیں آپ نے بالکل صبر سے کام لیا اس کے بعد کچھ عرصہ گزرنے پر اس کی ایسی حالت ہو گئی کہ وہ مکان بیچنے پر
فروخت کرنے کو تیار ہو گیا تو حضور میں عرض کیا اسے خرید لیا جاوے تو فرمایا ہم تو اس بیچارے کو کچھ نہیں
کہتے وہ چاہتا ہے کہ شاہی نعمتوں کے مقابل پر اپنا گھر لگا کر اپنے لئے برکت چاہتا ہے۔
۲۔ ایکبار ریل چلنے میں ابھی کچھ دیر تھی حضرت اقدس بیوی صاحبہ سمیت سوار ہو گئے مولوی عبد الکریم صاحب
نے مجھے کہا کہ عرض کیجائے اس کمرہ میں اگر بیوی صاحبہ دوسری طرف بیٹھ جاویں تو اچھا ہے میں تو
کیا کسی کو جرأت ہو تو کہتے وہ گئے تو آپ نے فرمایا جاؤ جی ہم ایسے پردوں کے قائل نہیں
۳۔ حضرت اقدس نے فرمایا کہ ایکبار میرے دل میں آیا کہ خدا نے جو انعام مجھ پر کئے ہیں ایک
ایک کتاب مکمل فرماؤں اس کی تکمیل جب میں کرنے لگا تو کشف میں دیکھا زور سے بارش
ہو رہی ہے اور خدا مجھ کو فرماتا ہے کہ اگر قطرے گن سکتے ہو تو میرے احسان بھی گن سکو گے تب میں نے
یہ ارادہ چھوڑ دیا۔
۴۔ ایکبار مولوی عبد الکریم صاحب و سید محمد احسن صاحب امروہی حضرت اقدس کے حضور کسی امر
پر بحث کرنے لگ گئے میں تو آپ کے چہرے پر غصہ کے آثار دیکھ کر گھٹنوں کے بل کھڑا ہو گیا اور
عرض کیا رضینا باللہ ربا۔ اس پر آپ کا غصہ فرو ہو گیا
۵۔ حضرت اقدس کے پاس ایک مولوی آیا اور اس نے ... کے بعد اپنی ... کی حاجت کر کے

عرض کیا کہ آپ علاوہ اس وقت میں پہنچا ہو گھوڑے لیتے پھر مسیح کا دعویٰ کرتے آپ نے مسکرا کر فرمایا مولوی صاحب اگر میں منصوبہ باز ہوتا تو ضرور ایسا ہی کرتا مگر یہ تو خدا کا کام ہے اس زمانہ میں نہیں پیر سائنش، وہ بدبخت کہنے لگا کہ یہ تو آپ نے سچ فرمایا مگر حکمت عملیہ بھی ضرور کوئی چیز ہو فرمایا یہ تو خلاق کا کام ہے میں ایسا نہیں کر سکتا

۶۔ لوگ عجیب عجیب باتیں بناتے ہیں ایک شخص کا ذکر کہ حضرت اقدس نے ایک عرب رکھا ہو جسے ہر روز کوٹھڑی میں لیجاتے اور تصانیف میں مدد لیتے اسے آلات نجوم بھی دے رکھے حالانکہ جو لوگ حضرت اقدس کی خدمت میں رہنے والے ہیں وہ جانتے ہیں کہ آپ نے کبھی خلوت میں خفیہ گفتگو نہیں کی بلکہ اگر کسی ایک نے خلوت چاہی تو ایسی آواز میں گفتگو فرماتے کہ قریب کھڑے لوگ سن سکتے آپ کسی سے بے تکلف نہ ہوتے تھے اسے مخاطب کرتے تو کبھی کسی سے نہیں دیکھا۔

۷۔ حضرت اقدس کے حضور ذکر آیا کہ ایک عالم نے ایک امیر کو کچھ نصیحت کی تو اس امیر نے اس عالم کو حقیر کیا اور ذلیل کیا فرمایا اس کے لئے نہ کہا ہوگا دوسری مجلس میں یہ ہمارے ہیں تو ایسی باتوں کی طرف خاص خیال رکھتا ہوں اسی لئے میں ایک دوست مرزا امیر بیگ کو اللہ کے لئے سمجھانے گیا کہ اگر حضرت کے اس قول کی بھی تصدیق ہو جائے چنانچہ میں گیا اور بڑی دلیری کے ساتھ گفتگو کی اس نے مسئلہ کا مسئلہ پوچھا حضرت کی نیت جانتا تھا چنانچہ وہی مسئلہ بیان کیا میں سمجھا آپ ایسے لوگوں کو اپنی محبت میں پھنسانے کے لئے کھلاتے ہیں اور پھر گر سکی کے پاک ہونیکے بعض علماء قائل ہیں میرے اس تقریر پر وہ پھر ان علماء پر اعتراض کرنے لگا

۸۔ ایک آدمی کو حضرت اقدس کے حضور پیش کیا بہت متقی اور نیکوکار مشہور تھا آپ نے فرمانے لگے یہ اسلامی وضع کا شخص نہیں انگریزی وضع کا ہے آخر تحقیق سے وہ ایسا ہی نکلا
المومن ینظر بنور اللہ

۹۔ حضرت اقدس نے مجھے ایک عجیب پر معرفت سنایا کہ نماز تو گویا ترقی کا زینہ ہے اسکا حق ادا

نہیں ہو سکتا کیونکہ کسی قسم کی اضافت کبھی کسی قسم کی مگر ہو سکتی ہے۔ اشتقاق لوگ اسکو کفر اور شرک کی کوشش میں
لگے ہوئے ہیں ہماری جنتی میں یقیمون الصلوٰۃ کے ۔ فقط

آدم و حوا نافرمانبرداری میں یکساں نہیں تھے

بعض لوگوں کو فازلہما الشیطن سے دھوکہ لگا ہے اور وہ غلطی سے
آدم و حوا کو نافرمانبرداری میں یکساں ظاہر کرتے ہیں حالانکہ جب
افعال بھی مستقبل کے معنے دیتا ہے پس اسکے معنے میں پھسلانا۔ دوم یہ کہ حسب حکم عہد کی بات کو
بھولا یک بھول کر بیٹھا کر میرا وعدہ نہیں رہا حالانکہ عند الشرع اسکا وعدہ ہے تو ان دونوں
میں فرق ہے اور نتیجہ جو اسکا ہے پس ان دونوں کو یکساں نہیں کہہ سکتے اس موضوع
پر حضرت اقدس حکم و عدل علیہ السلام کی ایک تحریر فیصلہ کن ہے جو احمدی احباب بغور
مطالعہ فرمائیں (الحکم جلد ۵ صفحہ ۱۰)

آدم بہکانے والا گناہ تھا کہ راہ راست شیطان کی بات کو مانا اور خدا کے حکم کو توڑا۔ یہ سچ
تو ہے کہ حوا کا ورغلانا بھی گناہ تھے وہ یہ کہ خدا کے حکم کی عزت کی اور اسکو
سمجھا اور یہ کہ خدا کے دشمن اور لعنت کے مستحق اور جھوٹ کے پتلے شیطان کی
بات مانی یہ دونوں گناہ تھے۔ یہ صرف عقیدہ ہی نہ تھا بلکہ خدا کے حکم کو توڑ
کر عمل بھی کیا۔ آدم پر معصیت کیا تھی؟ یہ تھا کہ تو نے صرف آپ ہی خدا کا حکم توڑا
بلکہ شیطانی قائم مقام بنکر آدم کو بھی مرتکب کیا جب آدم نے محض حوا کی محبت میں وہ
پھل کھایا جس کی ممانعت تھی۔ اسی وجہ سے تو خدا کے نزدیک سخت گنہگار ٹھہری مگر آدم
معصوم ہی تھے محض ایک لغزش تھی جیسا کہ آیت کریمہ ولم نجد لہ عزما سے ثابت ہے
یعنی اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں فرمایا ہے کہ آدم نے عمداً میرے حکم کو نہیں توڑا بلکہ
اسکو خیال گذرا کہ حوا نے جو پھل کھایا اور مجھے دیا شاید اسکو خدا کی اجازت ہوگئی ہو سو
ایسا ہی ہے کہ خدا نے اپنی کتاب میں حوا کی نسبت ظاہر نہیں فرمائی مگر آدم کی
برات ظاہر کر دی کی نسبت لم نجد لہ عزما فرمایا اور حوا کو سخت سزا دی۔ مرزا غلام

بنایا اور اس کا وارث ٹھہرایا اور حمل کی مصیبت اور بچہ جننے کا دکھ اس کو لگا دیا اور آدم چونکہ
خدا کی صورت پر بنایا گیا تھا اس لئے شیطان اس کے سامنے آ نہ سکا اسی جگہ سے یہ بات نکلتی ہے
دوسرے شخص کی پیدائش میں اس کا حصہ نہیں وہ کرم دیا اور توریت کے رو سے اس کی نسبت
کہنا مشکل ہے کہ وہ خدا کی صورت پر خدا کی مانند پیدا کیا گیا تھا آدم بھی آخر مر گیا لیکن موت
گناہ سے پیدا نہیں ہوئی بلکہ وہ تقاضائے انسانی بناوٹ کا خاصہ تھا اگر گناہ نہ کرتا تب
بھی مرتا۔

مصلح موعود حضرت اقدس کی زندگی میں

تریاق القلوب کی مندرجہ ذیل عبارت قابل غور ہے۔ اگرچہ
مراتب وجود دوری ہیں مگر مہدی موعود بعد اس کے لحاظ سے پھر پیدا
نہیں ہوگا کیونکہ وہ خاتم الاولاد ہے اور اس کے خاتمہ کے بعد نسل انسانی کوئی کامل فرد
پیدا نہیں کرے گی۔ ہاں اس کے روحانی فرزندوں کے ذریعہ کی حیات میں ہوں کیونکہ بعد میں بعض
سیرت لوگوں کا غلبہ ہو جائے گا یہاں تک کہ خدا تعالیٰ کی محبت بالکل دلوں سے جاتی رہے گی اور
نفس پرست اور شکم پرست ہو جائیں گے پھر عقل کا زوال ہوگا اور مکاشفات میں ..
نبویہ کو بنظر غور دیکھا جائے تو بہت کچھ ان روایات مکاشفات کو مدد دیتی ہیں لیکن قول ... مکاشفات
کا یہ ... ہے کہ مہدی معہود اور مسیح موعود کو ایک ہی شخص مان لیا جائے اور یاد رہے
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کی دو صدیاں مقرر کر دی ہیں اور فرمایا ہے
کہ وہ امت ضلالت سے محفوظ رہے گی جس کے اول میں میرا وجود ہوا اور آخر میں مسیح موعود ہو یعنی
ایک طرف وجود باجود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دیوار ہے اور دوسری طرف وجود
با برکت مسیح موعود کی دیوار ... پس اس حدیث سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے لوگوں کو اپنی امت میں داخل نہیں سمجھا جو مسیح موعود کے زمانہ کے
بعد ہوں گے اور مسیح موعود کا زمانہ ... اس کے دیکھنے والوں اور دیکھنے والوں کے
دیکھنے والے اور پھر دیکھنے والوں کے دیکھنے والے دنیا میں رہیں گے اور اس کی تعلیم پر قائم
ہوں گے غرض قرون ثلثہ کو ... بعد میں اس کی ... کا خاتمہ ہو ... وہ اس ... لوگوں کے ... جائیں

(... ۴ جلد ...)

یہ کیا ؟ اسکا نصف صفحہ کیوں خالی رہی ہے؟

رہنے دیجئے اس میں کیا ہے؟

سبب ہم صرف یہ بتلانا چاہتے ہیں کہ بچوں سے ضعیف تک کے لئے ڈاکٹر
ایس کے برمن کی ایجاد کی ہوئی چالیس سخت امراض کی ان ادویات
کی پوری فہرست اپنے پاس کیوں نہیں رکھتے
اسکے رکھنے سے سوائے نفع کے نقصان نہیں ہوسکتا
کیا ایک فہرست آپکی خدمت میں روانہ کر سکتا ہوں
ادویات ہر موضع ہر قصبہ و ہر شہر میں مل سکتی ہیں

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵ و ۶ تارا چند دت
اسٹریٹ کلکتہ

یہ رسالہ ہر انگریزی مہینے کی ۱۰ تاریخ کو قادیان ضلع گورداسپور سے شائع ہوتا ہے

۱۹۱۳

بابت ماہ نومبر

تشحیذ الاذہان

فہرست مضامین

قیمت سالانہ

[illegible]

بقایاداران تشحیذ توجہ فرمائیں

جن صاحبان کے ذمہ دو سال کا چندہ بقایا ہے اور ادا نہیں کیا اور اکتوبر کے وی پی جو تیسری بار کئے گئے تھے واپس کر دیئے ہیں وہ مہربانی فرما کر اپنے طرز عمل پر نظر ثانی فرمائیں۔ اور بہتر ہے کہ ایسے صاحبان اپنے منشاء سے اطلاع دیکر کارخانہ کو نقصان نہ پہنچائیں۔ اور میں خوش معاملہ خریداران تشحیذ سے امید قوی رکھتا ہوں کہ وہ ایسے احباب کی کمی کو پورا کر دینگے۔ مضامین کی پسندیدگی اور ضرورت کا تو یہ حال ہے کہ چاروں طرف سے تعریفی خطوط پہنچ جاتے ہیں مگر عملی طور پر یہ حال ہے کہ چندہ سالانہ ادا کرنے میں تامل ہے آخر رسالہ کا خرچ رسالے کے خریداروں ہی سے وصول کرنا ہے۔ اگر خریداروں کا بقایا دینے میں یہ طرز ہوگا۔ تو اس کا اثر رسالہ پر پڑیگا جو مفید مضامین تشحیذ نے شائع کئے ہیں مثلاً جو آن کل وہ صفحے کا رسالہ جس میں سلسلہ احمدیہ پر حال کے کل اعتراضات کا مفصل اور مدلل جواب ہے۔ اور ایسا جواب ہے جو سلسلہ کی کتب میں اس سے پہلے موجود نہ تھا۔ تیسرا رسالہ جس میں تمام قرآن مجید کی مشکل آیات پر حواشی ہیں یہ دونوں رسالے خریداران کو مفت دیئے گئے ہیں۔ اگر علیحدہ کتابی صورت میں شائع ہوتے تو انکی قیمت ایک روپیہ سے کم نہ ہوتی۔ اور کارخانہ تشحیذ بھی کافی نفع اٹھاتا باوجود انکے احباب کی قدر دانی کا یہ حال ہو کہ جتنے خریدار پچھلے سال تھے اتنے ہی اس سال بلکہ اس سے کم ہوں افسوس کی بات ہے کیا میں امید کر سکتا ہوں کہ ہر ایک خریدار کم از کم ایک خریدار مہیا کرنیکی کوشش کریگا۔ اللہ تعالےٰ آپکو توفیق بخشے

ایک کتاب کی اشاعت پہلے ایک کتاب تین سو صفحے کی لکھی تھی جس میں احمدیوں کے عقائد مسئلہ کتب رسل تقدیر یوم الآخرة پر مدلل آیات و حدیث مذکور ہیں بوجہ خرچ نہ ہونیکی اب تک چھپ نہیں سکی اگر تین سو احباب ایک ایک جلد یا چند احباب کم از کم دو سو جلد خریدنے کا پختہ وعدہ فرمائیں تو بہت جلد انشاء اللہ چھپ سکتی ہے

خط و کتابت بنام **الحکم قادیان** ہو

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

رسالہ

تشحیذ الاذہان

بابت ماہ نومبر ۱۹۱۳ء

خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم

پچھلے سال کے ماہ نومبر میں تو وہ ایک مضمون چھپا تھا جو بہت ہی مقبول ہوا اور بعض دوستوں نے کتابی صورت میں شائع کیا ہے۔ اس مضمون کا دوسرا حصہ ہے جس میں حضرت نبی کریم صلعم کی شان کو دکھایا گیا ہے۔ اور آپکا خاتم النبیین ہونیکا ثبوت دیا گیا ہے سید ولی اللہ شاہ صاحب اس مضمون کو مکمل نہیں کر سکے اسلئے اس کا دوسرا

حصہ کا انتخاب ہے لیکن یہ بھی بہت قابل قدر ہے۔"

مسلمان دنیا کے سامنے کبھی شرمندہ نہیں۔ اسکا مذہب اسکے لئے باعث فخر ہے۔ اور اسکا ہادی اسکے لئے وہ نمونہ ہے جس پر جتنا فخر کرے اسے شایان ہے جو چاہے درست ہے بیشک دنیا کے علوم و فنون جس قدر چاہیں ترقی کریں تجربہ اور مشاہدہ جس قدر چاہیں اپنے دامن وسیع کریں۔ تہذیب و تمدن نئے نئے رنگ بدلیں اور گذشتہ تجربوں کے ورق ابھی آگے خود خوض ہوتے جائیں ہمارے آقا و رہنما پر جو آپکے دشمن اعتراض کرتے ہیں۔ ملائکی اعتراض نہیں بلکہ وہ ایک اعلیٰ صداقت کا کامل نمونہ ثابت ہونگے۔ زمانہ نہ بدرست ہاتھ سے یک نہ

ایک وقت شروع سے سنو کر دیکھ بیشک ان الفاظ کو کسی محفوظ گوشۂ دل میں اچھی طرح نوٹ کر لو
فَسَتُبْصِرُ وَيُبْصِرُونَ۔ یہ عالم الغیب خدا کے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ ہیں۔ ان الٰہی

کسی نبی کی تاریخ محفوظ نہیں

الفاظ کی صداقت کو ثابت کرنے کے لئے تو زمانے نے اس سوال کے جواب
کی گھڑی کو ایک ایک تقدیر کے افعال کو ایک ایک شوشہ میں حرف حرف قلم
سے کہیں ضائع نہیں ہونے دیا۔ مثال اسلئے کہ آج تمام نئی اور پرانی نسلیں علم
کے روشن چراغ کے سامنے عقل و فطرت کی کسوٹی سے خوب دیکھ لیں جانچ لیں پرکھ لیں کہ آیا یہ
وہی مصطفیٰ وہی ہادی مشار جن کی کمال کا کامل اور بے مثل نمونہ ہے کسی بادشاہ کے حالات کسی
نے کیا قلمبند کئے ہیں۔ ہمارے سید محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے سوانح کو دیکھو کہ تم
خانہ داری اور ملک داری کے متعلق اور بیرونی معاملات بغیر کسی قسم کے استثنا کے اپنوں اور
بیگانوں دوستوں اور دشمنوں ہمسایوں اور اجنبیوں بیبیوں اور بچوں سے تعلقات بلکہ گھریلو
اور خود مبارک جسم کے اپنے خصوصی واقعات (حتی کہ پیشاب پاخانہ کے متعلق بھی) بے کم و
کاست سب کے سب محفوظ اور تمام دیکھنے اور سننے والی دنیا کے سامنے موجود ہیں۔ اسی طرح
موجود ہیں جس طرح آپ کے دشمنوں کے نکتہ چین دوست بین نظروں کے سامنے تھے۔ اسلئے کہ انکو اسبات
کے دیکھنے کا اچھی طرح موقعہ ملا۔ کہ وہ واقعی اولوالعزم نمونہ کا انسان ہے اسلئے کہ دنیا کو معلوم ہو
کہ وہی صرف تمام مخلوق خاندان انسانی کا جامع اور کامل نمونہ ہے۔ ورنہ کسی مرد کو یہ حوصلہ
ہے کہ وہ اپنی بیبیوں وغیرہ کو بے روک ٹوک تمام آزادی سے اپنی زندگی پر نظر
کرنے کی اجازت دے۔ کیا اس کی نظیر کسی اور مذہب میں بھی مل سکتی ہے۔ تم بیشک تاریخوں کی ورق گردانی
کرتے رہو اور چھان بین کے واسطے کو دنیا کے ایک سرے سے دوسرے تک وسیع کرو۔
ساری کوشش کا آخر کار یہی نتیجہ ہوگا کہ وہ کون تھی یا ہنود تھے یا انسان کہاں ہوئی کہاں گئی۔
انکی زندگی کے حالات محفوظ نہیں ہیں۔ انسانی دست برد سے اصول نہیں بچے یہ تو
ایک زبردست شہادت ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کامل نمونہ ہی اس

قائل ہو کہ دنیا کے سامنے ہمیشہ کے لئے باقی رہے۔ واما ما ینفع الناس الخ

انبیاء کا سب سے اعلیٰ اور اولیٰ فرض منصبی

کون نہیں جانتا کہ انبیاء کا سب سے اعلیٰ اور اولیٰ فرض منصبی لا الٰہ الا اللہ کا دعویٰ اور اپنی محبت و عظمت کا اپنی قوم کو سنانا اور یہی سکھانا ہو چکے اور کیسے کیسے انہوں نے بڑی بھاری کوششیں کیں محنت سے سخت تکلیفیں سہیں اور خطرناک سے خطرناک مصیبتیں جھیلیں مگر افسوس قوم نے انکی ایک نہ سنی بیٹے قدر کی بجائے تمام رسل علیہم السلام بہت تھوڑے نکلے جنہوں نے … اصلاح میں سے بھی دو کہ جنکا ایمان بیابان میں فاذهب انت وربک فقاتلا انا ههنا قاعدون اور کا شکی لکڑی پر آویزاں گیا۔ مگر دیکھو کہ ایک

قوم عرب کی جہالت اور ظلمت

پیغمبر کس بے پارو … اپنی قوم کی اصلاح کے لئے ہمت کی کمر باندھتا ہے … بت پرست مشرک قوم کی بہتری کے لئے جو قسم قسم کے توہمات اور ناقابل نفرت رسومات میں گرفتار … پرستی کو کعبہ پرستی میں بکمال درجہ … کیا بچے اور کیا بوڑھے سب کے سب پتھر کے بنے دیوتاؤں اور دیویوں کے سامنے ننگے بدن عجیب ہیئت اور شکل میں تہ بانسے سر بجاتے ہندو کی طرح … بجاتے تھے جہالت بھی عجیب بلا ہے جو … نظر آیا۔ اسی کو خدا سمجھ لیا … پوجنا شروع کیا اپنے … قوم کے لئے جو خود پسندی خود پرستی کوٹ کوٹ کر … شہرہ آفاق تھی جنگی … کوئی سبب ہوتا اور نہ ہی کوئی … ذرا سی بات پر جو … تو سارے ملک میں ایک آفت … شراب کی کثرت۔ زنا کی کثرت۔ جوئے کی کثرت۔ سود کی کثرت۔ مار دھاڑ لوٹ گھسوٹ کی کثرت۔ بیبیوں پر ظلم ہے لڑکیوں پر ظلم ہے بیواؤں پر ظلم ہے یتیموں پر ظلم ہے غلاموں اور لونڈیوں پر ظلم ہے بے زبان اور حیوانوں پر ظلم ہے جس طرف دیکھو ظلم ہی ظلم ہے نہ انہیں علم سے کام نہ کچھ حکمت سے واسطہ نہ توہمات پاگل …

احسن اخلاق اچھے ہیں۔ ان ھم الا کالانعام بل ھم اضل سبیلا۔ اور اسی طرح یہ کہ زین لہم الشیطن ما کانوا یعملون۔ اپنی کرتوتوں پر فخر ہے۔

آپکی ہمدردی یہ وہ قوم تھی جس کی اصلاح کا بیڑا اور فکر آپ کے دل میں الٰہی تحریک سے پیدا ہوا۔ وہ ہمدردی تھی ایک سمندر کی بڑا جوش تھا جو بجز اپنے حرف کو خالی کرنے کے کسی طرح بھی ختم ہوتا ہوا نظر نہیں آتا تھا جیسا کہ آپکی زندگی کے واقعات سے ظاہر ہے۔ آپ نے اپنی بے سروسامانی اور اپنے دشمن کی زبردست طاقت اور خونخوار حیثیت کا ذرہ بھی خیال نہ کیا اور اس سرکش اور لجباز قوم میں جو حکومت اور حکمت کا نام تک نہ جانتی تھی۔ لا الٰہ الا اللہ کا وعظ شروع کیا۔ وہ وعظ کیا تھا ان کے نزدیک گندی گالیوں سے بھی بدتر تھا۔ سامعین کا سارا عرب غیظ و غضب کی آگ سے بھڑک اٹھا مخالفت پر کمر باندھ لی کس لئے؟ ایک اکیلی جان توحید کی منادی کی برکت کے لئے۔ بھلا اس بے غرض بے نفس گوشہ نشین کو جس کا مسکن ریگستان و بیابان تھا اور جس کا

آپ کی بے نفسی بسیرا پہاڑ کی غار تھا بادشاہ بننے کا خیال کیا ہو سکتا تھا۔ اگر شہرت غرض ہوتی تو پہلے بھی اس قسم کا کوئی نشان کوئی نمونہ موجود ہوتا۔ فقد لبثت فیکم عمرا افلا تعقلون۔ چالیس برس تک تو سراسر خاموشی کی زندگی گزری اور اخیر وقت میں قوم کی بہتری کی سوجھی کیا عزت مقصود تھی؟ کیا اپنی عزت ہوئی۔ کہ پہلی عزت بھی ہاتھ سے گئی اس سے پہلے تو آپ قوم میں عزیز تھے محبوب تھے امین تھے۔ بچہ بچہ تو آپکی دیانت و امانت سے واقف تھا۔ جیسا کہ قوم نے ما جربنا علیک الا کذبا کہتے ہوئے اسکا اقرار کیا۔ اور قرآن کریم نے بھی اس طرف اشارہ کیا۔ فانھم لا یکذبونک ولکن الظلمین بآیت اللہ یجحدون۔ مگر اب تو وہی قوم آپکی جان کی پیاسی ہے۔ کیا خوبصورت عورت کی خواہش تھی حاشا وکلا ۲۵ برس کا ایک نوجوان عرب ۴۰ برس کی عمر رسیدہ بیوہ سے نکاح کرتا ہے اور ۲۵ برس تک اسی کے ساتھ اپنی جوانی کی عمر گزارتا ہے کیا وہ اس قسم کے الزام سے متہم کیا جا سکتا ہے۔ حضور صلعم کو تو سارے عرب کی حسینہ عورتیں پیش کی گئیں مگر آپ نے ٹھکرا بھی

نہیں کیا دولت کی خواہش تھی مگر اس قسم کی کوئی خواہش ہوتی تو اسوقت آپکے لئے خوب موقعہ تھا جب قوم نے اکٹھے ہو کر دولت کو پیش سلطنت کو پیش کیا۔ اور ہر ایک قسم کا لالچ دیا۔

مگر آپ نے ان سب سے منہ موڑ کر یہی جواب دیا کہ اگر تم سورج اور چاند کو بھی میرے دونوں ہاتھوں پر لا کر رکھ دو تو بھی ممکن نہیں کہ طریقہ صحیح کے لئے بھی اپنے پاک ارادے کو ترک کر

آپکا عزم

دوں۔ (وقل یا قوم) لا اسئلکم علیہ اجرا [illegible] چنانچہ عزم کے ساتھ اپنے فرض کو شروع کیا۔ گو وہ لوگ یہ سب کچھ بھی دیتے یا جیسا کہ قوم نے آپکو دھمکی بھی دی اور واقعہ میں وہ تحقیق کی راہوں میں بار بار ذبح بھی کئے جاتے تو بھی ممکن نہ تھا کہ آپکے عزم میں ذرا بھی فرق آتا۔ جیسا کہ آپکی زندگی کے واقعات سے ظاہر ہے کہ اپنے بیگانے

آپکی سخت مخالفت اور آپکے مشکلات

دوست و رشتہ دار خیر خواہ اور غمخوار کیا مکہ اور کیا مدینہ اور کیا عرب اور کیا عجم قریباً سب کے سب آپکی مخالفت پر اٹھ کھڑے ہوئے مشرک ہیں تو وہ آپکی تباہی کے درپے۔ یہودی ہیں تو وہ آپکی دشمنی کے فکرمند عیسائی ہیں۔ تو وہ آپکی ہلاکت کے خواہشمند منافق ہیں تو وہ آپکی موت کے آرزومند غرض یکہ سارے کا سارا عرب و عجم یکتن و یکجان ہو کر آپکی دشمنی پر تلا ہوا ہے۔ کبھی ایرانیوں سے خط و کتابت ہوتی ہے۔ اور کبھی قیصر کے دربار میں منصوبے ہو رہے ہیں۔ منافق لوگ خانہ کی آگ بھڑکا رہے ہیں اور کاہن و رمال لوگ فتنے میں آگ لگا رہے ہیں۔ اور آپ [illegible] مکروں اور فریبوں سے خبردار کبھی مسلح ہوتے ہیں۔ علم والے آپ کے دشمن حرفہ پیشہ آپکے دشمن کھیتی باڑی کرنے والے آپکے دشمن۔ تاجر سوداگر آپ کے دشمن اور دشمن بھی خونخوار جوانی کے نشہ میں مست بہادر آپکے قتل کے ارادے کر رہے ہیں۔ شاعر نہایت فحش الفاظ میں آپکی توہین و ذلت کر رہے ہیں اور شہر کے بدمعاش اور لفنگے آپکی ایذا دہی کے درپے ہیں

غرض ساری خونخوار قومیں آپکے اردگرد اسلئے مستعد ہیں کہ حضور صلعم اور آپکے چند ساتھیوں کو دنیا سے نیست و نابود کیا جائے۔ ایسی حالت میں [illegible]

فوقکم ومن اسفل منکم واذ زاغت الابصار وبلغت القلوب الحناجر وتظنون بالله الظنونا هنالک ابتلی المومنون وزلزلوا زلزالا شدیدا واذ قالت طائفة منهم یا اهل یثرب لا مقام لکم فارجعوا) جبکہ اپنے بیگانے سب ہار گئے ہیں

آپکا استقلال صبر آپ ہی کو خدا بھی مطابق حکم فاصبر کما صبر اولوا العزم من الرسل آپ کے عزم اور ارادے میں کمزوری نہیں بلکہ اور بھی بلند ہو رہی ہے ہمت واستقلال میں کمی نہیں بلکہ اور بھی مضبوطی ہے کسی اپنے بیگانے کا خوف نہیں بلکہ [illegible]

آپکا اطمینان طبیعت میں پریشانی نہیں یاس نہیں بے صبری نہیں چڑچڑاہٹ نہیں اللہ اللہ خطرناک مصائب و خطرات کا سامنا ہے کہ جان کی بھی خیر نہیں۔ اور آپ کامل یقین اور اطمینان سے فرما رہے ہیں کہ سیھزم الجمع ویولون الدبر یہ ساری ہی جمعیت بھی شکست کھا جائیگی پیٹھ پھیر دیگی دشمنوں کی ناکامیابی کا ایسے نازک حالت میں کامل یقین ہو

اپنے مقصد میں کامیابی اس کامیابی کو آخر ایک عالم نے فی الواقع دیکھ کر دکھا دیا جو بگڑتے تو کبھی سیدھے نہ ہوتے کٹتے تو کبھی جھکتے نہ ہوتے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سجود ناماتھے پر ایسے درست ہوئے کہ لا الہ الا اللہ کا اقرار آخر کرنا ہی پڑا۔ آپ نے اپنی قدوسی تاثیر کے نیچے انہی توحید میں لگا دیا جگہیں بکریوں کی لگی گئیں فطرتوں کو وہ صیقل ہوا کہ حقیقی محبوب کا وہ چہرہ جو ہزاروں برس مجازی معبودوں کی گھٹاؤں میں چھپا ہوا تھا۔ وہ پھر آخر نظر آنے لگا اب کیا ہے جو کام ہے اسی معبود ذوالجلال کے نام سے ہے کھانے لگیں تو اسی کی برکت چاہتے ہوئے پینے لگیں تو اسی کی حمد کرتے ہوئے نہا دھو لیں تو اسی سے پاکیزگی طلب کرتے ہوئے اور سوتے ہیں تو اسی کی تمجید کرتے ہوئے بستر راحت پہ

کامل کامیابی کی شہادت بیٹھیں تو اسی کے سپرد ہوتے ہوئے اور آنکھ کھولیں تو اسی کی تسبیح و تقدیس کرتے ہوئے گھر سے باہر قدم رکھیں یا اٹھائیں کسی مجلس میں بیٹھیں یا بازار کو جائیں اسی سے خیر و برکت فضل و مغفرت چاہیں۔ بلندی پر چڑھیں تو اسی کی بڑائی کرتے ہوئے اور نیچے اتریں تو اسی

کی تسبیح کرتے ہوئے۔ نکاح ہو شادی ہو غمی ہو موت ہو ہر حال میں اسی کی تقدیس اسی کی تحمید اسی کا شکر اور اسی کا ذکر۔ سفر کو جائیں تو دعا سفر سے لوٹیں تو دعا قلت بارش کا خوف ہو تو دعا بجلی کی کڑک کا ڈر ہو تو دعا۔ بیوی کے پاس جائیں تو دعا پاخانہ کو جائیں تو دعا غرض جو کام ہو وہ اسے جو بات ہو اسی کے نام سے۔ یذکرون اللہ قیاما و قعودا و علیٰ جنوبہم الخ

دعا میلان فطرت کا مظہر ہے؟

بھلا انسان کی میلان فطرت کا مظہر ہونا اس سے بڑھکر اور کیا ہو سکتا ہے جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے عرب کے گنواروں کو نہ صرف مشرکانہ ظلمتوں سے باہر نکالکر توحید کا سبق ہی پڑھایا بلکہ اپنے پاک نمونے کے ماتحت انکی فطرت کو ایسی محبت کی پیاس سے [illegible] جو ہمیں حضور کی دعاؤں سے معلوم ہوتی ہے میں سچ کہتا ہوں کہ رسول کریم صلعم کی روحانی محبت کا رنگ آپ کے رگ و ریشہ میں بس کر روح رواں ہو گئی تھی۔ [illegible] آپ کے اقوال اور افعال ہی نہیں بلکہ وہ عظیم الشان اثر بھی ہے جس نے عرب کے مشرکوں کو کچھ کا کچھ بنا دیا ہے [illegible] ہو تو ایسی ہو توحید ہو تو ایسی ہو [illegible] جاکر دیکھو۔ [illegible] کہیں ہوئی جیسی کہ یہ ہے کہ کسی نبی یا دوسرے کو ایسی مشکلات اور تکلیفات کا سامنا ہوا۔ اور ایسے عظیم الشان مستحکم عزم استقلال ثبات و صبر سے کام لیکر اپنے مقصد کو [illegible] کے مطابق پورا کیا ہو میں کسی کے اخلاق فاضلہ کیسے تسلیم کروں جب یہ معلوم ہی نہیں کہ ان اخلاق کے اظہار کا بھی موقعہ ملا یا نہیں [illegible] کے حلم کو کیسے اخلاق فاضلہ میں سے گن سکتا ہوں جسے غضب [illegible] سے حصہ ہی نہیں [illegible] کی پاکیزگی کا ذکر کیسے اعتبار کروں جبکہ [illegible] کی کامیابی کا کیسے یقین کروں جبکہ کوئی میرے سامنے اس کا نمونہ ہی موجود نہیں۔ بیشک دنیا میں بڑے بڑے ملکوں کا فاتحین گزرے ہیں اور انکے ساتھیوں نے انکے ہم خیال ہم عقیدہ ہم مقصد ہو کر بڑی بڑی جانفشانیاں کیں لیکن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تو غرض تو آپ کی خیال نہ ہم مقصد نہ ہم عقیدہ۔ آپ مگر

دن کٹتے تو وہ رات غور کا مقام ہے کہ ادنیٰ اور معمولی سی کار رسم کو مٹانے میں ایسے ایسے مشکلات کا سامنا ہوتا ہے کہ انسان پاس سے ہمت کھو بیٹھتا ہے مگر وہاں تو لگے دین و دنیا کا ہی صفایا مقصود حق اور اسپر یہ کہ آپ کے پاس نہ دولت ہے نہ حکومت ہے اور نہ کوئی جمعیت ہے کہ جس پر کسی قسم کا اعتماد ہو سکے۔ صاحبو ان حالات کو مد نظر رکھتے ہوئے گزشتہ تاریخوں کو پڑھو۔ ساری پرانی سیرتی کتب کا بھی مطالعہ کرو موجودہ زمانہ میں بھی خوب غور سے دیکھو کہ کیا جس قوم کی اصلاح کا محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو واسطہ پڑا کسی اور کو بھی پڑا؟ جس اعلیٰ مقصد کو لیکر آنحضرت نے اتنی مشکلات میں اپنا کام شروع کیا اسکی نظیر کسی اور فرد بشر میں بھی ہے؟ جس اعلیٰ اخلاق کا اظہار سرور کائنات صلعم سے ان حالات کے ماتحت ہوا کیا کسی اور سے بھی کبھی ہوا؟ جس پوری کامیابی کیساتھ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اعلیٰ مقصد کو اپنی زندگی میں ایک تھوڑے ہی عرصہ کے اندر ہی اپنی آنکھوں سے پورا ہوتے دیکھ لیا کسی اور کو بھی ایسی کامیابی نصیب ہوئی؟

(۳۳) آپ نے دنیا سے کوچ نہیں کیا جب تک کہ اپنی ساری قوم سارے عرب کو اپنی دلی آرزو اور دلی خواہش کے عین مطابق عادات اور خصلت کا پابند کئے ہوئے اور صلاحیت کی پاکیزہ چادر اوڑھے ہوئے نہ دیکھ لیا ہر ایک اصلاح اور بہتر تبدیلی جو آپ نے سرزمین عرب میں کی اپنے آپ میں عجیب ہے حیرت انگیز ہے بالکل بے نظیر ہے۔ وہ جنگجو خونخوار جھگڑالو ایک دوسرے کی جان کے دشمن خون کے پیاسے یکایک محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے بھائی بھائی ہو گئے گلے مل مل کر ایکدوسرے کو مناتے ہیں اور اپنے دلوں کے غبار نکالتے ہیں۔ واذکروا نعمة اللہ علیکم اذ کنتم اعداء فالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمته اخوانا وکنتم علی شفا حفرة من النار اور نزعنا ما فی صدورهم من غل العجب ثم العجب وہ باہمی کئی برس کی دشمنیں اور بغض اور کینے جنہوں نے سارے عرب میں تہلکہ مچا رکھا تھا گھر گھر فتنہ و فساد برپا کر رکھا تھا جس کی وجہ سے قبیلے کے قبیلے کٹ کٹ کر ختم ہو چکے تھے

دیکھیں۔ امن تھا، کہیں بھی گڑ بڑ نہ تھی۔ ہر بھائی بھائی اور نمو تھا۔ سینکڑوں ہزاروں کی تعداد
زن و مرد بچے بوڑھے تلوار کے گھاٹ اتر چکے تھے۔ مال ان حاسدوں اور کینوں کو مرد لانے دی
مجلس میں کھڑے ہو کر اس عظیم الشان مصلح کل انسان نے اپنے زبردست پاؤں کے نیچے
مسل دیا ہمیشہ کے لئے نیست و نابود کر دیا۔ ایک غضب، دھشت اور کینہ توزی کو کچھ ایسے سرد
پانی سے سرد کیا۔

دیکھئے ظالم دشمن انکے سامنے انکے ننھے بچوں کے معصوم بچے کو قتل کرتے انکی عورتوں کی لاشوں
کو نیزوں سے زخمی کرتے ان کے بوڑھے باپ کو ٹانگوں سے پکڑ دو اونٹوں سے باندھ کر بڑی
بے رحمی اور سخت دلی سے چیر دیتے گرم دھوپ میں تپتی ریت میں لٹا کر گرم پتھر سینے پر
رکھ کر انہیں کوڑے مارتے۔ وہ بچارے وطن سے بے وطن ہوئے ماں باپ کو چھوڑا۔ بہن
بھائیوں کو چھوڑا۔ دوستوں کو چھوڑا۔ رشتے بھی توڑے ناطے بھی توڑے۔ عزت بھی گئی
مال بھی گیا۔ دولت بھی گئی۔ اور جان بھی خطرے میں پڑی۔ و زلزلوا زلزالاً شدیداً۔ یہ سب
کچھ ہوا مگر کسی طرح بھی ساتھ نہ چھوڑا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ زبان سے کوئی حرف شکایت کا
اور اپنے آقا اور رہنما کے پاک نمونے کے ماتحت ایسے ثابت قدم رہے کہ کبھی معترض اعتراض
کرتا ہے کہ تلوار سے منوائے گئے۔ اسکے حسد اور تعصب کو تو دیکھو۔ اس بچہ کی سی سمجھ نے
باوجود خواہش کرنے اور دعوے کے اجازت نہ ملنے پر ۱۳ برس تک خاموش ہو کر صبر و استقلال
سے مصیبتوں کے پہاڑ سہے۔ وہ کہتا ہے کہ ڈرتے رہے۔ اذن للذین یقٰتلون بانھم
ظلموا۔ وان اللہ علی نصرھم لقدیر۔ الذین اخرجوا من دیارھم بغیر
حق الا ان یقولوا ربنا اللہ۔ جب وطن چھوڑ کر ملک چھوڑ کر بھی امن نصیب نہ ہوا۔ تو
انہوں نے الہی اذن سے اپنے بچاؤ کے لئے تلواریں نکالیں تو یہ کہتا ہے کہ تلوار سے منوائے
گئے تلوار نہ اٹھاتے تو کیا اپنے آپ کو یونہی ہلاک و تباہ ہونے دیتے۔ کیا مکہ اور مدینہ میں جنگ
سے پہلے لوگ مسلمان نہ ہوئے۔ فتح مکہ کے بعد دشمنوں کو مسلمان کیا گیا۔ کہیں سے اسلام پھیلانا ثابت ہے

کیا جاتا ہے اسلام تو خیر مذہب ہے لیکن انکے سید مشاغلوں کی محافظت کی ہے کہ دکری بھی کے عیسائیوں اور
یہودیوں کو انکے مذہب پر نہ چھوڑا گیا۔ اور کیا ان سے اس بات کا عہد و پیمان نہ لیا گیا کہ ایک
دوسرے کے مال کی جان کی عزت کی مذہب کی محافظت کرتی ہوگی لڑائی کی گئی تو ان سے جو
عہد شکن اور ظالم تھے جلا وطن کئے گئے تو وہ جو بد معاش اور فتنہ پرداز تھے مذہب کے سب
امن پسندوں کو تو امان دی گئی۔ اسلام دل سے ایمان چاہتا ہے زبان سے جھوٹا اقرار کرنیوالوں کو
منافق ٹھہراتا ہے۔ اسلام کسی بادشاہ کی تحریری کا ذمہ دار نہیں۔ اسلام کو قبول کرنیوالے
اگر مفتوحین ہیں تو فاتحین بھی وہی ہیں ترکوں نے مسلمانوں کو مفتوح کیا اور آخر مسلمان ہوگئے مغلوں
نے انکو مفتوح کیا تو آخر مسلمان ہوگئے یہ محض ایک بے بنیاد افترا ہے جو بعد میں عیسائیوں نے
گھڑ دیا۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ سوچو تو سہی کہ اس مٹھی بھر سی جمعیت کی سارے عرب کی بے شمار جمگھٹ
تعداد کے مقابل میں کیا حقیقت تھی۔ وہ بھی تو آخر عرب کی مٹی ہی سے تھے۔ انکے تو نہ کوئی قانون
تھا۔ اور نہ کوئی آسمانی مصلح جو انکے ہاتھ کو ظلم سے روکتا کیا جیسے کتے ہوتے ہیں ویسے ہی انجان شتر
جانفشاں جاتا ہو رہا کرتے ہیں۔ وہ بھوکے مر گئے پیاسے ہلاک ہوگئے اپنے پر ظالموں کو پیسلن
کیلئے خاطر مخلصی کر رہ دیا۔ اور اس طرح محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے مر گئے۔ بھیڑوں
بکریوں کی طرح ذبح کئے گئے مگر آپکی اطاعت سے سر نہ پھیرا۔ ایک طرف اس قوم کی بے رحمی سخت
دلی اور ظلم کا اندازہ کرو۔ اور دوسری طرف انکے صبر و استقلال کی مضبوطی کا اندازہ کرو
(۳) وہ شراب کے نشے میں شب و روز مستغرق اور بے ہوش لیٹنے والے نہ اپنی خبر نہ دنیا کی
خبر نہ گھر کی فکر اور نہ باہر کا فکر ہاں انہیں تعجب کی نگاہ سے دیکھو کہ فوراً ایک ہی شاہی حکم
سے اپنے مٹکے اور مشکیں گلی کوچوں میں انڈیل دیتے ہیں شراب کے پیالے اور رنج خوشی
خوشی گھر گھر توڑ دیئے ہیں۔ نہ وہ خوشنما شراب ہے۔ نہ وہ خوش آواز ناچنے والیوں کی آوازیں اور
گیت گانے ناچ اور رنگ ٹھمک اپنے روٹھے ہوئے ایک ازلی محبوب کے منانے کے لئے
سب چھوڑ چھاڑ کے سامنے ہاتھ باندھے گردن جھکائے آنسو بہا رہے ہیں اپنی غلطی کو رہے

کی معافی مانگ رہے ہیں اور اسی کی محبت کے نشے میں کچھ ایسے سرشار مست و الست کھڑے ہیں کہ گولے ہیں سر پر پڑیں برسیں اور تیر پسلیوں میں آ آ پیوست ہو جائیں اور پتھر پر پتھر پھینکیں جائیں لیکن خبر تک نہیں کہ کس مقام میں ہیں اور کہاں کھڑے ہیں۔ ایک طرف شراب خوری کی کثرت دیکھو اور دوسری طرف یہ الٰہی محبت اور عشق کا عجیب حیرت انگیز کرشمہ دیکھو کیا کسی معجزے سے کم ہے۔ وہاں تو پانی بھی شراب بن رہا ہے۔ عیسائی ممالک میں تو اس معجزے کا خوب اظہار ہے وہ خوب کے دوڑنے میں کھانے پینے میں نہ حلال کا خیال رکھتے نہ حرام کا نہ مردے کا گوشت چھوڑتے نہ سؤر کا کھانے کھاتے زندہ حیوانوں کی رانوں سے ضرورت کے موافق گوشت کاٹ لیتے اور ان کے سینوں کو پھاڑ کر ہاتھ سے کلیجے کو باہر نکال لیتے۔ ان وحشیوں کو حضور نے کھانے پینے کے سارے آداب سکھلائے حلال و حرام کو الگ کیا غیر اللہ کے نام سے ذبیحہ کو حرام فرمایا لحم الخنزیر سے منع کیا جس پر عیسائیوں اور اہل عرب نے ان ساری ممانعتوں کو قبول کیا حضرت مسیح نے بھی لوگ لحم سؤر سے منع کیا تھا اور اہل یورپ نے خوب عمل کیا کفارے کا خون کر دیا

وہ جلسوں میں علی الاعلان زنا جیسی گندی بدکاری پر فخر کر رہے ہیں اور اس فعل شنیع پر شیخی بگھارنے والے کو یورپ کو بھی مات کر دیا خدا جانے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا اشارہ کر دیا آنکھ سے کیا سمجھا دیا جو سر جھکا کر آنکھیں نیچی کئے ہوئے اپنی گزشتہ کرتوت پر پریشان پشیمان کچھ ایسے خیال میں منہمک ہو جاتے ہیں کہ پتہ تک نہیں کہ کون پاس سے گزرا۔ کون آیا۔ کون گیا۔ اب زنا تو کیا طرف رہا غیر کو بنگاہ شہوت دیکھنا بھی گناہ ہے۔ پاک نظر کا تو کیا ذکر یورپ میں تو وہ بدی ہی نہیں۔ و الناس علی دین ملوکہم کا نظارہ بھی دیکھو۔ ولا تقربوا الزنا۔ انہ کان فاحشۃ و ساء سبیلا۔ قل للمؤمنین یغضوا من ابصارہم

(۴) وہ بڑے بڑے ساہوکار سود خوار غریب جانوں کے دشمن رحم و رضا ترسی کے نا آشنا جنہوں نے اپنے قرضخواہوں کا ناک میں دم کر رکھا تھا ان کے سامنے مزدوروں کے مجمع میں ان کا رقم رقم ادا کرنے لگے ان کے لیں دین کے حساب پر لا تاکلوا الربٰو کی قسط پھیر کر طریوں کے تمام

یہ تو کیسے طرفہ مضمون ہیں آزادی کے یتیموں کی حمایت کی بیکسوں کا لحاظ سب کے سب سامنے بیٹھے دیکھ رہے ہیں۔ زبان تک ہلانے کی جرأت نہیں۔ ان بیچاروں کا تو اپنا کچھ بھی نہیں تھا۔ کہ کچھ دیتے بلکہ انہوں نے کچھ لیا ہے لینے کے لئے بھی اور مساکین کو اپنی گرہ سے دیتے ہیں ان کی خوشی و نوشی رنج و مصیبت میں شریک حال ہو کر رہ گئے۔ اس زمانہ کا رنگ دیکھ کر کیا تھا کیا ہو گیا۔ یہ وہ فضول خرچی ہے وہ اقتصادی مشینوں کا سبق پڑھ کر بانی کے اصول پر چلتے ہیں

(۵) آپ نے ظالم مردوں کے کانوں کو دبا کر مظلوم کا انصاف عورتوں پر رحم کیا۔ (۶) اپنی اولاد بالخصوص جو بچی لڑکیوں کو زندہ درگور کرتے وہ شیطان لگائی کہ منہ خون پانی ہو کر آنکھوں سے بہنے لگا

لا تقتلوا اولادکم خشیۃ املاق

(۷) معصوم قابل رحم لڑکیوں کو جو تنگی تدر ہوتے ہلاکت کے منہ سے ہاتھ پکڑ کر بچا لیا۔

(۸) بے ماں بے باپ یتیموں کو ان کے رشتہ داروں کے وحشیانہ سلوک سے محفوظ کر لیا۔ ولا تقربوا مال الیتیم الا بالتی ھی احسن

(۹) کس مپرس مسکینوں کو اپنی کنار عاطفت میں لیکر زمانہ کی بے پرواہی کو دفع کر دیا غریبوں اور عاجزوں کے لئے انسٹیٹیوشنیں قائم کیں

(۱۰) عاجز بیواؤں کی تباہ ہوتی ہوئی زندگی کو بچا لیا۔ وانکحوا الایامیٰ منکم والصالحین من عبادکم و امائکم

(۱۱) وہ لونڈیوں کو پیشہ کراتے اس حرکت شنیعہ سے منع کیا ولا تکرہوا فتیاتکم علی البغاء

(۱۲) ان مظلوم غلاموں پر احسان سے اپنے پاک نمونے سے وہ سبق پڑھایا کہ آخر وہ آزاد ہو گئے مالک اپنے غلاموں کے ساتھ پہلا اپنا فخر سمجھنے لگے حکم دیا کہ انہیں کھلاؤ جو تم خود کھاتے ہو پہناؤ جو پہنتے ہو ایسا کام جو ان سے نہ ہو سکے تو اس میں خود شریک ہو کر ان کی مدد کرو۔ اگر مجھ سے حقیقی کے سامنے تم بھی سرخرو ہو اور دکھوں سے نجات پانا چاہتے ہو تو اپنے غلاموں لونڈیوں کو تعلیم دو اور ان کو آزاد کر دو اور ان سے نہایت پیار اور محبت سے پیش آؤ۔ اگر وہ کسی طرح تمہیں تم پہ

وکرو قسطوں میں ہو یا ایک مشت کما کر کے یا قرض لیکر۔ آزاد ہو جانا چاہتے ہیں تو تم انکا آزاد کرنا
ہی واجب ہے پھر اگر ان میں کوئی ایسا شخص ہو جو تم غلام کو آزاد کرو۔ قسم توڑو۔ ظہار یا روزہ توڑو ماہ
رمضان میں بیوی کے پاس جاؤ تو تم غلاموں کو آزاد کرو علی ہذا غرض اس پاک تعلیم کا اثر تم نے
دیکھا کیا تو ہزاروں کی تعداد میں غلام آزاد ہو گئے۔ وہی مصیبت زدہ غلام کوئی سپہ سالار
بنگیا کوئی ملک کا مختار بنگیا کوئی کرنیل کوئی کپتان بڑے بڑے عہدوں کے رکھنے والے اسلامی
کے ملک میں ہوں کے حاکم بنے یہ کم احسان ہیں جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک
وجود سے ظہور پذیر ہوئے کیا کسی اور نبی کے اس قسم کے فیضان کی نظیر کہیں موجود
ہے کیا مذہب کسی کو اس بات کا فخر ہے لعنت ہو ایسی پالیسی پر اور ایسے سلوک پر جو بے گھر
بیوطن بے خانماں کرکے رہ دے بھیک منگوا دے یہ حالات جو ہمارے مشاہدے میں ہیں غلامی
سے ہزار ہا درجہ بدتر ہے غرض آپکے احسانوں کو کہاں تک شمار کروں آپ نے تو اس جنگجو اور سرکش
قوم کے نہ اعتقادات کو چھوڑا نہ عادات کو چھوڑا نہ انکے توہمات کو چھوڑا۔ اور نہ انکے خیالات
کو چھوڑا .... اور نہ انکے آپس کے معاملات کو چھوڑا۔ اور نہ انکی عادات
کو چھوڑا نہ انکی زبان کو چھوڑا۔ اور نہ انکے علوم و ہنر کو چھوڑا۔ اور نہ انکے تمدن کو چھوڑا۔ اور نہ انکی
طرز معاشرت کو چھوڑا۔ اور نہ ہی انکی تجارت کو چھوڑا۔ اور نہ انکے حرفوں کو چھوڑا۔ مگر ان سب کو
اپنی قدسی اور پاک تاثیر کے نیچے پاکیزہ رنگ میں تبدیل کر دیا۔ قرآن کریم نے آپکا نام مزکی رکھا
اور دیکھو کہ اہل عرب کا کس خوبی سے تزکیہ نفس کیا قرآن کریم نے آپکا نام ذکر رسول رکھا
اور دیکھو کہ کس اعلیٰ مدارج ترقی پر اس قوم کو پہنچایا غرض وحشت اپنے اصل سے شائستہ کیا
جاتا ہے۔

(۳) انہوں نے اپنی قوم کو جہالت و حماقت ظلمت و ذلت کے تنگ و تاریک گڑھے سے باہر
نکال کر ترقی کے تمام مدارج کو طے کرا دیا۔ ریگستان کے باشندے خشن پوش گوشہ نشین جنگلی
جنکی کوئی مستقل رہائش تھی اور نہ کوئی مقررہ ٹھکانا اونٹوں اور بکریوں کے دودھ یا کھجوروں

اور جنگلی جانوروں کا گوشت کھا کر گزر کرنے والے وحشیوں کی طرح اس بیابانوں میں جہاں پانی نہ سبزہ
نگر اس نباتات ریگستان کی ریت چھانتے اڑاتے ادھر ادھر ملے ملے پھرتے اور اپنی زندگیاں
کے دن کاٹتے تھے۔ نہ کوئی اخلاق تھے نہ کوئی آداب نہ کوئی علم تھا نہ کوئی ہنر ان انسان نما حیوانوں کو
جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آکر انسان، انسان سے با اخلاق انسان اور با اخلاق
انسان سے با کمال انسان بنا دیا تمام امور معاشرت و معیشت سکھلائے آداب تہذیب اور
تمدن سے آگاہ کیا۔ حفظ صحت کے قوانین تعلیم کئے تجارت و حرفت و زراعت کے تمام طریقے
سکھائے حکومت فرمانروائی اور سیاست کے قواعد و ضوابط سب واضح کر دیئے غرض کہ آپ دنیا
سے رخصت نہیں ہوئے جب تک کہ آپ نے اہل عرب کو کمال ترقی پر نہ پہنچا دیا کیا روحانی طور پر
اور کیا دنیاوی لحاظ سے دنیاوی حیثیت سے سب سے اعلیٰ درجہ ترقی کا بادشاہت ہی ہے دیکھ
لو کہ جناب سرور کائنات صلعم نے دنیا سے کوچ نہیں کیا جب تک اہل عرب کا سکہ حکومت
تمام دوسری حکومتوں پر جما لیا قیصر نے بھی آخر ہتھیار ڈال دیئے اور کسریٰ نے بھی اور اپنے ملک
دیئے اور اسلامی پھریرا جگہ بجگہ بلند میناروں پر لہرانے لگا۔ دنیا میں یہی پہلا خاتم النبیین عروج تھا
ابراہیم کی پیشگوئی کا ضرور قائم کر دیا کیا کسی اور نبی نے بھی اپنی خواہش کے مطابق اپنی قوم کو اپنی
آنکھوں کے سامنے اس سرعت کے ساتھ ترقی کرتے ہوئے دیکھا۔ حضرت مسیح بادشاہت
کے لئے دعا مانگتے ہی مانگتے دنیا سے چل بسے۔ سب سے حواریوں کے کپڑے بھی بکوا دیئے
مگر وہ بادشاہت نصیب نہ ہوئی۔ کیا عمدہ ہوتا۔ کہ مسیحی صاحبان آسمانی روٹی کی بھی دعا
مانگتے۔ خداوند نے آسمان سے روٹی تو دلوا دی اور وہ بھی ۲۰۰۰ برس کے بعد مگر یہ کہہ کے
اونٹ کا سوئی کے ناکے سے نکلنا آسان دولتمند کا خدا کی بادشاہت میں داخل ہونا محال
خدا کی بادشاہت سے باہر نکال دیا یورپ نے بھی خوب قدر کی۔ اصل حقیقت سب پر
عیاں ہے۔ درخت اپنے پھل سے شناخت کیا جاتا ہے۔

(۲۸) قیدار کی زمین ہی میں نہیں بلکہ دنیا کے ہر حصہ میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام

برکات نے ظہور پر ظہور کیا جس ملک کو ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تخم ریزی
متقاضی کرتے ہوئے چھوڑ دیا وہاں ہمارے آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم نے توحید کا جھنڈا
جا ہی گاڑا۔ جس قوم کو حضرت نوح علیہ السلام نے غرق ہوتے دیکھا اسکو ہمارے آقا و مولیٰ
محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شرک کے گرداب سے باہر نکالا۔ جس بیابان میں حضرت مسیح
علیہ السلام جنت کی خواہش کرتے کرتے رخصت ہوئے وہاں ہمارے رہنما محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ
وسلم کے پاک ہاتھ سے لگے ہوئے درختوں سے حضرت کے پھل لاکر جنگل میں منگل کر دیا جس ملک
میں خداوند صلیب پر لٹکائے گئے۔ وہاں کی صلیبوں کو ہمارے سردار محمد صلی اللہ علیہ وسلم
نے دلائل سے توڑ مروڑ کر ...... جس آگ کا سامان اسی سوختنی قربانی اور کفارہ کے
خون کو مجسم کرنیکے لئے تیار ہوا ہے جس ملک کی آگ کو حضرت زرتشت بھی نہ بجھا سکے اس آگ کو
سرور کائنات نے سرد کر دیا جس شرکستان میں دیوتے کے دشمنی علماء ہمارے جیحان معبودوں کی
تعداد کو کم نہ کر سکے یا جو وہاں پر خونریزیوں کے جنگل کر دیکھ کر میدان ابتک شہادت دے
رہا ہے وہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں نے بت پرستی اور شرک کے استیصال میں
بڑی بڑی جان جوکھوں کی کوششیں کیں کہ تبلیغ کی تبلیغ کے ثمرات یہ سارے مسلمان ہیں۔ وہ
مشرک نہ ملنے والے ہوئے۔ برابر تیرہ سو برس سے منبروں پر ہرچند کر چیخ چلا کر ان پر کھڑے ہو کر توحید
کا وعظ کرتے ہیں یہاں تک کہ یہ وقت آن پہنچا کہ جس میں انہوں نے اپنے عالم الغیب مقتدر اللہ
کے ان الفاظ (ترجمہ) سیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون کی صداقت کو اپنی آنکھوں
سے پورا ہوتے دیکھ لیا۔ انقلابات زمانہ نے ان لغو اور پوچ توہمات کو کچھ ایسا درہم برہم کر دیا ہو
کہ ساری مشرک دنیا کی آنکھ کھل گئی۔ دوستو! یہ واقعات ہیں جس کو ہم انبیاء رسل رشی منی
پورا نہ کر سکے جس توحید کو وہ ادھورا چھوڑ گئے۔ انکے ملکوں میں جا کر ہمارے ہادی محمد صلی اللہ
علیہ وسلم اور آپ کے غلاموں نے اس نقص کو دور کر کے کامل توحید کے بلند میناروں کو بلند
شوکت کے نصب کیا۔

(۱۴) اور یہی خاتم النبیین کا کام تھا آنجناب نے قل یایہا الناس انی رسول اللہ الیکم
جمیعا الذی لہ ملک السموٰت والارض لا الہ الا ھو یحیی ویمیت کہتے ہوئے دنیا
کی ساری امتوں کو اپنی دعوت کے مشن کے قبول کرنیکے لئے دعوت دیا۔ اور دیکھو کہ جہاں جہاں یہ
امتیں بکھری ہوئی تھیں وہاں انہیں سے بہت سی پاکیزہ روحوں نے اس دعوت کو لبیک کہکر عملی طور
پر دنیا کے سامنے خاتم النبیین کی صداقت پر عملاً شہادت دے دی۔ درخت اپنے پھل سے شناخت
کیا جاتا ہے آپ انسانی مختلف کمالات کے کامل نمونہ تھے۔ اور اسی لئے تو مختلف ممالک کی
فطرتیں آپکے فیضان سے فیضیاب ہوئیں اگر کوئی اسکی نظیر ہے تو پیش کرو۔ ان مہاتماؤں کا
ذکر کرو جنہوں نے آپ ہی کی چاردیواری کو ہی ساری دنیا سمجھ رکھا تھا اور اس حد سے نکل
کر ہی دنیا کے سامنے پیش مت کرو۔ جو صرف بنی اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کو اٹھانے کے
لئے پہاڑوں میں سفر کرتا پھرا۔

(۱۵) صاحبو وہ کون ہے کہ جس کی تعلیم ایسے اصولوں پر مبنی ہے جسکی غرض تمام مختلف گروہ کو
ایک ہی وحدت کے پلیٹ فارم پر اکٹھا کرنا چاہتی ہے کیا وہ جنکی مروجہ کتابیں پرمیشر اور خدا
کی ربوبیت کیا بلحاظ مکان کے اور کیا بلحاظ زمان کے تنگ دائرہ میں محدود کرتی ہیں یا
وہ جسکی کتاب رب العالمین کی ربوبیت رحمانیت رحیمیت اور مالکیت کو ہر زمانے میں
سارے جہانوں پر وسیع کرتی ہے ان من امۃ الا خلا فیھا نذیر کی تعلیم کس کی ہے جس کی
وجہ سے ہمارے اندر فیڈریشن کا ایک سنگ بنیاد رکھا گیا ہے اسی کی پاک تعلیم نے ہم پر فرض کر دیا کہ ہم
دوسری امتوں کے انبیاء پر صدق دل سے ایمان لائیں۔ اسی کی ہے جس نے صوامع اور دیگر
معبدوں کی حفاظت کی اور یہ کہ کر کہ ولولا دفع اللہ الناس بعضھم ببعض لھدمت
صوامع وبیع وصلوٰت ومساجد۔ ان ہی کو جنہوں نے اپنی مسجد میں عیسائیوں کو گرجا کرنے کی
اجازت دی۔ اور ہمارے لئے اعلیٰ اخلاق کا پاک نمونہ چھوڑ دیا ساری دنیا بھی اگر اکٹھی ہو کر
اتحاد اور صلح کے اصول پر غور کرے تو بھی ممکن نہیں کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے

پیش کردہ اصول ہو کوئی بڑھکر اصل پیش کر سکے انبیا کی ہستیوں میں آپس میں بگاڑ ہے پھوٹ ہے
کیوں اسلئے کہ وہ ایک دوسرے کے معبودوں انبیا و رسل رشیوں اور منیوں کو برا جانتے برا کہتے ہیں
اس صلح کے شہزادہ نے اس اصل سبب کو ہی سرے سے مٹا دیا کا یسبوا الذین یدعون
من دون اللہ دوسروں کے معبودوں کو مت گالی دو۔ قولوا آمنا باللہ وما انزل الینا
وما انزل الی ابراہیم و اسمعیل و اسحق و یعقوب والاسباط وما اوتی موسیٰ
وعیسیٰ وما اوتی النبیون من ربہم لا نفرق بین احد منہم ونحن لہ
مسلمون۔ فان آمنوا بمثل ما آمنتم بہ فقد اہتدوا وان تولوا فانما ہم فی
شقاق۔ اللہ تعالیٰ کو مان لو سارے انبیا کو مان لو انکی متفقہ تعلیم کو مان لو۔ وہ دیکھئے ابھی
پھوٹ میں ہوگے صاحبو! یہی وحدت کے اصل جو کہ اس عظیم الشان انسان کے منہ سے
نکلے جو دنیا میں خاتم النبیین ہو کر اسلئے آیا کہ تمام انبیاء و رسل کی سچی توحید اکٹھی کر کے
پھر قائم ہوں۔

(۲) اللہ تعالیٰ کے ماننے والوں نے جب غور کر کے مذہب کا فیصلہ کیا۔ تو وہ اصول پر نظر
سے صلح اللہ تعالیٰ سے صلح والوں کے اصل تو مان لئے مگر یہ تنگ نسانی اتفاق کہاں اور؟
کام کر سکتے ہیں۔ مذاہب کے تعلیم شدہ عبادت کے طرز و طریقوں پر نظر ڈالتے ہوئے ان سب کے
بلند میناروں کی سب سے بلند اللہ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ کی پانچ وقت کی صداؤں پر
بھی کان دھر کر ذرا غور تو کرو کہ ان سے بڑھکر بھی اس عظمت کا بیان ہو سکتا ہے سب کے اندر
ایک صف بستہ دست بستہ اٹھتے بیٹھتے۔ رکوع کرتے سجودوں میں گرتے ہوئے نمازیوں کا وہ
بے شور کرو کیا کہتے ہیں۔ الحمد للہ رب العالمین اللہ اکبر اللہ اکبر سبحان ربی
الاعلیٰ سبحان ربی العظیم کیا اللہ تعالیٰ کے حسن و احسان اسکی عظمت اور محبت
اور اپنی عبودیت کا اقرار الفاظ میں ان سے بڑھکر ادا ہو سکتا ہے ممکن نہیں اور ہرگز ممکن نہیں
غرض جناب سرور کائنات نے ہزار ہزار رحمتیں اور برکتیں اس مبارک وجود پر ہوں

نہ صرف اہل عرب بلکہ ساری دنیا کے سامنے کامل توحید کو قائم کر کے مختلف رستوں میں اپنی دعوت کے زندہ نشان ظاہر کر کے دوسری قوموں کے معبودوں اور معبودوں بزرگوں کی عزت کی حفاظت کر کے اپنی ختم نبوت کا عملی ثبوت دے دیا تھا۔ جو ایسی نے دنیا میں یہ اصول قائم کر کے نمونہ دکھایا۔ وہی خاتم النبیین کے خطاب کا مستحق ہو سکتا ہے کیا بھلا زمانے کے اور کیا بھلا حقیقت کے رستوں سمجھنے کو تو رہے کیا کچھ نہیں کہتے بات تیرہ سنی ہے جب وہ کتابیں بھی جو انبیاء کی طرف منسوب کی جاتی ہیں۔ اس مرتبہ ساز پر کچھ روشنی ڈالتیں پیران نے چند مریدوں ہی پر ان کی حقیقت تو کچھ معلوم ہے

۱۵) آج تیرہ سو سال کا عرصہ گذرتا ہے جس میں کئی سلطنتیں بنیں اور کئی تباہ ہوئیں۔ صفحہ ہستی پر ہزاروں تغیرات آئے اور قوموں نے کئی انقلابات دیکھے۔ حوادثات زمانہ نے مذاہب کے اعتقادات و خیالات کو بالکل بدل ڈالا مگر محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کا سکھایا ہوا سبق لا الٰہ الا اللہ کا آپ کی قوم کو نہ بھولا۔ اور ہرگز نہ بھولا جائیں اور جہاں جاہل کی اولاد نے گراں پسند سادہ لوح آریہ ورت کے بت پرستوں سے کچھ سلوک بھی کیا تو بھی قبر پرستی کی تعداد تو بھی کبھی بھول نہیں سکتی۔ اگر راستہ ہائے تھے۔ اتنی قوم کو ان ستونوں ہی نے آخر ڈبو دیا۔ چالاک کیا تباہ کیا کیا یہ احسان بھلا دیا کچھ اور ہی۔ ان بے بنیاد بے حقیقت عقائد کو جنہیں ہم دو اکی اصلیت بھی ہمیں سب معلوم ہے سیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون کا ایک کرشمہ ہے۔ انقلابات زمانہ نے ان ستونوں پہ تو جانت کچھ ایسا دہم پر ہم کیا ہے۔ اور اپنے قالب میں مرتد ذکر رہا ہے کہ اب یہ پتھر کے صنم خود بخود گرتے اور ٹوٹتے چلے جا رہے ہیں۔ اور آج آریہ ورت کے تعلیم یافتہ نوآموز نوجوان بڑے بڑے مجمعوں میں پلیٹ فارموں پر کھڑے ہو کر میزوں پر ہاتھ مار مار کر سروں کو ہلا ہلا کر آوازیں دے رہے ہیں اور چلا رہے ہیں کہ اصل اور خالص توحید تو ہماری وید ہی ہے۔ قرآن تو سراسر شرک کی تعلیم دیتا ہے بیشک یہ ویدک توحید آریہ ورت کے پجاریوں ہی کو مبارک ہو جس نے محبت فیشن سے گلے

جس کسی کو نوں میں ہندی ڈال دو یا کوئی پتھروں کے سامنے بچہ کی طرح جھکا دیا۔ دختوں کے اور کو چھپر دیا گنگا جل کے پانیوں میں دیوتا اور کو دیا سورج مہاراج اور چاند دیوتا کو پوجا دیا اور جو چاہا کر دیا۔ حاجت بیان نہیں۔ دستکاروں کی بھی آخر کوئی حد ہوتی ہے نہ یہ کہ خالق و مخلوق میں کوئی فرق ہی اٹھا دیا جائے کوئی مابہ الامتیاز ہی نہ ہے۔ اگر ہندوؤں کے رشی کرشن جی رامچندر اور حضرت مسیح اور دیگر انبیاء علیہم السلام حتی الوسع کرتے اور خالق و مخلوق کے درمیان مابہ الامتیاز قائم کرتے یا لیس کمثلہ شیء کی توحید اور اپنی عبودیت کا اقرار بطور اصول کے انکے پیروؤں کے ہاتھوں میں دیتے تو نہ انکو مصیبت پڑتی اور نہ وہ آج انبیاء کو پوجتے۔ ہزار ہزار رحمتیں اور برکتیں اس بے نفس بے غرض پاک معلم پر ہوں جنہوں نے اصل اصول بتاتے ہوئے اپنے پیروؤں کے ہاتھ میں ایسی اصح مثل اور سیدھی تعلیم دی جو استعاروں تمثیلوں اور شاعرانہ یا متکلمانہ مبالغوں سے بالکل پاک بناوٹ تصنع اور بیہودہ طوالت سے بالکل منزہ ہے۔ ہزار ہزار رحمتیں اور برکتیں اس بے نفس بے غرض انسان پر ہوں جس نے عبدہ و رسولہ کی زیادتی کو لا الہ الا اللہ کے ساتھ لگا کر ہم پر بڑا احسان کیا اور اس چاہ ضلالت میں گرنے سے ہمیں بچا لیا جس میں دیگر انبیاء کے پیرو ان کی وفات کے بعد گر گئے۔ اور اس طرح جو مسئلہ توحید کو کامل کر دیا جاؤ۔ گرجوں میں جا کر دیکھو مندروں میں جا کر دیکھو گھنٹہ کی ٹن ٹن اور سنکھ کی دھو دھو بھی سنیں گی نفرت آوازیں تمہارے کانوں میں پڑ رہی ہوں گی اس بات کا ثبوت نہ دے رہی ہیں کہ ان مذاہب سے توحید کی روح پرواز کر گئی مگر مسجدوں میں جا کر سنو اور غور سے سنو اللہ اکبر اللہ اکبر اشہد ان لا الہ الا اللہ و اشہد ان محمداً عبدہ و رسولہ کی سریلی آوازیں بلند میناروں کی چوٹیوں سے چاروں دانگ عالم میں گونج رہی ہیں۔ بھلا کیونکر ممکن ہو سکتا ہے کہ ان بلند پانچ وقتی آوازوں کے سنتے ہوئے حضور صلعم کی قوم کو توحید کا وہ سبق بھول جائے جو دوسری قومیں بھول گئیں اور یہ کیونکر ممکن ہو سکتا ہے کہ وہ دوسرے انبیاء کی طرح ہمارے ہادی ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی پوجے جائیں باوجودیکہ اسلام میں مختلف فرقے

ہیں مگر سب کے سب صاحب سے تیرہ سو برس گزرنے کے بعد بھی ایک ہی آواز رکھتے ہیں یہ توحید اور اتحاد اسکا نام ہے

(۱۸) اسی طرف یہ توحید کا سبق یہی آپکی قوم نے اچھی طرح یاد کر لیا۔ بلکہ کرنے کے کام جو حضور نے کئے وہ سب کے سب آپکی قوم نے قبول کئے ہیں حنفی حنبلی شافعی مالکی فرقے اہلحدیث مسلک کا [illegible] ایک رحمت ہے جیسا کہ حضور نے فرمایا کہ اختلاف امتی رحمۃ وہ کام جو کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے مختلف اوقات میں مختلف حالات کے ماتحت کئے ان گروہوں نے ان پر عملدرآمد کر کے نہ صرف انکی حفاظت ہی کی بلکہ اس بات کا ثبوت دیدیا کہ کوئی بھی عمل ایسا نہیں جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہو اور افراد انسانی اسے نہ کر سکتے ہوں اگر آپ نے ایک وقت میں جوش اور تڑپ سے دعا کرتے کرتے آپ بیہوش ہو جاتے تھے کبھی تو دیکھ لو کہ آپکی قوم میں ایسے لوگ ہیں جن کو حضور کی یہ صفت اور ادا پسند آگئی اگر آپ نے دعا کرتے کرتے جوش سے [illegible] بند کئے تو آپکی قوم میں ایسے لوگ ہیں جنکو یہ طرز پسند آگئی غرض جو کام آپ نے کئے آپکی قوم نے کئے قرآن کریم نے آپکا نام مطاع رکھا اور دیکھ لو کہ آپکی کیسی اطاعت ہوئی۔ یہ کیوں اسلئے کہ حضور نے اپنی قوم کو ایک ماہر استاد کی طرح ایک مکمل اور مدلل منہج تعلیم [illegible] کی [illegible] ہیں نہ تو استعارے نہ تمثیلیں نہ شاعرانہ مبالغے ہیں نہ بے بنیاد کہانیاں جن میں کوئی بناوٹ نہیں تصنع نہیں بے اعتدالی نہیں۔

(۱۹) اس قسم کے کئی شواہد موجود ہیں جو آپکے خاتم النبیین ہونے پر دال ہیں۔ پھر سب سے آخر اور سب سے بڑھکر یہ ثبوت ہے کہ اللہ نے فرمایا کہ [illegible] ہر ایک پر روز روشن کی طرح [illegible] مہر نبوت [illegible] چمک کر دیا یہ مشاہدہ اسکا شاہد ہے خاتم النبیین کی غلامی کا فخر کرتے ہوئے مسیحیوں کے خداوند کا جلالی تخت پر اپنا پاؤں رکھتے ہوئے قادیان گاؤں کا بسنے والا گوشہ گمنامی سے باہر نکلا ایشیا کو افریقہ کو یورپ کو امریکہ کو غرض ساری مذہبی دنیا کو پیغام الہی دیکر عذاب کی دھمکی دیتے ہوئے مقابل پر آنے اور خاتم النبیین کے روحانی برکات کے

آزمانے پر مجبور کیا۔ ایک طرف ساری ایشیا سے مقابلہ کیا اور دوسری طرف یورپ و امریکہ میں جا پہنچ
کا نام و نشان مٹایا۔ ذوقی کو تباہ کیا کیونکہ انکے پروانوں پر خاتم النبیین کی مہر نہ تھی

اسنے مدبران ملکی کو مخاطب کیا۔ ایک طرف مشرقی طاقت کو روس کی نازک حالت سے آگاہ کیا
روس کو پچھاڑ دیا۔ روم کو بھاد ھڑ کیا۔ ایوان کسریٰ میں ایک تزلزل سے خوف دیا اور دنگا کر کے اطمینان
دلایا باوجودیکہ اطمینان کی کوئی صورت نہ تھی۔ غرض کچھ بھی تھا اور سب کچھ ہو جائے دیکھتے دیکھتے
ہو گیا۔

اسنے ماہرین علم طبقات الارض کو بھی عنقت الارض کے ملاحظہ سے متنبہ کیا۔ اور ہمارے
دیکھتے دیکھتے دنیا پر ایک زلزلہ ڈالدیا ایک طوفان برپا کر دیا اسنے ڈاکٹروں کو مخاطب کیا اور ہوشیار
کیا کہ امراض تناسل و السنوں میں تفاضاع وباؤں کا کوئی نشان نہ تھا۔ طاعون نئی مرض نہ تھا
اور ہمارے سامنے سب کچھ ہو گیا۔

غرض جیسا کہ نوشتوں میں لکھا تھا بجلی کی طرح جو آسمان کے ایک طرف سے کوندکے
دوسری طرف چمکتی ہے۔ وہ دین کو ہم اپنے آقا و مولیٰ خاتم النبیین کی زندہ برکات کے زندہ ثبوت
دیتے ہوئے اپنے وقت پر دنیا سے چل دیا۔

کیا کسی اور نبی یا رشی کے زندہ ہونے کا کوئی نشان بھی ہے کوئی اثر بھی ہے انکا نہ ہونا بھی
انکے مردہ ہونے پر دال ہے قصوں کے سوا ہے انکے سیرت کا سارا دارومدار ہے اور قصوں کو
سماعی ہی انکے سلسلے کا ... اختصر سب انکے خدا مردہ ہے نہ زندہ ہے نہ سنتا ہے نہ دیکھتا
ہے مشاہدہ ان بیانات کا گواہ ہے

انکے پاس اصل کتاب نہیں جس سے شریعت ہے وہ آسمانی الہام انسانی دست برد سے
کہاں محفوظ ہے۔ حوادثات و تغیرات زمانہ سے کہاں مامون ہے جو انکی صداقت پر کچھ لکھا جا
سکے انکے سربستہ رازوں کو کون کھولے انکی پیچیدہ پہیلیوں کو کون بوجھے۔ انکی رمزی پہیلیوں کو
کون بوجھے انکی زبانیں مردہ ہو گئیں۔ اور زمانے کا مذاق بھی بگڑ گیا۔ بس یہی ثبوت ہے کہ

انکی حمایت نہیں کیونکہ ان میں وہ روحانی طاقت نہیں ہے جو انسان کو باخدا انسان بنا سکے کوئی اصول بتاؤ جس سے انکا الہامی ہونا یقین کیا جائے۔ کوئی عقلی دلیل ایسی نہیں جس سے انکا آسمانی ہونا تسلیم کیا جائے۔ ایک ہی مذہب ہے جو زندہ مذہب کہلا سکتا ہے اور وہ اسلام ہے۔ ایک ہی کتاب ہے جو خاتم الکتب کہلا سکتی ہے اور وہ قرآن مجید ہے اور ایک ہی نبی ہے جو زندہ جاوید نبی ہے اور وہ محمد رسول اللہ ہے جس کی تعلیم پر چل کر انسان نبی بن سکتا ہے اور جس نے ایک نبی بنا دکھایا۔ اور اسکے دیکھنے سے روز روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ آنحضرت خاتم النبیین ہیں صلی اللہ علیہ وسلم

مناجات اویس

از صوفی تصور حسین صاحب قادیانی

جفا ہو رہے ہو تا نہیں حق میں بگیر   غم و الم ہو اگر وہ ہے میرا دستگیر
کسی کے ظلم و ستم کی مجھ کو کیا پروا   نظر ہے میری سوئے خدائے علیم و خبیر
اگر وہ بخشے تو توفیق خیر ربانی   تو بن جائیگا واللہ مجھ کو فوز کبیر
ہمارا کون ہے اسکے سوا دو عالم میں   وہی ہے ہادی و ناصر اور وہی ہے نصیر
اسی کے فضل کی خواہش ہے مجھ کو ہر لحظہ   اسی کی درگاہ کے ہر گھڑی ہیں فقیر
وہی ہے قبلۂ حاجات دو جہاں سب کا   کہ اسکے سب ہیں گدا ہو صغیر و کبیر
جو اسکے در پہ گرا ہو گیا وہ محترم   بچا ہے اس سے جو ہوئی آفت کی تقدیر
رہائی پائیگا وہ رنج کی بلاؤں سے   جو اسکے دام محبت کا ہو گیا ہے اسیر
خدا کو چھوڑ بھروسہ کرے جو غیر پر   پڑیگا نار جہنم میں مر کے وہ بے پیر
اسی پہ خوش رہو شاکر نہ ہو کافر   وہ اپنے فضل سے چھوڑے تمہیں جو ہو تقصیر
خدا کو چھوڑ کے پوجے گو ن سا ہم کو   تمہارے درد و الم کا جو ہو خبیر و بصیر

جو راہ دین میں پیش آئے مشکل اصل
تو کردے میرے حل مشکلات خدا
الٰہی تو ہے غفور اور گنہگار ہیں ہم
بلاؤں میں ہیں گرفتار جہاں میں ہیں بے بچا ہمکو
پھنسے ہوئے ہیں بلاؤں کے آہ ہم میں
الٰہی ہم ہیں بہت ناتواں قوی ہے تو
ہمارا حال کوئی بھی نہیں چھپا تجھ سے
ہماری بگڑی بنے گی ترے ہی لطف سے
تری جناب میں محتاج جھکے آئے ہیں
ترے ہی فضلوں سے یارب امیدواری ہے
بہت ہی حال پریشان ہیں کیا کریں یارب
ہزار پڑھتے ہیں دن رات گریہ استغفار
الٰہی کھولدے ہم پر تو آسمان کے در
جہاں سے جائیں نہ محروم ہم خدایا
جو اس خبث رہ کر گو کہ ہاتھوں کے
ہمارے دل کی الٰہی مراد پوری کر
الٰہی غفلت عصیاں کو رستگاری دو
الٰہی بطفیل محمد و احمد
اویس کو دے عرفان و عشق کا علم
کہ نفس دوں کی بیتری تمام ہو جائے
الٰہی فضل کا اپنے وہ دن دکھا ہم کو
الٰہی بارش رحمت تو ہم پہ برسا دے
جہاں میں فضل کی برکت سے ہی جائیں

خدا سے کیجئے دریافت حل کی تدبیر
تری ہی ذات سے ہوگا ہمارا دستگیر
معاف فضل سے کردے ہماری تقصیر
نہیں خبر کہ دکھائیگی کیا ابھی تقدیر
تو ہی فقط ہے مددگار یا سکون ضمیر
الٰہی تو ہے قدیر اور ہے سمیع و بصیر
کھلا ہے تجھ پہ ہمارا سبھی قلیل و کثیر
وگرنہ مجھ سا ہے کوئی ذلیل و حقیر
فقیر ہے یہ خدایا ترا ذلیل و حقیر
نہیں ہے پاس عمل نیک جز گناہ کثیر
بتا دے ہمکو ستانی کی تو ہی کچھ تدبیر
مگر ہے شامت اعمال سے یہ کچھ تاخیر
دکھائے خواب مقدس کی تو ہی تعبیر
کہ اپنے حال میں جب تک نہ دیکھیں ہم تغییر
وہ سب تجھے ہیں تجھ سے جو ہو علیم و خبیر
کہ جنکے واسطے کرتے ہیں نالہ شبگیر
ہمارے کلام میں ہی جن کے سبب ہے تاثیر
کہ جنکے واسطے قصر فلک ہوا تعمیر
حصول ... کو تھا جس سے دلکو ہو تطہیر
کہیں کرے نہ وہ عالم میں ... تشہیر
کہ ملک دل کو مسخر کرے تری تنویر
گزشتہ سالی سے دل میں ہے اپنا قطع نظر
ہر ایک حال میں ... ہوں اسیر و غریب

ترجمۃ القرآن

یہ خبر احمدی حلقے میں نہایت مسرت کیساتھ سُنی گئی ہے کہ قادیان سے ایک ترجمۃ القرآن شائع ہونے والا ہے۔ اس ترجمہ کا احساس جس قدر میرے دل میں تھا وہ خدا خوب جانتا ہے میں نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے حضور کئی عرضیاں لکھیں حتیٰ کہ حضرت خلیفۃ المسیح کے نام ایک چٹھی لیکر دیا کہ آپ ترجمہ شروع کر دیں اللہ تعالیٰ برکت دیگا۔ اور یہ ترجمہ مع حواشی کے اب تک مکمل ہو کر شائع ہوتا مگر اس بات کی نظیر موجود ہوئی کہ کسی امام نے تمام قرآن مجید کی تفسیر کی ہو اس میں حکمت یہ ہے کہ کچھ تحریر کا دروازہ بند ہو جاتا ہے اور وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ امام یہ ترجمہ یا تفسیر کرے گا تو اب اگر کوئی ہو اسکے خلاف [illegible] کہنے والے غیر تحریری طور پر ہو نہیں تو تقریری طور پر حضرت خلیفۃ المسیح بہت سے لوگوں کو قرآن مجید کا ترجمہ پڑھایا ہے اور بہت سی آیتیں حل کر دی ہیں اور یکے بعد دیگرے [illegible] کے لئے کافی ذخیرہ جمع ہے اور سامان بھی سب موجود ہے لیکن یہ کام ایک کے کرنے کا نہیں اسکے لئے جو احادیث و تفاسیر متقدمین و لغات عربیہ پر عبور رکھتا ہو بہت سے احباب [illegible] کی بھی یہ کوشش ہے کہ ایک مستند معتبر ترجمہ مع حواشی کے ساتھ پبلک میں پیش ہو تو یہ عمل [illegible] نہایت ضروری بابرکت اور مفید ہے ترجمۃ القرآن کے لئے چندہ رکھا اسکے لئے میر صاحب کرتے ہے [illegible] ترجمہ اسکے لئے میری نگاہ عام [illegible] مولوی محمد سرور شاہ صاحب پر پڑتی ہے وہ علاوہ اسکے کہ علوی العلوم معقول و منقول ہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خاص الخاص [illegible] میں ایک [illegible] لکھتے ہیں کہ لا یمسہ الا المطہرون [illegible] ایک سال کے لئے [illegible] ترجمہ [illegible] تفسیر [illegible] خوب [illegible] حضرت خلیفۃ المسیح [illegible] علم کی [illegible] لکھتے ہیں [illegible] مولوی محمد علی صاحب [illegible]

Page No. 560 کی سائیڈ لائن تھوڑی سی کٹی ہوئی ہے۔ مکمل Page لائبریری کی کسی فائل میں سے نہیں ملا۔

یزید کی مدح خوانی اکابر شیعہ کی زبانی

از اسسٹنٹ ایڈیٹر الاصلاح

کہتے ہیں کہ ایک شخص جس نے کبھی شتر مرغ کو پہلے نہیں دیکھا تھا کسی چڑیا گھر یا جنگل میں دیکھ پایا اسکی اونچی گردن اور لمبی لمبی ٹانگوں کو دیکھکر کہا کہ سبحان اللہ کیا چھوٹا سا شتر ہے تھوڑی دیر کے بعد جب کہ اس شتر نے اپنے پروں کو پھیلا کر اور ہلا کر پرواز کرنے کی کوشش کی تو حیران ہو کر کہنے لگا یہ تو کوئی مرغ ہے۔ شتر نہیں ہے۔ مگر چونکہ اس میں شتر اور مرغ دونوں کی کیفیت موجود ہے اسواسطے اسکو شتر مرغ کہا جائے تو بیجا نہیں۔

یہی حال مذہب شیعہ کا ہے کہ تقریباً ہر ایک عقیدہ میں ہے اور ان میں پایا جاتا ہے ہر ایک مسئلہ میں دو رنگی کا سماں رہتا ہے جو مثال کے طور پر عنوان مضمون ہذا کو ہی ملاحظہ فرما لیجئے کہاں یزید اور کہاں اسکی مدح خوانی اور پھر اکابر شیعہ کی زبانی۔ دونوں باتیں ایک دوسرے سے سخت نقیض (مخالف) اور اجتماع نقیضین محال مسلّم ہے لیکن آگے چلکر آپکو معلوم ہو جائیگا کہ باوجود اس قدیم نفرت کے جو نسلاً بعد نسلٍ یزید کے بغض میں شیعوں میں ابتک چلی آتی ہے انکے عالموں فاضلوں نے اسی یزید کے متعلق ایسے ایسے واقعات لکھے ہیں جس کے وہ زمانہ ولیعہدی میں مجاہد فی سبیل اللہ ثابت ہوتا ہے۔ تو خود مختار بادشاہ مملکت اسلام ہو کر حاتم طائی سے زیادہ صاحب جود و سخا اور واقعہ ہائلہ شہادت امام حسینؑ جس کی وجہ سے وہ تمام دنیائے اسلام میں بدنام اور مردود و ملعون مشہور ہوا اسکا بہت کچھ بری الذمہ ہوتا بلکہ اسکی مذہب شیعہ ہونا پایا جاتا ہے۔ ملاحظہ ہوں روایات ذیل

(۱) جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے پیارے صحابی ابو ایوب انصاری

کو بشارت دی تھی کہ جب لشکر اسلام قسطنطنیہ پر چڑھائی کریگا تو تم وہاں فوت ہو گے (اپنی وفات
اعقوب جلد اخبار سنیات) چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ بیشک آپکا مزار قلعہ کی مسجد جامع کے احاطہ میں
موجود ہے (مقام خلافت صفحہ ۱۸۶ شیخ عبدالرزاق صاحب بار ایٹ لا)

اس امر کی کیفیت ناسخ التواریخ میں زیر عنوان "فتح قسطنطنیہ" وفات ابو ایوب
نصاری مندرج ہے اصل عبارت اس طرح شروع ہوتی ہے

"درہم دریں سال معویہ بن ابی سفیان فرزند خویش یزید را مامور بہ فتح قسطنطنیہ نمود و اور باشکر
وافر بجنگ اہل روم داشت الخ"

یعنے اسی سال امیر معاویہ نے اپنے بیٹے یزید کو قسطنطنیہ کی فتح پر مقرر کیا اور اس (عظیم الشان
جنگ کے لئے جسقدر لشکر درکار ہو سکتا تھا دیکر اسکو روانہ کیا۔ ابو ایوب انصاری کو جیسا کہ اوپر
مذکور ہوا وہیں دفن کیا گیا تھا لشکر اسلام عیسائیوں کے ساتھ مقابلہ و مقاتلہ کرکے پیچھے پس
ہونے لگا۔ تو کسی ایک کہ جیسے نے تمام جند نصاری باشندگان قسطنطنیہ کو خطاب کرکے کہا

"یا اہل القسطنطنیہ ہذا رجل من اکابر اصحاب محمد نبینا صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم وقد دفناہ حیث ترون وو اللہ لئن تعرضتم لہ لاھدمن کل
کنیسۃ فی الارض الاسلام ولا یضرب ناقوس بارض العرب ابدا" (ناسخ التواریخ
جلد ششم کتاب دوم مطبوعہ ایران صفحہ ۲۶۹) (ترجمہ) اے قسطنطنیہ والو! یہ شخص جسے
نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کبار سے ہیں اور تم نے انکو یہاں دفن کیا ہے جہاں تم
دیکھتے ہو قسم ہے خدا کی اگر تم نے اس قبر سے کچھ تعرض کیا تو ملک اسلام میں جسقدر تمہارے
گرجے ہیں میں انکو گرا دونگا اور عربوں کی سلطنت میں ہمیشہ تک کے لئے کہیں ناقوس
نہیں بجیگا۔

اس مہم میں یزید کے زیر کمان ہو کے ابو ایوب انصاری کے اور جلیل القدر صحابہ و
تابعی بھی تھے مثلاً عبداللہ ابن عباس بلکہ سید امیر علی صاحب بالقابہ کی تحقیقات مطابق

پر اگر بٹلر نے کہا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ جناب امام حسین علیہ السلام بھی تشریف لے گئے تھے
لکھتے ہیں کہ امام حسینؓ نے بمقابلہ نصاریٰ محاصرہ قسطنطنیہ میں بڑی بہادری سے داد
مردانگی دی تھی" دیکھو سپرٹ آف اسلام صفحہ ۲۹۲ ابتدائے ایڈیشن

(۲) جناب علیؓ کے سگے بھائی حضرت جعفر طیار کے صاحبزادے عبد اللہ کی بابت لکھا ہے کہ بڑے سخی تھے انکی سخاوت کے حالات پر کتاب طراز مذہب مظفری میں ایک مستقل باب ہے اس میں سے بطور نمونہ ایک روایت عرض کرتا ہوں۔

جب امیر معاویہؓ نے وفات کی تو عبد اللہ بن جعفر جنکو دوسرے جوانان بنی ہاشم کے ساتھ امیر معاویہ بڑے بڑے تحائف و تکائف ارسال کیا کرتے تھے یزید کے پاس تشریف لے گئے اور سخت تقاضا کیا یزید نے پوچھا کہ امیر المومنین معاویہؓ کیا سلوک کیا کرتا تھا آپ نے فرمایا خدا اسکو رحمت کرے ہر سال دس لاکھ درہم یزید نے کہا اس رحم کی خاطر جو آپنے اس پر کیا بیس لاکھ درہم اور بھی دونگا عبد اللہ نے فرمایا کہ اسکے بعد میں یہ کلمہ کسی کے حق میں نہ کہونگا مگر تیرے حق میں۔ اصل عبارت یہ ہے چوں معاویہ ابن ابی سفیان از جہان گذشت عبد اللہ پسر جعفر بر پسر وی یزید شد و او خود نزد پدر او رسید یزید گفت امیر المومنین معاویہ ہر سال با تو چہ عطا کردے گفت خدایش رحمت کناد ہر سال ہزار ہزار درم یزید گفت مضاعف کردم بر شما دو ہزار ہزار درم عبد اللہ گفت دانستی کہ ... طراز مذہب مظفری مطبوعہ مصطفائی بمبئی صفحہ ۲۱

(۳) یزید کی مرضی تھی کہ امام حسینؓ کو زندہ میرے پاس لایا جاتا تو وہ کر شہید کرکے شہید کیا گو کیا تو ابن زیاد نے اپنی مرضی سے اسکی تصدیق خود یزید کے اقوال سے ہو سکتی ہے

و یزید گفت سر فرود داشت ... قد کنت ارضی من طاعتکم بدون قتل الحسین لعن اللہ ابن سمیۃ اما واللہ لو انی صاحبہ لعفوت عنہ ... رحم اللہ الحسین

تاریخ التواریخ جلد ششم کتاب ۲ صفحہ ۳۶۹

(۵) خدا بکشد پسر مرجانہ (ابن زیاد) کو ظفر نہ کہا، اگر حسین را کشت و مرادم بر دو جہان تشنہ سیاہ ساخت "طراز مذہب مظفری صفحہ ۴۵۶"

یزید نے اسیران اہل البیت کو دمشق پہنچنے کے بعد بڑے عزت و احترام سے اپنے محلسرا میں ٹھہرایا اور بنی امیہ کی سب عورتوں کو حکم دیا کہ انکے ساتھ غمگساری اور سوگواری کریں، امام زین العابدین علیہ السلام سے سب نے معافی مانگی۔ طراز مذہب مظفری صفحہ ۴۵۷

یزید صبح و شام کا کھانا بغیر امام زین العابدین کی موجودگی کے نہیں کھاتا تھا تو ہر صبح و شام برخوان طعام نشستے مگر اینکہ علی ابن الحسین علیہما السلام حاضر شدے "طراز مذہب مظفری صفحہ ۴۶۴" چاشت و شام دیگر نخوردے مگر آنکہ جناب سید الساجدین را برخوان خود حاضر نمودے" ذبح الاحزان مطبوعہ ایران تاریخ طبع ۱۳۰۰ و ناسخ التواریخ صفحہ ۲۷۰

یزید نے حرم ہائے محترم اہلبیت کو تمام لوٹ کا مال ذرہ ذرہ واپس دیا بلکہ لٹا گیا اور بھی دیا۔ علاوہ ازیں بہا یاد تحائف درخت و ظروف نقرئی و طلائی حیثیت سے بہت کے دسترخوانوں پر زر و مال کے ڈھیر لگا کر دئیے گئے (ملحقہ وقائع نگار لکھتے ہیں) کہ یزید نے امام زین العابدین علیہ السلام کو صرف دو سو دینار بطور خون بہا کے تقسیم کئے تھے لیکن طراز مذہب مظفری کا مصنف جو خوش قسمتی کے بادشاہ ایران کا مشیر اور آئین سلطنت سے واقف تھا اس پر اسے سخت تعجب کیا ہے کہ یزید جیسا صاحب ثروت بادشاہ جو امام حسین علیہ السلام جیسے عظیم الشان انسان کے قتل کا معاوضہ صرف دو سو دینار دے یہ بالکل خلاف قیاس معلوم ہوتا ہے اس لئے وہ لکھتے ہیں کہ شاید کاتبوں نے بجائے دو سو ہزار دینار کے صرف دو سو دینار سہواً لکھا ہے۔ طراز مذہب مظفری صفحہ ۴۵۹ و ۴۶۰

یزید نے حرم ہائے محترم کے لئے خاص طور پر محل آراستہ کروائے اور بروایتے پانچ سو اور بروایتے ایک ہزار سوار کو انکی خدمت کے لئے مقرر کر کے کمال عزت و احترام کے ساتھ

شام سے مدینہ کو روانہ کیا۔ طرائف مذہب مظفری صفحہ ۲۲۵

(۴) شیعوں کو یزید کے فضائل کا صرف یہیں تک اعتراف نہیں ہے بلکہ انکے علماء نے بعض
ایسے واقعات بھی بیان کئے ہیں جنکی رو سے یزید کا مومن و محب اہلبیت کرام ہونے میں بہت
کم شبہ باقی رہتا ہے خصوصاً بعد واقعہ امام حسین شہید اسکا یہ ہے کہ اسنے اپنے بیٹے کی تعلیم کے
لئے جسکا نام معاویہ تھا خاص ایک شیعہ فاضل کو مقرر کیا تھا۔ دیکھو کتاب مجالس المومنین
صفحہ ۲۵۰ و ۳۵۰ - الخ کہ معاویہ مذکور نہ صرف شیعہ تھا بلکہ علمائے شیعہ میں سے تھا۔ اور
اسواسطے اسکو مخالفین نے زہر دیدی اور زندہ درگور کردیا۔ اصل عبارت روایت مذکور کی یہ
ہے۔ آخر او را بزہر کشتند و او را کہ یکے از علمائے شیعہ بود زندہ درگور کردند مجالس المومنین صفحہ ۲۵۰
مجلس ہشتم ذکر معاویہ بن یزید بن معاویۃ الاموی۔

ناظرین باخود انصاف کریں اور غور فرمائیں کہ میرا عنوان مضمون یزید کی مدح خوانی اکابر شیعہ
کی زبانی امر واقعہ ہے یا محض افتراء بہتان فی سبیل اللہ سادات بنی ہاشم کو واقعی ہم و دینار
ورنہ غم حسین میں سوگ کرنا اپنے کپڑے پھاڑنا ان کی اولاد کو شیعہ بننا تاریخ میں افضل ہو سکتا
ہے یا نہیں؟ اکابر شیعہ کی بابت شاید آپ دریافت کرنا چاہتے ہونگے مگر خاکسار نے تو اس
واسطے اکثر ناسخ التواریخ و طرائف مذہب مظفری کے حوالے تحریر کئے ہیں آپ یاد رکھیں کہ
دونوں کتابوں کے مصنف آخری زمانہ شاہان ایران کے وزراء و اراکین سلطنت سے
ہیں اور شکر ہے کہ ان پر شیعہ کے تبرا اصل تقیہ کا سا گمان کبھی نہیں ہو سکتا تاریخ والا باپ ہے
اور طرائف والا بیٹا۔ انکی کتابیں خصوصاً ناسخ التواریخ تمام قدیم کتابوں کا نچوڑ ہے۔ جنکی تصنیف
و تالیف میں خدا جانے کتنے علماء و مجتہد شریک رہے ہونگے پس ان سے بڑھکر کون اکابر شیعہ
کہلانیکا مستحق ہے۔ اس پر میں جانتا ہوں کہ بہت سے سادہ لوح شیعہ جنہوں نے ان کتابوں کو
نہیں دیکھا ہے ان واقعات و روایات کو میری افتراء پردازی ہی پر محمول کرینگے والعیاذ
باللہ من ذالک۔

ایسے شیعوں کی تسلی کے لئے میں ہندوستان کے اکابر شیعہ کی طرف بھی رجوع کرتا ہوں تو پہلے میری نگاہ خواجہ غلام الثقلین پر پڑتی ہے جو برخلاف عام شیعوں کے اپنے لیکچروں اور تحریروں میں صحابہ کرام کی اسلامی خدمات کا کسی قدر اعتراف کرتے ہوئے اس امر کے متمنی ہیں کہ کسی طرح شیعہ و سنی میں مصالحت ہو جائے مگر چونکہ وہ جدید تعلیم یافتہ گروہ میں سے ہیں اسواسطے اتنے بڑے متعصب اکثر شیعوں میں ان کے خیالات قابل التفات نہیں۔ دوسرے انہوں نے واقعہ کربلا کے متعلق جو کچھ لکھا اور جو میری نظر سے گزرا اس میں انہوں نے صرف ایک ہی پہلو دکھایا ہے اسلئے خواجہ صاحب موصوف کو بھی نظر انداز کرنے پر مجبور ہوں اسکے بعد میری نظر میر طلیعہ صاحب ایڈیٹر رسالہ اصلاح والشمس وغیرہ کھجوا ضلع سارن پر جاکر ٹھہرتی ہے جنکو اسوقت فرقہ شیعہ کی دینی و دنیوی اصلاح کا دعوے ہے دوسرے یہ معنی شیعہ دنیا میں آجکل انہی کا ڈنکا بج رہا ہے کلکتہ سے لیکر بہار وطن بھی اور ہندوستان بلکہ کوئٹہ تک انکے رسالے اور پمفلٹ پہنچتے ہیں اور میدان مناظرہ میں بہت بیہودہ حربوں کے ساتھ علم کلام کے جوہر دکھاتے ہیں مختصر یہ کہ میر صاحب موصوف ہندوستان کے شیعوں کے سرمایہ ناز ہیں۔

آہ میر طلیعہ۔ خدا جانے محققین ایران کی کشش سے متاثر ہوکر یا ذاتی تعصب سے جو خلفاء کرام و شیخین کے برخلاف انکے رگ و ریشہ میں سرایت ہو رہا ہے ہوکر آپ نے بھی یزید کی مدح خوانی میں حصہ لیا ہے۔ انکا فی الحصہ لیا ہے۔ وہو ہذا

(۴) میر صاحب فرماتے ہیں

خلفائے ثلاثہ نطفہ کفار سے تھے اور یزید کا باپ بلکہ دادا بھی مسلمان تھا لہٰذا اس اعتبار سے بھی وہ خلفائے ثلاثہ سے افضل تھا۔ رسالہ الشمس جلد نمبر ۵ صفحہ ۴

(۵) نیز حالت اسکی ایسی تھی کہ اسکا دادا ابو سفیان ہمیشہ ابو بکر و عمر کو اذل بطن قریش کہتا اور ابو بکر و عمر ابو سفیان کو سید و شیخ قریش کہا کرتے تھے۔ رسالہ الشمس صفحہ ۲۲

(۶) شیخینؓ کو یہ شرف نہ نصیب ہو کہ کبھی اپنی وصلت پیوند خاندان بنی امیہ میں کر سکیں۔ مگر یزید ایسا سعید دوسرا آدمی وہ تھا کہ خلیفہ دوم کی پوتی سے عقد کیا۔ تو کیا اسکے بعد بھی کسی کو شرافت نسبی میں یزید کے شبہ ہو سکتا ہے۔ صفحہ ۴۰

(۷) خلافت ابوبکر باعث ارتداد اکثر عرب ہوئی تھی کہ بجز مکہ و مدینہ قریہ خواہ مشکل نہیں رہا کہ جہیں سجدہ نہ کیا جاتا۔ اسی طرح عمرؓ و عثمانؓ کی خلافتوں میں صدہا نہیں ہزارہا انہیں لاکھوں آدمی مرتد ہوئے ہیں اسلام سے خارج ہوئے ہیں صفحہ ۴۰

بخلاف یزید کے کہ اسکی خلافت میں ایک شخص بھی مرتد نہیں ہوا بلکہ اس وجہ اسلام کو ترقی ہوئی کہ ابد خلفائے ثلاثہ میں ابھی یہ بات نہ تھی صفحہ ۴۳

(۸) خلفائے ثلاثہ کی خلافت محض غرض دنیا وری تھی جس سے کسی سنی کو بھی انکار نہیں ہو سکتا۔ بخلاف خلافت یزید کے کہ غرض اصول نجات امت کی تھی صفحہ ۴۴

(۹) منتہائے کوشش اس خلافت خلفائے ثلاثہ کی آرہی رہی ہے کہ خوف فتنہ متوہمہ سے ایسا کر دیا گیا۔ الخ صفحہ ۴۴

(۱۰) خدا نے یزید کو ایسا متمکن فی الدین کیا تھا کہ وہ صفحہ ... اسکی شراب خوری کو دیکھتے اسکے انواع و اقسام کے تحریرے مطلع ہیں۔ مگر حضرت عمر اسکو خلیفہ راشد بتاتے ہیں صفحہ ۵۰

خلفائے ثلاثہ کی کونسی علامت یا نشان خلافت حقہ ہے۔ جو خلفائے ثلاثہ میں پائی گئی۔ اور یزید میں پائی گئی۔ صفحہ ۵۹ وغیرہ عشرہ کاملہ

ایڈیٹر صاحب اصلاح۔ اوّل شیعوں نے تیرہ سو برس سے اپنے مخالف دو سے **دو دو باتیں** فرض بنائے ہوئے ہیں ایک اصحاب ثلاثہ یا شیخین دوسرے امیر معاویہ و یزید۔ اگر آپ نے فضائل یزید میں ابلہ فریبی یا تقیہ سے کام نہیں لیا اور سچے دل سے اپنے قدیم رفیقوں یعنی رافضیوں سے مصالحت کا اعلان کیا ہے تو چشم ما روشن دل ما شاد۔ اصحاب ثلاثہ کا فیصلہ خدا پر الخ امام مہدی پر چھوڑ دیجئے۔ امت مرحومہ کے

درخت شاخسانے کی ایک شاخ تو ٹوٹ گئی یہ بھی بسا غنیمت ہے آخر میں اور یہ یا تحبت مروانہ تو
اس اخلاقی جرأت کے لئے دل سے شکریہ عرض ہے۔

دوم یزید کے محامد و فضائل مندرجہ بالا کو مد نظر رکھکر جن میں آپ نے بھی کم حصہ نہیں لیا۔ اب
تقاضائے انصاف و ایمان یہ ہے کہ اپنے آخرین کو بھی ہدایت فرمائیں کہ آئندہ آپ کی تقلید میں وہ
بھی مجالس میں بادر یزید کے فضائل بیان کیا کریں۔ اور بجائے رسمی اور تقلیدی لعن و طعن
کرنے کے اسکے حق میں دعائے مغفرت کے لئے ہاتھ اٹھایا کریں جس نے سب سے پہلے اپنے محترم
کو وہ امام بنایا جو تمام اولین آخرین شیعہ کا امام حسین میں برنگ رہا۔ جو بار بار دیکھ کر بلا
میں گیا اور نہ اسنے قتل امام حسین کا حکم جاری کیا۔ تاہم سخت نادم اور پشیمان ہوا۔ وقال النبی
کفیٰ بالندم التوبۃ تفسیر صافی زیر آیت لایشفعون الا لمن ارتضیٰ صفحہ ۳۰ سورۂ انبیاء
یعنے توبہ کے لئے ندامت کفایت کرتی ہے۔ اور جس نے اس پشیمانی کے علاوہ اور کفارہ بھی
دیدیا جس نے اپنی اولاد کے لئے شیعہ فاضل لازم رکھے تاکہ میری نسل بھی شیعہ ہوجائے چنانچہ
اسکا ایک بیٹا معاویہ نام مخلصین شیعہ بلکہ علمائے شیعہ میں ہوگیا ہے۔ اور چونکہ یقین ہے کہ
بوقت تلاوت قرآن و اقامت نماز اپنے والدین کی مغفرت کی دعائیں پڑھتا رہا ہیچ ذرا
سا ہوگا پس اس طرح بھی آپکو حق اخوت ادا کرنا کم ورثہ لازم ہے یعنی بخاطر یزید اہل صادر
نہیں تو بخاطر معاویہ ابن یزید ہی کا ہی کرتم۔ میر صاحب افسوس ہے کہ آپ یزید کے وقت میں
پیدا نہ ہوئے۔ ورنہ یہ فضائل اور یہ مناقب تو خود یزید کو سنانے کے قابل تھے اور یزید اسکے
صلہ میں خدا جانے آپکو کتنا کچھ انعام و اکرام عطا کر دیتا۔ مگر چونکہ موجودہ وقت میں وہ افضل
ہے نہ وہ مفضول لہذا یہ آپکی ساری مدح خوانی اکارت اور فضول والسلام۔ باقی آپ کے
شبہات کا جواب بھی انشاء اللہ آپکو جلدی پہنچ جائیگا۔

(خاکسار خادم حسین خادم از کلکتہ)
۶ ستمبر ۱۹۱۲ء

اور اسکی تفصیل یا اسباب کو کہ وہ کس طور سے ظہور پذیر ہوگی حوالہ بخدا کریں اور میں پہلے بھی لکھ چکا ہوں کہ اقرب بامن جس سے ایمان سلامت رہ سکتا ہے یہی مذہب ہے کہ محض پیشگوئی پر نظر رکھی جائے اور تحکم کی راہ سے بھی دعوے نہ کیا جائے کہ ضرور اسکا ظہور ظاہری صورت پر ہوگا کیونکہ اگر خدا نخواستہ انجام کار ایسا نہ ہوا تو پھر پیشگوئی کی صداقت میں طرح طرح کے شکوک پیدا ہوکر ایمان ہاتھ سے گیا۔ ایسی کوئی وصیت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ہرگز ثابت نہیں ہو سکتی کہ تم نے پیشگوئیوں کو ظاہر پر حمل کرتے رہنا کسی استعارہ یا دوسرے پہلو کو ہرگز قبول نہ کرنا بلکہ آپ سمجھنا چاہیئے کہ جبکہ پیشگوئیوں کے سمجھنے کے بارے میں خود انبیاء سے امکان غلطی ہے تو پھر امت کا کورانہ اتفاق یا اجماع کیا چیز ہے۔

ماسوا اسکے ہم کئی دفعہ بیان کر چکے ہیں کہ اس پیشگوئی پر اجماع امت بھی نہیں کیونکہ فریق قطعی طور پر اپنی آیات بینات میں مسیح کے فوت ہو جانے کا قائل اور ہمیشہ کیلئے اسکو رخصت کر چکا ہے بخاری صاحب اپنی صحیح میں صرف اماماً منکم کہکر چپ ہوگئے ہیں یعنی صحیح بخاری میں صرف یہی مسیح کی تعریف لکھی ہے کہ وہ ایک شخص تم میں سے ہوگا اور تمہارا امام ہوگا۔ ہاں دمشق میں نازل ہونے کا اشارہ آنے کی حدیث مسلم میں موجود ہے مگر اس پر اجماع امت ثابت نہیں ہو سکتا بلکہ یہ بھی ثابت ہونا مشکل ہے کہ مسلم بھی حقیقی طور پر یہی مذہب رکھتا کہ دمشق کے لفظ سے یہی دمشق مراد ہے اور اگر بفرض محال ہم کریں تو فقط ایک شخص کی رائے ثابت ہوئی مگر پیشگوئیوں کے بارے میں جبکہ خدا تعالیٰ کے نبی بھی اجتہادی غلطی سے معصوم نہیں رہ سکتے تو پھر مسلم صاحب کی رائے کیونکر معصوم ٹھہر سکتی۔

میں پھر دوبارہ کہتا ہوں کہ ان امور میں عام خیال مسلمانوں کا گو ان میں اولیاء اور فضلا ہوں اجماع کے نام سے موسوم نہیں ہو سکتا مسلمانوں نے صرف پیشگوئیوں کو مان لیا ہے انکی طرف سے یہ ہرگز دعویٰ نہیں اور نہ ہونا چاہیئے کہ خدا تعالیٰ اس بات پر قادر نہیں کہ شاید اس پیشگوئی کے ایسے تفاصیل مخفی ہوں جو ابتک کھلے نہیں اور حقیقت تمام انبیاء کا

رہی یہ بات کہ وہ پیشگوئی کی اصل حقیقت کو خدا تعالیٰ کے وسیع علم پر چھوڑتے رہے ہیں اسی وجہ سے وہ مقدس لوگ باوجود بشارتوں کے پانے کے پھر بھی دعا سے دست بردار نہیں ہوتے تھے جیسے کہ بدر کی لڑائی میں فتح کا وعدہ دیا گیا تھا مگر تاہم سید ولد آدم روروکر دعائیں کرتے رہے اس خیال سے کہ شاید پیشگوئی میں کوئی ایسے امور مخفی ہوں یا وہ کچھ ایسے شروط کے ساتھ وابستہ ہوں جنکا علم ہم کو نہیں دیا گیا۔

اور یہ دعوےٰ کہ تمام صحابہ اور اہلبیت اسی طرح مانتے چلے آئے ہیں جیسا کہ ہم بالکل لغو اور بے دلیل ہے فرد فرد کی رائے کا خدا کو ہی علم ہوگا۔ کسی نے ان سب کے اظہارات قلمبند کئے ہیں یا کب کسی نے اپنے منہ سے انکے بیانات سنکر شائع کئے ہیں۔ باوجودیکہ صحابی بیس ہزار سے بھی کچھ زیادہ تھے مگر اس پیشگوئی کے روایت کرنے والے شاید دو یا تین تک نکلیں تو نکلیں۔ اور انکی روایت بھی جزم طور پر ثابت نہیں ہوتی۔ کیونکہ بخاری جو حدیث کے فن میں ایک ناقد بصیر ہے ان تمام روایات کو معتبر نہیں سمجھتا۔ یہ خیال ہرگز نہیں ہو سکتا کہ بخاری جیسے جدوجہد کرنے والے کو وہ تمام روایات ملی ہی نہیں بلکہ صحیح اور قرین قیاس یہی ہے کہ بخاری نے انکو معتبر نہیں سمجھا اسلئے کہ دوسری حدیثیں اپنی ظاہری صورت میں امام مسلم کی حدیث سے مخالف ہیں۔ اور یہ حدیث غایت درجہ کی صحت تک پہنچ گئی ہے اسلئے اسنے ان مخالف مفہوم حدیثوں کو ساقط الاعتبار سمجھا اور اپنی صحیح کو ان سے پُر نہیں کیا۔

اب ناظرین سمجھ سکتے ہیں کہ ہرگز خیر القرون کا اس امر پر اجماع ثابت نہیں ہو سکتا کہ ضرور حضرت مسیح دمشق میں ہی نازل ہونگے۔ کیونکہ بخاری امام فن نے اس حدیث کو نہیں لیا۔ ابن ماجہ اس حدیث کا مخالف ہے اور بجائے دمشق کے بیت المقدس لکھتا ہے۔ الغرض کسی کے منہ سے کچھ نکل رہا ہے اور کسی کے منہ سے کچھ۔ پس اجماع کہاں ہے۔ اگر فرض کے طور پر اجماع بھی ہوتا تو پھر بھی کیا حرج تھا کیونکہ ان بزرگوں نے کب دعوےٰ کیا ہے کہ اس سے بڑھکر اور معنی نہیں ہو سکتے۔ بلکہ وہ تو مسنون طور پر تفاصیل کو حوالہ بخدا کرتے رہے ہیں۔

معترضین! قرآن کریم اس قدر صاف اور صریح سیدھی سچی باتوں کو مقتول اور پژمردہ دلیلوں کو ترک کر پھر بھی کسی حق جو اور حق پسند کو یہ جرأت ہو سکتی ہے کہ حیات مسیح پر اجماع امت کا مدعی ہو ہرگز نہیں ہرگز نہیں پس ایسے دعوے کی جرأت صرف وہی منافق کر سکتا ہے جسنے اسلام کے پردہ میں نصرانیت چھپا رکھی ہو اور حضرت سید المرسلین و خاتم النبیین کی عہد سعادت میں جبکہ دامن قیامت تک پھیلا ہوا ہے عیسائیت کے چکنا چور کرنے کا ٹھیکہ لے رکھا ہو مگر ایسے موحد الشرک والکفر کا بت پندار توڑنے اور مومنین معتقدین کو شیطان لعین کے دام فریب سے بچانے کے لئے بفضل تعالیٰ ہمارے پاس ایک اور قوی حربہ موجود ہے جسکے صدمہ جانستان سے اس عدو دین متین دشمن خیر المرسلین کو یا لیتہ الموت من کل مکان کا نعرہ دردناک نصیب ہو سکتا اب ہم اس حربہ سے کام لیتے ہیں۔ اور وہ یہ ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تحفہ غزنویہ صفحہ ۴۴-۴۵ میں تحریر فرمایا ہے

"وہ بات فی الواقع صحیح ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام اور تمام گزشتہ نبیوں کی موت کی نسبت صحابہ کرام کا اجماع ہو گیا تھا...... یعنی جب کہ حضرت ابو بکر نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی موت پر بطور استدلال کے یہ آیت پڑھی کہ ما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل افان مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم جسکا ترجمہ یہ ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم صرف ایک رسول ہیں اس میں کوئی خدائی کی نہیں اور اس سے پہلے تمام رسول دنیا سے گزر چکے ہیں یعنی مرچکے ہیں پس اگر یہ بھی مر گیا یا قتل ہو کر دنیا سے گزر گیا تو کیا تم دین سے پھر جاؤ گے تو اس آیت کے سننے کے بعد کسی ایک صحابی نے بھی مخالفت نہیں کی اور انکار یہ عرض نہیں کی کہ آپکا استدلال ناقص و ناتمام ہے کیا آپکو معلوم نہیں کہ بعض نبی زندہ بجسم عنصری زمین پر موجود ہیں جیسے الیاس و خضر اور بعض آسمان پر بیٹھے ادریس و عیسیٰ تو پھر اس آیت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ضرورت موت کیونکر ثابت ہو اور کیوں جائز نہیں کہ وہ بھی زندہ ہوں۔ بلکہ تمام صحابہ نے اس آیت کو

سنکر تصدیق کی اور سب کے سب اس نتیجہ تک پہنچ گئے کہ تمام نبیوں کی طرح آنحضرت صلعم کا مرنا بھی
ضروری تھا پس یہ اجماع بلا توقف و تردد واقع ہوا۔

اس بارے میں صحیح بخاری میں جو اصح الکتب کہلاتی ہے مندرجہ ذیل عبارتیں ہیں۔
یعنے ابن عباس سے روایت ہے کہ ابو بکر نکلا (یعنی بروز وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
اور عمر لوگوں سے کچھ باتیں کر رہا تھا یعنی کہہ رہا تھا کہ آنحضرت فوت نہیں ہوئے۔ بلکہ زندہ
ہیں پس ابو بکر نے کہا کہ اے عمر بیٹھ جا مگر عمر نے بیٹھنے سے انکار کیا۔ پس لوگ ابو بکر کی طرف
متوجہ ہو گئے اور عمر کو چھوڑ دیا پس ابو بکر نے کہا کہ بعد حمد و صلوٰۃ واضح ہو کہ جو شخص تم میں
سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پرستش کرتا ہے اسکو معلوم ہو کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم فوت
ہو گیا اور جو شخص تم میں سے خدا کی پرستش کرتا ہے تو خدا زندہ ہے جو نہیں مریگا۔ اور آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی موت پر دلیل یہ ہے کہ خدا نے فرمایا ہے کہ محمد صرف ایک رسول ہے
اور اس سے پہلے تمام رسول اس دنیا سے گذر چکے ہیں یعنی مر چکے ہیں اور حضرت ابو بکر نے
الشاکرین تک یہ آیت پڑھ کر سنائی بخاری راوی نے کہا پس بخدا گویا اس سے بے خبر تھے کہ یہ
آیت بھی خدا نے نازل کی ہے اور ابو بکر کے پڑھنے سے انکو پتہ لگا پس اس آیت کو تمام صحابہؓ
نے ان سے سیکھ لیا اور کوئی بھی صحابی یا غیر صحابی باقی نہیں رہا جو اس آیت کو پڑھتا نہ تھا اور
عمر نے کہا کہ بخدا میں نے یہ آیت ابو بکر سے ہی سنی جب اسنے پڑھی پس میں اسکے سننے سے ایسا
بیہوش اور زخمی ہو گیا ہوں کہ میرے پیر مجھے اٹھا نہیں سکتے اور میں اسوقت سے زمین پر گرا جاتا
ہوں جب سے کہ میں نے یہ آیت پڑھتے سنا اور یہ کلمہ کہتے سنا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فوت
ہو گئے اور ایسا ہی قسطلانی شرح بخاری کی یہ عبارت ہے وعمر بن الخطاب یکلم الناس
یقول ما مات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ...... ولا یموت حتی یقتل المنافقین
یعنی حضرت عمر لوگوں سے باتیں کرتے تھے اور کہتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فوت
نہیں ہوئے اور جب تک منافقوں کو قتل نہ کر لیں فوت نہیں ہونگے اور ملل و نحل شہرستانی

میں اس قصہ کے متعلق یہ عبارت ہے ...... دیکھو حال دخل جلد ثالث ترجمہ یہ ہے کہ عمرؓ
کہتے تھے کہ جو شخص یہ کہیگا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہوگئے تو میں اپنی اس تلوار سے
اسکو قتل کر دونگا بلکہ وہ آسمان پر اٹھائے گئے ہیں جیسا کہ عیسے بن مریم اٹھائے گئے ۔ ابو بکر
نے کہا کہ جو شخص محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کرتا ہے تو وہ تو ضرور فوت ہو گئے ہیں۔ اور جو
شخص محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے خدا کی عبادت کرتا ہے تو وہ زندہ ہے نہیں مریگا ...... پھر حضرت
ابو بکرؓ نے یہ آیت پڑھی جس کا یہ ترجمہ ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم رسول ہیں اور سب
رسول دنیا سے گزر گئے کیا اگر وہ فوت ہو گئے یا قتل کئے گئے تو تم مرتد ہو جاؤ گے ۔ تب
لوگوں نے اس آیت کو سنکر اپنے خیالات سے رجوع کر لیا ۔ اب سوچو کہ حضرت ابو بکرؓ کا گر قرآن
سے یہ استدلال نہیں تھا تو وہ صحابہ جو ان آپکے ایک لفظ سے بھی زیادہ تھے محض ظنی
اور شکی امر پر کیونکر قائل ہو گئے ۔ اور کیوں یہ آیت پیش کی گئی کیا حضرت عمرؓ کی دلیل ناتمام
ہے ۔ اور کوئی نص قطعیۃ الدلالت آپ کے ہاتھ میں نہیں کیا آپ ابتک اس سے بیخبر ہیں
کہ قرآن کی آیت رافعک الیّ میں حضرت مسیح کو بجسد العنصری آسمان پر جانا بیان فرما چکا
بل رفعہ اللہ الیہ بھی آپ نے نہیں سنا پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا آسمان پر جانا
آپکے نزدیک کیوں مستبعد ہے بلکہ صحابہ تو مذاق قرآن سے خوب واقف تھے آیت و سنکر اہم
لفظ خلت کی تشریح افان مات او قتل ہیں۔ پس کر فی الفور آپ نے پہلے خیال کو چھوڑ دیا اصل
حقیقت یہ معلوم ہوتی ہے کہ حضرت عیسٰے کی موت کا بھی آج اول فیصلہ ہوا۔ اور صحابہؓ نے
اس آیت کو سنکر بعد اسکے کبھی دم نہیں مارا کہ حضرت عیسٰے زندہ ہیں اور چونکہ صحیح بخاری کے
لفظ کلم سے ثابت ہو گیا کہ اسوقت سب صحابہ موجود تھے اور کسی نے آیت سننے کے
بعد مخالفت نہ کی ۔ اسلئے ماننا پڑا کہ ان سب کا تمام گذشتہ انبیاء کی موت پر اجماع
ہو گیا ۔ اور یہ پہلا اجماع تھا ۔ جو صحابہ میں ہوا ۔ ...... اب بتلاؤ کہ
حضرت مسیح کی موت پر اجماع تو ہوا زندگی پر کہاں اجماع ثابت ہے برابر تفسیروں والے

ہی کہہ جاتے ہیں کہ یہ بھی قول ہے کہ تین دن یا تین گھنٹہ کے لئے مسیح مر بھی گیا تھا گویا مسیح کیلئے دو موتیں تجویز کرتے ہیں جیسا کہ باطل وہ جس کا حشر ہی اور امام مالک کا قول ہے کہ وہ ہمیشہ کے لئے مر گیا یہی قول امام ابن حزم کا ہے معتزلہ بھی اسکی موت کے قائل ہیں۔ اور بعض صوفیہ کرام کے فرقے یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ عیسے مسیح مر گیا۔ اور اسکے خلق اور خو پر کوئی اور شخص اس امت میں سے دنیا میں آئیگا اور بروزی طور پر وہ مسیح موعود کہلائیگا اب دیکھو جتنے منہ اتنی ہی باتیں دعویٰ اجماع کہاں رہا اجماع صرف موت پر رہا۔ اور یہی اجماع آپ لوگوں کو ہلاک کر گیا۔ اب روشن کی طرح حضرت ابوبکر کو گواہ رہو جنہوں نے آپ کے اس عقیدہ کی غلطی کی۔ انتہی ملخصاً

ناظرین اس قطعی فیصلہ کن دلائل کے سننے کے بعد بھی اگر مولوی صاحب وفات مسیح پر بن کر اور دعوے اجماع پر بدستور مصر ہیں تو میں انکو چیلنج دیتا ہوں کہ وہ امت محمدیہ کے ہر زمانہ کے مجتہدوں کی ایک مکمل فہرست چھپوا کر شائع کریں اور ان میں سے ہر ایک کے اقرار تحریری سے حضرت مسیح کی حیات زیر بحث کو ثابت کر دکھلائیں گو وہ ایسا کر دکھلائیں تو میں حلفاً وعدہ کرتا ہوں کہ مولوی صاحب موصوف کی خدمت میں مبلغ [illegible] نقد بطور حق المحنت پیش کرونگا۔ اب اگر مولوی صاحب اس چیلنج سے گریز کریں اور اپنے دعوے سے بھی باز نہ آئیں تو پبلک آگاہ ہے کہ مولوی صاحب کی نیت بخیر نہیں دین کی ٹھیکہ داری والا معاملہ انہیں ایسی ناجائز کارروائیوں کے لئے مجبور کر رہا ہے چونکہ جو فہرست مولوی صاحب سے طلب کی ہے اسکی تیاری میں ایک طور پر مولوی صاحب کا ہاتھ بٹا سکتے ہیں بلا امید کسی صلہ کے حسبۃ للہ ایک فہرست مرتب کر کے پیش کرتا ہوں جو بغیت حق نما کا کام دیگی اور جس میں اول آئمہ مجتہدین ومفسرین وغیرہم کے اقوال بتائے ہیں جنہوں نے وفات مسیح کا اقرار کیا ہے اور وہ فہرست یہ ہے

فہرست

(۱) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات اور نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل جو رسول دنیا میں ہو گذرے ان کی وفات پر آیہ کریمہ ما محمد الا رسول

قد خلت من قبلہ الرسل سے استدلال کیا۔ اور اس استدلال کی صحت پر کل صحابہ کا اجماع منعقد ہوا۔ چنانچہ اس بارہ میں بخاری اور ملل و نحل وغیرہ کے حوالجات اوپر نقل ہو چکے ہیں۔ اور ان حوالجات سے ظاہر ہے کہ صحابہ رضی اللہ علیہم اجمعین اور امام بخاری اور صاحب ملل و نحل کا یہی مذہب ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام بھی وفات پا گئے۔

(۲) حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں۔ کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے خبر دی ان عیسٰے بن مریم عاش عشرین و مائۃ سنۃ یعنی عیسٰے بن مریم ایک سو بیس برس زندہ رہے (مواہب لدنیہ شرح قسطلانی جلد ۱ صفحہ ۴۲)

(۳) عن ابن عمر ان عیسٰی عاش مائۃ و عشرین سنۃ کذا فی الاصابہ یعنی ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ عیسٰے ایک سو بیس برس تک زندہ رہے اصابہ میں ایسا ہی آیا ہے (حاشیہ ابن ماجہ کا ابن ماجہ مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی صفحہ ۵۰)

(۴) کتاب ما ثبت بالسنۃ مصنفہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی میں لکھا ہے عاش عیسٰی علیہ السلام خمس و عشرین و مائۃ سنۃ یعنی حضرت عیسٰے علیہ السلام ۱۲۵ برس تک زندہ رہے

نوٹ:- پہلی حدیثوں میں عشرۃ کا ذکر کیا گیا ہے کسر کا نہیں۔ اس حدیث میں کسور کا بھی لحاظ کیا گیا ہے اسلئے ان حدیثوں میں در اصل کچھ اختلاف نہیں۔

(۵) حافظ عماد الدین ابن کثیر اپنی تفسیر جلد ۲ صفحہ ۲۴۶ میں لکھتے ہیں و بعض الاحادیث لو کان موسٰی و عیسٰے حیین لما وسعہما الا اتباعی فالرسول محمد خاتم الانبیاء صلوات اللہ و سلامہ علیہ دائما الٰی یوم الدین۔ یعنی بعض حدیثوں میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر موسٰی اور عیسٰے زندہ ہوتے۔ تو انکو بجز ہماری اطاعت کے اور کچھ چارہ نہ ہوتا۔ پس محمد رسول اللہ تمام نبیوں کے ختم کرنیوالے ہیں جن پر ہمیشہ قیامت تک خدا کا درود اور سلام ہو۔

نوٹ:- اس بزرگ مفسر و محدث نے اس حدیث پر کوئی جرح نہیں کی

(۷) نواب صدیق حسن خان صاحب مرحوم بھوپالوی نے اپنی تفسیر ترجمان القرآن جلد ۲ صفحہ ۱۴۸ میں حدیث مذکورہ بالا یعنی لو کان موسیٰ و عیسیٰ حیین لما وسعہما الا اتباعی کو صحیح فرمایا ہے اور کوئی جرح نہیں کی۔

(۸) خواجہ محمد پارسا رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب فصل الخطاب کے صفحہ ۲۰۸ میں اس حدیث کو ان الفاظ میں رقم فرمایا ہے وان عیسیٰ و موسیٰ علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام لو ادرکا زمنہما الدخلا فی شریعتہ یعنے اگر عیسیٰ اور موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا زمانہ پاتے تو لازمی طور سے شریعت محمدیہ کے پابند ہوتے۔

(۹) کتاب الیواقیت والجواہر فی بیان عقائد الاکابر مصنفہ عارف ربانی امام سید عبد الوہاب شعرانی میں صفحہ ۲۰ پر حدیث مذکورہ بایں الفاظ لکھی ہے۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا سید ولد آدم ولا فخر انما کان صلی اللہ علیہ وسلم من لدن آدم الی آخر الرسل ومنہم عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کما ابان عن ذالک حدیث لو کان موسیٰ و عیسیٰ حیین ما وسعہما الا اتباعی وصدق صلی اللہ علیہ وسلم فی ذالک فانہ لو کان موجوداً بجسمہ من لدن آدم الی زمان وجودہ لکان جمیع بنی آدم تحت شریعتہ ولہذا لم یبعث نبی الی الناس عامۃ الا ھو خاصۃ بجمیع شرائع الانبیاء ھی بالحقیقۃ شرع صلی اللہ علیہ وسلم یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں آدم کی اولاد کا سردار ہوں بات فخر کی ہے نہیں کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سردار بنی آدم ہیں اور وجہ یہ ہے کہ تمام انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام انکے نائب ہیں۔ آدم سے لیکر آخری رسول یعنی حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام تک جیسا کہ اس حدیث سے ظاہر ہے۔ اگر موسیٰ و عیسیٰ زندہ ہوتے۔ تو انکو بغیر میری اتباع کے کوئی چارہ نہ ہوتا۔ اور بلاشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا ہے کیونکہ اگر وہ اپنے جسم کے ساتھ زندہ ہوتے تو حضرت آدم سے

النبوۃ فی خیر الامۃ یہ ایک ٹریکٹ ہے جسکے جواب بالصواب پر یکہزار روپیہ انعام مقرر ہے میر قاسم علی صاحب مشہور احمدی مناظر نے لکھا ہے۔ اس میں خاتم النبیین کے معنے بڑی شرح وبسط کے ساتھ بیان کئے گئے ہیں۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے بڑی خصوصیت کو ثابت کیا ہے جس کی وجہ سے آپ خاتم النبیین کہلاتے ہیں اور کہ آپکی کامل پیروی سے آپکا ایک امتی شرف مکالمہ و مخاطبہ سے مشرف ہو کر درجہ غیر تشریعی تک مثل انبیاء بنی اسرائیل کے پہنچ جاتا ہے فی نسخہ ۴؍ سیکڑہ فی روپیہ آٹھ نسخے یہ رسالہ اس قابل ہے کہ کوئی مستطاعت احمدی برادران طریقت اسے غیر احمدیوں میں مفت تقسیم کریں۔ درخواستیں بنام ایڈیٹر اخبار الحق تراہا بیرم خان پرانی منڈی پھول کی۔ دہلی

القادیانی مولوی حبیب اللہ صاحب بھاگلپوری ایک مشہور احمدی فاضل ہیں آپ نے جو احمد بھائی کے فتنے کو فرو کرنیکے لئے بعض رسائل کے جواب میں یہ لاجواب کتاب شائع کی ہے جس کا حجم ۲۰×۳۰ کے پونے دو سو صفحے ہے اس میں مرزا احمد بیگ والی پیشگوئی اور آیت لو تقول پر (جو حضرت مسیح موعود نے اپنی صداقت کے ثبوت میں پیش کی ہے) جو اعتراضات مخالف نے کئے ہیں۔ انکے دندان شکن جوابات جو جواب آیات و احادیث و اقوال بزرگان سلف فریقین کی مدلل ہے۔ اور یہ اشاعت مدعا مخصم کو جھانسے مقابل جس سے دونوں کشیر رہتی ہیں کہ جماعت احمدی چونکہ انکو کثرت سے پیش آتی رہتی ہیں اسلئے اس کتاب کو منگوا کر اپنے پاس رکھنا یا اسے اپنے اپنے علاقے میں شائع کرنا نہایت مفید ہوگا۔ کتاب کی لکھوائی چھپائی کاغذ سب عمدہ قابل تعریف ہے چونکہ بہ نیت تبلیغ شائع کی گئی ہے اسلئے قیمت اصل خرچ کے مطابق ۸؍ رکھی گئی ہے جو پونے دو سو صفحے کی ضخیم اور پھر علمی کتاب کے لئے کچھ بھی نہیں ہے پتہ مینیجر تشحیذ قادیان ضلع گورداسپور

نغمہ اکمل حصہ دوم۔ حضرت اکمل کی نظمیں چھپائی گئی ہیں اسلئے بہت پسند کی گئی ہیں۔ یہ فرقت کی بیقرار کر دینے والی گھڑیوں میں ایک سوز و گداز کا مظہر ہیں۔ حضرت مسیح موعود کی شان میں نعت ترانے میں قیمت ۲؍ مینیجر تشحیذ قادیان ضلع گورداسپور سے طلب کریں۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۶۴

قیمت عہ	چھ مشہور دواؤں کا بکس	قیمت عہ

عہ

آزمائش کیلئے — آزمائش کیلئے

ڈاکٹر ایس کے برمن کی دوائیں گذشتہ ۳۰ سال سے تمام ہندوستان میں استعمال ہوتی رہی ہیں اسلئے قدیم خریدار کو مخاطب کرنیکی ضرورت نہیں ہے صرف نئے اصحاب کے لئے جو اشتہاری ادویات سے متنفر ہو گئے ہیں یقین دلانے اور آزمائش کے لئے یہ نمونہ ذیل چھ مشہور اور مجرب ادویات کا نمونہ بکس بنا ہے جس میں اتنی کافی ہر ایک دوا ہیں کہ آزمائش پورے طور سے ہو سکتی ہیں۔ یہ پیٹنٹ شیشوں میں بھری ہوئی خوبصورت کاغذ کے بکس میں بند رہتی ہیں جسکے ساتھ انکے حالات کی چھپی ہوئی کتاب اور استعمال ترکیب بھی رہتی ہے گھر والوں کے لئے یہ انمول ہے۔ یہ مسافرت کی حالت میں بہت کام دیتی ہے تھوڑے خرچ میں ڈاکٹر ایس کے برمن کی خاص مفید دواؤں کا فائدہ ملتا ہے۔ اپنی خواہ دوسروں کی تھوڑی ہی خرچ میں بہت بہتری ہو سکتی ہے۔ ہر ایک پوری شیشی کے دام لگے ہیں

دواؤں کا نام

عرق کافور۔ ہیضہ اور گرمی کے دست کی ایک ہی دوا

دمہ کی دوا۔ دمہ کیسا ہی زور میں ہو فوراً جاتی رہتی ہے۔

کولا ٹانک۔ ہر ایک کے لئے طاقت بڑھانیکی دوا۔

مقوی باہ کی گولیاں جیسا نام ویسا فائدہ

جلاب کی گولیاں۔ شب کو سوتے وقت کی لینے سے صبح کو خلاصہ اجابت ہوتا ہے

عرق پودینہ سبز۔ درد شکم و بدہضمی کی دوا۔ پوری حالت بذریعہ فہرست طلب کرکے دیکھئے۔ دوائیں ہر جگہ دوکانداروں یا دوا فروشوں سے مل سکتی ہیں ورنہ کارخانہ سے طلب کیجئے

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵ و ۶ تاراچند دت اسٹریٹ کلکتہ

۱۳ ۱۹
بابت ماہ دسمبر

تشحیذ الاذہان

فہرست مضامین

قیمت [illegible]

رسیدات زر سنہ ۱۹۱۳ء

[illegible]	[illegible]	[illegible] ۱۹۱۳ء
جناب محمد [illegible]	جناب [illegible] فضل کریم صاحب	جناب [illegible] صاحب
[illegible]	جناب [illegible] الدین	جناب [illegible]
جناب [illegible] محمد [illegible] الدین صاحب		جناب [illegible]
[illegible]	جناب [illegible] صاحب	جناب [illegible] الدین
جناب مولوی محمد [illegible] صاحب	[illegible]	جناب [illegible]
جناب بشیر احمد صاحب	جناب حکیم [illegible] محمد صاحب	جناب [illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]

[illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

رسالہ

تشحیذ الاذہان

بابت ماہ دسمبر ۱۹۱۳ء

کچھ شک نہیں جو قرآن شریف میں قادیان کا ذکر ہے

مجھے خوب یاد ہے کہ ایک دفعہ سات آٹھ سو آدمیوں کے مجمع میں ایک واعظ کھڑا ہوا۔ اور اس نے انجیلوں کو ملا کر کوئی ہے تو میرے مقابل پر آجائے آخر ایک احمدی اپنے دو ساتھیوں کیساتھ ذکر یہی اسوقت وہاں موجود تھے باوجود جہال کے وحشیانہ حملوں کے خوف کے آگے بڑھا اور اسنے کہا فرشتے کی اعتراض ہے جو اس واعظ نے نہایت ذلیل ہو کام لیا ازالہ اوہام لکھا ہوا اس میں کو صرف پیرو پڑھ کر سنایا۔ فی الحقیقت پر بیت لگ دیا۔

"میرے بھائی صاحب مرحوم مرزا غلام قادر میرے قریب بیٹھ کر باآواز بلند قرآن شریف پڑھ رہے تھے۔ اور پڑھتے پڑھتے انہوں نے ان فقرات کو پڑھا کہ انا انزلناہ قریبا من القادیان تب میں نے نظر ڈال کر جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ فی الحقیقت قرآن شریف کے دائیں صفحہ میں شاید قریب نصف کے موقعہ پر یہی الہامی عبارت

لکھی ہوئی موجود ہے۔ +

پھر اس مرتبہ نے سات آٹھ حافظان قرآن مجید کو کھڑا کیا۔ اور انہیں اللہ کی قسم دی کہ وہ راست راست بیان کر دو کیا انا انزلناہ قریبًا من القادیان قرآن مجید میں نصف کے قریب لکھا ہے یا نہیں۔ انہوں نے کانوں پر ہاتھ رکھے۔ اور جلسہ میں ایک جوش پیدا ہو گیا۔ کسی نے جواب دیا نعوذ باللہ بلکہ مارو مار کی آوازیں آنے لگیں +

یہی بات پہلے چند اشتہارات و ٹریکٹوں میں بھی دیکھی ہو کہ مرزائی قرآن کو

اصل کتاب تو دیکھو | کوئی ضرور تمنا نہیں کرتا کہ اصل کتاب بھی دیکھے وہاں کیا لکھا ہے اول تو میرے بھائی صاحب مرحوم سے پہلے اس روز کشفی طور پر میں نے دیکھی لکھا ہے جس سے صاف ظاہر ہے کہ یہ معاملہ عالم ظاہر کا نہیں بلکہ عالم مثال کا ہے اور اسکے معنے ابھی تو واضح ہو گئے جن کے رو سے اس عالم کی باتوں کے معنے کئے جاتے ہیں +

فی الحقیقت کے کیا معنی؟ | فی الحقیقت بھی آپ نے کشف میں فرمایا۔ اور اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اب قرآن مجید میں صریح طور پر یہ الہام دکھایا جاوے چنانچہ اسکی اعتبار سے آپ خود الزالہ اوہام پر فرماتے ہیں۔

"کیونکہ کسی کتاب حدیث یا قرآن شریف میں قادیان کا نام لکھا ہوا نہیں پایا جاتا اور یہ الہام جو براہین احمدیہ میں چھپ چکا ہو بصراحت و باواز بلند ظاہر کر رہا ہے کہ قادیان کا نام قرآن شریف میں یا احادیث نبویہ میں بطور پیشگوئی ضرور موجود ہے۔ اور چونکہ موجود نہیں اس بجز اسکے اور کس طرف خیال ہو سکتا ہے کہ خدا تعالٰی نے قادیان کا نام قرآن شریف یا احادیث نبویہ میں کسی اور پیرایہ میں ضرور رکھا ہوگا"

اس میں آپ نے فی الحقیقت کے معنے کھول دئے ہیں۔

کشف نظارہ مطابق ظاہر ہونا ضروری نہیں | باقی رہا سوال کہ کیا کشف غلط بھی ہو سکتا ہو اسکا جواب یہ ہے اگر ایک شخص خواب یا کشف میں کسی مجلس کا قیام یا کوئی اور ایسا نظارہ

دیکھتا ہے مثلاً کسی کپڑے کا ذکر ہو تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ یہی الفاظ وہ ضرور اسی طور پر دیکھے بلکہ وہ خواب یا کشف اپنے معانی کے لحاظ سے پورا ہوگا۔ اور یہ نکتہ سورہ یوسف کے خوابوں پر غور کرنے سے حل ہو سکتا ہے پھر میں ایک آیت کو پیش کرتا ہوں۔ جو سورۃ انفال کے پتہ میں ہے وَاِذْ یُرِیْکُمُوْھُمْ اِذِ الْتَقَیْتُمْ فِیْٓ اَعْیُنِکُمْ قَلِیْلًا وَّیُقَلِّلُکُمْ فِیْٓ اَعْیُنِھِمْ لِیَقْضِیَ اللّٰہُ اَمْرًا کَانَ مَفْعُوْلًا دیکھئے یہاں اس بدر کا ذکر ہے جس میں نبی کریم صلعم کو کافر اپنی اصل تعداد سے تھوڑے دکھائے گئے تو کیا اب کہنا چاہیئے کہ معاذ اللہ نبی کریم صلعم کو غلط کشف دکھلایا گیا ہرگز نہیں بلکہ بلحاظ اپنی قوت و انجام کے کافر فی الحقیقت تھوڑے ہی تھے۔

اس کشف کی تعبیر | جو حضرت اقدس نے فرمائی وہ صحیح ہے اور اس پر کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا۔ وھو ھذا

"اور اس کشف میں جو میں نے اپنے بھائی صاحب مرحوم کو جو کئی سال سے وفات پا چکے ہیں قرآن شریف پڑھتے دیکھا۔ اور اس الہامی فقرہ کو انکی زبانی قرآن شریف میں پڑھتے سنا۔ تو اس میں یہ بھید مخفی ہے جس کو خدا تعالیٰ نے میرے پر کھولا کہ انکے نام سے اس کشف کی تعبیر کو بہت کچھ تعلق ہے یعنی انکے نام میں جو قادر کا لفظ آتا ہے اس لفظ کو کشفی طور پر پیش کر کے یہ اشارہ کیا گیا ہے کہ یہ قادر مطلق کا کام ہے۔ اس کو کچھ تعجب نہیں کرنا چاہئے۔ اسکے عجائبات قدرت اسی طرح پر ہمیشہ ظہور فرما ہوتے ہیں کہ وہ غریبوں اور حقیروں کو عزت بخشتا ہے اور بڑے بڑے معززوں اور بلند مرتبہ لوگوں کو خاک میں ملا دیتا ہے بڑے بڑے علماء و فضلاء اسکے آستانہ فیض سے بکلی بے نصیب اور محروم رہ جاتے ہیں۔ اور ایک ذلیل حقیر امی جاہل بلا تحقیق منتخب ہو کر مقبولین کی جماعت میں داخل کر لیا جاتا ہے" (ازالہ اوہام [illegible])

اور قریباً من القادیان کی وضاحت ان الفاظ میں فرمائی

اسکی تفسیر یہ ہوگی یا ارشاد قریباً من دمشق بطرف شرقی عند المنارة
البیضاء کیونکہ اس عاجز کی سکونتی جگہ قادیان کے شرقی کنارہ پر ہے
من دمشق کی ایزادی اسلئے کہ قادیان کو خدا تعالیٰ کے نزدیک دمشق سے مشابہت ہے

اس کشف کی مزید وضاحت

پھر اس کشف کو اور بھی صاف کرتے ہوئے ستارہ قیصریہ میں حضور نے بہت مفصل لکھا ہے ارشاد فرماتے ہیں

قریباً بیس برس ہوئے کہ میں نے اپنی کتاب براہین احمدیہ میں خدا تعالیٰ کا یہ کلام جو میری زبان پر جاری کیا گیا لکھا تھا یعنی یہ کہ انا انزلناہ قریباً من القادیان وبالحق انزلناہ وبالحق نزل صدق اللہ ورسولہ وکان امر اللہ مفعولاً دیکھو براہین احمدیہ صفحہ ۴۹۸ یعنی ہم نے اس مسیح موعود کو قادیان میں اتارا ہے اور وہ ضرورت حقہ کیساتھ اتارا گیا۔ اور ضرورت حقہ کے ساتھ اترا خدا نے قرآن میں اور رسول نے حدیث میں جو فرمایا تھا وہ اسکے آنے سے پورا ہوا اس الہام کے وقت جیسا کہ میں کئی دفعہ ذکر کر چکا ہوں مجھے کشفی طور پر یہ بھی معلوم ہوا تھا کہ یہ الہام قرآن شریف میں لکھا ہوا ہے۔ اور اسوقت عالم کشف میں میرے دل میں اس بات کا یقین تھا کہ قرآن شریف میں تین شہروں کا ذکر ہے یعنی مکہ اور مدینہ اور قادیان کا۔ اس بات کو قریباً تیس برس ہو گئے جبکہ یہ براہین احمدیہ میں لکھا تھا۔ اب اس رسالہ کی تحریر کیوقت میرے پر منکشف ہوا کہ جو کچھ براہین احمدیہ میں قادیان کے بارے میں کشفی طور پر میں نے لکھا یعنی یہ کہ اسکا ذکر قرآن شریف میں موجود ہے درحقیقت یہ صحیح بات ہے کیونکہ یہ یقینی امر ہے کہ قرآن شریف کی یہ آیت کہ سبحان الذی اسری بعبدہ لیلاً من المسجد الحرام الی المسجد الاقصی الذی بارکنا حولہ۔ معراج مکانی اور زمانی دونوں پر مشتمل ہو اور بغیر اسکے معراج ناقص رہتا ہے پس جیسا کہ سیر مکانی کے لحاظ

سے خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد الحرام سے بیت المقدس تک پہنچا دیا تھا۔ ایسا ہی سیر زمانی کے لحاظ سے آنجناب کو شوکت اسلام کے زمانہ سے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ تھا برکات اسلامی کے زمانہ* تک جو مسیح موعود کا زمانہ ہے پہنچا دیا۔ پس اس پہلو کے رو سے جو اسلام کے انتہاء زمانہ تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سیر کشفی ہے مسجد اقصےٰ سے مراد مسیح موعود کی مسجد ہے جو قادیان میں واقع ہے جس کی نسبت براہین احمدیہ میں خدا کا کلام یہ ہے۔ مبارک ومبارک وکل امر مبارک یجعل فیہ۔ اور یہ مبارک کا لفظ جو بصیغہ مفعول اور فاعل واقع ہوا۔ قرآن شریف کی آیت بارکنا حولہ کے مطابق ہے پس کچھ شک نہیں جو قرآن شریف میں قادیان کا ذکر ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ سبحان الذی اسریٰ بعبدہ لیلا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصی الذی بارکنا حولہ۔ اس آیت کے ایک تو وہی معنے ہیں جو علماء میں مشہور ہیں یعنی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مکانی معراج کا یہ بیان ہے مگر کچھ شک نہیں کہ اسکے سوا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ایک زمانی معراج بھی تھا جس سے یہ غرض تھی کہ تا آپ کی نظر کشفی کا کمال ظاہر ہو اور نیز ثابت ہو کہ مسیحی زمانہ کے برکات بھی درحقیقت آپ ہی کے برکات ہیں جو آپ کی توجہ

---

* شوکت اسلامی کا زمانہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ تھا اُسکا اثر غالب رہا تھا۔ کہ حضرت موسیٰ کی طرح سو سو تک رہا۔ کیونکہ مدینہ کی ہجرت ہی اسلئے تھی تا بیت اللہ کا حکم بھی بیت المقدس تک لیجاوے۔ لیکن زمانہ برکات کا جو مسیح موعود کا زمانہ ہے اسکا یہ اثر ہو کر قسم قسم کے علوم زمین میں پیدا ہو جائیں۔ اور صرف امن یک طرفہ نظر بھی حاصل ہو۔ منہ

اور محبت کو پیدا ہوتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ مسیح ایک طور سے آپ ہی کا روپ ہے۔ اور وہ معراج یعنی بلوغ نظر کشفی دنیا کی انتہا تک تھا جو مسیح کے زمانہ سے تعبیر کیا جاتا ہے اور اس معراج میں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد الحرام سے مسجد اقصیٰ تک سیر فرما ہوئے وہ مسجد اقصیٰ یہی ہے جو قادیان میں بجانب مشرق واقع ہے جس کا نام خدا کے کلام نے مبارک رکھا ہے۔ یہ مسجد جسمانی طور پر مسیح موعود کے حکم سے بنائی گئی ہے اور روحانی طور پر مسیح موعود کے برکات اور کمالات کی تصویر ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے بطور موہبت ہیں۔ اور جیسا کہ مسجد الحرام کی روحانیت حضرت آدم اور حضرت ابراہیم کے کمالات ہیں اور بیت المقدس کی روحانیت انبیاء بنی اسرائیل کے کمالات ہیں ایسا ہی مسیح موعود کی یہ مسجد اقصیٰ جس کا قرآن شریف میں ذکر ہے اس کے روحانی کمالات کی تصویر ہے۔

معراج جو مسجد الحرام سے شروع ہوا اس میں یہ اشارہ ہے کہ صفی اللہ آدم کے تمام کمالات اور ابراہیم خلیل اللہ کے تمام کمالات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں موجود تھے اور پھر اس جگہ سے قدم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکانی سیر کے طور پر بیت المقدس کی طرف گیا اور اس میں یہ اشارہ تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں تمام اسرائیلی نبیوں کے کمالات بھی موجود ہیں اور پھر اس جگہ سے قدم آنجناب علیہ السلام زمانی سیر کے طور پر اس مسجد اقصیٰ تک گیا جو مسیح موعود کی مسجد ہے یعنے کشفی نظر اس آخری زمانہ تک جو مسیح موعود کا زمانہ کہلاتا ہے پہنچ گئی یہ اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ جو کچھ مسیح موعود کو دیا گیا وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں موجود ہے اور پھر قدم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آسمانی سیر کے طور پر اوپر کی طرف گیا اور مرتبہ قاب قوسین کا پایا۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مظہر صفات الٰہیہ اتم اور اکمل طور پر تھے

غرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس قسم کا معراج یعنی مسجد الحرام سے مسجد اقصیٰ تک کا زمانی مکانی دونوں رنگ کی سیر تھی۔ اور نیز خدا تعالیٰ کی طرف ایک سیر تھا جو مکان اور زمان دونوں سے پاک تھا۔ اس جدید طرز کی معراج سے غرض یہ تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خیر الاولین والآخرین ہیں۔ اور نیز خدا تعالیٰ کی طرف سیر ان کا اس نقطۂ ارتفاع پر ہے کہ اس سے بڑھکر کسی انسان کو گنجائش نہیں مگر اس حاشیہ میں ہماری صرف یہ غرض ہے کہ جیسا کہ آج سے بیس برس پہلے براہین احمدیہ میں کشفی طور پر لکھا گیا تھا کہ قرآن شریف میں قادیان کا ذکر ہے یہ کشف نہایت صحیح اور درست تھا۔ کیونکہ زمانی رنگ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معراج مسجد اقصیٰ کی طرف سیر مسجد الحرام سے شروع ہو کر کسی طرح صحیح نہیں ہو سکتا جب تک مسیح کی مسجد تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیر تسلیم نہ کیا جائے جو باعتبار زمانہ کے مسجد اقصیٰ ہو۔"

تتمہ بیشک خدا کے فضل سے اس الہام و کشف کے متعلق کافی بحث کر دی ہے۔ اس سے امید ہے کہ خصم کو جائے مجال نہ رہیگی۔

حوالہ صفحہ ۵۹۲

"اور آخرین منہم ... درحقیقت ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور میری نسبت ایسی ہے کہ استاد اور شاگرد کی نسبت ہو۔ اور خدا تعالیٰ کا یہ قول کہ وآخرین منہم لما یلحقوا بہم اسی بات کی طرف اشارہ کرتا ہے پس آخرین کے لفظ میں فکر کرو۔ اور خدا نے مجھ پر اس رسول کریم کا فیض نازل فرمایا اور اس کو کامل بنایا۔ اور اس نبی کریم کے لطف اور جود کو میری طرف کھینچا یہاں تک کہ میرا وجود اس کا وجود ہو گیا۔ پس وہ جو میری جماعت میں داخل ہوا درحقیقت میرے سردار خیر المرسلین کے صحابہ میں داخل ہوا۔ اور یہی معنے آخرین منہم کے لفظ کے بھی ہیں جیسا کہ سوچنے والوں پر پوشیدہ نہیں۔ اور جو شخص مجھ میں اور مصطفیٰ میں تفریق کرتا ہے اس نے مجھ کو نہیں دیکھا ہے اور نہیں پہچانا ہے۔"

(خطبہ الہامیہ صفحہ ۱۷۱) اس حقیقت کو اور بھی واضح کرتے ہوئے فرماتے ہیں

بروزِ محمد علیہ الصلوٰۃ

بعض دوستوں نے بروز کے معنے صرف ادنیٰ مشابہت کے سمجھے ہیں چونکہ اس غلطی سے حضرت مسیح موعودؑ کی اصل شان دنیا پر ظاہر نہیں ہوتی حالانکہ یہی شان تھی جو آپ کے ماننے نہ ماننے کا مسئلہ موقوف ہے اسلئے میں آپ ہی کی تحریروں سے دکھانا چاہتا ہوں کہ آپ کن معنوں میں بروز سیدنا محمد مصطفےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہونیکے مدعی تھے۔

آپ استفتاء ضمیمہ حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۸۴ میں ارشاد ہوتا ہے

فلیست نبوتی الا نبوتہ و لیس فی جبتی الا انوارہ و اشعتہ ولولاہ لما کنت شیئا یذکر او یسمّی۔ وان النبی یعرف بافاضتہ۔ فکیف نبینا ھو افضل الانبیاء۔

نہیں ہے میری نبوت مگر اسکی نبوت اور نہیں میرے جبہ میں مگر اسی کے انوار اور اگر وہ نہ ہو تو میں کوئی ایسی چیز نہیں جسکا ذکر کیا جائے یا نام رکھا جائے۔ اور نبی تو اپنی افاضہ سے پہچانا جاتا ہے پس افضل الانبیاء کا فیض کتنا بڑا ہونا چاہیئے

اتنی جہات پر غور کرکے آپ اس نتیجہ تک پہنچ جائینگے کہ بروز سے مراد جناب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی نبوت یعنی آپ ہی کی بعثت ثانیہ ہے

اس مسئلہ کو حضور نے خطبہ الہامیہ میں خوب واضح کیا ہے جو لفظاً لفظاً یہاں نقل کیا جاتا ہے تاکہ برادران طریقت کے اطمینان قلب کا موجب ہو اور وہ سرورِ انبیاء کی شان صحیح کر سکیں۔ اور ایک ہو (دیکھو صفحہ ۵۸۳ پر جو غلطی سے یہاں لکھنا رہ گیا)

ہو۔ اسی طرح ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت نے پانچویں ہزار میں اجمالی صفات کیساتھ ظہور فرمایا اور وہ زمانہ اس روحانیت کی ترقیات کا انتہیٰ نہ تھا بلکہ

اسکے کمالات کے معلوم کرنے کے لئے پہلا قدم تھا۔ پھر اس روحانیت نے چھٹے ہزار کے
آخر میں یعنی اسوقت پوری طرح سے تجلی فرمائی جیسا کہ آدم چھٹے دن کے آخر میں احسن
الخالقین خدا کے اذن سے پیدا ہوا۔ اور خیر الرسل کی روحانیت نے اپنے ظہور کے کمال
کے لئے اور اپنے نور کے غلبہ کے لئے ایک مظہر اختیار کیا جیسا کہ خدا تعالیٰ نے کتاب
مبین میں وعدہ فرمایا تھا پس میں وہی مظہر ہوں پس ایمان لا اور کافروں سے
مت ہو اور اگر چاہتا ہے تو اس خدا تعالیٰ کے قول کو پڑھ۔ ھو الذی
ارسل رسولہ آخر آیت تک۔ پس یہ ظہور کا وقت اور روحانیت کے ظہور کے
کمال کا وقت ہے اے مسلمانوں کی جماعت۔ اور اسی لئے آثار میں آیا ہے کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم چھٹے ہزار میں مبعوث ہوئے حالانکہ آنجناب کی بعثت اولیٰ
پانچویں ہزار میں تھی پس کچھ شک نہیں کہ یہ اشارہ ہے تجلی تام کے وقت کی طرف
اور استیفاء مرام کی طرف اور روحانیت کے ظہور کے کمال کی طرف۔ اور جہان
میں محمدی فیض کے موج مارنے کے دنوں کی طرف اور یہ چھٹے ہزار کا
آخر ہے جو زمانہ کے مسیح موعود کے آنے کے لئے مقرر ہے جیسا کہ انبیاء کی کتابوں
سے سمجھا جاتا ہے۔ اور یہ زمانہ یقیناً خدا تعالیٰ کی طرف سے آنحضرت کے قدم
رکھنے کی جگہ ہے جیسا کہ آیت وآخرین منہم اور بہت حدیثوں کی دوسری
آیتوں سے مفہوم ہوتا ہے پس اگر تو عقلمند ہے تو فکر کر۔ اور ہمارے نبی کریم
صلی اللہ علیہ وسلم جیسا کہ پانچویں ہزار میں مبعوث ہوئے ایسا ہی مسیح موعود کی
بروزی صورت اختیار کرکے چھٹے ہزار کے آخر میں مبعوث ہوئے
اور یہ قرآن سے ثابت ہے اس میں انکار کی گنجائش نہیں۔ اور بجز اندھوں کے
کوئی اس سے سر نہیں پھیرتا۔ کیا آخرین منہم کی آیت پر فکر نہیں کرتے
اور کس طرح منہم کے لفظ کا مفہوم متحقق ہو اگر رسول کریم آخرین میں موجود نہیں

جیسا کہ پہلوں میں موجود تھے۔ پس جو کچھ ہم نے ذکر کیا اُس کی تسلیم سے چارہ نہیں اور منکروں کے لئے بھاگنے کا رستہ بند ہے۔ اور جس نے اس بات سے انکار کیا کہ نبی ؐ کی بعثت چھٹے ہزار سے تعلق رکھتی ہے جیسا کہ پانچویں ہزار سے تعلق رکھتی تھی پس اس نے حق کا اور نص قرآن کا انکار کیا۔ بلکہ حق یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت چھٹے ہزار کے آخر میں یعنی ان دنوں میں بہ نسبت ان سالوں کے اقوی اور اکمل اور اشد ہے بلکہ چودھویں رات کے چاند کی طرح ہے۔ اور اسی لئے ہم کو وہ لڑنے والے گروہ کے محتاج نہیں۔ اور اسی لئے خدا تعالیٰ نے مسیح موعود کی بعثت کے لئے صدیوں کے شمار کو رسول کریم کی ہجرت کے بعد کی راتوں کے شمار کی مانند اختیار فرمایا تا وہ شمار اس مرتبہ پر جو ترقیات کے تمام مرتبوں کو کمال تام رکھتا ہے دلالت کرے۔ اور وہ چودھویں کا شمار خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت سے بعد ہے تا دین کے غلبہ کا وعدہ جو کتاب مبین میں پہلے ہو چکا تھا پورا ہو جائے یعنی خدا تعالیٰ کا وہ قول کہ لقد نصرکم اللہ ببدر و انتم اذلۃ۔ پس دانشمندوں کی طرح اس آیت میں نگاہ کر کیونکہ یہ آیت یقیناً دو بدر پر دلالت کرتی ہے۔ اول وہ بدر جو پہلوں کی نصرت کے لئے گزرا۔ اور دوسرا وہ بدر جو پچھلوں کے لئے ایک نشان ہے۔

اس تشریح نے کالشمس فی نصف النہار ظاہر کر دیا کہ مسیح موعود کی بعثت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ہے۔ اور صرف فنا فی الرسول کا وجود مراد نہیں جو اولیاء امت محمدیہ میں سے بہتوں کو نصیب ہوا اور نہ مثیل کا جس میں تھوڑی سی مشابہت بھی کافی ہوتی ہے بلکہ یہاں تو معاملہ ہی جدا ہے جیسا کہ جناب مولانا نظامی خسرو شیرین میں فرماتے ہیں۔ ؎

ایں سعادت چو بود قسمت ما		رفتہ رفتہ رسید نوبت ما

کربلائیست سیر ہر آنم | صد حسین است در گریبانم
آدمم نیز احمد مختار | در برم جامۂ ہمہ ابرار
آنچہ داد است ہر نبی را جام | داد آں جام را مرا بتمام
آنچہ من بشنوم ز وحی خدا | بخدا پاک دانمش ز خطا
ہمچو قرآں منزہ اش دانم | از خطاہا ہمیں است ایمانم
بخدا ہست ایں کلام مجید | از دہان خدائے پاک و وحید
انبیاء گرچہ بودہ اند بسے | من بعرفاں نہ کمترم ز کسے
وارث مصطفےٰ شدم بیقین | شدہ رنگیں برنگ یار حسین
لیک آئینہ ام ز رب غنی | از پئے صورت مہ مدنی

آپ فرماتے ہیں میں احمد مختار ہوں۔ جو جام ہر ایک نبی کو ملا ہے وہ سب کا سب مجھے دیا گیا ہے جو وحی مجھ پر نازل ہوتی ہے۔ وہ قرآن مجید کی طرح خطاؤں سے منزہ ہے۔ اور خدائے وحید کا کلام مجید ہے۔ انبیاء بہت ہوئے ہیں۔ اور میں عرفان میں کسی سے کم نہیں ہوں۔ میں مصطفےٰ کا وارث ہوں اسکے رنگ میں رنگین ہوں اور مدنی چاند کی صورت میرے آئینہ میں جلوہ گر ہے پھر ان تین شعروں میں تو صریح کر دیا ہے

دست غیبم بپرورد ہر دم | کرد وحیش بمن ظہور اتم
زندہ شد ہر نبی بہ آمدنم | ہر رسولے نہاں بپیراہنم
پر شد از نور من زمان و زمین | سر منوّرت بر آسماں اتریں

مجھ پر اللہ کی وحی نے ظہور اتم کیا ہے۔ اور ہر نبی میرے آنے سے زندہ ہوا۔ اور ہر ایک رسول میرے پیراہن میں پنہاں ہے میرے نور سے زمین و زمان پر ہو گئے ہیں ۔

واشرقت الارض بنور ربها

اصحٰب الجنۃ

یعنی

مقبرہ بہشتی کے مدفون

ایک سال کے بعد پھر میں اپنے معزز احباب کو اس سرزمین میں لیجاتا ہوں جہاں جسد قدسی نفوس آرام فرما ہیں۔ جہاں پہنچکر ہم انتم لنا سلف ونحن لکم تبع وانا انشاء اللہ بکم لاحقون پڑھتے ہیں۔ بہ تعمیل ارشاد امام العباد

"خدا تعالےٰ نے کیا ارادہ کیا کہ ایسے کامل الایمان ایک ہی جگہ دفن ہوں تا آئندہ کی نسلیں ایک ہی جگہ ان کو دیکھکر اپنا ایمان تازہ کریں۔ اور تا انکے کارنامے یعنی جو خدا کے لئے انہوں نے دینی کام کئے ہمیشہ کے لئے قوم پر ظاہر ہوں"

چنانچہ سلسلہ وار ذکر کرتا ہوں والی اللہ المصیر۔ وہ حصہ جس میں مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ عنہ کی قبر ہے اسکے چھ ٹکڑوں کے حالات ہو چکے

ساتواں قطعہ (مشرق سے مغرب کو قبریں دیکھتے جاؤ)

۵۶۔ کنیز فاطمہ زوجہ کرامت حسین المرحوم سال ۲ رجنوری ۱۹۱۳ء وفات پائی مرحومہ ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کی پھوپھی زاد ہمشیرہ تھیں۔ قادیان ہی میں وفات پائی اپنی جائداد کے تیسرے حصہ کی وصیت ۱۹۰۸ء میں کی تھی۔ نیک اور مخلص تھیں

۵۷۔ میاں [illegible] محمد [illegible] ساکن [illegible] (گجرات) ۹۹ سال۔ وفات ۱۰ رجنوری ۱۹۱۳ء مرحوم کو [illegible] بڑے مخلص تھے [illegible] تمام [illegible] کر [illegible] آخری ایام میں [illegible] رہے۔ مجھے [illegible] کہ ان کے ساتھ بہت مخالفت [illegible] تھی جس کا انہوں نے مردانہ مقابلہ کیا۔

۵۸۔ اللہ رکھی مرحومہ زوجہ منشی چراغ دین صاحب نومسلم۔ وطن سیالکوٹ عمر ۴۲ سال وفات [illegible]
مرحومہ اسلام قبول کرکے اپنے خاوند کے ساتھ قادیان آ گئی تھیں۔ مدرسۃ البنات میں لڑکیوں کو
پڑھاتی بھی رہیں۔ بہت غریب مزاج اور نیک تھیں۔ عرصہ تک بیمار رہیں۔ آخری دنوں
میں ۱/۱۰ کی وصیت کی۔

(۵۹) عائشہ زوجہ شیخ محمد ابراہیم چنیوٹی عمر ۵۰ سال وفات ۲۲ نومبر [illegible]۔ وطن [illegible]
[illegible]۔ مرحومہ نے لاہور میں وفات پائی۔ اور بطور امانت وہاں دفن ہوئیں۔ پھر
[illegible] مارچ [illegible] مقبرہ بہشتی میں لائی گئیں۔ اپریل [illegible] کو وصیت کی تھی۔

۶۰۔ محمد یسین ولد منشی ابوالحسن ساکن [illegible] عمر ۶ سال۔ وفات ۲۷ فروری [illegible]
صاحب برادر محمد حسین کتب فروش کے بھائی ہیں ۲۶ فروری [illegible] کو بعارضہ [illegible] فوت
ہوئے پہلے [illegible] دفن ہوئے پھر [illegible] سال کے بعد ۳۰ مارچ [illegible] کو بہشتی مقبرہ میں دفن کئے
گئے مرحوم کو میں نے دیکھا ہے۔ اللہ کے لئے بہت بڑی دکان اور جائداد چھوڑ کر قادیان آ
گئے تھے بہت سیدھے سادے اور نیک کردار تھے۔ خدا تعالیٰ نے جنات میں [illegible]

(۶۱) مہراں والدہ نور الدین [illegible] ساکن قادیان عمر ۷۰ سال وفات یکم اپریل [illegible]
مرحومہ یکم اپریل کو بعارضہ طاعون فوت ہوئیں۔ بعد انقضائے میعاد دو سال [illegible] اپریل [illegible]
کو مقبرہ بہشتی میں دفن کی گئیں۔ مرحومہ کی نیک کرداری ان کے بیٹوں کے حالات زندگی
سے ظاہر ہے

حصہ اول ختم ہوا

حصہ دوم کے قطعہ ششم کی چار قبروں کا حال تو لکھا جا چکا ہے

(۶۲) صاحب جان ہمشیرہ مولوی عبدالسلام [illegible] ہوشیارپور عمر ۴۰ سال
وفات [illegible] دسمبر [illegible] مرحومہ بیمار ہو کر قادیان آئی تھیں۔ یہیں وفات پائی بہت مخلص
اور نیک تھیں۔

(۲۳) غلام احمد ولد چوہدری علی محمد مرحوم ساکن ... ضلع سیالکوٹ عمر ۷۰ سال وفات ۱۱ اکتوبر ۱۹۳۶ء مرحوم اپنے گاؤں میں فوت ہوئے ... کے بعد انکی نعش مقبرہ بہشتی میں لائی گئی بڑے مخلص اور نیکوکار تھے۔

قطعہ ہفتم

(۲۴) ظہور النساء زوجہ ... خان صاحب سکونت ... عمر ۶۰ سال وفات ... مرحومہ ماہ ڈیڑھ بیمار رہیں۔ آخری دنوں میں صحت کی کلمہ طیبہ پڑھتے ہوئے قرآن شریف سنتے ہوئے انتقال کیا

(۲۵) سید گلزار حسین ولد سید ... شاہ سکونت لاہور عمر ۳۰ سال وفات ... مرحوم میرے دوست تھے کتابت کا کام کرتے تھے۔ بڑے شریف حلیم المزاج۔ خوشنویس ... میں ... گزارہ کرنے والے تھے۔ اپنے اصلاح حال کی طرف بہت متوجہ رہتے اکثر صبح کیوقت مقبرہ بہشتی میں ٹہلتے نظر آتے اور مجھے کہا کرتے کیا میری قسمت میں بھی اس پاک زمین کا کوئی ٹکڑا ہوگا۔ خدا نے انکی مراد پوری کی۔ سل کی بیماری میں وفات پائی غفر اللہ لہ۔

(۲۶) سکینہ بی بی بیوہ قاضی امیر حسین صاحب عمر ۸۰ سال۔ وفات ۱۱ جنوری ۱۹۳۷ء صالحہ و مخلصہ تھیں۔ اپنے زیور کی وصیت کر رکھی تھی چار ماہ تپ دق سے بیمار رہکر وفات پائی

(۲۷) منظور ... سکونت ... عمر ... سال وفات ... اگست ... مرحوم نے ... میں وصیت کی تھی صالح آدمی تھے بیمار ہوکر قادیان میں آ گئے اور یہیں وفات پائی۔

(۲۸) شریف احمد ولد جلال الدین سکونت سیکھواں عمر ... سال وفات ۹ دسمبر ۱۹۳۶ء۔ یہ نوجوان مدرسہ احمدیہ میں تعلیم بھی پا رہا تھا اور یہاں پڑھنے کا بہت شوق رکھتا۔ بیماری کیوجہ سے گھر چلا گیا وہیں وفات پائی جنازہ یہاں لایا گیا

(۵۹) صالحہ بی بی بنت خیر الدین مرحوم سکونت سیکھواں عمر ۱۸ سال وفات ۲۰ مئی ۱۹۳۱ء
مرحومہ نے اپنی وفات سے نو روز پہلے وصیت کی۔ یہ بڑے مخلص میاں خیر الدین صاحب کی لڑکی
تھیں خدا مغفرت کرے۔

بیاض امجد

۱- قرآن کریم | ان اللہ یامر بالعدل والاحسان وایتاء ذی القربی وینھی عن الفحشاء والمنکر والبغی یعظکم لعلکم تذکرون

۲- احادیث | ۱- من الایمان ان تحب لحبیبک ما تحب لنفسک ۲- دع ما یریبک الی ما لا یریبک ۳- الاثم ما حاک فی صدرک ۴- استفت قلبک ولو افتاک المفتون

۳- مسیح موعود | دین کو دنیا پر مقدم رکھو

۴- خلیفۃ المسیح | ۱- لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ۲- نماز ادا کرنا اذان پر عمل کرنا ۳- الحمد شریف پڑھ کر تدبر ۴- نبی کریم کے احسانات یاد کرکے انہیں درود سلام برکات

۵- صاحبزادہ مرزا محمود احمد صاحب | ۱- لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ۲- یا ایھا الذین آمنوا استجیبوا للہ وللرسول اذا دعاکم لما یحییکم

۶- مولوی محمد سرور شاہ صاحب | ذکر الٰہی دو طور پر ہوتا ہے (۱) انکے اسماء و صفات کے ساتھ اسکو پکارا جائے (۲) اسکے تمام صفات اور وقت کے متعلق جو کوئی حکم الٰہی ہوتا ہے خواہ وہ امر کی صورت میں ہو خواہ نہی کے رنگ میں تو اس کی جب آدمی تعمیل کرتا ہے تو اسکو ذکر الٰہی کہا جاتا ہے مومن کو چاہیئے کہ دونوں قسم کے ذکر الٰہی سے اپنے اوقات کو زندہ کرے۔ (۲) ایمان اور یقین کے پورا اور کامل کرنے والے امور کا بہت مطالعہ چاہیئے کیونکہ سب طاقت اسی سے ہوتی ہے
۳- موت اور دنیا کی بے ثباتی کو بہت یاد رکھنا چاہیئے۔

۴۔ اور جہاں تک ہو سکے دوستوں کی ہدایت اور دین کی مدد کو اپنا فرض قرار دو

۷۔ **مولوی بشیر علی صاحب** ہر وقت دعا سے کام لینا چاہیئے۔ اپنے تئیں ہر لحظہ خدا تعالےٰ کی امداد کا محتاج سمجھ کر اور ہر ایک چیز کو اسی کی قدرت اور منشاء کے ماتحت سمجھ کر خدا تعالےٰ کی طرف ہر وقت رجوع رکھے اور اسی کی امداد کا طالب ہے جیسا کہ خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ یذکرون اللہ قیاماً و قعوداً و علیٰ جنوبہم اور پھر فرماتا ہے کہ تجارت اور دنیا کا کاروبار ان کو خدا تعالیٰ کی یاد سے غافل نہیں کرتا۔ اسی طرح جہاد کے وقت بھی خدا کو یاد کرنے کا حکم دیتا ہے دعائیں مثلاً اسی قسم کی مانگا کرے ربنا اتنا فی الدنیا حسنۃ و فی الاخرۃ حسنۃ و قنا عذاب النار۔ رب کل شئی خادمک رب فاحفظنی وانصرنی۔ و ارحمنی۔ اللّٰھم رحمتک نرجو فلا تکلنا الی انفسنا طرفۃ عین۔ ان دعاؤں میں ہر وقت اسکی زبان پر ہوں۔ درود شریف اور استغفار کی کثرت ہو جتنے تعلقات انسان کے زیادہ ہوں اتنی ہی دعا کی زیادہ تحریک ہوتی ہے اسلئے مجرد زندگی اور بے تعلقی روحانی ترقی کے لئے مفید نہیں۔

۶۔ **مولوی محمد علی صاحب ایم اے** دین کے دو بڑے حصے ہیں ایک وہ حصہ جو اللہ تعالےٰ کے حقوق کے متعلق ہے اور دوسرا وہ حصہ جو اللہ تعالےٰ کی مخلوق اور اسی میں خصوصاً انسانوں کے حقوق کے متعلق ہے۔ اللہ تعالےٰ کی ذات سے جو کچھ تعلق کسی شخص کا ہے وہ مخفی ہے کوئی دوسرا اس پر اطلاع نہیں پا سکتا لیکن حقوق الہی اور انسانوں کے حقوق کی ادائیگی کے متعلق جو حصہ ہے وہ ظاہر ہے پس دنیا میں نیک نمونہ بننے کے لئے اپنے بھائیوں کے حقوق کا سب سے بڑھکر خیال رکھو۔ اخلاق کی درستگی اور اسکا سنوارنا دین کا بڑا حصہ ہے۔ دین میں احسن وہی شخص ہو سکتا ہے جو خلق میں احسن ہے پھر اخلاق میں سب سے بڑھکر ان لوگوں کے حقوق میں جو سب سے زیادہ تعلق رکھنے والے ہیں۔ خیرکم خیرکم لاھلہ میں یہی راز مخفی ہے

۵۔ **شیخ یعقوب علی صاحب** (۱) سلسلہ سرور کا چشمہ جناب باری ہے اور خدا داری چہ غم داری

۱۰- مرزا خدا بخش صاحب | فاستقم کما امرت واصبر فان اللہ مع الصابرین۔

۱۱- مولوی صدرالدین صاحب | (۱) اللہ تعالیٰ ہر وقت اور ہر جگہ حاضر و ناظر ہے آنکھ کی خیانت کو بھی جانتا ہے اور پوشیدہ سے پوشیدہ منصوبہ اور کارستانی کو جانتا ہے انسان کو کسی وقت غافل نہ ہونا چاہیئے (۲) اللہ تعالیٰ کے احسانات بے انتہا ہیں وہ اپنی ذات و صفات میں جمیع صفات کاملہ ہے ذاتی کمالات کے لحاظ سے اسکی حمد اور اسکی تعریف ہونی چاہیئے کیونکہ فطرتی طور پر انسان ہر کمال کی تعریف کرتا ہے اسکے احسانات کا مطالعہ کرتا ہے اور اسکے آپ کو محتاج دیکھتا ہے۔ اور اسی لئے اسکی عبادت اور فرمانبرداری میں اسکی رضا جوئی کے لئے زندگی بسر کرے۔ اور اسی کے احسانات میں سے ہے کہ اسنے اسلام جیسا مذہب اور رسول کریم صلعم جیسا نبی ہم کو عطا فرمایا جنہوں نے ہمارے لئے بڑے بڑے مصائب برداشت کئے اور ہماری بہبودی کے لئے الطف سے الطف قوانین رکھے اور اسی لئے آنحضرت پر درود شریف بہت ضروری ہے (۳) انسان اپنی کوتاہ اندیشی کیوجہ سے ابتلاء میں گھبرا کر اللہ تعالیٰ کی شکایت کرنے لگتا ہے محمد رسول اللہ صلعم کے ابتلاء اور مصائب کو دیکھکر اسکا نتیجہ کیا اعلیٰ ہوا۔ (۴) مصائب میں انسان گھبرا کر کوئی دستگیر چاہتا ہے ان اللہ مع الصابرین۔ رسول کریم صلعم نے مذہب کا نچوڑ اس جملے میں بیان فرمایا ہے التعظیم لامر اللہ والشفقۃ علی خلق اللہ سو اللہ تعالیٰ کی عزت اور تعظیم اسکے احکام کی تعظیم کے بعد اپنے ابنائے جنس کی ہمدردی مخلوق لازم ہے۔

۱۲- اکمل | (۱) ایسا خدا وہ خدا ہے جو اپنی ہستی کے ثبوت کے لئے میرے دلائل کا محتاج نہیں بلکہ وہ خود انی انا اللہ کہنے والا ہے اور میرا پیشوا وہی ہے جو اپنی صداقت کے لئے آفتاب آمد دلیل آفتاب کا مصداق ہے جو تم نبی کریم صلعم کا چہرہ دیکھنا چاہتے ہو تو مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھو (۲) تمام مشکلات و مصائب والے وقتوں میں دعا مومن کے لئے ایک قوی حربہ ہے (۳) تم محبت سے تمام جہان کو فتح کر سکتے ہو (۴) محبت الٰہی کی کلید ہے جس کا خدا مستحق ہو۔ میں کہ وہ خوش بخت جس کا نتوں خلیفہ خلافت کند بیک عاشقان پاک طینت را۔

تعزیہ داری ایران

تھوڑا عرصہ ہوا کہ سلسلہ تحقیق واقعات کربلا میں مجھ کو یہ خیال دامنگیر ہوا تھا کہ ایران کی تعزیہ داری کے حالات معلوم کئے جائیں۔ ہمارے ملک میں غالباً بہت کم لوگوں کو اسکا علم ہوگا۔ وباللہ التوفیق۔

(۱) سب سے پہلے جناب کابلی سردار محمد زئی سے سنا کہ گزشتہ شورش افغانستان کے موقع پر جب انکو کابل سے فرار ہونا پڑا۔ تو ایران میں جا کر پناہ گزیں ہو گئے اور چند سال تک شاہ ایران کے زیر سایہ اوقات بسر کرتے رہے۔ وہاں انہوں نے جو حالات چشم دید دیکھے اور بیان کئے وہ مختصراً یہ ہیں۔ کہ خاص طہران میں ایک شاہی امام باڑہ ہے۔ جس کو وہاں کے لوگ تکیہ دولتی کہتے ہیں عشرہ محرم میں اس تکیہ میں خود بادشاہ ایران معہ اراکین سلطنت جمع ہوتے۔ یہ تکیہ ایک نہایت عظیم الشان اور وسیع عمارت ہے۔ اس موقعہ پر ہم کو بھی اس تکیہ میں حاضر ہونے کی اجازت دیجاتی تھی۔ شاہی باجہ بھی موجود ہوتا تھا۔ اس میں واقعات کربلا کو نقل کرکے دکھایا جاتا تھا کسی آدمی کو امام حسین بنایا جاتا۔ کسی کو عباس علمدار کسی کو شمر اور اسیران اہلبیت کی نقل بھی اتاری جاتی تھی۔ اونٹ لائے جاتے اور ان پر قیدیوں کو سوار کیا جاتا۔ غرض تمام واقعات کو اسی طرح نقل کرکے دکھاتے تھے۔

(۲) اسکے بعد مجھ کو فضیلت مآب ایڈورڈ براؤن صاحب پروفیسر عربی کیمبرج یونیورسٹی کی کتاب لٹریری ہسٹری آف پرشیا کی ایک جلد کے دیکھنے کا اتفاق ہوا جس سے مذکورہ بالا بیان کی تصدیق ہو گئی پروفیسر موصوف لکھتے ہیں کہ طہران کے جنوب میں ایک پہاڑ ہے جس کو کوہ بی بی شہربانو کہتے ہیں۔ اکثر عورتیں تو زیارت کے لئے اس پہاڑ پر جایا کرتی ہیں۔ یہ شہربانو ان دلگداز تعزیہ دیکھنے محرم کے ناٹک کے ہیروز میں سے ایک ہے۔ جو ایران کے ہر دیہہ و قصبہ میں ہر سال ہوتے ہوئے ناظرین کے آنسوؤں میں دکھلائے جاتے ہیں گے

کہتے ہیں کہ جب شہربانو کا ڈراما دکھایا جاتا ہے تو ایکٹر اُس کا پارٹ کرتے ہوئے یہ شعر پڑھتا ہے

ز نسل یزدجرد شہریارم　　ز نوشیرواں بود اصل تبارم

در آں وقتیکہ بختم کامراں بود　　بہ آں شہرے ام اندر مکاں بود

شبے رفتم بسوے قصر ہایم　　بیامد حضرت زہرا بخوابم

بگفت اے شہربانو با صد آئیں　　تراہمن بر حسینؑ آرم بہ کابیں

بگفتم من نشستہ در مدائن　　حسینؑ اندر مدینہ ہست ساکن

محال است ایں سکوں فرمود زہرا　　حق آید بہ سرداری دریں جا

تو میگردی اسیر اے بے قرینہ　　برغبت از مدائن در مدینہ

بہ فرزندم حسینؑ پیوند سازی　　مرا از نسل خود خورسند سازی

پروفیسر صاحب نے یہ اشعار ایک خاص ڈراما کی کتاب سے نقل کئے ہیں جس کا نام قصۂ غائب شدن شہربانو اور مطبوعہ طہران ہے جسکے آگے شہربانو کے اسیر ہوکر حالات اسیری حضرت عمرؓ کے آگے پیش کئے جانیکا ذکر ہے مگر بخوف طوالت نظر انداز کرتا ہوں تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو اصل کتاب لٹریری ہسٹری آف پرشیا جلد ۴ مطبوعہ لندن سنہ ۱۹۲۴ء صفحہ (۱۳۱، ۳۲۶)

اسی دامن میں بعض دیگر محققین یورپ کی تحریروں کو بھی اس بارہ میں دیکھا اور ابھی دیکھ رہا ہوں۔

(۳) سردست کتاب انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا سے ایک مقام کا ترجمہ کرکے ہدیہ ناظرین کرتا ہوں

ایشیا کی دوسری زیادہ مہذب اقوام میں ڈراما (داؤگمہ) کا یا تو سرے سے رواج ہی کم ملتا ہے یا اگر ملتا ہے تو آخری زمانہ میں آکر

اصل آریہ نسل والے ایرانیوں کے ہاں اُن کے وسیع لٹریچر میں ڈرامے کا کچھ نشان نہیں پایا جاتا۔ لیکن پچھلے زمانہ میں آکر قومی عروج کے پہلو بہ پہلو دو قسم کے ڈراموں کا رواج نظر آنے لگا ہے۔ جو نوعیت میں ایک دوسرے سے بہت کچھ مختلف بھی ہے یعنی (۱) مذہبی ڈراما

یا مشری اندرا (س) ہیرو لعزر کا سیدی یا اتفاقی۔ اول الذکر قسم کے متعلق خاص دلچسپی روز افزوں ہے

تعزیہ۔ ایرانی تعزیوں (یعنی تاریخی ڈراما) یا تمثیلات کے سب مضامین کا ماخذ مذہبی تاریخ ہے اور اسکا تعلق کم و بیش جناب علیؑ کے خاندان کی شہادت کے ساتھ ہے

ان واقعات یا نظاروں کی نقل ماہ محرم کے عشرہ اول میں دکھائی جاتی ہے جبکہ مشہور فرقہ شیعہ کے لوگ تمام ایران اور ہندوستان میں جہاں مسلمان آباد ہیں حضرت رسول کریم اور انکی صاحبزادی فاطمہؓ اور جناب علیؑ کی شہادت جو کمینوں کے ساتھ جھگڑا میں واقع ہوئی اور انکے حلیم مزاج بیٹے امام حسنؑ کی اور پھر امام حسن کے بہادر بھائی امام حسینؑ کی کبھی نہ بھولنے والی شہادت جو کربلا کے خونی میدان پر سنہ ۶۰ھ میں واقع ہوئی۔ یادگار مناتے ہیں۔

سولھویں صدی کے آغاز میں ایران میں شیعوں کی مددگاری سے جب صفویہ خاندان کے پاؤں جم گئے۔ تو شیعیان حسینیؑ نے سرکاری منظوری بھی حاصل کر لی۔ جو ابتک برقرار چلی آتی ہے۔ اصطلاح پر ان تعزیوں کی نقل اور انکے متعلق مصارف کو شعار دین اور شرعی حیثیت سے قابل تعریف فضل خیال کیا جاتا ہے

ان کا اہتمام اکثر بادشاہ کی طرف سے ہوتا ہے۔ یا دوسرے صاحب ثروت لوگوں کی طرف سے۔ مطلب اس سے لوگوں کو خوش کرنا ہوتا ہے یا رضامندی الہی کا حاصل کرنا

یہ کام مسجدوں اور محلات اور کاروان سراؤں کے صحنوں کے اندر اور اطراف میں عارضی مکانوں کے اندر جو اسی مطلب کے لئے بنائے جاتے ہیں عموماً اصفہان کے باشندے کر کے دکھلاتے ہیں۔

معلوم ہوتا ہے کہ انیسویں صدی عیسوی سے پیشتر نہیں بلکہ اسکے آغاز میں بھی تعزیے ایسی تک صرف شہداء کے فضائل والے اشعار یا مرثیوں تک محدود تھے جن کو وہی شخص پڑھتے تھے جو درحقیقت اُن (شہداء) کے پسماندگان ہوتے تھے (یعنی سادات) مگر ایک

جس طرح اہل یونان نے ان کورس کے گانے والے گیتوں ہی سے رفتہ رفتہ ایسے مکالمے نکالے کہ کل انکا کورس یونانی ٹریجیڈی کا ایک مستقل حصہ بن گیا جو پہلے پہل ان گیتوں کا صرف ایک فروعی نتیجہ تھا اسی طرح مکالمے بعد کو مکمل ڈرامے کی صورت اختیار کر لی۔

قدیم عیسائیوں کی اصطلاح میں بزرگوں کے کارنامے دکھلانیوالا ناٹک

ایسا ہی امام حسن و امام حسین کے مرثیہ پڑھتے پڑھتے کہ ہم ان کو ہم مرثیہ کر سکتے ہیں۔ ڈراما کے کھیلوں کا پورا پورا نمونہ ہو گئے ہیں۔

منجملہ ان کھیلوں کے انگریزی ترجمے کو اور سر لیوس پیلی کی حسن سعی سے اب تک وہ کھیل معرض تحریر میں آ گئی ہیں۔ اور ان میں سے ۳۷ کا ترجمہ ہو کر شائع بھی ہو گئی ہیں۔ اور یہ امر عیاں ہے کہ ہر سال بطور تعزیوں کے دکھلائے جاتے ہیں۔ انکی وسعت کی کوئی حد و نہایت نہیں۔

مثلاً امام حسین کی مصیبت زدہ لڑکی کے ساتھ قاسم کی شادی۔ اس کھیل کے ابتدا میں حسب معمول ایک مرثیہ خوان (مرثیہ خوان اقتباساً پیشوا کے رنگ کی حیثیت میں اور جسکو آپ سول میں سے ہونیکا دعوی ہوتا ہے سامعین کو اس واقعہ کے متعلق پر سوز اور رقت انگیز لہجہ میں کچھ نظم یا نثر سنا کر جوش دلاتا ہے لیکن اصل ڈراما کے کرانے سے پہلے وہ رسم بطور ایک تمہید کے ہوتی ہے جس میں اس پاک تذکرہ کے سبب یا انجام کا بیان ہوتا ہے۔

مثلاً پہلے امیر تیمور کا پارٹ جس میں امام حسین علیہ السلام کی شہادت پر افسوس کرتے ہوئے اور انتقام کے لئے بیچین دکھایا جاتا ہے۔ یا یوسف علیہ السلام اور انکے بھائیوں کی دغابازی کا پارٹ جس سے جناب علی اور آپ کے صاحبزادوں کے ساتھ دور سرانگی بدسلوکی کا نقشہ کھینچنا مقصود ہوتا ہے۔

اصل واقعہ کے دکھلائے جانیکے بعد امام حسین دعا مانگتے ہیں کہ قیامت کے دن گنہگاروں کی شفاعت کی کلید ہمارے ہاتھ میں دیجائے

آخر کھیل میں آپکی دعا کی مقبولیت کا سین (نظارہ) دکھایا جاتا ہے اس طرح پر کہ جنت

فردوس کے دروازہ پہلے ان انصار کے لئے کھولا جاتا ہے جنھوں نے جناب سید الشہداء کی نصرت کی تھی یا ان کے لئے جنھوں نے اس مظلوم کے لئے ایک آدھ آنسو بہایا ہو۔

اس تفصیل سے معلوم ہو سکتا ہے کہ یہ کیا پیچ در پیچ اور محنت سے تجویز کیا ہوا المیہ ڈرامہ کا طریقہ ایسا عجیب ہے کہ کسی تاریخی یا مذہبی ڈراما میں اسکی نظیر ملنا مشکل ہے۔ نہ صرف بلحاظ طوالت اور عظیم الشان سلسلہ واقعات کی تدریجی ترقی کے بلکہ اس لحاظ سے کہ ایک بڑے مذہبی فرقہ کی پر جوش روایات پر مبنی ہے۔ اور اسلئے بھی کہ دشمنوں کے ظلم پر دیرینہ ناراضگی و نفرت کے اظہار کا ذریعہ ہے۔ . . . . باقی آئندہ

نوٹ۔ اصل مضمون تو بہت طویل ہوگا مگر اس مختصر سے بھی ناظرین سمجھ جائینگے کہ امام حسین علیہ السلام کے تعزیہ داروں کو اگر پوری آزادی ملجائے۔ تو انکا ولولۂ شوق کہاں سے کہاں تک پہنچ سکتا ہے یہ اس سرزمین ایران کے کوائف ہیں جہاں شیعوں کی سلطنت ہے جہاں محلہ محلہ میں مجتہد اور علمائے دین موجود ہیں۔ ان کوائف کو دیکھکر ہندوستان کی تعزیہ داری کی وقعت ہی نہیں باقی رہتی۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہاں کے تعزیہ داروں کا کچھ مذاق ہی گر گیا ہے۔ بہتر ہو کہ ایران کی طرح واقعہ کو مکمل کھلے ڈرامے کی صورت اختیار کیجائے یا یہ ذوالجناح اور تابوت اور علم بھی موقوف کر کے خاص مجلس تعزیت پر اکتفا کی جائے آئندہ اختیار۔ (خاکسار خادم حسین خاں دم مجروی)

اطلاع
بقایا دار اپنا اپنا بقایا بیباق کریں سال ختم ہو چکا ہے بہت مہربانی ہوگی کہ دسمبر کے آخر تک ۱۳ سنہ عیسوی کی قیمت ادا فرماویں یا پختہ وعدہ کریں۔ منیجر

بعثت مُرسلین و انجام مُکذّبین

یٰحَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ مَا يَأْتِيهِمْ مِنْ رَسُولٍ إِلَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِءُونَ
اے افسوس بندوں پر جب انکے پاس کوئی پیغمبر آیا۔ اُس سے ٹھٹھا کرنے لگے

چودھویں صدی کا مجدد الحمد للہ الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظہرہ علی
الدین کلہ ولو کرہ المشرکون والصلوٰۃ والسلام علی محمد المصطفیٰ احمد المجتبیٰ وعلی
آلہ الاصفیاء واصحابہ الاتقیاء وعلی سائر الاولیاء والمجددین رحمۃ اللہ علیہم اجمعین
بعد حمد و صلوٰۃ کے واضح ہو کہ جناب مرزا صاحب غلام احمد قادیانی نے خدا تعالیٰ کے حکم سے مطابق
حدیث رسول اللہ صلعم ان اللہ یبعث لہذہ الامۃ علی راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لہا
دینہا یعنی ہر صدی کے سر پر خدا تعالیٰ ایک مجدد اپنی طرف سے مبعوث کرکے بھیجا کریگا جو تمام مذاہب
باطلہ کے ظلمات کو دور کیا کریگا اور دین اسلام کو منور اور روشن کیا کریگا اور جس سے لوگ ہدایت پایا
کرینگے اور جتنی لوگ جو دین اسلام میں بدعات پیدا کرینگے اور تعلیم کا تارک کرکے دین اسلام کو ترک کیا
کرینگے چودھویں صدی کا مجدد ہونیکا دعویٰ کیا۔ اور صلیب پرستوں کو بذریعہ تحریر و تقریر شکست دیکر
بمطابق حدیث محمد صلعم (عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم یوشک من عاش منکم ان یلقی عیسیٰ ابن مریم
اماما مہدیا وحکما عدلا فیکسر الصلیب ویقتل الخنزیر وتضع الحرب اوزارہا او کما قال)
یعنی تم میں سے جو زندہ ہونگے وہ دیکھیں گے ابن مریم امام مہدی [illegible] مسیح موعود ہونیکا دعویٰ کرکے بتایا کہ اس زمانہ میں تلوار
کیساتھ جہاد حرام ہے [illegible] اسلام زندہ ہوگا اور قرآن و حدیث
سے ثابت کیا کہ عیسیٰ ابن مریم [illegible] فوت ہو گئے ہیں۔ اور کوئی صاحب جسم خاکی کیساتھ
ہو [illegible] نازل ہوگا [illegible] آسمان [illegible]
[illegible] ثابت کردیا اور [illegible]

حدیث جو بغیر امام کے مر گیا وہ جاہلیت کی موت مرا۔ اور جس شخص نے اطاعت امام زمان سے ہاتھ اٹھا لیا
کہ قیامت میں ایسی حالت میں آئیگا کہ اسکے پاس رویت کی کوئی حجت نہ ہوگی اور انکار میرا منکر
مردود ہے۔ اسکا انکار موجب عذاب ہوگا۔ میرے معجزات و نشانات کے انکار سے سب انبیاء کے معجزات
و نشانات سے انکار کرنا پڑیگا کیونکہ انکی خبر تمام انبیاء نے دی ہے اور میرے آنیکا زمانہ تمام
نبیوں اور قرآن شریف نے بتایا ہوا ہے۔ اور مطابق آیت وما ارسلنا فی قریۃ من نبی الا اخذنا
اھلھا بالبأساء والضراء لعلھم یتضرعون یعنی جب کبھی ہم کسی بستی میں کوئی رسول بھیجتے
ہیں۔ تو وہاں کے بسنے والوں کو قحط و بیماری کیساتھ پکڑتے ہیں۔ اور ہماری غرض اس پکڑنے سے
یہ ہوتی ہے کہ لوگ تضرع و عاجزی کریں۔ فرمایا کہ قحط بیماریاں و طاعون میری تکذیب کے سبب سے ظہور
میں آیا ہے۔ محمد رسول اللہ سے فیضیاب ہو کر اور دین کو دنیا پر مقدم کرکے قولی و فعلی طور پر ثابت
کردیا کہ آپ واقعی اللہ تعالےٰ کی طرف سے حکم ہو کر آئے ہیں۔ اور حضرت محمد رسول اللہ کی غلامی کا فخر
کرتے ہوئے فرمایا ع ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو ٭ اس سے بہتر غلام احمد ہے ٭ [illegible]
بشارات آدم ہو کہ عیسیٰ کی [illegible] الیس اللہ بکاف عبدہ مرزا غلام احمد
کی وقت مہدی ہم مجدد بر سر [illegible]

خدا کے مرسل کی مخالفت

اسی طرح مخالفین نے بہت ستایا تو اللہ تعالےٰ کی وحی کے ماتحت فرمایا کہ میرے منکروں
بد دستانوں کے پیچھے بھی نماز جائز نہیں۔ سکھوں اور انگریزوں کی بادشاہی کا مقابلہ
کرکے انگلش گورنمنٹ کو رحمت ثابت کرکے انگریزی گورنمنٹ کا شکریہ ادا کیا۔ اور پادریوں کو
دجال لکھا ہے۔ وقت انتمل اس بیان لطیف کے بعض مسلمان جن اور علماء سوء نے واقف
علماء حصار و دہلی کو حضرت مرزا صاحب کی تعلیم کو اشاعت دکھا کر کفر کا فتویٰ لگا دیا جبکہ
سے حضرت مسیح موعود نے پیروؤں اور اسعیوں کو جگہ دی۔ اور تحفے نے تصدیق کنندگان سے
آشنا ہو سکا کہ مدعی سے اسکے مدعا کو پوچھ لیں۔ اور اللہ تعالےٰ کے حکم و من اظلم
ممن منع مساجد اللہ ان یذکر فیھا اسمہ و سعی فی خرابھا اور کون زیادہ ظالم

اس شخص کو منع کرتا ہو مسجدوں سے کہ ذکر کیا جاوے بیچ ان کے نام اسکا اور سعی کرتا ہو بیچ ویران کرنے کے کہ وہ مقصد ذکر الٰہی ادا نہ ہونے دے

ظالم کے لئے کیا وعید ہے؟

واللہ علیم بالظالمین۔ اور اللہ تعالیٰ ظالموں کو جانتا ہے۔ واللہ لا یھدی القوم الظالمین۔ اور اللہ تعالیٰ ظالموں کی قوم کو راہ نہیں دکھاتا۔ وما للظالمین من انصار۔ اور ظالموں کیلئے کوئی مدد دینے والا نہیں ہو۔ واللہ لا یحب الظالمین۔ اللہ ظالموں کو دوست نہیں رکھتا۔ ومأوٰھم النار وبئس مثوی الظالمین۔ اور جگہ ان کی آگ ہو اور بری ہے جگہ بیٹھنے ظالموں کی۔ انہ لا یفلح الظالمون۔ تحقیق نہیں چھٹکارا پاتے ظالم۔ ولکن الظالمین بآیات اللہ یجحدون۔ ولیکن ظالم اللہ کی آیات سے انکار کرتے ہیں۔ فقطع دابر القوم الذین ظلموا۔ پس کاٹی گئی جڑ اس قوم کی کہ ظلم کرتے تھے۔ لعنۃ اللہ علی الظالمین الذین یصدون عن سبیل اللہ ویبغونھا عوجا وھم بالآخرۃ کافرون۔ لعنت خدا کی اوپر ظالموں کے جو لوگ کہ بند کرتے ہیں راہ خدا کی سے اور چاہتے ہیں واسطے اسکے کجی ساتھ آخرت کے کافر ہیں۔ فانظر کیف کان عاقبۃ الظالمین۔ پس دیکھو کیونکر انجام ہوا ظالموں کا

حق کے دشمنوں کا انجام

اے پیارے دوستو! ان مندرجہ بالا آیات قرآنی سے آپکو واضح ہوگیا ہوگا کہ ظالم کن کو کہتے ہیں اور ظالموں کی سزا کیا ہے۔ اور جنہوں نے احمدیوں کو مسجد سے نکالا ہے۔ وہ خود اللہ تعالیٰ کے فتوے کے نیچے آگئے مسجدوں سے نکالے جا رہے ہیں۔ ہر طرف سے خود آوازیں اٹھ رہی ہیں کہ ہم مسلمان نہیں ہیں۔ اور کوئی راہ انکو دکھائی نہیں دیتی اور نہ کوئی انکا مددگار ہے۔ اور بہتیرے روتے ہیں لیکن اللہ انکی نہیں سنتا ؎

قادر کے کاروبار نمودار ہو گئے ۔ کافر جو کہتے تھے وہ گرفتار ہو گئے
کافر جو کہتے تھے وہ نگونسار ہو گئے ۔ جتنے تھے سب کے سب ہی گرفتار ہو گئے

اللہ نے ان پر ظلم نہیں کیا۔ انہوں نے خود اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے اور جگہ انکی آگ ہی رہی

دنیا مسیح ہونے کا گھر ہوگیا ہے کیوں ایسا حال ہوگیا ہے محض اسلئے کہ خدا تعالیٰ کی نشانی پہلے سے محمد رسول
اللہ کی پیشگوئی یعنی حضرت مرزا غلام احمد کی بعثت کو جھوٹا ٹھہرایا ہے۔ اور فتوے لگوانے والوں کی جڑھ
کاٹی گئی ہے۔

احمدی علماء۔ مثلاً صاحبزادہ صاحب عبداللطیف والی کو جان سے مارنا یا حضرت مرزا صاحب
کو ہر طرح کی تکلیف دینا اور قتل سے بچاؤ اور احمدیوں کو دکھ دینے کی کوشش کرنا مخالفین کا کوئی نیا کام
شیطان کی شاگردی کا نتیجہ نہیں ہے بلکہ بجائے افسوس کے ایمانداروں کے ازدیاد نور سند کی
و موجب ازدیاد ایمان ہو اسواسطے کہ یہ سنت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور جملہ انبیاء اور اولیں دیں
اور جملہ مرسلوں پر گزری ہے قرآن شریف کے پڑھنے والوں کو بخوبی معلوم ہو سکتا ہے کہ جب
کسی نبی نے دعویٰ کیا۔ تو اس زمانے کے لوگوں میں سے جھٹلانے والے کھڑے ہو گئے آخر وہ پیغمبروں
کو فتح ہوئی اور مکذبین ہلاک ہو گئے۔ اور انکا کوئی نام لیوا بھی باقی نہیں رہا۔ اور سرکشوں کے نام
پر آج تک کسی نے یہ پسند بھی نہ کیا کہ اپنے بیٹے کا نام رکھے کیا کبھی کسی نے ابلیس۔ نمرود۔ فرعون
ابوجہل اپنے لڑکے کا نام رکھا ہے ہرگز نہیں انکے مقابلہ پر ابراہیم موسیٰ محمد نام ہی تجویز
کئے جاتے ہیں۔

نبیوں کے سردار کی مخالفت

جناب سید الکونین رسول اللہ محمد مصطفےٰ صلعم نے اپنے پیروؤں کو احکام
دین اسلام کی تعلیم فرمائی تو وہ لوگ حسب الحکم حضور کے جملہ احکام پر من
وعن سے کاربند ہو گئے۔ اور جب آنحضرت نے بحکم الٰہی کفار کی بت پرستی کے عیب اپنے شاگردوں
کے ننگے بیان کرنے شروع کئے تو سرداران کفار نے عداوت کی تلوار کھینچی اور مسلمانوں کو ایذا
دینا شروع کی۔ بلکہ ابولہب و ابوجہل دعوت کے وقت جاتے تھے پیچھے سے تیر چلاتے تھے
اور تکذیب کرتے تھے غرض دس سال تک مکہ میں جب سے دعوت رسالت شروع ہوئی سخت سے
سخت ایذا ہر طرح طرح کی بے ادبیاں اور انواع و اقسام کی تکالیف پہنچائیں۔ اور القاب
مانند ساحر شاعر اور مجنون کے حضرت کو دئے گئے۔ اور غریب اصحاب کرام پر طرح طرح کے عذاب

گویا جن کے بیان کرنے سے رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں جب ظلم حد سے زیادہ ہونے لگے تو حضرت نبی کریم
نے بعض صحابہ کو ہجرت کا حکم دیا تو رجب کے مہینے میں گیارہویں تاریخ گیارہ مرد اور چار عورتیں حبش
کی طرف ہجرت کر گئے جب قریش نے مکہ میں حد سے زیادہ سختی کی تو قریب اسی اصحاب حضرت کی اجازت
سے مدینے کو ہجرت کر گئے بعد اسکے حضرت عمر بھی بیس جوان لیکر مدینہ کو گئے قریش کے کافروں
نے تشویش کی کہ ایسا نہ ہو محمد رسول اللہ بھی انکے ساتھ جا ملیں۔ انکے مشورہ کرنے کے بعد ابوجہل
ملعون بولا کہ سب ملکر محمد رسول اللہ کو خوابگاہ میں قتل کر ڈالیں اسی وقت رب العالمین نے جبریل
امین کو سیدالمرسلین کے پاس بھیجا اور قریش کے مکر سے اطلاع دی پھر حضرت جبریل نے کہا
کہ حضرت علی مرتضیٰ کو اپنی خوابگاہ میں چھوڑو اور آپ مدینہ کو تشریف لیجاؤ کافر تو حضرت کے
قتل کے ارادہ سے گھر کے آس پاس چھپ کر بیٹھے۔ رسول اللہ صلعم نے علی مرتضیٰ کو یہ احوال
کہکر اپنی جگہ پر چھوڑا اور فرمایا کہ کوئی تمہیں کچھ ضرر نہ دے سکیگا علی مرتضیٰ خوابگاہ رسول اللہ صلعم میں اللہ
کریم پر اعتماد کامل پر بھروسہ کرکے لیٹ رہے اور حضرت انکے حق میں دعا کرکے گھر سے باہر
نکل گئے کافر انکے انتظار میں تھے اپنی قسمت کے خواب غفلت میں رہے اور نبی کریم اپنے پہلے
مرسل کو انکی آنکھوں میں خاک ڈالکر باہر گئے اور دوسرے افریقہ میں فرمایا کہ تجھ سے پہلے سب
پیغمبر جھٹلائے گئے ہیں۔

اولیاء امت کی مخالفت

برگزیدہ ولیوں کے حال ملاحظہ فرمائیے کسقدر مصیبتیں انکو اٹھانی پڑی ہیں۔
ابو یزید بسطامی رضی اللہ تعالیٰ کو سات بار انکے شہر سے نکالا گیا اور
جب مقامات انبیاء اور اولیاء کے علوم میں کلام کیا ان کو انکے شہر والے نہیں جانتے تھے
تو حسین بن عیسیٰ بسطامی نے اسکا انکار کیا یہ شخص امام اصحاب اور علم ظاہر میں وہاں کا مدرس تھا
اسنے اہل نظام کو حکم دیا کہ ابویزید کو بسطام سے نکالدیں انہوں نے انکو نکال دیا یہ بسطام کو چھوڑ
گئے مگر بعد موت حسین مذکور کے لوگ ان سے واقف ہوگئے انکی تعظیم کی ان سے برکت حاصل
کرنے لگے پھر حسین کے بعد اسکا قائم مقام ایک دوسرے کے بعد ہوتا رہا اور انکو نکالتا رہا لوگ انکی

تعظیم کرتے رہو اور آج تک انکا نام ادب کے ساتھ لیا جاتا ہے۔

ذوالنون مصری رضی اللہ عنہ۔ لوگوں نے بعض باتوں سے انکی چغلی کھائی اور زنجیر ڈال کر انکو مصر سے بغداد لے گئے۔ انہوں نے خلیفہ سے کلام کیا۔ خلیفہ کو انکی باتیں پسند آئیں کہا اگر یہ شخص زندیق ہے تو روئے زمین پر کوئی مسلمان نہیں۔ ایک بار فقہائے مصر نے ان پر تعصب کیا۔ کشتی میں سوار ہوئے۔ مگر سلطان مصر کے پاس جا کر انکے کفر کے فتوے دیئے۔ لوگوں نے اس امر کی اطلاع دی۔ انہوں نے کہا الٰہی اگر یہ لوگ جھوٹے ہیں تو تو انکو غرق کر دے۔ کشتی الٹ گئی لوگ دیکھتے رہے کشتی والے ڈوب گئے یہاں تک کہ کشتی کا رئیس بھی ڈوب گیا۔ کسی نے ان سے پوچھا کہ وہ کیوں غرق نہ ہوا فرمایا کہ اسی نے فاسق کو سوار کیا تھا۔

سمنون کو بہت ایذا پہنچی۔ ایک عورت نے تہمت دعوے کیا کہ وہ انکو چاہتے تھے۔ اور یہ حرم کرنے سے انکار کرتی تھی۔ خلیفہ نے سمنون اور انکے اصحاب کے قتل کا حکم دیا۔ ان میں سے بعض بھاگ گئے اور بعض کئی برس تک چھپے رہے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اس فتنہ کو ان سے دور کیا۔ مرنے پر لوگوں سے نماز جنازہ بھی نہ پڑھا۔

ابو سعید خراز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لوگوں نے متہم کیا۔ انکے کتب میں بعض الفاظ کو اپنی سمجھ کے خلاف پاکر علمائے وقت نے انکی تکفیر کا فتوے دیا

سہل بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کو انکے شہر سے بصرے کی طرف نکال دیا۔ بری بری باتیں انکی طرف منسوب کیں یہاں تک کہ بصرہ میں جا کر انکی وفات ہوئی تھی۔ باوجود انکے علم و معرفت کے انکے ساتھ یہ برتاؤ کیا۔ یہ کہتے تھے کہ ہر سانس میں بندہ پر توبہ فرض ہے تو عوام اتنی بات پر فقہا نے تعصب کرکے فتوے لگا دئے تھے۔

شیخ عبداللہ بن ابی حمزہ رضی اللہ عنہ کو جبکہ انہوں نے کہا کہ میں حالت بیداری میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کرتا ہوں۔ تو انپر رد کرنے کے لئے ایک مجلس منعقد کی گئی پھر وہ اپنے گھر میں رہے۔ صرف جمعہ کے لئے اپنے گھر سے نکلتے یہاں تک کہ انکا انتقال ہو گیا۔ رحمہ اللہ تعالیٰ

حکیم ترمذی صاحب نوادر الاصول رضی اللہ عنہ کو جب کہ انہوں نے کتاب علل الشریعۃ اور کتاب ختم الاولیا تصنیف کی تو انکو بلخ کی طرف نکال دیا گیا۔ اور کہا گیا کہ تم نے اولیا کو انبیاء پر فضیلت دی ہے اسی باعث سے انپر سختی کی تمام کتب جمع کر کے انکو دریا میں ڈالدیں۔

ابو عثمان مغربی رضہ کو باوجود انکے مجاہدات و تمام علم و حال کے مکہ سے نکال دیا۔ علویوں نے سر ہوکا منہ موڑا۔ انکے بعد اونٹ پر سوار کر کے بازاروں میں انکی بے عزتی کی انہوں نے بغداد میں اقامت اختیار کی مرتے دم تک وہاں ہی رہے۔

سبکی رضہ باوجود یکہ علم کامل رکھتے تھے مجاہدہ بہت کرتے تھے مرتے دم تک متبع سنت رہے پھر بھی کئی دفعہ لوگوں نے انپر کفر کی شہادت دی یہاں تک کہ جو لوگ ان سے محبت رکھتے تھے انہوں نے انکی خلاصی کے لئے انپر جنون کی گواہی دی شفاخانے میں انکو داخل کیا۔ مشائخ بغداد میں سے آپ تھے۔ ابو الحسن خوارزمی نے انکی شان میں کہا کہ اگر خدا کے لئے کوئی جہنم نہیں ہے تو سبب سبکی ضرور جہنم پیدا کریگا یعنی لوگوں نے انکو ایذا دی ہے انپر انکار کیا ہے واصل انکی تکفیر کی ہے اللہ تعالےٰ ان مخالفین کو ضرور جہنم میں ڈالیگا۔ اور اگر سبکی جنت میں داخل نہ ہونگے تو کوئی بھی نہ ہوگا۔

امام ابو بکر نابلسی رحمۃ اللہ علیہ باوجود یکہ علامہ فاضل زاہد اپنے طریقہ پر مستقیم تھے باوجود اس کے اہل مغرب نے بیڑیاں ڈالکر مغرب سے مصر کی طرف نکال دیا۔ بادشاہ کے پاس انپر شہادت دی انہوں نے اپنی بات سے رجوع نہ کیا بادشاہ نے حکم دیا کہ انکو قتل کر دو پھر کھال کھینچو۔ وہ بیچارے قرآن شریف پڑھتے جاتے تھے اور لوگ کاٹ رہے تھے

ابو القاسم نصر آبادی رحم کو باوجود صلاح و زہد و اتباع سنت کے بصرے سے نکال دیا انکے کلام و احوال کا انپر انکار کیا گیا پھر وہ بیت اللہ میں مرگئے۔ ہمارے اسلام میں ہے۔

امام غزالی رضہ کو کفر کا فتویٰ لگا دیا گیا۔ انکی تحریریں کتاب احیاء العلوم کو جلا دیا پھر اللہ تعالےٰ نے لوگوں پر انکو فتح دی۔ احیاء العلوم کو سونے کے پانی سے لکھا۔ قاضی عیاض ابن رشید

انکو سخت تکلیف دی۔ امام صاحب نے بددعا کی تو پیاس سے ایک حمام میں گر کر مرگیا۔ قاضی
کے شہر والوں نے دعویٰ کیا کہ وہ یہودی ہیں کیونکہ وہ ہفتے کے دن باہر نہیں نکلتے تھے۔ اور
کتاب شفاء تصنیف کیا کرتے تھے۔ مہدی نے بسبب بددعا کے انکو قتل کر دیا۔
شیخ ابو الحسن شاذلی رحمۃ کو صحرائی جماعت کے بادشاہ نے مغرب سے نکالا پھر بادشاہ اسکندریہ کو
لکھا کہ آپکے پاس ایک مغربی زندیق آنے والا ہے۔ اس کو اپنے بلاد سے نکالدو تم اسکی شان
سے بچو یہ جنگلوں میں بسے یہاں تک کہ یہ لوگوں کے ساتھ ان سالوں میں حج کے لئے گئے جن
میں کثرت قطاع الطریق کی وجہ سے حج موقوف ہو گیا تھا پھر یہ لوگ انکے معتقد ہو گئے
شیخ محی الدین عربی ابن عربی و شیخ عمر بن فارض رضی اللہ عنہما سے لوگ ہمیشہ منکر رہے ہیں
حضرت امام بخاری کو صرف اسلئے بادشاہ نے نکالدیا کہ امام صاحب نے بادشاہ کے گھر پر
جا کر انکی کلام پڑھانا منظور نہ کیا بلکہ کہا کہ لڑکا میرے مکان پر آکر علم حاصل کرے۔ اس
پر بادشاہ نے گھبرا کر انکو شہر بدر کر دیا۔
حضرت امام ابو حنیفہ حضرت امام مالک و حضرت امام شافعی و حضرت
امام احمد رضی اللہ عنہم پر اور انکے امثال پر جو بلائیں اور تکلیفیں گزریں۔ وہ مشہور
ہیں۔ حضرت مجدد الف ثانی کے ساتھ بعضوں نے کیسی کیسی شرارتیں کیں کہ گھر شریف سے
چاروں مذاہب کے مفتیوں نے بتیس فتوے انکے کفر کے لکھوائے۔ ان بزرگوں کو اس سے
کچھ ذلت نہ ہوئی کیونکہ وہ مجبور و مظلوم تھے۔ دیکھو ان ائمہ متقدمین اور متاخرین پر کیا کیا
تہمتیں لگائی گئیں کیسی کیسی افترا پردازیاں ہوئیں مگر سب جس مشن کو لیکر آئے۔ اللہ تعالیٰ
کی برکت سے اچھی طرح پورا کیا۔ پیرو انکے دین حق پر ثابت رہے۔ ایمان کو بچایا۔ اور مردار
دنیا کی طرف رغبت نہ کی۔ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں رسولوں کو مبعوث کرنے اور انکے
کے لوگوں کو مقابلہ کرنیکے حالات کو بیان فرما کر فرماتا ہے دیکھو جنھوں نے صادقوں کا
مقابلہ کیا۔ انکا نام و نشان نہیں رہا۔ اور پھر فرماتا ہے۔ ان مثالوں کو ہم لوگوں کے

واسطے بیان کرتے ہیں نہیں سمجھتے ہیں انکو مگر عالم لوگ

برادرانِ سلسلہ سے خطاب

پس اے احمدی برادران! اگر کسی کو کوئی ابتلا یا تکلیف پہنچے۔ تو اسے چاہیے کہ گھبراوے نہیں بلکہ قدم آگے بڑھاوے۔ میرا یہ ایمان ہے کہ آدمی بغیر ابتلا یا تکلیف کے مومن ہو ہی نہیں سکتا۔ اور نہ عبادت میں مزا آتا ہے۔ اللہ تعالے نے فرمایا ہے کیا ان لوگوں نے جو مسلمان ہوئے یہ خیال کیا ہے کہ بس اتنا ہی کہدینا کافی ہے کہ ہم ایمان لائے اور وہ آزمائے نہ جاوینگے سو بزرگوں جماعت بغیر موت بہشت نہیں ملتا۔ اصحاب کبار مندرجہ بالا سے سبق سیکھو صبر جو جزع و فزع کو راہ نہ دو صحبت الہی کا خیال رکھو۔ امام ہمام کی تعلیم پر چل کر صبر سے کو سے سبقت لیجاؤ۔ ان اللہ مع الصابرین کو پیش نظر رکھو۔ وجعلنا منھم ائمۃ یھدون بامرنا لما صبروا وکانوا بآیاتنا یوقنون کی پیشگوئیوں و وعدہ کو پورا ہوتے دیکھکر خوش ہو۔ اللہ تعالے نے صابروں کو خوشخبری یوں فرمائی ہے وبشر الصابرین الذین اذا اصابتھم مصیبۃ قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون اولئک علیھم صلوات من ربھم ورحمۃ واولئک ھم المھتدون (ترجمہ) خوشخبری سنا ثابت رہنے والوں کو جب انکو پہنچے کچھ مصیبت کہیں ہم اللہ تعالے کے مال ہیں اور ہمکو اسی کی طرف پھر جانا ہے ایسے لوگ انپر شاباشیاں ہیں انکی رب کی اور مہربانی

اگرچہ مخالفین نے حضرت مرزا صاحب مسیح موعود کو اور انکی جماعت کو تکلیفیں دینے میں کوئی کسر باقی نہیں رکھی اور بباعث ادا کرنے فضل حمیدہ جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے احمدیوں کو مسجدوں اور گاؤں و قصبوں اور شہروں سے از روئے حسد کے خود خارج کیا یا خارج کروایا تو ہمارے افسوس نہیں بلکہ جائے خوشی ہے اسواسطے کہ بسبب ادا کرنے انہیں افعال حمیدہ کے رسول پاک صلعم کے اصحاب میں سے بہتوں کو ستایا گیا تھا۔ آنحضرت صلعم اور اصحاب کبار کو مکہ شریف سے نکالدیا اور انکے بعد ان مندرجہ بالا بزرگوں و علماء و صالحین اولیاء کاملین پر جنکے چند نام تفصیل وار گذرے ہیں بباعث صادر ہونے کرامات و

افعال حسنہ کے بجز علمائے ندوہ نے کفر کے فتوے تصدیق کئے۔ اور بلا تحقیق اپنے علاقوں سے خارج کروا دیا۔ اب حسب سنت مذکورہ کے معلوم ہوا کہ جن لوگوں نے اس زمانہ میں حضرت محمد رسول اللہ کی سنت کو زندہ کیا۔ وہ لوگ بسبب ایسا کرنیکے بدبخت گمراہ کئے جاتے ہیں۔ اور بے عزت ہو رہے ہیں۔ انہوں نے ورثہ آنحضرت صلعم کا اور صحابہ کا حاصل کیا۔ اور جن لوگوں نے ان حضرات (احمدی صاحبان) کو تکلیفیں دیں۔ ستایا اور کفر کے فتوے لگائے اور مسجدوں سے اللہ کا ذکر کرنے سے روکا۔ انہوں نے نہایت ظلم از روئے قرآن شریف اپنی جانوں پر کیا۔

مخالفین کو خطاب معلوم ہووے کہ ثبوت ہو گیا ان باتوں کا یعنی جناب مرزا غلام احمد صاحب کا مسیح موعود ہونا۔ اور مسیح ناصری کا فوت ہونا قرآن اور احادیث سے اپنے ثبوت کو پہنچ چکا ہے۔ جو متلاشی حق ہوں۔ وہ امام علیہ السلام کی تصنیفات کو لیکر غور سے دل سے ضد کو چھوڑ کر عاقبت کا خیال کر کے مطالعہ فرماویں اور راہ مستقیم پر آویں۔ اے مخالفین مرزا صاحب ہمارا کوئی رشتہ تو نہیں تھی جو ورثہ میں ہم نے انکی بیعت کر لی ہو بلکہ محض للّٰہ سمجھ کر کہ اب زمانہ کو کسی آسمانی طاقت کی اسوقت ضرورت تھی اور پیدا ہو گئی عربی اور دوسرے وہ نشان جنہوں نے پیشگوئی کی تھی گذشتہ صدی میں جو دعوے کریگا۔ اسکو سلام کہنا اور اسوقت جو خاک میں پڑے ہونگے آسمان کے ستارہ کی مانند چمک اٹھینگے اسکو وہی پہچانینگے جو دانا ہونگے خدا را خوف خدا کرو۔ اور یوم الحساب سے ڈرو جس وقت تمہاری ان آنکھوں نے نظارہ انکو دیا ہے اتنی مدت تو تم نے مخالفت میں گذاری۔ سوائے شرم کے کچھ تمہیں نتیجہ حاصل نہ ہوا۔ ذرا آپ اب موافق بنکر بھی دیکھو کیسی دعائیں منظور ہوتی ہیں اور نشانوں کا ظہور کیسا ہوتا ہے۔ اگر آپ سچے دل سے کر مرزا صاحب کو مسیح موعود و مہدی مانو گے تو اس میں آپکا ہی فائدہ ہوگا۔ ورنہ وہ تو بیچارے فرض ادا کر کے اپنے محبوب کو جا ہی ملے ہیں۔ مانو گے نجات پاؤ گے۔ ورنہ انجام اچھا نہ ہوگا۔

خاتمہ دعا

بنا ایمان سے تیرے ہیں ہم ٭ مانتے ہیں یہ تیرا حق ہم
کرتے ہیں تصدیق امام کی ٭ راہ حق دکھلا گیا جو نور کی
ہم گواہی دیتے ہیں یہ سچا ہے ٭ کرتے پھرتے ہیں منادی وہ یہ
بس یہی تصدیق کرو دوستو ٭ یہی مکتوب کا ہے مطلب

سو اگر انکے زندہ وجود تک تمام بنی آدم انکی شریعت کے زیر سایہ ہوتے اور یہی سبب ہے کوئی
نبی بھی کافۂ ناس کے پاس نہیں بھیجا گیا اور صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ایک فرد ہیں
جو سب کے لئے مبعوث ہوئے۔ لہٰذا تمام نبیوں کی شریعتیں فی الاصل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی شریعت ہیں۔

(۹) کتاب مدارج السالکین فخر المحدثین امام ابن قیم شامی کے صفحہ ۲۶۳ جلد ۲ میں یہ حدیث یوں
درج ہے۔ لو کان موسیٰ و عیسیٰ علیہما السلام حیین لکانا من اتباعہ۔ یعنی اگر موسیٰ
اور عیسیٰ زندہ ہوتے تو ضرور اسکے اتباع میں داخل ہوتے۔

(۱۰) رسالہ بشارات احمدیہ مصنفہ مولوی سید علی حائری شیعی کے صفحہ ۲۲ پر لکھا ہو خود
آنحضرت فرمودہ است۔ لو کان موسیٰ و عیسیٰ فی حیوتہما لما وسعہما الا اتباعی یعنی
اگر موسیٰ و عیسیٰ در دنیا می بودند ممکن نبود ایشانرا مگر آنکہ متابعت میکردند

(۱۱) رسالہ براہین عسریہ میں جو بشارات احمدیہ کے حاشیہ پر درج ہے بصفحہ ۲۰۸ لکھا ہے
آنحضرت نے فرمایا ہے لو کان موسیٰ و عیسیٰ فی حیوتہما لما وسعہما الا اتباعی

(۱۲) شرح المواہب جلد ۶ صفحہ ۴۶۸ میں بھی یہ حدیث مذکورہ درج ہو (تحفہ بنارس صفحہ ۷۵)
جسکا مطلب یہ ہوکہ اگر آپکے زمانہ میں موسیٰ اور عیسیٰ زندہ ہوتے تو آپکے تابع ہوتے

(۱۳) امام محمد طاہر گجراتی مجمع البحار جلد ۱ صفحہ ۲۸۶ میں لکھتے ہیں

والاکثر ان عیسیٰ علیہ السلام لم یمت وقال مالک مات	اکثر کا خیال ہو کہ عیسیٰ علیہ السلام نہیں مرے مگر امام مالک فرماتے ہیں کہ عیسیٰ مرگئے۔

(۱۴) (۱۵) (۱۶) (۱۷) (۱۸) امام ابوحنیفہ اور انکے شاگرد امام محمد اور امام ابو یوسف نیز امام
شافعی اور امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ نے حضرت امام مالک سے اس مسئلہ میں مخالفت
نہیں کیا سکوت اختیار کیا۔ باوجودیکہ بہت سے ادنیٰ ادنیٰ مسائل میں اختلاف کیا ہے
چونکہ سکوت فی موضع البیان بیان کا حکم رکھتا ہے۔ اس سے ظاہر ہو کہ سب بزرگ اس مسئلہ

وفات مسیح بن امام مالک کے متفق ہیں

(۵) علامہ حافظ ابن قیم اپنی کتاب زاد المعاد مطبوعہ مطبع نظامی کے صفحہ ۱۰ میں لکھتے ہیں۔

واما ما یذکر عن المسیح انہ رفع الی السماء وله ثلث و ثلثون سنة فهذا لا یعرف له اثر متصل یجب المصیر الیه

یعنی مسیح کی نسبت جو یہ ذکر کیا جاتا ہے کہ وہ آسمان پر تینتیس برس کی عمر میں اٹھائے گئے اس بات میں کوئی نشان جس کی طرف رجوع واجب ہو پایا نہیں جاتا۔

اس سے صاف ظاہر ہے کہ امام ابن قیم اس بات کے قائل ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بجسم عنصری آسمان پر نہیں گئے اور مولوی ابراہیم وغیرہ جو یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ تینتیس برس کی عمر میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو فرشتے آسمان پر اٹھا لے گئے۔ اس بارہ میں کوئی نشان جس کی طرف ایک محقق کو توجہ کرنا واجب ہو پایا نہیں جاتا۔ پھر علامہ موصوف کتاب مذکور کے صفحہ ۳۰۱ میں لکھتے ہیں۔

عرج بذات روحه المقدسة حقيقة من غير اماتة ومن سواه لا ينال بذات روحه الصعود الى السماء الا بعد الموت والمفارقة فالانبياء انما استقرت ارواحهم هناك بعد مفارقة الابدان

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم روح پاک کے ساتھ فی الحقیقت معراج میں گئے اور زندہ ہی تھے اور آپ کے سوائے کسی شخص کی روح آسمان پر موت سے پہلے نہیں جا سکتی۔ اور تمام انبیاء کی روحیں بھی آسمان پر بعد موت و مفارقت بدن رہتی ہیں

(۶) حاشیہ جلالین مسمیٰ کمالین مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی کے صفحہ ۱۰۹ میں لکھا ہے۔

وتمسك ابن حزم بظاهر الاية وقال بموته

یعنی علامہ ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ نے ظاہر آیت پر تمسک پکڑا ہے اور کہا ہے کہ حضرت عیسیٰ مر گئے۔

(۲۱) روضۃ الصفا مطبوعہ مطبع نولکشور لکھنؤ جلد اول صفحہ ۱۳۰ میں لکھا ہے
در معارف صحیح مسطور است کہ سہ ساعت از روز گذشتہ بود کہ عیسیٰ مرفوع شد و بعد از چند روز از آسمان نزول کردہ حواریان را بمہمات نامزد نمود و باز بآسمان رفتہ حق تعالیٰ او را بمیرانید و بعد از سہ ساعت کہ از وفات او گذشت بازش حیات بخشید۔

(۲۲) نواب صدیق حسن خان صاحب بھوپالوی ترجمۃ القرآن جلد ۱ صفحہ ۱۰۳ میں لکھتے ہیں "سارے انبیاء جو حضرت سے پہلے تھے مر چکے ہیں"

(۲۳) شیخ اکبر حضرت محی الدین ابن عربی صاحب تحریر فرماتے ہیں۔

رفع عیسیٰ علیہ السلام اتصال روحہ عند المفارقۃ عن العالم السفلی بالعالم العلوی . . . و وجب نزولہ فی آخر الزمان ببدن آخر	یعنی عیسیٰ علیہ السلام کا رفع یہ ہوا کہ انکی روح عالم سفلی سے مفارقت کر کے عالم علوی کی طرف چلی گئی . . . وہ آخری زمانہ میں دوسرے بدن کے ساتھ تعلق پیدا کر کے نزول کریگا (یعنی بروزی طور پر)

(۲۴) علامہ زیاتی جو شیعوں میں سے نامور ہوئے ہیں آیہ کریمہ فلما توفیتنی کے متعلق فرماتے ہیں

و فی ہذہ الآیۃ دلالۃ علی انہ مات عیسیٰ و توفاہ ثم رفعہ اللہ	یعنی اس آیت سے یہ بات نکلتی ہے کہ اللہ نے حضرت عیسیٰ کو وفات دی اور انکی روح کو اپنی طرف اٹھالیا۔

(۲۵) اقتباس الانوار تصوف کی ایک مشہور کتاب ہے اسکے صفحہ ۵۲ میں لکھا ہے
اکثر صوفیہ کا مذہب ہے کہ مسیح موعود کا بروزی طور سے نزول ہوگا پس صاف ظاہر ہے کہ حضرت مسیح وفات پا چکے ہیں (مرسل مصطفیٰ)

(۲۶) حضرت علی ہجویری المعروف بہ داتا گنج بخش لاہوری کی کتاب کشف المحجوب میں لکھا ہے۔

"اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا ہے معراج کی رات میں آدم صفی اللہ کو اور یوسف صدیق کو اور موسیٰ کلیم اللہ اور ادریس علیم اور عیسیٰ روح اللہ اور ابراہیم خلیل اللہ کو آسمانوں میں دیکھا وہ روحوں کی صورت تھی۔ اور اگر روح عرض ہوتی تو اپنے آپ قائم نہ رہتی کشف المحجوب مترجم صفحہ (۳۲)

(۷) ملا الاسلام سعدی نے لکھا ہے

کہ رجوع عیسیٰ علیہ السلام عبارت از آمدن مسیح موعود علیہ السلام بروزکنند و نزول عیسیٰ ازیں بروزات دیگر غایۃ المقصود صفحہ (۳)

(۸) علامہ احمد مقری مغربی مالکی اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں۔

فی قوله علیه السلام یوشك ان ینزل ابن مریم فیکم واماکم منکم انما کان الامام منکم لئلا یتداخل الشبهة وجه لا نبی بعدی

یعنی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول پر کہ عنقریب ابن مریم تم میں نازل کریگا۔ اور وہ تم ہی میں سے ایک امام ہوگا یہ اس واسطے فرمایا کہ امام تم میں ہوگا کہ حدیث لا نبی بعدی کے بارہ میں کسی قسم کے شبہ کا خیال پیدا نہ ہو دیکھو تفسیر فتح العزیز جلد ۱ صفحہ (۸)

(۹) علامہ ابو العباس احمد بن یوسف بن احمد دمشقی اخبار الدول میں لکھتے ہیں

توفی الله تعالٰی عیسٰی ثلاث ساعات ثم رفعه الی السماء وهو قوله تعالٰی یا عیسٰی انی متوفیك ورافعك الی الآیة

یعنی اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ کو تین ساعت موت دی تھی پھر انکو آسمان پر اٹھایا اب قول خدا کا کہ اے عیسیٰ میں تجھ کو وفات دونگا اور پھر اٹھاؤنگا دیکھو اخبار الدول بحاشیہ تاریخ کامل ابن اثیر جلد اول صفحہ

(۱۰) تفسیر در منثور کے جزو دوم صفحہ ۲ سورۃ آل عمران کی ابتدائی آیات کی تفسیر میں لکھا ہے کہ عیسائیوں کا ایک گروہ حضرت رسول کریم صلعم کے پاس آیا تھا جو حضرت عیسیٰ ع کو خدا کہتے اور ابن اللہ مانتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ اللہ لا الہ الا ھو الحی القیوم

اللہ تو وہ ہے جو ہمیشہ زندہ ہے قائم بالذات ہے۔ اور حضرت عیسےٰ تو فوت ہو گئے۔ اور زائل ہو گئے وہ کیونکر خدا ہو سکتے ہیں۔ تفسیر کی اصل عبارت اس موقعہ پر اس طرح سے ہے۔ فقال الم اللہ لا الٰہ الا ھو الحی القیوم ای لیس معہ غیرہ شریک فی امرہ الحی الذی لا یموت وقد مات عیسٰی فی قولہم القیوم القائم علی سلطانہ لا یزول وقد زال عیسےٰ

(۲۱) تفسیر غرائب القرآن جلد ۳ صفحہ ۲۰۰ میں زیر آیت فلما توفیتنی لکھا ہے یعنی چوں میرانیدی مرا یعنی جب تو نے مجھے مار دیا۔

(۲۲) تفسیر معالم الاسرار جلد ۱ صفحہ ۲۰۰ میں زیر آیت فلما توفیتنی لکھا ہے یعنی چوں بمیرانیدی مرا یعنی جب تو نے مجھے موت دی۔

(۲۳) فقیہ ابو اللیث سمرقندی نے بستان ابو اللیث کے صفحہ ۲۰۰ میں حضرت مسیح کی عمر ۱۲۳ برس لکھی ہے۔

(۲۴) سید احمد خان صاحب مرحوم نے تہذیب الاخلاق جلد دوم کے صفحہ ۱۰۵ میں لکھا ہے کہ ان دنوں میں جناب مولوی محمد مسیح الزمان خان صاحب رئیس کاکوری علاقہ لکھنؤ کے کتبخانہ سے ایک تفسیر مسمی بہ کشف الاسرار ہمارے ہاتھ آئی۔ اسکے مصنف نے حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے متعلق زیر تفسیر آیت قولہم انا قتلنا المسیح کی وفات پیش شدہ وقعے ثابت کی ہے۔
(اسرار شریعت جلد ۲ صفحہ ۹۹)

(۲۵) حضرت ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب تفسیر طبری کے صفحہ ۳۰ جلد سوم میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق ایک روایت لکھی ہے جسکا ترجمہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔ ابن کریم انصاری کہتے ہیں کہ ہماری عورات میں سے ایک عورت نے جبل حیا پر جانے کی نذر مانی تھی۔ اسوجہ سے مجھے اسکے ساتھ اوپر جانیکا اتفاق ہوا جب ہم پہاڑ کی چوٹی پر پہنچے تو وہاں ایک بڑی عظیم الشان قبر دیکھی جس کے دونوں طرف سر و پاؤں کی جانب دو بڑے بڑے

پتھر بڑے تھے جن پر کچھ لکھا تھا۔ جو کوئی بھی اس کتبہ کو پڑھ نہ سکا۔ ان دونوں پتھروں کو بیٹے ساتھ اٹھا لیا اور اسوجہ سے کہ وہ پتھر بھاری تھے بیٹے ایک کتبہ کو اترتے ہوئے پہاڑی کے اوپر ہی پھینک دیا دوسرا کتبہ جو بیت المقدس سے لایا تھا بیٹے اپنے ہاں کے سریانی عالموں اور اسی طرح بعد ازاں اہل یمن کے زبور نویسوں کی خدمت میں پیش کیا۔ اور اسوجہ سے کہ ان میں سے اسکو کوئی نہ پڑھ سکا۔ وہ کتبہ ہمارے گھر میں کئی سال پڑا رہا۔ مدت کے بعد ہمارے یہاں ملک فارس کے چند اہل دولت آئے۔ باتوں ہی باتوں میں اس کتبہ کا ذکر آگیا۔ تو بیٹے انکو وہ کتبہ نکال کر دیا۔ انہوں نے بتایا کہ یہ ہمارے عیسیٰ ابن مریم رسول اللہ علیہ السلام کی قبر کا کتبہ ہے۔ جو جلاوطن بلاد میں رسول کرکے بھیجے گئے تھے۔ ان کے مرنے کے بعد انکو اس پہاڑ پر دفن کیا گیا۔ کتبہ پر وہ عبارت لکھی تھی "یہ حضرت عیسیٰ کی قبر ہے جو ان بلاد میں رسول بھیجے گئے تھے"

(۳۶) طبرانی میں حضرت فاطمۃ الزہرہ سے روایت ہے کہ عیسیٰ بن مریم عاش عشرین ومائۃ سنۃ یعنی حضرت عیسیٰ ابن مریم ۱۲۰ برس تک زندہ رہے (کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۱۲۰)

(۳۷) خاقانی لکھتے ہیں۔

کجا شد عیسیٰ مریم کہ مردہ زندہ میکرد ✦ سلیماں خود کجا رفت و کجا تخت سلیمانی
چو ختم انبیاء ہم رفت گو آخر کہ میماند ✦ بجز ذات مقدس قادر قیوم سبحانی

(۳۸) حلمی کہتے ہیں۔

آدم کہاں حوا کہاں مریم کہاں عیسیٰ گیا ✦ ہارون اور موسیٰ کہاں سب چل بسے کر کے غم

(۳۹) جمعہ کے خطبوں میں جو حسب ذیل اشعار پڑھے جاتے تھے۔ ان سے بھی حضرت مسیح کی وفات ثابت ہے۔

حضرت آدم نبی نیچے زمیں کے چل بسے ✦ نوح شہنشاہ عالم بھی یہاں سے چل بسے
یوسف و یعقوب و اسمٰعیل و اسحٰق خلیل ✦ اور سلیماں کہ انگشتری مہر والے چل بسے
ہود اور ادریس و یونس شیث و زکریا ✦ دعوت اسلام کر کے خضر و عیسیٰ چل بسے

حضرت عیسیٰ نبی دفن ہوں موسیٰ خاک میں ✦ لے کے تورات و زبور و انجیل ہی کو چل بسے
واسطے ان کے زمین آسماں پیدا ہوا ✦ جنت الفردوس میں لاعلم کہہ بیٹھا یہ

(۴۰) سید علی لاہوری اپنی کتاب غایت المقصود جلد ۱ صفحہ ۲۰ میں لکھتے ہیں

"و گفتہ شد کہ مراد از متوفیک ممیتک باشد پس اول زندہ شد صعود کرد لیکن در وقت آنجناب علیہ السلام نیز اختلاف کردند بعضے گفتند قبل الصعود کشتہ شد پس اول زندہ گردید و بعضے گفتند مردہ شد بآسمان رسید در مدۃ گردید و نیز اختلاف کردند کہ چند ساعت مرد پس بعضے گفتند سہ ساعت مرد پس اول زندہ گردید و بعضے گفتند تا ہفت ساعت مرد پس اول زندہ گردید و بعضے گفتند بعض روز زندہ گردید و جماعتے قائل شد کہ بغیر از مردن بآسمان رفت و آنجا رسیدہ مرد۔"

(ترجمہ) اور کہا گیا کہ مراد متوفیک سے ممیتک ہے۔ مسیح وفات پا کر پھر زندہ ہو گئے اور آسمان پر چلے گئے پھر قائلین وفات مسیح نے بھی اختلاف کیا ہے۔ بعض نے کہا آسمان پر اٹھائے جانے سے پہلے مر گئے پھر زندہ ہو گئے۔ بعض نے کہا وہ مردہ آسمان پر اٹھائے گئے۔ وہاں زندہ ہو گئے۔ اس میں بھی اختلاف کیا ہے کہ کتنی دیر تک مردہ رہے۔ بعض نے کہا تین ساعت مردہ رہے پھر زندہ ہو گئے۔ بعض نے کہا سات ساعت مردہ رہے پھر زندہ ہو گئے۔ بعض نے کہا مرتے ہی زندہ ہو گئے۔ اور ایک جماعت اس بات کی قائل ہے کہ بغیر مرنے کے آسمان پر چلے گئے اور آسمان پر پہنچ کر مر گئے۔

(۴۱) کتاب رد الشبہات مصنفہ مولوی عبد القادر مدراسی کے صفحہ ۳۰۴ میں لکھا ہے

"قول یہ ہے کہ اللہ نے عیسیٰ علیہ السلام کو تین ساعات یا تین روز موت دے کر بعدہٗ زندہ کر کے اپنی طرف اٹھا لیا۔ اور قول محمد بن اسحاق کہ سات ساعت تک موت دے کر پھر زندہ کر کے اپنی طرف اٹھا لیا جیسا کہ یہ دونوں قول تفسیر بغوی اور تفسیر کبیر وغیرہ میں لئے گئے ہیں۔"

(۴۲) حامد رضا بریلوی نے اپنی کتاب الصارم الربانی میں حضرت مسیح علیہ السلام کے متعلق تین مسئلے لکھے ہیں۔

مسئلہ اولیٰ یہ کہ نہ وہ قتل کئے گئے نہ سولی دیئے گئے بلکہ انکے رب جل وعلا نے انہیں مکر یہود عنود سے صاف و سلامت بچا کر آسمان پر اٹھا لیا اور انکی صورت دوسرے پر ڈالدی اھ

مسئلہ ثانیہ اس جناب رفعت مآب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قرب قیامت آسمان سے اترنا دنیا میں دوبارہ تشریف فرما ہوکر اس عہد کے مطابق جو اللہ عزوجل نے تمام انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام سے لیا ہے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی مدد کرنا صفحہ ۳۲

مسئلہ ثالثہ سیدنا روح اللہ صلوٰۃ اللہ تعالےٰ وسلامہ علیہ کی حیات اقول اسکے دو معنی ہیں ایک یہ کہ وہ اب زندہ ہیں یہ بھی مسائل قسم ثانی سے ہے جس میں مخالف منکر گمراہ کر اہلسنت کے نزدیک تمام انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام بحیات حقیقی زندہ ہیں ان کی موت صرف تصدیق وعدہ الٰہیہ کیلئے ایک آن کو ہوتی ہے پھر ہمیشہ حیات حقیقی ابدی پر آئمہ کرام نے اس مسئلہ کو محقق فرمادیا ہے۔ وقد فصلنا سیدنا الوالد المحقق وللہ ظلّلہ کتابہ سلطنۃ المصطفیٰ فی ملکوت کل الوریٰ دوسرے یہ کہ اب تک ان پر موت طاری نہیں ہوئی زندہ ہی آسمان پر اٹھائے گئے اور بعد نزول دنیا میں ۴۵ سال تشریف رکھکر بعد اتمام نصرت اسلام وفات پائینگے صفحہ ۳۳-۳۲

ناظرین! بریلوی مولوی صاحب نے مسئلہ ثالثہ کی تشریح کرتے ہوئے حیات مسیح کے مقدم معنی یہ بتائے ہیں کہ جس طرح تمام انبیاء علیہ السلام ایک آن واحد کے لئے فوت ہوکر پھر حیات ابدی پا گئے ہیں ائمہ کرام نے اس مسئلہ کو محقق فرمادیا ہے۔ اور بریلوی صاحب کے والد صاحب نے بھی بہت تفصیل کیساتھ لکھدیا ہے۔ پس وفات مسیح میں تو کچھ شک باقی نہیں رہا۔ ہاں ایک مشکل ضرور پیش آگئی۔ اور وہ یہ ہے کہ مصنف الصمصام الربانی کا رجحان اسی امر کی طرف ہے کہ مسیح فوت نہیں ہوئے ابتک زندہ ہیں۔ اور انکے والد ماجد کی تحقیق اسکے خلاف ہے پس اب عوام کالانعام کس کی بات کو مانیں مولوی صاحب کی یا ان کے والد صاحب کی؟

احمدیوں کیلئے ایک نادر موقعہ

رعایت! غیر معمولی رعایت!!

۲۰ دسمبر ۱۳ء سے ۱۰ جنوری ۱۴ء تک

نام کتب	قیمت اصل	قیمت رعایتی	خلاصہ مضمون
ادعیۃ الاحادیث	۱ر	[illegible]	احادیث کی وہ دعائیں جو مختلف مقامات و حالات کے مناسب رسول کریم صلعم نے فرمائیں
خادقوں کی روشنی	۳ر	۲ر	[illegible]
البرق	۲ر	ار	[illegible]
طبیب روحانی	[illegible]	ار	[illegible]
مرزا احمد بیگ والی پیشگوئی	ار	[illegible]	[illegible]
خصوصیات مسیح موعود	ار	[illegible]	[illegible]
فائل تشحیذ [illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

نام کتب	قیمت اصل	قیمت رعایتی	خلاصہ مضمون
تشحیذ جنوری ۱۲ء	۳ر	۲ر	حضرت مرزا صاحب کے امام مہدی ہونے کے دلائل
تشحیذ ماہ جولائی ۱۲ء	۳ر	۱ر	مرزا غلام احمد کے مسیح موعود ہونے کے دلائل (مکمل مضمون)
تشحیذ اگست ۱۲ء	۳ر	۲ر	صوم رمضان کے متعلق تمام مسائل بدلائل قرآن مجید و احادیث
تشحیذ ستمبر ۱۲ء	۳ر	۲ر	زلزلہ کی نسبت کی پیشگوئیاں جو مسیح موعود نے قبل از وقت کیں
تشحیذ اکتوبر ۱۲ء	۳ر	۲ر	"وہ نبی" آنحضرت صلعم کی پیشگوئیاں بائیبل میں جامع مضمون
تشحیذ نومبر ۱۲ء	۳ر	۲ر	عید اضحیٰ، قربانی کی فلاسفی اور اسکے مسائل
تشحیذ دسمبر ۱۲ء	۳ر	۲ر	مقبرہ بہشتی میں جو بزرگ دفن ہوئے ہیں ان کے حالات
تشحیذ فروری ۱۳ء	۳ر	۲ر	نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مختصر حالات اول سے آخر تک
تشحیذ مارچ ۱۳ء	۳ر	۲ر	ہستی باری تعالیٰ پر دس زبردست دلائل
تشحیذ جون ۱۳ء	۲ر	۱ر	تصدیق المسیح جس میں سلسلہ احمدیہ پر تمام موجودہ اعتراضوں کا نہایت مکمل جواب ہے
تشحیذ ستمبر ۱۳ء	عہ	۸ر	تمام قرآن مجید کی آیات پر نوٹ اور خود ان آیتوں کی صنعت

نام کتاب	قیمت اصل	قیمت رعایتی	خلاصہ مضمون
نغمۂ اکمل حصہ اول	[illegible]	[illegible]	حضرت خلیفۃ المسیح کی مدح میں اشعار
نغمۂ اکمل حصہ دوم	[illegible]	[illegible]	
ہدایات درباره مسئلہ	[illegible]	[illegible]	سوالات کے جواب میں احادیث نبوی کا ثبوت
کلام محمود	[illegible]	[illegible]	صاحبزادہ مرزا محمود احمد صاحب کا عارفانہ کلام
ضرورت زمانہ	[illegible]	[illegible]	اسلام پر جو اعتراضات عیسائیوں وغیرہ کی طرف سے کئے گئے ہیں ان کا مدلل جواب
محمد رسول اللہ	[illegible]	[illegible]	عیسائیوں کے ایک ٹریکٹ کا جواب
اسلام کی پہلی کتاب	[illegible]	[illegible]	سلسلہ احمدیہ کی صداقت پر [illegible] سوال جواب
چولا باباناک نمبر ۱	[illegible]	[illegible]	[illegible] باباناک کا مذہب اسلام ہونے کا ثبوت
چولا باباناک نمبر ۲	[illegible]	[illegible]	سردار [illegible] سنگھ کا لیکچر
معیار حق	[illegible]	[illegible]	[illegible] کی اشاعت [illegible]
ہسٹری آف انگلینڈ	[illegible]	[illegible]	اردو ترجمہ تاریخ انگلستان
تعلیم الاسلام	[illegible]	[illegible]	نور الدین کے جواب کا جواب
بجواب تہذیب الاسلام حصہ اول			
عمدۃ الاحکام	[illegible]	[illegible]	بخاری اور مسلم کی صحیح احادیث کا مجموعہ مع ترجمہ اردو با محاورہ و حواشی از حضرت امیر المومنین
حضرت اقدس کی پرانی تحریریں	[illegible]	[illegible]	نادر تحفہ
الاسماء الحسنیٰ	[illegible]	[illegible]	اللہ تعالیٰ کے اسماء کی تشریح [illegible]

نام کتاب	قیمت اصلی	قیمت رعایتی	خلاصہ مضمون
مکتوبات احمدیہ	[illegible]	[illegible]	حضرت مسیح موعود کے خطوط معارف وحقائق کا خزانہ تصوف کا گنجینہ
الموعظۃ الحسنہ	[illegible]	[illegible]	تفسیر سورۃ تبت عجیب وغریب مصنفہ اکمل امروہی
سلک مروارید	[illegible]	[illegible]	لڑکیوں کے پڑھانے کے لئے قصص کے رنگ میں تیرہ رسالہ
مجربات نورالدین حصہ اول	[illegible]	[illegible]	شاہی طبیب حکیم حاذق حضرت مولوی نورالدین
" " دوم	[illegible]	[illegible]	صاحب کے مجربات تینوں حصے نہایت مفید نسخے
" " سوم	[illegible]	[illegible]	نا موجود
تفسیر ترجمۃ القرآن پ ۲۳	[illegible]	[illegible]	کوئی نہیں بتا سکتا کہ آجکل ایسی تفسیر کی ضرورت ہے
" پ ۲۴	[illegible]	[illegible]	جس میں آیات کا ربط بتلایا گیا ہو اور جس میں اول
" پ ۲۵	[illegible]	[illegible]	ان کو اور لکھا گیا ہو جو قرآن مجید ہر آیت میں
" پ ۲۶	[illegible]	[illegible]	دعویٰ کر کے اسے پیش کرتا ہے اور جو دوسری
" پ ۲۷	[illegible]	[illegible]	آیتوں کو مجمل الفاظ کی اشارات کے ہے
" پ ۲۸	[illegible]	[illegible]	
تحفہ جلسہ سالانہ ۱۹۰۷ء	[illegible]	[illegible]	حضرت مسیح موعود علیہ السلام خلیفۃ المسیح مولوی عبدالکریم صاحب کی تقاریر کا مجموعہ جو نہایت اعلیٰ معارف حقائق کا گنجینہ ہے اور دوسرے
حقیقت نماز	[illegible]	[illegible]	جس میں نماز کی حقیقت اور اس کے متعلق ضروری مسائل

نام کتاب	صفحہ	قیمت	خلاصہ مضمون
التصریح	۲۰ر	۱۰ر	اس رسالہ میں [illegible] کی گئی ہے [illegible] آخر میں [illegible] ہمیشہ مقبول [illegible] بیان [illegible] کی گئی [illegible] کتاب [illegible] کی گئی ہے اسکے ساتھ ایک نہایت [illegible] بھی [illegible] شامل ہیں
رد چکڑالوی	٥٠	۴ر	چکڑالوی کا فتنہ اگرچہ [illegible] ہے مگر اسکا [illegible] بھی [illegible] ہی کافی ہے
نیر اسلام	۱۵	۳ر	آنحضرت صلعم کی بشارات بائبل میں
حق کا پرچار	۱۴	ار	حضرت مسیح کی آمد ثانی عیسائی مذہب پر تنقید
مسیح کی آمد ثانی			
بائبل کا پرچار	۱۴	شر	مذہبوں کو اسلام بانی اسلام کی ضرورت
مکاشفات	۱۴	۱۴ر	حضرت مسیح موعود کے تمام کشوف رویا الہامات کی تعبیر
البشریٰ	۱۴	۱۴ر	" " کے الہامات کی تشریح حصہ اول
آثار مبارکہ	ار	شر	" " کی ڈائری کا حصہ اول [illegible] کا مجموعہ
خطبات نور حصہ اول	۱۰	[illegible]	
حصہ دوم	۱۰		
حمائل شریف	[illegible]	[illegible]	خوشخط عربی سرکاری کتابوں کی طرز پر [illegible] کے ساتھ مفصل فہرست مضامین ہے
کسر صلیب	ار	شر	عقائد نصاریٰ کے رد میں [illegible] ضرور خریدیے

نام کتاب	قیمت اصل	قیمت رعایتی	خلاصہ مضمون
القاء ربانی	۸ر	۲ر	مرزا احمد بیگ والی پیشگوئی اور آیت لو تقول سے حضرت مسیح موعود کے صدق کی دلیل دی گئی ہے۔ نیز ابو احمد صاحب رحمانی کے تمام اعتراضوں کا جواب دیا گیا ہے ۱۲۲ صفحہ حجم ۲۰ پونڈ کاغذ
نشترِ عشق	۱ر	۱ر	[illegible]
ریاض انور	۱۲ر	۸ر	ماسٹر محمد علی صاحب [illegible] کے ترانے

یہ سب کتابیں دفتر تشحیذ الاذہان قادیان ضلع گورداسپور سے مل سکتی ہیں

(بقیہ صفحہ ۶۲۴)

اب آپ غور فرمائیے کہ ہمیں کو رسالہ کا ۱۱۷۵ (نقصان)

گیارہ سو پچھتر روپے

خریداروں کے ذمہ ہو۔ اگر خدا کا فضل شامل حال نہ ہو تو اس کا کیا انجام ہو سکتا ہو۔ اسلئے آپ سے التجا کی جاتی ہے کہ مہربانی فرما کر اپنے اپنے ذمہ کا بقایا عنایت فرماویں۔ جو مہربان ٹ۔ پکے ہیں وہ اپنے دوست احبابوں کو تحریک کریں کہ وہ بھی اپنا اپنا حساب بیباق فرمائیں۔ حقوق العباد احمدی اصحاب ادا کر لینگے تو پھر دنیا میں اور کونسی قوم ہے جسے یہ خیال ہو۔ ہمارے رسالہ میں کوئی نقص ہو تو آپ فرماویں اصلاح ہوگی نیز ہر صاحب رسالہ کی بہتری کو مد نظر رکھنے کے لئے کم از کم ایک خریدار ضرور مہیا کریں ہم ایسے خریدار کی خدمت میں ۱۰ رحضوری تک القرآن فی رمضان مفت نذر کرینگے۔ ممبران تشحیذ غور فرمائیں کہ انکا فرض رسالہ کو ترقی دینا تھا نہ کہ ساڑھے تین سو روپے کا بوجھ رسالہ پر ڈال دینا۔ اگر بقایا دار صرف ہر ماہ قسط کا التزام بھی کر لیں۔ تو بھی یہ بقایا ادا ہو سکتا ہے ۔ والسلام

رپورٹ تشحیذ الاذہان

بابت ۱۹۱۳ء

ہر طرح کی حمد اللہ تعالیٰ کو سزاوار ہے جس کے قبضہ قدرت میں ہر ذرہ جہاں کی مہار ہے
جس نے ہمیں توفیق بخشی اور تشحیذ الاذہان کا آٹھواں سال گذر کر نواں سال شروع ہوا۔ سال زیر رپورٹ میں حضرت
صاحبزادہ میاں محمود احمد صاحب ایدہ اللہ بنصرہ نے دلائل ہستی باری تعالیٰ پر ایک نہایت مکمل
مضمون لکھا جس میں آیات قرآنی سے اللہ تعالیٰ کی ہستی کو ثابت کیا گیا۔ اس مضمون میں
اس علم کلام سے مدد لی گئی ہے جو اللہ تعالیٰ جل شانہ نے چودھویں صدی کے امام ہمام
مسیح موعود علیہ السلام کو اپنی رحمت خاص سے مرحمت فرمایا۔ دوسرا مضمون آپ کا عظمت
مسیح پر ہے جس میں ان آیات کے صحیح معنے بتائے گئے ہیں جن سے غلط استدلال کرکے
پادری مسیح کی فوقیت جناب خیر الرسل پر ثابت کرتے ہیں۔ علاوہ ازیں ایک نمبر میں تقدس نبی
کے متعلق روایات کے علاوہ آنحضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے واقعات جمع کر دیئے گئے
ہیں۔ ایک نمبر میں مرزا احمد بیگ والی پیشگوئی پر نہایت جامع بحث کی گئی ہے۔ اور منظور اسلام
کے اخبار کا عکس چھاپا گیا ہے جس میں وہ حضرت مسیح موعود سے اپنی عقیدت ظاہر کرتے
ہیں۔ اور جس کی وجہ سے پیشگوئی کی رو سے معفو ہوا ہے۔ ایک نمبر میں سلسلہ عالیہ احمدیہ پر جو
اعتراض کئے جاتے ہیں۔ ان کے مفصل و مدلل جواب شائع کئے گئے ہیں۔ یہ نمبر صفحہ کا ختم ہوا ہو
اور اس میں کئی ایسے جواب اور دلائل ہیں جو اس سے پہلے احمدیہ لٹریچر میں نہیں آئے۔ ایک نمبر
میں تمام قرآن مجید کی آیات پر نوٹ دئے گئے ہیں گویا ایک مختصر سی تفسیر خریداران تشحیذ کو
مفت مل گئی ہے۔ علاوہ ازیں منشی غلام حسین صاحب کا [illegible] مضمون
ہوا۔ [illegible] کے متعلق بڑی قیمتی معلومات سے بھرے ہوئے مضامین دیئے۔ [illegible] ایک

ایک مضمون کتنی کی ضخیم کتاب کا خلاصہ ہے۔ سید صادق حسین صاحب نے شہادت القرآن مطبوعہ پر خوب ریویو فرمایا ہے۔ غرض ۱۲۰ صفحے کے ۱۲ نمبر بحیثیت مجموعی احباب کے لئے ایک نادر تحفہ ہیں۔ اور وہ ۲ روپیہ سالانہ کے عوض میں بالکل مفت ہیں۔ رسالہ کے تمام سال میں ۴۸۰ صفحات کی بجائے ۶۲۴ صفحے ہیں۔ بحمد خدا کے فضل سے رسالہ [illegible] ایسا مسیح نہیں [illegible] بتاریخ مقررہ [illegible] التزام [illegible] ہے۔ وھذا من فضل ربی [illegible] کام تھا۔

اب آپ نے [illegible] خریداران [illegible] کا [illegible] دسمبر [illegible] میں [illegible] جاتا ہے۔ اس سال کے نومبر میں اس سے ۱۲۵ کم گیا ہے۔ [illegible] خریدار کم [illegible] ہیں

ان کا حال ان نقشہ سے ہویدا ہے۔

خریداران	خریدار جنکے نام رسالہ جاری ہو اور بقایا واجب الوصول ہو	خریدار جنکے نام پچھلے سال کا بقایا ہے اور رسالہ جاری ہو	خریدار جنکے ذمہ [illegible] کا بقایا ہے اور رسالہ جاری ہے
	۱۵۶ خریدار	۴۱ خریدار	۱۱۳ خریدار
	۶۵۴ روپیہ - ۱۱ آنہ	۱۶۹ روپیہ - ۸ آنہ	۲۰۷ روپیہ
	میزان برسہ مدات ۳۱۰ خریدار	۸۳۱ روپیہ بقایا	
ممبران	ممبران جنکے نام رسالہ جاری ہو بوجہ بقایا [illegible]	ممبران جنکے ذمہ [illegible] سے [illegible] بقایا ہو رسالہ جاری ہو	ممبران جن کو [illegible] چندہ بقایا ہو رسالہ جاری ہو
	۳۸	۱۴	۸
	۲۰۸ روپیہ - ۸ آنہ	۱۱۲ روپیہ - ۱۴ آنہ	۲۲ روپیہ - ۱۲ آنہ
	میزان برسہ مدات ۶۰ ممبران	۳۴۴ - ۲ روپیہ بقایا	

کل میزان بقایا خریداران و ممبران تعداد ۳۷۰ { ۱۱۷۵ روپیہ - ۲ آنہ }

(دستخط) [illegible]

شرح اجرت اشتہارات

سال	چھماہ	تین ماہ
[illegible] صفحہ [illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible] [illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible] صفحہ [illegible]	[illegible]	[illegible]

[illegible] کی تقطیع پر مطابق قواعد ڈاکخانہ [illegible] دو ورق تک [illegible] کی تقسیم کر [illegible] فیصدی [illegible] زبان [illegible] قادیان [illegible] کے تحت فیصدی پر دو ورق [illegible] تعداد اشاعت جب تک رسالہ ایک پیسہ کے ٹکٹ میں جا سکے [illegible] نوٹ۔ اشتہار کا مضمون [illegible] منظوری [illegible] مینیجر کو اختیار ہو گا جب چاہے کوئی اشتہار [illegible] کے بقیہ [illegible] واپس کر سکے۔

تین چار سو صفحے

کی

ضخیم کتاب

[illegible] ایک کتاب لکھی [illegible] مسئلہ توحید و شرک، ملائکہ، کتب، رسل، قدر خیر و شر [illegible] کے بارہ میں احمدی عقائد بتفصیل دلائل و آیات و احادیث لکھے [illegible] حضرت مسیح ناصری کی وفات اور حضرت مسیح موعود کی صداقت پر [illegible] بحث کی اس کتاب کے متعلق اگر دو سو دوست پختہ وعدہ کر لیں کہ چھپنے پر ایک ایک روپیہ کا وی پی وصول کر لیں گے۔ تو میں چھپا سکتا ہوں +

الفضل قادیان

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۶۴

قیمت عہ	چھ مشہور دواؤں کا بکس	قیمت عہ

آزمائش کیلیے

آزمائش کیلئے

ڈاکٹر ایس کے برمن کی دوائیں گذشتہ ۳۰ سال سے تمام ہندوستان میں استعمال ہوتی رہی ہیں اسلئے قدیم خریدار کو مخاطب کرنیکی ضرورت نہیں لیکن صرف نئے صاحب کے لئے جو اشتہارات اور ادویات سے متنفر ہوگئے ہیں یقین دلانے اور صرف آزمائش کے لئے یہ مندرجہ ذیل چھ مشہور اور مجرب ادویات کا نمونہ بکس بنا ہے جس میں دوائیں اتنی کافی ہیں ہر ایک دوا میں کہ آزمائش پورے طور سے ہو سکتی ہیں۔ یہ چھ شیشوں میں بھری ہوئی خوبصورت کاغذ کے بکس میں بند رہتی ہیں جسکے ساتھ ایک حالات کی چھپی ہوئی کتاب اور استعمال ترکیب بھی رہتی ہے گھر والوں کے لئے بیحد ضروری ہے۔ اور سفر کی حالت میں بہت کام دیتی ہے تھوڑے خرچ میں ڈاکٹر ایس کے برمن کی خاص مفید دواؤں کا فائدہ ملتا ہے۔ اپنی خواہ دو سو کی تھوڑی ہی خرچ میں بہت بہتری ہو سکتی ہے۔ ہر ایک بڑی شیشی کے دام لگے ہیں

دواؤں کا نام

عرق کافور۔ ہیضہ اور گرمی کے دست کی ایک ہی دوا

دمہ کی دوا۔ دمہ کیسا ہی زور میں ہو فوراً دبا دیتی ہے۔

کولا ٹانک۔ ہر ایک کے لئے طاقت بڑھانیکی دوا۔

مقوی باہ کی گولیاں جیسا نام ویسا فائدہ

جلاب کی گولیاں۔ شب کو سوتے وقت کھانے سے صبح کو خلاصہ اجابت ہوتا ہے

عرق پودینہ سبز۔ درد شکم و بدہضمی کی دوا۔ پوری حالت مع قیمت بلا قیمت طلب کر کے دیکھئے۔ دوائیں ہر جگہ دواخانوں یا دوا فروشوں سے مل سکتی ہیں ورنہ کارخانہ سے طلب کیجئے

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵ و ۶ تارا چند دت اسٹریٹ کلکتہ